

منظر اربعہ حضرت
ولی امیر

تحریر علی حضرت

ولی سرائق و غریط المناق

(الطاری الدیاری المہجرات عبدالبہاری)

شہزاد گار علی حضرت

کی نظر — اور

مظہر علی حضرت

حضور مجتہد الاسلام علامہ شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ

بُجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں ایک نعمت
حضرت مریدنا حضرت علی خان صاحب بھی ہیں۔

تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ الغفرہ

”جو کام ڈیڑھ سو مولوی مل کر نہ کر سکے وہ تنہا مولانا حضرت علی خان صاحب نے کر دیا۔“

پیشکش: حضرت مولانا محمد شاکر رضا خان شیخ بہار مولوی تلمیذ مولانا مولانا

اکابرین و صاحبزین کی نظر اور نگاہیں حضرت

حضرت ملک العلماء

اور ————— امام احمد رضا علیہ الرحمہ

عالمی دین و ملت — اہل و باہیت — ناصر مکتب — کامر بدعت —

نمودہ شدت حضرت علامہ اعلیٰ حضرت — مولانا مولوی — ابو الفتح

محمد بن محمد بن علی بن قاضی و قاضی —

ہندوستان کا ایک عظیم فقیہ

اور ————— شہیدیت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

کامر بدعت و شہیدیت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اس تیرہ کی دولت ہو نقصان ظہیر پشی و سبکی تکانی ناسن ہے — دینا شاہ ہے کہ

آپ حق کئے میں کسی سے ڈرے اور بے نہیں، فضل کمال کا یہ عالم کہ مذہب افیل

تک کی کتابیں نوک زبان پر — میدان بحث میں آپ کا بڑے سے بڑا

زبان اور عزت و شہادت —

غزالی دہان کاتلم

اور ————— اکابر حضرت کا مکتبہ اشراک

غزالی دہان حضرت کا مکتبہ اشراک

”علم و عمل، زہد و تقویٰ، محبت کی مسلک غرض ہر امت بار سے امام ملت ظہیر

(شیر بیشہ سنت) کا وجود مقدس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مظہر امام تھا —

دینا کئے ہر ملت میں اب کوئی ہستی ایسی نظر نہیں آتی جو آپ کی کوہ پورا کرے —

حضرت حافظ ملت علامہ الشاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمة والرضوان

اور حضور مطہر اعلیٰ حضرت

حائمی سنت، اجماع، سکر شکرین، سلطان المقررین، امام المناظرین، شہید ملت حضرت شیر بیشہ اہلسنت الحاج مولانا الشاہ ابوالفتح محمد شمس علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کی شخصیت دنیا کے اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شان امتیاز رکھتی تھی جس نے گورستانِ ولایت میں سنا کر دیا، گلستانِ ولایت تاراج کر دیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے سوناؤں کو آپ سے خطاب کی تاب نہ تھی، نجد کے بڑے بڑے وقادار اور منظور نظر اس شیر سنت کے نام سے کانپتے اور لرزتے تھے، ہند کی شخصیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتہ پانی ہوتا تھا

قصرِ نبیؐ ملے جس کی لکار سے اس شیرِ سنت پر لاکھوں سلام

حضرت علامہ مفتی عماد الدین صاحب قبلہ قادری جمالی مفتی اعظم سنبھل

اور حضور شیر بیشہ اہلسنت

”میرا دل و دماغ و عدل و انصاف یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے یہ وہی بندہ ہے جسکی بابت امام اہلسنت نے اپنی آخری وصیت میں جزم فرمایا تھا کہ ”اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے کسی بندے کو کھڑا کرے گا“

اہل سنت کا سہارا ہند میں بدرِ رضا

ہے ہمارا ہی پیا حشمتِ علیناں قادری

از قطبِ راہِ نور حضرت سید چندہ حسینی حقانی اثر فی علیہ الرحمۃ

خانقاہ شمسہ اشرفیہ لاہور کرناٹک

شرفِ انتاب

افقِ اسلام پر ہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکنے والے اصحابِ کالنجوم کا
کاحِ بلورہ دکھانے والے

یہ عنی

گلبنِ رضویت، جانشینِ علیحضرت، حامیِ سنت، ماحیِ نجدیت، قاطعِ وہابیت، حجتہ الاسلام
شیخ الانام حضرت علامہ الشاہ محمد رحمان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی نور اللہ
مرتدہ و طاب ثراہ

و

تاجدارِ اہلسنت، نوبہارِ طریقت، پاسبانِ شریعت، نورِ حدیثِ امامت اہلسنت، گل گزارِ رضویت
مفتی اعظم، ہم شہیدِ غوث اعظم، حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ و ادبی
برکاتی رضوی قدس سرہ الاقدس بالفیوض والبرکات والامن علینا وعلی سائر اہل السنن

اُنے بارگاہِ اجدادِ قدس میں کیے

سکرمایہ افتخار، فقہی خزانہ

منسوبِ عقیقہ

گر قبولِ افتد زہ غزو شرف!

محمد ادریس رضا خاں مفتی رضوی برکاتی قادری

استاذ عالیہ شمشہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	شرف انساب	۶
	عکس تحریر	۷
۴۲	فاتحہ برکات و حضور علیہ السلام حضرت شہریشہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان	۴۲
۴۶	ابتدائیہ	۴۶
۵۳	مقدمہ	۵۳
	کتاب الایمان	
۱	جن مقدس مردوں کے اصحاب علیہ السلام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نمودار منتقل ہوتا رہا	۷۱
۲	حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رشید احمد گنگوہی کا بہتان	۷۲
۳	فقہ اکبر کی عبارت پر حضرت علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ کا قول	۷۲
۴	فقہ اکبر کی عبارت کے بارے میں حضرت علامہ سید احمد طوطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تردید	۷۳
۵	فقہ اکبر کی عبارت پر علامہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق	۷۳
۶	والدین کریمین سے متعلق حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی وضاحت	۷۴
۷	فقہ اکبر کی عبارت پر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی تحقیق	۷۶
۸	والدین کریمین کی نجات نہایت کرنے میں علماء کے تین مسلک	۷۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۹	حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایمان افروز صراحت	۸۰
۱۰	ابوین کریمین کے مومن موجد ناجی غنئی مفلح گذرنے کے بارے میں حضرت شیر بیشہ المہنتی منظر اعلیٰ حضرت	۸۱
۱۱	علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایمان افروز جواب	۸۱
۱۱	حضرت علامہ طحطاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر کہ اس بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ سبحانہ	۸۱
۱۲	و تعالیٰ نے ان کو کفر سے محفوظ رکھا اور اس میں فرق آنا توہین ہے	۸۱
۱۲	گنگوہی کا قول توہین و عداوت سے ناشی ہے لہذا کفر واضح ہے	۸۱
۱۳	حالات مبارکہ کو بھی بہ نیت توہین ذکر کرنا کفر ہے	۸۲
۱۴	اللہ رب العزت نے اپنے فضل و کرم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا	۸۳
۱۵	جس طرح اللہ رب العالمین کی صفت ربوبیت تمام عالمین کو محیط ہے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۵
۱۶	و سلم کی صفت رحمت بھی تمام عالمین کو محیط ہے	۸۵
۱۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایماندار کے ساتھ اسکی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں	۸۶
۱۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل رفیعہ سے جہن کی بنا پر جو شخص اس عقیدہ حقہ متہدسہ	۸۶
۱۸	کا انکار کرے وہ کافر ہے	۸۸
۱۸	اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم عطا فرمایا قرآن حدیث میں بشمار دلائل برہین و اورد	۸۸
۱۹	دیو بندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر گئی نے شاکم امدادیہ میں انبیاء و اولیاء	۸۸
۲۰	کیلئے بھی مغیبات کا ادراک تحریر فرمایا	۸۸
۲۰	و ہابی دھرم میں وہابیوں نے اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی عالم غیب ماننے کے عوض	۸۸
۲۱	مشرک گردانا	۸۹
۲۱	اللہ جل شانہ نے اپنے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر فرمایا ہے	۸۹
۲۲	و ہابیوں دیو بندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۹
۲۳	کو حاضر و ناظر مانا	۸۹
۲۳	دیو بندیوں کے دھرم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک	۸۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	ہے لہذا مولوی قائم نالو تو ہی بھی اپنے دھرم پر کافر مشرک ہو گئے، سارے وہابی اپنا پیشوا مان کر سب وہابی بھی مشرک ہوئے	۸۹۱
۲۲	اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب منظر اتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جائید بشریت سے بلبوس دنیا میں جلوہ گر فرمایا	۸۹۱
۲۵	اکابر دیوبندیہ اپنے کفریات کی وجہ سے شرعاً کافر مرتد ہیں۔ جو ان کے کفری عقیدے پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان سمجھے یا کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے	۹۰
۲۶	جو نام اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن وحدیث میں نہیں آئے نہ ائمہ اسلام نے ان کی تلقین بالقبول کی ایسے ناموں کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر جائز نہیں	۹۱
۲۷	اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ حاضر و ناظر	۹۲
۲۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اسکو مشمل اپنی تعقیلی کے دیکھ رہے ہیں	۹۳
۲۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا ثبوت	۹۳
۳۰	جس مولوی کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا شرک ہے وہ خود مشرک کافر مرتد ہے	۹۳
۳۱	وہابی دیوبندی عقیدہ رکھنے والے مولوی کو مدرسہ میں رکھنا حرام ہے	۹۳
۳۲	جس مدرسے میں وہابی دیوبندی مرتد مولوی ہوں ان میں چندہ دنیا حرام ہے، ان سے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا حرام	۹۳
۳۳	کسی بات کی تصدیق میں واللہ اعلم ورسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا کیسا ہے	۹۴
۳۴	ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں	۹۵
۳۵	علم غیب عطائی مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو اور حضرات اولیائے کرام کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے محبوب امام الانبیاء کی وساطت سے حاصل ہے	۹۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۹۶	اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے بندوں کو نفع نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے۔	۳۶
۹۷	اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اس کا محبوب بندہ سمجھ کر ان سے بددعا مانگنا جائز ہے۔	۳۷
۹۸	شیخ سدو کے نام کا بکرا اور حضرت سید اٹلیہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا مٹنا جبکہ وقت ذبح بسم اللہ اکبر کہہ کر کسی مسلمان نے ذبح کیا حلال ہے۔	۳۸
۹۹	دہابیوں کے عقیدے کے مطابق دہابیوں کی نماز سنی بریلویوں کی اقتدار میں درست ہے۔	۳۹
۱۰۰	دہابید و یانہ کی ان کتابوں کے حوالے جن میں علم غیب کا انکار کیا ہے۔	۴۰
۱۰۱	مولوی کفایت اللہ کی کتاب تعلیم الاسلام حصہ چہارم میں لکھی ہوئی کفری عبارت۔	۴۱
۱۰۲	مولوی عبدالشکور کاکوروی نے نبی کے غیب دانی ماننے والوں کو کافر کہا۔	۴۲
۱۰۳	مولوی عبدالشکور کاکوروی کا اپنی کتاب "تحفہ لائٹانی برکے فقہ رضا خانی" میں یہ گمراہ کن عقیدہ بیان کرنا کہ تو شخص اللہ و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو گواہ قرار دے کر نکاح کرے تو جائز نہیں وہ کافر ہے۔	۴۳
۱۰۴	غیر متعلقہ کافر یہ عقیدہ علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق۔	۴۴
۱۰۵	اسمعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخیاں۔	۴۵
۱۰۶	دہابیوں و یونانیوں نے اپنے ناپاک کفری عقائد میں تمام مومنین علمائے کرام و اولیائے عظام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شرک و کفر کے نت نئے نرائے انداز میں فتوے برپائے۔	۴۶
۱۰۷	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں دہابیہ زمانہ پلہ رشد ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا عقیدہ علم غیب سے متعلق دہابیوں کیلئے نازیبانہ۔	۴۷
۱۰۸	امام الطریقۃ النسیبند یہ حضرت خواجہ بہاء الحق والدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ وغیرہ کا علم غیب سے متعلق عقیدہ حقہ۔	۴۸
۱۰۹	اولیائے کرام کی نظر میں تمام روئے زمین ایک ناخن کے مثل ہے۔	۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۰	جب اولیائے کاملین عارفان حق مقام حق تک پہنچتے ہیں تو ہر چیز ان پر روشن ہو جاتی ہے۔	۱۱۰
۵۱	اللہ عز و جل انبیاء و رسل و ملک و بشر میں جسے پسند فرماتا ہے اسکو غیب خاصہ پر مطلع فرمادیتا ہے۔	۱۱۱
۵۲	ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔	۱۱۲
۵۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شخص کے ایمان کے درجات اور اس کی کیفیت سے آگاہ ہیں۔	۱۱۳
۵۴	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امتیوں کے ہر اچھے بُرے اعمال سے بھی مطلع ہیں۔	۱۱۳
۵۵	حضرت محدث عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی میں ان دیباہ کی ساری کتابوں میں جو کفریات ہیں سب کا پوسٹ مارٹم کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔	۱۱۴
۵۶	دہابیوں کے پیر مغال مولوی اسماعیل دہلوی کی تضاد بیانی اور آسمانوں کے حالات معلوم کرنے اور لوح محفوظ دیکھنے کیلئے یا حجتی یا قیوم کا وظیفہ بتانا۔	۱۱۴
۵۷	امام الوہاب بیہ مولوی اسماعیل نے قبروں کے حالات معلوم کرنے کے لئے وظیفہ بتایا اور اپنے عقائد کی دھجیاں بکھیر دیں۔	۱۱۵
۵۸	مولوی اسماعیل دہلوی کی کور باطنی کہ اپنے پیر جی کیلئے تو کشف مانے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب نہ مانے۔	۱۱۶
۵۹	امام الوہاب بیہ اپنے ہی شریک جال کا شکار ہو گیا۔	۱۱۷
۶۰	حضرت سیدنا مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا اولیائے کرام کے علم سے متعلق مبارک قول۔	۱۱۸
۶۱	انبیاء و اولیاء و اہل حق کے علم غیب سے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ۔	۱۱۹
۶۲	مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے پیر حاجی امداد اللہ سے اختلاف کرنا۔	۱۲۰
۶۳	مولوی قاسم نانوتوی بھی علوم اولین و آخرین کو علوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جمع مان کر دہابہ دھرم کے مطابق کافر ہوئے۔	۱۲۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۲۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے متعلق مولوی قاسم نانوتوی کی عیادہ	۶۴
۱۲۱	قصائد بیانی	
۱۲۲	نانوتوی جی دوبارہ حاضر و ناظر مان کر دیوبندی دھرم میں کافر و مشرک	۶۵
۱۲۲	نانوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کو ذاتی اور دوسرے انبیاء کرام	۶۶
۱۲۲	علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے عرضی مانتے ہیں	
۱۲۲	حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی بالذات اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام	۶۷
۱۲۳	کو نبی بالعرض لکھا، نانوتوی جی کی بولکھلاہٹ	
۱۲۴	مولوی رشید احمد گنگوہی مریدین کیلئے پیر جی حاضر و ناظر مان کر تقویۃ الایمانی دھرم پر	۶۸
۱۲۵	خود کافر ہو گئے	
۱۲۶	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر آن مشاہدہ غیب فرماتے والے، تقویۃ الایمانی دھرم کے	۶۹
۱۲۶	خلاف مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر	
۱۲۶	مولوی رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان	۷۰
۱۲۶	کر خود اور سارے دیوبانی ان کو اپنا پیشوا مان کر کافر و مشرک ہوئے	
۱۲۷	مولوی گنگوہی و انبیٹھی کے نزدیک اولیائے کرام کو کشف حاصل ہے اور حضور اقدس	۷۱
۱۲۷	امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کشف حاصل نہیں	
۱۲۷	براہمنین قاطعہ میں شیطان و ملک الموت کے علم کے ساتھ ذکر کر کے علوم ملک الموت کو	۷۲
۱۲۷	بھی ذیل ثابت کر دیا	
۱۲۸	اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم ذاتی ہو تو صرف اندیشہ کفر ہے، کفر نہیں۔ رشید احمد گنگوہی کا	۷۳
۱۲۸	مستوی	
۱۲۸	عقائد دہیب کے وہ کفری جال جس کی گتھیوں میں سب دیوبندی لپھے ہوئے ہیں	۷۴
۱۲۹	دیوبانی تو حید مشکل رہا کے ہے	۷۵
۱۲۹	حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں کو قلم کے علوم بھی ایسے ہیں، مان کر مولوی	۷۶

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۷۷	اشرف علی تھانوی تقویۃ الایمانی دھرم میں کافر و مشرک تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوبات قلم و مکتوبات لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ	۱۳۰
۷۸	تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک فکر و ماہیہ اشرف علی تھانوی نے اپنے واپائی دھرم کے خلاف رسل و اولیاء کو غیب کی خبریں دینے	۱۳۱
۷۹	وہا بتایا مولوی اشرف علی تھانوی کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں۔ مگر ان	۱۳۱
۸۰	کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب شریعین و معتقدین کیلئے حاضر و ناظر مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے نام سے چھپی کتاب میں اشرف علی نے علم غیب بھی ثابت کیا اور	۱۳۲
۸۱	عالم غیب کیلئے ناجائز بھی بتایا دیوبندی گنتی جن میں پیشوایان و ماہرین ہی الجو گئے	۱۳۲
۸۲	مولوی عبدالشکور کاکوروی نے مولوی اشرف علی تھانوی کی وکالت کرتے ہوئے علم غیب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باطل کلیہ انکار کر دیا	۱۳۵
۸۳	مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے قول پر تھانوی جی و کاکوروی دونوں کافر اور ان دونوں کے نزدیک در بھنگی جی کافر	۱۳۵
۸۴	مولوی خلیل احمد انبہٹی کی کتاب المہند جس پر سچ ہیں واپائی مولویوں کی تصدیق ہے اس میں علم اولین و آخرین کا اقران تقویۃ الایمانی دھرم پر سب کافر و مشرک	۱۳۶
۸۵	مولوی حسین احمد کی کتاب الشہاب الثاقب مولوی عبدالشکور کاکوروی کا اپنی ہی دو کتابوں میں سے ایک کتاب میں علم کا اقرار، دوسری	۱۳۷
۸۶	میں اسی کا انکار خیر مقلدوں کے شیخ الکل مولوی شتار اللہ امرتسری نے اپنے رسالہ علم غیب کا فیصلہ میں	۱۳۸
۸۷	تقویۃ الایمانی دھرم سے اختلاف کیا مولوی شتار اللہ امرتسری نے تمام مولویان و ماہرین پر لعنت کی اور سب کو ملعون کہا	۱۴۰
۸۸		۱۴۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۸۹	وہابی مولوی عبدالحی کفایتی کا مسئلہ علم غیب کے بارے میں کہیں اقرار کہیں انکار	۱۴۱
۹۰	وہابی دھرم کے پرچارک غلام محمد رائدیری نے اپنی کتاب میں انکار علم غیب کیا اور ساتھ ہی ایک فتوے میں علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اثبات بھی شامل کیا	۱۴۲
۹۱	دیوبندیت کے ملعون چہرے کا گھونگھٹ	۱۴۳
۹۲	مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں خدا کے علم غیب کا انکار بھی کیا	۱۴۴
۹۳	اشرف علی تھانوی کا خدا کے علم غیب ذاتی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عطائی دونوں سے انکار	۱۴۴
۹۴	دیوبندی کفر و شرک کی مشین	۱۴۵

کتاب الاذان

۹۵	جمعہ میں اذان ثانی (خطبہ کی اذان) کہاں ہونا چاہئے	۱۴۹
۹۶	اذان ثانی میں اسم رسالت پر انگوٹھے چومنے کا حکم	۱۵۰
۹۷	اقامت شروع ہونے سے پیشتر تسبیح صفوف کا حکم	۱۵۳
۹۸	اذان خطبہ میں مؤذن کیلئے محاذات خطیب کی وضاحت	۱۵۷
۹۹	خطیب کا خطبہ کیلئے محراب میں کس جانب کھڑے ہونا سنت ہے	۱۵۷
۱۰۰	بزرگان دین جو بزرگان دین ہوئے وہ اتباع احکام شریعت ہی کے صدقے میں ہوئے	۱۵۸
۱۰۱	رب تبارک و تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا	۱۵۹
۱۰۲	اللہ تبارک و تعالیٰ زمان و مکان، جسم و جہانیاں سے مطلقاً پاک و منزه ہے	۱۶۰

کتاب الصلوٰۃ

۱۰۳	حریم شریفین میں بدعتیہ امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا حکم	۱۶۲
-----	--	-----

القول الزہر فی الاقتداء بلا وڈ اسپیکر

۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۱۰۵-۱۰۴	قرع اور قلع کسے کہتے ہیں۔ آواز کی تعریف کیا ہے	۱۶۵
۱۰۶	ہر شئی کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے	۱۶۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۶۶	کانوں سے آواز کس طرح سنائی دیتی ہے	۱۰۷
۱۶۷	آواز کندہ کی موت کے بعد بھی آواز باقی رہ سکتی ہے	۱۰۸
۱۶۷	کیا صدائے بازگشت سے سامع یا قاری پر سجدہ واجب ہے	۱۰۹
۱۶۷	وہ سامع جس نے قاری کی آواز تو نہ سنی مگر اُسکی صدائے بازگشت کو سنا تو اس پر سجدہ واجب کیا نہیں	۱۱۰
۱۶۷	تموج اول سے کس طرح متکلیف ہو کر صدائے تکمیل آتی ہے	۱۱۱
۱۶۸	گنبد وغیرہ سے صدائے لاوڈ اسپیکر سے دونوں برابر ہیں	۱۱۲
۱۶۹	صرف محسوس ہو کر لاوڈ اسپیکر کی آواز اصل آواز متکلیف ہے	۱۱۳
۱۷۰	لاوڈ اسپیکر کی آواز سن کر اُسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھنا	۱۱۴
۱۷۰	امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچنے پر بھی مقتدیوں کا خاموش رہنا استماع کے قائم مقام	۱۱۵
۱۷۱	خطبہ کا مقصود اصلی ذکر الہی ہے	۱۱۶
۱۷۱	وعظ کا مقصود اصلی	۱۱۷
۱۷۳	لاوڈ اسپیکر کی صدائیں اس کی اقتدار کرنے والا نماز میں قطعاً داخل نہیں	۱۱۸
باب احکام مسجد		
۱۷۴	مسجد سے متعلق استیجاب خانے صرف نمازیوں کے استعمال کیلئے ہیں عوام کیلئے نہیں	۱۱۹
۱۷۴	مستثنیٰ کی مسجد میں غیر سنتی اور کسی دیگر فرقوں کے کلمہ گو کو بھی کچھ حق نہیں، ان کا سنتی مسجد میں جانا، نماز پڑھنا	۱۲۰
۱۷۴	بد مذہب اور گمراہ سے ملاقات ہو تو سلام نہ کرو	۱۲۱
۱۷۵	مساجد اہلسنت میں مرتدین کو نماز پڑھنے کی اجازت دینا	۱۲۲
۱۷۵	مساجد اہلسنت کی کسی بھی چیز کے استعمال کی اجازت مرتد بد مذہب کو دینا	۱۲۳
۱۷۶	وہابی، دیوبندی، رافضی، آغا خانی، قادیانی، نیچری سب کا فر مرتد ہیں	۱۲۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۷۵	محفل میلادِ اقدس میں قیامِ مستحب ہے اور اس سے انکار کرنا اور باز رہنا کفار و کافرات	
۱۷۷	مردین دیوبندیہ کا شعار ہے	
۱۷۸	دیوبندیہ و یانہ کے عقائد باطلہ سے متعلق	
۱۷۹	دیوبندیہ و یانہ جب قیامِ تعظیمی کے انکاری ہوئے تو سنی مسلمانوں پر محفل میلادِ اقدس میں قیامِ تعظیمی	
۱۸۰	محفل میلادِ مقدس کا ثبوت کیا قرآن و حدیث میں بھی ہے	
۱۸۱	تمام انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے مبارک زمانوں میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس اپنی مخلوق میں مناتے رہے	
۱۸۲	حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلادِ اقدس کا تذکرہ کرنا	
۱۸۳	اللہ رب العزت جل شانہ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو اپنی مخلوق میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد و نام کے میلادِ اقدس کے چرچا کرنے کا حکم دیا	
۱۸۴	صحابہ کرام و اہلبیت عظام و تابعین زوی الاحترام و تبع تابعین مجتہدین اعلامِ محدثین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہر قرن ہر زمانے میں مسلمانوں کے جلسوں میں اہتمام و احترام کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس مناتے رہے	
۱۸۵	بدعت کسے کہتے ہیں	
۱۸۶	مجلس مولودِ محبت رسول علیہ السلام کا ذریعہ	
۱۸۷	انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر گناہوں کا کفار و کافرات	
۱۸۸	اگر مستحسن و بدعت صحت	
۱۸۹	قرآنِ عظیم میں اعزاب لگانا	
۱۹۰	اگر بدعت اصول و قواعد شرعیہ کی رو سے اچھی سمجھی جائے تو	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۸۸	اقسام بدعت	۱۲۹
۱۸۸	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے	۱۳۰
۱۸۹	جس خاص طریقے کی برائی یا تخصیص شرع مطہر سے ثابت ہو جائیگی تو	۱۳۱
۱۹۱	مجلس میلاد اقدس کس کو کہتے ہیں	۱۳۲
۱۹۲	زینت و آرائش اور پاکیزہ و حلال روزیاں دنیا میں یومین کیلئے ہیں اور آخرت میں بالخصوص	۱۳۳
۱۹۲	مؤمنین ہی کے لئے ہیں	۱۳۴
۱۹۳	اللہ کے دلوں سے کیا مراد ہے	۱۳۵
۱۹۳	محفل میلاد شریف کیلئے اشتہار دے کر دن متعین کر کے اعلان کرنا	۱۳۶
۱۹۳	واقعات مبارکہ و حالات متعجب بیان کرنا۔	۱۳۷
۱۹۵	محفل میلاد اقدس میں قیام تنظیم کا ثبوت قرآن عظیم سے	۱۳۸
۱۹۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں قرآن عظیم سے ثابت ہے	۱۳۹
۱۹۶	جس مجلس میلاد مقدس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے	۱۴۰
۱۹۶	پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے	۱۴۱
۱۹۶	مجلس میلاد مبارک اور اس میں ذکر خیر درود و سلام کے جو ثواب و اجر و فضائل ہیں کیا	۱۴۲
۱۹۶	منکرین میلاد ان فوائد و فضائل سے محرومی و مہجوری کا ثبوت دے سکتے ہیں؟	۱۴۳
۲۰۱	محفل میلاد شریف کے انعقاد کی مصلحت دینیہ	۱۴۴
۲۰۲	ایمان کا پہلا جز توحید ہے اور دوسرا جز رسالت کی تصدیق ہے	۱۴۵
۲۰۳	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اظہار نبوت کے بعد مقدس ۲۳ سال مدعی ہیں۔	۱۴۶
۲۰۳	محفل میلاد اقدس کیلئے اہتمام و انصرام اور ذکر اقدس کی تعظیم اور حکم قرآن عظیم	۱۴۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۰۳	محفل میلاد شریف میں تقسیم تبرک و نذر	۱۵۵
۲۰۵	مسلمانوں پر دین کو محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا	۱۵۶
۲۰۶	سائے جہاں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت	۱۵۷
۲۰۷	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان با وفا اور باب با صفا کی علامت	۱۵۸
۲۰۸	حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت جنت میں آپ کی حضوری نصیب ہونے کا موجب	۱۵۹
۲۰۹	محفل میلاد مقدس کا بہتر سے بہتر انتظام و انتظام ہر طرح تو بصورتی سے سنوارنا خوشیاں منانا	۱۶۰
۲۱۰	مٹھائیوں اور طعام و تبرک کا نذر	۱۶۱
۲۱۱	محفل میلاد شریف سے روکنا کیا اتبارع شریعت ہے؟	۱۶۲
۲۱۲	میلاد مروجہ و قیام تعلیمی کب سے رائج ہے	۱۶۳
۲۱۳	توحید خدا اور رسالت مصطفیٰ سے بغاوت کا نتیجہ	۱۶۴
۲۱۴	عالم ارواح میں پہلی نذر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۱۶۵
۲۱۵	عالم ارواح کی پہلی نذر میلاد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و النہار کی خصوصیات	۱۶۶
۲۱۶	پہلی نذر میلاد میں ذکر مصطفیٰ علیہ التحیۃ و النہار کا سب سے پہلا ذکر	۱۶۷
۲۱۷	محفل میلاد مروجہ کا موجد اول کون	۱۶۸
۲۱۸	فاتحہ مروجہ نذر و نیاز مخصوص آیام کے ساتھ کرنا اور اسکے آداب	۱۶۹
۲۱۹	نذر و نیاز یعنی مالی و بدنی عبادات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کریمہ	۱۷۰
۲۲۰	نام الہامیہ معجیل دہلوی کے نزدیک فاتحہ نذر و نیاز بہتر اور باعث ثواب	۱۷۱
۲۲۱	فاتحہ و طعام و تبرک کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان	۱۷۲
۲۲۲	اولیائے کرام کی بارگاہ کی نذر و فاتحہ اختیار کیلئے	۱۷۳
۲۲۳	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کے بیان کردہ مسائل فاتحہ و نذر	۱۷۴
۲۲۴	شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عرس کی اصلیت کو حدیث شریف سے ثابت کیا	۱۷۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۲۳	ہزاراتِ مقدسہ کی حاضری، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدس	۱۷۵
۲۲۴	حضرت شاہ عبدالغفر صاحبِ محدث دہلوی کے گھر میں مجالسِ مبارکہ کا انعقاد	۱۷۶
۲۲۴	عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعقاد	۱۷۷
۲۲۵	وہابی دھرم میں دونوں مجلسوں کا شکم	۱۷۸
۲۲۷	مروجہ طریقہ پر اہتمام کی خصوصیات کے ساتھ کس نے کیا	۱۷۹
۲۲۷	مروجہ طریقہ پر بادشاہوں میں یہ اہتمام سب سے پہلے کس نے کیا	۱۸۰
۲۲۹	امورِ مذکورہ کا جواز حضرت شاہ عبدالغفر محدث دہلوی نے اجماعِ اُمت سے ثابت کیا	۱۸۱
۲۲۹	وہابی دیوبندی امورِ مذکورہ میں اجماعِ اُمت کے منکر ہیں	۱۸۲
۲۳۰	نواتین کی محفلِ میلاد شریف	۱۸۳
۲۳۱	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ایمان والے مرد و عورت کیلئے مُردہ خداوندی	۱۸۴
۲۳۲	انبیاءِ اولیاء کے وسیلے کا عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے	۱۸۵
	فَضَائِلُ اَثَارِ مَتَبَرَكِہ	
۲۳۲	قدمِ پاک کا پتھر میں نشان ہو جانا	۱۸۶
۲۳۲	اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ذکر قرآنِ عظیم میں	۱۸۷
۲۳۶	نعلینِ مبارک کو بہ نیت توہین جوتے سے تعبیر کرنا	۱۸۸
۲۳۷	کسی چیز کا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہو جانا باعثِ تعظیم و تکریم	۱۸۹
۲۳۷	آثارِ شریفہ کا متبرک و مقدس ہونا	۱۹۰
۲۳۷	نقشہِ نعلینِ پاک حصولِ برکات کا ذریعہ	۱۹۱
۲۳۸	فضائل و برکات نقشہِ نعلینِ مقدس	۱۹۲
۲۴۰	الیکشن میں ووٹ دینا	۱۹۳
۲۴۰	ووٹ دینے کے شرائط - اور حکماءِ اہلسنت کا موقف	۱۹۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۱	سُنیت کیا ہے	۱۹۵
۲۴۱	عقیدہ ضروریہ مذہب اہلسنت کا مخالف گمراہ مبتدع ہے	۱۹۶
کھڑا مَعْبُودِ عِکَلِ اِعتقاد حزبِ المردود		
۲۴۳	جماعتِ اسلامی اصل میں تحریکِ دہابیت و نجدیت ہی ہے	۱۹۷
۲۴۳	مودودی نے تحریکِ حکومتِ الہیہ اور جماعتِ اسلامی کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کیا	۱۹۸
۲۴۴	مودودی جماعت کا عقیدہ نجسہ	۱۹۹
۲۴۴	مودودی کے نزدیک ہر خاص و عام خود ہی بلا واسطہ قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم سے احکامِ شرعیہ حاصل کرے	۲۰۰
۲۴۴	اللہ عزوجل کے محبوبانِ کرام کو مُصِیبتوں کا حق میں لیکارنا	۲۰۱
۲۴۵	مودودی کی جہالت کہ اہل حق و فرقہ ہائے باطلہ کو اتحاد و متحد ہونے کی دعوت دی	۲۰۲
۲۴۵	دیوبندیہ ورافضیہ کو مُسلمان کہنے والا	۲۰۳
۲۴۵	تحریکِ مودودیت اور اس میں مُسلمانوں کی شرکتِ اعانت	۲۰۴
۲۴۶	مُنکِرینِ ضروریاتِ دین کو اُمتِ مُسلمہ میں داخل ماننا	۲۰۵
رَفْعُ الزَّامِ اَزْ مِکتُوبَاتِ مُجَدِّد		
۲۴۷	کاٹھیاواڑ میں ایک وہابی کی حضور مجدد الف ثانی اور حضور علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اتہات سے سُنیت کو نقصان پہنچانے کی سازش	۲۰۶
۲۵۰	مکتوباتِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن میں حالتِ سُکر میں نکلے ہوئے جملے	۲۰۷
۲۵۲	وہ دعائیہ جملے جو حالتِ سُکر کے ہیں	۲۰۸
۲۵۶	حضراتِ صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصطلاح میں "سُکر" کسے کہتے ہیں	۲۰۹
۲۵۶	اصطلاح میں "صَحْو" کسے کہتے ہیں	۲۱۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۱۱	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے حالت سُکر میں جو کلمات سرزد ہوئے جن سے اپنی بیزاری اور بتری کے کلمات خود انہوں نے حالت "صُخُو" میں لکھے	۲۵۶
۲۱۲	کلمات سُکر کو ظاہری معنی پر معمول کرنا	۲۵۶
۲۱۳	مکتوبات گرائی عُبْدِ الدِّینِ ثانی	۲۵۶
۲۱۴	روشنِ تصریحات کے بعد بھی نہ ماننا اپنے شیخ کے سلسلے کو جھوٹا کہنا ہے	۲۵۷
۲۱۵	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے کلام و کرامات حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ	۲۶۰

تبلیغی جماعت

۲۱۶	تبلیغی جماعت کی حقیقت کیا ہے	۲۶۲
۲۱۷	تبلیغی جماعت میں شرکت	۲۶۲
۲۱۸	مرتدین کے جلسوں میں شرکت	۲۶۲
۲۱۹	تبلیغی جماعت کا بانی	۲۶۲
۲۲۰	تبلیغی جماعت کا سابقہ طریقہ تبلیغ	۲۶۲
۲۲۱	تبلیغی جماعت والوں کو بھگانے کا طریقہ	۲۶۲
۲۲۲	سُنَّیو! قتلوں سے ہوشیار	۲۶۲
۲۲۳	ضروری نصیحت	۲۶۲
۲۲۴	مرتدین کے بیس عقائد کا باطلہ	۲۶۵
۲۲۵	اہلسنت کو آپس میں اتحاد و اتفاق کی نصیحت	۲۶۶
۲۲۶	امام مسجد کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر ہونے والا کافر ہے	۲۶۸
۲۲۷	علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	۲۶۸
۲۲۸	علامہ قسطلانی کا فرمان کہ نبی کا ولی سے افضل ہونا ضروریاتِ دین سے ہے	۲۶۸
۲۲۹	زید نے جو کلمات نبی کی شان میں کہے ہیں، کھلی ہوئی توہین ہے	۲۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۹	جو شخص نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اسکی توبہ کسی طرح قبول نہیں	۲۳۰
۲۶۹	کفریات طعونہ کے نکلنے والے کی تائید کرنے والا بھی کافر ہے	۲۳۱
۲۷۰	جو علمائے اہلسنت کی توہین کرے یا بد مذہبوں کی باتوں کو اچھا بتائے اس کا حکم	۲۳۲
۲۷۰	جو بد مذہبوں کی باتوں کو اچھا بتائے	۲۳۳
۲۷۳	مسلمانان اہلسنت کا مرتدین سے اجتناب	۲۳۴
۲۷۳		
۲۷۳	حالت اضطراری میں حکم رخصت	۲۳۵
۲۷۴		
۲۷۵	اگر مشرکین، مرتدین و منافقین سے مسلمان سمجھ کر اسلام و کفر کی جنگ ہو تو مسنی	۲۳۶
۲۷۵	مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے	
۲۷۶	مرتدین کی تائید کرنا ہوا مارا گیا اس کا حکم	۲۳۷
۲۷۶		
۲۷۶	جو احکام شرعیہ ضرورت و غصہ کے تحت دیئے جاتے ہیں ان کا بیان	۲۳۸
۲۷۶		
۲۷۷	حربی کفار و مشرکین کا حکم	۲۳۹
۲۷۷		
۲۷۷	مشرکوں کے حملے میں کم تعداد میں رہنے والے مسلمانوں کو ان کے حملوں سے بچانے	۲۴۰
۲۷۷	کیلئے کیا کرنا چاہئے	
۲۷۷		
۲۷۷	مقابلین و محاربین فی الدین کو اپنی پناہ میں لینا کیسا ہے	۲۴۱
۲۷۸	مرتدین و منافقین کو بھی اپنا غلصہ دیا اور سمجھنا	۲۴۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۷۸	_____	۲۴۳
۲۷۸	_____	۲۴۴

پاکیزہ قول و فیکل در استعسان صندل

۲۸۰	_____	۲۴۵
۲۸۱	_____	۲۴۶
۲۸۳	_____	۲۴۷
۲۸۳	_____	۲۴۸
۲۸۳	_____	۲۴۹
۲۸۳	_____	۲۵۰
۲۸۵	_____	۲۵۱
۲۸۵	_____	۲۵۲
۲۸۵	_____	۲۵۳
۲۸۶	_____	۲۵۴
۲۸۶	_____	۲۵۵
۲۸۷	_____	۲۵۶
۲۸۸	_____	۲۵۷
۲۸۹	_____	۲۵۸
۲۷۹	_____	۲۵۹

جمال الایمان والا یقان بتقدیس محبوب الرحمن

۱۳ — ۶۹

۲۹۵	_____	۲۶۰
-----	-------	-----

مخلوقات میں سب سے ذلیل

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹۵	سب سے زیادہ معزز کون	۲۶۱
۲۹۵	مشرکین میں ذلالت میں کون کس ترتیب میں ہیں	۲۶۲
۲۹۵	اہل ایمان میں صالحین کے بلندئی درجات	۲۶۳
۲۹۵	انبیاء و مرسلین میں بلندئی درجات	۲۶۴
۲۹۵	انام الوہابیہ کی من گڑھت تاویل	۲۶۵
۲۹۸	قرآن مقدس میں طریقہ حمد الہی اور تجدیہ کی ناپاک روش	۲۶۶
۲۹۹	تقویۃ الایمان کی تاویلات میں کفر و ارتداد کی سیما ہی بڑھتی گئی	۲۶۷
۲۹۹	محبوبان بارگاہ الہی کی توہین	۲۶۸
۳۰۰	تقویۃ الایمان لکھنے کا مقصد	۲۶۹
۳۰۲	مرتدین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص کو حق تعالیٰ کی بڑائی ظاہر کرنا کہتے ہیں	۲۷۰
۳۰۳	مولویان دیوبند کو الزامی جواب	۲۷۱
۳۰۵	اہل ایمان و علمائے دین کو رب تعالیٰ کے حضور عزت	۲۷۲
۳۰۵	عرش اعظم پر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھسکم نافذ ہے	۲۷۳
۳۰۶	دنیا و آخرت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتبہ تفاسیر مبارکہ کی روشنی میں	۲۷۴
۳۰۶	التواضع لغیر اللہ حرام کی وضاحت	۲۷۵
۳۰۸	گنگوہری کے نزدیک خدا کے مقابل انبیاء علیہم السلام و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم	۲۷۶
۳۰۸	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء رضی اللہ عنہم سے مانگنا	۲۷۷
۳۱۰	انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہم گنگوہری و ہابیہ کے نزدیک	۲۷۸
۳۱۱	آیات قرآنیہ میں رسولوں اور عام لوگوں میں فرق	۲۷۹
۳۱۲	تکذیب و تنقیص مرتدین کا شیوہ	۲۸۰

صفحہ نمبر	مضامون	نمبر شمار
۳۱۳	اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے۔۔۔۔۔	۲۸۱
۳۱۴	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار کے بارے میں فرمانِ خداوندی۔۔۔۔۔	۲۸۲
۳۱۵	شہادت اور غیب کی وضاحت۔۔۔۔۔	۲۸۳
۳۱۶	بہ تعلیم خداوندی بھی علم غیب کا انکار کرنا۔۔۔۔۔	۲۸۴
۳۱۸	اللہ جل شانہ کا اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت و رفعت کا اعلان اور وہابیہ نظر پر غلط ترجمہ کر کے شانِ اقدس میں مرتد ملہی پوری کی گستاخی۔۔۔۔۔	۲۸۵
۳۲۰	حضور شیر بنیہ اہلسنت مظہر علیہ حضرت کا صرفی ترتیب تحقیق سے آیت کریمہ کا ایمان افروز ترجمہ۔۔۔۔۔	۲۸۶
۳۲۰	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شانِ عظمت تفاسیر مبارکہ کے حوالے سے اور مرتد ملہی پوری دہابی کا ردِ بلیغ۔۔۔۔۔	۲۸۷
۳۲۱	اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کی شانِ نزول اور رفعت و عظمت کا اظہار۔۔۔۔۔	۲۸۸
۳۲۲	تقویتِ ایمان کی نجس عبارت کو صحیح ثابت کرانے کیلئے مرتد ملہی پوری کا قرآن پاک کی آیت کو پیش کرنا ابلیسی فریب۔۔۔۔۔	۲۸۹
۳۲۳	زبان بدل جانے سے الفاظ کے معنی بھی بدل جاتے ہیں اور چند معانی میں اشتراک۔۔۔۔۔	۲۹۰
۳۲۳	اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کی ایمان افروز تفسیر۔۔۔۔۔	۲۹۱
۳۲۵	اصطلاحِ شریعت میں عبادت کے معنی۔۔۔۔۔	۲۹۲
۳۲۶	وہابی دھرم میں اپنے آپکو ذلیل سمجھنا۔۔۔۔۔	۲۹۳
۳۲۷	اپنے آپکو ذلیل سمجھنے اور کہنے اور کسی دوسرے کو ذلیل کہنے میں فرق۔۔۔۔۔	۲۹۴
۳۲۸	قرآن عظیم اور صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانا عینِ اسلام ہے۔۔۔۔۔	۲۹۵
۳۲۸	مرتد ملہی پوری اور وہابیہ زمانہ کا اپنے آپکو شیطانِ لعین و فرعون و دہان وغیرہم سے بھی زیادہ کافر سمجھنا۔۔۔۔۔	۲۹۶
۳۳۰	اطلاقاتِ شرعیہ میں اَلَّذِینَ اٰمَنُوْا، بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد۔۔۔۔۔	۲۹۷
۳۳۲	اَلنَّبِیِّ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ کا مبارک مفہوم۔۔۔۔۔	۲۹۸
۳۳۰		۲۹۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۲	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب ایمان والوں کے روحانی باپ	۳۰۰
۳۳۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے	۳۰۱
۳۳۲	ظلم کے نقوی اور حقیقی معنی	۳۰۲
۳۳۲	درو عشق کی امانت محذوق میں کس نے اٹھائی	۳۰۳
۳۳۱	منشا بہات میں ائمہ متکلمین متقدمین و متاخرین کا مسلک	۳۰۴
۳۳۲	اللہ و رسولہ مولا من لا مولا لہ کی تشریح	۳۰۵
۳۳۵	حقیقت نفس و اقسام نفس	۳۰۶
۳۳۶	دین الہی میں تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر طرح پاک منزه و معصوم	۳۰۷
۳۳۸	صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں فرمانِ خداوندی	۳۰۸
۳۳۸	استدبر رسول کی اطاعت و فرمانبرداری	۳۰۹
۳۳۹	اسب یار و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم ہونا	۳۱۰
۳۴۲	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا ادب و تعظیم	۳۱۱
۳۴۴	ذکر پاک کرے یا سنے تو اس وقت نشوع کی کیا کیفیت ہونی چاہئے	۳۱۲
۳۴۲	حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پاک سناتے وقت کی کیفیت	۳۱۳
۳۴۲	ذکر پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونے پر حضرت سیدنا امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہیبت و تعظیم کی وجہ سے رنگ زرد پڑ جاتا تھا	۳۱۴
۳۵۵	ائمہ کرام و محدثین عظام کا حدیث پاک پڑھتے یا سنتے وقت ادب و تعظیم	۳۱۵
۳۵۶	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف حکم دینے پر باپ، بادشاہ، آقا کی نافرمانی اور اپنی اطاعت فرض ہے	۳۱۶
۳۵۶	ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے گستاخ رسول باپ کی قتل کرنے پر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہارِ ناکامی نہ فرمایا	۳۱۷
۳۵۸	تکثیر بدع و شت اکمال ایمان کی دلیلیں	۳۱۸

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۲۵۸	دربانِ امام کا قول مرغِ نبی و فسادِ باطن کی علامت	۳۱۹
۲۶۱	خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور مدد و انصاف ہے	۳۲۰
۲۶۱	کفر پر کفر کہتے جانا مرتد ملہی پوری اور دہلیوں کا نفسِ حبیش	۳۲۱
۲۶۲	تفصیلِ شان سے کافر ہو جانے پر ائمہ کرام کی صاف تصریحات	۳۲۲
۲۶۲	اصطلاحِ شریعت میں اہلِ قبیحہ کا مفہوم	۳۲۳
۲۶۶	مرتد ہی پوری اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں پر شریعتِ مطہرہ کا حکم	۳۲۴
۲۶۷	تحصیلِ مسلم دین کے بارے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمانِ مبارک	۳۲۵
۲۷۰	دہلیوں کے عقائدِ کفریہ کی تفصیل — دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا	۳۲۶
۲۷۱	مرتدین و دہشیہ کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے	۳۲۷
۲۷۱	اسمعیل دہلوی کو شہید کہنے والا سنی نہیں ہو سکتا	۳۲۸
۲۷۱	دیوبندی مولویوں کی تعریف و توصیف	۳۲۹
۲۷۱	اپنے مریدوں کو مرتدین کے قتل کا بالاد سے آگاہ نہ کرنے والے میر کا حکم	۳۳۰
۲۷۲	بد مذہبوں کی کتابیں پڑھنا	۳۳۱
۲۷۲	قرآنِ عظیم حفظ کرانے والے کو بے وقوف بتانے والا	۳۳۲
۲۷۲	سنی علماء کے مناظروں کو بے کار و فضول کہنا	۳۳۳
۲۷۳	توسید، وحدت، اتحاد کے معنی کیا ہیں	۳۳۴
کتاب الحج		
۲۷۴	عورت سفر حج کس کے ساتھ کر سکتی ہے	۳۳۵
۲۷۵	ہندوستان کی رویتِ ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج ادا کرنا اور حج ادا ہو گیا یا نہیں	۳۳۶
۲۷۶	شرائطِ حج میں مصارف و حاجتِ اصلیہ سے زائد ہونے کا کیا مطلب ہے	۳۳۷
کتاب الاضحیہ		
۲۷۸	وہ مینڈھایا بھیڑ جس میں خفہ دم ہی نہیں اس کی قربانی جائز نہیں	۳۳۸

نمبر شمار	مضمون
۳۳۹	عیبِ قلیل مانعِ قربانی نہیں
۳۴۰	جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیبِ قلیل ہے
۳۴۱	اعضار میں قلیل و کثیر کا اطلاق کتنے حصے پر ہے
	کتاب النکاح
۳۴۲	مرتد کے ساتھ نکاح کا حکم
۳۴۳	شوہر کے مرتد ہو جانے کے بعد عورت کو علیحدگی کیلئے
۳۴۴	دو تحقیقی بھائیوں کی ایک ایک لڑکی کا نکاح دواڑگوں سے طے شدہ نہ ہو کر قاضی نے غلطی سے بدل کر پڑھایا، اسی مجلس میں علم ہونے پر فوراً طلاق دلا کر طے شدہ سے نکاح کر دیا کیا حکم ہے؟
۳۴۵	کسی عورت کا ولد الزنا ہونا
۳۴۶	حاملہ مطلقہ بعد وضع حمل
	کتاب الطلاق
۳۴۷	طلاق کی عدت نابالغہ اور آئسہ کیلئے اور بالغہ غیر آئسہ کیلئے
	کتاب المیراث
۳۴۸	باپ کی جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی
	کتاب الحظر والاباحہ
۳۴۹	کتاب "فلح دین دنیا" کیسی کتاب ہے، رسالہ "آستانہ" و "سلطان المشائخ" کیا حکم رکھتے ہیں۔
۳۵۰	"اللہ و اللہ کا رسول جانے" (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ایسا کہنے والے کو مشرک بتانے والا
۳۵۱	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفیعِ محشر نہ ماننا
۳۵۲	دوبانی کے مرید کوئی سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا

نمبر شمار	مضامین	نمبر شمار
	الصلوة الاحدیہ علی تقیہ حزب التہانویہ	
۳۵۲	سٹیوں کی مسجد میں اگر وہ اہل امام تقیہ کر کے رہے تو ایسے امام کیلئے کیا کرے	۳۵۸
۳۵۳	مولوی اشرف علی تھانوی کی تقیہ بازی کے ساتھ میلاد پاک کی مجلس میں شریک ہو کر تبلیغ و پیش کرنا	۳۵۵
۳۵۴	تھانوی نے اپنی تقیہ بازی کا پردہ خود ہی فاش کیا	۳۵۶
۳۵۵	سنی مسلمانوں پر فرض ہے کہ تقیہ بازوں سے اجتناب رکھیں	
	قہر و جدیدیات برہمشیہ بسط البنان	
۳۵۷	مومن دہری ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لایا	۳۵۸
۳۵۸	کتابچہ "تغییر الخصال" شائع کر کے مسلمانوں کو دوبارہ دھوکہ دینے کی کوشش	۳۵۹
۳۵۹	رسالہ مبارکہ "دقائق السنن" میں حضور منقذی العلم ہند قدس سرہ نے "حفظ الایمان" کی بہن "بسط البنان" کا آپریشن کر دیا تھا	۳۶۰
۳۶۰	تھانوی اردو ادب سے بھی جاہل	۳۶۱
۳۶۱	"اشہاب الشاہب" میں "حفظ الایمان" کی عبارت پر پیوند کاری	۳۶۲
۳۶۲	اگر تھانوی و گنگوہی داؤد ناب کی شکل و صورت و علم کو گندے جانور سے تشبیہ دی جائے	۳۶۳
۳۶۳	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت سے زیادہ تھانوی کو	۳۶۴
۳۶۴	کفر کے جائز ہونے پر دلیل لانا	۳۶۵
۳۶۵	غلامغ کے نزدیک نبی کی تعریف	۳۶۶
۳۶۶	حفظ الایمان کی کفری عبارت میں غلطیوں سے ہم پر پھیر	۳۶۷
۳۶۷	بسط البنان میں کفری عبارت	۳۶۸
۳۶۸	تھانوی صاحب کو اپنی عزت جانے کا اندیشہ	۳۶۹
۳۶۹	تھانوی کے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کے سے تعلقات رکھنا حرام ہے	
	رد گنگوہی الخ	
۳۷۰	حدائق بخشش حصہ سوم کے چند اشعار پر رد و بیوں کے اعتراض کا جواب	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۵	غیر معنوم اور مجہول زیر معین معروضہ عورتوں کی غویاں اپنے شوہروں سے یہاں کرنے کا حکم	۳۷۱
۴۳۶	غیر قوموں کی انجھی و بہترین باتوں کا اختیار کرنا	۳۷۲
۴۳۶	ایک شخص کی خبر سن کر اس کو قبول کرنا کیسا ہے	۳۷۳
۴۳۶	اپنے شوہر کا شکر ادا کرنا	۳۷۴
۴۳۶	کسی شخص کے روبرو اس کی تعریف و مدح کرنا	۳۷۵
۴۳۷	کنایہ طلاق	۳۷۶
۴۳۷	قصیدہ مبارکہ در مدح ائمہ المؤمنین حضرت سیدنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۳۷۷
۴۳۸	مرتدین کی ہٹ دھرمی	۳۷۸
۴۳۸	حضرت سیدنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث شریف میں گیارہ مشترکہ طور پر واقعہ	۳۷۹
۴۳۸	مولوی اشرف علی تھانوی کی بڑھاپے میں عشق بازی اور حضرت سیدنا ائمہ المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان محنت میں گستاخی اور خواب گرہنا	۳۸۰
۴۳۸	دیوبندی مولویوں نے اللہ رب العزت کو عیب دلا کہا	۳۸۱
۴۳۸	نانا توپی نے نئے پیغمبروں اور جدید عقیدوں کے پیدا ہونے کو جائز بتایا	۳۸۲
۴۳۸	کاکوروی کاکفری قول	۳۸۳

فہرست الناس علی کود القاطنین اہل الناس

۴۵۰	تبلیغی جماعت کا عقیدہ کیا ہے	۳۸۴
۴۵۰	نام نہاد تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے	۳۸۵
۴۵۰	نام نہاد تبلیغی جماعت کا طریقہ تبلیغ کیا ہے	۳۸۶
۴۵۰	جماعت کے بانی کے عقائد کا اثر اس کی جماعت پر	۳۸۷
۴۵۱	تبلیغی جماعت کے بانی اور اس کے ارکان کے عقائد و نظریات	۳۸۸
۴۵۱	نام نہاد تبلیغی جماعت کا مرکز کارنامہ عیارانہ و جالانہ طریقہ تبلیغ	۳۸۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۹۰	جس جماعت کے عقائد کفریات پر مشتمل ہوں اُس کے اصول کو اچھا بتانا	۲۵۱
۳۹۱	اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبانِ کرام علی سید محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بندوں کا حاجت روا بنایا۔	۲۵۲
۳۹۲	اپنے نفس کے لئے کسی سے بغض نہ رکھے	۲۵۲
۳۹۳	اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان کے دشمنوں سے بغض اور اُنکے دوستوں سے محبت۔	۲۵۳
۳۹۴	بہشتی زیور میں کفر و شرک کا بیان	۲۵۴
۳۹۵	بائی جماعت نے اپنے مبغضین کو وہابی بتانے کا طریقہ سکھایا	۲۵۶
۳۹۶	مصور سید المرسلین ادمی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ تبلیغ کیا ہے	۲۵۸
۳۹۷	نام نہاد تبلیغی جماعت والے شیعوں سے مناظرہ کرنے سے کیوں کتراتے ہیں	۲۵۸
۳۹۸	انبیاء کرام کا طریقہ تبلیغ	۲۵۹
۳۹۹	صحابہ کرام اہل بیت عظام ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اظہارِ حق کیلئے مناظرہ کرنا	۲۵۹
۴۰۰	صحیح طریقہ تبلیغ کیلئے قرآنِ عظیم میں ارشادِ خداوندی	۲۶۰
۴۰۱	تبلیغی جماعت کا اصل مقصد تبلیغ	۲۶۱

القلاۃ الطیبۃ المرصعۃ علی غور المسئلۃ السبعۃ

۳۳ — ۱۳

۴۰۲	آیاتِ بیانات سے ایک تفسیرِ موجود جو ثبوتِ ہر اک اللہ عزوجل کے بعض بندگانِ خدا کو بھی عظیم ہے	۲۶۷
۴۰۳	آیاتِ نفی پر ایمان بنانا اور آیاتِ اثبات سے کفر کرنا	۲۶۸
۴۰۴	اللہ جل جلالہ نے ساری کتاب پر ایمان لانے کا حکم فرمایا	۲۶۸
۴۰۵	آیاتِ نفی و خصوصِ اثبات سے مراد	۲۶۸
۴۰۶	انبیاء کرام و اولیاء عظام کو وسیلہ جان کر نہ کرنا	۲۷۰
۴۰۷	رب کریم جل و علا کی بارگاہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے	۲۷۱
۴۰۸	ضرورت پر بندگانِ خدا سے استمداد	۲۷۱
۴۰۹	فرمانِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے وسیلے سے دعا کرو	۲۷۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۱۰	یحییٰ اور سختی میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیکر پکارنا	۴۶۲
۴۱۱	غیر خدا کے لئے نذر فقہی کی ممانعت	۴۶۲
۴۱۲	اولیائے کرام کی بارگاہ میں نذریں	۴۶۲
۴۱۳	مغفل میلاد کی حقیقت و مطلب کیا ہے	۴۶۳
۴۱۴	ولادت قدسیہ، اللہ تبارک و تعالیٰ کا مسلمانوں پر احسان	۴۶۴
۴۱۵	ذکر ولادت باسعادت عین مطلوب الہی	۴۶۴
۴۱۶	ولادت باسعادت پر خوشیاں منانا حسب فرمان قرآن جائز و مستحب ہے	۴۶۵
۴۱۷	اللہ تبارک و تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا	۴۶۶
۴۱۸	اہتمام ذکر مصطفیٰ خود حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت	۴۶۶
۴۱۹	مزارات اولیاء و علماء پر قبہ بنانا	۴۶۷
۴۲۰	قبر کو پکٹی بنانے کی صحیح صورت	۴۶۷
۴۲۱	دہائیوں کا دھوکہ دینا کہ کتاب "مرآة الحقیقۃ" حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہے	۴۶۸
۴۲۲	کتاب کی نسبت بھی جھوٹی اور اس کی عبارت بھی غلط	۴۶۸
۴۲۳	"لوح محفوظ آنکھوں کے سامنے ہے" فرمان حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۶۹
۴۲۴	کائنات مثل رائی کے دانے کے	۴۶۹
۴۲۵	دہائی کا ادعا کہ جو غیب مانے وہ کافر اور خود ہی اقرار بھی	۴۸۰
۴۲۶	مشہر دہائی اپنا اندھا، ان پر ہونا تاکر قرآن کو جھٹلانا ہے	۴۸۰
۴۲۷	دنیا میں جو کچھ ہے اور قیامت تک ہونے والا ہے سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملا خطہ فرما ہے	۴۸۱
۴۲۸	ہیں جیسے ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں	۴۸۱
۴۲۹	علم غیب پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اعتقاد کامل	۴۸۲
۴۳۰	دہائیوں نے صحابہ کرام و محبوبان خدا و اللہ رب العزت جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کو بڑی	۴۸۲
۴۳۱	دریدہ دہنی سے کافر کہہ دیا	۴۸۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۸۳	مشہور دہلی کی بد مذہبی نے خود اسے	۲۳۰
۲۸۴	وہ بیت کے طواغیت اور بدعت تو ہمیں کر کے کافر	۲۳۱
۲۸۶	مسیٰ پر سورۃ تبارک شریف اور مسیٰ کے ڈھیلوں پر سورۃ اخلاص شریف پڑھ کر بہ نیت تخفیف عذاب مسلمان میت کی قبر میں رکھنا	۲۳۲
۲۸۶	شریعت مطہرہ میں جس امر میں عدمِ جواز کا کوئی حکم نہیں	۲۳۳
۲۸۸	جس مباح کام کو دیندار متبع شریعت مسلمان اچھا سمجھیں	۲۳۴
۲۸۹	امورِ مباحہ مستحبہ کو بدعتِ سیئہ و حرام بتانے والا	۲۳۵
۲۸۹	مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں	۲۳۶
۲۸۹	مولوی خلیل احمد انبلیٹھوی نے اپنی کتاب	۲۳۷
۲۸۹	مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب	۲۳۸
۲۹۰	مولوی رشید احمد گنگوہی نے اللہ تبارک و تعالیٰ کو	۲۳۹
رد موہک کلیت		
۲۹۱	صلوٰۃ کی کس کو کہتے ہیں	۲۴۰
۲۹۲	بد مذہبوں بے دینوں کی بد مذہبی اور بے دینی پر رد و ابطال نہ کرنے	۲۴۱
۲۹۲	عالم پر رد کرنا کب فرض ہے۔ جو عالم ایسا نہ کرے اس پر حکم الہی کیا ہے؟	۲۴۲
۲۹۳	تلاوتِ قرآن مجید کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ کو نسی عبادتِ الہی ہے	۲۴۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۹۳	شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے اس وقت اسی کام کو عمل میں لانے سے برأت ہو سکتی ہے۔	۴۳۲
۴۹۳	نمائشی درود شریف عبادت الہی نہیں۔	۴۳۵
۴۹۳	منافقین کی منافقت کافر کی کس کے لئے ہے۔	۴۳۶
۴۹۳	صلحہ کلی اپنی صلحوں کی ملکیت کا پرچار کس طرح کرتے ہیں۔	۴۳۷
۴۹۳	مرتدین کی بے دینیوں، گستاخیوں و ازدحام کے اظہار کو مولویوں کے جھگڑے کہنے والے۔	۴۳۸
۴۹۳	کفار و مشرکین مرتدین منافقین سے دنیاوی معاملات کی طرح لدا ہوں۔	۴۳۹
۴۹۶	مرتدین و مبتدعین سے دنیاوی معاملات کی بنا پر موافقت و موافقت۔	۴۵۰
۴۹۶	حضرات علمائے اہلسنت کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت۔	۴۵۱
۴۹۷	صلحہ کلی لیڈروں کا دنیا سے سیاست اور حالات حاضرہ سے متعلق باطل نظریہ۔	۴۵۲
۴۹۸	کیا مذہب سے سیاست علیحدہ ہے؟	۴۵۳
۴۹۸	مشرکین و مرتدین کو صلح و اتحاد کی دعوت پر قرآن عظیم کا حکم۔	۴۵۳
۵۰۰	فرقیائے مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاف کیا آپسی اختلاف ہیں؟	۴۵۵
۵۰۳	شہسوار عظیم گدھی کی شنوی۔	۴۵۶
۵۰۶	دین اسلام مذہب اہلسنت کو قدیم دین کہہ کر پرانی بھڑکی کی طرح بدلنے کی کفری تعلیم۔	۴۵۷
۵۰۸	پیر نیچر نے یورپ و امریکہ کی گندی گھنونی کفری تہذیب کو اپنانے کی دعوت دی۔	۴۵۸
۵۰۹	الطاف حسین حالی کے نیچری شاعر بن جانے کا سبب۔	۴۵۹
۵۱۰	حالی نے اپنی نظم مسدس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا جیسا کہا اور اپنی طرح عاجز و مجبور لکھا۔ سادہ المولیٰ تعالیٰ۔	۴۶۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۱۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو صرف ایچی ہونے کو بزرگی بتایا	۴۶۱
۵۱۲	کفار و مومنین کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتے	۴۶۲
۵۱۳	اللہ رب العزت جل و علا نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو لوح محفوظ میں تقدیر میرم میں بھی تغیر و تبدل کا اختیار عطا فرمایا ہے	۴۶۳
۵۱۳	حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بعلطائے الہی لوح محفوظ میں تصرف کے وسیع اختیارات رکھتے ہیں	۴۶۴
۵۱۵	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بندگان خاص و مقربان با اختصا ص حضرت عرفائے امت کا علم وسیع ایسا کہ کائنات کا ذرہ ذرہ منکشف ہونے کے ساتھ غیب الغیب کے مشاہدے کے لئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے	۴۶۵
۵۱۵	حالی کے اشعار میں ملعون صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف	۴۶۶
۵۱۶	مسٹر جینا کا پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں مذہبی دیوت بن جانے کا پیغام	۴۶۷
۵۱۷	پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا صحیح مفہوم	۴۶۸
۵۱۸	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نزدیک براہمت کیا ہے	۴۶۹
۵۱۹	تعصب کی تعریف	۴۷۰
۵۲۰	کس کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے اور کس سے دوستی کرنا چاہئے	۴۷۱
۵۲۰	مومن کا کونسا عمل اللہ تبارک و تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے	۴۷۲
۵۲۱	دنیا و آخرت کی بھلائی کس طرح حاصل ہوگی	۴۷۳
۵۲۲	مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں	۴۷۴
۵۲۳	تصلب کی تعریف کیا ہے	۴۷۵
۵۲۴	اللہ جل شانہ کے وہ بندے کون ہیں جو اللہ کے دوست ہیں۔	۴۷۶
۵۲۵		
۵۲۶	جو اعمال کمال ایمان ہیں انہیں کوحالی نے اپنی شاعری میں بہالت و تعصب ٹھہرایا	۴۷۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۲۶	اللہ ورسول جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی ایمان و اسلام ہے	۲۷۸
۵۲۷	عنایت اللہ مشرقی کی کفری بولی	۲۷۹
۵۲۸	مخلوقات الہی پر احسان کس طرح کیا جائے	۲۸۰
۵۲۹	عنایت اللہ مشرقی کا گمراہ کن نظریہ	۲۸۱
۵۳۰	ذبیوی ترقیاں اگر اشاعتِ اسلام و تبلیغِ سنیت و اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہوں تو	۲۸۲
۵۳۱	حالی نے شریعتِ اسلامیہ کے خلاف سائنسی باطل نظریات کو بھی تسلیم کر لیا	۲۸۳
۵۳۲	سائنس و فلسفہ کے ادیان کا بطلان	۲۸۴
۵۳۳	سائنسی و سوسائٹ کا ذبح پر ایمان لانے کا شرعی حکم	۲۸۵
۵۳۴	ادع الی سبیل ربک الخ کی نہایت عمدہ اور تحقیقی بحث	۲۸۶
۵۳۵	شبہات میں مبتلانا واقف لوگوں اور معاند و ہٹ دھرموں کے سمجھنے کے رویہ میں کیا فرق ہونا چاہئے	۲۸۷
۵۳۶	یہ کہتے کہ حضور نے اپنے دشمن کو بھی برائہ کہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے	۲۸۸
۵۳۷	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دشمنوں کا رد کرنے کے آیات قرآنیہ سے دلائل	۲۸۹
۵۳۸	کسی کافر کو کافر نہ کہنا اس قول کی تفصیل	۲۹۰
۵۳۹	خلقِ محمدی کیا ہے؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم)	۲۹۱
۵۴۰	خلقِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم) اور مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ	۲۹۲
۵۴۱	بہت سے مدعیانِ ایمان کے قتل و قتال پر صحابہ کرام کا اجماع (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)	۲۹۳
۵۴۲	آیاتِ کریمہ سے صلح کیوں کے باطل دلائل کا رد	۲۹۴
۵۴۳		۲۹۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۵۷	بد مذہبوں سے متعلق حضرت مولا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی ایمان افروز تحریر	۴۹۶
۵۶۰	مدارات و مداہنت کا فرق تفسیر عزیزی کی روشنی میں	۴۹۷
۵۶۴	بد مذہبوں کے مشہور پیشواؤں پر سختی	۴۹۸
۵۶۵	حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کن کن بد مذہبوں اور فتنوں نے سر اُجھارا	۴۹۹
۵۶۷	مدارات اور مداہنت کا حکم	۵۰۰
۵۶۷	آیات مبارکہ و احادیثِ کریمہ میں بد مذہبوں کی ترمیمِ تادیب	۵۰۱
۵۶۸	صاحب "فتح الباری" کا "نرمی" سے متعلق قول	۵۰۲
۵۶۸	"شدت" اگرچہ بد مذہبوں کو فائدہ نہ دے مگر	۵۰۳
۵۶۹	بد مذہب کے ساتھ مداہنت	۵۰۴
۵۶۹	عام مصلحت اور عمومی فوائد کے حصول	۵۰۵
۵۷۰	مرتدوں بے دینوں کیساتھ محبتِ مودت	۵۰۶
۵۷۱	صلح کیلئے کا صلح حدیبیہ سے استدلال	۵۰۷
۵۷۲	آج کل کے کلمہ گو مرتدین کو زمانہ اقدس کے منافقین پر قیاس کرنے کا حکم	۵۰۸
۵۷۲	امرِ منسوخ سے استدلال کرنا	۵۰۹
۵۷۲		
۵۷۲	علمائے اہلسنت کا بیدنیوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا	۵۱۰
۵۷۲	تغییرِ مسکر کے تین طریقے	۵۱۱
۵۷۳	صحابہ کرام تابعین تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا منکراتِ شرعیہ کی تغیر کرنا	۵۱۲
۵۷۳	ہٹ دھرم عیسائی کا اشتہار پیش کرنا	۵۱۳
۵۷۴	عیسائی کے اشتہار کا سرسید احمد خاں کے قلم سے ناقص اور مہمل جواب	۵۱۴
۵۷۵	تمام ضروریاتِ دین کا انکار کر کے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا	۵۱۵
۵۷۶	کلمہ توحید پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک	۵۱۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۷۶	محدثین کرام کے نزدیک کلام لا الہ الا اللہ پڑھنے کا مطلب	۵۱۷
۵۷۷	مسائل دینیہ ضروریہ کا جھٹکانا	۵۱۸
۵۷۸	خوارج و روافض وغیرہم کا ظہور	۵۱۹
۵۷۹	مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے	۵۲۰
۵۷۹	عیسائی کے استہزاء کا تحقیقی جواب والزامی جواب	۵۲۱
۵۸۰	حضرت محمد و آلہ ثانی قدس سرہ النورانی کا ارشاد	۵۲۲
۵۸۱	حق گوئی سے خاموشی	۵۲۳
۵۸۱	مذہبان ایمان مرتدین پر حکم کفر اور ان کو قتل کرنے کا ثبوت عہد خلافت راشدہ سے	۵۲۴
۵۸۳	اتحاد کب موجب غلط اسلام ہے، کب باعث فساد و شقاق ہے کب باعث اتفاق ہے۔	۵۲۵
۵۸۳	دنیا کی ظاہری دھوم دھام	۵۲۶
۵۸۴	مسکین کی شوکت کبس ارمی میں مرکوز ہے؟	۵۲۷
۵۸۴	حضرت علیؓ کے تلامذہ علیہ السلام کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت	۵۲۸
۵۸۵	دین فروش و دنیا خرمکاروں کے متعلق حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی	۵۲۹
۵۸۵	حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ تبلیغ	۵۳۰
۵۸۷	اسلامی شوکت بد مذہبوں کے ساتھ میل جول ہونے پر موقوف نہیں	۵۳۱
۵۸۷	ذہری حالت کا سنبھلنا	۵۳۲
۵۸۸	اہل بیت کی فیکر مثل سفینۃ نوح	۵۳۳
۵۸۸	حضرات اہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرنا	۵۳۴
۵۹۰	جماعت عکبار سے مراد	۵۳۵
۵۹۲	نصاری و آریہ کی ہرافت	۵۳۶
۵۹۲	ایک فرض کیسے دوسرے فرض کا ترک	۵۳۷
۵۹۳	ایک حرام کو مٹانے کیسے دوسرے حرام کا ارتکاب	۵۳۸

صفحہ نمبر	موضوع	نمبر شمار
۵۹۳	مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام - ارشادات مبدلہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۰	۵۳۹
۵۹۵	سچا اتحاد کون کرنے کی تین صورتیں :-	۵۴۰
۵۹۷	اتحاد حق کیلئے صرف عقائد و مسائل بیان کرنا	۵۴۱
۵۹۸	حد و مسائل میں مخالف کے قول کو نقل کئے بغیر	۵۴۲
۵۹۹	حضرت امام بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مذہبِ احنزال کے خلاف اتحاد حق	۵۴۳
۵۹۹	مسلمانانِ اہلسنت کو آپس میں متحد رہنے کی تاکید	۵۴۴
۶۰۱	حضرت متعلبین علیہ السلام اہلسنت ہی	۵۴۵
۶۰۳	بعض جاہل صوفیوں کا گمراہیوں	۵۴۶
۶۰۳	کیا ردِ بد مذہبیاں مولویوں کا جھگڑا ہے؟	۵۴۷
۶۰۴	"یا مسلمان اللہ اللہ بابرمان" الخ	۵۴۸
۶۰۷	کیا شریعت کے احکام سے پیر فقیر صوفی مرشدین مستثنیٰ ہیں؟	۵۴۹
۶۰۷	بعض عرفاء نے اپنے کلام میں جو اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھنا لکھا ہے اس کا ایمان افروز مفہوم	۵۵۰
۶۰۹	بد مذہبوں پر شدت و غلطی	۵۵۱
۶۱۰	ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ کا ذکر کرے تو	۵۵۲
۶۱۰	کشف الہام، وجد و حال کی کیفیتیں	۵۵۳
۶۱۱	قلب و روح کا تصفیہ و تزکیہ کن صورتوں میں ممکن ہے	۵۵۴
۶۱۱	نجاتِ آخری	۵۵۵
۶۱۲	مسلمان کہلانے والے فرقوں میں نجات پانے والا کونسا فرقہ ہے؟	۵۵۶
۶۱۲	وہ کون سے گناہیں جنہوں نے	۵۵۷
۶۱۲	سنگڑ والوں کے کلام سے	۵۵۸
۶۱۲	اعتقادات میں مدامت پالیسی	۵۵۹
۶۱۵	مختصر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والیہ وسلم نے اسلامی شاعروں کو	۵۶۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۶۱	حضرت عثمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو	۶۱۵
۵۶۲	بد مذہبوں کی مذمت نظم و شریں	۶۱۸
۵۶۳	احکام شرعیہ پر عمل کے بغیر	۶۱۹
۵۶۴	سرکارِ علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک وصیت	۶۲۰
۵۶۵	سرکارِ علیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری وصیت جو دھمال شریف سے مرگھٹے، اہل سنت و فیر	۶۲۱
۵۶۶	تسلیم کروائی	۶۲۲
۵۶۷	صلو تکلیف	۶۲۳
۵۶۸	”امیر پیر کیا“ انہ کے متعلق حکم شرع و دیگر علمائے اہل سنت کی تصدیقات	۶۲۵

خانقاہ برکاتیہ

اور

حضورِ منظرِ اعلیٰ حضرت شہیدِ اہلسنت علیہ الرحمۃ

خدا را ولی بود حشمت علی بنی راضی بود حشمت علی

از تاجدارِ سندِ ابرہہ سندِ الحکماء سندِ العلماء حضورِ سید آلِ مصطفیٰ صاحبِ قبلہ قادری برکاتی

علیہ الرحمۃ والرضوان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ دارِ مطہرہ وصف در آلِ اندلیس جلیلیہ علیہ السلام

میں نے حضرت شہیدِ شہیدِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ اُن کی عمر اسی سال کی تھی اور میں اُنھ سال کا بچہ تھا۔ بریلی شریف سے تشریف لائے تھے۔ میرے خاں محرم تاج الدین احمد تاجدارِ سندِ برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کیلئے آئے تھے۔ مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلماء رحمۃ اللہ علیہ سرخ آباد کے تبلیغی جلسہ میں تشریف لے جا چکے تھے اور گھر پر میرے سر شہید برحق قدوہ الکملۃ و بدوہ الاصفیاء حضور سید شاہ ابوالفتوح اسماعیل حسن الملقب بقلب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میرے نانا جان ضعیف ہو کر خانہ نشین ہو چکے تھے، مجھ سے ارشاد فرمایا "لاک الاموالی حشمت علی خاں صاحب۔ آئے ہیں تمہارے سامان کے لئے جانے کیلئے، سامان تمہارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور انہیں ہماری ولی میں چھراؤ اور اُن کے آرام کا بندوبست کرو"۔ آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لیکر گیا تھا۔ اور میں نے کس طرح سے کھانا کھلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا کہ بتا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور یہاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جائیے گا۔ یہ میری پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اُس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بٹھے کہ حضرت شہیدِ شہیدِ اہل سنت اگر چندہ دن بریلی میں تو چندہ دن لکھنؤ میں تو دس دن مارہرہ شریف میں۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میرے سر شہید برحق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی محلِ سرا میں رولت بعد دوڑا تو خود بیٹھے اور حضرت شہیدِ شہیدِ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دوڑاؤ بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملا دو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ "میں نے مجسّد علیہ قادیانیت پر حقیقت سہروردیہ نقشبندیہ سلسلے اعمال و مشاہدات جو خاندانہ برکاتیہ میں مجھے

اپنے مرشدوں سے ملے میں نے ان سب کی اجازت تم کو دی۔ اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیربیتہ سنت نے اپنا سران کی گردیں ڈال دیا۔ اور حضرت والا کا سران کے ہاتھوں پر آگیا۔

شیربیتہ سنت سے میرے گھر کے ربط و ضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا، تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تمہیں نہیں معلوم حضرت شیربیتہ سنت سے میرے گھر کے تعلقات کو بھی میں جانتے والے ایک تھے جو گذر گئے میرے بلوچ طریقہ منشی مصطفیٰ خاں صاحب جو موقوفہ ریان والے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جی وقائم رکھے۔ حضرت شیربیتہ سنت کے برادر عزیز مجاہد اہلسنت حضرت مولانا مفتی محبوب علی خان صاحب دامت برکاتہم وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیربیتہ سنت میرے استاد محترم بھی تھے۔ حضرت شیربیتہ سنت ایک مہینے کیلئے خانقاہ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے تفسیر جلالین، نور الانوار، قطبی مع میر اور شرح وقایہ کے جوہر سبق میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہ کر کے حضرت سے پڑھے۔ اور اس کے بعد میری کتاب گذری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں، ان کو دیکھنے اور سمجھنے اور بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت، میری تقریر کی سوچ بوجھ اور میری سوچ اور کجگو کا رنگ یہ حضرت شیربیتہ سنت کا ہے

اور اس کے بعد حضرت نے دارالعلوم اہلسنت شاہ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ دنوں ارشاد فرمایا جسکو اجمالاً ذکر کیا جا رہا ہے کہ حضرت نے اس جلسے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر کا سب سے طویل بیان تھا۔ جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب منبھلی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں حضرت مولانا مفتی علی صاحب یاد آگئے۔ تو میں نے کہا صحیح بات ہے۔ باپ کا پر تو بیٹے پر، استاد کا پر تو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے۔ اگر آپ کو حضرت شیربیتہ سنت یاد آگئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں، ان کا جسم ہم میں نہیں ہے۔ لیکن تم باور کرو اس بات کو کہ ان کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی۔ اور ان کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہلسنت کی مددگار رہیں گی، انہوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری و ساری رہیں گے۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے انہوں نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے۔ ہم جیسے فیض لینے والے ان کی

روحانی اولاد ہیں۔ اور میرا عزیز بچہ مولانا شہباز رضا خان صاحب اُن کے بڑے صاحبزادے الحمد للہ رب العالمین فارغ التحصیل ہو کر دستار بند ہو چکے ہیں۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت شیر عیشہؓ سنت کی مسندِ علم و رشد اُن کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمہیں کھول رہا ہوں شاید تمہیں نہیں معلوم ہو گا ان کا چھوٹا بچہ حافظ قاری عسکری رضا خانؒ سید میرا دودھ کا بیٹا اور میرے بچوں کی ماں نے اُسے دودھ پلایا ہے۔ اور اسی طرح سے مولانا حسرت علی خان صاحب کی اہلیہ محترمہ میری اُستانی نے میری ایک بچی کو دودھ پلایا۔ تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں۔ اور حافظ قاری عسکری رضا خانؒ الحمد للہ حیدر قاری ہے، مستند قاری ہے۔ اور وہ ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے۔ کیونکہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پنی چکا ہے۔ اور یہ بات کہنے میں میرے دل کو تسلی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مسندِ شیر عیشہؓ سنت خالی نہ رہے گی۔ اور جو کام عمر بھر حضرت شیر عیشہؓ سنت نے کیا خدا نے چاہا اور اُس کے چاہے سے اس کے رسولؐ نے چاہا اچھا لکھ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ و بارک وسلم تو یہ کام انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے فرزند ان ظاہری و معنوی کرتے ہی رہیں گے۔ آمین اللہم آمین!

نوٹ:-

حضور منظر علیہ السلام کے عرسِ جہلم شریف میں حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ تقریر پر مشتمل جو ۹ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ کو بمقامِ ہنساجی اسٹریٹ بمبئی میں ہوئی تھی جسکو کیسٹ میں ریکارڈ کیا گیا تھا، یہ تحریر اس ریکارڈنگ سے اجمالاً نقل کی گئی ہے۔

ابتدائیہ

الحمد لله والصلوة والسلام على نبيه وعلى آل وصحبه وحزبه اجمعين

آئین جوانمردان حق گوئی دے باکی

اللہ کے شیعروں کو آئی نہیں روپائی

مظہر اعلیٰ حضرت، شیریشہ سنت، غیظ لانا فقین، امام المہاجرین، رئیس المناظرین، علامہ دہر مولانا حشمت علی خاں قادری برکاتی فتویٰ رضوان ربہ علیہ وعلیہما رحمۃ رب العلمین عز و علا کی ذات گرامی صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے اسلام میں ایک منفرد ذات تھی۔ کیا عرب کیا اٹم، جہڑ بھی آپ پہنچ گئے پورا ماحول مسلک اہلسنت و جماعت کی روشنی میں عشق رسالت پنہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلووں سے نہال نہال ہو گیا۔ آپ کے برادر اصفہان السنت محبوب ہمت حضرت مولانا مفتی قاری ابوالمظفر محمد رضا محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم دہلی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "مشاہدہ مولانا حشمت علی" کے بیان کے مطابق ۱۳۱۹ھ میں لکھنؤ شہر کے اندر حضرت مولانا صوفی عبدالرحمن صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پاک کے قریب آفریدی النسل گھرانے میں آپ پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

محمد حشمت علی خاں ابن ابوالخلف الامام محمد لوب علی خاں قادری ہدایت رسولی ابن محمد حیات خاں ابن محمد سادات خاں ابن محمد جان علیہم الرحمۃ والد مکرم نے آپ کا نام "محمد حشمت علی" رکھا۔ جبکہ علامہ محمد ہدایت رسولی قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "محمد صدیق" رکھا تھا۔ "محمد حشمت علی" زیادہ نمایاں رہا۔ پھر "شیریشہ سنت" کا لقب اس قدر مشہور ہوا کہ آپ کے نام کا ایک جزو بن گیا۔ اگر نام نہ بھی لیا جائے صرف "شیریشہ سنت" کہہ دیا جائے تو اسی سے لوگ واقف ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اپنا بن ولادت اس جملے سے بیان فرمایا "سب بادگر بغداد" (۱۳۱۹ھ)

تعلیم کا آغاز

رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب بہت دھوم دھام سے منائی گئی۔ اناج صوفی کریم بخش نے بسم اللہ پڑھا۔ پھر قاعدہ ابتدائی و ناظرہ جناب حافظ قادری غلام گل صاحب لکھی سے پڑھا۔ پھر مدرسہ عالیہ قرقاہ لکھنؤ میں حفظ شروع کیا اور دس سال کی عمر میں قرآن عظیم حفظ کر لیا۔ تراویح پہلی بار اپنے مخدوم اور حضرت سیدی شاہ مبارک اللہ علیہ کے آستانہ والی مسجد میں پڑھا۔

گیارہ سال کی عمر میں اپنے فارسی و تجوید و قرأت بروایت حفص کا امتحان دیا اور اعلیٰ نمبروں سے پاس ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں قرأت سیدہ کا امتحان دیا۔ ۱۳۲۰ھ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت حاصل کر کے سند و ستارہ فضیلت و ہلال سلاسل کی اجازت و خلافت پائی۔ اسی درمیان اپنے قرأت عشرہ کی سند حاصل کی۔ نیز خوشخطی میں مشہور خطاط جناب منشی شمس الدین صاحب ہجاز رقم آپ کے استاد تھے۔ مدرسہ فرقانیہ کے تمام مدرسین و مستم آپ پر بے حد مہربان تھے اور بہت چاہتے تھے۔ مگر ایمان کی سلامتی اور مذہب و ملت کا تحفظ آپ کے مقصد میں تھا کہ حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب دامپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کا ثمرہ کتاب "تمہید ایمان" مصنفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطا کرنے آپ کے لئے فیضان و عرفان کے دروازے کھول دیئے۔ مدرسہ فرقانیہ سے علیحدہ ہو کر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اور دلائل و علم منظر اسلام بریلی شریف میں داخل ہوئے۔

جملہ علوم و فنون کے ساتھ جہاں قدرت نے بے شمار فضائل و کمالات سے آپ کو نوازا تھا وہیں فن مناظرہ میں بھی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ سالکوں کہا جائے کہ مناظرہ آپ کی خوراک اور اورٹھا بھونٹا تھا تو یہ جانہ ہو گا۔ آیا سہاگ علی میں جبکہ بلد دلی رطلخہ نبی تال میں وہابیوں کی شورش سے متغیوں پر پریشانی لاحق ہوئی تو وہاں کے ارباب علم و عقیدہ نے سرکار اعلیٰ حضرت کو خط لکھا کہ ہم لوگ پریشان ہیں کوئی عمدہ منشی عالم بھیجیں جو یہاں پر مناظرہ کرے، وہابیوں نے فیصلح مناظرہ دے دیا ہے۔ تو آپ ہی کو اعلیٰ حضرت سرکار نے منتخب فرمایا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت متہم ہوئے اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے بلد دلی بھیجا۔ جہاں پرانا دیوبندی مناظرہ عمر سیدہ الشہینہ برائے خای موجود تھا۔ اس کے مقابلے میں آپ کی نو عمری اور سادگی دیکھ کر منشی پریشان ہوئے مگر الحمد للہ میدان مناظرہ میں ہنجر و ارفع ہو گیا کہ جس دلائل و براہین کی روشنی میں آپ نے شہینہ برائے خای کو شکست فاش دی اس سے دنیائے دیوبندیت لرزہ برآمد ہو گئی۔ آپ نے دلائل کے انبار اس قدر لگا دیئے کہ شہینہ برائے خای پاؤں منٹ تک بہت باہوا بیٹھا رہا۔ حضرت بار بار جواب کا مطالبہ کرتے رہے۔ مگر وہ خاموش رہا اور مشکل تمام اپنے حواریوں کو لیکر کھڑا ہوا اور بھاگ نکلا۔ دل کے سپر ارغیم نے جلائے ہیں راہ میں کم کم بھی کہیں نہ کہیں روشنی تو ہے!

سنیوں نے فخر و کبر و رسالت بلند کیا۔ آپ نے اسی میدان میں بلند آواز سے حلاۃ و سلام پڑھا اور دعاؤں پر محفل ختم فرمایا۔ منہاج میں کما اختتام کیا۔ نعمت دی کی خوشی میں مسلمانان اہلسنت بلد دلی نے تین جلے لکے۔ جن میں حضرت کے نہایت شگفتہ بیانات ہوئے۔ ان کی کفری عبارات کو کھول کھول کر دکھایا اور الحمد للہ بہت سے بچے ہوئے لوگوں نے توبہ کی۔

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اس مناظرے کی تاریخ "مناظرہ جالندھرا" (۱۳۲۸ھ) سے اور حضرت کی نو عمری کی وجہ سے "مناظرہ لونہال" (۱۳۲۸ھ) سے نکالی ہے۔

الافتاح اس کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے۔ ادھر وہابیوں نے اپنی شکست کی نفث مٹانے کیلئے پہلے ہی

سے غلط پروپیگنڈہ کر رکھا تھا۔ حالات کی تحقیق کے بعد حضرت شیر بنیہ سنت جب مُرشدِ کامل کی بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپ جتیم کنان ہوئے اور فرمایا اِنَّ اللہ آپ ابو الفتح ہیں، قریب بلایا حضرت کو سینے سے لگایا اپنا عامہ مبارک حضرت کے سر پر رکھا، اپنا مجتہد شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے، پھر مدرسے کا قبضہ الوصول مژگا کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا۔

"حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں اُن کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں۔"

اس کے بعد سرکارِ اعلیٰ حضرت کی توجہ دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ شب و روز خدمتِ بابرکت میں رہے، یہاں تک کہ اس کے بعد دو سفر بھولائی کے رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ و رمضان المبارک ۱۲۳۹ھ میں کئے۔ یہ دو سفر وہ تھے جس میں چارچراغ اور پانچ پانچ ماہ اپنے سرکارِ اعلیٰ حضرت کی صحبت میں گزارے۔ اُن دو سفروں میں مُرشدِ کامل نے کیا دیا اور میرا بھلنے کیا کیا لیا اُس کو خدا ہی جانے۔ اس دوسرے سفر میں سرکارِ اعلیٰ حضرت نے آپ کو ایسا کامل و مکمل کیا کہ آپ کو "ولدِ مُرافق و غیظ الکنا فق" کے لقب سے نوازا۔ اور صرف زبانی نہیں بلکہ تحریری طور پر جیسا کہ "لطاری الداری" میں مذکور ہے۔ اُن دو برسوں پر آپ کو ہمیشہ از رہا، جیسا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ان دو برسوں پر نازل ہوا جو آپ نے سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی معیت میں گزارے تھے۔ سرکارِ امامِ اعظم فرماتے ہیں: "لَوْلَا التَّسْتَاہُ لَهْلَاكَ النَّعْمَانُ" اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ جعفر ۱۳۰ھ میں مجددِ اعظم سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھال ہوا اور اسی سال ماہ شعبان میں اپنے جملہ علوم و فنون کی تکمیل کے بعد سندِ درسِ نظامیہ و دورہ حدیث سے فراغت پائی، بعدہ حضرت شہزادہ اعلیٰ حضرت حضورِ محبت الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنا مجتہد مبارک آپ کو پہنایا اور خلافت عطا فرمائی۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت ہے ریا

فراغت کے بعد چند سال آپ دارالعلوم مظہر اسلام میں مدرس رہے اور درسِ نظامی کی اہم اہم کتابیں مشابہ درس رہیں۔ طریقہ تعلیم سے طلبہ بے حد متاثر رہے جیسا کہ کتاب "مشاہدہ مولانا حشمت علی" میں مفتی ابوہ حضرت مولانا مفتی رضوان الرحمن کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ بریلی شریف میں جماعتِ رضائے مصطفیٰ کے مفتی بھی رہے۔ فتاویٰ متعینہ (جلد اول) حضرت شیر بنیہ سنت کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ ہے۔ مطالعہ فرمائیں اور انوارِ لکائیں کہ حضرت نے سوالات کی باریک بینی کو بھانپتے ہوئے کتنی تفصیل سے جوابات مرحمت فرمائے ہیں۔ ارشادِ رسول ہے: مَنْ يَرْوَاهُ اللَّهُ بِهِ خَيْرٌ اَنْ يَقِفَهُ فِي الدِّينِ اللہ جس پر بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں تھپہ نہ بنادیتا ہے۔ اس فن میں بھی الحمد للہ آپ کو سہارت تاجر جاہل تھی۔ فتوؤں کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ صرف مولائی ہی کے جواب پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کے ضمن میں اور بھی دیگر اہم مسئلوں کی وضاحت کر دی جائے تاکہ کسی دوسری شق کا راستہ نہ نکلے اور دوسرے مسائل بھی حل ہو جائیں مثلاً حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت تبلیغی جماعت کیسی ہے؟ اس پر کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا تبلیغی جماعت تو ابھی ہے گریہ پوچھو کہ ایسا ہی جماعت کیسی ہے۔ کسی نے جماعتِ اسلامی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نام تو اچھا

کے فتاویٰ عشق رسول اور مذہبِ حق کی حفاظت و نصرت کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ فرقہ ہائے باطلہ خصوصاً وہابیہ دیوبند کیلئے آپ کا قلم شمشیرِ برائ تھا۔ علمی گیرانی و باریک بینی مخالفین کو بھی مسلم تھی۔ جیسا کہ آپ کا مشہور حریف مناظر مولوی منظور سنبھلی جسے آپ نے درجنوں مناظروں و مباحثوں میں سبک کیا، پہلی دفعہ جب آپ حاضری سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حرمین مطہین کا سفر فرما رہے تھے تو اتفاق سے آپ کے جہاز میں ہی تھا۔ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب وہ آپ کے پاس معلومات کیلئے آیا تو آپ نے کس طور پر اس کا جواب دیا، یہ بحث دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ جہاز میں ایک روز منظور نعمانی اپنے مولویوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی کیا میں تھوڑی دیر بیٹھ سکتا ہوں؟ حضرت۔ میں آپ کو کیسے منع کر سکتا ہوں جہاز میری ملک تو ہے نہیں ورنہ میں آپ کو جہاز میں سوار بھی نہیں ہونے دیتا۔ اسلئے کہ میرے نزدیک آپ اپنے عقائد کفریہ کے سبب شرعاً کافر مرتد دشمنِ خدا و رسول ہیں خیر آئیے بیٹھئے۔ منظور۔ ہم لوگوں کے درمیان ایک مسئلہ فقہیہ پر بحث ہو رہی ہے اور ہم سب نے آپ کو حکم بنایا ہے لہذا کچھ تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ اس ضمن میں عقائد دیوبند سے متعلق کچھ مزید باتیں ہونے کے بعد پھر اصل گفتگو شروع ہوئی۔ منظور۔ کیا اعلیٰ حضرت نے مناسک حج سے متعلق کوئی رسالہ تحریر کیا ہے؟

حضرت۔ جی ہاں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسک حج میں بھی نہایت بہترین رسالہ مہار کہ تحریر فرمایا ہے کئی بار شائع ہو چکا ہے، یہ دیکھئے میرے پاس بھی موجود ہے۔ اس کا تاریخی نام "انوار البشارة فی مسائل الحج والزیارة" ہے۔

منظور۔ اس میں اعلیٰ حضرت نے ہندوستان سے آنے والوں کیلئے احرام باندھنا کہاں سے تحریر فرمایا ہے؟ حضرت۔ محاذاتِ یلم سے تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ تمام فقہائے کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ آنے والا اگر میقات سے ہو کر نہ گزرے تو جب سب سے پہلے کسی ایسے مقام سے ہو کر گزرے گا تو کسی میقات کے محاذی ہے تو وہیں سے اس کو احرام باندھنا ضروری ہے۔

منظور۔ مگر ملا علی قاری نے تو لکھا ہے جو حاجی میقات پر سے نہ گزرے وہ جدہ سے احرام باندھے۔ حضرت۔ مگر ہم ملا علی قاری کے مقلد نہیں، تمام ائمہ حنفیہ، عظیم الحرمہ کی تصریحات جلیلہ کے خلاف ایک کیلئے ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا تفرّد ہم کیوں کر تسلیم کر سکتے ہیں، ملا علی قاری تو ملا علی قاری ہیں ہم تو ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تفردات کو بھی قبول نہیں کر سکتے۔

منظور۔ مگر یلم تو جہاز سے ہم کو نظر نہیں آتا پھر اسکی محاذات ہم کو کیوں کر معلوم ہو۔

حضرت۔ جہاز والے اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز یلم کے محاذات میں آگیا ہے۔

منظور۔ جہاز والوں کو بھی یلم نظر نہیں آتا پھر ان کا کہنا کیوں کر معتبر ہوگا؟

حضرت۔ ان کے سامنے نقشہ، قطب نما، گھڑی تینوں چیزیں بالکل صحیح ہوتی ہیں۔

منظور۔ نقشہ کا کیا اعتبار !

حضرت۔ نقشہ، قطب نما اور گھڑی کا اعتبار نہ کیا جائے تو جہاز کا سفر ہی دشوار ہو جائے کہیں کا کہیں چلا جائے اور پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

منظور۔ مگر جہاز والے تو کافر ہوتے ہیں، پھر ان کی خبر کو نہ معتبر ہوگی۔

حضرت۔ دیانات میں کافر کی خبر معتبر نہیں امور دنیا میں تو معتبر ہے۔

منظور۔ مگر احرام باندھنا تو امور دینیہ سے ہے۔

حضرت۔ احرام باندھنا ضرور امور دینیہ سے ہے، لیکن جہاز کا ملیم سے محاذی آجانا تو ایک دنیاوی خبر ہے، جہاز والے کفار یہ تو کہتے نہیں کہ حاجی و احرام باندھو، وہ تو وسیطی بجا کر صرف اس امر کی اطلاع دیتے ہیں کہ اب جہاز ملیم کے محاذات میں آ گیا ہے۔

منظور۔ الحمد للہ میری تسلی ہو گئی جو میرا خیال تھا آپ کے جوابات سے اسکی تائید ہو گئی اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

مولوی منظور آٹھ کر جانے لگا تو حضرت نے فرمایا۔ منظور ایک آخری بات سنتے جاؤ جو ضرور کہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد امیٹھوی اپنے کفریات طبعیہ نصیحہ کی بنا پر ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفریات پر باخبر ہو کر ان کو کافر نہ سمجھے یا کفر و عذاب میں شک کے دو بھی کافر ہے۔

منظور اٹھتے ہوئے کہنے لگا آپ مناظرہ بھی کرتے جلتے ہیں اور یہ بھی فرماتے جاتے ہیں کہ یہ مناظرہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا یہ حکم میں نے اس لئے بیان کیا کہ کل قیامت میں اس حکم الحاکمین علی جلالہ اور اس کے حبیب رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے حاضر کیے وقت تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم نے دوران سفر میں ظہیرین شمس علی کو دینی مسائل میں حکم بنایا تھا۔ اس نے اس وقت احرام کا مسئلہ تو بیان کیا مگر تکفیر کے لئے دیوبند کا حکم ظاہر نہ کیا اور نہ چونکہ ہم حکم بنا چکے تھے اگر اس نے تکفیر کا مسئلہ ہی بیان کیا ہوتا تو وہ بھی ہم تسلیم کر لیتے۔ آٹھ اس کر مولوی منظور سنبھلی دیوبندی خاموش اٹھ کر چلا گیا۔

اللہ اللہ یہ تھا آپ کے علوم و معارف کا عالم، جس مسئلے پر بات آگئی بر ملا اس کا جواب دیتے گئے۔ سچ کہا خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی (آبادی علیہ الرحمۃ) نے۔

اپنے بیگانے بھی کہنے میں تیری موت پر
بوحسینہ کی نعت کا راز دل جاتا رہا

بآخراً سلام و فنون کا یہ کوہ گراں اور عشق و وارفتگی مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ہر شایر و دیوانہ ساٹھ سال کی عمر تک عظمت مصطفیٰ محبت اولیا اور غامی سرکارِ غوث الہی کا درس دیتے ہوئے ۸ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں جانِ بانِ آفریں کے پیر کرتا ہے۔
ہوش و حواس کا یہ عالم کہ وصال کے وقت شہزادہ اکبر جانشین شیربہشت حضرت علامہ مولانا شہاد رضا خاں صاحب قبلہ کو حکم دیتے ہیں کہ سورۃ یسین شریف کی تلاوت بلند آواز سے کرو۔ اور آپ آنکھ بند کئے ہوئے سُن رہے ہیں۔ کہیں کہیں اگر پڑھنے میں کوئی لفظ صاف نہ معلوم ہوا تو آپ نے خود اس کو دہرا کر صحیح پڑھنے کی تاکید کی اور پھر یا اللہ، یا رسول اللہ اور یا غوث کی حمدائیں بلند کرتے ہوئے واصلِ حق ہوئے۔ اِنانہ و انا الیہ راجعون۔

موت اسکی ہے کرے جس پر زمانہ انفسوس

یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کیلئے

انہر میں ہم اس حقیقت کا اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتے کہ نشر و اشاعت کے یہ سارے جلوے شہزادگان شیریشہ سنت
خصوصاً شہزادہ اوسو مقرر شطہ بیان ناضل جلیل حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ غلطہ العالی کے دہین منت ہیں
جنکی توجہات سے یہ کتاب بھی منقہ شہرور جیلوہ گر ہوئی۔

خزاں کی چھائی کی دھڑکنوں سے بہاؤ نکلے گی رقص و تما
اگر ہے جذبِ نظرِ مکنمل تو حُسن کی کچھ کی نہیں ہے

اللہ رب العزت مسئلہ الفتیہ جماعت کی روشنی میں ہمیں زندگی گزارنے کی توفیق بخشنے کا فرما دے۔ آمین بجاہ حبیب سید المرسلین علیہ افضل الصلوة والتسلیم۔

والسلام، گدائے مشتمن

محمد زکریا صاحب قادی اعظمی، سابق مدرس دارالعلوم حضرت الہیاء
آستانہ تحقیقیہ، علی ہدیت شریف (ایوانی)

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله العزيز الكريم وافضل الصلاة والكرامه التسليم على حبيبہ رؤف
الرحيم والہ واصحابہ وابنتہ الغوث الاعظم والمجدد الاعظم والمناظر
الاعظم وحنہ التكریم اصابعنا
اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! نعم عباد محمد صلی علیہ وسلم! ما
وعلى ذویہ وصحبہ ابدا الدهور وكنما

تیری صورت سے نہیں مٹی کسی کی صورت میں جہاں میں تری تصویر نے پھرتا ہوں
اس عالم رنگ و بو میں مختلف انواع و اقسام کے پھول کہتے ہیں جو اپنے رنگ و خوشبو سے چین
کو زینت بھی دیتے ہیں اور اشرف المخلوق کیلئے فرحت و انبساط، سرور و بستی کا سامان بھی، چین کا اغائی
وزیبائی پھولوں ہی سے ہے، مگر وہ پھول جس کی خوشبو سے چین ہی نہیں کوہ و رمن بھی مہرے اور خوبی رنگ
سے آفتاب لگن معلوم ہو۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

چین میں پھول کا کہنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنے صحرا کو

چستان رضائیں زیبائی و شکیبائی کے صمد پھول کہے، جنہوں نے شریعت و طریقت، معرفت و حقیقت
سے دنیائے اسلام کو معطر و منور و مغیر فرمایا، ان کی خوشبو سے جو معطر ہوا وہ راہ مستقیم پر چلا رہا۔ انہیں
میں وہ پھول بھی کہلا جو زینت چین بھی تھا۔ اور صحرائے انسانی میں غمزہ دلوں کا مستر بھی۔ کشنگاہ
النت کو جام عشق رسالت علیہ الصلاۃ والسلام سے سیراب کیا۔ اُڑے ہوئے دلوں کو شریعت و طریقت کے
نکبت الارض سے منیا پاشی فرما کر گلشن زہرا زار بنادیا۔ جو قوم مسلم کا اسی بھی دین حنیف کا محافظ بھی۔ وہ

یسے شاداب پھول ہیں جسکی رعنائی جمال سے چین اسلام بہکا رہا۔ اور شکیبائی جلال سے دشمنان اسلام و گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم سے چستانِ اہلسنت کی خطا طت بھی فرماتے ہے۔
کر ڈوں کی آرزو اور قوم و ملت کی آبرو بن کر کھلے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے لوری پر روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چین میں دیدہ ور پیدا

چین رضا کے اس گل صدرنگ کو دنیا نے منظرِ اعلیٰ حضرت، شیرِ بیشہِ اہلسنت، امام المناظرین، غیظ الوہابین، رمبِ شریعت، مرشدِ طہارت، امام الخطباء، رئیس الفقہاء، حضرت علامہ الشاہ فیض الحق عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبۃ قادری برکاتی رضوی مجددی و تدریس سرہ النورانی کے نام سے جانا پہچانا اور مانا۔
قلبِ مومن کی ضیاء منظرِ اعلیٰ حضرت دین و سنت کی جلا منظرِ اعلیٰ حضرت ولادت و جائے پیدائش:

آپ کی ولادت ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء گوارہ مسلم و ادب شانِ آودھ لکھنؤ میں ایک آفریدی نسل گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ جناب سعادت علی خاں صاحب قصبہ امیٹھی ضلع لکھنؤ میں جاگیردار تھے۔ حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت کے دادا جناب محمد حیات خان صاحب ۱۲۵۷ء کے غدر سے پہلے ہی انتقال کر چکے تھے، اولادیں صغیر سن تھیں۔ لہذا آپ کی داوی صاحبہ لکھنؤ کی تھیں۔ ۱۲۵۷ء کے غدر کے موقع پر وہیں منتقل ہو گئیں۔ اور حضرت مولانا صوفی عبدالرحمن علیہ الرحمہ کی خانقاہ کے قریب سکونت پذیر ہو گئیں۔ ۱۲۵۷ء کے غدر کے ہنگامے میں کاغذاتِ آراضی و نقشبہ جات شجرہ وغیرہ سب تلف ہو جانے سے جاگیریں بھی ختم ہو گئیں۔

اولاد و امجاد:

جناب محمد حیات خان صاحب کی اولاد میں دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ بڑے بیٹے اولاد علی خاں اور چھوٹے بیٹے ابوالحفظ محمد نواب علی خاں تھے۔ اور یہی حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت کے والد ماجد ہیں۔
ابوالحفظ محمد نواب علی خاں کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ سب سے بڑے بیٹے حضور شیرِ بیشہِ اہلسنت منظرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ۔ دوسرے بیٹے حضرت محبوبِ ملت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمہ مفتی اعظم ممبئی جن کا مزار پاک ممبئی ناریل باڑی قبرستان میں مرجعِ خلافت ہے۔ تیسرے بیٹے حضرت مولانا حافظ ابوالنصر محمد عمر خان صاحب رضوی تھے۔ ان کا مزار پاک پٹلی بھیت شریف میں ہے۔ چوتھے صاحبزاد

محمد عثمان خان صاحب جو نو جوانی میں انتقال کر گئے۔

حضور شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سات صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہوئیں۔
۱۔ مشاہد ملت حضرت علامہ مفتی محمد مشاہد رضا خان صاحب قبلہ قدس سرہ۔ آپ اپنے والد کے سچے جانشین و پر تو اور منظر تھے۔ مسند قمار کے مسلم الثبوت امام تھے۔ خانقاہ کے سجادہ تصوف و ارشاد کے شیخ کامل تھے۔ آپ کا وصال ۲ شوال ۱۳۱۹ھ میں ہوا مزار پاک آستانہ عالیہ شمسیت میں مرجع خلایق ہے۔

۲۔ صوفی باہنہ حضرت علامہ مولانا محمد مشہور رضا خان صاحب قبلہ دام فیوضہم المبارکہ۔ عارف کامل پیکر علم و عمل ہیں۔ متصوفانہ طرز رکھتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت و مشرب شیر بیشہ اہلسنت کی اشاعت و رشد ہدایت میں مصروف ہیں۔
۳۔ حضرت مولانا حافظ محمد عسکری رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ۔ آپ کا وصال شب جمعہ مبارکہ یکم ربیع المرجب ۱۳۹۲ھ ۶ ربیع المرجب ۵۵ منٹ پر ہوا۔ مزار پاک حضور شیر بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کے پائنتی ہے۔ پبلی بھیت شریف کا جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی یادگار ہے۔ آپ ہی اس جلوس کے بانی ہیں۔ اور آپ باجدار مارہرہ مظہر حضور سیدنا سید العار سید آل مصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کے رضاعی بیٹے بھی ہوئے۔ آستانہ عالیہ شمسیت کا دارالاشاعت "عسکری اکیڈمی" بھی آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔

۴۔ محمد اسماعیل رضا خاں علیہ الرحمہ۔ دو شنبہ مبارکہ ۴ ذی القعدہ ۱۳۶۸ھ رجبہ صبیح صادق کے وقت کسبی میں انتقال فرما گئے۔

۵۔ حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ تبلیغ مسلک اعلیٰ حضرت و ترجیح مشرب شیر بیشہ اہلسنت میں روز و شب ہمہ تن مصروف ہیں۔ تعلیمات تصنیفات شیر بیشہ اہلسنت کی اشاعت اور آستانہ عالیہ شمسیت کا اشاعتی ادارہ آپ ہی کا رہنما ہے۔

۶۔ حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ النورانی۔ اس وقت مفتی اعظم پبلی بھیت شریف آپ ہی ہیں۔ اور حضور مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم کردہ الجامعہ الشمسیتہ مشاہد مگر پیراہم ضلع گونڈہ آپ کے اہتمام میں عظیم الشان ادارہ میناء علم مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں شب و روز عروج و ارتقا کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

۷۔ حضرت علامہ محمد ناصر رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔ آپ الجامعہ الشمسیتہ مشاہد مگر نام کے نائب مہتمم ہیں اور آپ کے زیر اہتمام بھیونڈی ضلع تھانے (مہاراشٹر) میں الجامعہ الہادیہ اور خانقاہ شمسیتہ زیر تعمیر ہے۔

حضور منظر اعلیٰ حضرت بارگاہ اعلیٰ حضرت میں :-

حضور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہونے کے بعد
بحکم مرشد رجب المرجب ۱۳۳۶ھ میں بغرض حصول علم بارگاہ امام اہلسنت میں حاضر ہو گئے۔ اسی دورانِ تسلیم
۱۳۳۸ھ میں ہلدوانی میں دیوبند کی مناظر مولوی لیلین خاں سرائے سے پہلا مناظرہ کیا۔ اور واپسیت بخیریت کو شکست
فاش دی۔ مرشد گرامی حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”ابوالفتح“ اور ”ولدِ مرفق“ کا
خطاب عطا فرمایا۔ اپنا ام مبارک و خرقہ شریف و اجازات سے بھی مشرف فرمایا۔

رجب المرجب ۱۳۳۶ھ سے صفر المظفر ۱۳۴۰ھ تک یہ وہ مبارک و مسعود دور تھا جب امام اہلسنت مجددِ عظیم دین ملت الاسلام
والمسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس مُرید صادق و لدِ مرفق کو علوم ظاہر و باطن سے
فیضیاب فرما کر اپنا منظر اتم بنا دیا تھا۔ ۱۳۴۰ھ میں فارغ التحصیل ہو کر وہیں دارالعلوم منظر اسلام میں
منصب تدریس و افتاء پر فائز ہو گئے۔

حضور شہرِ عیشہ اہلسنت منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت و ارادت حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے تھی۔ اور سلاسلِ طریقت میں خلافت و اجازت و اسانید سے بھی سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرفراز
فرمایا۔ اس کے علاوہ دیگر مشائخِ عظامِ قدسِ اسرار ہم نے بھی خلافت و اجازت عطا فرمائی ہیں۔

حضور شیخِ ملت منظر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلاسلِ طریقت مقدسہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ
میں چودہ طریقوں (خانوادہ طریقت) سے اجازات حاصل ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ طیبہ، چھ طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قدیمہ
- (۳) سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ اسمعیلیہ ————— (۴) سلسلہ عالیہ قادریہ رزاقیہ انواریہ
- (۵) سلسلہ عالیہ قادریہ منوریہ معتبرہ ————— (۶) سلسلہ عالیہ قادریہ معمریہ رضویہ

سلسلہ عالیہ چشتیہ دو طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ چشتیہ برکاتیہ قدیمہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ چشتیہ جدیدہ

سلسلہ عالیہ سہروردیہ دو طریقوں سے :-

- (۱) سلسلہ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ قدیمہ ————— (۲) سلسلہ عالیہ سہروردیہ برکاتیہ جدیدہ

تصنیفات حضور شریف بشیہ اہلسنت

علیہ الرحمۃ والرضوان

۱۔ پشتِ خار در افتخار _____ ۱۳۳۹ھ

ملکہ افتخار در شکی کی امدادی کفر کا تسدیر "حاضر الانسان" کا ترجمہ فرمایا۔

۲۔ صم صام سنت (حق کا نجر) _____ ۱۳۳۹ھ

مرتدین کے دوا و اتحاد کی آمدی کی تردید۔

۳۔ تقریر منیر قلب _____ ۱۳۴۲ھ

جب شدھی تحریک سے مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے نڈت شرعاً نہاد اور اس کے ہمنوا تحریک چلا رہے تھے۔ حضور شریف بشیہ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ان کی مشترک سازشوں کو ناکام بنائے تھے اور مسلمانوں کے اسلام ایمان کی حفاظت فرماتے تھے اس وقت ان کے رد میں اور اسلام کی حمایت پر جامع بیان کتابی شکل میں تحریر فرمایا۔

۴۔ ھنیت قہاریہ بناریہ و سماجی آریہ _____ ۱۳۴۲ھ

آریہ سماجیوں کے رد میں یہ رسالہ شائع ہوا۔

۵۔ القلادۃ الطیبۃ المرصعۃ علی فہور الاسئلۃ السبعۃ _____ ۱۳۴۲ھ

وہابیہ دیابند کے اشتہاری سوالات کے مسکت جوابات۔

۶۔ ظفر الاسلام، قہر القہار _____ ۱۳۴۳ھ

مسلم نہایتروں کے اقوال پر احکام شریعہ کا بیان۔

۷۔ الفرج والتاج لمحج محفل المعراج _____ ۱۳۴۳ھ

معراج جسمانی پر ایمان افروز و عظیم الشان رسالہ مبارک۔

۸۔ سوانح امام اہلسنت _____ ۱۳۴۴ھ

کثرتِ اسفار، عجم افکار اور فرقائے باطلہ سے مناظر و کیونکہ سوانح مکمل ہوئی۔

- ۹۔ الصوارم الهندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ۔ ۱۳۳۵ھ
- صائم الحرمین کی تصدیق میں دو سواڑ سٹھ (۲۶۸) علمائے اہلسنت کے فتاویٰ کا مجموعہ۔
- ۱۰۔ زاد المہند علی النہیق الانبہتی المقند۔ ۱۳۳۵ھ
- دیوبندی المہند کا لاجواب رد ہے جس کا جواب دیوبندی آج تک نہ دے سکے۔
- ۱۱۔ نظمہ شیر برہندی زادہ ران دیر۔ ۱۳۳۵ھ
- دیوبندی مولوی ران دیری کے سوالات کا مسکت جواب۔
- ۱۲۔ قہر واجد دیان برہم شیر بسط البنان۔ ۱۳۳۶ھ
- مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے خط لایمان ولے کفر پر پردہ ڈالنا چاہا اور "تغییب العنوان" لکھی، اس کا رد ہے۔
- ۱۳۔ الانوار الغیبیہ۔ ۱۳۳۷ھ
- مسلم غیب پر دلائل و براہین سے مزین لاجواب رسالہ مبارکہ
- ۱۴۔ اجلی نجوم رجہ براید یثر النجم۔ ۱۳۳۷ھ
- ایڈیٹر البقم "لکھنؤ کے کفریات کا رد۔"
- ۱۵۔ پاکیزہ قول فیصل در استحسن صندل۔ ۱۳۳۹ھ
- مزارات اولیاء کرام پر صندل چڑھانا جائز ہے، اس ثبوت میں فتویٰ مبارکہ
- ۱۶۔ مبلغ و ہابیہ کی زاری۔ ۱۳۳۹ھ
- ۱۷۔ قران النیرین فی ایمان الالبوسین الکریمین۔ ۱۳۵۵ھ
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء پرین امیہا ظاہر کے کفر پر رد کا مدلل و مؤثر ثبوت ہے۔
- ۱۸۔ اعلان حق۔
- ۱۹۔ سیرت کمیٹی کا اسلام۔ ۱۳۵۷ھ
- سیرت کمیٹی کے ہفوات و کفریات کا رد ہے۔
- ۲۰۔ سبیل ہدایت قادریہ نقشبندیہ۔ ۱۳۵۸ھ
- معاذ مجتہد والف ثانی علیہ الرحمہ کے حب پلانز اہم تر اہمات کا جواب۔

۱۳۵۸ھ

۲۱۔ حادی نار بر خا کسار

معروف آشیانہ خاکساریت پر قہر الہی کی کڑکٹی جگلیاں۔

۱۳۵۸ھ

۲۲۔ راز سیرت کمیٹی

سیرت کمیٹی کے اقوال کفریہ کا شرعی رد۔

۱۳۵۸ھ

۲۳۔ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ

۱۳۵۸ھ

۲۴۔ الجوابات السنیہ

۱۳۵۹ھ

۲۵۔ مبلغ و ہابیہ کا گریز

۱۳۵۹ھ

۲۶۔ نسل الصوارم الصمدیہ علی حلیف شیاطین النجدیہ

احمد یوسف فارسی امام زکریا مسجد کے اقوال کفریہ و افعال خبیثہ کے رد میں۔

۱۳۶۰ھ

۲۷۔ مظاہر الحق الاجلی

۱۳۶۲ھ

۲۸۔ ستر بآداب سوالات دینیہ ایمانیہ

۱۳۶۲ھ

۲۹۔ اجمل انوار الرضا

۱۳۶۵ھ

۳۰۔ شمع منورۃ نجات

۱۳۶۵ھ

۳۱۔ فتح الابرار علی الکفار

مقدمہ بھدرسہ پزیر ابو الوفا شاہ جہا پوری پر سوالات و جوابات۔

۱۳۶۶ھ

۳۲۔ کھر المعبود علی اعتقاد حزب المردود

تحریک جماعت اسلامی کے رد میں۔

- ۲۲۔ قہر معبودی پر اعتقاد مبطل مودودی ————— ۱۳۶۶ھ
- ۲۳۔ فرحت افزا فتح مبین ————— ۱۳۶۹ھ
- کتاب مستطاب فتح اللہ برابری تلخیص۔
- ۲۵۔ امداد الدیان فی تفسیر القرآن ————— ۱۳۶۸ھ
- کثرت کار اور فرقہ بانیان کے ممالک سے مناظروں کی وجہ سے تفسیر مکمل نہ ہو سکی۔
- ۲۶۔ جدال الایمان والایقان بتقدیس محبوب الرحمن ————— ۱۳۶۹ھ
- امام الوہاب پر مولوی اسٹیل دیوی کی تقویت الایمان کی متعدد عبارات کفریہ کا ہر رد۔
- ۳۷۔ مخزن ہدایت ————— ۱۳۶۹ھ
- بعض فتویٰ پر شکوک و شبہات کا جواب۔
- ۳۸۔ کاسف الافراء والہمتان ————— ۱۳۶۹ھ
- ۳۹۔ بزم سعادت انجام ————— ۱۳۶۹ھ
- ۴۰۔ عقائد حقہ اہلسنت وجماعت
- ضروریات دین میں اہل سنت جماعت کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے۔
- ۴۱۔ الصولۃ الاحدیہ علی تقیۃ حزب التہانویۃ ————— ۱۳۷۱ھ
- مولوی اشرف علی تھانوی کی تقیہ بازی و ابلتیت پر دیوبند بیت سوز فتویٰ۔
- ۴۲۔ قہر رب الناس علی کوم القانطین اهل الیاس ————— ۱۳۷۲ھ
- تلفی جماعت کی حمایتی اور کفری تبلیغ کا پردہ فاش۔
- ۴۳۔ رد کید الخبثاء ————— ۱۳۷۲ھ
- ”جدال بنشیش“ حصہ سوم پر دیوبندی مولویوں کی گمراہ کن تقریروں کا لکڑ پٹخ۔
- ۴۴۔ القول الازہر فی الاقتداء ببلاد وڈ اسپیکر ————— ۱۳۷۳ھ
- لاؤڈ اسپیکر پر ساز پڑھنے کے عدم جواز پر فتویٰ مبہر رک۔
- ۴۵۔ ارشاد اہل الرشاد الی باب مجالس المیلاد ————— ۱۳۷۴ھ
- مجلس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تفصیلی فتویٰ مبہر رک۔

۴۶۔ انفتلابی اف تراؤں کے جوابات
انفتلابی فتنہ کے دور میں دیوبندیوں کے اعتراض کے جوابات۔

۴۷۔ شامة العنبر

اذانِ خطبہ کی جگہ کہنا سنت ہے۔

۴۸۔ الصوارم السنديہ

۴۹۔ دردِ دل کا علاج

۵۰۔ سنیت کا احقاق دیوبندیت کا ازہاق (اعلامِ کرائی ہوئی کتاب)
ابھی تک جو کتابیں دستیاب ہو سکیں درج کر دی گئیں۔

دورانِ تعلیم ہی سے حضرت کی مناظرہ زندگی رہی اور آخری سانس تک اعلیٰ کلمۃ الحق فرماتے رہے
مفسرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ولیدِ مرقی شہرِ مشیت کو علومِ دہلوی و باطنی عطا فرما کر سندِ ارشاد
پر متکفل فرمایا اور مبلغِ دینِ متین کیلئے اپنا منظر اتم بنایا، چنانچہ حضرت علامہ شیخ العارفين سيد محمد عیسیٰ صاحبِ مقب
علیہ الرحمہ را پجور فرماتے ہیں :-

اہلسنت کا مہاراجہ ہند میں بعدِ رضا ہے ہمارا ہی پیاہنت علی خاں قادری
حضرت شہرِ مشیت اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام خصوصیات کے باوجود اپنی پوری زندگی زکوۃِ باطلہ
اور مذاہبِ باطلہ سے مناظرہ کرنے اور احقاقِ حق و الباطالِ باطل میں گزاری۔ زندگی کا ہر لمحہ دشمنانِ حق سے
گستاخانِ بارگاہِ رسالتِ عروج و معلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و بارک وسلم کی سرکوبی کیلئے وقف تھا۔ چون کہ اس
دور کا منصب بڑا فتنہ بندیت و ولایت ہے۔ اس کے علاوہ دیگر فرمائے باطلہ مذاہبِ باطلہ و ہریت،
قادیا نیت، چکوالویت، خاکساریت، بہائیت اور نارائی و شیعہ تحریکِ غیرہ کے بطلان پر مناظرہ فرما کر
ان کو شکست و ہزیمت دی اور اعلیٰ کلمۃ الحق سے پرچمِ اسلام و مٹیت بلند فرمایا۔

حضرت کی خصوصیات میں مناظرے کا ملکہ وہ نعمت ازہفت ہے جس میں ان کا کوئی شریک و ہمیم نہیں۔
ساتھ منظرہ کی رودادیں ضبطِ تحریر میں آچکی ہیں۔ اور بیشتر رودادیں ضبطِ قلم اس توڑ ہو سکیں مگر
لوگوں کی زبان پر اب بھی بایا جا رہی ہیں۔ حضرت شیخ ملت اپنے عزمِ داراوس کے بیانِ مرموز

کو وگراں تھے۔ امتحان گاہ کی وہ سنگلاخ زمین جہاں اچھے اچھوں کے قتل و قتل ہوئے، مگر آپؐ نے
بھی نعرہٴ تحکیم بلند کرتے رہے۔ آپؐ کی پالیسی ایک تھی اور صرف ایک ہے

چٹ جلتے اگر دولت کو عین تو کس غم پھرتے نہ مگر ہاتھ سے دامنِ رحمتِ علیہ السلام

حضرت شیربیشہؒ اہلسنت مظہرِ اعلیٰ حضرت ایسی فرزندِ امن اور نادرِ روزگار مسمیٰ کا نام ہے جو آخری سانس تک رشد
و ہدایت اور الوارِ ایمانی کے جلوے بکھرتے رہے۔ جب آپؐ مجربِ خطابت پر ایمان و عقیدے کی دولت گواہ
بایسے مالا مال فرماتے، عشقِ رسالت علیہ التحیۃ والثناء کے جامِ عرفان سے ہر اب فرماتے، محبتِ اولیائے کرام
کے ساتھ ساتھ اہلسنت اعلیٰ حضرت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے رفل کو معمور فرماتے۔ تو۔ ایمان کے
نیروں کی نشاندہی فرما کر مومنین کے عقیدے کی مخالفت بھی فرماتے۔ وہ زبانِ جو دشمنانِ دین کیلئے شمشیرِ برہنہ
تھی جس سے شائبانِ رسول کے نشین پر بجلیاں کو نڈتی تھیں۔ وہی زبانِ اپنوں پر پیار و محبت کے پھول بھی
برساتی ہے وہ اپنی خلوت و جدوت میں کوہِ امت است تھا

وہ اپنوں کے لئے ہر لمحہ اسلحہٴ محبت تھا

عَدُوِّ دینی ایمان کیلئے وہ غیلا و شر تھا حقیقت میں وہ تھا ایک جامعِ اوصافِ انسانی

غرض کہ آپؐ زبانِ مستلم سے مذہبِ اہلسنت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی آبیاری فرماتے رہے۔
یہ فتاوے مبارکہ و عظیم شہکارِ مسلم ہیں جو سفر میں صوفیہ قریح اس پر گوہرِ آبدار بن کر نشانِ منزل کی طرح ہمارے
سامنے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کو راہِ حق پر گامزن رہ کر انقلابِ سرمدی سے سرفرازی کی خوشخبری دی راہ کی
مشکلات سے آگاہی دیکر ایمان کے ڈاکوؤں کی شناخت کرائی۔ دین و اسلام کی آڑ میں دُنیادار لیڈر اُن رہنماؤں
کی پہچان بھی کرائی۔ اُمتِ مسلمہ کو ہمیشہ یکجہ کرتے رہے۔

اے دلی خاں نے یہ یاد رشتو چند بدستی کئی ہشیار شو

حضرت شیربیشہؒ اہلسنت مظہرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابا مع العفات ہونے میں خود اپنی مثال آپ تھے
مسندِ درمیں پر پڑنے وقت کے بے مثال شیخ الحدیث، دارالافتاء میں فقیہِ اعظم، مجربِ خطابت پر سائر البیان
خطیب، تجوید و قرأت میں امامِ فن اور رئیسِ القراء میدانِ مناظرہ میں مسلم الثبوت امام، سجادہٴ تصوف ایک درویش
کابل، خانقاہ کی مسندِ ارشاد پر کابل شیخ واصل، بساطِ سیاست پر ایک رہبرِ کابل۔ سچ تو یہ ہے کہ شریعت
و طریقت کے ایسے سنگم تھے جہاں پہنچ کر ایک نے اپنی پیاس بجھائی ہے۔ آپؐ کی زندگی "دکھ جام"

شریعت در کتب سندانی عشق کی آئینہ دار تھی۔

انہیں نویں کو دیکھ کر علمائے عارفین فرماتے ہیں امام اہلسنت مجددِ عالمین و ملت شیخ الاسلام و المسلمین
اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قدس سرور کائنات علیہ السمت و القنا کا جرحہ ہیں۔ اور حضور
شیخ ملت ناہض الاسلام و المسلمین شہرِ پیشہ اہلسنت عظمیٰ حضرت منابرِ عظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی کرامت ہیں۔

آپ ایسے مجاہد ہیں کہ جہاد باللسان اور جہاد بالستلم میں کیسا لگی اور یگانگت پائی جاتی ہے۔ اپنوں
کی مجلس اکرام ہو یا دشمنانِ دین کا زرعہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ عشقِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ
وسلم کا جو جامِ شیریں بیانِ خطابت میں پلاتے۔ اُسی جامِ عرفان کی پاشنی تحریر میں بھی عطا فرماتے۔ جب
سردینِ زمانہ و ابلیغیہ عقیدوں نے دولتِ دنیا کی لالچ دیکر بیان و تحریر میں نرم گوشہ اختیار کرنے کیلئے خریدنے کی
کوشش کی تو وہ ایسے وفادار مصلحے علیہ السمت و الشنا تھے کہ دولت کو ٹھوکر مار دی۔ اور پھر تعصب فی الدین
کی شمع اتنی تیز ہو جاتی کہ ان کے ناپاک منصوبے جل کر خاکستر ہو جاتے اور لوگ یکبار اٹھتے۔
وہ رضا کے نیزے کی مار ہے، کہ عدو کے سینے میں خار ہے۔

کسے چارہ جوئی کا وار ہے، کہ یہ واردار سے پار ہے۔

خاک ہو جائیں مدو و جل کر مگر ہم تو رضا دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیگے
واقفِ ملوک کو جب ۱۹۹۹ء میں مخدوم ابن مخدوم شیر مہندوستان حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحبِ قلب
وامت برکاتہم، مرشدِ برحق کی بارگاہِ آستانہ عالیہ حتمیہ لیکر گئے اور فرمایا: "فتاویٰ حتمیہ کی ترتیب و تدوین کا کام شروع
ہو کر رک گیا ہے۔" محبتِ گرامی مالی وقار حضرت مولانا مخدوم غیب الحسن صاحبِ ادروی دارالعلوم حتمت ازبکستان میں
منصبِ تدریس پر فائز تھے، مولانا موصوف حضرت مشاہد ملت بانشین منظرِ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شاہ رضا خاں صاحب
قد (علیہ الرحمۃ) کی خواہش پر مرتب فرما رہے تھے۔ تقریباً ۵۰ صفحات کی ترتیب دی اور کتابت بھی ہو چکی تھی۔ لیکن وہ
اپنے وطن چلے گئے بایں وجہ کہ کام اتنے پُرانی رک گیا۔ اب دوبارہ اس کام کو انجام دینا ہے۔ یہ میرے
لئے روحانیت سے بھری ہوئی حیات تھی کہ مرشدِ برحق کی بارگاہ میں رہنے کا موقع ملا۔ اور مونس پر سہاگہ کہ
حضور مشاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت و تربیت میں اکتسابِ فیضِ نعمتِ عظمیٰ سے کم نہیں۔

میرے مشفق اساتذہ کرام کے بعد زبانِ و سلم کا شنوار تو پاسبانِ ملت خلیفِ مشرق حضرت علامہ

مشاق احمد نظامی علیہ الرحمہ نے بنایا۔ مگر ان میں نویں اور نوٹ پلک کو شیخ طریقت مشاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان نے سنوارا۔ فتاویٰ حتمیہ کا یہ کام تحقیق تو یہ ہے کہ اپنی بے بغاوتی و کم ہائیک اور اپنی بساط سے بہت بلند و بالا ہے۔ مگر مشہور برحق حضور شیریں پیشہ اہلسنت علیہ الرحمہ کے کرم و عنایت سے اگر میں الحقیقین اندہ انعم حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں عین سالہ تربیت کے ذمے تو یہ عظیم فہم سرایہ جو احکامات شرعیہ کے ساتھ علوم و فنون کا بحر زخار یہ فتاویٰ حتمیہ کا کام میرے ہاتھوں نہ ہو پاتا۔

آپ کے فتاویٰ بہت تحقیقی ہوتے ہیں۔ اور سوالیہ مسئلوں کی تمام شکات پر سیر حاصل گفتگو فرماتے، جیسا کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز سے متعلق حکم شرعی بیان کرتے ہوئے اسکی تکنیکی بحث بھی فرمائی۔ فتویٰ حتمیہ میں فلاسفہ کا حرکت زمین کا رد کرتے ہوئے مفصل و مدلل تحقیق اینٹیں فرمائی۔ حضرت کے فتاویٰ کی خصوصیات کے لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ آپ کے فتاویٰ کا مطالعہ کرنے کے بعد آپکا تجرعی اور علوم اعلیٰ حضرت کی فطرت کے جلوسے نظر آتے ہیں۔ فتویٰ حتمیہ میں علم ہیئت اور توفیق میں جو گفتگو فرمائی کہ فطریات کے ماہر سائنسدانوں اور فلاسفہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور دیگر فتاویٰ میں ارضیات، علم الحساب، جیو میٹری و دیگر فنون پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اپنے بے پناہ مصروفیات کے باوجود کچھ علماء و مشائخ کی دیباچہ پر تفسیر قرآن پاک لکھنا شروع فرمائی۔ مگر پاؤ پارہ مکئی ہو پائی کہ زندگی نے وفات کی۔ تفسیر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لاسم النوا اور اسم العقولات اور اپنے وقت کا محدث، نقیب علم و فن کے دریا بہار ہے۔ جس فن میں سوال کیا گیا سفر میں یا حضر میں علم برداشتہ مدلل و مبرہن جواب عطا فرمایا۔ غریب تفسیر قرآن جو بھی ہے شائع کی جائیگی۔

سب سے زیادہ کاوش و کرم فرمائی بلکہ یوں کہنا زیادہ حقیقت پر مبنی ہے کہ فتاویٰ کی تلاش و جستجو باض ترین سے مسودت کی فراہمی سب خدمت امین غلام شہرہ رستاں حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قلم و دست برکاتہم اللہ سیکائی کا نام ہے۔ حضور مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بکھرے ہوئے اس تسلی سرے کو اکٹھا کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ مگر جوینہ یا بندہ کے مہدائی یہ ذخیرہ مجموعی نگلی میں مرتب ہو پایا۔ اُجائب اہلسنت باقصوں علمائے کرام و حضور مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تجرعی سے واقف ہیں ہر ایک کو فتاویٰ حتمیہ کی اشاعت کیلئے بیقراری تھی۔ حضور مشاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان کی حیات طیبہ میں ہی فتاویٰ حتمیہ جلد اول اپنے تمام مراحل سے گذر کر طباعت کی تیاری کی جا چکی تھی۔ لیکن ذمہ کے سنییت اور خاوند حتمیہ پر ایک عظیم حادثہ فاجعہ کے رونما ہونے یعنی حضور مشاہد ملت (علیہ الرحمہ) کے

دھمال کے سبب طبع نہ چوسکی۔ اس کے علاوہ بعض نامساعد حالات بھی تفسیر کا سبب بنتے رہے۔ مگر ایک لگن اور ترقیب تھی کہ خدمتِ حضرت علامہ محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ و امت فیمہ المبارکہ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کیلئے تبلیغی اسفار اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود کوشاں رہے۔ لگن و کوشش اس طرح بڑھی کہ رہی کو سے ہر کو دائم حلقہ بردار کا زند عاقبت روزِ لیش باشد قیاب

آخر شہرت موصوف کی مساعی جمیلہ کا ہی ثمرہ ہے کہ یہ علمی جواہر و زواہر کا خزانہ "فتاویٰ عثمانیہ" جلد اول آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

فتاویٰ کی ترتیب کے وقت کچھ ہولناکیاں ناقص ملے۔ ہم نے اس خیال سے اسکو اسی طرح شامل کر دیا کہ "مَا لَا يُدْرِكُ كَلَمَةً يَتَرَكُ كَلَمَةً"۔ بیاضِ شریفیہ کے بوسیدہ ہونے، کچھ اوراق کپڑوں نے چاٹ کر تلف کر دیئے تھے۔ جہاں جہاں کتاب کی عبارت سے تصحیح ممکن تھی کر دی گئی۔ چنانچہ مسودہ کا بیضہ اور میضہ کا اہل سے مقابلہ و مطابقت میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ جہاں جہاں عربی عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کی تصحیح متعلقہ کتابوں سے حقیقہً امکان کر لی گئی ہے کہ کتاب صحیح اور مسودہ کے عین مطابق شائع ہو۔ پھر بھی بقاضائے بشری سہو غلطی ہو سکتی ہے۔ لہذا اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو یہ پہلی کوتاہی اور بصیرت کی کمی ہوگی، حضور شیرِ بیشہ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رامن اس سے پاک ہوگا۔ ان خامیوں سے راقم کو مطلع فرمائیں۔

ہم انی حضرات کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت میں معاونت فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مٹی گونڈوی اور حضرت مولانا شہزاد حسین خاں صاحب حنفی بہر لگائی۔ جنہوں نے تصحیح کتاب میں اپنا اہم وقت صرف فرمایا۔ اور حضرت مولانا محمد شاہ رضا صاحب بہر لگائی نے تخریج آیات میں مجھے بہم سہولت پہنچائی۔ مولائے قار و قیوم جل جلالہ و بطویل عالم اکابر و مالکون محفظے جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم ان تمام حضرات کو اور اراکینِ عسکری اکیڈمی کو ثواب و سعادت دارین سے سرفراز فرمائے۔ اور فیضانِ علمائے حضرت و مظہرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے قارئین و شائقین و متذکرین عجم مستغنی و مستغیر ہوتے رہیں۔ آمین۔

میرے مرشد اقلے نعمت حضور شیرِ بیشہ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غایتوں سے ترتیبِ تدوین اور اشاعت کاوشیں خدمتِ دینِ متین و مسلکِ اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کیلئے یہ ایک ادنیٰ اور حقیرا خراجِ عقیدت ہے بارگاہِ حضور مرشدِ برحق مظہرِ اعلیٰ حضرت شیرِ بیشہ اہلسنت۔ اور ————— ہاشمین مظہرِ اعلیٰ حضرت حضور

مشاورتِ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں، اس التجا کے ساتھ کہ
 دربابِ دیگر تو درمیانی تاچیزِ شوم دریں خرابی
 آرزو دارم کہ خاکِ آن قدم
 تو تیاے چشمِ سازم دم بدم

”شاعراں چہ عجب گر بنوازد گدازا“

محمد مظہر الحق شمس

گدازے کوئے شمت آساز عالیہ شمس پتلی بھیت شریف

۲۲ شبان المعظم ۱۳۲۲ھ

مطابق ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء روز جمعہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ اٰمَنًا اَبَدًا
عَلٰى خَلْقِكَ خَيْرًا لِّخَلْقِكَ كُلِّهِمْ

فتاویٰ حکمتیہ

آفسریں اسے عظیم اسد رضا
شیرِ منت مہربا صد مہربا
آپ نے مستویٰ دیدہ با صواب
سدہ گرہیں جس میں انوار رضا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن التَّيْنَيْنِ فِي أَيِّ مَآئِ الْأَبْوَيْنِ الْكَرِيمَيْنِ

مسئلہ

آمدہ از عملہ زیدون، متصل مسجد ٹینو شہر فتح پور
مسئلہ مولانا حافظ عبد السلام صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی سلمہم اللہ تعالیٰ۔
دوشنبہ مبارکہ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و منقیان دین و ملت دامت افاضاتہم عمت ارشاد اہم
اس مسئلے میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ناجی ہونے
کے متعلق رائج و صحیح قول کیا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں جو کچھ
لکھا ہے اور مرتدر رشید احمد گنگوہی نے اس مسئلے میں جو کچھ لکھا ہے ان کی بنا پر ان کا حکم شرعی
کیا ہے؟ بدینواتوجروا۔

الجواب:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى ذَوِيهِ وَصَحْبِهِ أَبَدَ الدَّهْرِ وَكَرَّمَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي تَعَالَى بِلُطْفِهِ وَكَرَّمَ مَعْنَى أَنْ يَضَعَ نُورَ حَبِيبِهِ الْمَطْهَرِ النَّوْرَانِي فِي
الْمَوْضِعِ الْبَحْسِ الظَّلَامِيِّ وَتَنْزِلُهُ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ عَنْ أَنْ يُدْخِلَ أَصُولَ رَسُولِهِ
الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْعَطُوفِ الْكَرِيمِ فِي الْعَذَابِ النَّارِي وَافْضَلُ الصَّلَاةِ وَالْجَمَلِ
السَّلَامِ عَلَى حَبِيبِهِ خَيْرِ الْأَنَامِ الَّذِي شَمَلَتْ فِيهِ الْإِسْلَامُ أَصُولُ الْكَرَامِ
وَعَلَى آبَائِهِ الْعِظَامِ وَلِقَاتِهِ ذَوَاتِ الْعَرَّةِ وَالْإِحْتِرَامِ وَلِقَاتِهِ أَصْحَابِهِ وَابْنِهِ

الْعَوْثِ الْأَعْظَمِ وَأَحِبِّهِ : وَسِرَاجِ أُمَّتِهِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَأَحِبِّهِ : وَ
إِمَامِ أَهْلِ سُنَّتِهِ الْمُجِدِّدِ الْأَعْظَمِ الْعَالِمِ بِدِينِهِ وَكِتَابِهِ : وَعَلَيْنَا وَعَلَى الْجَمِيعِ
إِخْوَانِنَا وَآخُو اتِّبَاعِنَا أَهْلِ سُنَّتِهِ وَجَمَاعَتِهِ الْمُتَابِعِينَ بِتَعْظِيمِهِ وَآلِ إِيَّاهِ :
أَمِينَ :

بے شک اس مسئلے میں حق و صحیح و صدقِ نبیج و صوابِ ریح یہی ہے کہ سیدنا عبد اللہ و سیدنا
آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سیدنا آدم صلی اللہ و سیدنا حواریم البشر علیہ علیہا الصلوٰۃ و
والسلام تک جن مقدس مردوں کے اصحابِ طیبہ میں اور جن مبارک عورتوں کے ارحامِ طاہرہ میں حضور
اقدس سید عالم رُوح منور و نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نورِ اقدس منتقل ہوتا رہا وہ
سب کے سب بفضلہ و کرمہ سُبحنہ و تعالیٰ مومن موجدِ صالح ناجیِ جنتی مفلحِ گزرے۔ ان میں
کوئی مُشرک و کافر نہ ہوا۔ یہی مضمون متعدد آیاتِ قرآنیہ اور بکثرت احادیثِ نبویہ و اقوالِ علماء سے
ثابت ہے۔

جیسا کہ حضور پُر نور مرشدِ برحق امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت سیدنا علیہ حضرت عظیم البرکت
مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ اعجازی صاحبِ قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے اپنے رسالہ مقدمہ سہ مسیحی بنام تاریخی شمول الاسلام لاصول الرسول لکرام
(۱۳۱۵ھ) میں واضح و روشن اور متعدد آیاتِ الہیہ و احادیثِ نبویہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ و التحیہ
سے ثابت و مبرہن فرمایا۔ اور بیشک اسی میں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمارے دلوں کا چین ہے
اسی سے مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے بندگانِ بارگاہ کے قلوب ٹھنڈک پاتے
ہیں۔ اور دشمنانِ بے دین، نجدیہ ملائین، دیوبندیہ ملحدین کے دل و جگر جل کر کباب ہو جاتے ہیں اور
بیشک اس مسئلے میں ملا علی قاری رحمۃ الباری سے سخت فاحش غلطی ہوئی، جس کا اتباع ہرگز جائز نہیں
اور بے شک اس مسئلے میں مترشدِ احمد گنگوہی علیہ ما علیہ نے جو فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم مطبوعہ
افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۰ پر لکھا ہے۔

”حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام
اعظم صاحبِ کاندھب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالتِ کفر میں ہوا ہے۔“

اور براہِ جہارت و وقاحت اس پر حاشیہ جڑا کہ — ”فقہ اکبر ملا علی القاری کی رحمتہ اللہ علیہ میں مرقوم ہے — یہ حضور پر نور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افتراء ہے محض اور بہتان خالص ہے۔

اقلاً — ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی کوئی کتاب فقہ اکبر نام کی نہیں۔ ایک فقہ اکبر حضور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ دوسری فقہ اکبر حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ ہرگز ہرگز حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ ابوین طیبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال حالت کفر میں ہوئے۔ فیاذناب الکناوہی ہاتھ اترھا تکفیر ان کڈتھو صلاقیں — تو اسے گنگوہی کے دم چلو! اگر تم سچے ہو تو اپنی برہان آگے لاؤ۔

ثانیاً — اگر گنگوہی کے دم چلے اپنے شیخ الطائفہ مرتد گنگوہی کی تائید میں یہ عبارت پیش کریں ”وَالِدَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرے ہیں تو فقہ اکبر شریف کے اکثر نسخوں میں تو یہ فقرہ سرے سے موجود ہی نہیں۔ فقیر کے پاس مبصر کے دو مطبوعوں کے چھپے ہوئے دو نسخے فقہ اکبر شریف کے موجود ہیں۔ دونوں میں سے کسی نسخے میں اس فقرے کا قطعاً پتہ نہیں۔ بلکہ فقیر کے کتب خانے میں نسخہ شرح فقہ اکبر للملا علی القاری مطبوعہ دارالکتب العربیہ الکبریٰ بمصر موجود ہے۔ اس میں بھی نہ یہ فقرہ ہے نہ اس کی شرح کے الفاظ۔

ثالثاً — فقہ اکبر شریف کے جن نسخوں میں یہ عبارت ہے ”وَالِدَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي عَلَى الْكُفْرِ“ انہیں نسخوں میں اسی عبارت کے متصل یہ عبارت بھی ہے۔ ”وَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِيمَانِ“ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا۔ اس پر خود ملا علی قاری کو تنبیہ ہوا اور فرمایا۔ لَا يَحْتَاجُ إِلَى ذِكْرِ لِعَلَّوْمَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الشَّانِ۔ یعنی اس فقرے کو ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس معاملے میں بہت بذرو بالاً شان رکھتے ہیں۔

اقول۔ اور بات بھی یہی ہے کہ ایسی بات اس کے متعلق کہی جاتی ہے جس کے خاتمے میں شبہ ہو۔ شرع مطہر سے یقینی طور پر واضح و روشن نہ ہو کہ کفر پر ہوا یا ایمان پر وہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ فلاں دلیل شرعی اس امر پر قائم ہے۔ اور ہر ایک نبی کا خاتمہ ایمان کے اُس اعلیٰ مرتبے پر ہونا جو ہرگز کسی غیر نبی کیلئے متصور نہیں، ضروریات دین سے ہے جس کا منکر نہ منکر بلکہ اس میں شک رکھنے والا، نہ شک رکھنے والا بلکہ جو اس میں شک رکھنے والے کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ اور عیاذ باللہ تعالیٰ بے توبہ مبرا تو مستحق نارابد ہے۔

پھر حضور اقدس سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین باریک مسلم کے متعلق یہ مضمون ایسے کمزور لہجے میں بیان کرنا ہرگز نشانِ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصور نہیں لاجرم خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے الحاقی ہونے کا اشارة فرمایا حَيْثُ قَالَ وَلَيْسَ هَذِهِ النُّسخَةُ فِي أَصْلِ مَشَارِحِ تَقْدِيرِ لِهَذَا الْمَدْيَانِ لِيَكُونَ فِي ظَاهِرِهَا فِي هَعْرِضِ الْبَيَانِ يَدْعُو نَقْدَ الْكِبَرِ شَرِيفِ كِي طَرَفٍ مَعِ يَهْلَا جَوَابِ جِسْ كِي طَرَفٍ عَلَامَةِ سَيِّدِ أَحْمَدِ طُحْطُوحٍ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نَعْنِي فِي أَهْلِهِ حَاشِي مَبَارَكِ عَلَى الدَّرِ الْخِتَارِ مِ انْ كَلِمَاتٍ مَعِ اِشَارَةِ فَرَمَا يَ۔

وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ النُّسخَ الْمُعْتَبَرَةَ
لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ ذَلِكَ
یعنی یہ عبارت ہرگز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہیں اس
بر دلیل یہ ہے کہ نقدِ کبر شریف کے جو مقدمے لکھے ہیں ان میں
اس عبارت میں سے کچھ بھی نہیں۔

حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجددِ اعظم دین و ملت سیدنا علیہ حضرت عظیم البرکۃ مولانا
الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب تہذیب فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی
کتاب مستطاب المحمد المستند بناءً بخواۃ الابد کے صفحہ ۱۵۸ پر اسی بحث میں فرماتے ہیں۔
وَلِهَذِهِ الصَّارِفَةُ قَرِينَةٌ أُخْرَى لِتُجَدِّدَ مَعْنَاهَا
فِي بَعْضِ النُّسخِ دُونَ الْأُخْرَى وَ هِيَ قَوْلُهُ
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
یعنی اور اسی عبارت کے ساتھ ایک اور دوسری عبارت ہے جو
اسی کی طرح بعض نسخوں میں پائی جاتی ہے اور دوسرے نسخوں
میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ عبارت ہے ورسول اللہ صلی

مَاتَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالْعَلَامَةُ الْقَارِي نَفْسًا
 قَدْ أَرْتَابَ فِي صِحَّةِ نَسَبِهَا إِلَى الْكُتَابِ
 حَدِيثُ قَالَ لَعَلَّ مَرَامُ الْأَمَامِ عَلَى تَقْدِيرِ
 صِحَّةِ وَرُودِ هَذَا الْكَلَامِ الْخَالِصِ الْقَطْعُ
 بِهَذَا مَعَ أَشْتَرَا كَرِهًا فِي خُلُوعِ النَّسَبِ
 الْمُحْتَمَلَةِ عَنْهَا فَمَا يُقْضَى إِلَى الْعَجَبِ۔

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات
 علی الایمان۔ یعنی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان پر انتقال فرمایا، اور خود علامہ
 علی قاری کو اس بارے میں شک ہو گیا کہ فقہ اکبر شریف
 کی طرف اس عبارت کی نسبت صحیح ہے یا نہیں اس لئے کہ
 انھوں نے فرمایا کہ اگر فقہ اکبر شریف میں اس عبارت کا ہونا
 صحیح فرض کیا جائے تو شاید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہو گا کہ فقہ اکبر شریف کا متن اس عقیدہ ضروریہ دینیہ کے
 بیان سے بھی خالی نہ رہے۔ تو تعجب کی بات ہے کہ علامہ علی قاری نے یہ یقین کر لیا کہ وہ عبارت والہ رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الکفر ضروریہ فقہ اکبر شریف کی ہے حالانکہ
 دونوں عبارتیں اس بات میں باہم ایک دوسرے کی شریک ہیں کہ فقہ اکبر کے مقصد علیہ نسخے ان دونوں عبارتوں سے
 خالی ہیں۔

رابعاً — اسی فقرے کے بعد یہ فقرہ ہے

وَأَبُو طَالِبٍ عَمُّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ
 عَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهُ مَاتَ كَافِرًا۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چچا
 اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو
 طالب کا فرما ہے۔

ادنیٰ تامل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر حضور پر نور سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کا مذہب وہی ہوتا جو عقیدہ گنگوہی نے لکھا تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح کیوں فرماتے
 کہ والد ارسل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الکفر ورسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مات علی الایمان و ابوطالب عمہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافر۔ اتنا خوشحال امام
 کے خلاف اور حیثیت متن سے بعید ہے۔ کلام یوں بھی ہو سکتا تھا کہ والد ارسل اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابوطالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و ابو
 علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماتوا کافریں۔ بلکہ اس پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اصل

عبارت یوں تھی کہ ذوالدار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ وسلم و ماما علی
 الکفر و ماما علی الایمان و ابوطالب عمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ وسلم
 و ابوعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مات کافرًا۔ یعنی حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علی آلہ وسلم کے والدین کا انتقال کفر پر نہیں ہوا بلکہ وہ دونوں دنیا سے ایمان پر گئے۔ اور حضور قدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا اور موی علی حرم اللہ تعالیٰ و جہہ کے باپ ابوطالب
 دنیا سے کافر گئے۔ — جملہ اولیٰ میں "مانا فیہ" قلم ناسخ سے رہ گیا۔ تو عبارت یوں ہو گئی۔
 ذوالدار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ وسلم و ماما علی الکفر و ماما علی
 الایمان۔ اب ناقصین کو مشکل پڑ گئی، دونوں جگہ "ماتا" کی ضمیر تثنیہ کا مرجع اگر والدین کرہین
 کو رکھتے تو تناقض لازم آتا۔ لہٰذا بعض نے تو اس جملے میں سقط دیکھ کر اسنی نقل میں سے
 اس پوری عبارت کو بالکل ہی اڑا دیا۔ وَلَيْتَعَمَّ مَا فَعَلُوا حَيْثُ لَا يَصْلُحُوا وَلَا أَصْلُوا۔ اور
 بعض نے کلام کو ناقض سے بچانے کے لیے یہ متعین کیا کہ دوسری جگہ ماتا بصیغہ تثنیہ صحیح نہیں بلکہ
 مات بصیغہ واحد ہے۔ جس میں ناسخ کی غلطی سے الف بڑھ گیا تو پھر مات کا مرجع بنانے کیلئے
 اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی الہ وسلم بڑھا دیا۔ اب عبارت وہ
 ہو گئی جو غلط علی قاری نے نقل کی۔ مگر حقیقہً خود ناقصین سے ناسخ اول کی غلطی ہوئی۔ اور اس کی
 زلت قلمی اور ان کی خطائے علمی سے اس عبارت کی یہ گت بن گئی۔

یہ ہے عبارت مذکورہ فقہ اکبر شریف کی طرف سے دوسرا جواب۔ جس کا رسالہ "ہدایۃ النبی الی اسلامہ"
 اباہ النبی میں بحوالہ علامہ برزنجی افادہ فرمایا کہ۔

"بالفرض اگر فقہ اکبر میں یہ جملہ پایا جائے تو ماتا کے قبل "ما" لکھنے والوں
 سے سہوارہ گیا۔ یعنی ماما علی الکفر۔"

خامساً۔۔۔ رسالہ مبارکہ سنی نام تاریخی "منع السفہ الاکبر عن قلب
 الفقہ الاکبر" میں ہے کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ فقرہ علامہ بخاری کے حواشی سے
 ہے۔ یہ حاشیہ بعض نسخ متقدمین میں مندرج ہو گیا جس کے سبب بعض شراح کو اشتباہ ہو گیا۔ —

عہ یعنی خدا کی قسم انھوں نے خوب کیا کہ نہ تو خود گمراہ ہوئے نہ کسی اور کو گمراہ کیا۔ ۳۳۴

یہ ہے فقہ اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکورہ کا تیسرا جواب۔ جس کا افادہ حضرت علامہ سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تعلیقات علی الدر المختار میں ان کلمات سے فرمایا۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيُّ فِي فِتَاوَاهُ وَالْمَوْجُودُ
فِيهَا لِابْنِ حَنِيفَةَ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ
الْبُخَارِيِّ لَا لِابْنِ حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ
ثَابِتٍ الْكُوفِيِّ۔

یعنی امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ فقرہ موجود اس نسخہ فقہ اکبر میں ہے۔ البخیفہ محمد بن یوسف بخاری کا ہے۔ امام البخیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے۔

سادساً — بلکہ اگر بالفرض یہ فقرہ حضور سراج الاممہ کا شرف النعمہ مالک الازمہ امام الائمہ شہنا الامام الاعظم البخیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت بھی ہو تو بھی ہرگز اس کے معنی نہیں کہ ابوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فروماری ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اکابر محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس فقرے کی بخوبی تحقیق و توجیہ فرمائی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

”آئینہ کہ در فقہ اکبرست کہ ابوین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فاتا علی الکفر با اثبات نجات الیشاں تناقض ندارد۔ آری اگر توحید و برأت از شرک از الیشاں ثابت شود مناقض آل خواهد بود۔ نہایت کارای مردم ہمیںست کہ نجات ثابت می کنند۔ تفصیل این اجمال آن کہ در اثبات نجات والدین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مسلکست۔ اول آنکہ با وجود شرک و کفرے کہ داشتند معذب نخواهند بود بعلت آنکہ در زمان فترت بودند و پیش از بعثت پیغمبر بمقتضای وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا تعذیب مستحق نیست وَقَدْ سَبَقَ مَا فِي هَذَا الْمَسْئَلَةِ مِنَ الْمُنَافَاةِ بَرایں مسلک ہم عبارت فقہ اکبر صحیحست زیرا کہ مدلول او ہمیں قدرت کہ ماتا علی الکفر تعرض بتعذیب درایں عبارت واقع نیست۔ مسلک دوم آنکہ الیشاں را برائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم زندہ ساختند آنہما ایمان آوردند ایں مسلک نیز با عبارت فقہ اکبر

مناعت ندارد و لہذا شمس لاکر گروی کہ از اجلہ علمائے خفصہ است میگوید مجوز کفر
 مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ وَالْإِدْعَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ وَمَسْكَو لَيْتُوتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَحْيَا هُمَا لَهُ فَاَمْنَابَهُ إِن تَهْمَى —
 مسلک سوم آنکہ اینہا بقلیل خود یا یا استماع از ملت ابراہیمی تسبیح شرک را
 دریافتہ ترک آل گرفتہ بودند و احصاء را تعظیم نمی کردند و کابر اعراس کا بر پشت آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم را تنفید منتظر دروم ایشان بودند۔ بیشتر مختار
 سید طوسی در رسالہ خود ہمیں مسلک ست۔ پس دریں صورت ہم نجات ایشان ثابت می
 شود و ہم ایمان ایشان زیر کہ در آل وقت ہمیں قدر ایمان اجمالی می توان شد۔ بریں
 مسلک ہم عبارت فقہ اکبر از دست نمی رود زیرا کہ شاید عدم ایمان تفصیلی را تعبیر مکرر کردہ
 باشد اَمَّا اِنِّي وَابْنُكَ فِي النَّارِ وَلَسْتُ بِؤْذُنِي بِالشَّفَاعَةِ فِيْهِمَا اِذَا هِيَ
 مسلک ابائے کلی و منافرت تام دارد غالباً ولی فی ہذہ المسائل السکوت
 اِلَى اٰخِرِهِ مُلْخَصًا

یعنی وہ جو فقہ اکبر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین
 ماجدین کا انتقال کفر پر ہوا وہ ان کی نجات ثابت کرنے کے مخالف نہیں ہے۔ ہاں اگر یوں کہ یحییٰ
 سے توحید و برأت از شرک ثابت ہو تو اس کا منافی ہو گا۔ جو علماء یوں مطلقاً رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
 نجات کے قائل ہیں ان کی انتہائی کوشش یہ ہے کہ یوں طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نجات
 ثابت کرتے ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین
 طیبین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں۔ اول یہ کہ باوجود اس کفر و شرک کے جس
 میں وہ حضرات مبتلا تھے ان پر کچھ عذاب نہ ہو گا اس لئے کہ وہ زمانہ فترت میں تھے اور پیغمبر کچھ
 مبعوث ہونے سے پیشتر تعذیب ثابت نہیں ہوتی کہ فرماتا ہے جَلَّ جَلَالُهُ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ
 حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ یعنی ہم عذاب کرنے والے نہیں یہاں تک کہ کسی رسول کو مبعوث فرمائیں
 اور اس مسلک میں جو منانات ہے اس کا بیان اوپر گذرا۔ اس مسلک پر بھی عبارت فقہ اکبر صحیح ہے
 اس لئے کہ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ کفر پر انتقال ہوا عذاب کا کچھ ذکر اس عبارت میں نہیں۔

دوم یہ کہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اُن کے انتقال کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واسطے زندہ فرمایا گیا وہ ایمان لائے۔ یہ مسلک بھی عبارت فقہ اکبر کے مخالف نہیں اور اسی لئے علامہ شمس الدین کروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اجلہ علمائے حنفیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص کفر پر مگرگیا اُس پر لعنت کرنا جائز ہے سوا والدین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ عزوجل نے اُن دونوں حضرات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے زندہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے۔ سو ہم یہ کہ ان حضرات نے اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر یا ملت ابراہیمی سے شرک کی جبرائی معلوم کر کے شرک سے بیزاری اختیار فرمائی تھی اور وہ بتوں کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ اور درجہ بدرجہ اپنے بزرگوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کی پیشینگوئیاں سن کر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اُن کے رسالوں میں زیادہ تر پندیدہ مسلک یہی ہے۔ تو اس صورت میں ان کی نجات بھی ثابت ہوتی ہے اور اُن کا ایمان بھی ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس زمانے میں اسی قدر اجمالی ایمان حاصل ہو سکتا تھا۔ اس مسلک پر بھی عبارت فقہ اکبر ہاتھ سے نہیں جاتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایمان تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر سے تعبیر کیا ہو۔ کفر سے ایمان تفصیلی کا حاصل نہ ہونا مراد لیا ہو۔ لیکن ابی وابوہ فی النار اور لکھ یُوذْنُ لِي بِالشَّفَاعَةِ فِيهِمَا ان تینوں مسلکوں سے مخالفت کلی اور پوری منافرت رکھتا ہے تو ان مسلولوں میں چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

اتقول یہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنے فہم پر کلام ہے۔ ورنہ ان دونوں حدیثوں کو ایمان و نجات ابوین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہرگز مخالفت نہیں۔ حدیث اول میں "اِیْنِ" سے مراد ابوطالب ہیں۔ اور حدیث دوم کا مطلب یہ کہ اے محبوب تمہیں اُن کیلئے شفاعت فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں، ان کو تمہارے صدقے میں محض اپنی رحمت ہی سے بخش دیں گے۔

اس مضمون کی تفصیل جلیل حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت سیدنا علیہ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مقدسہ شمول الاسلام اصول الرسول الکرام میں ملاحظہ ہو۔ — تو حضور اقدس مالک

الائم دیان العرب والجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق اذن شفاعت نہ ملنے سے ان کا ناری و مُشرک ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ حضور سید الشانین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے ربِّ کریم جل جلالہ سے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے اذن شفاعت طلب فرمانا ہی اُن کے مومن و ناجی ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ اس لئے حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ علیہم اجمعین پوری بصیرت کے ساتھ قطعاً یقیناً اس بات کو چانتے تھے کہ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ مُشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا اور مُشرک کیلئے خود اپنے محبوب علی الصلاۃ والسلام کی طلبِ مغفرت کو بھی ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اسی لئے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اُزر کیلئے بخشش طلب فرمانے سے منع فرمادیا، بلکہ خود اپنے محبوب کریم علی الصلاۃ والسلام کو بھی مُشرکوں کا فروں منافقوں کیلئے مغفرت مانگنے سے منع فرمادیا تو اس کے بعد پھر حضور اقدس ممالک کو میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی مُشرک کسی کافر کسی منافق کیلئے مغفرت ہرگز طلب نہیں فرما سکتے تو جب یہ بات صحت کیساتھ پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اس مخالفتِ الہیہ کے بعد حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجتہ الوداع میں اپنی والدہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے مغفرت طلب کرنے کا اذن اپنے ربِّ قدوس جل جلالہ سے مانگا تو ان کا مُشرک کی پلیدی اور کفر کی گندگی سے پاک و طاہر ہونا ثابت ہو گیا۔ واللہ الحمد و هذا ما حققه العارف بالله الشيخ عبد الله البسکونی الرومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی کتاب المستطاب مطالع النور السبئی المذنبی عن طہارۃ نسب النبی العریقی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

شعرا قول اور یہ بھی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا اپنا خیال ہے کہ عبارت فقہ اکبر شریف میں ایمان تفصیلی حاصل نہ ہونے کو کفر کہا گیا ہے، ورنہ حقیقتاً اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی یہ قول ہے تو ہرگز یہ ابوین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایمان تفصیلی کے بھی منافی نہیں۔ ہاں اگر مآتا کافرین فرمایا ہوتا کہ وہ دونوں کافر مرے جیسا کہ ابو طالب کے حق میں مآتا کافراً فرمایا، کہ وہ کافر مرے تو بیشک تناقض لازم آتا۔

مُخْلِصٌ بِكَ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ مِمَّنْ مَضَى مِنْ مَضَى الْوَفِّهِ۔ تقدیر عبارت یوں ہے مَاتَ عَلَى
عَنِ الْكُفْرِ یعنی وہ دونوں حضرات اس زمانہ میں دنیا سے تشریف لے گئے جبکہ کفر پھیلا ہوا تھا، یہ ہے
نقد اکبر شریف کی طرف سے عبارت مذکورہ کا جو تھا جواب جس کو حضرت علامہ سید احمد طحاوی رضی اللہ تعالیٰ
عنه نے اپنے تعلیقات پر الوار علی الدر المختار میں یوں ارشاد فرمایا۔

وَعَلَى تَسْلِيْمٍ أَنَّ الْأَمَامَ قَالَ ذَٰلِكَ
فَمَعْنَاهُ أَنَّهُمَا مَاتَا فِي زَمَنِ الْكُفْرِ وَهَٰذَا
لَا يَقْتَضِي إِتِّصَافَهُمَا بِهِ

یعنی بالفرض اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ حضور پر نور امام عظیم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فرمایا تو اس کے
یعنی میں ان دونوں حضرات نے اس زمانے میں انتقال فرمایا
کفر پھیلا ہوا تھا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں
حضرات خود بھی معاذ اللہ کافر تھے۔

شہر اقول اور یہ بھی شاہ صاحب مرحوم کا اپنا مسلک ہے کہ اس مسئلے میں سکوت بہتر ہے۔ ان کے
نزدیک دلائل میں تعارض ہوا نفی ایمان پر جو امور بظاہر دلالت کرتے ہیں ان سے یہ معنی ذہن شریف میں نہیں
آئے۔ لاجرم سکوت اختیار فرمایا۔ مگر ہم ہرگز سکوت کو ادا نہیں کرتے۔ ہمارے آقا یا نبی نعمت حضرت
علمائے اہلسنت دامت برکاتہم القدسیہ وعتت نے اس مسئلے کو مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ کے دیکھ لیا۔
دلائل خلاف کے کافی و ثانی جوابات دیئے۔ لہذا ہم صراحتاً ہی مانتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ ابونین
طاهرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آدم علیہ السلام و خوار رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک یہ نور پاک جن
مبارک مردوں کے اصحاب طیبہ میں اور جن مقدس عورتوں کے ارحام طاہرہ میں شہید ہو تا رہا وہ سب
بفضل اللہ تعالیٰ و برحمۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم من موحدا صالح ناجی مفلح کرے۔ فرمائی
اللہ تعالیٰ عنہم جمیعاً و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم و امہاتہ الکرام و ابائہ الکرام و آلہ و صحبہ جمعین بابرک و سلم
الی یوم القیام۔

ولہذا حضرت علامہ طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حواشی و درختار میں فرماتے ہیں

عہ اس مسئلے کی تفصیل جلیل و توشیح جلیل میں حضرت حامی سنت ائی لاند ہیبت مولانا الحاج الشاہ محمد ضیاء الدین صاحب قادری بکاتی
رضوی ضیائی پبلی کیشنز لداس اللہ تعالیٰ بنور علیہ ضیاء الدین و قطع بیف قلبہ عن من أراد ضیاء الدین کا رسا و مبارک سنی بنام
تائیدی التصدیح الملزکی فی اسلام ابوی المصطفیٰ (۱۳۴۸ھ) بھی ضروری الملاحظہ ہے۔ علامہ

فِيهِ إِسَاءَةٌ أَدَبٌ وَالَّذِي يَتَّبِعِيْهِ إِعْتِقَادٌ
 حِفْظُهُمَا مِنَ الْكُفْرِ۔

یعنی کہ جو یہ کہیں کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ کا فر
 کہتے ہیں تو ہمیں جو بات کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے
 وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو کفر سے محفوظ رکھا۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وَمَا فِي الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ مِنْ أَنَّ وَالِدَيْهِ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتِي
 عَلَى الْكُفْرِ فَقَدْ سُوسَ عَلَى الْإِمَامِ۔

یعنی اور وہ فقہ اکبر میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی
 آلہ وسلم کے والدین کفر پر مرسے تو وہ امام اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ پر اثر کر کے ان کی عبارت میں ملا دیا گیا ہے۔

بالجملہ فقیر کی اس تقریر پر غور کرنے کے بعد ثابت ہو جائیگا کہ گنگوہی طرید اور اس کے اذناب
 پلید کو اس بات کا ثبوت دینا تو محال ہے کہ معاذ اللہ۔ حضرت امام اعظم کا مذہب یہ ہے کہ ان کا
 انتقال حالت کفر میں ہوا ہے۔ کیونکہ عبارت مآتا علی الکفر فقہ اکبر شریف میں لگاتی ہے ہرگز
 امام الامہ مالک الا زمرہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہ فرمایا
 ۱۔ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ عبارت فقہ اکبر شریف کی ہے تو اس میں سے مآتا فی مروقہ
 ۲۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ فقہ اکبر شریف میں یہ عبارت اسی طرح ہے تو اس کے معنی ہرگز
 وہ نہیں جو بیہ گنگوہی نے لئے۔ ہاں مآتا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت انہیں کی ثابت
 ہو تو بیشک اس مسئلے میں بھی ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے فتوے سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے۔ مگر کوئی معصوم
 نہیں۔ الا انہ یسأو والمملکۃ علی سیدہم و علی آلہ الصلاۃ والسلام و لکل
 عالم حقوۃ و لکل صابر نبالۃ۔ کسی عالم کا وہ قول جو دلائل شرعیہ کے خلاف ہو ہرگز قابل تسلیم
 نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس مسئلے میں مجرد قول مآتا علی قاری علیہ الرحمۃ ہم پر ہرگز حجت نہیں۔ انہوں نے جو کچھ اس مسئلے میں
 کہا ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کا شافی و کافی رد کیا اور اپنے مدعا کو دلائل کثیرہ و قویہ و براہین
 متکاثرہ جلیلہ سے ثبوت کیا۔ واللہ الحمد۔

تنبیہ نبیہ :

اگرچہ یہ مسئلہ ان مسائل سے ہے جن کے قائل یا منکر کسی کی تکفیر یا تفضیل یا نصیحت نہیں ہو سکتی، لیکن
 شریعہ گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عدالت سے ناشی ہے لہذا کفر و افسوس

واترہاد فاشی ہے۔

۱۔ انگلوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں جس کے فولو علمائے اہلسنت کے پاس ہیں یہاں کہہ دیا کہ ”وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے“ یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ اللہ عزوجل جھوٹ بول چکا۔ جسکی تائید تہذیب و جھنگلی مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالہ ”ملعونہ اسکاٹ المعدی“ کے صفحہ ۱۳۰ پر کھلے فظوں میں کی۔

۲۔ اسی انگلوہی نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۲۶ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی ٹکوں کا شاگرد بتایا۔

۳۔ اسی انگلوہی نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۹، پر فاتحے میں قرآن عظیم کی تلاوت کو ”بد پرہشت“ کے مشابہ لکھا۔

۴۔ اسی انگلوہی نے ”براہین قاطعہ“ کے صفحہ ۴۸ پر محمد بن میلہ د مبارک کو کنہیا کا جنم بلکہ اس سے بھی بدتر کہا۔

۵۔ اسی انگلوہی نے ”فتاویٰ انگلوہیہ“ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹ پر ہولی دیوالی کی پوری پوری کو جائز لکھا، ۶۔ اور فتاویٰ انگلوہیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴۵ پر حضرات امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے شہوت و دودھ پانی کو حرام ٹھہرایا۔

۷۔ اور فتاویٰ انگلوہیہ حصہ سوم صفحہ ۲۳ پر جادو گروں کے بارخ اور جانتی کے تماشوں کو زانیہ و عظیمہ الصلۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل و قوی کہا۔

۸۔ اور براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ پر ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان کیلئے وسعت علم کو قرآن و حدیث سے ثابت اور حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے وسعت علم ماننے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور شرک و بے ایمانی لکھا۔

گنگوہی کے ان اقوال کفر و ضلال نے بتا دیا کہ اس کا یہ قول بھی تو یمن سرکار رسالت اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عدالت ہی پر مبنی ہے۔ اس کے ان اقوال ملعونہ سے ثابت ہو گیا کہ اس سے بھی اس کی نیت یہی تھی کہ دربار رسالت میں گالی دے۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعی حالات مبارک کو بھی بریت تو ہمیں ذکر کرنا کفر ہے۔ شفاء امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ مسئلہ مقرر ہے۔ مثلاً حضور اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو توہین کی نیت سے علی کا خسر یا ابوطالب کا یتیم یا بکر یوں کا چرواہا کہنا کفر و ارتداد ہے۔ فقیر کی اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ اس قول کی وجہ سے ملا علی قادیانی رحمۃ اللہ پر صرف خطا و غلطی کا الزام ہے، لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اسکی عداوت ثابت ہو چکی اس لئے گنگوہی مرتد نے یہ قول بک کر اپنے کفر میں ایک اور اضافہ کیا۔

ملا علی قادیانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مقصد ایک مسئلے میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو ان کے نزدیک لائل سے ثابت ہو۔ اگرچہ فی نفسہ وہ غلط و باطل ہے۔ لیکن گنگوہی کا مقصد سرکار رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں گالی بکنا تھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر عبد الرضا محمد حشمت علی خاں قادیانی برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
غفرلہ ولابویہ والہ و اخوانہ واجباہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

محکم دعوے کے خالص بیانی

روز ایمان افروز شیطانت سوز دوشنبہ مبارکہ ۲۷ شوال المکرم ۱۳۵۵ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ علمائے اہلسنت "کثر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اس کے کیا معنی ہیں۔ محض حضور لعلم قدرت یا اس کے ساتھ مشاہدہ عینی بھی جیسا کہ انا انظر الیہا والی ماہو کا ٹن فیہا وغیرہ سے متبادر ہوتا ہے تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا جائے۔ اور اس سلسلے میں علمائے ربانین کی وہ کون سی دلیل ہے جس سے مخالفین کے منہ میں پتھر دیا جاسکے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تک کیلئے حاضر و ناظر ہیں۔ اگر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی کوئی تصنیف اس مسئلے پر ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائیں والسلام۔

المستفتی عبد المنان محمد یحییٰ از دارالعلوم اہلسنت اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ
۸ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب :-

حضرت رب العزت شہید و بصیر جل جلالہ نے اپنے فضل و کرم سے جو اپنے محبوب اکرم و مظهر اتم و خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ حضور آدیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو جو علم عظیم و وسیع ان کے رب علیم جل جلالہ نے عطا فرمایا وہ جملہ کائنات و حادثات و مخلوقات کو محیط ہے۔

قال اللہ تعالیٰ۔

ما کان حدیثا یفتری من دون اللہ ولكن تصدیق الذی
بین یدیه وتفصیل کل شیء۔

وقال اللہ تعالیٰ۔

نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء۔

وقال اللہ تعالیٰ۔

ان علینا جمعه وقرآنہ

وقال الله تعالى۔

ثم ان علمنا بيانه

یہ بھی معنی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو قدرتِ قاہرہ باہرہ ان کے رب
قدیر جل جلالہ نے عطا فرمائی وہ جملہ کوائن و حوادث و خلائق کو محیط ہے۔

فی الحدیث — عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وسلم، انما انا قاسم و اللہ يعطی۔

جس طرح قاسم کے دونوں مفعول مقسوم و مقسوم الیہ مزدوف ہیں اسی طرح "يعطی" کے
دونوں مفعول معطی و ممعطی لہ بھی مزدوف ہیں۔ اور "قاسم" و "يعطی" دونوں باہم متقابل
ہیں۔ اسی تقابل سے ثابت ہوا کہ جو نعمتیں، دولتیں، فرحتیں، نصرتیں، عزتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی
معطی ہیں وہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقسیم فرمودہ ہیں۔ اور جو لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ
کے معطی ہیں وہ سب بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقسوم علیہم ہیں۔ و لا الحمد۔
یہ بھی معنی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو سمیع و بصیر جل جلالہ
نے عطا فرمایا وہ ہر کائنات ہر حادث ہر مخلوق کو محیط ہے۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

اَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ وَ اَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ۔

فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اِنَّ اللّٰهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَ اِلَى مَا هُوَ كَ اِنَّ
وَسَيُعَالِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَانَمَا اَنْظُرُ اِلَى كَفَىٰ هَذِهِ جَلِيَّاتٍ اَمِنْ
اللّٰهِ تَعَالٰى جَلَالُهُ لِنَبِيِّهِ كَمَا جَلَالُهُ لِلنَّبِيِّينَ مِنْ قَلْبِهِ۔

یہ بھی معنی ہیں کہ جس طرح اللہ رب العالمین جل جلالہ کی صفت ربوبیت تمام عالمین کو محیط
ہے، اسی طرح اسی کے حکم سے رحمن درجہ جل جلالہ کے حکم سے اس کے محبوب رسولِ رحیم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت رحمت بھی تمام عالمین کو محیط ہے۔ قال تعالیٰ۔

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔

یہ بھی معنی ہیں کہ جس طرح زمان و مکان و جہت سے قطعاً و جوہراً ہر طرح پاک و منترہ ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ ہر شے کو محیط ہے، اس کا یہ احاطہ ذاتیہ عقول و ادہام سے درجہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا۔

اسی طرح اس کی عطا سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہر ایماندار کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب بھی زمان و مکان و جہت سے پاک اور ادہام و عقول سے بالہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ہر ایمان والے کے ساتھ یہ قرب اللہ تبارک تعالیٰ کی اسی صفت احاطہ بکل شئی ہی کا پر تو ہے۔

وقال کبیر الدیوبندیہ للترتد سم النالوتوی علیہ السیئحة فی رسالۃ المسماة بتجذیر الناس علی الصلوة الحادیۃ عشر۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیوں کہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ یا بالتصرف ہو تب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کیلئے اقربیت تو وہر ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔“

حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلے میں کوئی مستقل رسالہ مبارکہ اس وقت فقیر کے علم میں نہیں۔ البتہ مدت ہوئی اس مسئلہ پر حضور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتوے مبارکہ کی زیارت سے لاہور میں مشرف ہوا تھا جس کا خلاصہ مفہوم تقریباً یہی ہے جو فقیر عرض کر چکا۔ برادر عزیز مولانا مولوی ابوطاہر محمد طیب صاحب قادری رضوی دانا پوری سلمہ ربہ کا ایک مختصر رسالہ مبارکہ مسمیٰ بن تمناہی ”اقوم البیان بان الحبيب لا یخول منه زمان ولا مکان“ اس فتوے کے ساتھ روانہ

لہ نحن المسلمون اہل السنۃ نقول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا جاتا ہے۔ اس فتوے کے دلائل کی تقریر اس میں ملاحظہ ہو۔

یہ عقیدہ مبارکہ ضروریات دینیہ یا ضروریات مذہب اہلسنت میں سے نہیں کہ محض اسکے انکار ہی کی وجہ سے کسی کی تکفیر یا تضلیل کا جواز ملے۔ البتہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل رفیعہ و فواضل جلید سے جلن کی بنا پر جو شخص اس عقیدہ تقہر مقدسہ کا انکار کرے وہ حکم شریعت مطہرہ ضرور کافر مرتد اور بے توبہ مراثی مستحق قرار دیا ہے۔ اس عقیدہ منورہ کے مخالف باہیم علیہم اللعنة الرب البریہ کے موہوں میں قہر الہی کے حجاز کا منہ بچھیل ٹھونسے کیلئے اتنا ہی کہہ دیا جس ہے کہ امام ابوہامیہ علیہ السلام نے اپنی تفویت الایمان مطبوعہ مرکبائیل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۱۰ پر اس عقیدہ حسد کو شرک و کفر بتایا تو مزید قائم نالوئی بھی اس کے فتوے سے کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں؟ اور اس کو مسلمان مان کر سارے کے سارے واپس دیو بند یہ بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ واللہ اعلم بالصواب۔ واللہ ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

ساکن محلہ بھورے خاں پٹی بجیت۔

روز ایمان افروز شیطان سوز و شنبہ مبارکہ سوم محرم الحرام ۱۳۷۰ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۰ء

لَا يُؤْذِي الْغَيْثُ غَيْثًا غَيْثًا غَيْثًا
یہ مبارکہ مدد چاہتے ہیں، اور جو غرضتوں کے واسطے کلام
کلام اللہ کے کلام میں شان صرف کلام اللہ کے کلام میں
الکتاب اللہ اللہ اللہ
مسن و نام تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
محرم الحرام فی انہا یجوز علی قبرہ قولہ المشفق
مقلب وقلب تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
پاکیزہ قول فیصل در امتحان صندل
فتاویٰ
مدیر عام علی محمد علی پور مدد تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
مفتی محمد شفیع علی مدد
مدد و مدد علی محمد علی پور مدد تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
انعام مسیح خدایا
فیروز علی محمد علی پور مدد تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
فیروز علی محمد علی پور مدد تاریخی مشعر سال الختام ۱۳۷۰
عسکری الیڈیٹی مہاراجہ خیر اللہ علیہ السلام

۱۔ بیشک اللہ عظیم و خیر شہید و بصیر جل جلالہ نے اپنے فضل سے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو حاضر و ناظر بنایا۔ قرآن مجید و حدیث عمید سے اس عقیدہ حق پر دلائل کثیرہ قائم ہیں۔ خود دلیہوں دلیو بندوں کے پیشوا قائم نالوتوی لکھتے ہیں۔

”المتبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم کو بعد لما فاصلہ انفسہم کے دیکھتے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی یہ بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت و اولیت بالتصرف کیلئے اقربیت تو وہرہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا۔“

جب خود قائم نالوتوی کے اقرار سے بھی آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے ہر ایک امتی کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان رکھنے والے تمام ملائکہ بھی ہیں۔ کرانما کتابین ہوں یا خفطہ یا نکیرین یا موکلین یا لوزق یا لطر یا لریاح یا لجمال یا بالخلق و التصویر یا بالتوفی یا ملائکہ الارض یا ملائکہ السماء یا ملائکہ السدرہ یا ملائکہ الکرسی یا ملائکہ العرش علیہم الصلاۃ والسلام۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اس کی ساری ندائی میں حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ولہ الحمد۔

دلی بند دلیہم میں ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ تو دلیہم دلیو بند یہ کے فتوے سے قائم نالوتوی بھی مشرک و کافر ہو گئے۔ اور ان کو اپنا مذہبی پیشوا مان کر سارے کے سارے دلیہم دلیو بند یہ بھی مشرک ہو گئے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۲۔ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب مظہر اتم نلیفہ عظیم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جائز بشریت سے طہوس بنا کر دنیا میں جلوہ گر فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ و لو جعلناہ ملکاً لَّجَعَلناہ رجلاً و لِّلْبَشَرِ عَلَیْہِمْ رَحْمًا یَّکْسِبُونَ۔ خود پیشوائے دلیو بند یہ قائم نالوتوی کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا جمال اقدس بشریت کے حجاب میں رہا۔ ظاہر ہے کہ لابس کی حقیقت میں لباس اور محبوب کی ماہیت میں حجاب ہرگز داخل نہیں ہوتا۔ قرآن شریف سے روشن ہے کہ نبی کے متعلق جو کہے کہ میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں لا یتم تو ہماری ہی طرح بشر ہو وہ کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

مِثْلَنَا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

۱۔ اکابر دیوبند یہ اشرف علی تھانوی، حلیل احمد انبٹھی اور شید احمد لکھنوی وقاصم نانوتوی و محمود حسن دیوبندی و عبد الشکور کاکوروی نے اپنی کتابوں حفظ الایمان ص ۱۸ و براہین قاطعہ ص ۵۵ و تحذیر الناس صفحہ ۳، ۱۳، ۲۸ و جہد المقل صفحہ اول صفحہ ۷، و مختصر سیرت نبویہ صفحہ ۲۲ پر جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مجبوراً مانا بھی تو ایسا علم غیب زید و عمرو بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کیلئے بھی ثابت ہا دیا، شیطان کے لئے وسعت علم کو قرآن و حدیث سے ثابت مانکر حضور علیہ و آلہ وسلم کیلئے وسعت علم ماننے کو قرآن و حدیث کے نصوص قطعہ کے خلاف اور شرک شہرہ ادا۔ حضور علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام کے وصف خاتم النبیین کے اس معنی کو کہ سب سے پچھلے نبی ہیں انہوں کا غلط خیال لکھ کر حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی نئے پیغمبریں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز کہیدیا کہ کذب و ظلم و سائر قباہ کج کا اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کیلئے کچھ برا نہ ہوتا لکھ دیا، چالیس سال کی عمر شریف تک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو تہذیب اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدین اور ایمان سے بھی قطعاً بے خبر و غافل لکھ دیا۔ حضرات علمائے اہلسنت کا متفق علیہ فتویٰ ہے کہ یہ لوگ اپنے ان کفریات کیوجہ سے شرعاً کافر مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفری عقیدوں پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان سمجھے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین شریف و الصوارم الہندیہ و مبلغ دیوبند کی زاری۔

واللہ در سولہ اسلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

ایک مولوی بچوں کو تعلیم دینے کیلئے رکھے گئے ہیں۔ ان سے میں نے چند آدمیوں کے سامنے ایک مسئلہ دریافت کیا کہ ”ہم نے سنا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میلاد شریف میں یہ نیت کر کے نہ جانا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔“ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ جو شخص نیت کر کے میلاد شریف میں شامل ہو کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو وہ مشرک ہے۔

ایسے مولوی پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسے مولوی کو بلا کر رکھا ہو ان پر کیا حکم ہے۔ اور مسلمانوں کیلئے ایسے مدرسے میں اپنے بچوں کو تسلیم دینے کیلئے بھیجنا کیسا ہے اور ایسے مدرسے میں چندہ دینا کیسا ہے۔ براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب غایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین! بیٹنوا تو بروا۔

المستفتیان: محمد خلیف ساکن دھانے پور ضلع گونڈہ و کمال الدین نائب صدر ریٹ مال اہلسنت وارد حال مدن پورہ بمبئی نمبر ۲۱ صفر ۱۳۶۶ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء روز پچشنبہ۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

اللہ عز و جل شہید و بصیر علیم و خبیر ہے مگر رب العزّة جلّ جلالہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے پاک ہے۔ حاضر کے معنی ہیں پردیس سے دیس میں یا جنگل سے شہر میں آنے والا۔ اور ناظر کے معنی ہیں غور و فکر کرنے والا یا نگاہ پر زور دے کر دیکھنے والا۔ اور ان چاروں معانی سے اللہ تبارک و تعالیٰ پاک و منزه ہے۔ اور قرآن عظیم و حدیث کریم میں یہ دونوں نام اللہ جلّ شانہ کیلئے وارد نہیں ہوئے۔ اور اس کے سب نام توفیقی ہیں۔ اسی لئے جو نام اللہ تعالیٰ کیلئے قرآن و حدیث میں نہیں آئے نہ اسمہ اسلام نے انکی تلقی بالقبول کی ایسے ناموں کا اطلاق ذات الہی تبارک تعالیٰ پر جائز نہیں۔ اور جس نام کے معنی میں رب تبارک و تعالیٰ کیلئے استعمالہ شرعیہ اسمہ دین اس کی تلقی بالقبول نہیں فرما سکتے البتہ ایسا کوئی اسم توفیق میں اللہ عز و جل کیلئے وارد ہوا ہے تو اس کا اطلاق ذات الہی پر جائز ہوگا۔ مگر وہ از قبیل متشابہات ہوگا کہ اس کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تنزیہ لازم ہوگی اور اس کی مراد کو اللہ و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا جائیگا کما هو مسلك المتقدين۔ یا اس سے ایسے معنی مراد

نے جائیں گے جو شان الہی کے خلاف نہ ہو کما ہوا مسدک المتأخرین۔ اور اگر ایسا اسم توقیف میں الہ تبارک و تعالیٰ کیلئے وارد نہیں ہوا تو ذات باری تعالیٰ پر اس کا اطلاق حرام ہوگا۔ بلکہ اگر معنی سمجھ کر ہو تو کفر یا ضلال ہوگا و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور جس اسم کے معنی میں ذات الہی کیلئے استعمال شرعیہ نہ ہو مگر نہ تو اس کا اطلاق ذات خداوندی پر توقیف میں آیات ائمہ اسلام نے اس کی تلقین بالقبول فرمائی ہو اس کا اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ممنوع و ناجائز ہوگا۔ البتہ حمد و ثنا کے ضمن بطور وصف کے بول سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی صفت کمال پر دلالت کرتا ہو۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ کو یا حاضر یا ناظر کہنا بعض علماء کرام نے کفر بتایا۔ اگرچہ صحیح یہ ہے کہ کفر نہیں کہ ان ناموں کی تاویل یا من یعلم یا من یرى ہو سکتی ہے یعنی اسے وہ جو جانتا ہے اے وہ جو دیکھتا ہے۔ مگر گناہ و ناجائز ضرور ہے۔ (واعلیٰ یا حاضر و لیس بغائب و یا حاضر و یا ناظر فی فہذہ الکلمات لیست من باب اطلاق ہذا من الائمین علی ذات اللہ سبحانہ و تعالیٰ بل ہی توصیف للہ تبارک و تعالیٰ و لہذا کلمۃ الحاضر فی قریب البحر و وصفت بجملة لیس بغائب و ہذہ الجملة کما تری نہرت اللہ تقدس و تعالیٰ من المعنی الذی لا یلیق بشانہ جل جلالہ و توحیدہ لفظۃ الحاضر۔ و لہذا اُضيفت ہاتان الکلماتان الی باب التکلم فی مراقبات بعض الصوفیۃ الکرام۔ ومع ذلک فالکلمات العالیۃ الصادقۃ فی المواجید و الاحوال من الصوفیۃ الصافیۃ اہل الشہود و الوصال انما ہی شطریات نظر المر المتشابهات و حکمہا ایضا تغویض معانیہا المرادۃ منہا الی اللہ العالم الغیوب و الشہادات و الی حبیبہ الشاہد المشاہد الخلیات و الخفیات و الی القائلین بہا اصحاب المقامات العالیات و تاویلہا الی معانی لا تصادم الحکماء جل جلالہ و علی حبیبہ و الی افضل الصلوات و التسلیمات و الحمد للہ رب العالمین)

حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ان کے رب قدیر شہید بصیر عظیم و خیر جل جلالہ نے بیشک حاضر و ناظر بنایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ النبی اولى بالمؤمنین من انفسہم یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ اختیار رکھتا ہے یہ

غیب کی تعلیم فرماتے والا نبی ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے یہ غیب کی باتیں بتانے والا نبی ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ **فَإِنَّ الْقُرْآنَ ذُو جَوْهَرٍ وَهُوَ حَجَّةٌ بِحُجَّتٍ وَجْهٌ مَا لَمْ تَتَعَارَضْ كَمَا نَفَضَ عَلَيْهِ إِلَّا مَاهِدُ الْجَلِيلِ الْجَلَالِ السُّيُوطِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي كِتَابِهِ الْمُسْتَطَابِ الْمَسْمُومِ بِإِلَاقَتَانِ فِي عُلُومِ الْقُرْآنِ۔**

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ یعنی بے شک اللہ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو
إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي فِيهَا لَ میں دنیا کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا
يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفَى ہے سب کو دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس پتھلی کو دیکھ
هَذَا۔ رہا ہوں۔

كَمَا فِي الْمَوَاحِبِ الدُّنْيَا لِلْقِسْطِ لَكَ فِي وَشَوْجِهٍ لِلزُّرْقَانِي عَلَيْهِمَا الرَّحْمَةُ وَالرَّحْمَانُ الزَّبَانِي
 دیکھنا ناظر ہونا ہے اور کوئی شخص اپنی پتھلی سے نمائش نہیں ہوتا۔ تو اسی حدیث شریف سے حضور اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر ہونا اور ناظر ہونا دونوں مبارک عقیدے ثابت ہو گئے۔ **فَلِللَّهِ الْحَمْدُ وَ عَلَى حَبِيبِهِ وَالْإِلَهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔**

اس عقیدہ حقہ کو شرک بتانا جہالت و حماقت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ و تقدس کی ممانعت بھی ہے اور شراب و لواط و علامت دیوبندیت بھی ہے۔ اور دیوبندیوں پر یہ اپنے عقائد کفریہ مندرجہ حفظ الایمان تھانوی مدد براہین قاطعہ انجیلی ص ۵۵ و فوٹو سے فوٹے گنگوہی و تحذیر الناس انہو لوی ص ۳ و ص ۱۰ و مختصر سیرت نبویہ کا کوروی ص ۲۲ و جہد المقل حصہ اول دیوبندی مکہ کی وجہ سے حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کفار مرتدین منافقین زندیقین ملحدین ہیں۔ ایسے مولوی کو سنی مسلمانوں کے بچوں کی تعلیم کیلئے مقرر کرنا، اس سے علم دین حاصل کرنا شرعاً حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَإِنْ أَنْظَرُوا حَتَّى تَأْخُذَ دِينُكَ كُفْرٌ** یعنی یہ علم دین ہے تو غور کرو تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو — جس مدرسے میں ایسا مولوی تعلیم دیتا ہو جان بوجھ کر اس میں چندہ دینا سنی مسلمانوں پر حرام ہے۔ کہ سنی مسلمانوں کے گمراہ بے دین ہو جانے کا ذریعہ ہے۔ **وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى — اللَّهُ تَعَالَى فَرَمَاتَا هَإِنَّ الدِّينَ كَفَرُوا وَانْفَقُوا أَمْوَالَهُمْ**

لِيَصُدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَسَيَفْعُوْهُنَّ مَا تُكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَصْرَةٌ ثُمَّ يَكْفُوْنَ هَٰٓئِذَا بَرَأْنَاهُ لِمَنْ يَّشَآءُ
جن لوگوں نے کفر کیا وہ اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کے راستے سے روکیں تو اب انھیں خرچ کرنے کے
پھر وہ ان پر پھینکاوا ہوں گے پھر مغلوب کر دیے جائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

فقیر الحق عبید الرضا محمد شمت علی خاں قادری برکاتی وضوی لکھنوی غفرلہ دلاویہ واہلہ واخلوانہ واجابہ
ریہ مولیٰ العزیز الحقوی۔ ۷۷ ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۴۶۶ھ پنجشنبہ یکم نومبر ۱۹۵۶ء۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے
میں کہ زید کسی بات کی تصدیق میں ایک پرچہ لکھتا ہے اور اختتام پر لکھتا ہے "واللہ اعلم ورسولہ
جل جلالہ وعلی اللہ علیہ وسلم" چونکہ لفظ "اعلم" ہے لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ جل جلالہ
وعم نوالہ کی شان میں لفظ اعلم یا عالم لکھے از روئے شرع شریف کیا ٹھہرا قرآن و حدیث کی
روشنی میں تحریر فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں۔ مسائل: محمد شیر احمد منشی پورہ کانپور
وجملہ مسلمانان اہلسنت منشی پورہ کانپور

الجواب

اللہم ہذا یتا الحق والصواب: اللہ تبارک و تعالیٰ عالم
بھی ہے علیم بھی ہے علام بھی ہے اعلم بھی ہے۔ یہ سب نام اس کیلئے توفیق میں وارد ہوئے لہذا زید
پر واللہ اعلم ورسولہ جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کی وجہ سے معاذ اللہ کفر یا ضلال
یا فسق کا بلکہ غلط و غلطی کا حکم بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ
وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد شمت علی خاں غفرلہ۔

۱۹ شبان معظم ۱۴۶۶ھ جمعہ مبارک ۲۲ مارچ ۱۹۵۶ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کون کن حضرات کو علم غیب تھا اور یا ہے؟

۲۔ انبیاء کرام، شہداء، صحابہ کرام، اولیاء اللہ اور بزرگان دین ان میں کون کون حضرات سمیع و بصیر، حاضر و ناظر ہیں اور کون کن حضرات کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے اور کون کن حضرات کو مارنے جلانے کی طاقت حاصل ہے؟

۳۔ کیا غیر اللہ کو ضرورت کے وقت پکارنا اور ان سے امداد طلب کرنا جائز ہے؟

۴۔ کیا شیخ سدو کے نام کا بکر اور ہٹیلے پیر کے نام کا مرغ جائز ہے اور اس قسم کے منقّی جانوروں کا گوشت کھانا جائز ہے؟

۵۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسماعیل شہید صاحب رشید احمد گنگوہی صاحب وغیرہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ یہ حق پر تھے یا ناقی پر؟

۶۔ جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب اور جناب شمس علی صاحب کے عقائد کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ بیلوا تو جروا۔

المستفتی۔ رمضان علی قصبہ حسن گنج ضلع آٹاؤ۔، جمادی الاول ۱۳۶۳ھ

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

۱۔ ذاتی علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اللہ عز و جل کی عطا سے اس کے مجتبیٰ و مرتضیٰ رسولوں کو بھی علم غیب حاصل ہے اور حضور اقدس مالک عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اس کے جملہ مرتضیٰ و مجتبیٰ رسولوں کے بھی سرور و سردار ہیں۔ حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد و رسالہ مبارکہ ادخال السنن الی جیئ الحلقی بسط البنان۔

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو انسان کو بھی سمیع و بصیر بنایا ہے اور دیوبندی دھرم میں تو شیطان اور ملک الموت کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصوص قطعیہ سے ثابت ہے (ملاحظہ ہو وہابیوں

دیوبندیوں کی تصدیق کردہ ملعون کتاب برآۃ الابرار عن مکائد الاشرا صغیرہ ۵
 نفع و نقصان پہنچانے کا ذاتی اختیار تو صرف اللہ جل جلالہ کی ذاتی صفت خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
 کی عطا ہے اس کے بندوں کو نفع نقصان پہنچانے کا اختیار حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَا
 اَمْلَکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ اسی طرح مارنے اور جلانے کی ذاتی قدرت
 صرف اللہ عز و جل ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اس کی عطا سے مارنے جلانے کی قدرت اس کے
 بندے کو بھی حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فَکَاثِمًا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَّ
 مَنْ اَحْيَاهَا فَکَاثِمًا اَحْيَا النَّاسَ جَمِیْعًا تفصیل کیلئے کتاب مستطاب الا من والعلی
 لِنَا عِزِّی الْمُصْطَفٰی بِدَارِ فِجِ الْبَلَاءِ ورسالہ مبارکہ اقو مر البیان بان الحیب لا یحلو
 منه الزمان ملاحظہ ہو۔

۳۔ غیر اللہ کو معبود سمجھ کر پکارنے والا کافر و مشرک، اس سے بد مانگنے والا بھی جو اس
 کو معبود سمجھتا ہو کافر و مشرک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اس کا محبوب
 بندہ سمجھ کر ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے فریاد سننے مدد فرمانے کی طاقت مان کر ان کو پکارنا ان سے
 بد مانگنا جائز ہے ثواب ہے۔ خود دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امجد اللہ صاحب مہاجر کی عرض کرتے
 ہیں کہ اگر چہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں !
 بس اب چاہو ہنسناؤ یاؤ لاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 تم اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 اگر یہ پکارنا ایسا بد مانگنا بھی شرک ہے تو حاجی صاحب بھی معاذ اللہ کافر و مشرک اور ان
 کو مسلمان مان کر سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ بھی کافر و مشرک ہو گئے۔

۴۔ شیخ سڈو کے نام کا بکرا اور حضرت سید ہشیلے شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا مرغ
 جبکہ وقت ذبح پسوعا اللہ اکبر کہہ کر کسی مسلمان نے ذبح کیا حلال ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ
 وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاکُلُوْا مِمَّا ذُکِّرَ اَسْمٰءُ اللّٰهِ عَلَیْہِ۔

۵۔ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی پر وہابیوں دیوبندیوں کے فتوؤں سے کفر و شرک معاذ

اللہ لازم ہے۔ تفصیل خالص الاعتقاد شریف و الا من والعلی شریف میں مختصراً ملاحظہ ہو۔
پھر دبا بیوں دیوبندیوں کو ان کے متعلق پوچھنے کا کیا حق ہے۔ اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان و
صراط مستقیم میں سیکڑوں کفریات کہے ہیں۔ تفصیل کیلئے کتاب مبارک التلوکبۃ الشہابۃ
علی کفریات ابی الوہابۃ و رسالہ مبارکہ جمال الایمان والا یقان بتقدیس
محبوب الرحمن ملاحظہ ہو۔ رشید احمد گنگوہی نے لکھا کہ ”دفعہ کذب کے معنی درست ہو گئے“
یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ معاذ اللہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا،
خدا جھوٹا ہے۔ (قولہ فتوائے گنگوہی)

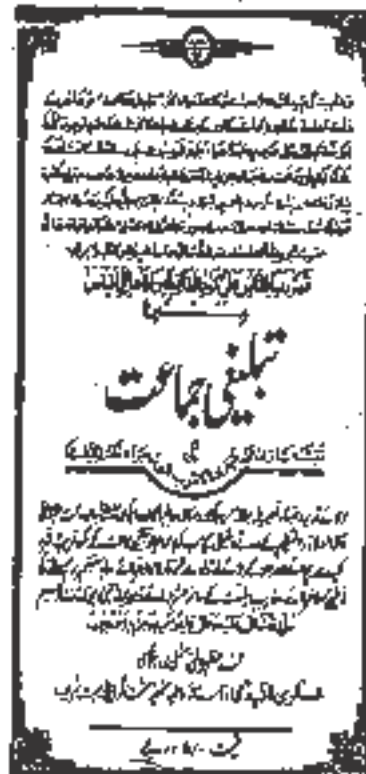
اس کے شاگرد خلیل احمد انبیسی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ پر لکھا۔ ”شیطان ملک الموت
کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، سرور عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام
نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ یعنی شیطان و ملک الموت کیلئے علم کا وسیع ہونا
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع نہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے شیطان
و ملک الموت کیلئے علم وسیع ماننے والا تو مومن مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے
وسیع علم ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ اور اسی رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کے آخر میں اس کے
حرف کو اول سے آخر تک بغور دیکھ کر اس کی تصدیق لکھی۔ لہذا علمائے عرب عجم کے فتووں سے
بحکم شریعت مطہرہ انبیسی و گنگوہی ایسے کافر مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے کفری اقوال کو جلتے ہوئے
ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا ان کو کافر مرتد کہنے سے توقف کرے وہ بھی بحکم شریعت
محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحمید کافر مرتد زندیق ہے۔

۶۔ حضور علیہ السلام امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد امجد
خال صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین و مذہب بفضلہ تعالیٰ و بکرم
حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم وہی دین اسلام و مذہب اہلسنت ہے جو اللہ تبارک و
تعالیٰ کا نازل فرمایا ہوا حضور بالکنا و سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا لایا ہوا
حضرات صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا پھیلا ہوا حضرات ائمہ شریعت اولیائے امت
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سکھایا ہوا ہے۔ منک بار کاہ نبوی و بزرگ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر

ابوالفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں غفرلہ ربہ کا بھی بیون اللہ تعالیٰ و بیون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم وہی دین و مذہب ہے۔ اللہم احینا علیہ و امتنا علیہ و احشونا علیہ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم و بکرامۃ سیدنا الغوث الاعظم و ببرکۃ سیدنا الامام الاعظم و بتصدق مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاهم عنا ورضی عنا اللہم فی الدارین امین شہ امین۔ والبتکان وامن سرکار رضویت کا ایمان و اسلام تو توفیقہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم ایسا واضح و بین و روشن ہے کہ تجدد الملتہ الوہابہ حکیم الامتہ الدیوبندہ اشرف علی تھاوی نے بھی اپنی حجاز الس الحکمۃ صفحہ ۱۵۰ پر لکھ دیا کہ۔

”پر یوں کی اقتداء میں تھاوی کے ہم عقیدہ لوگوں کی نماز درست ہے“
وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ - وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِمَا جَلَّالَهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

غیر ابوالفتح عبید الرضا محمد شمس علی خاں قاری برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ و لا البوید و لا الہ و
انوانہ و احبابہ ربہ المنوی الغریزہ القوی۔ محلہ بھورے خاں پبلی بھیت



”انباء المصطفیٰ بحال سر و انخفی“۔ ”خالص الاعتقاد“۔ ”الدولة المکیة بالمادة الغیبیة“۔ ”الفیوض المکیة لمحب الدولة المکیة“ وغیرہ کی طرف رجوع لائے۔ یا ”الکلمة العلیا لا غلا و علم المصطفیٰ“۔ ”العذاب البیئس حتی انحنس خلائل ابلیس“۔ ”ادخال السنان الی حنک الحلقی بسط البنان“ وغیرہ حضور پر نور مرشد برحق محمد دین ملت امام اہلسنت سیدنا علیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدسی اصحاب و گرامی احباب کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کرے۔ اور جسے دوحرف مختصر اور بعونہ تعالیٰ شافی کافی دیکھنا منظور ہو تو فقیر کا رس ”العقلا دة الطیبة المصعة“ و ”مناظرہ سنبھل ملاحظہ کرے۔

یہاں فیض حضور پر نور علیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستعین و متوسل ہو کر اس مسئلہ مبارکہ کو بطرز دیگر بعونہ تعالیٰ و ہدایہ دیوبندیہ و غیر متقلدین پرزادہ قیامت کبریٰ بن کر قائم ہو کر کھانا منظور۔ والتوفیق من العفو والغفور فاقول و بحسب الله و ذیل رسول الله اعتصموا حول و علی الوہابیة المودعة اصول۔

و ہدایہ ذوالوہبین کی طرح اس مسئلہ علم غیب میں دہری بولیاں بول رہے ہیں۔ پہلے وہ اقوال ملاحظہ ہوں جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے علم غیب کا انکار ہے۔

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(۲) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۷۔

”اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔“

(۳) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۶ پر ہے۔

”جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے۔“

(۴) فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲ پر۔

”جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات تنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک و کافر ہے۔“

(۵) قنادی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۴۲

”علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہا ہم شرک سے خالی نہیں۔“

(۶) قنادی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۲۵۔

”جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ ہے ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست ہے۔“

اس پر ماضیہ چڑھایا ہے ”لَا تَكْفُرُ“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننا کفر ہے۔

(۷) انھیں گنگوہی جی نے اپنے شاگرد محمد یحییٰ سہسراہی کے نام سے ایک رسالہ سارے تین ورق کا لکھا جس کا نام یہ ہے ”مسئلہ در علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اخیر میں اس کے حرف حرف کی تصدیق اپنے دستخط و مہر سے چھاپی۔ اس کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔
”اس میں ہر چار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام علم غیب پر مطلع نہیں ہیں۔“

(۸) بہشتی زلیور حصہ اول مطبع انتہائی کانپور صفحہ ۵۲ زیر عنوان ”کفر و شرک کی باتوں کا بیان“ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

”کبھی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے“ (کفر و شرک ہے)

(۹) مولوی کفایت اللہ جو امام الوہابیہ کے نئے خلیفہ بن کر کفر و شرک کی کسوت بغل میں دبائے وہ بیت کے اٹے اُترے سے مسلمانوں کی مسلمانی اور غریب مسکینوں کی سنت کو مونڈنے میں مصروف ہیں اپنی تعلیم الاسلام حصہ چہارم صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

”شرک فی العلم یعنی خدا کے تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کیلئے صفت علم ثابت کرنا مثلاً لوں سمجھنا کہ خدا کے تعالیٰ کی طرح فلاں پیغمبر یا ولی وغیرہ علم غیب جانتے تھے یا خدا کی طرح ذرہ ذرہ کا انھیں علم ہے یا ہمارے تمام حالات سے وہ واقف ہیں یا

دور نزدیک کی چیزوں کی خبر رکھتے ہیں یہ سب شرک فی العلم ہے۔

(۱۰) کاکوری کے ملکی شیخ جی مبلغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" مولوی عبدالشکور اپنی کتاب تحفہ لاثانی برائے فرقہ رضا خانی "مطبوعہ خلافت پریس ص ۳ پر لکھتے ہیں۔

"فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں بھی سوا خدا کے کسی کو غیب داں جاننا اور کہنا ناجائز لکھا ہے۔ بلکہ اس عقیدہ کو کفر قرار دیا ہے۔"

(۱۱) یہی کاکوری جی اسی کتاب کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں۔ حنفیہ نے اپنی فقہ کی کتابوں میں اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی غیب جانتے تھے۔

(۱۲) یہی ایڈیٹر صاحب اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

حنفیہ نے اس شخص کو کافر لکھا ہے جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے تھے۔

(۱۳) یہی مبلغ وہابیہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کافر ہو جائیگا جو اس عقیدہ کے کہ نبی غیب جانتے تھے۔

(۱۴) یہی ملکی شیخ جی اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"اللہ و رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کرے تو جائز نہ ہوگا، بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص کافر ہو جائیگا۔"

(۱۵) تمام غیر مقلدین کے امام زمانہ نے شیخ النکل فی النکل ثناء اللہ امرتسری اپنے رسالہ "الحدیث کا مذہب" صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔

"الحدیث کا مذہب ہے کہ سوائے خدا کے علم غیب کسی مخلوق کو نہیں نہ ذاتی نہ وہابی نہ کسی۔"

(۱۶) میاں غلام محمد راندیری جو ملک گجرات میں وہابیت دیوبندیت کے بانی و بادی ہیں اپنے

رسالہ "ازالۃ الریب عن علم الغیب" کے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کسی شخص نے مثلاً چار شنبہ کو بوقت دوپہر کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ میں

نے خدا اور اس کے رسول کو گواہ کیا ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو میرے

اعمال کا علم ہر وقت ہے اس طرح اللہ کے بتانے سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم کو بھی میرے اعمال کی ہر وقت خبر ہے اور اسی بنا پر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میرے نکاح

میں وہ شاید ہی تو وہ شخص تمام فقہاء کے نزدیک کافر ہو گا کیونکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب جاننے والا اعتقاد کیا۔
(۱۷) رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبہیٹی "براہین قاطعہ" صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں۔
"تمام اہمت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کر دیا اور بتلادیا اوس سے ایک ذرہ بھی زیادہ علم ثابت کرنا شرک ہے۔"

(۱۸) یہی گنگوہی و انبہیٹی اسی براہین قاطعہ کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالیٰ اور فخر عالم علیہ السلام کے کافر ہو جائے بسبب اعتقاد علم غیب کے فخر عالم کی نسبت۔ پس فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے۔"
(۱۹) یہی گنگوہی و انبہیٹی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

مسلمان اپنے ایمانی قلب پر ہاتھ رکھ کر انصاف کی آنکھ سے دیکھیں کیسی صاف تھریج کر دی کہ شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط "نص" یعنی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم لانا شرک ہے جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ کیوں مسلمانو! اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے شیطان کے علم کو بڑھایا یا نہیں؟ اور جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس سے شیطان کے علم کو بڑھائے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا ہے یا نہیں؟ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و بدگوئی کرنے والا کافر ہے یا نہیں؟ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

(۲۰) یہی گنگوہی و انبہیٹی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

”ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ“

ملاحظہ ہو کیسا صاف بکا کہ اگر یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملک الموت سے افضل ہیں، لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم ملک الموت کے علم سے زیادہ تو درکنار برابر بھی نہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۱) جناب اشرف علی تھانوی اپنی حفظ الایمان صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر لقبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو مجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

مسلمانو! تمہیں تمہارے رب عز و جل تمہارے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری عزت پیاری عظمت پیاری جلالت پیاری وجاہت کا واسطہ! ذرا انصاف کی نظر سے تھانوی جی کی یہ عبارت ملاحظہ کرو۔ کس طرح علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ کل علم غیب اور ”بعض علم غیب“ پھر صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کل علم غیب ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا دیا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علم غیب، اسکو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں، ایسا علم غیب تو عام آدمیوں بلکہ تمام بچوں یا گلوں بلکہ تمام جانوروں چوپایوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ نبی

کے علم غیب میں اور پاگلوں اور جانوروں کے علم غیب میں کیا فرق ہے، جیسا علم غیب ان کو ہے، ویسا تو جانوروں کو بھی ہے۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْصَافُ**! کیا اس ملعون عبارت کا صاف صریح یہی مطلب ہے یا نہیں۔ اور اگر یہی ہے اور قطعاً یہی ہے تو کیا یہ ملعون کلمات سرکار عرش ہمارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ جلیل و رفیع و عظیم میں گھلی گستاخیاں، صریح بے ادبیاں، غلیظ گالیاں ہیں یا نہیں۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ

(۲۲) تمام وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام و پیشوا امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقویت الایمان“ مطبع مجیدی کانپور میں جو سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین کے نزدیک بالکل مسلم و مقبول بلکہ معاذ اللہ قرآن عظیم سے بڑھ کر مرتبہ رکھتی ہے، صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔

”جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا وہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلاں نے کا انجام بخیر ہے یا بُرا سو وہ بات مجمل ہے۔“

(۲۳) اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۲۲ پر انبیاء و اولیاء علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں لکھا کہ۔

”کچھ اس بات میں بھی اُن کو بڑائی نہیں ہے کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں یا جس غائب کا احوال جب چاہیں معلوم کر لیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلاں نے کے یہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی یا اس سوداگری میں اسکو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں خبر ہیں اور نادان۔“

(۲۴) اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۵۳ پر لکھا۔

”جو نشان اللہ کی ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً لوں نہ بولے کہ اللہ رسول

چاہے گا تو فلا نام ہو جائیگا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلا نے کے دل میں کیا ہے یا فلا نے کی شادی کب ہوگی، یا فلا نے رخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے ستارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟

(۱۵) اسی تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے متعلق میں اس کی دو ہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لیکر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور بھرپور جو احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری سترستی و کشائش و تنگی و مرنا و جینا و غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور وہ بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اس کو ان شرک فی العلم کہتے ہیں۔

(۲۶) اب ذرا یہ بھی سن لیجئے کہ ان باتوں کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے بالذات ماننا و ہابی دھرم میں شرک ہے۔ یا اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے یہ علوم مانے تو وہ مشرک ہے۔ مگر تقویت الایمان کی اسی صفحہ پر اس عبارت سے متصل لکھا۔

”یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے خواہ لام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات او کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲۷) تقویت الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”شُرک سب عبادتوں کا نور کھودیتا ہے اور بخومی اور زماں اور بٹھارا اور فال رکھنے والے اور

نامہ لکھنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں۔“

مسلمانو! ان تمام عبادات کے نتائج یہ نکلے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ماننے والا مشرک ہے، کافر ہے، جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے صرف مجلس نکاح کا علم مانے وہ بھی کافر ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کا دیا ہوا علم غیب بھی نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جو شخص ملک الموت سے زائد علم مانے وہ مشرک ہے بلکہ جو شخص شیطان کے برابر علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مانے وہ بھی مشرک، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا ہی علم غیب ہے جیسا پاگلوں جانوروں کو ہوتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب اور پاگلوں جانوروں کے علم غیب میں کچھ فرق نہیں دونوں کے علم غیب ایک سے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور کے ساتھ دنیا یا قبر میں یا آخرت میں کیا معاملہ کرے گا، غیب کی باتیں نہ جاننے میں انبیاء و اولیاء مسلمان صالح فاسق کافر مشرک سب چھوٹے بڑے یکساں بے خبر اور نادان ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی کے دل کا حال معلوم نہیں، کسی کے دل کا حال معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شادی کا وقت معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی کی موت کے بتوں کی تعداد بھی معلوم نہیں، کسی پیر کے بتوں کی گنتی معلوم کرنا خدا ہی کی شان ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمان کے تاروں کا شمار بھی معلوم نہیں اور تاروں کی گنتی بھی جاننا خدا ہی کی شان ہے، جو شخص ان باتوں میں سے کسی بات کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خدا کا دیا ہوا بھی مانے وہ بھی مشرک ہے کیونکہ اس نے بتوں کو دیا یہ خدا کا سا علم اور کیلئے ثابت کیا، جو شخص کسی کیلئے کشف مانے وہ مشرک ہے۔

یہ تو اپنے حضرات و بابیہ کے جبروتی احکام ملاحظہ فرمائے۔ اب اگر یہ دیکھنا ہو کہ ان اقوال ملعونہ نے کن کن مسئلے کرام و ائمہ عظام بلکہ صحابہ کرام و اہلبیت کبار و موسیٰ و نضر علیہم السلام بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ خود رب العزت جل جلالہ پر کفر و شرک کا فتویٰ جڑ دیا اور ایک سرے سے سب کو صریح مشرک اور کھلا کافر بتا دیا۔ و الحیاد باللہ تعالیٰ، تو رسالہ مبارکہ خالص الاعتقاد

شریف ملاحظہ فرمائیے۔ مگر اس وقت ہمیں مسئلہ علم غیب کے ثبوت میں وہی اقوال لانے منظور ہیں جنہیں دیکھ کر وہابیہ بھی پختہ ہوا کر پٹ ہو جائیں اور آنکھیں کھولیں تو چوٹ ہو جائیں۔ یہ اقوال انہیں کے ہوں گے جو ملت و وہابیہ دونوں کے نزدیک مسلم و مستند و مقبول ہیں، یا ان کے جو صرف وہابی دھرم کے گرو اور پیشوا واجب الاتباع والحق بول ہیں۔

ہاں ہاں وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلد و! ذرا کان ناک پھینکا کر کھوڑ پڑیا ت شر فیہ پر حیا رۃ
من ریحیل کی ضربات قاہرہ لینے کیلئے تیار ہر جاؤ۔

سوال اول: قیم الطریقۃ الاحمدیہ شیخ السلسلۃ العلیۃ نقشبندیۃ المجددیہ امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب سہ صد و دوم میں فرماتے
ہیں۔

بر علم غیب کہ تخصیص با دست سبحانہ خاص سہل یعنی جو علم غیب اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے اس پر اللہ تعالیٰ
را اطلاع ہی بخشد۔ لے اپنے پیار اور محبوب رسولوں کو مطلع فرمادیتا ہے۔

ہاں ہاں سارے کے سار وہابیہ، دیوبندیہ، غیر مقلد و! سب ایک سرے سے بول چلو، علم غیب خمسہ
و علم غیب ہا کا ان و ما کیوں تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مبارک و بابت
کا گھر گھر و بنا ہو گیا۔ اور اگر ہاں تو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے خاص علم غیب
کو بطلان الہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ہاں کر تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں
کا فرم شرک ہوئے یا نہیں۔ نہیں تو کیوں اور ہاں تو ذرا جی کر اگر کے قبول دیجئے۔ پھر جب معاذ اللہ حضرت مجدد صاب
مشرک ہوئے اور امام وہابیہ ان کا شاخوخال ان کا معتقد ان کا سریدہ ان کا مقلد، انہیں امام سمجھے، پیشوا جانے
ولی کہے، مقبول خدا مانے تو خود کفر سے کب بچ سکتا ہے۔ جو شخص مشرکین کو ایسا سمجھے خود کا فرم شرک ہے۔ اور
جب امام وہابیہ کافر تو تم سارے کے سارے اسے امام و پیشوا ماننے والے سب کے سب کافر مشرک مُرشد
ہوئے یا نہیں؟ بنیو الخو جردا۔

سوال دوم: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے۔
”ہن در نظر اس طائفہ چوں سفرہ الیت“ یعنی اس گروہ اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں تمام زمین ایک

ایک دسترخوان کے مثل ہے۔ جس طرح دسترخوان پر بیٹھنے والا دسترخوان پر رکھی ہوئی تمام چیزوں کو دیکھتا ہے اسی طرح اولیاء کرام ساری زمین کو نظر فرماتے ہیں۔ ہاں گنگوہی جی و ابیٹھی جی! ذرا اپنی برائیاں کا طالع کاٹ کر لے لے کہ تمام روئے زمین کا عظیم عظیم شیطان کیلئے ثابت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے اتنا شرک، تمنا لوی جی ذرا اپنی بہشتی زیور کو دیکھئے کہ کسی بزرگ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ دور و نزدیک کی اُسے ہر وقت خبر دیتی ہے کفر و شرک ہے۔ او سارے کے سارے دیوبند دیوبند یو غیر مقلد و بالخصوص مسٹر شہار اللہ، مبلغ و مایہ ایڈیٹر انجم، و خلیفہ امام الہادیہ میاں کفایت اللہ! تم سب کے سب ذرا اپنی لال کتاب تقویت الایمان کی خبر لا، اندھی آنکھوں سے سوچو! اولیائے کرام کی نظر سے زمین کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں۔ ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبند دیوبند یو! بولو حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارے دھرم میں کافر و مشرک و مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب کے سب انھیں ولی اور بزرگ اور خدا کا مقبول مان کر کافر و مشرک و مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سوم: اہل اطرقتہ العالیۃ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وہابی گوئیم چوں روئے نامنہ ست یعنی ہم یوں فرماتے ہیں کہ اولیاء کرام کی نظر میں تمام زمین ایک ناخن کے مثل ہے۔

(أَوْرَدَ الْهَيْئَةَ الْقَوْلَيْنِ مَوْلَانَا الْحَاجِّ تَدْرِيسَ بَرُوْدِ السَّامِي فِي نَفَحَاتِ الْأَنْفُسِ)

ہاں سارے کے سارے دیوبند دیوبند یو! بولو حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ! تمہارے تقویت الایمانی دھرم میں کافر و مشرک و مرتد ہیں یا نہیں۔ اور تم سب انھیں ولی اور مقبول حق مان کر خود بھی کافر و مشرک و مرتد ہوئے یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

سوال چہارم: شاہ ولی اللہ صاحب فیض الحرمین میں لکھتے ہیں۔

فَأَمَّا عَلَى عَيْنِ خَلِيقَةِ الْمُقَدَّسِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ كَيْفِيَّةَ تَرْقِي الْعَبْدَ مِنْ حَتْمٍ إِلَى حَبِيزِ الْمَدِينِ فَيَكُنْ لِي لَهُ كُلُّ شَيْءٍ كَمَا أَحْبَبَ وَعَنْ هَذَا الشَّهَادَةِ فِي قِصَّةِ الْمَعْرَاجِ الْمَدَامِي۔

یعنی مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے فائز ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے تھم کر ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ قصہ معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی ماکان دما کیون اور معلوم

خمس کا کونسا ذرہ باقی رہ گیا جو ہر شے میں نہ آیا ہو۔ ہاں ہاں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و بولو بتقویت الایمانی دھرم پر شاہ ولی اللہ صاحب کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب انہیں ولی اللہ، عارف، واصل وغیرہ مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال پنجم: یہی شاہ ولی اللہ صاحب اسی فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

الْعَارِفُ يُجْذِبُ إِلَى حَيْزِ الْحَقِّ فَيَصِيرُ
عِنْدَ اللَّهِ فَيَتَجَلَّى لَهُ كُلُّ شَيْءٍ
یعنی عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے، تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

دیکھو شاہ ولی اللہ صاحب حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے غلاموں یعنی اولیاء کرام کیلئے ہر شے کا علم مان رہے ہیں۔ ہاں ہاں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و شاہ صاحب کو سرکار و ہایت سے کونسا خطاب دلاتے ہو۔ اور انہیں امام و پیشوا مان کر تقویت الایمانی دربار سے کافر، مشرک، مرتد، کون سا لقب خود پاتے ہو؟ بینوا تو جروا۔

سوال ششم: انہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اسی فیوض الحرمین میں ولی فرد کے خصائص

سے لکھا کہ "وہ تمام نشاۃ غصری جسمانی پر مستولی ہوتا ہے۔" پھر لکھا کہ یہ استیلا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں تو ظاہر ہے۔ وَاَمَّا فِي غَيْرِهِمْ فَمَنَاصِبُ وَرَاثَةِ الْاَنْبِيَاءِ كَالْمَجْدِدِيَّةِ وَالْقُطَيْبِيَّةِ وَظُهُورِ اَثَارِهَا وَاحْكَامِهَا وَالْبُلُوغُ إِلَى حَقِيقَةِ كُلِّ عِلْمٍ وَحَالٍ۔ یعنی غیر انبیاء میں وراثت انبیاء کے منصب ہیں جیسے مجدد اور قطب ہونا اور ان کے آثار و احکام کا ظاہر ہونا اور ہر علم و حال کی حقیقت کو پہنچ جانا۔ کیوں وہاں ہو دیو بند یو غیر مقلد و! ماکان و مایکون و علوم خمس میں سے شاہ صاحب نے کیا باقی چھوڑا جو ولی فرد کے لئے ثابت نہ کیا۔ بولو بولو تمہارے ناپاک دھرم میں شاہ صاحب کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب انہیں صوفی، عالم، محدث، ولی اللہ مان کر خود بھی کافر، مشرک، مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال ہفتم: یہی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی فیوض الحرمین تقریر فرماتے ہیں۔

بَعْدَ ذَلِكَ كَلَّمَ جُمِلَتْ نَفْسُهُ نَفْسًا
قَدْ سَيِّئَةً لَا يَشْغَلُهَا شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ
یعنی اور ان سب کے بعد بات یہ ہے کہ فرد کا نفس اصل پیدائش میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک

میں فرماتے ہیں۔

اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش نیز
یعنی لوح محفوظ پر مطلع ہونا اسے دیکھنا اس میں جو کچھ
از بعض اولیاء بتواتر منقول است۔
لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض اولیاء سے تواتر
کے ساتھ ثابت ہے۔

اب یہ قرآن عظیم سے پوچھئے کہ لوح محفوظ میں کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي
إِمَامٍ مُّبِينٍ ط یعنی ہم نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں جمع کر دیا ہے۔ لا اصغر من ذالك ولا اكبر
الا فی كتاب مبين ط یعنی ذرہ سے چھوٹی اور بڑی چیز کوئی ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو
اور فرماتا ہے۔ لَا رَطْبٌ وَلَا يَاسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط یعنی کوئی تر یا خشک چیز ایسی
نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔ اور فرماتا ہے۔ كُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ط یعنی ہر چھوٹی اور
بڑی چیز لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا
فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ط
یعنی زمین و آسمان کے سب غیب لوح محفوظ میں لکھے
ہوئے ہیں۔

بحمد تعالیٰ قرآن عظیم کی ان آیات کریمہ نے صاف فرمادیا کہ ایک علم قیامت کیا، علوم خمس در کثرت تمام
ماکان و مایکون روز اول سے جو کچھ ہوا اور روز آخر تک جو کچھ ہوگا سب ظاہر و باطن، ہر خشک تر و صغیر و کبیر
تمام غیب و شہادت اور علوم خمس کا ذرہ ذرہ تفصیلاً قلم قدرت نے لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ ہاں ہاں !
وہابی صاحبو! دیوبندیو غیر مقلدو! تمہارے تقویت الایمانی دھڑ پر حضرت شاہ حسرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، ان کے غلامان غلام اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین کیلئے ماکان و مایکون و علوم
خمس وغیرہ جملہ مکتوبات تسلیم و تمام مکنونات لوح کا علم و مشاہدہ تواتر سے ثابت مان کر کافر مرتد ابو جہل کے
برابر مشرک ہیں یا نہیں۔ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا مان کر تم سب لوگ بھی کافر مرتد ابو جہل سے بدتر مشرک
ہوئے یا نہیں؟ بلیو التوجروا۔

سوال دہم: یہی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی تفسیر عزیزی کا پارہ سیقول میں

فرماتے ہیں۔

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَبِأَشَدِّ
رسول شما بر شما گواہ زیر کہ او مطلع ست بنور
نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کلام درجہ
از دین من رسیدہ و تحقیق ایمان او حقیقت حجاب
کہ بدل از ترقی محبوب ماندہ ست کلام ست پس
اومی شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال
و اخلاص و نفاق شمار لہذا شہادت او در دنیا
و آخرت بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست

یعنی تمہارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تم پر
گواہ ہونگے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ
آلہ وسلم نبوت کے نور کے سبب اپنے دین پر ہر حلقہ والے
کے رتبے سے واقف ہیں کہ حضور کے دین میں اس کا
کتنا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے
اور جس پر دے کے سبب وہ ترقی سے رک گیا ہے
وہ کونسا حجاب ہے تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ
آلہ وسلم تم سب کے گناہوں کو پہچانتے ہیں اور تم سب
کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور تمہارے تمام اچھے برے کاموں سے واقف ہیں اور تمہارے اخلاص و نفاق پر
مطلع ہیں کہ تم میں جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلمانوں کے سے تمام اعمال کرتا ہے تو آیا دل سے مسلمان
ہے یا فقط ظاہر میں مسلمان بنتا ہے اور دل میں منافق ہے اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی
گواہی دنیا و آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور اس پر عمل واجب ہے۔

ہاں ہاں و بیو دیو بند یو غیر مقلد و اپنی لال کتاب تقویت الایمان لیکر دوڑو۔ کافر کافر، مُشرک
مُشرک کی تبصیح بھاؤ، تقویت الایمان کی کفری عبارتیں سناؤ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے خدا کی عطا سے بھی
ان باتوں کا ماننا مُشرک ہے۔ برادران اہلسنت ملاحظہ فرمائیے حضرت شاہ صاحب نے اس دکھکاری، اللہ کی باری
رسولوں کی لککاری، غوثِ اعظم کی دتکاری، خواجہ غریب نواز کی پھکاری تقویت الایمان بیچاری پر ذرا ترس
نہ کھایا، اپنا نیزہ خارا شکاف اس پر ایسا چلایا کہ اس کے حلق تک پہنچا یا۔ جس سے تملکا کر اوندھی ہو گئی،
روتے روتے اندھی ہو گئی۔ ذرا غور فرمائیے سُنئے حضرت شاہ صاحب تقویت الایمانی دھرم پر کیسے دھوم دھامی مٹائی
بول بول رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہر مسلمان کے ایمان کے درجے سے واقف ہیں،
سے ہر مسلمان کے ایمان کی حقیقت سے آگاہ ہیں، سے ہر شخص کو ترقی سے رک جانے کا جو سبب پیش آتا ہے اس
کی خبر رکھتے ہیں، نگہ رامت کے تمام گناہوں کو جانتے ہیں، بلکہ ہر امتی کے تمام اچھے برے کاموں سے خبردار

ہیں، بلکہ ہر شخص کے دلی حالات پر مطلع ہیں کہ فلاں نے کس دلی میں ایمان نہیں صرف ظاہر میں مسلمان کہلاتا ہے اور فلاں نے ظاہر و باطن میں مسلمان ہیں۔ کتنے ڈبل ڈبل شرکوں کے ساتھ ساتھ حضرت شاہ صاحب نے تقویت الایمان کی غرض سے جان پر دھاریے۔ ہاں لنگوچی و انہی صاحب اپنی برائیوں کو لپکے اپنے اپنے مغر کی راہ نکالو۔ تمہارا شرک فقط مجلس نکاح کا علم بننے پر اچھلا تھا، یہاں تو شاہ صاحب نے تمام امتیوں کے تمام اچھے برے افعال کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مان کر برائیاں کے گلے پر تیز چھری پھیر دی ہاں راندیری صاحب اور کاکوری واسے ملکی شیخ جی مبلغ و ہابیہ ایڈیٹر النجم اور مسٹر تارا اللہ اور دیوبند کے مفتیو اور ہاں جناب تھانوی جی! تم سب کی وہ ناپاک تحریریں تحفہ لائانی و ازالہ الریب و الحمد للہ کا مذہب و فتوے علم غیب و بہشتی زیور سب کو شاہ صاحب نے تہہ تیغ کر کے ختم کر کے گھاٹ اتار دیا یا نہیں ہاں ہاں سارے کے سارے و ہابیو دیوبند و دیوبند و غیر مقلد و تفسیر کے گھونگھٹ میں مکھڑے نہ چھپاؤ فرماؤ اور بہت جلد فرماؤ حضرت شاہ صاحب تمہارے دھرم میں کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انہیں اپنا امام اور پیشوا مان کر تم سب بھی اپنے ہی منہ کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جبردا۔

سوال یا ز دھرم: تمام و ہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے امام و سرطاۃ صنیعہ و امامیت کے طاغوت کبر میکہ نجدیت کے پیر مغال جناب مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب مہر لہ مستقیم مطبع قیومی صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

دیں حالت السلاخ برا مکہ افلاک و سیر فی مقامات زمین کہ دور و دراز اڑ جائے وے بود بطور کشف حاصل می آید۔
و آں کشف مطابق می باشد
یعنی اس کا وہ کشف واقع کے مطابق بالکل درست ہوتا ہے۔
صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

بڑے انکشافات حالات معلومت و ملاقات ارواح و ملائکہ و سیر جنت و نار و اطلاع بر صفات آں مقام و دریافت امکنہ آں جا و انکشاف امرے از لوح محفوظ یا حی یا قیوم راست۔
یعنی آسمانوں کے حالات معلوم کرنا اور روحوں اور فرشتوں سے ملاقات کرنا اور جنت و دوزخ کی سیر کرنا اور اس عظیم کی حقیقتوں سے خبردار ہونا اور وہاں کے مکانوں سے آگاہ ہونا اور لوح محفوظ میں سے کسی بات کا دریافت

کرنا اس سب کاموں کیلئے یا جی یا قیوم کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں۔

ان دونوں اسموں کے بیچ میں رہے روح کو عرش کے
اوپر پہنچائے اور وہاں پہنچ کر ٹھہرے گھوڑے پھرے
اور گھوڑے پھرنے میں مختار ہے عرش کے اوپر سیر کرے
یا اسکے نیچے آسمانوں میں پھرے یا زمین کے مقامات میں۔

روح در میان ہر دو اسم ماند روح را بالائے عرش
رساند و در آنجا رسیدہ توقف نمودہ غیر درویشید
و در سیر و در مختار است بالائے عرش نماید یا زیر آن
و در مواضع آسمان نماید یا بقاع زمین۔

اسی صفحہ پر لکھا۔

یعنی قبروں کے حالات معلوم کرنے کیلئے سُبُوح
قدوس رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ مقرر ہے۔

برائے کشف قبور سُبُوح قدوس رب الملائکۃ
والروح مقرر است۔

صفحہ ۱۰۲ پر لکھتے ہیں۔

یعنی روحوں اور فرشتوں اور مقامات کے حالات دیکھنے
اور زمین آسمان و جنت و دوزخ کے کائناتوں کی سیر کرنے
اور روح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے شغل دوزخ کرے۔

برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقاماتِ انہا و سیر انہ
زمین و آسمان و جنت و نار و اطلال و ارواح محفوظ
شغل دوزخ کند۔

یعنی اسی ذکر کی مدد سے زمین و آسمان جنت و دوزخ
کے جس مقام کی چاہے سیر کرے اور وہاں کے حالات
معلوم کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے۔

پس باستقامت جاں شغل بہر مقصد کہ از زمین آسمان
و جنت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید
و احوال آن جاہد ریانت کند و باہل آن مقام ملاقات
سازد۔

اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

یعنی آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کرنے کے لئے
اس طریقہ کے بزرگوں نے کئی طریقے لکھے ہیں۔

برائے کشف وقائع آئندہ اکابر این طریقہ طرق
متعددہ نوشتہ اند۔

صفحہ ۱۰۳ پر لکھتے ہیں۔

یعنی پیر کا وہ مرید اللہ کے نزدیک عزت و جاہت
والا ہونے کے ساتھ کامل نفس اور قوی تاثیر صبیح
کشف والا ہوتا ہے۔

اں عزیز باوجود جاہت عند اللہ کامل النفس
قوی التأثير صاحب کشف صبیح باشد۔

صفحہ ۱۵۰ و ۱۵۱ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

امثال ایں وقائع و اشباہ ایں معاملات صمد
یعنی اس قسم کے واقعات اور اس طرح کے معاملات
در پیش آمد تائیں کمالات نبوت بندہ علیہ
سیکڑوں پیش آئے یہاں تک کہ نبوت کے راستے
خود رسید و الہام و کشف بعلم حکمت انجائید۔
کے کمالات اپنی انتہائی حد کو پہنچ گئے اور علوم حکمت کا
کشف الہام پورا ہو گیا۔

ان دس شریکات میں صاف کشف کی صحت کا اقرار ہے وہ بھی ایسا کہ اولیاء کوزمین کے در و دراز
مقامات ظاہر ہوتے ہیں، بلکہ زمین کیا آسمانوں کے مکانات اور ملائکہ و ارواح اور ان کے مقامات او
جنت و دوزخ اور قبروں کے اندر کا حال اور آنے والے واقعات کھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ عرش و فرش
سب میں ان کی رسائی ہوتی ہے حتیٰ کہ لوح محفوظ پر اطلاع پائے۔ ترہیں وہ اپنے اختیار سے زمین و آسمان میں
جہاں کا حال چاہیں دریافت کر لیں۔ اور ان سب باتوں کو حاصل کرنے کے طریقے خود ہی میاں اسمعیل جی بتا
رہے ہیں کہ یوں کرو تو یہ رتبے بل جائیں گے، یہ کشف یہ اختیار ہاتھ آئیں گے۔ سبحان اللہ وہاں تو پیر جی کے
ایک ایک مرید کوزمین و آسمان جنت و دوزخ حتیٰ کہ قبر کے حالات آئندہ کے واقعات لوح محفوظ و عرش و عظم
عرش تین تلوک روشن تھے۔ عرش و فرش میں ہر جگہ کے کمالات کو جان لینا اپنے اختیار میں تھا۔ خود ان پیر جی کو
وہ طریقے معلوم تھے کہ یوں کرو تو یہ سب باتیں روشن ہو جائیں گی۔ مگر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی
آلہ وسلم کی انجانی یہاں تک ہے کہ آسمان کے تارے تو درکنار کیا دخل کہ ایک پیر کے پتے جان لیں اگر
کوئی انھیں یہ کہہ دے کہ وہ کسی درخت کے پتوں کی گنتی جانتے ہیں تو اس نے انھیں اللہ کی شان میں بھلا دیا
وہاں تو بندگی کو وہ دعوت تھی یہاں اگر خدا کی اتنی تنگ ہو گئی کہ ایک پیر کے پتے جاننے پر رہ گئی۔ حتیٰ
فرمایا اللہ عزوجل نے وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ اللہ ہی کی قدر نہ کی جیسی چاہیے تھی۔ یہاں اگر
کوئی اختیار مکار و مانی دیو بندی یوں اندھیری ڈالنی چاہے کہ صاحب مولوی اسمعیل نے اپنے پیر اور اس
کے مریدوں کیلئے کشف مانسہ علم غیب ثابت نہیں کیا۔ تو اس کا جواب اولاً — تو یہی ہے کہ

لے نام الوہاب اپنے پیر جی کیلئے وحی باطنی اور عصمت اور بیعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم ثابت کرتا ہے اور مسلمانوں کے
ڈر سے اس کو نبوت نہیں کہتا، بلکہ اس نے اس مرتبہ کا نام سکت رکھا ہے۔ دیکھو اسی صراحت مستقیم کا معنی ۳۲ و ۳۳ ص ۱۱
حکمت سے اس کی ہی مراد ہے۔ ۱۱

مطلب تو ان باتوں سے ہے جن کا عطائی علم بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا تقویت الایمانی دھرم پر شرک ہے۔ اور خود ان سے بدرجہا زائد پیر جی اور ان کے مریدوں کیلئے ثابت مانے جارہے ہیں تم اُسے علم غیب نہ کہوا انکشاف غیب کہو بات تو وہی ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا شرک اور پیر جی اور اس کے مریدوں کے لئے ان سے بدرجہا زائد ماننا اسمعیل جی کو آنکھوں شکم کیلئے ٹھنڈک۔

ثانیاً: وہ دیکھو تقویت الایمان بیچاری دور سے کھڑی انگلی دکھا رہی ہے کہ اُوں ہوں! میرے نزدیک کشف کا دعویٰ کرنے والا بھی مُشرک ہے، میرے اکلوتے امام الوہابیہ نے اگرچہ اپنے پیر کیلئے علم غیب کا لفظ نہ کہا صرف کشف کا دعویٰ کیا مگر میرا چہیتا میری آغوش شرک سے کیونکر نکل سکتا ہے۔ (تقویت الایمان کی عبارت نمبری ۲۷ پھر ملاحظہ ہو) نیز براہین قاطعہ کی عبارتیں اوپر گزریں کہ گنگوہی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے فقط مجلس نکاح کی اطلاع ہو جانے کے اعتقاد کو شرک کہا ہے صرف اتنی سی بات کو کہ جہاں مجلس میلاد مبارک ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہو جائے علم محیط زمین ٹھہرا دیا، پھر اسے خدا کا خاصہ اور ساتھ ہی اپنے معبود ابلیس کی صفت بتا کر صاف مُشرک چھنٹا دیا اور شرک بھی کیسا جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں۔ پھر قبروں کے اندر کے حالات، آئندہ کے واقعات، ملائکہ و ارواح کے مقامات زمین و آسمان و جنت و دوزخ کے مکانات لوح محفوظ و عرش اعظم کا علم تو زمین کے علم محیط سے کروڑ ہا درجوں بڑا ہے۔ پھر اگر مجلس نکاح و محفل میلاد سے ان علوم کا مقابلہ کیا جائے تو کیا پوچھنا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مجلس نکاح و محفل میلاد کی اطلاع ماننے والا اگر معاذ اللہ ایک حصہ کافر تھا تو اپنے پیر کیلئے ان علوم متکاثرہ کا ماننے والا پدموں سنکھوں کافروں کے برابر ایک کافر ہو گا۔ پھر گنگوہی جی کا شرک تو مجالس میلاد و نکاح کا علم ماننے پر اُچھلا تھا۔ تقویت الایمان نے ایک پیر کے پتے ہی جاننے پر شرک اُگل دیا۔ ہاں ہاں و ابودیلو بندیلو غیر مقتدر و گنگوہیو انبیٹھیو تھا لویو درجہ گنگوہیو ابودھیابا شیوا مر تسر لود لہو لویو کاکور لویو امر دہیو سنبھیلو راندیر لویو دھابیلو تارا پور لویو مالیکانو لویو! سب کے سب ایک ذرا دیر جی کر کے آنکھیں میچ کر منہ بھاڑ کر ایک بار تو کہہ ڈالو کہ اسمعیل دہلوی ہزاروں لاکھوں کروڑوں پدموں سنکھوں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر ایک اکیلا ڈبل کافر مُشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اور تم سب کے سب بھی بولو کہ اُسے امام و مقتدر و پیشوا مان کر لاکھوں

کر ڈروں ڈبل کافروں مشرکوں کے برابر تم میں سے ہر ایک ڈبل کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں؟ بیوا تو ہوا۔
سوال دوازدهم: حضرت سیدنا و مولانا جلال الملوک والقدیر رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن
در زبان پہلوی یعنی مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیا آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا
یعنی اولیائے کرام کی نظر کے سامنے لوح محفوظ ہے اسی لئے ان کا علم غلطی اور خطا سے محفوظ ہے۔ اور
فرماتے ہیں دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست دستِ او بجز قبضۃ اللہ نیست
یعنی پیر کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ اللہ ہی کا ہاتھ ہے اور فرماتے ہیں کہ تھو اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود دل دریاں لحظہ بخود مشغول بود
یعنی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر غیب دکھا دیا مگر اس وقت میرا دل اپنی طرف مشغول تھا یعنی میرا غیبی
فرار ہوا تھا۔ اور دوسرا نسخہ یوں ہے دل دریاں لحظہ با مشغول بود یعنی اس وقت میرا قلب مبارک
جمال الہی میں مستغرق و مشغول تھا۔

اسی طرح اگر مثنوی شریف کے تمام اشعار جمع کئے جائیں جن میں حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے
انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ ان کے علامان بارگاہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے غیب ثابت
فرمایا ہے تو ایک طویل دفتر ہو جائے۔ ہیں چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے ان تین شعروں پر اکتفا مناسب
ہے۔ ہاں و ہاں بود یوں بند یوں غیر مقلد و! یوں بود بود حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تم کافر مشرک مرتد کیا کہتے ہو؟
ہاں ہاں حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر مشرک کہتے تھے کیا لگے گا۔ واپی دھرم کا اصل الاصول ہی
یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہر طرف دھماکی آ رہی مسلمان ہیں اور باقی لگے پھیلے سب کافر مشرک و العیاذ باللہ تعالیٰ
مگر غضب کی قیامت تو یہ ہے کہ سارے دہاویوں یوں بند یوں بالخصوص قائم النور، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد
انبیسی، اشرف علی تھانوی سب کے پیر و مرشد جناب حاجی امجد الدین صاحب بھی مثنوی شریف کی تعریف میں
رطب اللسان ہیں۔ اور اس کے سارے مضامین کو حق جانتے ہیں۔ مگر مثنوی شریف کا درس دیتے رہے اور
اپنے مریدوں کو وحییت کی کہ مثنوی شریف اپنے ساتھ رکھا کریں۔ فرماتے ہیں۔

”مثنوی شریف حضرت مولانا قدس سرہ و کیما کے سادات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

لیکر گوشہ نشینی اختیار کرے اور اختلاط مردانہ جنس سے پرہیز کرے اور فقیر یعنی حاجی امداد اللہ نے اپنی عادت کر لی ہے کہ سفر و حضر میں کلام شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی حضرت مولانا کو ضرور پاس رکھتا ہوں۔

اب ذرا وہایت عیارہ کنس طرارہ نو غیر تمام پارہ کے ننھے سے اچھلتے ہوئے کیجیے پر ہاتھ رکھ کر بول دو کہ حاجی امداد اللہ صاحب ایسے شہر کوں پر راضی رہ کر ان کی طرف دو مردوں کو رغبت دلا کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کے مرید بن کر انھیں اپنا پیر بنا کر نالوتوی گنگوہی انبیٹوی تھانوی اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بلینواتو خبر دا۔

سوال سیخ دھرم: گنگوہی نالوتوی انبیٹوی اور تمام دیوبندیوں کے آٹکے نفعت شیخ طریقت و پیر و مرشد و سرزنج و مفرغ و لمبا و مادی بھی جناب حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔
”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک فیسیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث و حضرت عائشہ کے معاملات سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوے کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے“ (یعنی اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے اس وقت ان خاص واقعات کا علم نہ ہوا تو فرما دیا کہ علم حاصل ہو جاتا) اس بات سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلد و اسب کے سب ایک سرے سے بول چل و تقویت الایمانی دھرم پر اور راہین گنگوہی کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب اولیاء انبیاء علیہم السلام والسلام کیلئے علم غیب ان کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مشرک کے مرید بن کر نالوتوی گنگوہی تھانوی انبیٹوی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ایسے مشرکوں کو حکیم الامتہ حامی سنت و مہر ملت حاجی بدعت یا امام و پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیت خوا تو خبر دا۔

وہابی گورکھ دھندا:

حاجی صاحب کا قول تو ابھی آپ سن چکے کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں غیوب کا مشاہد فرماتے

ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعات افک میں تفصیلی اطلاع نہ ہوئی، اس کی وجہ یہ تھی کہ سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ ورنہ محبوبانِ خدا تو جس طرف نظر فرماتے ہیں غیوب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ یہ تو پیر جی کا قول تھا۔ اب مرید تھانوی جی کی لہجے۔ تھانوی جی حفظ الایمان صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں۔

”بہت سے امور میں آپ کا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا ثابت ہے قصہ افک میں آپ کی تفتیش اور انکشاف بالغ وجہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعے سے اطمینان ہوا۔“

ہمارے نزدیک اگرچہ پیر جی کا جواب بھی صحیح نہیں اس کا جواب باصواب حضرت سیدی و استاد صدرالافاضل استاذ العلماء امام المتکلمین سید المناظرین مولینا مولوی حافظ مفتی نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مراد آبادی دام ظلہم العالی نے اپنی کتاب مستطاب الکلمۃ العلیاء میں افادہ فرمایا من شاء فلیراجعہ مگر کہنا تو یہ ہے کہ پیر جی تو یہ کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی اس لئے علم نہیں ہوا، توجہ فرماتے تو ضرور علم ہو جاتا۔ اور مرید صاحب یوں کہتے ہیں کہ واقعہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوری توجہ فرمائی پھر بھی علم نہ ہوا۔ اب اگر تھانوی سچے ہیں تو حاجی صاحب جھوٹے اور حاجی صاحب اگر سچے ہیں تو تھانوی جی جھوٹے۔ کیوں دیوبندیو و دہلویو یہ گورکھ ہندا کیونکر حل ہو گا؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال چہار دہم: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم اول جناب مولوی قاسم صاحب نانوتوی اپنی تحذیر الناس صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔

علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں۔“

ہاں دہلویو دیوبندیو! علوم اولین و آخرین میں علوم باکان و مایکون و علوم خمس سب آگئے یا نہیں، نانوتوی جی یہ تمام علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت مان کر تقویت الایمان دہم

لے ہم سنی مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ کافر مرتد مشرک ہوئے یا نہیں۔ اور انھیں قاسم العلوم والخیرات و امام و مقتدا و پیشوا مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال پانزدہم: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔
 ”جس کی مربی صفت العلم ہو جو علم مطلق ہے مثل البصار و اسماع علم خاص و قسم خاص نہیں تو
 لاجرم فرد تربیت یافتہ اعمی ذات محمدی صلعم بھی علم مطلق میں صاحب کمال ہوگی اور ظاہر
 ہے کہ مطلق میں تمام حصص خاصہ جو مقیدات میں ہوتے ہیں مندرج ہوتے ہیں سو یہ بعینہ
 مضمون عَلِمْتُ عَلَمًا لَا وَلِيَّيْنِ الخ ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! دیکھو نالوتوی جی نے کیسا صاف کہا کہ
 ذات محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو علم مطلق کے تمام حصص خاصہ سب حاصل ہو گئے۔ بولو و بایو!
 علوم ماکان و مایکون و علوم خمس کا کونسا ذرہ رہ گیا جو نالوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے
 ثابت نہ کیا۔ ارے بولو اور فوراً سے پیشتر بولو کہ تقویت الایمانی دھرم و برہمنی دھرم پر اور کاکوری و راندیری و کفایتی
 فتوؤں کی بنا پر نالوتوی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا یا مسلمان مان کر تم سب
 وہابیو دیوبندیو غیر مقلدین بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال شانزدہم: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں۔
 ”الَّتِي أُوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَوَيْلًا صَلَاحًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات
 ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جالو
 کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اُولَىٰ بِمَعْنَى اقرب ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیو دیوبندیو غیر مقلدین اپنے پر پرزے بھاڑ کر بولو! نالوتوی
 جی نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو ہر ہر امتی سے اس کی جان سے زائد نزدیک بتایا اور اسی مضمون
 کو آیت سے ثابت فرمایا۔

اور مجدد تعلق لایہ امت مرحومہ اقطار عالم اور اکاف جہاں اور دنیا کے چپ چپ اور گوشہ گوشہ میں پھیلی
 ہوئی ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا کوئی امتی نہیں بھی ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے

لے ۱۱ ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم

اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی بہت سے خجرات بھی ہیں۔ اور زمین و آسمان و سدرۃ المنتہیٰ و عرش و مستویٰ وغیرہ کے رہنے والے تمام فرشتے سب کے سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی ہیں اور فرشتوں سے زمین و آسمان کا کوئی حصہ کوئی مقام خالی نہیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر اُمتی سے اس کی جان سے زیادہ قریب ہیں۔ تو نالوتوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمین و آسمان عرش و فرش بیت المعمور سدرۃ المنتہیٰ و مستویٰ کے ہر مقام میں ہر جگہ ہر وقت ہر زمان ہر آن ہر مکان میں حاضر ناظر مانا یا نہیں۔ اور تقویت الایمانی و نگہی و تھانوی و کاکوری و راندیری و کفایتی دھرم پر نالوتوی جی لاکھوں کروڑوں پدمول سنگھوں کا فردی مشرکوں مرتدوں کے برابر تنہا کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدی یا مسلمان مان کر تم سب کے سب بھی ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیذا تو جروا۔

سوال ہفد ہٹا: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے معنی ۱۳ پر لکھتے ہیں۔
”اقربت مذکورہ کاما بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امت مرحومہ ہونا بایں طور کہ آپ اقرب الی الامۃ المرحومہ من انفسہم ہوں ضرور ہے۔“

ہاں ہاں سارے کے سارے دبا بیدو بندو بندو غیر مقلدو! بولو نالوتوی جی دوبارہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر کہہ دو بارہ ویسے ہی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیذا تو جروا۔
سوال ہیتر دھٹا: نالوتوی جی کی تحذیر الناس کے مطالعہ سے بالکل روشن طور پر ثابت ہوتا ہے کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کو ذاتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کو عرضی مانتے ہیں۔ صفحہ ۲ پر کہا۔

”موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جب کا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتب الی مستقلاً نہیں ہوتا۔“

نہ ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

صفحہ ۴ پر کہا۔

”آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔“
الحمد للہ ہم مسلمان تو کمالات ذاتیہ حسی کہ وجود ذاتی بھی عز وجل ہی کیلئے خاص مانتے ہیں اور غیر خدا کیلئے کسی کمالات ذاتی کا اثبات کفر و شرک جانتے ہیں اور اولیاء و انبیاء تثنیٰ کہ خود سید الانبیاء صلیہ وسلم علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو کچھ کمالات ثابت کرتے ہیں ان سب کو بالعرض یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے مانتے ہیں۔ واللہ الحمد۔ مگر نالوتوی جی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نبی بالعرض کہا۔ اسی معنی پر صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں۔
”عالم حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء اور علمائے گذشتہ مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔“

بالعرض کے مقابل حقیقی کا لفظ بولنے سے ثابت ہو گیا کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم ذاتی مانتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہ بیویوں بندوں غیر مقلد و نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم ذاتی مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور انھیں قاسم العلوم والخیرات اور اپنا پیشوا و مقتدا یا از کم از کم مسلمان مان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔
سوال نور دھرم: یہی نالوتوی جی اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں۔
”ایسے نبی جامع العلوم کیلئے ایسی ہی جامع کتاب چاہیے تھی تاکہ علو مراتب نبوت جو لاجرم علو مراتب علمی ہے چنانچہ معروض ہو چکا میرا آئے در نہ علو مراتب نبوت بے شک ایک قول دروغ اور حکایت غلط ہوتی۔“

اس عبارت میں نالوتوی جی نے صاف قبول دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامع العلوم یعنی تمام علوم کو جمع فرمائیے والے ہیں۔ اور قرآن عظیم بھی تمام علوم کی جامع کتاب ہے ہر علم کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے اور ہر علم کے جاننے والے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم تمام علوم کے جاننے والے نہ ہوتے اور قرآن مجید میں علم سنی مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تمام مسلم کا بیان نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تمام نبیوں سے اعلیٰ و افضل ہونا غلط ہو جاتا۔ کہاں ہیں وہ متکلمین و دہائیہ و مناظرین دیوبند یہ جو یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو شعر و سحر وغیرہ باتوں کا علم نہ تھا۔ دیکھو کا کوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۷۷، آئیں اور دیکھیں کہ نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام علوم کا جاننے والا اور قرآن حکیم کو تمام علوم کا بیان فرماتے والا بتا رہے ہیں۔ ہاں ہاں دیوبند یوں غیر مقلد و بولوبول نالوتوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ماکان و مایکون و خمس و غیرہ تمام علوم کا جاننے والا کہہ کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انھیں امام و پیشوا و مقتدا مان کر یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بہت نالوتو ہرو!

سوال بستنہ: یہی نالوتوی جی اپنی کتاب فیوض قاسمیہ مطبوعہ ہلالی اسٹیم سادھرہ ضلع انبالہ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں۔

”جناب سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات ہر چند بشر تھے مگر خیر البشر خدا کے منظور نظر تھے خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل ان کو عنایت فرمایا تھا منجملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے ان کو مرحمت کیا چنانچہ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُثْوِيْ اِسْمِ دَعْوَى كَيْلِ دَلِيلِ كَارِلِ بِهٖ اِسْ صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا باقی رہا کسی بات کا رہ جانا سورہ نحل میں اِسْ کلام اللہ کی شان میں تَبْيِيْ اَنَا اِنْکَلْ شَيْءٌ بِيْ اِنْ بیان کرنے والی ہر چیز کی ادھر اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَاَزَيْتُ لَكُمْ اِلَاسْلَامَ دِيْنًا بھئی اِس احکام دین کے باب میں آیا ہے۔“

ملاحظہ ہونا نالوتوی جی نے آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کو احکام دین سے متعلق رکھا اور آیت کریمہ تَبْيِيْ اَنَا اِنْکَلْ شَيْءٌ کو دین و دنیا کی تمام چیزوں کیلئے عام بتایا جس پر ان کا لفظ ادھر دلالت کر رہا ہے۔ ہاں دیوبند یوں غیر مقلد و بولوبول نالوتوی جی پر جلدی سے فتوے جڑو۔ دیکھو وہ کیسا صاف کہہ رہے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا علم خدا ہی کا علم ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اجمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ بدریہ قرآن مجید حضور انور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ علی آلہ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرمادیا۔ بتاؤ اس میں کون سے ذرہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس و علوم
ماکان و مایکون میں سے کون سے علم کا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو
قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم و مطلب اس چاہنے والے جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و علی آلہ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تقویت الایمانی دھرم پر نالو تو ہی جی کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور
تم سارے کے سارے بھی ان کو امام و پیشوا یا مسلمان مان کر کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔
سوال بست و یکم: تشلیث دیوبندیت کے اقموم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی
اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیٹم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست“

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی روح کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک
کہیں بھی ہو اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی روح سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام
مریدوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمارے پیر کی روح ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں
اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر
ہم سے قریب ہے۔ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم
ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر و ناظر جانیں ہاں
ہاں و ہاں، یوں دیوبند یو غیر مقلد و تھا نو یوں دھب گویو کا کورو یوں امر و ہیو سنبھلیو راں دیر یوں تار پور یوں ڈھا بیلو
مالیگانو یوں! سب کے سب ایک ہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کا فر مشرک مرتد
ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام و المسلمین اور اپنا پیشوا و مقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کا فر
مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا۔

سوال بست و دوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیٹم پریس
ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ و تنقیظ و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کَمَا قَالَ
الرَّبُّیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَوْ تَعْمَوْنَ مَا اَعْلَمُ لَفَضَحْکُمْ قَلِیْلًا

وَلَكَيْتُمْ كَثِيرًا اَوْ فَرَّيَا اِنِّي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ

ملاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمال الہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انھیں حاصل ہے مشاہدہ جمال الہی انھیں امور غیبیہ کے مطالعہ سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدارِ خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث کو تَعْلَمُونَ و حدیث اِنِّي اَرَى کا منہا بتایا۔ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ و بابیہ عبد الشکور کا کوروی ایڈیٹر النجم اور ان کے ہم نوا دوسرے و بابیہ دیوبندیر جو میدانِ مناظرہ میں اہلسنت کے کڑے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت امور غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انھیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوچیں گنگوہی جی نے ان کے مونہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو بولو بند یو غیر مقلد و تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بنیوا تو جرو!

سوال بسنت و ستوم: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ کی عبارت اوپر گزری کہ۔
”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی
کونسی نص قطعہ ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضراتِ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضراتِ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منہ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام و بابیہ غیر مقلد و دیوبند یو بولو گنگوہی جی و انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک مان کر کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انہیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر و مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیجا توہم و
سوال بست و چہارم: یہی گنگوہی و انبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر
لکھتے ہیں۔

”ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و مسلم ہو گیا اگر اپنے فخر
عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا
کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے“

اں ہاں ہر وہ شخص جس کو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی
و انبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سید الانبیاء و مالک ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلو سلم کے لئے صاف کہہ دیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم
اولیاء کیلئے تسلیم کر لئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء علیہ و علیہم و آلہ و الصلوٰۃ والسلام کے لئے
تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ابی شیاطین دیوبندیہ و مرتدین و بابیہ بالخصوص ایڈیٹر المنجم کا کوروی اور شہاب
ثاقب و آلے شیطان اچھوٹا باشی وغیرہ کے منہ میں بحمدہ تعالیٰ تہرا لہی کے پتھر سما گئے جو براہین قاطعہ کی
شیطان والی عبارت کفریہ کی تاویل باطل میں یوں لکھتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلو سلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلو سلم کی توہین۔ (دیکھو
اچھوٹا باشی کی کتاب شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبد الشکور کا کوروی کی ناپاک کتاب نصرت آسمانی برزخ قہر
رضا خانی صفحہ ۱۴)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہ بابیہ دیوبندیہ
ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہین قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے
کہ شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نقص قطعی ہے۔
کیا دیوبندی دھرم میں سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علم کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلو سلم کیلئے اسی علم کا ذکر کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؟ کیا یہ عبارت انبیٹھی و گنگوہی کا مستقل

کفر نہیں مگر اس سے قطع نظر کہ جس اس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ملنا
بشرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۔ ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبند غیر مقلد دیوبند بلکہ گنگوہی و غلامی
اولیاء کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدی
یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنجہ: مولوی رشید احمد گنگوہی تھانوی گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے

ہیں۔

”جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون الملک حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے
کافر کہنے سے زبان رو کے اور تاویل کرے۔“

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عزوجل کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر
بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑوں حصے
کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے
کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں دیوبندی غیر مقلد دیوبند خدائے پاک جل
جلالہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعاً کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو اُسے مسلمان
جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم
دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب دیوبندیوں کے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟
اور انھیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوفو جہاں۔

دیوبندی اچھاؤ؛

مسلمان سنی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ کس کشور کشناید
بحکمت اس معذرا۔ ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شورا شوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
آلہ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مشرک، یا یہ رشیدی بے نیکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے
ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی
جو اللہ عزوجل کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اس کے اس کفر ملعون میں تاویل کرنے
کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سُنے! مالو تو جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم ہوتے ہیں (سوال) بشرطہ ہم پھر ملاحظہ فرمائیے انہیں کی حمایت ہے اس مستحق میں انہیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنیوں کا زہر ہلاک بھی نہیں دیا، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنت کے ائمہ عظام و علمائے کرام ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے اللہ عزوجل کا عطا فرمایا ہوا علم غیب ماننے پر بھی سرکار گنگوہیت مدار سے کفر و شرک کا فتویٰ یا چلے۔ پیارے شیعنی بھائیو! ملاحظہ فرمائیے یہ ہے گنگوہی خاں کی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے عطا ہوا علم غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کہنی نکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگایا اور اپنیوں کے لئے وہی اپنی تنگ سخت توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ جو شخص غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب مانے خدائے واحد و قدوس جل جلالہ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہ اپنی توحید بھی گویا رُبڑ کی بنی ہے جسکی کھول سیٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کر لی کہ کسی بیچارے غریب شیعنی کا ذکر تک اس میں نہیں آسکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ کھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ وہاں یوں بند یوں غیر مقلد و بولون تم تقویت الایمان و براہین گنگوہی کے وہ فتوے صحیح ہوتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولو دلوں میں کون ہے کذاب؟ بیتنا و جبروا۔

سوال بسبب و ششہ: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثلاث حکیم الامتہ النجیدیہ و الملتہ الوبابہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت ملعونہ نمبر ۱۱ میں گزری کہ ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے“۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا سا علم غیب ہر انسان بلکہ ہر بچہ اور ہر یاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام دلوں کو غیر مقلد و بولو گنگوہی و تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علم غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوا یا کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ تمیزا و جبروا۔

سوال بسبب و ہفتہ: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظ نمبر ۲۴۶ بروز روز شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

”دیکھئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوج و قلم کے علوم بھی پہنچ گئے ہیں۔“

لوج محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نمبر میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی چھپی چیز زینتِ آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوج محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو اللہ عز و جل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام آسمان و مایکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے علم کے سامنے پہنچ ہے کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی ہاں اب ہر ایک درجہ بندی، کاکوری، امرتسری، راندیری، تارا پوری، ڈھائی، مالنگانوی، سنبھلی، غیر متعلقہ اپنی یونہی بونے اور جلدی بونے کے تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؛ اور تم بھی ان کو اپنا امام و حکیم و امامت یا کم از کم مسلمان جان کر کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؛ بیٹھا تو جروا۔

سوال بست و ہشتاد: مستم خانہ دیوبندیت کے مناتب ثالثہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب ”نشر الطیب“ مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

”ابو عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بومیری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا انہوں نے ابوالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفا یاب ہو گئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سنائیے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَدَا كُوْر جِيْرَانِ مِيْذِي سَلَحَرِ اِنْ كُوْجِبْ هُوَ اَكْبَرُ اَمْنُوْنَ لَمْ يَكُنْ كُوْطَلَعُ نَہِيْ رِيْ تَحِي۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔“

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہ نے امام بومیری قدس سرہ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم اس قصیدے کو سن کر خوش ہوئے اور امام بومیری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اپنا دست اقدس پھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ ہو اسی قصیدہ میں امام بومیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَفَتْهَا وَمِنْ عِلْمِكَ عَلَمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک جز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوبات قلم و مکتوبات لوح محفوظ کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کا علم اس سے بدرجہا زائد ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عز و جل نے امام بومیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے یہ مضمون سن کر پسند فرمایا۔ ہاں اب درجہ سبکی کا کوروی امر وہی سنہلی راندیری ابودھیاباشی ڈھابیلی کشمیری تارالوڑی مالکانوی و بابی غیر مقلد دیوبندی سارے کے سارے ایک سرے سے بول چلیں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامت یا کم از کم مسلمان مان کر کا فر و مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ مبینہ و الجواب۔

سوال بست و نہا: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیل الیقین مطبع ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۲۵ پر لکھتے ہیں۔

”شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسل اور اولیاء غیب اور اُئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور اُئندہ کے حوادث کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادثہ اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے کہ یہی خدا ان رُسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا اُئندہ کی خبر دے دے اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ نفس فطرت انسانی کا یہ مقتضا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود مبینات میں سے کسی شئی کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلا دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔ پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ لوگ اور وہ کو خبر دیدیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ

کرتا ہو چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعاً میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے۔

دیکھو تھانوی جی اس عبارت میں اللہ عزوجل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ چہرہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو زاندیریو دھابلیو نڈیو دیوتاراپوریو کاکوریو امرہلیو درہنگیو سنجلیو مائیگاویو سب کے سب ایک سرے سے بول چلوتھانوی جی تقویۃ الایمانی دھرم اور گنگوہی پنچ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال منشیہ: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات امدادیہ مطبوعہ امداد علی علیہ تعالیٰ بھون صفحہ ۲۴ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دست پیر از غائب الکوہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ جی کا ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہابیو دیوبندیو غیر مقلدو! بولو تمہارے حکیم الامت اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویۃ الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سہمی و نیکم: حکیم الامت الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا خفض الایمان کے صریح ناپاک طعن و کفر کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر تو ضیح البیان اپنے ذنب خاص فحاش شنیعہ مولوی سرتقضا حسن درہنگی کے نام سے مطبع قاضی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴ سطر ۴ میں ہے۔

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بطلائے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو عباد لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے" الخ ظاہر ہے۔

صفحہ ۴ سطر ۱۸

”یہ نہیں فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے۔“
صفحہ ۲ سطر ۲۲

”جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہ یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر قنایہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں۔“
صفحہ ۵ سطر ۲۲

”وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذاتِ مقدسہ کیلئے ثابت ہے۔“
صفحہ ۶ سطر ۳

”سینہ فیضِ نجیبہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چاہے غیر تنہا ہی فیضِ غیب کے علوم بالفعل ولو کاں محالاً فرض کرو۔“
صفحہ ۵ سطر ۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں۔“
صفحہ ۷ سطر ۸

”بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے۔“
صفحہ ۸ سطر ۱۰

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ منیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔“
صفحہ ۹ سطر ۱۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطا کی ہوئے کے عالم الغیب کہا

جائز نہیں۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔“

صفحة ۱۰ سطر ۱۲

”یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی۔“

ملاحظہ ہو تھا نوی جی و درجہنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے سولہ بار علم غیب کا اقرار کیا حتیٰ کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا علم غیب غیر متناہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اگر جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرہ ذرہ کا علم، خمس کے علوم، تمام ماکان و مایکون کے علوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ایک علم ان سب علوم اور ان سے زائد پرستعل ہو گا یہ سب علوم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ایک ہی علم کا حصہ اور جز ہو جائیں گے اب کو نسا علم رہ گیا جسے تھا نوی و درجہنگی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ان عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیوں کیونکہ یوں غیر مقلدوں کے اکابر و اصحاب غرار نائب ثعالیٰ اتر اب سب ایک سرے سے بول چال کو تھا نوی جی و درجہنگی جی دونوں تقویت الایمانی و گمنگو ہی دھرم پر یکے مشترک ڈبل سے بڑھ کر ڈبل کافر ٹھٹھ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابن شیر خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؛ بہت نوا تو جبروا۔

دیوبندی گتھی:

توضیح البیان کی عبارتیں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھالوی جی کی زبان درجہنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظ الایمان میں تھالوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب بے عمل ہے الٰہی حاصل ہے لہذا حفظ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظ الایمان میں تھالوی جی حضور اقدس

علیہ علی آلہ وسلم پر ہر چیز کا روشن بیان فرمادیا۔ بتاؤ اس میں کون سے ذرہ کا علم نہ آیا۔ بولو علوم خمس و علوم
ماکان و مایکونی میں سے کون سے علم کا اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں سے روشن بیان نہ فرمایا۔ جواب دو
قرآن شریف کے کس لفظ کا کونسا مفہوم و مطلب اس چاہنے والے جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم کو نہ سمجھایا۔ بولو تقویت الایمانی دھرم پر نا تو قوی جی کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور
تم سارے کے سارے بھی ان کو امام و پیشوا یا مسلمان مان کر کا فر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں، بیذا تو جروا۔
سوال بست و یکم: تنکیت دیوبندیت کے اقوم ثانی جناب مولوی رشید احمد گنگوہی
اپنی کتاب امداد السلوک مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”مرید بے یقین و اندک دروچ شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ در راست انار و حانیت او در نیست“

یعنی مرید یقین کے ساتھ جانے کہ پیر کی دروچ کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو مرید دور یا نزدیک
کہیں بھی ہو اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن پیر کی دروچ سے دور نہیں۔ دیکھو گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ تمام
مریدوں کو یقین رکھنا چاہیے کہ ہمارے پیر کی دروچ ہم سے نزدیک ہے۔ تو اگر کسی پیر کے ایک لاکھ مرید ہوں
اور وہ دنیا کے ایک لاکھ حصوں میں پھیلے ہوں گنگوہی جی حکم دیتے ہیں کہ وہ لاکھوں مرید یقین رکھیں کہ ہمارا پیر
ہم سے قریب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم
ہیں، یہاں تو گنگوہی جی مریدوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اپنے پیر کو اپنے حق میں حاضر و ناظر جانیں ہاں
ہاں و ہاں، یو دیوبند یو غیر مقلد و تھا لودر بھنگیو کا کورو اور یو ہنویو سنبھلیو را میریو تارا پور یو ڈھا بیلویو
مالیگا لویو اسب کے سب ایک ہرے سے بول چلو گنگوہی جی تقویت الایمانی دھرم پر کا فر مشرک مرتد
ہوئے یا نہیں اور تم انھیں رشید الاسلام و المسلمین اور اپنا پیشوا و مقتدا یا مسلمان ہی جان کر خود بھی کا فر
مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیذا تو جروا۔

سوال بست و دوم: یہی گنگوہی جی اپنی کتاب لطائف رشیدیہ مطبوعہ بلالی اسٹیم پریس
ساڈھورہ ضلع انبالہ کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ و تنقیط و حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ کما قال
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لو تفلمون ما اعلم لفضحتکم فلیلا

وَلَكَيْفَ تَعْرِفُ مَا يُرِىٰ اٰتِیَ اَرٰی مَا لَا تُرَوْنَ؟

لاحظہ ہو گنگوہی جی نے کیسا صاف کہا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر وقت ہر آن غیب کی باتوں کو مشاہدہ فرماتے ہیں اور عین اسی حالت میں جمال الہی کا دیدار ہر زمان و ہر دم انھیں حاصل ہے مشاہدہ جمال الہی انھیں امور غیبیہ کے مطالعہ سے باز نہیں رکھتا اور غیب کی باتوں کا دیکھنا دیدار خداوندی میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ اور اس مضمون کو حدیث کو تَعْلَمُوْنَ وحدیث ذاتی ناری کا مفاد بتایا۔ کہاں ہیں ملکی شیخ جی مبلغ و بابیہ عبد الشکور کا کوروی ایڈیٹر البخم اور ان کے ہم نوا دوسرے و بابیہ دیوبند پر جو میدان مناظرہ میں اہلسنت کے کرسے واروں سے گھبرا کر کہہ بھاگتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کسی وقت امور غیبیہ کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اور کسی وقت اپنے گھر کی انھیں خبر نہیں ہوتی۔ دیکھو کاکوروی کی کتاب فتح حقانی صفحہ ۲۲۔ آئیں اور سوچیں گنگوہی جی نے ان کے منہوں میں کیسا پتھر ٹھونس دیا بولو بولو بن دیو بن دیو غیر مقلد و تقویت الایمانی دھرم پر گنگوہی جی کا فر مشترک مرتد ہونے یا نہیں؟ بیٹھا تو بھرو!

سوال یسٹ و سٹوم: گنگوہی و انبیٹھی کی براہین کا طالعہ صفحہ ۱۵ کی عبارت اوپر گزری کہ۔
 ”شیطان و ملک الموت کا حالی دیکھ کر علم محیط زمین کا خیر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے
 شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی
 کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“
 دیکھو اس ناپاک عبارت میں کیسی صاف تصریح ہے کہ تمام روئے زمین کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ تو معلوم ہوا کہ گنگوہی دھرم میں تمام روئے زمین کا علم اللہ عزوجل کی خاص صفت ہے۔ اسی لئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تمام روئے زمین کا علم ماننے والا مشرک ہوا کیونکہ شرک اسی کو کہتے ہیں کہ خدا کی خاص صفت کسی مخلوق کیلئے ثابت کی جائے اور اسی منہ سے گنگوہی جی نے اسی عبارت میں تمام روئے زمین کا علم شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت مانا۔ ہاں ہاں تمام و بابیہ غیر مقلد و دیوبند بولو بولو گنگوہی جی و انبیٹھی جی شیطان و ملک الموت کو خدا کا شریک ان کے کافر مشرک مرتد ہونے یا نہیں اور تم سب کے

سب بھی انہیں اپنا پیشوا و مقتدا یا کم از کم مسلمان مان کر خود بھی کافر و مشرک مترد ہوئے یا نہیں؟ بنیو اور جو
سوال بست و چہارم: یہی گنگوہی و انبیٹھی اپنی اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر
لکھتے ہیں۔

”ان اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضور و علم ہو گیا اگر اپنے فخر
عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا
کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے۔“

ہاں ہاں ہر وہ شخص جس کو ایمان و انصاف کی دونوں دولتیں عطا ہوئی ہیں، ملاحظہ کرے کہ گنگوہی
و انبیٹھی نے اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کر لیا اور حضور سید الانبیاء و مالک ارواح الاولیاء صلی اللہ تعالیٰ
علیہ و آلہ وسلم کے لئے صاف کہہ دیا کہ ہو تو سکتا ہے مگر ہے نہیں۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم
اولیاء کیلئے تسلیم کر لئے وہی علوم انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے
تسلیم نہیں کئے۔ یہاں سے ان شیاطین دیوبندیہ و مرتدین و ہابسیہ بالخصوص ایڈیٹر النجم کا کوروی اور شہاب
ثاقب و آلے شیطان اجدھیا باشی وغیرہ کے منہ میں بجدہ تعالیٰ قہر الہی کے پھر سما گئے جو براہین قاطعہ کی
شیطان والی عبارت کفریہ کی تاویل باطل میں یوں بکتے ہیں کہ شیطان کے علوم ذلیل ہیں اور ذلیل علوم حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ماننا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین۔ (دیکھو
اجدھیا باشی کی کتاب شہاب ثاقب صفحہ ۱۰۸ اور عبد الشکور کا کوروی کی ناپاک کتاب نصرت آسمانی برزقہ
رضا خانی صفحہ ۱۲۳)

اولاً: علم کوئی ذلیل نہیں ورنہ ان علوم کا خدا کیلئے ماننا خدا کی توہین ہوگی اور اگر وہابیہ دیوبندیہ
ان علوم کو خدا کیلئے نہ مانیں تو ان کا معبود جاہل ثابت ہوتا ہے۔

ثانیاً: براہین قاطعہ میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ذکر ہے
کہ ”شیطان و ملک الموت کیلئے یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے۔“
کیا دیوبندی و حرم میں سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم بھی معاذ اللہ ذلیل ہیں؟

ثالثاً: ابھی جو عبارت صفحہ ۵۲ کی لکھی گئی اس میں اولیاء کیلئے علم کشف و حضور مانا۔ اور حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے اسی علم کا انکار کر دیا کیا یہ علم بھی ذلیل ہے؟ کیا یہ عبارت انبیٹھی و گنگوہی کا متقل

کفر نہیں۔ مگر اس سے قطع نظر کر کے ہمیں اس وقت یہ کہنا ہے کہ دیوبندی دھرم میں کسی نبی ولی کیلئے کشف ماننا شرک ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت نمبر ۲۰۔ ہاں ہاں سارے کے سارے دیوبند یوں مقلد و دیوبند یوں گنگوہی و انیسویں اولیا کیلئے کشف مان کر تقویت الایمانی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور ان کو اپنا امام و پیشوا و مقتدی یا کم از کم مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟

سوال بست و پنچم: مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول صفحہ ۸۳ پر لکھتے

ہیں۔

”جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو بدون اطلاق حق تعالیٰ کے علم غیب تھا تو اندیشہ کفر کا ہے کافر کہنے سے زبان رو کے اور تاویل کرے۔“

ہم مسلمانوں کے نزدیک تو اللہ عز و جل کے تمام کمالات ذاتی ہیں اس کے سوا کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی کوئی ذاتی کمال ہرگز حاصل نہیں۔ جو شخص اللہ عز و جل کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذرہ کے کروڑوں حصے کا علم ذاتی مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مشرک مرتد ہے۔ بلکہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ہاں ہاں دیوبندیوں غیر مقلد و دیوبندیوں کے پاک جل جلالہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا یقینی قطعاً کافر مشرک ہے یا نہیں اور جو اُسے مسلمان جانے اس کیلئے صرف کفر کا اندیشہ مانے اس کو کافر کہنے سے منع کرے اس کے ملعون کفر کی تاویل کرنے کا حکم دے وہ بھی کافر مشرک مرتد ہے یا نہیں۔ اب دیوبندیوں کے دھرم گرو گنگوہی جی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹا تو جبروا۔

دیوبندی الجھاؤ:

مسلمان سنی بھائیو! دیوبندی دھرم بھی اپنے اندر ایسے ایسے الجھاؤ رکھتا ہے کہ کس کشتہ و کشتاید بحکمت اس ممدرا“ ملاحظہ ہو یا تو وہ تقویت الایمانی شور آشوری کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیلئے خدا کا عطا فرمایا ہوا علم غیب مانے وہ بھی مشرک، یا یہ رشیدی بے نمکی کہ بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے ذاتی علم غیب ماننے کو بھی گنگوہی جی کفر نہیں کہتے صرف کفر کا اندیشہ بتاتے ہیں۔ ایسے مرتد کو بھی جو اللہ عز و جل کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو شریک مانے کافر نہیں کہتے اس کے کفر ملعون میں تاویل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ کچھ خبر بھی ہے آخر یہ بات کیا ہے۔ جی ہاں ہم سے سنئے! نا تو ہی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے ذاتی علم مانتے ہیں (سوال ہیشدہم پھر ملاحظہ ہو) یہ انہیں کی حمایت ہے اس مستوی میں انہیں کو کفر سے بچایا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے تھے، اپنوں کا زہر ہلا ہل بھی شیر مادر، ان کا کفر بھی ایمان۔ وہ اگر غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب بھی مانیں تو نہ ان کا یہ قول کفر ہے نہ وہ خود کافر۔ ہاں غیر تو بیچارے غربائے اہلسنت کے ائمہ عظام و علمائے کرام ہیں جو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے اللہ عزوجل کا عطا فرمایا ہوا علم غیب ماننے پر بھی سرکار گنگوہیت مدار سے کفر و شرک کا فتویٰ پاچکے۔ پیارے سنی بھائیو! ملاحظہ فرمائیے یہ ہے گنگوہی خانگی شریعت۔ وہاں توحید اتنی تنگ تھی کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب مانے بلکہ جو صرف مجلس میلاد شریف کی اطلاع مانے بلکہ جو فقط کبھی زکاح کا علم مانے اس پر بھی کفر و شرک کا فتویٰ لگوایا اور اپنوں کے لئے وہی اپنی تنگ سخت توحید اتنی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ جو شخص غیر خدا کیلئے ذاتی علم غیب مانے خدائے واحد و قدوس جل جلالہ کے ذاتی علم غیب میں دوسرے کو اس کا شریک جانے وہ بھی کافر نہیں۔ غرض وہابی توحید بھی گویا رُبڑ کی بنی ہے جسکی کھول سمیٹ اپنے ہاتھ ہے جس کیلئے چاہی تنگ اور سخت کر لی کہ کسی بیچارے غریب سنی کا ذکر تک اس میں نہیں آسکے اور جس کیلئے چاہی نرم اور ڈھیلی کر لی کہ کھلے کافروں مشرکوں کا بھی اس میں دخول ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وہابیو دیوبند یو غیر مقلد و بولو تم تقویت الایمان و براہین گنگوہی کے وہ فتوے صحیح مانتے ہو جو اوپر ذکر کئے گئے۔ یا فتاویٰ گنگوہیہ کا یہ فتویٰ! بولود و لون میں کون ہے کذاب؟ بیتنا التوجہ روا۔

سوال بست و ششمر: تثلیث دیوبندیت کے اقنوم ثالث حکیم الامتہ النجدیہ مجدد الملتہ الوہابیہ جناب مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت ملعونہ نمبر ۱۲ میں گزری کہ ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے“۔ اس عبارت میں تھانوی جی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا سا علم غیب ہر انسان بلکہ ہر بچہ اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور ہر چار پائے کیلئے ثابت کیا۔ ہاں ہاں تمام وہابیو غیر مقلد و بولو گنگوہی و تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی بچوں پاگلوں جانوروں کیلئے علم غیب ثابت مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی انہیں اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیننا التوجہ روا۔

سوال بست و ہفتم: یہی مولوی اشرف علی تھانوی ملفوظات حسن العزیز صفحہ ۲۰۵

ملفوظ نمبر ۲۴۶ بروز روز شنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۵ھ میں لکھے ہیں۔

”دیکھئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوج و قلم کے علوم بھی پہنچ ہیں۔“

لوج محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے اس کی تفصیل سوال نہم میں دیکھئے کہ ہر چھوٹی بڑی خشک و تر کھلی پھٹی چیز زینتِ آسمان کا ہر غیب سب کا تفصیلی علم محیط لوج محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ تو تھانوی جی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز و جل نے اس قدر علوم عطا فرمائے کہ تمام ممالک و مایکون کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے سامنے پہنچ ہے کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ ہاں ہاں اب ہر ایک درجہ بندی، کاکوری، زمر تسمی، راندیری، تاراجوری، اڈھائی، مالیکا نوری، سنبھلی، غیر متعلقہ دینی و دنیوی بولے اور جلدی بولے کہ تعزیت الایمانی دھرم پر تھانوی جی کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور تم بھی ان کو اپن امام و حکیم الامتہ یا کم از کم مسلمان جان کر کا فر مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوفو جروا۔

سوال بست و ہشتاد: صنم خانہ دیوبندیت کے مناتب ثانیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب ”نشر الطیب“ مطبع احمدی لکھنؤ صفحہ ۲۵۰ پر قصیدہ بردہ شریف کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

”امام عبد اللہ شرف الدین محمد بن سعید بن حماد بومصری قدس سرہ کو فالج ہو گیا تھا جس سے نصف بدن بیکار ہو گیا تھا انہوں نے بالہام ربانی یہ قصیدہ تصنیف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفا یاب ہو گئے۔ یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اس نے درخواست کی کہ مجھے وہ قصیدہ سناد دیجئے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا۔ انہوں نے پوچھا کونسا قصیدہ اس نے کہا جس کے اول میں یہ ہے۔ اَمِنْ تَدَكَّرْ جَبَّوْا اِنْ مِیْذَنَیْ سَلَّمَ اِنْ کَوْعَجِبْ ہُوَ اَکْبَرُ کہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جبکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔“

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قصیدہ بردہ شریف کو تھانوی جی صحیح اور درست تسلیم کرتے اور اسے الہامی قصیدہ مانتے ہیں کہ خدائے پاک جل جلالہ نے امام بومصری قدس سرہ کو یہ قصیدہ الہام فرمایا۔ اور اس کا اقرار بھی فرماتے ہیں کہ حضرات میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قصیدے کو سن کر خوش ہوئے اور امام بومصری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھیر کر انہیں شفا بخش دی۔ اب ملاحظہ فرمائیے اسی قصیدہ میں امام
بو صیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرض کرتے ہیں۔

فَإِنْ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَفَرَتْهَا وَ مِنْ عِلْمِكَ عَلَمُ الْفَوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا
ایک جز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ماکان و مایکون و خمس و جملہ مکتوباتِ قلم و مکتوباتِ لوح محفوظ
کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم اقدس کا ایک ٹکڑا ہے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و آلہ وسلم کا علم اس سے بدرجہا زیادہ ہے تو تھانوی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ یہ مضمون اللہ عز و جل نے
امام بو صیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الہام فرمایا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ مضمون سن
کر پسند فرمایا۔ ہاں اب درجہ سنگ کا کوروی امر و جی سنبھلی رائدیری ابجد صیاباشی دھاباشی کشمیری سارا لوطی مایکاوی
و دینی غیر مقلد دیوبند کے سارے ایک سرے سے بول چل میں کہ تقویت الایمانی دھرم پر تھانوی جی
کا فریضہ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب بھی انھیں اپنا پیشوا یا حکیم الامت یا کم از کم مسلمان مان کر کافر و مشرک
مرتد ہوئے یا نہیں؟ مبینہ و اقربوا۔

سوال بست و نہار: یہی جناب اشرف علی تھانوی اپنی کتاب تکمیل الیقین مطبع
ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔

”شریعت میں وارد ہوا ہے کہ رُسل اور اولیاء غیب اور اُئندہ کے واقعات کی خبر دیا کرتے
ہیں۔ اس مقام سے اس کو بھی آپ سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ جب خدا غیب اور اُئندہ کے
حوادث کو جانتا ہے اس لئے کہ ہر حادثہ اسی کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق
ہونے سے اسی کے فعل سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے
کہ یہی خدا ان رُسل اور اولیاء میں سے جسے چاہے اس غیب یا اُئندہ کی خبر دے دے
اگرچہ ہم اس کے قائل ہیں کہ تفہیم فطرت انسانی کا یہ متعقبا نہیں کہ وہ بذاتہ اور خود نفسیات
میں سے کسی شے کو جان سکے لیکن اگر خدا کسی کو بتلا دے تو اسے کون روک سکتا ہے۔
پس ان لوگوں کو جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ خدا کے بتلانے ہی سے معلوم ہوتا ہے اور پھر وہ
لوگ اور وہ کو خبر دیتے ہیں۔ ان میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو بذاتہ علم غیب کا دعویٰ

کرتا ہو چنانچہ شریعت محمدیہ بالذات علم غیب کے دعویٰ کرنے کو اعلیٰ درجے کے ممنوعاً میں شمار کرتی ہے۔ اور جو اس کا دعویٰ کرے اس کو کافر بتلاتی ہے۔

دیکھو تھانوی جی اس عبارت میں اللہ عز و جل کے رسولوں اور ولیوں کیلئے علم غیب ثابت کرتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ چہرہ لوگ اوروں کو خبر دیتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام وہاں دیوبندیوں غیر مقلد و راندیروں کو ڈھا بلیو نر یا دیو تارا پور لو کا کورو لو امر و مہو در بھنگیو سنبھلیو مالیکا لو سب کے سب ایک سرے سے بول چلو تھانوی جی تقویت الایمانی دھرم اور گنگوہی پتھ پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں اپنا پیشوا اور حکیم الامت یا کم از کم مسلمان جان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سنیم: یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب کرامات امدادیہ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۴۲ پر اپنے پیر جی کی شان میں لکھتے ہیں۔

دست پیر از غائب ال کو تاہ نیست دست او جز قبضہ اللہ نیست

یعنی پیر جی حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ غائبوں سے دور نہیں ہے کیونکہ ان کا ہاتھ تو اللہ ہی کا ہاتھ ہے۔ اس شعر کا مطلب یہی تو ہوا کہ حاجی صاحب اپنے معتقدین و مریدین سے دور نہیں ہیں کوئی انکو کتنی ہی دور سے پکارے حاجی جی کو اس کی خبر ہو جاتی ہے اور فوراً اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہاں ہاں تمام راہبوں، دیوبندیوں غیر مقلدو! لو تو تمہارے حکیم الامتہ اپنے پیر جی کیلئے یہ علم و قدرت مان کر تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کفر و شرک کے ناپاک مرض میں مریض ہوئے یا نہیں؟ اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال سنی ویکم: حکیم الامتہ الدیوبندیہ جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی رسلیا خفص الایمان کے صریح ناپاک طعن کو اسلام بنانے کیلئے ایک تحریر توضیح البیان اپنے ذنب خاں فحاش شیطانیہ مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی کے نام سے مطبع قاسمی دیوبند میں چھپوائی اس کے صفحہ ۴۴ سطر ۴ میں ہے۔

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا ہے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے۔" الخ ظاہر ہے۔

”یہ نہیں فرمایا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر میں علم غیب ثابت ہوتا کیونکہ اس سے بحث ہی نہیں وہ تو ثابت اور محقق امر ہے۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”جس غیب کا علم ذاتِ مقدسہ کیلئے نفس الامر اور واقع میں ثابت ہے اس سے تو یہ یہاں بحث ہی نہیں وہ تو مسلم ہے کہ وہ امور لازم اور متعلق نبوت کیلئے تو ضروری ہیں بلکہ اگر بالفرض محال جن امور کا علم غیب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفس الامر اور واقع میں حاصل ہے غیر متناہیہ بالفعل بھی ہوں جب بھی ان سے بحث نہیں۔“
صفحہ ۲۲ سطر ۲۲

”وہ غیب ہرگز مراد نہیں جو نفس الامر اور واقع میں ذاتِ مقدسہ کیلئے ثابت ہے۔“
صفحہ ۲۳ سطر ۳
”سینۃ فیضِ کعبینہ میں لاکھوں کروڑوں غیب کے علوم ہیں بلکہ چارے غیر متناہی غیوب کے علوم بالفعل ولو کان محالاً فرض کرو۔“
صفحہ ۲۳ سطر ۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بعض علوم غیبیہ حاصل ہیں اس سے تو یہاں بحث ہی نہیں۔“
صفحہ ۲۳ سطر ۸

”بعض علوم غیبیہ کہ واقع میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں اس سے تو یہاں گفتگو ہے نہ اس کو کوئی عاقل مراد لے سکتا ہے۔“
صفحہ ۲۳ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ منیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں۔“
صفحہ ۲۴ سطر ۱۵

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باوجود علم غیب عطائی ہونے کے عالم الغیب کہنا

جائز نہیں۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۱

”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علم غیب ثابت ہے نہ اُس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے۔“

صفحہ ۱۰ سطر ۱۲

”یہاں گفتگو غیب کے مفہوم میں ہو رہی ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب پر بھی صادق آتا ہے اور غیر کے علم غیب پر بھی۔“

ملاحظہ ہو تھانوی جی و درجہنگی جی نے مسلمانوں کے خوف سے حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے سولہ بار علم غیب کا اقرار کیا حتیٰ کہ گھبراہٹ میں یہ بھی کہہ بھاگے کہ اگر حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا علم غیب غیر تنہا ہی بالفعل بھی ہو تو بھی ہمیں اس سے کچھ بحث نہیں۔ ڈر کے مارے یہ بھی قبول کر لیا کہ دنیا بھر کے سارے علوم بھی اکٹھے کر لئے جائیں تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ایک علم کے برابر نہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ اگر ذرہ ذرہ کا علم، خمس کے علوم، تمام ماکان و مایکون کے علوم سب کے سب جمع کر لئے جائیں تو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ایک علم ان سب علوم اور ان سے زائد پرستش ہو گا یہ سب علوم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ایک ہی علم کا حصہ اور جز ہو جائیں گے اب کو نہ علم رہ گیا جسے تھانوی و درجہنگی نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ان عبارات میں ثابت نہیں کیا۔ ہاں تمام وہاں بول بول بول بول غیر مقلدوں کے اکابر و اصحابِ اربابِ ثعالیٰ سب ایک سرے سے بول چل کہ تھانوی جی و درجہنگی جی دونوں تقویتِ الایمانی و گنگوہری دھرم پر یکے مشترک دُبل سے بڑھ کر دُبل کا فرٹھیٹ مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب کے سب بھی ان دونوں کو اپنا پیشوا اور حکیم الامت اور ابنِ شیر خدا یا کم سے کم مسلمان مان کر خود بھی کافرِ مشترک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بہت نوا تو جروا۔

دیوبندی گتھی:

توضیحِ البیان کی عبارت میں پھر ملاحظہ ہوں۔ تھانوی جی کی زبان درجہنگی جی کے منہ میں ہے فرماتے ہیں کہ حفظِ الایمان میں تھانوی جی نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم غیب بطلانِ الہی حاصل ہے لہذا حفظِ الایمان کی وہ عبارت کفر نہیں۔ اور اگر حفظِ الایمان میں تھانوی جی حضورِ اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب کو تسلیم نہیں کرتے تو حفظ الایمان کی وہ عبارت ضرور کفر ہوتی اور ضرور اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی توہین اور گستاخی ہوتی اور مبلغ وہاں یہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر النجم مولوی عبد الشکور کا کوری نے مناظرہ لکھنؤ محلہ چکنڈی میں فقیر کے سامنے کہا کہ مولوی اشرف علی صاحب حضور کے لئے علم غیب بالکل تسلیم ہی نہیں کرتے نہ کل نہ بعض لہذا احتیاط الایمان کی عبارت میں نہ توہین ہے نہ کفر ہے اور اگر مولوی اشرف علی صاحب حضور کیلئے علم مانتے اور پھر ایسا کہتے تو ضرور یہ عبارت توہین اور کفر ہوتی۔ ممکن ہے کہ ایڈیٹر النجم انکار فرمادیں کہ میں نے ایسا نہیں کہا تھا، لہذا میں ان کا تحریری اقرار پیش کروں۔ ایڈیٹر النجم اپنی غیبت کتاب "نصرت اسمانی برفوقہ رضا خانی" ص ۱۷۱

عدد المطابع لکھنؤ صفحہ ۱۷۱ پر لکھتے ہیں۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا اشرف علی صاحب جگہ اہلسنت جماعت میں سے (یعنی وہاں دیوبندیہ میں سے) کوئی شخص بھی عالم الغیب نہیں مانتا لہذا عالم الغیب ہونے کی کسی شق کو اگر ذائل سے تشبیہ ہو تو کوئی توہین نہیں اگر حضور کو عالم الغیب جانتے اور پھر علم غیب کی کسی صورت کو ذیل اشیاء کے ساتھ تشبیہ دیتے تو بیشک توہین ہوتی۔"

صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

"جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو ذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں لہذا علم غیب کی کسی شق کو ذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔"

ان دونوں عبارتوں کا مطلب وہی ہوا کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے لئے صفت علم غیب مانتے ہی نہیں لہذا بچوں یا بگلوں یا غوروں یا پارہیلوں کے ساتھ تشبیہ دینی نہ توہین ہے نہ کفر ہے۔ اور اگر تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کیلئے علم غیب مانتے اور پھر یہ تشبیہ دیتے تو یقیناً یہ تشبیہ کفر اور توہین ہوتی۔ اب اگر درجہ جی ہے کہ تھانوی جی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کیلئے علم غیب بے عطائے الہی تسلیم کیا ہے تو ایڈیٹر صاحب کے نزدیک تھانوی جی بیشک کافر مرتد ہیں۔ اور اگر ایڈیٹر صاحب سچے ہیں کہ تھانوی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے لئے علم غیب ہرے سے مانتے ہی نہیں تو درجہ جی کے نزدیک تھانوی کے کفر پر درجہ جی کا کوری دونوں

کا اجماع مؤلف ہو گیا۔ واللہ الحمد۔

سوال سہم و دوم: صنم کدہ دیوبندیت کے طاغوت رابع جناب مولوی خلیل احمد صاحب انجمنی اپنی ناپاک ملعون کتاب "التصدیقات لدفع التلبیسات" معروف بہ "المہند" مطبوعہ بکالی پٹنم پر لیس ساڑھوہ صفحہ ۲۰ و ۲۱ پر لکھتے ہیں۔

"سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشبیہات یعنی احکام علیہ حکم نظریہ و تحقیق تہا حقہ و اسرار و خفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے"

اولین و آخرین میں تمام ملکہ، جنات، حور، غلمان اور سب انسان کافر مومن اور اولیاء و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی تو داخل ہیں تو جس قدر کلیات و جزئیات کا علم تمام اولین و آخرین کو تھا یہ سب یا ہوگا سب کا مجموعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے انجمنی جی کے اقرار سے ثابت ہوا۔ ماکان و مایکون انھیں باتوں کا نام ہے جو پیدائش عالم کی ابتدا سے قیامت تک ہوئیں یا ہو رہی ہیں یا ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ علوم اولین و آخرین میں یہ سب علوم داخل ہیں۔ تو انجمنی جی کے اقرار سے ثابت ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جملہ ماکان و مایکون تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ واللہ المجتہد البالغہ اس "المہند" پر علامہ محمد حسن دیوبندی راجع احمد حسن امروہی راجع عزیز الرحمن دیوبندی راجع اشرف علی تھانوی راجع عبد الرحیم رامپوری راجع محمد حسن دیوبندی راجع قدرت اللہ مراد آبادی راجع حبیب الرحمن دیوبندی راجع محمد احمد نانوتوی راجع غلام رسول مدرس دیوبند راجع محمد رسول مدرس دیوبند راجع عبد المصمد بجنوری راجع محمد اسحق نہٹوری راجع ریاض الدین میرٹھی راجع کفایت اللہ خلیفہ شاہچہانپوری راجع اضیاء الحق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی راجع محمد رحیم مدرس مدرسہ امینیہ دہلی راجع عاشق الہی میرٹھی راجع اسراج احمد مدرس سرحد راجع محمد اسحق میرٹھی راجع حکیم مصطفیٰ بجنوری راجع مسعود احمد گنگوہی راجع محمد کنی ہسرای راجع کفایت اللہ گنگوہی جو بیس والی دیوبندی مولویوں کے دستخط ہیں۔ ہاں ان تمام دیوبندیوں غیر مقلد و تھانوی اور دیوبند کے یورپ مراد آبادی نانوتوی گنگوہی بجنوری ہٹوری میرٹھیو شاہچہانپوریو مدرس دیوبندیو ہسرایو کاکورویو رائدیریو تاراپوریو ڈھالیو نزاریو سیکنگپوریو گانویو سنبھلیو راجنکیو سب کے سب مولو جلدو لو جس جس نے اس ناپاک خبیث ملعون "المہند" پر دستخط کئے وہ سب

سب تقویت الایمانی و رشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب لوگ بھی انہیں اپنا مقتدا و پیشوا نہ کرنا اور خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیتنا التوجروا۔

سوال سنی و سوم: شیر میدان در شام بازی و شہسوار و عرصہ فحاشی ابن شیر خدا کے کاذب باطل جناب مرتضیٰ حسن در بھنگی اپنی کتاب "تحقیق الکفر والایمان بایات القرآن" صفحہ ۷۲ پر تحریر کرتے ہیں۔

"الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ" جو لوگ غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ اُمم و عقول مخلوقات سے غائب ہیں اور وہاں تک بجز اعلام خداوندی کسی شخص کا گزر ہو ہی نہیں سکتا اور وہ امور غیبیہ خاص انبیاء اور رسل کو ہی بتلائے جاتے ہیں لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ وَہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرے اور وہ پسندیدہ کون ہوتا ہے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امت سے کوئی رسول اور نبی ہوتا ہے۔"

ہاں ہاں سارے کے سارے وہابیوں دیوبندیوں بول چال کو کہ تمہارا خانگی امام المناظرین مصنوعی ابن شیر خدا در بھنگی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب مان کر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور اُسے ابن شیر خدا اور امام المناظرین جبرۃ المتکلمین مان کر تم سب خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ نیز التوجروا۔ سوال سنی و چہارم: امام جلد ششم بازی و سرگردہ جمع بخش گویاں جناب حسین احمد صاحب ابو دھیا ہاشمی اپنی اخبت و ملعون تر و ناپاک کتاب الشہاب الشاقب "مطبع نامی میرٹھ صفحہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں

"علم احکام و شرائع و علم ذات صفات و افعال جناب باری عز اسماء و اسرار تعالیٰ کوئی غیر وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مرتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہو گا علم اور اسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عز اسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے علوم اولین و آخرین سے آپ مالک امان فرمائے گئے ہیں کوئی بشر کوئی ملک کوئی مقرب کوئی مخلوق آپ کے ہم پل علم اور دیگر کمالات میں نہیں۔"

ہاں ہاں تمام وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلد و بولولو! ابو دھیا ہاشمی جی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے لئے تمام علوم اولین و آخرین مان کر تقویت الایمانی و رشیدی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا

بر فرقہ رضا خانی "۲۵" یعنی میرے نزدیک جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خدا کی عطا سے بعض غیبیوں کا علم مانے وہ بھی کافر اور جو شخص کُل غیب کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بےطاؤں خداوندی مانے وہ بھی کافر ہے۔ فقہائے حنفیہ کا فتویٰ کفر جو مسایرہ و شرح فقہ اکبر و درمختار و بحر الرائق و خانیہ و خلاصہ و نبرازیہ وغیرہ میں منقول ہے میرے نزدیک اس کا یہی مطلب ہے۔ تو تحفہ الانسانی کی عبارت میں بھی میں نے علم نہیں مانا بلکہ بعض غیبیوں پر اطلاع مانی ہے۔

تو اولاً: کا کوروی جی کی چاند پوری مارنے کیلئے گنگوہی جی تیار ہیں وہ اپنے مہری تصدیقی فتوے میں لکھ چکے کہ اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب پر مطلع نہیں ہیں تو جناب گنگوہیت ماب صاف فرما چکے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا غیب پر مطلع نہ ہونا اتفاقی اجماعی مسئلہ ہے جس پر تمام علماء اور حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں مذہبوں کے ائمہ کا اجماع ہے اور اپنے اسی مدعائے باطل کے اثبات میں اسی فتوے کے صفحہ ۳ و ۴ پر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کا وہ فتوئے کفر نقل کیا جو کا کوروی جی نے فتح حقانی کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا۔ تو ثابت ہوا کہ گنگوہی جی کے نزدیک جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بعبطائے الہی بعض غیب پر مطلع ہونا مانے وہ بھی کافر ہے تو گنگوہی دھرم پر کا کوروی جی باوجود اس تاویل باطل کے کافر ہی ٹھہرے کیوں کا کوروی جی وہ تمہارا علم و اطلاع کا گرٹھا ہوا فرق کچھ تمہارے کام نہ آیا، تمہارے ان دو نفیس نکتوں نے تم کو کفر و شرک سے نہ بچایا۔ ذالک جزاؤ اعداء اللہ النار، والعیاذ باللہ الغفار۔

ثانیاً: حاجی امداد اللہ صاحب فراہم کیے کہ۔

"اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ

علم حق ہے۔ (دیکھو شام ادا دیہ صفحہ ۱۱۵)

ہم کی ہے۔ (دیکھو تمام امدادیہ صفحہ ۱۱۵)

حاجی جی بے چارے غیب کا علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کیلئے مان چکے
اب اگر کا کوروی جی سچے ہیں تو ان کے فتوے سے حاجی امداد اللہ صاحب کا فر اور اگر حاجی صاحب کا فر تو گنگوہی
و نالوتوی و تھانوی و انبیٹھی بھی کا فر اور ان کو مسلمان مان کر کا کوروی جی اور سارے وہابیہ کا فر غرض سارا دیوبند
کافرستان ہی نظر آنے لگا۔ اور اگر گنگوہی جی سچے ہیں تو ان کے فتووں سے بھی اولاً کا کوروی جی کا فر پھر حاجی امداد اللہ
بھی کافر۔ کیوں کہ گنگوہی جی کے نزدیک علم و اطلاع میں فرق باطل ہے دونوں ایک ہی تیز کے نام ہیں اور پھر حاجی صاحب

کے کافر ہوتے ہی سارا دہاستان کافر آباد و مرتد گرد کھائی دے گا۔ ہاں ہاں دہا بودیو دیوبند یو! ان دونوں میں تمہارے نزدیک کون سچا ہے کون جھوٹا؟ بیوقوف تو جروا۔

سوال سہمی و شششعر: تمام غیر مقلدین زمانہ کے مشکط کشا اور ان کے شیخ الکلی فی الکلی مسٹر شنار اللہ امرتسری ایڈیٹر المحدث اپنے رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں۔

"خدا فرماتا ہے فَلَا يَظْهَرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ اِس آیت میں خدا نے پاک نے انبیاء علیہم السلام کے علم غیب جزئی کو اپنی طرف نسبت کیا ہے یعنی میں یہ لکھاتا ہوں جس سے ان کے علم غیب جزئی کا وہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔"

اس عبارت کے دو سطر بعد کہا۔

"ذاتی کا وجود ذات باری سے مخصوص ہے اور وہی کا جزئیہ انبیاء علیہم السلام میں یقینی اور لیا کرام میں ان کے تبعاً ظنی ہے۔"

ہاں وہاں بودیو غیر مقلد و اولو تمہارا شیر پنجاب مسٹر شنار اللہ امرتسری تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوا یا نہیں اور تم سارے کے سارے اس کو اپنا مقتدا و پیشوا مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

سوال سہمی و ہفتہ: یہی مسٹر شنار اللہ صاحب اسی رسالہ "علم غیب کا فیصلہ" صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔ "بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہ ہوتی تھی، مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے والے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور حقوں بلکہ تمام مخلوقات کی لعنت ہو۔"

(ہم اہلسنت بھی مسٹر کی اس دعوے لعنت پر باوا زبند آئین کہتے ہیں)

ہاں ہاں تمام دہا بودیو دیوبند یو! بودیو! بودیو! اس فتوے سے اسمعیل دہوی و رشید احمد گنگوہی اور خود مسٹر شنار اللہ ملعون ہوئے یا نہیں اور تم سب تینوں کو قبول کر کے خود بھی ملعون ہوئے یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

دو بار تمام دہا بودیو غیر مقلد و اولو تمہارا شیر پنجاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے اطلاع علی الغیب کے منکر کو خدا و ملائکہ و جنت و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ملعون بنا کر ذیل مرتد شخصیت کافر مشرک ہوا یا نہیں اور تم سب اس کو اپنا پیشوا مان کر خود بھی اسی کی طرح کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیوقوف تو جروا۔

سوال سہم و ہشتہ: کفایتہ ضلع سورت کے دیوبانی مولوی عبدالحی نے ایک کتاب البصائر فی تذکیر انصار عربی میں لکھی۔ اس کا ترجمہ گنگوہی جی کے خلیفہ خاص عاشق الہی میٹھی نے کیا۔ اس کا نام الجواہر الزواہر رکھا۔ اس پر تصدیق و تقریظ امام الوابیہ کے نے خلیفہ میاں کفایت اللہ شاہ جہاں پوری نے لکھی جو دیوبندیت کی کسوت بغل میں دیوبائے کفر و شرک کے لئے آسترے سے غریب مسلمانوں کی مسلمانی اور بھولے سنیوں کی اُمت مؤمنہ نے میں بہت زور سے مصروف ہیں۔ اس کتاب کے نسخہ مطبوعہ پرنٹنگ ورکس دہلی صفحہ ۷۷، ۷۸ میں ہے۔

”احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ ایک صبح کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نمازیں دیر ہو گئی تھیں کہ قریب تھا کہ سورج دکھائی دے جائے پس آپ لپکے ہوئے نکلے اور تکبیر پڑھ لی گئی پس اپنے نماز پڑھائی اور بہت مختصر پڑھائی پس جب سلام پھیرا تو اونچی آواز سے پکارا کہ جس طرح بیٹھے ہو اپنی جگہ بیٹھے رہو اس کے بعد ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا سنو! میں تم سے بیانی کرتا ہوں کہ صبح تم سے کس شخص نے مجھے روکایا پھر شب میں اٹھا پس وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی بھی مقدار تھی پس نماز میں مجھے اونگھو اکی تھی کہ اگر اپنی ہڈی اور سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ میں اور میرا رب ہے، تبارک تعالیٰ نہایت حسین صورت میں پس ارشاد فرمایا کہ اسے تم میں نے عرض کیا عاجز رہے میرے رب فرمایا کیا باتیں ہیں جن میں ملازم اٹلی جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے تو معلوم نہیں۔ اسی طرح تین بار فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ نے اپنا ہاتھ دکھایا میرے شانوں کے درمیان حتیٰ کہ انگلیوں کی خشتی مجھے محسوس ہوئی اپنی چھاتیوں کے درمیان پس ہر چیز مجھے منکشف ہو گئی اور میں واقف ہو گیا۔“

ہاں ہاں وہاں ہو دیو بند ہو بولو! عجب الحی کفایتی و عاشق الہی میرٹھی دکھایت اللہ شاہ جہاں پوری تینوں کے تینوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم اور ہر چیز سے واقفیت ان کے تقویت الایمانی و گنگوہی و حرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور تم سب ان کو مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بیٹھو! تو جروا۔

سوال سنی و نہم: گجرات میں دیوبندی دھرم کے پرچارک غلام محمد رانڈیری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ علم غیب کے ناواقف و نادان ثابت کرنے کیلئے ایک ناپاک

رسالہ ازالہ الریب“ لکھ کر مطبع حقانی لدھیانہ میں چھپوایا۔ جس کے پرچے حضرت مولانا بشیر الدین خاں صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب منیر الدین“ میں اور حضرت مولانا ندیر احمد خاں صاحب احمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب مستطاب السیف المسلول“ میں بخوبی ارادئے۔ اس ازالہ الریب کے آخر میں اپنے دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ لکھوایا۔ اس کے صفحہ ۲ پر مولوی مشتاق احمد مدرس مدرسہ لدھیانہ کی تحریر چھاپی ہے اس میں مولوی مشتاق تحریر کرتے ہیں۔

” شک نہیں کہ سید الانبیاء علیہ افضل الصلوة والتنازل جیسے اپنے تمام صفات کا علم تمام انبیاء سے بہتر اور برتر ہیں، اسی طرح آپ کا علم بھی تمام انبیاء کے علوم سے زیادہ ہے کا قال صلی اللہ علیہ وسلم عَلِمْتُ عَلَمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ اور حدیث طبرانی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و ما فیہا اور قیامت تک ہونے والی اشیاء کا علم دیا تھا کَمَا فِي الْفُتُوْحَاتِ الْأَحْمَدِيَّةِ عَلَى مَتْنِ الْهُمَزِيَّةِ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر ان اللہ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَارِئٌ فِيهَا لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى حَقِّي هَذِهِ اور حدیث ابی داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک کے تمام حالات صحابہ کو بتادیئے الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَنَا بِهِ مَكْرِيَةً أَوْ عِلْمًا لَوْ اسطدو حقیقۃً بالہما خدائے دیئے تھے فَمَا أَحْسَنَ مَا قَالُ إِلَّا مَا هُوَ الْبُصَيْرُ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فِي الْقَصِيدَةِ الْهُمَزِيَّةِ لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ مَالِكِ الْغَيْبِ وَمِنْهَا لِأَدَمَ الْأَسْمَاءُ“

اس عبارت میں چند باتیں ثابت ہوئیں۔ ۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علوم سے زائد ہے۔ ۲۔ حضور کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا۔ ۳۔ حضور کو سب کا دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کا علم عطا فرمایا گیا۔ ۴۔ یہ مضمون خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ۵۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر قیامت تک تمام ماکان و مایکون کا بیان فرمادیا۔ ۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے تمام ماکان و مایکون کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی عطا فرمایا۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالم غیب کے علوم کی ذوات عطا فرمائیں۔

ہاں ہاں تمام وہاں دیوبندیو! بالخصوص راندیریو دھابلیو سملکیو نظریادیو تاراپوریو! سب کے سب ایک سرے سے بول چلو کہ راندیری جی اپنے رسالہ میں اس مضمون کو چھاپ کر اسکو پسند کر کے تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں۔ اور تم سب بھی انھیں مسلمان مان کر خود بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

سوال چھٹا: مسٹر ثناء اللہ ام تسری ایڈیٹر "الہدیت کا مذہب" مطبوعہ مطبع الہدیت کے صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۶ تک دیوبندی دھرم کے مولویوں کا ایک فتویٰ مسئلہ علم غیب میں چھاپا ہے۔ اس پر عزی الرحمن مفتی دیوبند اور شیخ الہند محمود حسن دیوبندی و غلام رسول و گل محمد خاں و محمد یسین مدرسین مدد رس دیوبند کے کے بھی دستخط ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۳ پر ہے۔

"بہت سے معیبات کا علم انبیائے کرام کو خصوصاً افضل الرسل خاتم الانبیاء علیہم السلام کو سب سے زیادہ عطا ہوا ہے اور ان حضرات کی وساطت سے ان کی امتوں کو بھی بہت سے معیبات کا علم حاصل ہوا۔ خود قرآن شریف میں ہے عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ الْأَيُّهُ لَيْسَ أَتَكَارِاسَ كَاخْلَافٍ مُنْصَوَصَ ہے۔"

اب سارے کے سارے وہاں دیوبند ریو غیب مقلدو! بولو بولو اور جلد بولو! دیوبندی دھرم کے یہ سب مفتی تقویت الایمانی و گنگوہی دھرم پر کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں اور ان کو مسلمان مان کر تم سب بھی کافر مشرک مرتد ہوئے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

دیوبندیت کے ملعون چہرے کا گھونگٹ

پیارے سنی بھائیو! اب تک جو کچھ سوالات کئے گئے اُن سے آپ نے یہ سمجھا ہو گا کہ وہاں دیوبندیو غیر مقلدین صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے عظام و اولیائے کرام علیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے متعلق دوہری بولیاں بول رہے ہیں۔ لیکن اس میں تو سب دیوبندیو غیر مقلدین متفق ہیں کہ اللہ عز و جل کیلئے علم غیب خاص ہے۔ مگر حقیقت یہ وہاں بیت دیوبندیت غیب مقلدیت

کے چہرے کا گھونگٹ ہے اُسے اٹھا کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ وہابی دلیوبندی دھرم میں خدا کے پاک جل جلالہ کے علم غیب کی بھی غیر نہیں۔ ع ”کھانے کے دانت اور میں دیکھانے کے اور ہیں“ وہابی دلیوبندی دھرم خدا کے علم غیب سے بھی انکاری ہے۔ وہابیوں دلیوبندیوں خیر مقلدوں کا اصل مذہب یہ ہے کہ خدا کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ ہاں اُسے اتنی قدرت ضرور ہے کہ جب چاہے غیب کو دریافت کرے جب چاہے جاہل رہے۔ امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تقویت الایمان مطبوعہ مکتبائے پرشنگ دہلی صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔“

سچ فرمایا اللہ عزوجل نے وَحَاقِدَرُ اللّٰہُ حَقِّ قَدَرٍ عَلَی الْاُمَمِ اللہ ہی کی قدرت کی جیسی چاہے تھی پھر کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ تو صرف امام ابوہریرہ کا خاص عقیدہ تھا۔ اس زمانہ کے وہابی دلیوبندیہ البتہ عقیدہ نہیں رکھتے ہوں گے کہ اَوَّلًا تو تقویت الایمان دلیوبندی دھرم کا قرآن ہے بلکہ بقول گنگوہی قرآن سے زائد اس کی شان ہے۔ پھر کوئی وہابی تقویت الایمان کے کسی عقیدہ کو کیوں کر ترک کر سکتا ہے۔ تہرانی کے اولوں کی پڑاہ نہ کر کے تقویت الایمان پر سرمنڈا دینے ہی کا نام تو وہابیت ہے۔ ثانیاً: تھانوی جی کی حفظ الایمان ملاحظہ ہو۔ سوال تو یہ ہے ’زید کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنی کہ عالم الغیب خدا کے تعالیٰ کے رسوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ عقیدہ کیسا ہے۔“ زید کے عقیدے کے دو جز ہیں پہلا یہ کہ بالذات علم غیب خدا کو ہے اور دوسرا یہ کہ بالواسطہ علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے۔ اب تھانوی جی کا جواب سنئے حفظ الایمان صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نص میں شرعی ہے ہرگز ان کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہیے کہ توبہ کرے۔“

چلو چھٹی ہو گئی زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے یعنی تھانوی جی فرماتے ہیں کہ زید کے عقیدہ کے دونوں جز غلط ہیں نہ خدا کو بالذات علم غیب ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بالواسطہ علم غیب ہے اگر تھانوی جی کے نزدیک خدا کے پاک جل جلالہ کو علم غیب ہوتا تو یوں ہرگز نہ لکھتے کہ زید کا عقیدہ سراسر غلط ہے بلکہ پہلے جز کو تسلیم کر کے اپنے ناپاک دھرم کے مطابق دوسرے جز پر منہ آتے۔ مگر دل میں دینی ہوئی کھڑکی آگ بغیر بھڑکے ہوئے کہیں مانتی ہے۔ وَ سَلِّعُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اِنَّیْ مُنْقَلِبٌ یُّنْقَلِبُوْنَ۔ وَلَا حِصُولَ وَلَا

کفر کے نئے جڑیں، دل کھول کر سب کو کافر کہیں اور خود بے گناہ مسلمان کے بچے بنے رہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ۔ پھر بھی ہم کہیں گے انصاف ہی کی تمام ائمہ اولیاء و مجتہدان خدا کو تم کافر کہہ کر توجائے شرکایت نہیں۔ انہوں نے تصوری ایسا کیا ہے۔ اعلیٰ کی وسعت علم بابتی تمہارے لئے کیے حکم انکھول ٹھنڈک ہوئی برائین قاطعہ میں جس کا گیت گایا ہے انہوں نے تو کیا نہیں لیکر چلے وسعت علم تمہارے دشمن محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم السلام پھر ان پر کیوں نہ یہ حکم جڑو کر۔ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ یہاں تک تو تم پر آسان تھا۔ مگر اللہ عزوجل بھی تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے مستعد آیات کریمہ میں علم غیب ثابت فرما رہا ہے۔ اب ذرا خدا کی تکفیر مٹھی کھیر ہو گی۔ کاذب تو کہہ دیا کافر مشرک کہتے کچھ تو انکھ چکے گی۔ اور سب بڑھکر پتھر کے تلے دامن حضرت شیخ مجدد الف ثانی و جناب شاہ عبد العزیز صاحب جناب شاہ ولی اللہ کا معاملہ ہے جسے تمام دیوبندیہ و غیر مقلدین کیلئے سانپ کے سحر کا پھینچو نہ رکھتے تو بجا ہے کہ نہ لگتے بنتی ہے نہ فیکھتے۔ وہ کہہ کر چل بسے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے رب نے اپنے غیب خاص پر مطلع فرمایا۔ وہ تو وہ ہیں ان کے غلاموں کو بھی تمام ماکان و مایکون و محس کا علم دیا جاتا ہے۔ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا ہے سب پر انھیں مطلع کیا جاتا ہے ان پر زودہ ذرہ روشن ہو جاتا ہے وہ ہر علم ہر حال کی حقیقت کو پہنچے ہوتے ہیں۔ وفات تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کی اس وقت خبر رکھتے ہیں۔ — کہاں تو وہ مجالس میلاد پر افسانہ ماننے سے گنگوڑی بہادر کا بھر شرک بلکہ تمہاری اونٹنی سمجھ میں ایک ہی نیکی کی خبر ماننے سے وہ نداوی خفیہ کی تکفیر میں اور کہاں یہ عبد العزیز و ولی اللہ و مجددی بڑے بولے جو ربایت کھائی لگی رکھیں نہ حصول سب انہیں کافر نہیں کہتے تو غریب مستیوں کی تکفیر کیسے بن پڑے اور ربایت کی مٹی پلید ہو وہ الگ۔ اور اگر جی کڑا کر کے ان پر بھی کفر کی جڑ دی تو وہ ربایت بے پاری کا ستیاناس لگ گیا۔ ان کے کافر ہوتے ہی اسمعیل جی کہ انہیں کے گیت گائیں، انہیں کو امام و مقتدا و پیرو پیشوا و حکیم امت و مجدد ملت و صاحب دینی و عصمت میں کافر و کافر کافروں کے بچے کافروں کے چلیے ہوئے اور تم سب غیر مقلدین و دیوبندیہ کہ اسمعیل جی کے ویسے ہی ہر جیسے اسمعیل جی و دول شاہ صاحب دینی اور حضرت شیخ مجدد کے مستعد و تلامذہ بنتے تھے تو ساتھ لگے گیہوؤں کے گھس تم سارے کے سارے دیوبندیہ و غیر مقلدین کافران کہیں۔ اور پھر گنگوڑی نالوتوی نامی بھی تھا تو دیوبندی و جلی کا کوری اجو دھیا باشی امرتسری رائدیری امر وہی اسمعیل تارا پوری ڈھا سیلی کا کیا پوچھنا یہ تو طبقات شرک و کفر کے اسفل السافلین میں پہنچے ہوں گے۔ کیوں دیوبندی صاحبو! اللہ عزوجل کی عطا سے اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

اگر کوئی علم غیب ماننے والے غریب سنیوں پر کفر و شرک کے فتوے بڑے کا نتیجہ دیکھا، کافر کہنے کا مزہ چکھا
مشرک بنانے کا بدلہ پایا، دیکھو تمہارا کفر و شرک تمہیں کوئے ڈوبا ہے

دیدنی کہ خونِ باقی پروا دشتِ مع را چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

كَذَلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

مسلمانو! دیکھو وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین جو مسئلہ علم غیب میں طرح طرح کے مکر و فریب سے
غریب سنیوں پر کفر و شرک کے فتوے سر بازار دیتے پھرتے تھے، قسم قسم کی سنگاریوں سے بھولے مسلمانوں کی
مسلمانی اور اہلسنت کی سنت پر منہ مارنا چاہتے تھے الحمد للہ کہ اپنے ہی منہ کھلے کافر ٹھیسٹ مرنے والے کفر و شرک
نہایت ہو گئے۔

نجری گروہ الجھاسے کفرِ نمیش میں لو آپ اپنے حال میں کھٹا آگئے

وَلَا يَحِيقُ الْمَلَائِكَةُ السَّمْعُ إِلَّا بِأُذُنٍ مِّنْهُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

کا کردی سنبھلی راندیری اجودھیا باشی مالیکا نوری ڈھالی تار پوری گودھروی وغیرہ کسی دیوبانی نجدی غیر مقلد
دیوبندی میں کہ اپنے سر سے اور اپنے بڑوں پر سے یہ کفروں کے بہاڑ اٹھاسکے اپنی اور اپنے اکابر کی کھوپڑیوں
کو تھرا لٹی کے جھارے من سنجیل کی ان ضرباتِ طاہرہ سے بچاسکے یا باطل کی مدد کرنے سے ہر بندہ باطل عاجز
و میسر ہے۔ یا آج ہی سے الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ كُفْرَهُمْ كَانُوا يُسْرِئُونَ

اس تحریر سے مقصود دامنِ مہر اور اولاً عامۃ اہلسنت و برادرانِ دین ملت پر اظہارِ بوضاحت کہ مذہبِ ہدیب
دیوبندیہ وغیرہ مقلدین ایسے کفریات و ضلالت و سخافات پر مشتمل اور ان کے بڑے ایسی خرافات و شذائعات اور
خیانات کے مجدد و قائل۔ ثانیاً، عوام و خواص و وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین پر عرضِ ہدی و خوفِ خدا دیکھو
کیسے لوگوں کو امام و پیشوا بناتے ہو، کس کو قاتم العلوم و الخیرات اور کسے رشید الاسلام و المسلمین بتاتے ہو، کس جبار
کفر کے سر حکیم الالہی کی پچڑی بندھاتے ہو، اندھیری رات میں کیسے گمراہوں، گمراہ گردن کے پیچھے جاتے ہو تمہاری
دیر کا اندھیرا ہے دم کے دم میں سویرا ہے

بروزِ مشر شود آہو مشحِ معلوم ست

کہ باکہ باخست عشق در شبِ دیوبند

کام نہیں چلتا، بگڑنے سے مذہب نہیں سنبھلتا اِنَّمَا اَعْظَمُ كُفْرًا وَاجِدًا مِّنْ مَّوَدَّاتِ الْكُفْرِ

کرتا ہوں کہ ایک ذرا تعصب نفسانیت و حمایت امام و حکیم الامت و محبت جاہلیت سے جدا ہو کر بُدنی اللہ اس
تحریر پر نظر کیجئے۔ وہابیہ کی کتابوں کے نشان صفحات بتادیئے ہیں۔ جس میں شبہ ہو تطبیق کر لیجئے پھر اگر
نگاہ انصاف میں تمہارے ہی بڑوں کے اقوال سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے بے شک
الہی علم غیب ثابت ہو تو خدا سے ڈرو، انکار پر اصرار نہ کرو، مگر انہوں نے دینوں کی پیروی کا دم نہ بھرو اور
اگر ہمت جواب ہے تو کیوں بیچ و تاب ہے۔ "ہمیں گو وہیں میدان" اظہار حق سے کیوں مخالف و ترساں،
آدمی بن کر اور کی سخی اپنی کہی۔ ہاں ایک مکابرہ و عناد کی نہیں سہی۔

ذرا سوچو سنبھلو دیکھو! کس محبوب با و جاہلیت کی شان گھٹاتے ہو، کس جمیل با عزت کے علم سے
البتیس بعین کا علم بڑھاتے ہو، کس حبیب با عظمت کے علم تقدس سے بچوں، یا گلوں، ہالوروں کا علم ملاتے ہو،
کس وجہیم با جلالت کی مجلس میں لاؤ کو کنہیا کا جنم ٹھہراتے ہو، کس نبی اُنکی کو اردو زبان میں مدد و دیوبند کے
مکملوں کا شاگرد بتاتے ہو، کس غسیم و جلیل کی عظمت و جلالت کو چھوڑے چار سناٹے ہو، کس شفیع المذنبین
حامی اُمت پناہ غریباں کجائے گنہگاروں، ماوئے عامیال کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے یار آنے
دوستانے مناتے ہو۔ — ذرا سوچو اور سنبھلو! قیامت قریب ہے اور واحد تمہارے صیب اور غدا بہ
جہنم سخت و عصب ہے۔ اے میرے رب ہدایت فرما انت السميع القریب و اوفیٰ الایات ایتھا المحیبت
یا رب علیک توکلت والیک انیب والصلاة والسلام علی حبیبہ القریب
المحبیب العظیم الجلیل الجمیل الحسین علی آلہ وصحبہ وابنتہ الغوث الاعظم و حزبہ
و علی سائر اولیاء امتہ و علماء ملتہ و علی سیدنا و مرشدنا محمد دینہ و علی سنتہ
و علینا و علی سائر اہل سنتہ و جماعتہ آمین آمین یا ارحم الراحمین : واللہ تعالیٰ
اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کتبہ: الفقیر الی اللہ مفتی عبید الرحمن المعروف بکثرت علی القادری الرضوی الکنوی

غفرلہ دلا بوریہ المولیٰ العزیز القوی آمین

یوم النشار ۴ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ

لا اهل السنة من سبيل الغناء والفتنة واذان من الله لقيام سنة نبي الله
 و مسئلہ اذان کا حق نما فیصلہ و فتویٰ مقتبسہ او فی المجمعۃ فی اذان یوم الجمعة وغیرہ
 میں شائع ہو چکے جو بیا لیس سال گزر چکے اب تک لا جواب ہیں۔ مختصراً انہا بس ہے کہ عند طرف
 زمان بھی ہے اور مکان کی طرف بھی طرف زبان مضاف ہو جاتا ہے۔ جیسے یوم حنین تو لا
 الاذان عند المنبر کے معنی یہ ہوئے الاذان عند جئوس الخطیب علی المنبر۔
 واللہ ورسولہ اعلم بحل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
 فقیر الی الفتح عبید الرضا محمد صمت علیہما السلام والہدیہ والمہربہ

محکمہ بھوریہ خیال پبلی بھیت یو پی۔

۱۲ شعبان الحظرم ۱۳۷۶ھ چار شنبہ ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء

مسئلہ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متعینان شرح متین اس مسئلہ میں۔ جمعہ میں اذان ثانی میں
 جب نماز رکعات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (یعنی ائمہ اہل بیت علیہم السلام) حضور رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم) لینے پر انگوٹھے چومنا یعنی تعظیم کرنا حرام ہے۔ ایسے مسئلہ دینے والے پر ہاتھ
 رکھنے والے پر شرع مقرر کا کیا حکم ہے۔ بینا تو جبروا۔

الجواب اللہ ہر ہدایۃ الحق والصواب۔

اس مسئلے میں حضرات محققین فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مفتی جبرم یہ ہے کہ اگر خطیب
 اذان خطیب کا جواب نہ دے خاموشی منبر پر بیٹھا رہے تو مقتدی بھی زبان سے جواب نہ دیں خاموش بیٹھے
 رہیں۔ اور اگر خطیب کلمات اذان کا جواب زبان سے دے رہا ہے تو مقتدیوں کو بھی زبان سے کلمات اذان کا جواب
 دینا جائز ہے۔ اسی مسئلے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نام اقدس اذان میں پڑھتے وقت
 انگوٹھے چومنے کا بھی تمسک کیا جاسکتا ہے۔ تقبیل ابہائین کے معنی انگوٹھوں کا چومنا۔ یعنی حضور صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کیلئے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک لب و زبان سے ادا ہوتے
 وقت انگوٹھوں کو یا کلمے کی انگلیوں کے لگے پوروں کے پھیلیوں کی طرف ولے حصوں کو اپوں سے مس کر کے
 آنکھوں سے لگا لینا۔ لیکن چڑیلوں کے چھپانے کی طرح چوں چوں کی ہی آوازیں بلند ہونا خاص کر ایسے وقت

میں کہ خطیب خطبے کیلئے منبر پر بیٹھ چکا ہو ممنوع ہے اس سے استراذ ضروری ہے۔ واللہ ورسولہ
اعلم جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم۔

فقیر البوافتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنوی

غفرلہ والابویہ واہلہ والویہ وخوانہ واجتبابہ ربہ المولی العزیز القوی

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ جمعہ مبارکہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء مکان ۲۶ محلہ بھونچیاں پبلی بھیت پبلی

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ایذا میں کہ جمعہ کی اذان خطبہ (اذان ثانی) بیرون مسجد
یا اندرون مسجد کہاں ہونی چاہئے۔ بینوا باللیل و تو جروا باجر جزیل۔

المفتیان

مسلمانان اہلسنت والجماع

الجواب :-

اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ جمعہ کی اذان خطبہ بھی اذان ہی ہے۔ بلکہ اصل اذان جمعہ
زمانہ نبوی کی یہی ہے جو دروازہ مسجد نبوی پر ہوتی تھی۔ اور زمانہ خلفائے راشدین میں بھی اذان خطبہ دروازہ
مسجد پر ہوتی رہی۔ تو سنت رسول و سنت خلفائے راشدین و سنت صحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین یہی ہے کہ اذان خطبہ مسجد یعنی موضع اعدا للصلوات سے خارج منبر کے سامنے ہو۔
ابوداؤد شریف میں حدیث موجود ہے۔ اور عمدۃ الرعاۃ میں یہی لکھا ہے کہ خطیب کے سامنے خارج مسجد
اذان کہنا ہی سنت ہے۔ اور عمدۃ الرعاۃ میں فاضل لکھنوی نے دوسری روایت نقل کی ہے۔

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آله وسلم اذا
جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد وابی بکر وعمر
او بتعلیق المسجد

حاشیہ موطا امام محمد میں ان ہی فاضل لکھنوی نے یہ روایت لکھی۔

وعنه الطبرانی کان یؤذن بلال علی عهد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وابی بکر وعمر۔

کشف الغمہ میں اسی کے قریب ہے اور فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق مسجد یعنی موضع میں اذان کہنا مطلقاً مکروہ و منہوع ہے۔ فتح القدیر میں ہے۔

الاقامة فی مسجد صلاة ولا بد واما الاذان فعلى المئذنة

فان لم تكن شمة فنحن فناء المسجد وق لا يؤذن فی المسجد

اور اسی فتح القدیر میں ہے کہ لکواہة الاذان فی داخلۃ۔ فتاویٰ تاجرانہ مجمع البرکات و فتاویٰ عالمگیریہ، فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و خزائن المفتیین و بحر الرئی میں ہے۔

ینی فی ان یؤذن علی المئذنة او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد۔

اور شرح مختصر علامہ برہنہ میں ہے وفيہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد اور طحاوی حاشیہ راقی الفلاح میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم اور شرح طحاوی پھر شرح قدوری محمود زاہدی میں ہے ولا یؤذن الا فی فناء المسجد او علی مئذنة۔ ان تمام ہی تصریحات حلیہ میں عموم و اطلاق صاف بتا رہا ہے کہ مطلقاً اذان چاہئے۔ جمعہ یا خطبہ جمعہ کی ہو یا نماز پنجگانہ کی ہو، مسجد بمعنی موضع صلاۃ میں مطلقاً مکروہ ہے۔

فقیر الباقی جلیلہ الرضا شریعت علی خاں قادری برکاتی رضوی الغضوی غفرلہ والہویہ و اہلہ و اخوانہ و اصحابہ ربہ المولی العزیز القوی۔



مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ زید کہتا ہے کہ تکبیر کے تکبیر شروع کرتے ہی امام اور سب مقتدیوں کو کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اور چند دلائل اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کرتا ہے۔ دلیل اول یہ کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے **سَوَّاهُ صُفُوفَ كُمْ فَاِنْ تَسَوَّيْتُ الصُّفُوفَ مِنْ الصَّلَاةِ**۔ دلیل ثانی یہ کہ جب تک کھڑے ہو کر صف بندی نہ کریں وہاں تک صف برابر نہیں ہو سکتی۔ دلیل ثالث یہ کہ بغیر کھڑے ہوئے تکبیر اولیٰ نہیں مل سکتی اور تکبیر تحریمہ کا ثواب ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ دلیل رابع یہ کہ کیا اگر بیٹھنے کا حکم ہوتا تو علمائے کرام علم نہ فرماتے۔ دیکھو رنگون کلکتہ بمبئی وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں کہیں بھی امام و مقتدی بیٹھتے نہیں مگر وہاں کہہ رہے ہیں کہ حدیث شریف اقوال فقہاء کرام سے ثابت ہے ہمارے علماء ثلاثہ کے نزدیک تکبیر جب حجتی علی الفلاح کہے اس وقت مقتدی اور امام جب حاضر ہوں کھڑا ہونا چاہئے کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے۔ حتیٰ کہ ایک شخص وضو کر کے اُسے اور تکبیر شروع ہو تو بیٹھ چلے۔ اور حجتی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہو۔

تو دریافت طلب امر یہ کہ زید و عمرو میں حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے۔ مع حال کتب ارقام فرمائیں۔ اور جس مسجد میں لوگ بوقت حجتی علی الفلاح کھڑے ہوتے ہوں ان کو جبراً حکم کرنا کہ تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جائیں اور ایسا حکم بالجبر کرنے والا کیسا اور اس کا شرعاً کیا حکم ہے بلینوا بدلیل الکتاب تو جروا یومہ الحساب۔ (سوال از جماعت میمان اپلیٹ)

الجواب :-

صورت مستفسرہ میں عمرو حق پر ہے اور زید کا قول باطل محض ہے۔ حدیث شریف میں یہی تو وارد ہوا ہے کہ **سَوَّاهُ صُفُوفَ كُمْ فَاِنْ تَسَوَّيْتُ الصُّفُوفَ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلَاةِ** پھر تسویہ صفوف کیلئے کھڑے ہو کر تکبیر سننا کیا ضرور۔ اقامت شروع ہونے سے پیشتر تسویہ صفوف کر لیا جائے۔ پھر مؤذن اقامت شروع کرے اور باقی سب مقتدی بیٹھ کر نہیں حجتی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اقامت بیٹھ کر سنیں پھر حجتی علی الفلاح پر کھڑے ہو کر تسویہ صفوف کر لیں۔ اتنی سی دیر جو تسویہ صفوف میں لگے گی شرعاً باعث کراہت نہیں۔ تکبیرہ اولیٰ بعد ختم اقامت ہی ہوتی ہے تو اقامت بیٹھ کر سننے سے تکبیرہ اولیٰ کافرت ماننا کذب محض و غلط بحث ہے۔ شریعت مطہرہ میں بمبئی کلکتہ رنگون کا دالوج

کوئی حجت نہیں بلکہ کتاب الہی و حدیث شریف و اجماع امت و قیاس مجتہد صرف یہی چار دلائل شرعیہ ہیں۔ اور اقامت بیٹھ کر سننے کا ثبوت حدیث شریف و فقہ منیف دونوں میں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو افازۃ جلال الکرامۃ معہذا مسجد بھوساری محمدی و مسجد ناخدا (المعروف بہ بڑی مسجد) کلکتہ و بنگالی جامع مسجد رنگون میں بھی اقامت بیٹھ کر سننے کی سنت کریمہ جاری ہے۔ جو شخص اقامت شروع ہوتے ہی فوراً کھڑے ہو جانے کا جبراً حکم کرتا ہے وہ امر بالمعروف و نہی عن المعروف ہے۔ اور قرآن عظیم نے منافقوں کی ایک شان یہ بھی بتائی کہ یا مرون بالمنکر و یہون عن المعروف۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر الوالفتح عبید الرحمن محمد شمت علی خاں قادری رضوی عبیدی
لکھنوی غفرلہ ولا یوبیہ واہلہ ربہ القوی۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

۱۔ جس مسجد کی عمارت نقشہ پشت کاغذ کے مطابق ہو اس میں خطیب جب منبر پر بیٹھے تو خانج مسجد میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں مؤذن کھڑا ہو کر خطیب کی ناک کی سیدھ میں اذان کہہ سکے۔ ایسی صورت میں زید کہتا ہے کہ زینے کی دوسری سیڑھی پر نقشہ میں نقشہ دار تھوڑا سا نشان بنا ہوا ہے کھڑے ہو کر اذان مطابق سنت ہو جائیگی۔ اور عمر کہتا ہے کہ مؤذن کا خطیب کی ناک کی سیدھ میں کھڑے ہو کر اذان کہنا بین یدی الخطیب اذان کہنا ہے۔ اگر ناک کی سیدھ سے ذرا بھی دائیں یا بائیں ہٹ گیا، اگرچہ اس پر خطیب کی نگاہ بغیر اپنے چہرے کو دہنے یا بائیں گھمائے ہوئے بے تکلف پڑتی ہو محاذات خطیب میں نہ رہا۔ لہذا مسجد مذکور میں اذان خطبہ داخل مسجد ہی میں صفِ اول کے اندر منبر کے سامنے کہی جائے۔ صورت مستفسرہ میں زید حق پر ہے یا عمرو۔ بنیوا تو ہر وا۔

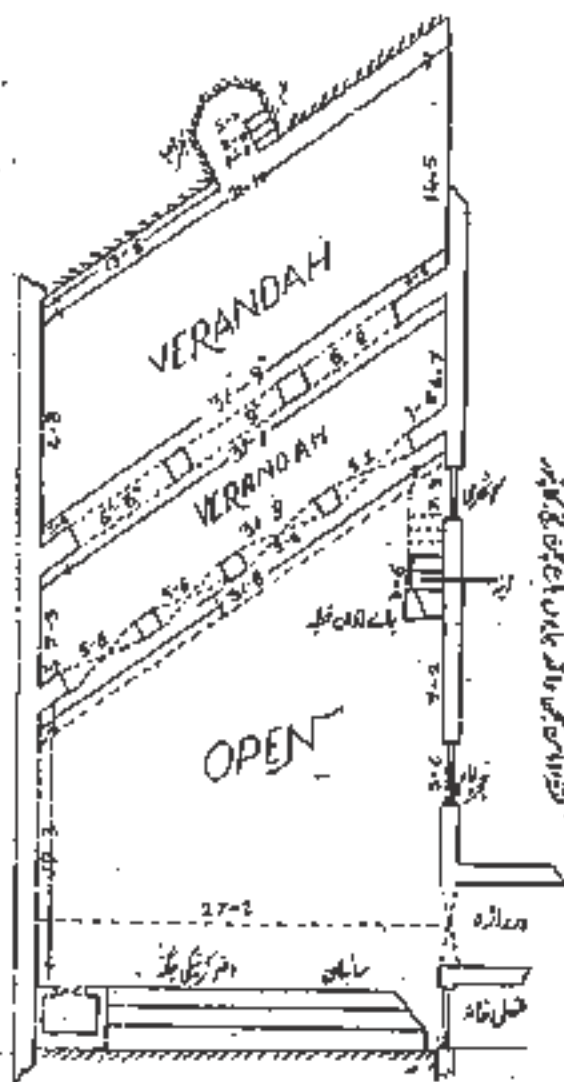
۲۔ مسجد مذکور میں مقام مذکور پر جب مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہتا ہے تو خطیب کی نگاہ بے تکلف بغیر اپنے چہرے کو کسی طرف گھمائے ہوئے مؤذن کے پورے چہرے پر اور بائیں مؤذن سے پر اور اُس سے نیچے سینے کے حصے پر پڑتی ہے اور مؤذن کے جسم کا باقی حصہ زینے کی دیوار سے چھپ جاتا ہے۔ زید کہتا ہے کہ

اذان خطبہ میں مؤذن کیلئے محاذاتِ خطیب کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس قدر سے حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی تاکید میں اس کا شرع و رد و نول کہتے ہیں کہ اس قدر سے مؤذن کو محاذاتِ خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ لہذا مسجد مذکور میں اذان خطبہ صغیر اول میں منبر کے سامنے ہوئی چاہئے۔ صورت مسطورہ میں مزید حق پر ہے یا غلط و عمرو۔ بینوا تو ہر دا۔

۳۔ مسجد مذکور کی عمارت اس طرز کی واقع ہوئی ہے کہ اگر لکڑی کا منبر بنا کر بھی محراب کی شمالی جانب کہیں بھی رکھا جائے تو خارج مسجد سے مؤذن کے سوا زینے کے کسی اور مقام پر محاذاتِ خطیب حاصل نہیں ہوتی۔ البتہ اگر محراب کے جنوبی جانب دیوار قبہ کے انتہائی جنوبی گوشے پر لکڑی کا منبر رکھا جائے تو غسل خانہ

کے پاس والی تکیوں کی جگہ سے مؤذن کو محاذاتِ خطیب حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر ایسا کرنا عوام کیلئے امارتِ فتنہ کا باعث ہو گا کہ کہیں گے مجھے صاحبِ خطیب کی جگہ ہی ہٹا دی گئی۔ منبر کو محراب کے جنوبی جانب اتنی دور چھینکا دیا گیا۔ اس امر پر نظر رکھتے ہوئے مسجد مذکور میں محراب میں جہاں پر منبر بنا ہوا ہے اسی کے محاذی زینے پر اذان کہنے کو شرعاً ترجیح ہوگی یا اس منبر کو بیکار کر کے لکڑی کا منبر بنا کر دیوار قبہ کے انتہائی جنوبی کنارے پر رکھ کر غسل خانے کے پاس والی تکیوں کی جگہ پر اذان کہنا شرعاً ترجیح ہو گا۔ بینوا تو ہر دا۔

۴۔ مزید کہتا ہے کہ اذان خطبہ کا محاذاتِ خطیب میں ہونا اس اذان کی سنتِ زادہ ہے



اور اس کا خارج مسجد ہونا سنتِ اصل ہے اور سنتِ زادہ اور سنتِ اصل میں تعارض ہو تو سنتِ اصل کو ترجیح ہوگی۔ اور عمرو کہتا ہے کہ جب خارج مسجد سے خطیب کی تاک کی سیدھ پر مؤذن کی محاذاتِ مذکور کے

تو محاذاتِ خطیب کو ترجیح ہوگی یعنی داخل مسجد صرف اول میں اذان کہی جائیگی۔ صورتِ محرمہ میں زید حق پر ہے یا عمر۔ بیوا تو ہروا۔

۵۔ زید کہتا ہے کہ جب حضراتِ مسلمائے اہلسنت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددِ اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم کے قتل و قتلِ مبارک کہیں ہل گئے جن میں حدیث شریف اور فقہ منیف سے مدلل طور پر ثابت فرمادیا گیا کہ اذانِ غلبہ محاذاتِ خطیب میں خارج مسجد ہونا سنت ہے اور اس کے خلاف مکروہ تحریمی ہے تو ہم کو اس حکمِ شرعی پر میرے تسلیم چھکا دینا چاہئے۔ اس کے خلاف جو داخل مسجد صرف اول میں عام طور پر اذان دینے کا رواج پڑ گیا ہے اس پر اڑا رہنا جائز نہیں۔ اور عمر و کہتا ہے کہ اس فتوے کو حق ماننے میں چارے ان بزرگوں اور پیروں کو جو اس کے خلاف پر زبانتقدیم سے عمل کرتے چلے آئے بدعتی گمراہ و مرتکبِ مکروہ تحریمی فاسق مخالفِ شریعت ماننا لازم آتا ہے۔ لہذا ہم اس فتوے کو کبھی حق تسلیم نہیں کر سکتے۔ صورتِ مسئلہ میں زید حق پر ہے یا عمر۔ اور اگر زید حق پر ہے تو عمر و کے اعتراض کا کیا جواب ہے۔ بیوا تو ہروا۔

۶۔ مغلہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہے۔ زید نے کہا کہ حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تعالیٰ کیلئے بولنا جائز نہیں۔ عمر و اپنے داماد مغلہ کی حمایت میں کہتا ہے کہ صوفیائے کرام برابر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر اور ہر جگہ سمایا ہوا کہتے چلے آئے۔ حتیٰ کہ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ۔

اندرون و بیرون و در پس و پیش و در چپ و راست و زیر و بالائے

لہذا ہمیں بھی ایسے الفاظ ان کے اتباع میں بولنا جائز ہے۔ صورتِ مذکورہ میں زید حق پر ہے یا مغلہ و عمر و۔ بیوا تو ہروا۔

المستفتی: مولانا صابر القادری نسیم بقوی، ساکن سکندر پور ضلع بستی۔

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب۔

۱۔ رسالہ مبارکہ وقایۃ اہل السنۃ عن مکر دیوبند والفتنۃ میں تفسیرِ جمل سے ہے بین یدی الانسان ما یقع علیہ بصر لا من غیر ان یحول وجہہ الیہ یعنی انسان کے بین یدی ہر وہ چیز ہے جس پر بغیر اس کے کہ اسکی طرف اپنا چہرہ گھمائے اس کی نگاہ پڑے۔ مستر و بھی بین الی الاصلی

ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس کا بھی نمازی کی ناک کی سیدھ پر ہونا مکروہ ہے۔ بلکہ دائیں یا بائیں بھوں کے مقابل ہو اور دائیں بھوں کے مقابل ہونا افضل ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عمر و غلط کہتا ہے اور زید اس مسئلے میں حق پر ہے۔ کیونکہ مسجد مذکور فی السؤال میں خطیب جب منبر پر بیٹھے اور مؤذن زینے کی سیڑھی پر جہاں نقشے میں تھوکانا نقطہ دار نشان بنا ہوا ہے کھڑا ہو کر اذان کہے تو خطیب کی نگاہ اس پر بے تکلف پڑے گی اور اس کیلئے خطیب کو مؤذن کی طرف اپنا چہرہ گھمانے کی ہرگز ضرورت نہ ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۲۔ صورت مستفسرہ میں مغلہ اور اس کا خسر عمرو دونوں اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتے ہیں۔ زید حق پر ہے۔ کسی فقیہ نے محاذات مؤذن للخطیب کے یہ معنی ہرگز نہیں بتائے کہ مؤذن کا سارا یا اکثر بدن خطیب کے سامنے ہو بلکہ اگر مؤذن کا صرف چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو شرعاً محاذات حاصل ہو جائیگی۔ مؤذن اپنے چہرے ہی سے اذان کہتا ہے۔ بقیہ جسم کو اذان کہنے میں قطعاً کچھ دخل نہیں۔ لہذا اگر مؤذن کا سارا جسم بھی دیوار کی آڑ میں چھپا ہو اور صرف اس کا چہرہ ہی خطیب کے سامنے ہو تو محاذات خطیب اس کو حاصل ہو گئی۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۳۔ خطیب کا خطبہ پڑھنے کیلئے محراب کی شمالی جانب جب کہ قبلہ جانب مغرب ہو کھڑا ہونا بہتر اور سنت متواتر ہے۔ وقس علیٰ ہذا صورت مستفسرہ میں دیوار قبلہ کے انتہائی جنوبی کنارے پر منبر رکھ کر اس پر خطبہ پڑھنا سنت متواترہ کے خلاف ہو گا۔ پھر جب کہ فتنہ کا اندیشہ بھی ہے۔ تو شرعاً اسی مقام پر اذان کہنا اناج بلکہ ضروری ہو گا۔ جہاں مسجد مذکور میں زینے کی سیڑھی پر تھوکانا نقطہ دار نشان بنا ہوا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ والفتنة اشدا من القتل واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۴۔ فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذان خطبہ کا پترہ بتاتے ہیں کہ بین یدی الخطیب ہو مگر اس اذان کے بین یدی الخطیب سے ہٹ کر کہے جانے کی کراہت یا مانعت کا حکم بیان کرنے سے مطلقاً ساکت ہیں۔ لیکن داخل مسجد اذان کہنے کو فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم منع فرماتے ہیں لا یؤذن فی المسجد مکروہ بتاتے ہیں۔ مگر لا ان یؤذن فی المسجد نیز خارج مسجد اذان کہنے کو حضرات ائمہ مجتہدین اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے بدعت و ممنوع نہیں بتایا لیکن محاذات خطیب میں اذان خطبہ کو حضرات مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعت سنئہ ممنوعہ بتاتے ہیں۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ اذان خطبہ کے محاذی خطیب ہونے کو ہرگز وہ اہمیت حاصل نہیں جو

اس کے خارج مسجد ہونے کو حاصل ہے۔ اور شریعت مطہرہ کا قاعدہ کلیہ ہے کہ من ابلی بلیتین فلیختر ا
ھونھما لہذہ جب ان دونوں سنتوں میں تعارض ہو تو اسی قاعدہ شریعی کے مطابق خارج مسجد اذان خطبہ کہنے
کو ترجیح ہوگی۔ اگرچہ محاذات خطیب نہ رہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا کہ زید حق پر ہے اور عمرو باطل پر ہے
واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۵۔ بیشک جب حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت علیہ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین ملت رضی
اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر علمائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حدیث صحیحہ اور فقہ حنفی سے آفتاب نصف النہار
سے بھی زائد روشن طور پر واضح فرمادیا کہ اذان خطبہ محاذات خطیب میں خارج مسجد ہی سنت مصطفویہ و سنت
صدیقیہ و سنت فاروقیہ ہے۔ بلکہ سنت حیدریہ بھی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہ واصحابہ بابرک
وسلم۔ اور اذان خطبہ بھی اذان نیچگانہ ہی کی طرح داخل مسجد میں مکروہ تحریمی ہے۔ تو سنی مسلمان کا فرض ہے حکم شرعی پر
سر جھکا دے اور شریعت مطہرہ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے خلاف جو رسم و رواج پڑ گیا ہے اس پر
اڑا رہنے سے پرہیز کرے۔ حکم شرعی تمام بزرگان دین پر بھی حجت ہے۔ بلکہ بزرگان دین جو بزرگان دین ہوئے
وہ اتباع احکام شریعت ہی کے صدقے میں بزرگان دین ہوئے۔ اولیائے کرام عرفائے عظام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم میں وہ حضرات جن کی نگاہوں سے لوح محفوظ بھی مخفی نہیں وہ ملاحظہ فرماتے کہ تقدیرات الہیہ میں اس سنت
کریمہ کا احیاء حکم شرعی کی تجدید فلاں زمانے میں فلاں بندہ خدا کے ہاتھ پر مقدر ہے اس لئے وہ تقدیر خداوند
میں دخل نہیں دیتے بلکہ سکوت فرماتے ہیں۔ بعض حضرات ملاحظہ فرماتے ہیں کہ انہی زمانے میں ابھی اس سنت کریمہ
کے قبول کی استعداد نہیں پیدا ہوئی ہے۔ اگر ابھی اس سنت کریمہ کو جاری کیا جائیگا تو وہ قبول نہ کریں گے بلکہ ضد
و عناد و نفسانیت سے کام لے کر اسلام و سنت ہی سے معاذ اللہ بیزار ہو جائیں گے۔ اس لئے وہ اپنے وقت
میں دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہیں اور اپنے انفاس نورانیہ و برکات روحانیہ سے بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے متوسلین سلسلہ اور اپنے مستفیضین و مستفیدین میں اس امر کی صلاحیت پیدا فرمانے کی سعی کرنا
فرماتے رہتے ہیں کہ جب ان کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ کا وہ موفق بالخیر بندہ اپنے زمانے میں احیاء سنت و تجدید دین سے
توان کے متوسلین و منتسبین اس کا ساتھ دیں۔ اس کی احیاء فرمائی ہوئی سنت نبویہ کو اس کے تجدید فرمائے ہوئے حکم
شریعت کو قبول کر لیں۔ چنانچہ حضرات مشائخ عظام سرکار مارہرہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی فیضان ہے کہ ان کے
اخلاف کرام و خلفائے عالی مقام رحمہم اللہ المنعم نے اس فتوئے مبارکہ سنت اذان خطبہ بیرون مسجد کو

بلا تکلف قبول فرمایا اور اسی پر عملدرآمد بھی فرمادیا۔ مثلاً حضرت مولانا شاہ عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سستی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی فیض ہے کہ ان کے تلمیذ ائمہ حضرت مولانا شاہ عبید اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ سب رک و قایہ اہل السنۃ عن مکر دیوبند و الفتنۃ کی تصدیق انیق تحریر فرمادی یا مثلاً یہ بھی حضرت شاہ صاحب سستی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انعام قدسیہ ہیں کہ برکت ہے کہ ان کے خلیفہ اکرم شاہ محمد یار علی صاحب اپنے مریدین و متوسلین میں اس سنت کریمہ کا بھی ایا فرماتے ہیں اور جو بزرگان دین اس مرتبہ علیا پر فائز نہیں ہوئے ہیں ان کا قول و فعل جو برکت سے ناواقف ہو شریعت مطہرہ میں حجت نہیں ہے۔ مجمع شریعہ صرف چار ہی ہیں کتاب الہی و حدیث نبوی و اجار و قیاس ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اچانک سنن نبویہ و تجدید دین متین عطیہ الہیہ و مہمبت نبویہ ہے۔ جس کو خدا و رسول چاہیں عطا فرمائیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

عمر کا اعتراض اگر صحیح ہو تو ہر مجدد دین ہر نئی سنت پر یہی اعتراض وارد ہو گا کہ تم سے پہلے جو بزرگان دین اس کے خلاف عادل رہے ان سب کو تمہارا فتویٰ مان لینے کی بنا پر فاسق یا مرتکب مکروہ تحریمی یا جاہل یا تارک سنت ماننا لازم آتا ہے۔ تو عمر کا اعتراض صحیح مان لینے پر تجدید ملت و احیائے سنت کا دروازہ ہی سر سے بند ہو جائیگا۔ بعض بزرگان دین وہ بھی ہوتے ہیں جو ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کے عوام اس امر خلاف سنت پر ایسے تھے ہوئے ہیں کہ احیائے سنت پر مفسدین اہل فتنہ کو مسلمانوں میں خداداد پھیلائے فتنہ کرانے کا موقع ملے گا جس کے دفع کی قدرت وہ حضرات اپنے میں نہیں پاتے ہیں۔ اور الفتنۃ اشد من القتل کے پیش نظر اپنے آپ کو معذور تصور فرماتے ہیں اور رخصت شریعیہ سے نادمہ اٹھاتے ہیں۔ ہمارے اس بیانی سے ثابت ہو گیا کہ زیادہ کا کہنا حق اور عمر کا اعتراض باطل ہے واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

۶۔ حاضر کے فتویٰ معنی ہیں اپنے وطن میں رہنے والا یا شہر میں رہنے والا جو سفر و بزو کی حد میں سفر کے معنی پر دیں میں جانا اور بزو کے معنی جنگل میں رہنا ہے۔ ناظر کے فتویٰ معنی گھورنے والا یا سوچنے والا ہیں۔ لکھا ہو مصرح بہ فی مفردات القرآن للامام الواغب الاصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اور یہ معانی یعنی اپنے دیں میں رہنا یا شہر میں رہنا یا گھورنا یا سوچنا اللہ عز و جل کیلئے غیب میں اور جس نقطہ کے حقیقی معنی اللہ تبارک و تعالیٰ کیلئے غیب ہوں اور وہ نقطہ قرآن عظیم یا حدیث متواتر

میں اللہ جل و علا کے لئے وارد نہ ہوا ہو اُس کو مجازی معنی میں نیکو بھی اللہ عز جلالہ کے لئے بولنا جائز نہیں اور
حاضر و ناظر کے الفاظ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے نہ تو قرآن عظیم میں وارد ہیں نہ کسی حدیث مشواتر میں
لہذا اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا الحاد فی اسماء اللہ قرار ہے جو ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح اللہ تبارک
و تعالیٰ زمان و مکان و زمانیات و مکانیات و جسم و جسمانیات سے مطلقاً جو با پاک و منزه ہے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ کا علم اس کا سمع اس کا بصر اس کی قدرت اس کی مالکیت اس کی حاکمیت اس کی خالقیت
اس کی ربوبیت ہر شے کو ہر جگہ ہر وقت کو محیط ہے اس کا جلوہ بھی ہر جگہ ہر شے ہر وقت کو
محیط ہے۔ لیکن اس کی یہ صفت اہل تشکیلی بھی عقول و افہام و ظنون و ادہام سے ور ہے۔ جسم
و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزه ہے۔ ضروریات دینیہ و بدیہیہ ایمانیہ
میں سے ہے کہ جگہ اور وقت اور جسم کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ تو جگہ اور وقت اور جسم کو
پیدا فرمانے سے پہلے جس طرح وہ جسم و زمان مکان سے پاک و منزه تھا اسی طرح جسم و زمان و مکان کو
پیدا فرمانے کے بعد اب بھی جسم و جسمانیات مکان و مکانیات زمان و زمانیات سے پاک و منزه ہے۔ کسی
آیت یا حدیث یا قول بزرگان دین کے ظاہری معنی جو اس عقیدہ سے ضرور یکذریعہ ابہت کے خلاف کو
موجہ ہوں وہ از قبیل متشابہات ہیں۔ اس کے ظاہری معنی سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل و تہلیل
واجب ہے۔ اس میں ائمہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسلک تفویض ہے۔ اور ائمہ متاخرین رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہم کا مسلک تاویل ہے۔ لیکن اس کے ظاہری معنی مراد لیکر اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہنا یا اس کے وجود کو ہر جگہ موجود
بتانا یوں کہنا کہ وہ کوئی جگہ ہے جہاں پر خدا نہیں قطعاً حرام ہے۔ گمراہی ہے بد دینی ہے۔ بلکہ فقہائے کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم نے "از خدا کے بیچ مکمل خالی نیست" کہنے کو کفر بتایا ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔
اللہ جل جلالہ کو حاضر و ناظر کے معنی مجازی عالم اور ناظر کے مجازی معنی بھی مراد لے کر حاضر و ناظر کہنا اگرچہ کفر نہیں
لیکن ان الفاظ کا اللہ عز وجل پر المطلق جائز نہیں۔ لہذا ازیدتی پر ہے۔ اور مخلد و عمر و دونوں باطل پر۔ البتہ
اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو علی کل شئی شہید اور بکل شئی محیط اور بکل شئی بصیر ہے اپنے محض فضل و کرم سے
اپنے محبوب اکرم و خلیفہ اعظم و منظر اکرم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ہر زمان
و ہر مکان میں حاضر و ناظر بنایا ہے۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم

سب بارگاہ نبوی و ہندہ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی فقیر ابوالفتح عبید الرحمن
محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والہ لویہ و اہلہ و انوارہ و اصحابہ
رہ المولیٰ العزیز القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں پبلی بھیت
جمعہ مبارکہ نوزدہم ماہ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۴۰ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۰ء۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص نے مکہ معظمہ کے حرم شریف اور مدینہ کی مسجد نبوی
میں جماعت سے نماز نہ پڑھی کیا وہ شخص پکائی ہے۔ اور اکثر حجاج زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے وہاں جماعت
سے نماز پڑھتے ہیں کیا وہ سنی حنفی نہیں ہیں؟ از روئے دلائل تحریر فرمائیں۔

المستفتی سکندر۔ محلہ اسلام پورہ
۳۱ اگست ۱۹۴۹ء۔ مالیکادیں ضلع ناسک۔

الجواب:

اللہم ہدایۃ الحق والصواب:-

آج کل حرمین طہین پر ابن سعود نجدی نوزلہ الواحد القہار ثقیلاً قابض ہے۔ وہ اور اس کے ہم عقیدہ
وہابیہ نجدیہ اپنے عقائد کفریہ کے سبب حکم شریعت مطہرہ کا فرزند خارج از اسلام ہیں۔ غنیمت ہے کہ حرمین
یہی نہیں کہ عقیدہ شفاعت کے منکر ہیں (ملاحظہ ہو تحفہ وہابیہ صفحہ ۶۸) بلکہ ان کا عقیدہ خبیث ہے کہ من
قال یا رسول اللہ اسألك الشفاعۃ فانہ کافر مشرک مہدالدم والمال۔ یعنی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والا کافر ہے مشرک ہے۔ اس کا خون بہانا
حلال ہے، اس کا مال لوٹنا مباح ہے۔ شیاطین نجدیہ کا عقیدہ بگڑا ہے۔ (ملاحظہ ہو تحفہ وہابیہ صفحہ ۵۹) کہ
من جعل الا بنیاء لولملائکۃ او الاولیاء وسائط بینہ و بین اللہ لیشفعوا لہ
عذر بہم فہو کافر مشرک حلال الدم مباح المال یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ
والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ بنائے اس کے لئے کہ وہ اللہ

تبارک و تعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر ہے مشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال لوٹنا مباح ہے۔۔۔۔۔ یہ تو نجدی و ہامیوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس کے دربار عزت میں شفع ہونا اور اللہ عزوجل کے حضور اس کے بندوں کے لئے ان کا واسطہ و وسیلہ ہونا ضروریات دین میں سے ہے کہ ان دونوں مبارک عقیدوں کی تہریج و مہر ج خود رب العزۃ جل جلالہ نے قرآن عظیم میں فرمائی۔ فرماتا ہے جل وعلا۔ لا یملکون الشفاعة الا من اتخذا عند الرحمن عهدا۔ یعنی شفاعت کے مالک اللہ تعالیٰ کے صرف وہی بندے ہیں جنہوں نے رحمن کے حضور عہد لے رکھا ہے۔۔۔۔۔ اور فرماتا ہے تبارک و تعالیٰ۔ ولا یملک الذین یدعون من دون الشفاعة الا من شهد بالحق وهم یعلمون۔ یعنی اور وہ لوگ جن کو مشرک لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مالک نہیں شفاعت کے مالک تو صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ اور فرماتا ہے عزوجل۔ اولئک الذین یدعون الی ربهم الوسيلة ایہم اقرب یعنی عزیز و عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام اور ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام جبکہ یہود و نصاریٰ و مشرکین پوجتے ہیں یہ حضرات تو خود ہی اپنے رب کی طرف اسکو وسیلہ بناتے ہیں جو اللہ کے دربار میں اس سے زیادہ قرب رکھتا ہے (یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کا محبوب اکرم و منظر اتم شہنشاہ و در عالم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نجدی مردود علیہ بالستحقاق نے اپنے نجس اقوال میں ان آیات قرآنیہ کو حکم کھلا بھلا یا۔ اور بھی اس قسم کے عقائد غریب یہ بے بنیاد ابن سعود نجدی علیہ بالستحقاق کی شائع کردہ ناپاک کتاب الہدیہ السنیہ والتحفۃ الوہابیہ میں بھرے پڑے ہیں۔ جن میں علانیہ نجدیہ نے حکم کھلا قرآن پاک کی آیات کریمہ کی تکذیب کی ہے اور جو شخص کسی ایک آیت قرآنیہ کی بھی تکذیب کرے وہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد عن دین حق ہے۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ کتاب مستطاب سل اصوارہ مصریہ علی حلیف شامین النجدیہ کو ملاحظہ کرے۔۔۔۔۔ بہر حال جس سنی حنفی مسلمان کہلانے والے نے جان بوجھ کر کہہ منظر یا مدینہ منورہ میں یا اور کہیں ابن سعود مردود و خذل العبود کے مقرر کردہ اس کے ہم عقیدہ اہم کے پیچھے نماز پڑھی وہ حکم شریعت مطہرہ و ہامی نجدی کو قابلِ امامت مسلمان سمجھ کر خود کافر مرتد عن دین حق ہو گیا۔ اس کا ایمان و اسلام ہی معاذ اللہ جاسا تا تو اس کی نماز باطل اس کا روزہ باطل اس کی زکوٰۃ باطل اس کا حج باطل۔ وہ حاجی نہیں بلکہ بے دین پاگاہ ہے اور مقدس دین اسلام کا باجی ہے۔ سنی مسلمانوں پر فرض شرعی ہے کہ ایسے شخص سے جملہ اسلامی تعلقات قطعاً ختم کر دیں۔

الْقَوْلُ الْأَزْهَرُ فِي الْاِقْتِدَاءِ بِالْاَوْدِاسِيَّةِ

۱۳ - ۴ - ۱۲

امام تفتازانی

آراء از دارالافتاء قادریہ

نمبر ۲۳۶ - کیولے روڈ، معسکہ بنگلور

مسئولہ: حضرت مولانا المکرم المفتح عبد الغنی الامی السید

حیدر شاہ الفت قادری المعروف پیر بھڑوالا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ اولاً ایجاد جس کی عربی مکسبر الصوف اور انگریزی "لاوڈاسیٹک" ہے۔ جس کا استعمال مجاہدین و معابد نصاریٰ میں مجمع کثیر کو آواز پہنچانے کی غرض سے ہوا کرتا ہے، اگر اہل اسلام بچکانہ یا جہد و عیدین کے وقت مصلیوں کو آواز دینا چاہتے کے لئے اپنی مساجد و عید گاہ میں نصب کریں، اسکی آواز پر مصلیٰ تکبیر تحریرہ انتقالات عیدین و اکریں قرأت و خطبہ سنیں جو قوت برقی سے اس آلہ کے ذریعے ہوا میں ٹکراتی ہوئی غیر جنس سے ان کو پہنچی جسے تلاوت کا حکم نہیں، جیسے آیات سجدہ ہوا، صدائے گند و جہاں، طوطی، مولو گراف، ٹیلیفون سے سننے پر سجدہ تلاوت کا حکم نہ ہوا کہ وہ غیر جنس سے سننے میں جو تلاوت نہیں۔ پس اس نماز کیلئے یہ حکم ہوگا؟ صحیح و درست ہے یا فاسد و تباہ۔ اور یہ نو ایجاد آلہ مساجد و عید گاہ میں نصب کرنا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ اور ما زلۃ المسلمون حسنا میں داخل ہے یا من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ اور من احداث فی امرنا اور من عمل عملاً لیس علیہ امرنا اور کل بدعة ضلالة اور من تشبہ بقومہ میں۔ اور جن تکلفات سے ہم مساجد میں منع کئے گئے یہ آلہ ان تکلفات سے ہے یا نہیں؟ منتظمین مساجد و عید گاہ پر اس کے ارتکاب سے توہر لازم ہوگی یا نہیں؟ بتیواتو جبروا۔

الْبَابُ وَتَوْفِيقِي الصَّدَقِ وَالصَّوَابِ مِنَ الْعِلْمِ الْوَهَّابِ.

حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد و عظم فاضل بریلوی سیدنا علی حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادشاہ عنانے اپنے رسالہ مکمل سہی بنام تاریخی الکشف مشافہا فی حکم فوئو جو کفر فیما میں صوت و صدا کے متعلق ایسے ابحاث رائفہ و تحقیقات فائقہ سے چند امور روشن فرمائے۔ پہلے انھیں کا بیان کیا جائے کہ انھیں سے حکم سلسلہ رنگ الفیل پائے۔ مقدمہ اول میں فرماتے ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بعلمہ المبارکۃ فی الدارین ورضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک جسم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قسح کہتے ہیں یا یعنی جدا ہونا کہ قسح کہلاتا ہے جس ملا لطفی مثل ہوا یا آب میں واقع ہو، اس کے اجزاء مجاورہ میں ایک خاص تشکل و کیفیت لاتا ہے اسی تشکل و کیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے۔ اس صورت قسح کی قسح سے کہ زبان و گلوں کے تشکل و قسح کی حرکت ہوائے دہن کو بجا کر اس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے، یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کلام پر بنتی ہے جسے قدرت کا ملنے اپنے ناطق بندوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداء وہ قسح و قسح واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن تشکل اگر بعینہ ہوائے گوش سامع ہوئی تو ہمیں وہ آواز سننے میں آجاتی۔ مگر ایسا نہیں، لہذا حکیم عزت جلالت نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اس کی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسلہ تموج قائم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نرم و تراجم میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالویر اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل کو وہ اپنے متعارب کو جہاں تک اس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے۔ یہی حالت بلکہ اس سے بھی زائد ہوا میں ہے کہ وہ لہنت و رطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے۔ لہذا قسح اول سے کہ ہوائے اول متحرک متشکل ہوئی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قسح کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں، اسکی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا۔ اب اس ہوائے سوم میں سرگرم ہوئیں۔ یوں ہی ہوائے چھٹے بروہ تموج ایک دوسرے کو قسح کرتے اور بوجہ قسح وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے تشکل ہو کر اس پٹھے کو بجایا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے اس قسح نے اس میں بھی

وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں۔ اور اس ذریعے سے لوح مشترک میں ہر قسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالیٰ اور ایک سمعی حاصل ہوا ————— الماصل — ہر شے کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ ہے، بے اس کے ارادے کے کچھ ممکن نہیں۔ وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں۔ مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی قرع و متلع ہے اور اس کے سننے کا تموج و توجہ و قرع و قلع تا ہوائے خوف سمع ہے متحرک اول کے قلع سے ملکہ مجاور میں مشکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرئی ہوئی تو وہی الفاظ و کلمات تھے نہ اور قسم کی آواز، اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش بھی دی۔ اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی چھا کہ یہاں اس میں بنا تھا، اس میں اتر گیا لوں ہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں۔ اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور دسا کپڑا زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ تموج و قرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور پٹھا ہلکا پڑتا جاتا ہے۔ لہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حرف صاف سمجھ میں نہیں آتے۔ یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اس شکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اترتی، آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قدام اس متحرک محراب اول کی طرف ہے اور اس اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی نہیں بنتی بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظلی کے کہ مقابل جرم میں اور بخلاف مخروط شعاع بصر کے کہ نہا سمت مواجہ میں بنتا ہے۔ ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک پٹھا سب تک پہنچے گا سب اس آواز کو سنیں گے۔ پٹھوں کی تعداد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائے گی۔ یہ کوئی نہ کہہ گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ بھی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی —————

اس تقریر سے مجددہ تعالیٰ منکشف ہو گیا، ۱۔ آواز اس شکل و کیفیت کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم تر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوئی، ۲۔ اس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۃ الہی ہے، دوسری چیز اصلاً نہ موثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری دعادی سبب قریب متلع و قرع ہے، ۳۔ سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز ہونا ہے اور اس کے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرع کرنا۔ اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا، ۴۔ ذریعہ حدوث

قرع و تلح ہیں اور وہ آتے ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور وہ شکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدت ہیں، جن کا مسلسل کے ساتھ رہنا ضروری نہیں، ۵۔ آواز ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے، بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوئی کان تک پہنچتی ہے، ۶۔ وہ آواز کندہ کی صفت نہیں بلکہ ملا متکلیف کی صفت ہے ہوا ہوا پانی وغیرہ آواز کندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے ولہذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے جبکہ، ۷۔ وہ آواز کندہ کی صفت نہیں بلکہ ملا متکلیف سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے، ۸۔ انقطاع تنویر انعدام سمع کا باعث ہو سکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ تنویر ہی ہو تا ہے نہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے، ۹۔ دوبارہ تنویر ہو تو اس سے تعبیر سمع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی، جبکہ تشکل وہی باقی ہے، وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متعدده میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا تشکل اول کہ مثلاً ہوائے دھن متکلم میں پیدا ہو کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اس کی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اس کو آواز کا سننا کہا جاتا ہے۔ انتہی لخصاً۔

مقدمہ ثانیہ میں فرماتے قَدْ سَمِعْنَا اللّٰهَ تَعَالٰی بِاَسْرَارٍ الْقُدْسِیَّةِ،

گنبد کے اندر پہاڑ یا چکنی گج کردہ دیوار کے پیچھے اور کبھی صحرائیں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اس کے سننے سے بھی دوبارہ سجدہ واجب نہیں نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سُن کر دوبارہ یہ گونج سُنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سُنی یہ صدا ہی سُنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر دور میں ہے لَا تَجِبُ بِمَا مِمِّنَ الصَّوْتِ لِابِ سَمْعِ الْغُلَامِ (بحر الرائق) میں ہے تَجِبُ عَلَى الْمُحَدِّثِ وَالْجُنُبِ وَعَلَى كُلِّ السَّامِعِ بِتِلَاوَةِ هُوَ لَا وَالْمُجْتَنِبُونَ لَعْنَةُ أَهْلِ بَيْتِهِ لَا نَعْدَا أَمْرَ التَّعْيِيزِ كَالسُّلْعِ مِنَ الصَّانِعِ كَذَا فِي الْبَدَائِعِ وَالصَّوْتِ مَا يُعَارِضُ الصَّوْتِ فِي الْأَمَاكِنِ الْخَالِيَةِ۔ اب صدا میں علماء مختلف ہیں کہ صدا اس تنویر اول سے پلٹی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تنویر زائل ہو کر تنویر تازہ اس کیفیت سے متکلیف ہو کر ہم تک آتا ہے۔ مواقف و مقاصد اور ان کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا، پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں۔ بعض اس طرف جاتے ہیں کہ پلٹی وہی صدا ہے۔ مگر اس میں تنویر نیا ہے۔ یہی ظاہر

شرح مواقف و طوابع و بعض شروح طوابع ہے، بعض تصریح کرتے ہیں کہ صدا ہی دوسری اس کیفیت سے متکیف ہو کر آتی ہے۔ یہ نص مواقف و مقاصد و شروح ہے۔ مطالع الانظار کی عبارت پھر مختل ہے ولہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کرے۔

اقول بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے۔ اولاً صدائے جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اس کا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اس کا ممکن ٹھہرا (نہ محرک) ثانیاً۔ اثر قزع دو تھے تحرک و تشکل جو صدمہ تحرک سے روک دے گا تشکل کب رہنے دے گا، جو نقش بر آب سے نہایت جلد مٹنے والا ہے۔ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اس میں پیدا ہوتی ہے اس کے ساکن ہوتے ہی معاً جاتی رہتی ہے۔ اور جب وہ تشکل جاتا رہتا ہے تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی تو اشکالِ حرفیہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے عادتاً ناممکن ہیں تو اس قولِ ثانی کی صحیح و صاف تعبیر وہی ہے جو مواقف و مقاصد میں فرمائی۔ یعنی مثلاً مقادمت جبل سے یہ ہوا توڑ گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کے قزع سے اس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹھیکسا اس میں سے اتر گیا۔ اور یہ رک گئی کہ اس میں نہ تحرک رہا نہ تشکل۔ بہر حال اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اُسے لئے پلٹ آئی یا اس کے قزع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی۔ مگر شرع مطہر نے اس کے صنف سے سجدہ واجب نہ فرمایا، اقول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سمع میں ایجاب سجدہ کیلئے اسی تموج اول سے وقوع سمع لازم ہے۔ اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو ز بانِ ثانی نے پیدا کی تھی، پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوتِ دفعہ بھی شریک ہو گئی۔ انتہیٰ ملخصاً۔

اب کہ صوت و صدا دونوں کی حقیقت ان کے حدوث کی کیفیت ان کے احکام کی تفصیل با وضاحت معلوم ہو گئی تو اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف چلیے۔ یہ بھی اس مصداقِ صوت کی اصل پر بنایا گیا ہے کہ جو آواز اس میں پہنچے آلہ اس کے ساتھ مقادمت کر کے اس میں گونج پیدا کر کے دور تک پہنچائے گنبد کی گونج اور اس آلہ سے سُنی ہوئی آواز دونوں صدا ہونے میں برابر ہیں، فرق اسی قدر ہے کہ عموماً گنبدوں میں جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ گنبد کے اندر ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ آلہ اس گونج کو مقید و محفوظ کر لیتا ہے جس کو لاؤڈ اسپیکر تک مفیہ و محفوظ صوت میں برقی رو پہنچا دیتی ہے اور وہی

گولج لاؤڈ اسپیکروں سے خارج ہو کر سُنائی دیتی ہے۔ اسی تقید و تحفظ کے سبب لاؤڈ اسپیکر کے اس حصے سے جس کے مقابل تلاوت یا گفتگو کی جاتی ہے۔ اگر آواز بہت عمدہ ہو تو بہت خفیف گولج کی صورت میں صدا سُنائی دیتی ہے۔ اور اگر آواز خراب ہو تو نہایت ہی بھیانک اور مکروہ آواز کی شکل پر وہ گولج سُنے میں آتی ہے۔ ایک آواز تو خود تالی یا مشکلم اپنی تلاوت یا گفتگو کی اپنے کان سے سُن رہا ہے۔ اگر آواز مکبر الصوت سے سُنائی دینے والی آواز صدائیں نہیں تو تالی یا مشکلم خود اپنی آواز کے علاوہ یہ دوسری صدا گولج کی شکل میں کیسے سُن رہا ہے۔ اگر کسی لاؤڈ اسپیکر کا منہ خود تالی یا مشکلم کے مقابل اس کے قریب کر دیا جائے تو وہ بالکل اسی طرح اپنی آواز کی صدائے بازگشت اپنی آواز سے علیحدہ و متمیز طور سے سُنتا ہے۔ اس کی صدا کا اصل صوت سے علیحدہ متمیز ہو کر مسموع ہوتا ہے۔ اس کے صدا ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ تالی یا مشکلم اپنی اصل صوت تو اپنے کان سے سُن چکا اس کی زبان دنگلو کی تحریک نے ہوا میں جو تموج و تحریک و تشکل کا سلسلہ پیدا کر دیا تھا اور اسی سلسلے کی ایک کاپی خود اس کے ہوائے گوش میں مرتقم ہو کر حس مشترک کے ذریعے نفسِ ناطقہ کو مدد مسموع ہو چکی پھر بغیر کسی مصادمت و مقاومت کے اس سلسلہ تموج کا دوبارہ اسی طرف واپس آنا کیا معنی رکھتا ہے تو یہ نہیں ہے مگر صدا۔ رہا یہ شبہ کہ صدائے گنبد اپنی اصل صوت سے مختلف ہوتی ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر کی صدا اصل صوت کے مثل ہوتی ہے۔ تو اولاً صدائے آواز بھی یوں ہی اصل صوت سے ضروری الجملہ مختلف ہوتی ہے اگرچہ آواز کی عمدگی کے سبب اختلاف بہت کم محسوس ہو۔ اور اگر آواز خراب ہو تو پھر میکرو فون بالکل مکروہ نون ہی ہو جاتا ہے،

ثانیاً۔۔۔ صدائے گنبد کا بھی اپنی صوت سے اختلاف محسوس ہونا ضروری نہیں، بجا پور کا مشہور گول گنبد بہت زائد وسیع و بلند و فراخ ہے۔ اس میں یہ صفت اب تک شاید ہے کہ اگر گنبد کے اندر دو شخص ایک دوسرے سے قطر بھر کے فاصلے پر دیوار گنبد کے پاس بیٹھ کر بہت ہی آہستہ آواز کے ساتھ باہم گفتگو کریں تو ہر ایک شخص دیوار گنبد سے کان دگا کر دوسرے کی گفتگو بخوبی سُنتا ہے اور دیوار گنبد سے جو صدا مسموع ہوتی ہے اس کا اصل صوت سے کچھ بھی اختلاف محسوس نہیں ہوتا، البتہ اصل مشکلم کی آواز معلوم ہوتی ہے بلکہ جو خوبی سلطان ابراہیم عادل شاہ کے مزار کے اس گول گنبد میں ہے وہ اب تک کسی بہتر سے بہتر لاؤڈ اسپیکر میں پیدا نہ ہو سکی۔ سینکڑوں برس کا ایک پرانا گنبد جس میں

یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی ان مبلغین کا اتباع کرتا ہے۔ بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتدا کی ہے انی تکبیرات مبلغین سے اپنے اس امام کا انتقال پر اطلاع پا کر اسی کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفگی کی بنا پر کسی مبلغ ہی کا اتباع کرے تو وہ مبلغ اس مقتدی کا اسی نماز میں شریک اور اسی امام کا مقتدی تو نہ کہ مقتدی خلی فی الصلوٰۃ کی اقتدا نہ ہوئی۔ فافہم ۱۲ منہ

لہذا وقت نماز اس آئے کے استعمال سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ اور وقت خطبہ اس آئے کا استعمال نہ کرنا اچھا ہے۔ شرع مطہر نے خطبے کا مقصود اصلی ذکر الہی بتایا ہے۔ فاسمعوا الی ذکر اللہ اور خطبہ کا صرف سننا ہی فرض نہیں ٹھہرایا کہ خطبے سے متعلق قرآن پاک میں فاسمعوا ذکر اللہ نہ آیا بلکہ اگر مقتدی اس قدر فاصلے پر ہو کہ خطیب کی آواز نہ پہنچ سکے تو بھی اس پر خاموش رہنا فرض فرمایا۔ اور فقہ حنفی نے اس انصاف پر بھی قائم مقام استماع ہونے کا حکم سنایا۔ تو خطبہ میں بھی یہ اگر بے ضرورت ٹھہرا۔ اور خطبہ اگرچہ نماز نہیں لیکن نماز کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے لہذا وقت خطبہ اس نوا بجا آئے کے استعمال سے اجتناب احتراز ہی بہت ہے۔ خطبے کا مقصود اصلی ذکر الہی دور فاصلے پر جگہ پانے والے مقتدی کو بھی قلبی طور پر محض انصاف ہی سے حاصل ہے۔ اور وہ اپنے حضور جمعی کے ساتھ احترام خطبہ امتثال حکم شرعی کیلئے خاموش بیٹھ کر بھی فاسمعوا الی ذکر اللہ پر عمل کرنے والوں میں داخل۔ البتہ وعظ کی مجلسوں میں اس کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا کہ وعظ کا مقصود اصلی تبلیغ و تعلیم و تذکیر و تفسیم ہے جو غیر سننے محض انصاف سے حاصل نہیں ہوتا۔ علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتار میں فرماتے ہیں۔

المبلیغ اذا قصد التبليغ فقط خاليا عن قصد الإحرام فلا صلوٰۃ له ولا لمن يصلي بتبليغه في هذه الحالة لأنه اقتدى بمن لم يدخل في الصلوٰۃ فإن قصد بتكبيره الإحرام وقع التبليغ للمصلين فذلك هو المقصود منه

یعنی مبلغ جب نماز میں داخل ہونے کی نیت سے خالی ہو کر صرف تبلیغ ہی کا ارادہ کرے۔ یعنی اسکی نیت صرف یہی ہو کہ مقتدیوں کو امام کی تکبیر تحریر پر اپنی تکبیر کے ذریعے سے اطلاع پہنچائے اپنی تکبیر سے خود اپنا نماز میں داخل ہونا اسکو مقصود نہ ہو تو نہ اسکی نماز ہے اور نہ ان لوگوں کی نماز ہے جو اس حالت میں اسکی تبلیغ پر نماز ادا کرے

شَرَعًا كَذَافِي فَتَاوَى الشَّيْخِ مُحَمَّدٍ
 بَنِ مُحَمَّدٍ الْغَزِّيِّ الْمَلَقَّبِ بِشَيْخِ الشُّيُوخِ
 وَوَجْهَهُ أَنْ تَكْبِيرَةُ الْإِفْتِيحِ شَرْطٌ
 أَوْ رُكْنٌ فَلَا بَدَلَ لَهُ فِي تَحْقُوقِهَا مِنْ
 قَصْدٍ إِلَّا حُرَامِ أَى الدَّخُولِ فِي الصَّلَاةِ
 وَأَمَّا التَّسْمِيْعُ مِنَ الْإِمَامِ وَالتَّحْمِيدُ
 مِنَ الْمُبْلَغِ وَتَكْبِيرَاتُ الْإِنْتِقَالَاتِ
 مِنْهُمَا إِذَا قُصِدَ بِمَا ذَكَرَ إِلَّا عِلَامٌ فَقَطْ
 فَلَا فَسَادَ لِلصَّلَاةِ كَذَافِي الْقَوْلِ
 الْبَلِيغِ فِي حُكْمِ التَّبْلِيغِ لِلسَّيِّدِ أَحْمَدَ
 الْحَمَوِيِّ وَأَقْرَأَ السَّيِّدُ أَبُو السَّعْدِ عُودِي
 حَوَاشِي مُسْكِينٍ وَالْفَرْقُ أَنَّ قَصْدَ
 الْإِعْلَامِ غَيْرُ مُفْسِدٍ كَمَا لَوْ سَبَّحَ لِيَعْلَمَ
 غَيْرُهُ أَنَّ فِي الصَّلَاةِ وَلَمَّا كَانَ الْمَطْلُوبُ
 هُوَ التَّكْبِيرُ عَلَى قَصْدِ الذِّكْرِ وَالْإِعْلَامِ
 فَكَانَتْ لَهُ لَعْنٌ ذِكْرٌ وَعَدَمٌ الذِّكْرِ فِي غَيْرِ
 التَّحْرِيْمَةِ غَيْرُ مُفْسِدٍ وَقَدْ اشْتَبَعْنَا عَلَى
 هَذِهِ الْمَسْئَلَةِ فِي رِسَالَتِنَا الْمُسَمَّاةِ تَبْيِيْهِ
 ذَوِي الْأَفْهَامِ عَلَى حُكْمِ التَّبْلِيغِ خَلْفَ
 الْإِمَامِ - (صفحة ۴۴۳ من الجلد الاول)

میں اس لئے کہ انہوں نے ایسے شخص کی اقتداء کی جو نماز میں داخل ہی نہیں ہے۔ تو اگر مبلغ اپنی تکبیر سے نماز میں داخل ہونے کے ساتھ مصلیوں کو امام کے تحریمہ پر اطلاع پہنچانے کا قصد بھی کرے تو شرعاً اس سے یہی مقصود ہے۔ ایسا ہی شیخ الشیوخ محمد بن محمد غزنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فتاویٰ میں ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے وقت تکبیر شرط ہے یا رکن ہے۔ تو تکبیر تحریمہ ادا ہونے کیلئے نماز میں داخل ہونے کا ارادہ ضروری ہے۔ لیکن امام کا سَمْعُ اللہ لِمَنْ حَمْدُہ کہنا اور مبلغ کا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا اور امام و مبلغ دونوں کا ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا دوسرے رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجا لاتے ہوئے تکبیریں کہنا اگر ان چیزوں سے صرف یہی مقصود ہو کہ مقتدیوں کو خبر دی جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایسا ہی علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسلے القول البلیغ فی حکم التبلیغ میں ہے اور علامہ سید ابوالسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حواشی مسکین میں اسکو مقرر رکھا اور فرق یہ ہے کہ خبر دینے کی نیت کرنا مفسد نہیں ہے جیسا کہ نمازی نے نماز میں سبحان اللہ اس نیت سے کہا کہ دوسرے کو اپنا نماز میں مشغول ہونا بتا دے۔ اور چونکہ شرعاً یہی مطلوب ہے کہ ذکر الہی اور اعلام مصلین کی نیت سے تکبیر کے تو جب اُس نے صرف یہی نیت کی کہ مصلیوں کو خبر دے تو گویا اس

نے ذکر نہ کیا۔ اور تحریمہ کے ہوا دوسرے انتقالات کے وقت ذکر نہ کرنا مفسد نہیں۔ اور بیشک اس مسئلے پر ہم نے اپنے رسلے

”تبیین ذوی الافہام علی حکم التبلیغ خلف الامام“ میں مفصل بحث کی ہے۔

یہ بچہ تبارک و تعالیٰ اس مسئلہ کا گویا جزئیہ صریح ہے کہ جو شخص نماز میں داخل نہیں اس کی

اقتدا مفسد نماز ہے۔ اور اگر لاؤڈ اسپیکر نماز میں داخل ہونے کی قطعاً صلاحیت نہیں رکھتا تو اس سے تکبیر تحریمہ کی صدا سن کر اسکی اقتدا کرنے والا نماز میں قطعاً داخل ہی نہیں ہوا۔ اور جس نمازی نے اقتدا تو اپنے امام کی کر کے نماز تو شروع کر دی، نماز شروع کرنے میں لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی اقتدا قطعاً نہ کی اسکی نماز تو شروع ہوگئی لیکن درمیان نماز میں کسی ایک رکن سے خارج ہوتے ہوئے یا کسی رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجا لاتے ہوئے اگر صدائے لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا کر لی تو نماز فوراً جاتی رہی، بخلاف مبلغ کے جس نے تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کی نیت بھی کر لی تو وہ نماز میں داخل ہو گیا، اب اگرچہ تحمید و تکبیرات انتقالات سے صرف اعلام مصلحین ہی کی نیت کہے تو بھی نماز سے خارج نہ ہوگا۔ لہذا کوئی مصلی اگر اپنی ناواقف یا کم فہمی کے سبب اسی مبلغ ہی کی اقتدا کرے گا تو ایسے ہی کی اقتدا کرے گا جو اس کے ساتھ اسی کی نماز میں داخل ہے۔ تو یہ مَن لَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ کی اقتدا نہ ہوئی۔ اور لاؤڈ اسپیکر تو بہر حال مَن دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ ہونے کی ہرگز صلاحیت ہی نہیں رکھتا اس کی اقتدا تو بہر حال مبطل صلوٰۃ و مفسد نماز ہے۔

فَافْهَمُوا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَإِخْوَانُوا إِنَّا الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَا لَكُنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَاللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِجَلِّ جَلَالِهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ

فقیر ابو الفتح عبید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنؤی

ساکن محلہ بھوریہ خاں بلی بھیت

جمعہ مبارکہ ۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

(مہر)

استفتاء:

مسئلہ از لاہور کاٹھیاواڑ، مسئلہ خدام اہلسنت و جماعت بدست موسیٰ نور محمد

۱۲ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ

۸۶۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے متعلق کہ یہاں سنت جماعت کی مسجد کے استنجا خانوں میں غیر مذہب کے لوگ استنجا کرنے کیلئے آنا چاہتے ہیں اور بعض جاہل ان کو اجازت دینا چاہتے ہیں شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

مسجد کے متعلق جو استنجا خانے بنائے جاتے ہیں وہ ہر ایک شخص کیلئے عام نہیں ہوتے بلکہ صرف انہیں لوگوں کیلئے مخصوص ہوتے ہیں جو اس مسجد میں حاضر ہو کر نماز پڑھنے کے حقدار ہیں اور مسلمانان اہلسنت کی بنائی ہوئی مسجد میں حاضر ہونے، اس میں نماز پڑھنے کا حق صرف سنی مسلمانوں ہی کو ہے۔ سنیوں کی مسجد میں کسی اور فرقے کے کلمہ گو کو ہرگز کچھ حق نہیں اس لئے کہ سنیوں کے مذہبی مسائل میں یہ بھی ہے کہ بد مذہبوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول حرام ہے۔ اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَيَّاكُمْ وَاَيَّا هُمْ لَا يُضِلُّوْكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ۔ یعنی بد مذہبوں سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ مَرَضُوا فَلَا تُعُوْذُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔ (رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

تیسری حدیث شریف میں ہے، حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ وَاِنْ لَقِيتُمْ هُمْ فَلَا تَسْلُمُوْا عَلَيْهِمْ۔ یعنی اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام نہ کرو۔ (رواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور شہنشاہ دارین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَجْعَلُوا مَعَهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاصِلُوا مَعَهُمْ وَلَا تَمْنَحُوهُمْ۔ یعنی ان کی صحبت میں نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔ (رواہ المعینی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پانچویں حدیث شریف میں ہے، حضور مالک کو میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَصْلُوا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصْلُوا مَعَهُمْ۔ یعنی ان کے جنازے پر نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ رواہ ابن حبان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

قرآن عظیم میں اللہ واحد قہار جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَمَّا يُنْسِفُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

یعنی اور اے مننے والے اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ

جب سنی مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسائل داخل ہیں کہ بد مذہبوں گمراہوں سے میل جول رکھنا حرام ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام، ان کی بیماری میں انھیں دیکھنے جانا حرام، ان کے جنازے پر جانا حرام، ان کو سلام کرنا حرام، ان کے ساتھ کھانا پینا حرام، ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام، ان کے جنازے کی نماز پڑھنا حرام، ان کے ساتھ نماز پڑھنا حرام، تو پھر مسلمانان اہلسنت کی بنوائی ہوئی مسجد میں مینیوں کے سوا کسی اور فرقے کے کلر گولیوں کو حاضر ہونے نماز پڑھنے کا حق ہونا خلاف مذہب اہل سنت ہے جو ہرگز گمراہوں بد مذہبوں کو دینا جائز نہیں۔

مسجد کے استنجا خانے غسل خانے صرف انھیں لوگوں کی راحت و آسانی کیلئے بنائے گئے ہیں جو اس مسجد میں حاضر ہوتے ہیں، اس میں نماز ادا کرنے کے حقدار ہیں تو دوسرے مذہب کے لوگوں کو جو اس مسجد میں نماز پڑھنے حاضر ہونے کا حق بھی نہیں رکھتے مینیوں کی مسجدوں کے استنجا خانے اور غسل خانے وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا شرعاً کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ وہ جاہل لوگ جو بد مذہبوں گمراہوں کو مساجد اہلسنت کے استنجا خانے غسل خانے وغیرہ کے استعمال کی اجازت دینا چاہتے ہیں ان پر فرض ہے کہ اپنے اس ارادہ بد سے فوراً توبہ کر س۔ اور اللہ عز و جل کے مقدس گھروں کی کسی چیز کے استعمال کی اجازت ہرگز ہرگز ایسے لوگوں کو نہ دیں جن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بے زار و بری ہیں۔

چھٹی حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں، اِنِّیْ بَرِّئُ
مِنْهُمُ وَهُمْ بَرِّئُوْا مِنِّیْ جِهَادُهُمْ کِجِهَادِ التَّوْلِکِ وَالْاِیْکُوْ۔ یعنی بیشک میں بد مذہبوں سے
بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بیزار ہیں اور ان پر جہاد کرنا ایسا ہے جیسا کہ ترک و دہلیم کے کافروں پر جہاد
کرنا۔ رواہ الدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ حکم تو ان بد مذہبوں کے
لئے ہے جن کی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ اور جن کی بد مذہبی معاذ اللہ حد کفر تک پہنچ گئی
ہو جیسے اللہ عز و جل کو بھولنے والے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین و بارک
وسلم کی توہین و تنقیص کرنے والے و مایہ دیوبندیہ، یا قرآن عظیم کو معاذ اللہ ناقص جاننے والے
حضرات ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل
ماننے والے رافضیہ یا آغا خاں کو خدا کا اوتار ماننے والے اس کو پوجنے والے آغا ثانیہ، یا ختم نبوت کا
انکار کرنے والے قادیانیہ، یا معجزات انبیاء کو جھٹلانے والے نچریہ وغیرہم تو یہ لوگ حکم شریعت
کا فرد مرتد ہیں۔ اور بے توہمے تو مستحق نارا بد۔ والعیاذ باللہ الا حد الفرد الوتر الصمد۔

مسلمانان اہلسنت کی مسجد اور ان کی مسجد کی ہر ایک چیز صرف سنی مسلمانوں ہی کیلئے مخصوص ہے
اور مرتد تو سب سے مسلمان ہی نہیں۔ مساجد اہل سنت کی کسی چیز کے استعمال کی انھیں اجازت نہيں
اشد حرام ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھو کتاب مستطاب فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المبین۔ و کتاب کمال النصائح
تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنہ۔ و رسالہ مبارکہ انفع الشواہد لمن ینحج الوہابین عن
المساجد۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔

فقیر الوافتح عبید الرحمن محمد شمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنؤی غفرلہ والابویہ وابلہ
انوار واصحابہ ربہ القوی، محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔

یوم النیس کم شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ

اِنْشَاد اھل سنی فی الرِّشَادِ اِلَى بَابِ فَجَائِزِ الْمِلَادِ

استفتاء

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔
محفل میلاد مروجہ میں قیامِ تعظیمی فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب۔ اور مستحب کی تعریف کیا ہے نیز اس کے کرنے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ، علاوہ اس کے قیامِ تعظیمی کے منکر یا تمارک کو بے ایمان دشمن رسول غیر مقلد و بابی، لہابی وغیرہ کہا جاسکتا ہے یا قابلِ امامت، نفیحت یا نوابل امامت و الفت ہے۔ مفصل جواب قرآن، حدیث و ائمہ اربعہ خصوصاً فقہ حنفی کی معتبرہ و متداولہ کتب مع حوالہ صغیرہ وغیرہ مرحمت فرمایا جائے تاکہ مسائل پر عمل کرنے میں سہولت ہو۔

الاستفتی خادم دین اللہ ابو الجبۃ محمد مصطفیٰ خان

محملہ گدر ہوا بلرام پور ریسرچ سوسائٹی گونڈہ (یو پی)

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

وعلی ذویہ وصحبہ ابد الدھور وکرم

محفل میلاد اقدس میں قیام اگر حرجی فی نفس ذاتہ مستحب ہے جس کا مفصل بیان کتابِ مستطاب "اذا قۃ الاتام لیمانعی عمل المولید والقیام" اور اس کے حاشیہ مبارکہ "رِشَاقۃ الکلام" وفتوائے مقدسہ "اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ" میں مل موجود ہے۔ جس کا جی چاہے ان کتب منیرہ کی طرف رجوع فرمائے اور بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم مرضی قلب سے شفا پائے۔ لیکن آج کل مجلس میلاد شریف میں قیام سے انکار کرنا اس بابرہنا کفارِ بائیمہ و مرتد بن و ملو نہدیہ کا شعار ہے۔ جنہوں نے صاف بت دیا کہ کل علم غیب تو سرکارِ دو عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو حاصل نہیں اور جو بعض علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو بوحسبے الہی حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں بلکہ ایسا علم غیب تو ہر ایک ایسے غیرے کو بلکہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کو بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

(خطۃ الامام شریف علی تھانوی صفحہ ۸)

شیطان و ملک الموت کیلئے علم کا وسیع وزائد ہونا تو نص یعنی آیت قرآنی اور حدیث نبوی سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے لئے علم کا وسیع وزائد ہونا کسی نص یعنی کسی آیت کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا نصوص قطعیہ کے خلاف ہے۔ یعنی ایسی آیات قرآنیہ جن کے معنی بلاشبہ روشن ہیں اور ایسی روایتیں حدیثیں جن کے ثبوت معنی میں کوئی شبہ نہیں اسی بات کو بیان کرنے کیلئے فرمائی گئی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کا علم وسیع نہیں تو عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان ملعون کے علم کو وسیع ماننے والا مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک بے ایمان ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد انجمی ص ۱۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کا وصف خاتم النبیین جو قرآن عظیم میں فرمایا گیا ہے اس کے یہ معنی مزاوینا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کا زمانہ اقدس تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ بعثت کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم سے پہلے نبی ہیں تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھ لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (تحذیر الناس تکسیر نالوتوی ص ۱۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بھی کسی اور نبی کا پیدا ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس ص ۱۲)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے بعد بھی جدید نبیوں نے پیغمبروں کے پیدا ہونے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑ سکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تحذیر الناس ص ۱۲)

چالیس سال کی عمر شریف تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم تہذیب اخلاق سے بالکل

بے خبر تھے۔ ایمان سے قطعاً واقف تھے تمام شرعی و اخلاقی خوبیوں سے یکسر غافل تھے۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔ (مختصر سیرت نبویہ، عبد الشکور کاکڑی ص ۱۲)

وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹ بول چکا خدا
جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (نوٹ: فتاویٰ رشید احمد گنگوہی)
جھوٹ بولنا ظلم کرنا ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ برا نہیں
جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی ہر ایک حیائی میں مبتلا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی ذات
اقدر میں کوئی عیب، کوئی نقصان نہیں آ سکتا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(جہد النفل محمود حسن دیوبندی جلد اول ص ۷۷)

خدا چوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم ڈھا سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے
گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کر سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(تذکرۃ الخلیل، عاشق الہی ص ۸۷)

مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و مندر و مندر و کوئٹہ و گجرات و کاشیا و لڑ و پنجاب و بنگال و مدراس کے
مصلحان دین و ملت و مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اجماعی اتفاقی فتاویٰ شرعیہ صادر فرمائے کہ ایسے
اقوال کفریہ کے لکھے والے ایسے کافر مرتد، ملحوظ زندقہ منافی ہیں کہ جو شخص ان کے ان اقوال کفریہ پر مطلع
ہونے کے بعد بھی ان کو کافر کہنے سے زبان روکے یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھے وہ بھی مکہ شریعت
مطہرہ کافر مرتد ملحوظ زندقہ منافی ہے۔ (کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف)

و کتاب کامل النصاب القوارم البینہ

اور کفار و مشرکین و مرتدین کے شعار کو اختیار کرنا شرعاً حرام ہے، ان کے شعار سے پرہیز کرنا
واجب شرعی ہے۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَشَبَهَ بِمُشْرِكٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتھ تشبیہ کرے تو وہ انھیں ہی سے ہے۔

لہذا محفل میلاد مبارک میں قیام تعظیمی صلاۃ و سلامتی مسلمانوں پر شرعاً واجب لازم و ضروری
ہے۔ اور بیشک اس قیام تعظیمی کے منکرین اپنے چوتیس عتائید کفریہ مذکورہ ملعونہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ
کفار مرتدین ملحوظ زندقہ منافیین اور بیشک وہ اپنے اقوال کفریہ مذکورہ کی وجہ سے اللہ تبارک تعالیٰ

کے دشمن اس کے محبوب حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن دلیوبندی ہیں یا دلیوبانی غیر مقلد ہیں یا دلیوبانی نجدی ہیں۔ اُن کے اقوال کفریہ و اعمال شبیہ پرانی کو ملامت کرنا ان کو فضیحت کرنا اُن کا امتداد سے پرہیز کرنا اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ایسے لوگوں سے نفرت و جدائی رکھنا شرعاً فرض ہے۔ حُصَامُ الْحَرَمِینَ عَلَى مَنْحَرِ الْكَفْرِ وَالْمَکِیْنِ وَفَتَاوِی الْحَرَمِیْنِ بِرَجْفٍ نَدْوَةٍ اَطْلُیْنَ آیاتِ مَنَیْفَةٍ و احادیثِ شریفہ و ارشاداتِ ائمہ اسلام و عباراتِ فقہائِ حنفیہ و شافعیہ مالکیہ حنبلیہ انھیں کتبِ مبارکہ میں ملاحظہ ہوں۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔
خدا تعالیٰ نے قرآن مجید فرقانِ حمید، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں مولودِ مروجہ کہنے کا حکم دیا ہے۔ اگر کوئی ایسا حکم ہے تو معتمد و حوالہ کتاب غیرہ کے تحریر فرمائیے۔
الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

محلِ میلادِ مقدس کا ثبوت آیاتِ قرآنِ عظیم سے بھی ہے، نبی اکرم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی ہے (ملاحظہ ہو مبارک کتاب انوارِ آفتاب صد اُقت) مگر قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم میں کسی چیز کا حکم نہ دینے سے اس کا ناجائز ہونا شرعاً ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ قرآن شریف یا حدیثِ نبویہ میں کسی چیز سے منع فرمانا ضرور اس کے ناجائز ہونے کا شرعی ثبوت ہے۔ لیکن کوئی دلیوبندی کوئی غیر مقلد کوئی نجدی ہرگز ہرگز کوئی آیتِ کریمہ کوئی حدیثِ شریف ایسی نہیں پیش کر سکتا جس میں محلِ میلادِ شریف سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہو۔ دلیوبانی جو محلِ میلادِ کریم کو ناجائز حرام کرتا ہے اپنے جی سے نئی شریعت گڑھتا ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراض ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔
نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جو پیغمبر اور انبیاء گزر چکے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت

ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ان انبیاء کی ولادت باعث مسرت ہے یا نہیں؟ اگر ان انبیاء کرام کی ولادت باعث مسرت ہے اور یقیناً ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام نے اس خوشی میں ان کی مجلس مولود قائم کی تھی یا نہیں؟ بالذیل بتایا جائے۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

حضور اقدس سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ کے بعد سے قیامت تک جملہ مسلمانوں پر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔ جس چیز کا حکم شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کا اتباع ضروری ہے۔ یا اس کے متعلق اگلی امتوں کا معاملہ معلوم کرنا شرعاً ہرگز ضروری نہیں۔ جب شریعت مطہرہ کے اصول اور بعد کتاب الہی و سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماع امت ہر جہت قیاس مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے محفل میلاد شریف سے منع نہیں فرمایا تو شریعت مطہرہ سے اس کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔ اب ہم کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں کہ لگے انبیاء علیہم السلام والسلام کے اُقیوں نے اپنے بیوں کی محفل میلاد شریف کی تھی یا نہیں۔

السبب یہ ضرور ثابت ہے کہ تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اپنے اپنے مبارک ماؤں میں اپنے اوپر ایمان لانے والوں کو جلسوں اور محفلوں میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس برابر مناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک الذکر المنظم فی مولد النبی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہر نبی ہر رسول کی ولادت یقیناً اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعلناکم فی ہذہ الدنیا
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم و ما انزل علیکم
من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ واتقوا

یعنی یاد کرو اللہ کی نعمت کو تم میں اس نے انبیاء پیدا کئے۔

یعنی اور اللہ کی نعمت تم پر ہے ذکر کرو کہ اس نے تم پر کتاب
عزت نازل فرمائی اللہ تم کو اس کی نصیحت فرماتا ہے اور اللہ

اللّٰهُ عَلَّمُوْا اَنْ اَللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

دُرود اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔
لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس اللہ تبارک تعالیٰ کی
تمام نعمتوں کی اصل اور ان کا سبب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس کے بندوں پر بیشمار نعمتیں ہیں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اِنْ تَعْلُوْا نِعْمَةً اِلٰلٰهَ لَا تُحْصُوْهَا ۝

یعنی اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو ان کا شمار بھی نہ کر سکو گے
اور اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرنا حکم قرآنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَعْلٰی نِعْمَةٍ رَّبِّكَ فَذَنْتُ ۝

یعنی اور اسے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی
نعت کا خوب چہ چاکر۔

تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نام ہی جب مسلمانوں کو معلوم نہیں
تو ان سب کی ولادت کا ذکر کرنا یقیناً مسلمانوں کی طاقت سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا
شمار ہی جب نہیں ہو سکتا تو اس کی حمد نعمتوں کا چہ چاکرنا مسلمانوں کی قدرت میں ہرگز نہیں
لہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے میلاد اقدس کا تذکرہ کرنا اللہ تعالیٰ کی جمیع نعمتوں
کا چرچا کرنا۔ اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا میلاد شریف بیان کرنا ہے۔ وَ کُنْ تَعْمَ مَا
قَالَ الْغَارِقُ الرَّقِیْقُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ ۝

نام ہم مذہب جسد انبیاست چوں کہ صد آمد نود ہم پیش ماست
اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جلسوں میں اپنا
میلاد پاک بیان فرماتے رہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی محفلوں میں آقائے دو عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف سناتے رہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مبارک الدَّرَ الْمُنْتَظَمِ فِيْ مَوْلِدِ
النَّبِيِّ الْمَعْظَمِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ در سوگنا علم جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم
ﷺ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شریع متین اس مسئلہ میں کہ۔
آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لئے مجلس مولود اپنی زندگی میں قائم کرائی؟ یا اپنے بنو صحابہ

کرام کو اس کے قائم کرنے کا حکم کیا؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اَضْعَا
وَشَفَقَہُ بِہُمْ اس کا حکم نہیں دیا لیکن اللہ عزوجل نے وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ
فرما کر قیامت تک کے لئے اُسے مسلمانوں کو ان کے جلسوں، ان کی محفلوں میں اپنے محبوب صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے میلادِ اقدس کے چرچا کرنے کا ضرور حکم دیا۔ واللہ ورسولہ اعلم واجل اجل
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

صحابہ کرام، تابعین عظام، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل میں سے
کسی نے اس مجلس کا اہتمام کیا؟ اگر نہیں کیا تو کیا ان کے خلاف چل کر اب اس بدعت کو جاری رکھنا
درست ہو سکتا ہے؟

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

صحابہ کرام والجبیت عظام و تابعین ذوی الاہتمام تبع تابعین عظیمین ام و مجتہدین اسلام
و محدثین اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حکم الہی وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ کی تعمیل کرتے
ہوئے ہر قرن ہر زمانے میں مسلمانوں کے جلسوں، نمونین کی محفلوں میں برابر نہایت اہتمام و احترام
کے ساتھ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا میلادِ اقدس مناتے رہے۔ ورنہ آج اہل اسلام
کو میلادِ اقدس خیر المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات مبارکہ ہرگز معلوم ہی نہیں
ہوتے۔ و بایں اس سے بھی قصداً اندھا بن گیا کہ خلاف کرنے کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جو کام انہوں
نے نہیں کیا وہ کیا جائے بلکہ مخالفت کے معنی صرف یہ ہیں کہ جس کام سے انہوں نے تحریماً منع
فرمایا ہو اس کو کیا جائے۔ ورنہ سینکڑوں دینی ہزاروں دنیاوی کام وہ ہیں جن کا حکم نہ قرآن عظیم نے دیا نہ
حدیث شریف نے نہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یا تابعین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے، یا
ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو کیا نہ ان کا حکم دیا۔ پھر بھی تمام دبا پر یوں بند یہ غیر متقلدین غلبہ

ان میں مبتلا ہیں۔ نہ ان کو بدعت بتاتے ہیں نہ ان کو حرام و ناجائز ٹھہراتے ہیں۔ انی المولٰی اپنے حسد و بغض کو اپنا دین بنا لیا، اپنی خواہش نفس کو اپنا ایمان ٹھہرایا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ
واللہ ورسولہ اسلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔
مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔ بدعت کے کہتے ہیں؟
بدعت کی تعریف اگر مجلس مولود پر صادق آجائے تو پھر کب مولود مروجہ کرنا چاہئے؟
الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

بدعت سنیہ کی تعریف محفل میلاد شریف پر ہرگز ہرگز ہرگز صادق نہیں آ سکتی اور
بدعت حسہ واجب بھی ہوتی ہے، مولود بھی ہوتی ہے، مستحب بھی ہوتی ہے، مباح بھی ہوتی ہے
بدعت حسہ شرعاً ہرگز ہرگز ناجائز نہیں ہوتی بلکہ اس کے حقوق کی رعایت کے ساتھ جو رضائے الہی
کیلئے اس کا التزام و اہتمام کیا جائے وہ رضائے الہی حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ
وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔
مجلس مولود کو محبت رسول کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابہ کرام اور اہل ایمان دین
نمود بالحدیث رسول نہ تھے؟ اگر محبت رسول تھے تو انھوں نے مولود مروجہ قائم کر کے محبت کیوں
نہ دکھائی؟ اسی طرح مولود میں خیر و برکت سمجھنے والے جواب دیں کہ صحابہ کرام کو غیب و برکت کی
ضرورت نہ تھی؟۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:
محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ محبت اپنے محبوب کا کثرت کے ساتھ ذکر کرے مَنْ أَحَبَّ
شَيْئًا أَكْثَرُ مِنْ ذِكْرِهِ۔ اور بیشک محفل میلاد شریف بھی تکریم و ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ

وسلم کی ایک بہترین صورت ہے۔ اور بیشک جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان خاص و بندگان بااختصاص حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر نزول رحمت الہی کا باعث ہے عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ السَّمَاءُ۔ پھر محفل میلاد شریف تو تمام اولیاء کرام کے آقا اور واسطہ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر اقدس کی پاک مبارک محفل ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہے اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔ ذِکْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَاتِ وَذِکْرُ الصَّالِحِينَ كَفَّارَةٌ۔ پھر جلسہ میلاد اقدس جو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کا مجمع ہے۔ یہ اللہ عزوجل کی کیسی بڑی عبادت اور گناہوں کا کیسا نہ بردست کفارہ ہوگا۔

کتاب ”الذکر المنظم“ و کتاب ”الواصفیات“ ملاحظہ ہو کہ حضرات صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حسب موقع برابر مسلمانوں کے جلسوں و جمعوں میں حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد اقدس ادب امت مسلمہ اجلال و اہتمام کے ساتھ برابر فرماتے رہے اور بفضل تعالیٰ اپنے آپ کو اور مسلمانوں کو مورد رحمت الہی و مہبط برکت لاتناہی بناتے رہے۔ اور اگر بالفرض وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین نجد کی جسم مان بھی لیں کہ یہ مجلس ملائکہ انس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام و اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاک مبارک زمانوں میں نہ تھی تو:

اولاً۔۔۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کسی فعل کو نہ کرنا یا ان مقدس زمانوں میں کسی کام کا نہ ہونا اس کے کردہ و ناجائز ہونے کی ہرگز دلیل نہیں۔ کہ ترک کی وجہ صرف کراہت و ناجوازی ہی نہیں ہوتی۔ اس کے سوا اور وجوہ سے بھی کسی کام کو ترک کیا جاتا ہے۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کسی فعل سے پرہیز فرمانا اور قصد اس سے باز رہنا اسکی کراہت پر دلالت کرتا ہے۔ بشرطیکہ کسی اصل شرعی سے اس امر کی خونی و اجازت بھی ثابت نہ ہوتی ہو۔ اور اس کام سے باز رہنے کی کوئی اور وجہ بھی واقع میں موجود نہ ہو اور نہ صحت شرعیہ پر عمل فرمانے اور تجاوز کی تعلیم دینے اور حقوق نفسی کی رعایت اور حقوق خلق

کی مراعات فرماتے اور نشاط فی العبادۃ حاصل کرنے کا بھی احتمال نہ ہو اور یہ احتمال بھی نہ ہو کہ اس وقت اس کام کو ان صحابہ یا اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی منہم بالشان امر دینی میں مغل سمجھا، یا تجاوز و استحسان کی کسی اصل شرعی کی طرف اس وقت ان کی توجہ نہ ہوئی تو اسکو نہ انداز کار سمجھ کر ترک فرمایا یا اس وقت اس فعل کی ضرورت یا اسکی بھلائی خیال میں نہ آئی، یا اس وقت اس کام کی فرصت نہ تھی اس سے بہتر و اہم کام میں مشغول تھے یا آسانی و تسہیل پر نظر فرمائی کہ جو لوگ نئے نئے مشرف باسلام ہوئے ہیں اس فعل کو واجب فرض نہ سمجھ لیں اور اُمت کو دشواری میں نہ ڈال دیں، یا تحفظ دین و ایمان کو ملحوظ رکھا کہ نوحہ ان اسلام کسی چیز کی تعظیم میں حد سے تجاوز کر کے حد پرستش تک نہ پہنچادیں اور زمانہ کفر سے قریب ہونے کے سبب پھر اسی عقیدے کی طرف پھر نہ جائیں۔

تو وہابیہ کا ان چودہ امور کی تحقیق و تفتیش سے گریز کر کے صرف یہ بکواس کرنا کہ فلاں کام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیہ وسلم و صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نہیں کیا لہذا بدعت و حرام ناجائز ہے۔ یہ شریعت مطہرہ پر خبیث افترا اور خود اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنے پر نیکیس اجتراب ہے۔

ثانیاً۔ اصل کھٹی یہ ہے کہ جو امر بعید نہ ان نبوت بلکہ عصر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ زمانہ تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں بھی نہ پایا گیا اگر شرعاً اچھا سمجھا جائے تو مستحسن اور بدعت حسنہ ہے۔ پھر اگر قواعد شرعیہ اس کی ضرورت معلوم ہوتی ہو وہ بدعت حسنہ شرعاً واجب ہوگی۔ جیسے عیدوں کے حق میں بھرت و نحو کا سیکھنا کہ قرآن و حدیث کا بغیر اس کے سمجھنا اور صحیح پڑھنا دشوار اور قرآن عظیم میں زیر زیر پیش جزم تشدید نہ کرنا۔ اگرچہ یہ حاج بن یوسف ظالم کی ایجاد ہے کہ جو شخص عالم بھی نہ ہو حافظ بھی نہ ہو وہ ہزار جگہ قرآن شریف پڑھنے میں غلطیاں کرے گا۔ اور صحیح بخاری شریف و صحیح مسلم شریف و جامع ترمذی شریف و سنن ابوداؤد و ابن ماجہ شریف و سنن نسائی شریف وغیرہ کتب حدیث تصنیف کرنا اور مسائل فقہ مدون کرنا کہ حضرات علمائے اسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کتابیں تصنیف نہ فرماتے تو یہ علوم عالم سے مٹ جاتے۔ اور کتب فقہ کا پڑھنا کہ واجب کفایہ ہے اور ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ نعم بن ثابت کو فی امام مطہری محمد بن ادریس شافعی و امام دارالیمونہ مالک بن انس و مسلم السنۃ امام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تقلید کرنا کہ جو اس زمانے میں ان کی پیروی کر کے کعبادات و معاملات میں اپنی رائے کو دخل دے کر بہکتا پھرے گا۔ اور حضرات مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تقریر و تخریج اصول میں غور و

خوف کرنا اور اس سے ایک مستقل علم پیدا کرنا اور اسکی بنا پر فروع و حوادث کے احکام شرعیہ استنباط کرنا کہ اگر حضرات ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسا نہ فرماتے تو عوام مسلمین کے عبادات و معاملات سب خراب ہو جاتے اور دین و مذہب حق کے مخالفوں سے مناظرہ و مباحثہ کرنا اور علم کلام کو مدون فرمانا کہ علمائے حق اگر بد مذہبوں کا جواب نہ دیں اور علمائے اسلام اگر پادریوں آریوں بد دینوں کے رد میں تصنیفیں نہ کریں تو لاکھوں آدمی گمراہ ہو جائیں۔

دیکھو قرآن عظیم میں اعراب لکھنا عہد نبوت میں نہ تھا باقی تمام امور قرآن صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی رائج و معمول نہ تھے، باوجود اس کے یہ سب امور بالا اتفاق واجب ٹھہرے۔ سوا بد مذہبوں لاندہبوں بد دینوں بے دینوں سے مناظرہ کرنے اور ان کے رد میں تصنیف فرمانے کے۔ حضرت ائمہ متاخرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کاسلک یہی ہے کہ یہ بھی شرعاً واجب اور اس زمانے میں اسی قول پر اعتماد، اور اسی پرستوی ہے۔ اور اگر بدعت اصول و قواعد شرعیہ کی رو سے اچھی سمجھی جائے اور مقصود شرع سے موافق اور دینی مصلحت پر مشتمل ہو مگر ضرورت کو نہ پہنچی ہو تو وہ بدعت مستحب ہے، جیسے کرائیں، مسافر خانے پل سڑکیں، اذان کے واسطے منارے طلبہ علم دین کیلئے مدرسے، طالبان خدا کے لئے خانقاہیں بنانا، راستوں پر پانی یا دودھ شہرت کی سبیل لگانا، تصوف کے دقیق مسائل میں کلام کرنا، جو علوم کچھ مفید ہوں ان کو حاصل کرنا، دوسروں کو سکھانا، مسائل پر مباحثے کیلئے مجلس منعقد کرنا، ہمیشہ یا اکثر بعد جمعہ وعظ کہنا اور سننا، لوگوں کو مجلس وعظ میں جمع کرنا، اخلاق و حساب وغیرہ نافع علوم میں تصنیف کرنا ان کو رواج دینا، دینی کتابوں کو بابوں اور فصلوں پر منقسم کر کے لکھنا اور ان کو مرتب مہذب کرنا، خطبہ جمعہ عیدین میں حضرات خفائے راشدین و اہلبیت طاہرین و عتیمین مکرّمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر شریف پڑھنا صبح جمعہ کے دن تیسری اذان کہنا جو سنتوں سے پہلے کہی جاتی ہے، نماز تراویح کی جماعت کا التزام اہتمام کرنا، قرآن عظیم میں سمرخی سے علامتیں لکھنا، طریقہ جہاد مجاہدات و اشغال میں نئی باتیں جو اکابر صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ بلکہ مجددیہ میں رائج و معمول ہیں کہ وہابیہ ہندیہ نقشبندیہ مجددی کہلاتے ہیں، اور ان کے سوا بہت سے کام کہ عصر رسالت بلکہ عہد صحابہ بلکہ زمانہ تابعین میں بھی اس ہیئت طریقہ ملتزمہ کے ساتھ ہرگز شائع نہ تھے۔ اور خودیہ وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین نجدیہ بھی ان کے حسن، ان کی خوبی میں دم نہیں مار سکتے۔ اہل حق کا اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہنا اور کلمہ پڑھنے والے اور مسلمان کہلانے والے

بد مذہبوں لکراہوں کا نام اہل بدعت و اہل اہوا مقرر کرنا بھی بدعتِ حسنہ کی اسی قسم میں سے ہے۔ اور جس بدعت میں نہ کچھ دینی فائدہ نہ محضرت ہونہ کسی اصل شرعی سے اسکی خوبی یا بُرائی ثابت ہو وہ مباح و جائز ہے۔ اور جس بدعت میں دینی نقصان ہو اگر قواعد شرعیہ اس کے حرام ہونے کو مقتضی ہوں تو وہ بدعتِ سیئہ حرام ہوگی اور اگر قواعد شریعت سے ان کا مکروہ ہونا ثابت ہو تو وہ بدعتِ سیئہ مکروہ ہوگی۔

اس بیان میں بدعاتِ حسنہ و واجبہ و بدعاتِ حسنہ مستحبہ کی صرف وہی مثالیں لکھی گئی ہیں جنکو وہابیہ دیوبندیہ و وہابیہ نجدیہ بھی بدعت مانتے ہوئے واجب یا مستحب جانتے ہیں۔ امامِ حنبلیہ الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَالْمَنَاقَةُ عَوْنٌ لِإِعْلَامِ وَقْتِ الصَّلَاةِ
وَتَصْنِيفُ الْكُتُبِ عَوْنٌ لِلتَّعْلِيمِ وَالتَّبْلِيغِ
وَنُظُمُ الدَّلَائِلِ لِرَدِّ شُبُهَةِ الْمَلَاحِدَةِ وَالْفِرَقِ
الضَّالَّةِ نَهْمٌ عَنِ الْمُنْكَرِ وَذُبُّ عَنِ الدِّينِ وَ
كُلُّ ذَلِكَ مَا ذُوْنُ فِيهِ بَلْ مَا مَوْدُبُهُ هـ

یعنی منارہ نماز کے وقت کی خبر دینے کی مدد ہے اور کتابیں تصنیف کرنا تعلیم و تبلیغ کی مدد ہے۔ اور بے دینوں، مگراہ فرقوں کے شہوں کو رد کرنے کیلئے دلائل قائم کرنا بھی عن المنکر یعنی بری باتوں سے روکنا اور دین اسلام دشمنان اسلام کے حملوں کو دفع کرنا ہے اور ان سب باتوں کی شریعت سے اجازت ہے بلکہ شریعت پہلے کی طرف ان سب باتوں کے کرنے کا حکم ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ سوال میں وہابی کی ساری بکواس محض خباثتِ ضلالت اور وسوسۃ الجناس ہے۔ واللہ الحمد وعلی حبیبہ والہ الصلاۃ والسلام۔

ثالثاً۔۔۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر مسلمان کا ایمان ہے اور اس کی خوبی قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا هـ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَتَعَزَّزُوا وَتُوقِرُوا هـ

یعنی بیشک (اے محبوب) ہم نے تجھ کو حاضر و ناظر اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تاکہ (اے لوگو) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝

یعنی اور جو شخص اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ بیشک دلوں کی پرہیزگار رہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُعَظِّمْ حُرْمَتَ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۝

یعنی اور جو شخص اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے حضور بہت بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے شعار عظیم اور اس کی حرمت عظمیٰ ہیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقے سے بھی کی جائیگی حسن محمود ہی رہے گی، اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہی رہے گی۔ اور جس خاص طریقے کی برائی بالخصوص شریعت مطہرہ سے ثابت ہو جائیگی۔ تو وہ خاص طریقہ بیشک ناجائز و ممنوع ہوگا۔ جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ یا جانور کو ذبح کرتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کے برے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لیکر ذبح کرنا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۝ یعنی تم سے جو ہو سکے قرآن پڑھو۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مطلق فرمایا۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۝ یعنی تم سے جس قدر ہو سکے قرآن پڑھو۔ کوئی قید کوئی تخصیص کوئی شرط نہ فرمائی۔ تو اب مسلمان جس جگہ جس حالت میں قرآن پڑھے گا حسن و محمود ہی رہے گا، حکم الہی کی بجا آوری ہی رہے گا، اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہی رہے گا۔ اور وہ فرض تلاوت ہی کو اگر زیادہ لاٹھیرے گا۔ اور اسے فرض کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر کسی خاص طریقے کی برائی بالخصوص شریعت مطہرہ سے ثابت ہو جائے گی، تو تلاوت قرآن کا وہ خاص طریقہ بیشک ممنوع و ناجائز ہوگا جیسے معاذ اللہ میت الخلاء میں یا حالت جنابت میں یا نماز کے رکوع و سجود و قعود میں۔ یا عند الاحناف مقتدی کا تلاوت قرآن کرنا۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ یہ قیام جو وقت ذکر و تلاوت مقدمہ مسلمانانِ اہلسنت محض بنظر تعظیم و اکرام حضور سید الانام علیہ السلام بجالاتے ہیں، بیشک شرعاً حسن محمود ہے بیشک

یہ بھی سکر الہی و تَعَزُّوْهُ وَتَوْقِرُوْهُ کی بجا آوری ہے، بیشک یہ بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہے بیشک اس قیام تعظیمی کو بجالانے والا مسلمان فرض تعظیم رسول علیہ علی آلہ الصلاۃ والسلام ہی کو ادا کرنے والا ہے۔ اور بیشک بفضل اللہ سبحنہ و تعالیٰ اسکو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔

اسی طرح ذکر الہی کی خوبی شریعت مطہرہ سے مطلقاً ثابت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ یعنی اے ایمان والو! اللہ کو یاد کرو بہت یاد کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی بلکہ تمام انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام کی بلکہ تمام اولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یاد عین خدا کی یاد ہے۔ کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی یاد ان مجالس مبارکہ و محافل مقدسہ میں یونہی تو ہوتی ہے کہ اللہ سبحنہ و تعالیٰ نے یہ مراتب بخشے، یہ کمالات عطا فرمائے۔ اب چاہے اسے نعت سمجھ لو۔ یعنی ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم ایسے ہیں جنہیں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسے ایسے درجے دیئے۔ یہ کلام آیت کریمہ وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ کے قبیل سے ہوگا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے ان رسولوں میں کسی کو درجوں بلندی بخشی۔ چاہے اسے حمد سمجھ لو۔ یعنی ہمارا خالق و مالک جل جلالہ ایسا ہے جس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کو یہ رتبے بخشے۔ اس وقت یہ کلام آیت کریمہ مَبْنُوعَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لِيَلْاَمِنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ آیت کریمہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ کے طور پر ہو جائیگا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ”پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو عظمت والی تھوڑی سی رات میں ہجرت والی مسجد سے انتہائی کنارے والی مسجد کی جگہ تک۔ جس کے گرد ہم نے برکت پیدا فرمادی ہے اسلئے کہ ہم اپنے بندے کو اپنی نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ بندہ سُنَّۃِ والا دیکھنے والا ہے۔“

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

”کہ وہ اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و دین حق کے ساتھ بھیجا۔ اس لئے کہ اسکو تمام دینوں پر غالب کر دے اور اللہ کافی گواہ ہے۔“

اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکہ وسلم سے فرماتا ہے۔ وَدَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ یعنی اور ہم نے تمہارے لئے ذکر کو بلند فرمایا۔ — امام علامہ قاضی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت سیدی ابن عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي وَكَفَّ عَنْكَ ذِكْرِي ۝ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکہ وسلم سے فرماتا ہے، میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

خلاصہ یہ کہ کوئی مسلمان اُس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد ہے۔ تو جس جس طریقے سے اُن کی یاد کی جائے گی حُسن محمود ہی رہے گی۔ حکم الہی اُذْکُرُوا اللہ کی بجا آوری ہی رہے گی، اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت ہی رہے گی۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ مجلس میلاد مبارک بھی شرعاً حُسن محمود ہے حکم تراوی کی بجا آوری ہے۔ اللہ عز و جل ہی کی عبادت ہے۔ اس کو کہنے والا مسلمان فرض ذکر الہی کو ہی ادا کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرض ہی کے ثواب کا مستحق ہے۔ ہم اوپر آیت کریمہ تلاوت کر چکے ہیں وَأَمَّا بِذِکْرِهِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے قرآن پر ایمان لانے والے اپنے رب کی نعمت خوب بیان کرو اپنے رب کی نعمت کا چرچا کر۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکہ وسلم کی ولادت مبارکہ تمام نعمتوں کی اصل ہے۔ تو اس کے خوب بیان کرنے چرچا کرنے کا قرآن عظیم کی نص قطعی سے ہم کو حکم ہوا۔ اور خوب بیان اور چرچا مجمع میں بخوبی ہو گا۔ تو ضرور چاہیے کہ جس قدر ہو سکے لوگ جمع کئے جائیں اور انہیں ذکر ولادت باسعادت سنایا جائے۔ وقت و روز و تاریخ و مقام کی تعمین و تداعی و اہتمام صرف اسی لئے ہے کہ مجمع بخوبی ہو۔ پس اسی کا نام مجلس میلاد اقدس ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ مجلس میلاد پاک بیشک شرعاً حُسن محمود ہے۔

حکم خداوندی کی بجا آوری ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کی عبادت ہے، اس کا کرنے والا فرض تحدیثِ نبوت اللہ کو ہی ادا کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فرض ہی کا ثواب پارہا ہے، بشرطیکہ ایمان والا ہو۔ واللہ الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ الصلاۃ والسلام۔ واللہ ورسولہ وسلم جلّ جلالہ وعلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ۔
حضرات صحابہ کرام و اہل ایمان دین میں سے کوئی بھی غریب نہ تھا پھر انہوں نے اپنی غربت دور کرنے خیر و برکت حاصل کرنے کے لئے یہ مجلس مولود کیوں نہیں دیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کروہ اس مجلس کو بدعت سمجھ کر اس سے بچتے رہے ہوں؟ صحابہ کرام و بزرگان دین ائمہ اربعہ کا اس مجلس مولود سے گریز کرنے اور بچنے کی کیا وجہ ہے؟ مدلل جواب دیا جائے۔

الجواب اللہم ہدایت الحق والصواب :

محفل میلاد شریف میں زینت و آرائش کرنا اور حلال و پاکیزہ شیرینی یا کھانا یا میوہ یا مشروبات بانٹنا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَقَرَنِيْٓ فَلْيَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ الْغَنِيُّ الْغَنِيُّ
لِيُضَادَّهَا فَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
خَالِصَةٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

میں اے محبوب تم فرما دو کہ اللہ نے جو زینت اپنے بندوں کے واسطے پیدا فرمائی اور پاکیزہ روزیاں ان کو حرام کرنے والا کون ہے تم فرما دو کہ دنیا میں یہ چیزیں ایمان والوں کیلئے ہیں اور قیامت کے دن تو انھیں کیلئے خاص کی گئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد اقدس اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے اور اس کی بہت بڑی رحمت ہے۔ اس پر خوشی منانا اور فرحت و سرور ظاہر کرنے کے جائز طریقے استعمال میں لانا اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبِذْ اِلَيْكَ

یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اللہ کے فضل ہی پر اور

فَلْيَقْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْعَلُونَ ۝
اس کی رحمت ہی پر ایمان والے خوشیاں منائیں۔ یہ
ان کی اکٹھا کی ہوئی کمائیوں سے بہتر ہے۔

اور احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس و مبارک
ناموں میں سے دو نام یہ بھی ہیں سیدنا فضل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا رحمۃ اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ ولہ الحمد۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ اقدس کا دن اللہ تعالیٰ کے تمام دنوں
میں سب کا سردار ہے۔ اس کی یاد گار قائم کرنے کیلئے خاص اسی دن کی تعیین بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِأَيْمَنِ اللَّهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝
یعنی اے پیغمبر اپنے امتیوں کو اللہ کے دنوں کی یاد
دلاؤ بیشک اس میں ہر بڑے صبر کرنے والے بڑے شکر گزار
کیلئے نشانیاں ہیں۔

اللہ کے دنوں سے وہ دن مراد ہیں جن میں واقعاتِ عظیمہ رونما ہوئے۔ جو قدرتِ الہیہ کے نشان ہیں
اور ظاہر ہے کہ ولادتِ اقدس کے وقت ایوانِ کبریٰ کا شق ہو جانا، اس کے چودہ کنگرے گر جانا، بتوں
کا سر کے بل گر جانا، آتشکدہ فارس کا بجھ جانا، دریائے ساوہ کا سوکھ جانا، وادی سماویٰ میں دریا جاری
ہو جانا، آسمان سے تاروں کا نیچے جھک آنا، کعبہ معظمہ کا مقامِ ابراہیم کی طرف سجدے کر کے شکر الہی بجا
لانا، فرشتوں اور حوروں کا دستِ بزمِ قیامِ تعظیمی بجالانا وغیرہ واقعاتِ عظیمہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی
قدرت و عظمت کے قاہر نشان ہیں۔ بلکہ خود حضورِ اقدس منظر اللہ الا تم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے
رب کریم جل جلالہ کے نشانِ اعظم ہیں تو ولادتِ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام التحیۃ کا مبارک دن
سید ایتام اللہ ٹھہرا۔ ولہ الحمد۔ علی حبیبہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام۔

محفلِ میلاد شریف کیلئے تداعی کرنا یعنی مسلمانوں کو اشتہار دے کر اعلان کر کے بلانا اللہ تبارک و تعالیٰ
ہی کے ذکر کے لئے بلانا ہے۔ یہ بھی اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ ۝
یعنی اس سے زیادہ لہجہ کی بات ہے جو اللہ کی

۱۷ سورہ یونس شریف علیہ السلام آیت ۵۸ سورہ ابراہیم علیہ السلام آیت ۵

وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ ۱۷

طرف بلائے اور اچھا کام کرے اور کہے بیشک میں تو اللہ و رسول کیلئے ہر تسلیم فہم کئے ہوئے ہوں۔
(جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم اپنے رب کریم جل جلالہ کی عطا سے اس کی نعمتوں کے خزانوں کے مختار، اس کے خوانہائے فضل و کرم کے قاسم بنے ہوئے اس دنیا میں جلوہ فرما ہوئے۔ تو جس دن ہم گہرگا روئی سیکاروں کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے خزانہ کرم کا مختار اس کے موائد نعم کا قاسم بلا اس دن کو عید بلکہ عید اکبر و عید اعظم منانا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا ۝ ۱۸

یعنی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے اللہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ ہمارے انگلوں اور ہمارے پھیلوں کیلئے عید ہو جائے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكُنَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَنْتَبِهُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمُوْعَظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ ۱۹

یعنی اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں اور ان خبروں میں تمہارے پاس حق آیا اور نصیحت اور یاد دہانی ایمان والوں کیلئے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ لگے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات حالات جو قرآن عظیم میں بیان فرمائے گئے وہ سب حق ہیں اور ہمارے لئے بھی وہ نصیحت و یاد دہانی قابل عمل ہیں جب تک ان میں سے کسی بات کو شریعت اسلامیہ ہمارے لئے نسخ نہ فرمادے اور روز ظہور نعمت عظمیٰ کو انگلوں پھیلوں کے حق میں عید منانا شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و آلہ الصلوٰۃ و التحیۃ نے ہرگز ہمارے لئے نسخ نہ فرمایا۔ اس آیت مبارکہ سے بھی روشن ہو گیا کہ جب لگے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات حالات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم کے قلب اقدس کے لئے سکون و تسلی کا باعث ہیں

۱۷ سورہ صافات السجدۃ آیت ۲۲ ۱۸ سورہ المائدہ آیت ۱۱۴ ۱۹ سورہ ہود علیہ السلام آیت نمبر ۱۲

تو خود حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات مبارکہ و حالات مقدسہ جو مجلس میلاد اقدس میں بیان کئے جاتے ہیں وہ ہم غلامان و بندگان سرکار رسالت کیلئے بدرجہ اولیٰ تقویت ایمان و تثبیت قلب و ترویج روح کا موجب ہوں گے۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کا ذکر ہے اہل ایمان سوتے وقت اپنے بستروں پر لیٹ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ تو لیٹے لیٹے ذکر الہی کرتے ہیں۔ اور محفل میلاد شریف میں ذکر سن و سامعین بیٹھے بیٹھے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں تو بیٹھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہیں۔ لہذا ذکر و لاذ اقدس کے وقت کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سلام عرض کرنا بھی کھڑے ہو کر اللہ تبارک تعالیٰ ہی کا ذکر کرنا ہے۔ یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے علاوہ دوسرے وقتوں کے متعلق بھی فرماتا ہے

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ

یعنی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر لیٹ کر۔

قیام تعظیمی میں یا نبی یا رسول یا حبیب کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکار کر صلاۃ و سلام عرض کیا جاتا ہے، یہ بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان اس طرح (نام لیکر) نہ پکارو جیسے تم میں کا ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

بلکہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ یا رسول اللہ وغیرہ اوصاف عظیمہ و القاب کریمہ کے ساتھ پکارا کرو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب قدیر جلّ جلالہ کی عطا فرمائی قدرت سے حاضر و ناظر ماننا بھی اس آیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشَيْءٍ غَيْرِهِمْ

یعنی یہ غیب کی خبریں دینے والا نبی ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے۔

ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ ایمان والوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ

قریب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی چند عبادتوں کو ایک ساتھ اٹھا کر دینا بھی اس نیت کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُعِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝

یعنی اے ایمان والو بات تو صرف یہی ہے کہ بیشک تمہارا
مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے لوگ
ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اس حال میں
کہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔

اور صلاۃ و سلام پر گاہ سید الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام عرض کرنے کا حکم تو اللہ تبارک و تعالیٰ
ہی فرما رہا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَیْكَ یَا اَبَیْہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلٰوٰۃٌ
عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ مَّا تَسْلِمٰنَ ۝ یعنی بیشک اللہ اور اس کے سب فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب
کی خبریں دینے والے پر اے ایمان والو تم اس نبی پر صلاۃ و سلام بھیجو الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
یَا عَزَّوَجَلَّ مَلَائِکَةُ اللّٰهِ وَعَلٰی الْاَنۡبِیَآءِ وَاصْحَابِکَ یَا تٰسِعَاۗلَاہِ اللّٰہِ

امام ابو القاسم ترغیب میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سیاح فرشتے جب ذکر کے حلقوں
یعنی زاہدین کی مجلسوں پر گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو۔ جب وہ دعا کرتے ہیں یہ آئین
کہتے ہیں، جب وہ درود پڑھتے ہیں یہ بھی ان کے ساتھ درود پڑھتے ہیں۔ جب مجلس تمام ہوتی ہے ایک
فرشتہ دوسرے سے کہتا ہے انہیں خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے۔

حضرت سیدنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اپنی مجلسوں کو نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ذکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے زینت دور دلائل الخیرات شریف
میں فرمایا بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہوا کہ جس مجلس میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ
علیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے یہاں تک کہ آسمان تک پہنچتی ہے
فرشتے کہتے ہیں کہ یہ وہ مجلس ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر درود پڑھا گیا۔ اور اکثر
احادیث صحیحہ درود شریف کے فضائل و فوائد و اجر جزیل و ثواب جمیل کے بیان میں مطلق وارد ہیں تو وہ فضائل
و فوائد کسی خاص صورت کے ساتھ ہرگز مخصوص نہیں، بلکہ ہر مسلمان درود خواں کو حاصل ہیں۔ عام اس سے کہ

لے سورۃ المائدہ آیت ۵۵ لے سورۃ الاحزاب آیت ۵۶

تہائی میں پڑھے یا مٹھائی مجلسوں میں۔ اور درود شریف پڑھنے والا مسلمان ایک یا سب مسلمانان حاضرین مجلس درود شریف پڑھیں۔ اور مجلس میں درود شریف کے ساتھ اور امور خیر بھی جمع کئے جائیں یا صرف درود شریف ہی پڑھنے کیلئے منعقد کی جائے یا کسی دوسرے کا خیر کیلئے یا اس کے ساتھ کوئی دوسرا کار خیر بھی مقصود ہو یہ صورت میں وہ فوائد و فضائل بفضل اللہ سبحنہ و تعالیٰ حاصل ہیں۔ تو محفل میلاد شریف بھی مجلس درود خوانی کے فوائد و ثمرات پر مشتمل ہے۔

بانی اس شخص کے علم میں داخل ہے جو مسلمانوں کو درود پڑھنے کیلئے جمع کر کے اس عمدہ کام کی طرف متوجہ کرے اور مسلمان میلاد خواں اور حاضرین مسلمین کے سیکڑوں ہزاروں بار مجلس میلاد مبارک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے ہیں، درود شریف کے ثواب و اجر و فضائل و ثمرات و برکات کے فضل الہی سے قطعاً مستحق ہیں۔ تین کا وعدہ صحیح حدیثوں میں فرمایا گیا ہے۔ اب اس کا ثبوت دینا منکرین و منافقین و مانعین کے ذمے ہے۔ کہ ذکر ولادت با سعادت و غیرہ حالات طیبہ حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ یا کھانے مٹھائی میوے کی تقسیم یا تلاوت قرآن عظیم و غیرہ امور خیر کا درود شریف کے ساتھ جمع ہونا اس کے ثواب و برکات کو زائل و دور کر دیتا ہے اور درود شریف پڑھنے والے مسلمانوں کو ان فوائد و فضائل سے محروم و محروم کر دیتا ہے۔ والہیاد باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

اور اس کا ثبوت کوئی وہابی دلیونہدی غیر مفت گندہی نہیں دے سکتا اور ہرگز ہرگز نہیں دے سکتا۔ واللہ الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

آیت کریمہ روشن طور پر فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود سلام پڑھنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک بہترین عبادت ہے۔ اور ہر مجلس میلاد شریف میں میلاد خواں ملا حاضرین سیکڑوں ہزاروں بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر درود سلام پڑھتے ہیں تو روشن ہو گیا کہ بے شک یہ مجلس میلاد مبارک بھی شرعاً حسن و محمود ہے، بے شک یہ بھی حکم الہی صلوا علیہ و سلمو تسلیماً کی بجا آوری ہے۔ بیشک یہ بھی اللہ عزوجل کی عبادت ہے۔ بیشک اس بفضل میلاد اقدس کو منعقد کرنے والا اور اس میں شریک ہونے والا مسلمان فرض صلوٰۃ و سلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کو ادا کرنے والا ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ ذوالفضل العظیم جل جلالہ کے

ففضل وکرم سے اس کو فرض ہی کا ثواب ملے گا۔ واللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ الصلوات والسلام۔
 اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَأَشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنَّ كُنتُمْ لَعِبَادًا لَّهِ**
 یعنی اور اے ایمان والو اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

قرآن عظیم کے ارشاد مبارک کے مطابق جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار بھی بندوں سے ممکن نہیں تو
 سب نعمتوں کا شکر کیوں کر ادا ہو سکے گا۔ لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت مقدسہ تو
 اصل جملہ نعم دنیا و آخرت ہے۔ اس کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ ثابت
 ہو گیا کہ نعمت میلاد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والسلام کا شکر ادا کرنے کے لئے محفل
 میلاد مبارک منعقد کرنا اس آیت کریمہ کے حکم کی بجا آوری ہے۔ واللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ
 الصلوات والسلام۔ اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک پیارا نام یہ بھی ہے **سَيِّدُ نَاعِمَةٍ** اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ و بڑی الحمد
 علیٰ حبیبہ والہ الصلوات والسلام۔ اور یہ تو ہر مسلمان کے نزدیک "ضروریات دینیہ" و بدیہیات
 ایمانیہ میں سے ہے کہ ہمارے بالک و اقاسر و رمول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بلاشبہ بیشک قطعاً
 یقیناً اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل اعظم و اعلیٰ ہیں اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت کبریٰ ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہیں
 واللہ الحمد وعلیٰ حبیبہ والہ الصلوات والسلام۔

کفار کی ایک جماعت نے حاضر ہو کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی اگر آپ چاہتے
 ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو آپ اس قرآن کے سوا دوسرا قرآن لائیے جس میں لات منات و عزریٰ
 وغیرہ باتوں کی مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور ہمارے بڑے بڑے جو بت پرستی کرتے رہے ان کو کافر و شرک
 جہنم کا ایندھن ملعون و غیرہ کہہ کر سختی نہ کی گئی ہو، بتوں کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو اور اگر اللہ ایسا قرآن
 نازل نہ کرے تو آپ خود اپنی طرف سے بنا لیجئے، اسی قرآن کو ہل کر ہماری مرضی کے مطابق بنا لیجئے تو ہم
 ایمان لے آئیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ
 نَفْسِي إِنْ أَتَّبَعُ إِلَّا مَا يَوْحِي إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ
 یعنی اے محبوب تم فرما دو مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی
 طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف

اِنْ عَصَيْتَ رَبِّيْ عَذَابٌ يَّوْمٍ عَظِيْمٌ
 قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَكُوْنُ عَلَیْكَ حُرٌّ
 وَلَا اَدْرَاكَ مَرْبٍ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ
 عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ۱۷

وحی ہوتی ہے میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے
 بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو
 میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا
 میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں
 عقل نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے میں چالیس سال تم میں رہ چکا ہوں میری چالیس سال کی عمر شریف کا ایک ایک لمحہ تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے، تم نے میرے تمام احوال کا خوب مشاہدہ کیا ہے، تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے، لہو و لعب میں مبتلا ہوتے، ظلم و بد عہدی و خیانت کرتے نہ پایا، میرے واقعات و ولادت و ان اوصاف جو قولہ شریف کے وقت اور اس کے قریب اور زمانہ شیر خواری اور بچپن میں ظاہر ہوئے تم کو یقین کے ساتھ بخوبی معلوم ہیں، میرے عادات طیبہ اور خصال مرضیہ میرے بچپن میں میری جوانی میں اور میرے دھولے نبوت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے، جن میں کسی بے دین کو بھی سحر و کھانت وغیرہ کا کوئی احتمال نہیں ہو سکتا، میرے عادات طیبہ اور خصال مرضیہ اور شمائل رضیہ میرے بچپن میں، میری جوانی میں اور میرے دھولے نبوت کرنے سے پہلے تک تم خوب دیکھتے رہے۔ میری دنیوی عمر شریف کے اس پہلے سال حصے میں تم میں سے کسی کو کہیں انگلی رکھنے کی مجال نہیں ہے۔ اس چالیس سال کے زمانے میں میں تمہیں میں رہا۔ اس عرصے میں تمہارے پاس میں کچھ نہیں لایا۔ اور میں نے تم کو کچھ نہیں سنا یا، تم نے میری تمام حالتوں کا اچھی طرح مشاہدہ کیا ہے، میں نے کسی سے ایک حرف نہیں پڑھا، کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس کے بعد میں یہ کتاب مقدس لایا جس کے حضور ہر ایک فصیح و بلیغ کلام پست اور بے حقیقت ہو گیا۔ اس کتاب میں انھیں علوم ہیں اصول و فروع کا بیان ہے، احکام و آداب ہیں، قوانین و ضوابط ہیں، مکارم و محاسن و اخلاق کی تعلیم ہے، غیبی خبروں کا بیان ہے، اس کی فصاحت و بلاغت نے سارے ملک عرب کے تمام فصیحوں اور بلیغوں کو عاجز و مبہوت کر دیا ہے۔ ہر عقل والے پر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا

۱۷ سورۃ یونس علیہ السلام آیت ۱۵-۱۶

کہ نبی سے ظہور نبوت سے قبل جو توارق عادات ظاہر ہوں ان کو اربابہات کہتے ہیں۔ ۳۲ منہ خلافتِ محمدیہ۔

کہ یہ بغیر وحی الہی کے ہرگز ممکن نہیں۔ آیت کریمہ روشن طور پر فرمادیا کہ اظہار نبوت و دعوت کے بعد سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دنیوی عمر شریف کے ہفت و اسی سال بچپن میں جو کچھ دعوت تبلیغ فرمائی اس کی حقانیت اسکی سچائی کا ایک بہت بڑا زبردست جلیل الشان ثبوت حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعات و ولادت قدسہ و اہل باصات مقدسہ اور حالات طیبہ و عادات مبارکہ ہیں جو تولد شریف کے وقت اور اس کے قریب اور شیر خواری کے زمانے میں اور بچپن میں اور عہد شباب میں اور رسالت و نبوت کا اعلان فرمانے سے قبل تک ظاہر ہوتے رہے۔ ظاہر ہے کہ مجلس مولد اقدس بھی ایک بہترین مجلس و عطا نصیحت ہے جس میں حضور سید الکائنات علیہ وسلم افضل الصلوات و اکمل التسلیمات کے فضائل کریمہ و اخلاق عظیمہ و شمائل مقدسہ و معجزات مبارکہ کے ساتھ ساتھ ولادت اقدس و رضاعت و صغر سنی کے واقعات و اہل باصات و حالات طیبات بیان ہوتے ہیں۔ سامعین کے شلوک میں عظمت و محبت جناب رسالت علیہ وسلم علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و التتبع متمکن ہوتی ہے اور یہی امر تمام دینی معاملات کا اصل اصول ہے۔ کہ جب تک رسول کریم علیہ السلام و آلہ الصلوٰۃ والسلام سے کامل عقیدت نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کے کلام و اخبار و احکام پر اطمینان کاغلی اور یقین و التیقن نہ ہوگا۔ اور جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سچی محبت اور بلوری عقیدت نہ ہوگی وہ شریعت کی باتوں پر کیا عمل کرے گا اور احکام شرعیہ کی عظمت و رفعت کیا سمجھے گا۔ لہذا خود مالک حقیقی جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات مناسب و مناسبت جمیلہ اور اس قسم کے حالات طیبہ و احکام و تفصیلاً ہر طرح بیان فرمائے۔ اور حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا امت کو سنائے تاکہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منصب عظیم و کمالات غیم پر مطلع ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و اطاعت میں مستعد و سرگرم رہیں۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو تہہ دل سے قبول اور اوامر و نواہی پر عمل کریں۔ جس کے سبب دارین کی خوبی بلکہ مالک حقیقی جل و علا کی محبوبی ہاتھ آتی ہے کہ آیت کریمہ،

”قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ“

اسی مضمون کا اعلان فرماتی ہے یعنی۔ ”اے محبوب تم فرماؤ کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو

تو میرے فرامبر وار ہو جاؤ اللہ تم کو محبوب بنائے گا اور تمہارے سب گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ بلکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو محفل میلاد شریف کا فائدہ مجلس وعظ سے بدرجہا زیادہ ہے تجربہ نامہ و مشاہدہ کا مل سے ثابت ہے کہ جو لوگ گھروں میں درود و سلام سے غافل رہتے ہیں بلکہ اپنے اکثر اوقات تفویضات و معاصی میں ضائع کرتے ہیں۔ اس مجلس مبارکہ میں حاضر ہو کر تحفہ درود و سلام بکثرت عرض کرتے ہیں اور اکثر امر راہل دنیا تو صحبت عساکر اور جلسہ کئے وعظ میں نہیں آتے اور اپنے مال و دولت و جاہ و ثروت کے غرور کی وجہ سے یا وعظ کے جلسوں کو خلاف مزاج و مراد سمجھ کر ان کی طرف رغبت رکھتے۔ مگر محفل میلاد شریف میں آتے ہیں اور دینی مذہبی باتیں سن جاتے ہیں۔ اسلئے بھی محفل میلاد شریف ترقیب دینا اور اس کیلئے لوگوں کو بلانا و اکٹھا کرنے میں اہم کام ملے گا عین مصلحت دین ہے اور فرمان الہی بفتح ما انزل الینک کی بجا آوری اور بفضلہ موجب ثواب دارین ہے۔

اس زمانہ پر آشوب و فساد میں کہ نصاریٰ کے پادری اور آریوں کے پرچارک بلکہ خود بخود لائسنس ملیح آبادی و نیاز تقجوری جیسے مسلمان کہلانے والے ملحدین بلکہ تھانوی، بخاری، گنگوہی، نانوتوی، کاکوری و اعظم مولوی و پیر بننے والے مرتدین اپنی اپنی ملعون کتابوں حیط الایمان، براہین قاطعہ، تذکرہ الناس اور سیرت نبویہ وغیرہ میں اور ان کے دم چھیننے اپنی اپنی گندی رسپیوں، شیطانی اور فساد ملاً و غیرہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت مبارکہ و رسالت مقدسہ و اخلاق کریمہ و عادات شریفہ پر طرح طرح کے بہتان باندھتے چلے آ رہے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جو عظیم غیبیہ و اختیار و وسیعہ و کمالات رفیعہ عطا فرمائے ان کے خلاف خرافات و ہدایات بکتے پھرتے ہیں مسی مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر تقریب میں اور ہر جگہ حضور پر نور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر اقدس کی مخلصیں کریں اور ختمہ معترضین کے اعتراضات خمیشہ کا رد کرنے کیلئے معجزات و کمالات جو نبوت مقدسہ کی دلیل ہیں اور اخلاق کاملہ و عادات فاضلہ جن سے ان معترضوں نما نقول کا نفتری و کاذب ہونا اور ان کے اعتراضات کا بہتان و افتراء باطل ہونا ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن طور پر روشن ہوتا ہے، بیان فرمائیں۔

خصوصاً ولادت اقدس کے واقعات مبارکہ و اہمات مقدسہ کہ تولد شریف کے وقت یا اس

کے قریب یا زمانہ رضاعت و صغریٰ میں ظاہر ہوئے جن میں کوئی بے دین سحر و کھانت یا بناوٹ اور تصنع یا طلسم و شعبہ کا احتمال ہرگز نہیں کر سکتا اور جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رسول خدا و محبوب خدا ہونا بداہتہ ثابت ہوتا ہے نہایت تفصیل و شرح و بسط کے ساتھ ضرور سنائیں تاکہ عوام اہل اسلام جملہ دشمنان دین کے دائم فریب سے محفوظ رہیں۔

ظاہر ہے کہ ایمان کا دوسرا جز رسالت کی تصدیق ہے اور ایمان کا پہلا جز یعنی توحید الہی بھی اسی تصدیق رسالت ہی پر موقوف ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی اصل اصول ہے۔ اور جڑ ہی کو مضبوطی کے ساتھ جمانا نہایت اہم ہوتا ہے۔ اور عام عقلوں اور عام ذہنوں میں اس کا استحکام معجزے کے طریقے سے ہو سکتا ہے۔ خصوصاً وہ خوارق مبارکہ جو ولادت مقدسہ کے وقت یا اس کے قریب ظاہر ہوئے کہ ان میں نہ سحر و کھانت کا احتمال نہ بناوٹ اور تصنع کا شبہ نہ شعبہ و طلسم کا گمان۔ اور ان باتوں سے عوام کا واقف ہونا اور انہیں ان کا یاد و محفوظ رہنا اور ان باتوں کا ان کے دلوں میں عین مضبوطی کے ساتھ جم جانا بغیر اس کے کہ مجلسوں محفلوں میں بکثرت اور بار بار ان باتوں کا چرچا ہوتا ہے نہایت دشوار ہے۔

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ محفل میلاد شریف ترتیب دینا درحقیقت اسی آیت مبارکہ پر عمل کرنا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط

یعنی اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ بکئی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب بہتر ہو۔

بہتر طریقے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی آیت اور دلائل سے بلائیں۔ ظاہر و روشن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اقدس سے لیکر چالیس سال کی عمر شریف تک جو واقعات مقدسہ و اہمات مبارکہ ظاہر ہوئے وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی بہترین آیات بیانات اور اعلیٰ ترین دلائل قہرات میں سے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْه الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

ہمارے بیان سے یہ بھی مبرہن ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دنیوی عمر شریف کا

لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۝ اس کیلئے اس کے رب کے حضور نہایت اچھا ہے۔

محفل میلاد شریف میں کھانا کھلانا یا میوہ شربت چلے بانٹنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا مسلمانوں کے ساتھ بر و احسان ہے۔ تو یہ اس آیت کریمہ بھی ثابت ہے۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا ۝ اور اے ایمان والو! اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو ۝

ان اللہ یحبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ بیشک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ اور محفل میلاد مقدس میں چند مسلمانوں کا بل کر آواز میں بلا کر نعت شریف کے قصائد و غزلیات خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا بھی ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تبلیغ و اشاعت میں تاکید و مسبب النفع

اور اس پر اعانت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ مِثْلَ خِزْيَانٍ فَرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۝ قَفْ مَا يَصْحَابُكُمْ مِنْ جَنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝ یعنی اے محبوب تم فرما دو لوگوں میں تم کو صرف اسی ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کیلئے دو دو ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارا آفت جنوں سے پاک ہے تو وہ سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہے۔

ثابت ہو گیا کہ دو دو تین تین یا زیادہ آدمیوں کا نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سنانا اور لوگوں کا سنا پھر ان کا غور و فکر کرنا کہ جس ذات اقدس کے اوصاف مبارکہ ہم نے سُننے اور سُننے ہیں وہ یقیناً جنوں سے پاک و مُنترہ ہے۔ بیشک وہ اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) یہ سب اسی آیت مبارکہ پر عمل کرنا ہے۔ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ عَلَىٰ جَمِيعِ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ یعنی اے مسلمانو! بیشک تمہارا مددگار تمہارا محبوب تمہارا حاجت روا تو اللہ ہی ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

۱۔ سورۃ حج آیت ۳۰۔ ۲۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۹۵۔ ۳۔ سورۃ سبا آیت ۲۶

۴۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ۵۔ سورۃ المائدۃ آیت ۵۶

اور وہ اپنے رب کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یعنی اور جو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان
والوں سے محبت رکھے تو بیشک اللہ والے ہی غالب ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ
إِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ
وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَبِئْسَ جَارَةٌ
تَتَخُونُ كِسَادَهَا وَمَسْكِنُ تَرَضُّوْنَهَا
أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ
فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ
بِأَمْرٍ ۝ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

یعنی اے محبوب تم فرادو لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے
اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال
جنکو تم نے کمایا اور وہ پیو پار جسکے نقصان سے تم ڈرتے ہو
اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو ان چیزوں کے ساتھ تم کو
اگر اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں کوشش
کرنے سے زیادہ محبت ہے تو ٹھہرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم
لائے اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔

آیت کریمہ نے صاف فرمادیا کہ مسلمانوں پر اپنے دین کو محفوظ رکھنے کیلئے دنیا کی مشقت برداشت کرنا
لازم ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی محبت و اطاعت کے مقابل دنیوی
تعلقات دنیوی رشتے ناتے ہرگز کچھ قابل التفات نہیں اور جس شخص کو دنیا کے کسی رشتے ناتے کے ساتھ دنیا
کی کسی چیز کے ساتھ ساتھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے زیادہ محبت ہو وہ
مسلمان نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ
مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ
اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۝

یعنی مدینے والوں کو اور ان کے گرد کے گاؤں والوں کو یہ حق
نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے پیچھے بیٹھ
ریں اور نہ ان کو یہ حق ہے کہ انکی جان سے زیادہ اپنی جانوں
کو پیارا سمجھیں۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۝ یعنی یہ غیب کی خبریں دینے

۱۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۶۔ ۲۔ سورۃ التوبہ آیت ۲۴۔ ۳۔ سورۃ التوبہ آیت ۱۲۰۔ ۴۔ سورۃ الاحزاب آیت ۶

والا نبی) ایمان والوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ اختیار رکھتا ہے، ان کی جانوں سے زیادہ ان سے قریب ہے ان کی جانوں سے بھی زیادہ ان کا محبوب ہے۔ ایمان والوں پر اپنے ماں باپ اپنی اولاد اپنی جان اور سب کچھ ان سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا فرض ہونا اور اس کا مدار ایمان ہونا "ضروریات دین" میں سے ہے۔ جو مسئلہ یا عقیدہ ضروریات میں سے ہو اسکی تصریح اگرچہ کسی آیت کریمہ کسی حدیث شریف میں نہ آئی ہو پھر بھی اس کا منکر کافر ہے۔ پھر یہ عقیدہ صحیح و کثیر متواتر المعنی میں تصریح بھی ارشاد فرمایا گیا ہے جن کو خوف الطناب ہم یہاں نہیں لکھتے ہیں۔ اور ہم نے یہاں بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ آیات قرآنیہ تلاوت کیں۔ جنہوں نے صاف فرمایا کہ ایمان والوں کا محبوب صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے۔ اور اولیاء و صالحین و متقیین ہیں۔ ایمان والوں کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں ہی سے محبت رکھنا چاہیے۔ دنیا کے کسی رشتہ دار عزیز قریبی دنیا کی کسی چیز کے ساتھ جو شخص اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبت رکھے اسے عذاب الہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔ وہ بے حکم ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے محروم ہے۔ ایمان والوں پر فرض ہے کہ اپنی جانوں سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھیں۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان والوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہاں سے قائم نالوتوی کے پوتے نام کے "طیب" کام کے خبیث کی بکواس کا بھی کفر فیض وارد نہاد فیض ہونا واضح ہو گیا، جو اس نے کانپور و بہرائچ شریف وغیرہ مقامات پر اپنے بھاشنوں میں بڑے نغز و غمزوں کے ساتھ جانکا لکھی کہ قرآن شریف کی کسی آیت میں کہیں بھی حکم نہیں ہے کہ حضور کے ساتھ محبت رکھو۔ بس صرف اسی بات کا حکم دیا ہے کہ رسول کا اتباع و رسول کی اطاعت کرو۔ لہذا ہم کو حضور کی پیروی فرمانبرداری کرنی چاہیے، رسول سے محبت رکھنے کا حکم قرآن نے نہیں دیا ہے۔ ہم کو ایسا کام کرنے کی ضرورت نہیں جس کا ہم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم نہیں دیا۔ ہر سنی مسلمان دیکھ رہا ہے کہ طیب مہتمم مدرسہ دیوبند کا یہ قول بدتر از بول ایک اہم ترین ذریعہ عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار بھی ہے اس حدیث صحیحہ کا ثرہ متواتر المعنی کی تکذیب بھی ہے، آیات قرآنیہ کی تکذیب بھی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ
یعنی تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اُسے

مِنْ وَالِدَيْهِ وَوَلَدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ اسکے ماں باپ اور اولاد اور سب سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ سَيِّدِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ ۝

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے۔

لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ ۝ یعنی تم میں کوئی شخص ہرگز مومن نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُسکی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ سن کر فوراً امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

وَالَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَا أَنتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيَّ ۝ یعنی یا رسول اللہ اسکی قسم جس نے حضور پر قرآن نازل فرمایا حضور مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اَلَا يَأْخُذُ بِيْنَ اَعْرَابِ تِيْرَ الْاِيْمَانِ كَامِلٌ هَـ ۝

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۝

قرآن عظیم و حدیث کریم نے روشن فرمادیا کہ جب تک حضور سید محبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی محبت نہ ہو، ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب تک حضور محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کامل نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اور محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی یاد بکثرت آئے۔ مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ ۝ یعنی جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔ دلائل الخیرات شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علمائے باوفا و ارباب باصفا کی علامت ارشاد فرمائی۔

أَيُّهَا مُحِبِّي عَلَى كُلِّ مَحَبٍّ وَاشْتَغَالِ ۝ یعنی میری محبت کو ہر محبوب کی محبت پر ترجیح دینا اور الباطن بذکرِی بعد ذکرِ اللہ ۝ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بعد میری یاد میں دل کو مشغول رکھنا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔ اِذْ مَا نْ ذِكْرِي وَالْاِكْتِنَانُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيَّ ۝

یعنی ہمیشہ میری یاد میں رہنا اور بکثرت مجھ پر درود بھیجنا۔ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ ۝

تو حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر و لادت باسعادت و معراج شریف و نزول وحی و ہجرت و ظہور شان رسالت و نبوت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل باصات مقدسہ

و معجزات مبارکہ و خصائص کبریٰ و کمالات عظمیٰ و اخلاق کریمہ و عادات شریفہ و حسن سیرت جلیلہ و جلال صورت جمیلہ و فضائل کثیرہ و عظمت عظیمہ بیان کرنا اور ان اذکار شریفہ و محامد جلیلہ کو کمال رغبت و شوق کے ساتھ بکثرت بار بار سننا سنانا اور ایسی مجالس مبارکہ و محافل مستبرکہ میں بلائے اور بے بلائے حاضر ہونا اور اس سے دل کا سرور، جگر کی ٹھنڈک، جان کا آرام، آنکھوں کا نور، ایمان کی جلا حاصل کرنا سب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی کامل محبت کا مقتضی اور کمال ایمان کا تقاضہ ہے۔

ہر عہد و حال میں اپنے محبوب کو ہر طرح ہر حال میں یاد کرتا ہے اور جس قدر اس کی خوبیاں اور محامد و سہول کی زبان سے سنتا ہے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکی کثرت کو ہر چیز سے زیادہ پیارا سمجھتا ہے۔ ہر اذ طریقے سے محبوب کی یاد اور اس کا ذکر سننے اور کرنے میں مصروف اور ہر طرح بکثرت بار بار اسی کام میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو لوگ طریقہ محبت سے واقف اور اس کو پسند سے آشنا ہیں خوب آگاہ ہیں کہ محبوب کا ذکر یا مخصوص جہر و فراق میں آتش شوق و سوز دل کو بھڑکا دیتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

مَنْ أَقْوَى مِنْ مَنْ يَأْتِي مَا تَحْوِي فِيهِ صَمَاعُ
أَلَا صَوَاتِ الْمَطْرِبَةِ بِالْإِنْشَادَاتِ بِالْإِصْفَاءِ
التَّوْبَةِ الْمُخْرِجَةِ الْمُعْرِجَةِ
یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی طرف شوق و جذبہ قلب جو ش محبت حاصل کرنا ایک قوی سبب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی

نعت شریف عجیب و غریب صاف الجانوں طرف انگیزا واذوں سے مسمیٰ جائے۔ اور اس بارے میں شوق و محبت کی تکمیل عین ایمان کی تکمیل ہے۔ امید ہے کہ ایسی مبارک غلبوں میں حاضر ہونے اور بار بار حضور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر شریف سننے سے حقیقت ایمان بوجہ تعالیٰ حاصل ہو۔ اور حدیث شریف میں ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ عَمِلَ فِيهِ
مِنْ سَبْعِينَ مِائَةِ حَسَنَةٍ
یعنی جو شخص مجھ کو محبوب رکھتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ
یعنی جو شخص مجھ کو محبوب رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ اُن کے مطابق حضور مالک فرودس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حضور جنت میں نصیب ہو کر اس نعمت کے مقابلے میں تمام دنیا و مافیہا پتھر کے پیرے بھی زیادہ خوار و ذلیل ہے۔

ان احادیث مبارکہ و آیات مقدسہ سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے ساتھ کمال محبت بندوں سے اللہ تبارک تعالیٰ کو محبوب مطلوب ہے۔ اور کمال محبت کیلئے لازم ہے کہ محب اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرے۔ مبلغ کے ساتھ اس کی تعظیم کرے اور کوئی شے بغیر اپنے مقتضی و لوازم کے پائی نہیں جاسکتی۔ تو روشن ہو گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی تعظیم اور کثرت ذکر بھی مطلوب ہے۔ مجلس میلاد شریف اسی مبارک کام کے لئے منعقد ہوتی ہے اور یہی پیارا کام اس مجلس مقدس کا اصل مقصود ہے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلَىٰ حَبِيبِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

بعون اللہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم یہاں تک ہم مختصر طریقے پر قرآن عظیم کی آیات مقدسہ سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے محفل میلاد مقدس کا بوقت ذکر ولادت مقدسہ قیام تعظیمی کرنے کا یا نبی سَلاَمَ عَلَیْکَ یا رَسُوْلَ سَلاَمَ عَلَیْکَ یا حَبِیْبَ سَلاَمَ عَلَیْکَ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْکَ پڑھنے کا وقت و تاریخ و روز و مقام متعین کرنے کا، میلادِ خوانوں کیلئے تخت بچھانے، اس پر ممبر و گُمرسی رکھنے کا، اُن کے گلوں میں خوشبودار پھولوں کے گجرے پہنانے کا، عطر لگانے، خوشبو سٹگانے، کیوڑا چھڑکنے کا، مٹھائی، میوہ، چائے، شربت بانٹنے کا، اعلان کر کے اشتہار دے کر اس مجلس میلاد پاک کے لئے مسلمانوں کو بلانے کا، اس میں خوشی منانے، فرحت و مسرت ظاہر کرنے کا، میلاد پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عید منانے کا، چند مسلمانوں کے ہاہم بل کر آوازیں ملا کر نعت شریف پڑھنے، پھولوں، گلہستوں، جھنڈیوں، شامیانوں، دروازوں، نقشوں، کتبوں، روشنی کے ساتھ محفل میلاد مبارک کو آراستہ و پیراستہ کرنے کا۔ جلسہ میلاد اقدس میں خصوصاً واقعات ولادت مقدسہ و اہل اصابت مبارکہ بیان کرنے کا مہرِ من و قہار روشن و ظاہر ثبوت بار بار پیش کر دیا ہے، اس سے صرف اپنے سنی مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اور اُنکے ایمان کو روشن کرنا مقصود ہے و ہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب رسول کا علم شیطان سے کم ہے، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کو بھی ان کا سا علم غیب ہے، وہ خدا کے سامنے چار سے زیادہ ذلیل اور ذرّۂ ناجیز سے بھی کمتر ہیں تو ایسے رسول کی حدیث اُن پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ وَالْعِیَازُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

و ہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، نجدیوں کے دھرم میں جب خدا جھوٹا ہے، چوری کر سکتا ہے، شراب

لے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جل جلالہ سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم

پی سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے برے گندے گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام وہ خود بھی کر سکتا ہے۔ جھوٹ بولنے سے ظلم کرنے سے ہر قسم کی تمام بے حیائیوں میں مبتلا ہونے سے اس کی ذات میں کوئی غیب کوئی نقصان لازم نہیں آ سکتا۔ تو ایسے خدا کے کلام کا ان کو کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

شریف مطہرہ کی چار دلیلیں ہیں۔ ۱۔ کتاب الہی ۲۔ سنت رسول ۳۔ اجماع امت ۴۔ قیاس ائمہ مجتہدین جب ہم نے خود احادیث نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتیمۃ اور قرآن عظیم کے نصوص قاطعہ سے محفل میلاد اقدس کو اس کے ہر ہر جزو کو ثابت کر دیا تو اب اجماع و قیاس سے بھی ثبوت پیش کرنا ہرگز ضروری نہیں۔ پھر بھی اگر کسی کو اجماع امت سے اور فقہائے احناف و شوافع و مالکیہ و حنابلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و افعال سے محفل میلاد شریف کا جواز و استحباب و استحسان دیکھنا منظور ہو تو کتاب مستطاب ”اِذَا قَامَةُ الْاُثْمَرِ“ و فتوائے مقدسہ ”اِقَامَةُ الْقِيَامَةِ“ کی طرف رجوع لائے کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے انھیں مبارک تحقیقات منصفہ کا اجمال اور انہیں تدقیقات مبسوطہ کا اختصار ہے۔ نیز کتاب مبارک ”اَلْاَدَبُ الْمُنَظَّمُ“ کو ملاحظہ فرمائے۔

جب قرآن حکیم و حدیث کریم سے روشن و قاطع ثبوت پیش کر دیا گیا تو اب وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ مقلدین نجدیہ کی یہ ہٹ دھرمی کہ ہم تو قرآن و حدیث کا فرمان معاذ اللہ نہیں مانیں گے جب تک یہ ثبوت بھی نہ دے دیا جائے کہ صحابہ کرام و امامان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی محفل میلاد پاک کی ہے؟ ہر ماقبل مصنف دیکھ رہا ہے کہ تریا ہٹ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

اَوَّلًا — بے دینو تمہارا گرو گھنٹال اسمعیل دہلوی اپنی ”تقویۃ الایمان“ مطبوعہ عمر کٹنائل پرنٹنگ دہلی کے صفحہ پر صاف لکھ چکا کہ۔

”پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے اور ان کو اُس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔“

یعنی جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے وہ ابوجہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی

کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کی نذر یا نیاز کرے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کو شفیع مانے وہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک۔

ارباب سیر و اصحاب منافی فرماتے ہیں۔

كَانَ شِعَارَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ فِي الْحُرُوبِ إِذَا اشْتَدَّتْ بِهِمُ الْحَرْبُ يَا مُحَمَّدًا أَوْ يَا أَحْمَدًا يَا نَصْرَ اللَّهِ انْزِلْ انْزِلْ أَمَّتِ الْكُفَّارُ
یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ خاص فعل تھا جس سے اُن کی پہچان تھی کہ جب جہاد کے میدانوں میں اُن پر جنگ کی سختی ہوتی تھی تو پکارا کرتے تھے یا رسول اللہ یا حبیب اللہ اے اللہ کی مدد تشریف لائیے نزول فرمائیے۔ کافروں کو قتل فرمائیے۔

نیز تمام صحابہ و اہلبیت اور تمام مجتہدین اور تمام ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان و اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم شافع روز جزا اور شافع محشر اور شفیع المذنبین ہیں، تو تمہارے ناپاک دھرم میں تمام صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب معاذ اللہ ابو جہل کے برابر کافر و مشرک ہیں۔ بولو متردو! پھر اُن کے اقوال و افعال سے ثبوت مانگنے کا تمہیں کیا حق ہے۔ بولو زندقو! جنکو تم اپنے ناپاک دھرم میں ابو جہل کے برابر کافر و مشرک جانتے ہو مسلمانانِ اہلسنت کے دُرسے انھیں کو صحابہ کرام و اہل ایمان دین تم نے کہا۔ یہ تمہارے دوز بردست شرک ایسے ہوئے یا نہیں جن میں سے ہر ایک ہزار مشرکوں کا مجموعہ ہے۔ پھر تقویۃ الایمانی دھرم پر تم سارے کے سارے ہزاروں ابو جہلوں کے برابر کافر و مشرک ہوئے یا نہیں۔ کَذَلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝

ثانیاً — ہم ابھی کتاب مبارک "الْمُنْظَرُ" کتاب کامل النصاب "الوارثان" صداقت کے حوالے سے بتا چکے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مجلس میلاد مقدس کرنا اور اس میں خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا بنفس نفیس تشریف فرما ہونا اور محفل میلاد اقدس کرنے والے مسلمانوں کے حق میں روز قیامت شفاعت و شہادت کی عظیم بنیادیں عطا فرمانا منقول ہے اگرچہ اس وقت اس کا محفل میلاد اقدس نام نہ تھا مگر کام یہی تھا جو آج بھی مسلمانانِ اہلسنت کی مجالس میلاد مقدس میں ہوا کرتا ہے۔
وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْإِلَهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ثالثاً — ہم ان دہیڑوں دیو کے بندوں غیر مقلدوں نجدیوں کی مان لیتے ہیں کہ آج مسلمانانِ اہلسنت کے یہاں میلادِ اقدس کے ذکرِ پاک کی مبارک محفلوں میں جن امورِ غیر کا اجتماع ہوتا ہے، یہ سب امورِ حسدِ صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی ایک مجلس میں اکٹھا نہ فرمائے۔ اور اپنے کسی جلسے کا نام محفلِ میلادِ پاک نہ رکھا تو اصل بات درہی ہے کہ نہ کرنا اور بات ہے اور منع کرنا اور چیز۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کام نہ کیا اور اس کو منع بھی نہ فرمایا، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کس نے منع کیا کہ اسے نہ کریں۔ اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نہ کریں تو تابعین رحمۃ اللہ علیہم کو کس نے روکا کہ وہ نہ کریں۔ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم نہ کریں تو تبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو کس نے منع کیا کہ اس سے پرہیز کریں۔ بس صرف اتنا ہونا چاہئے کہ وہ کام شریعتِ مطہرہ کے نزدیک برا نہ ہو۔

عجب کُلف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قطعاً نہ کرنا تو حجت نہ ہو اور باوجود اُن سب کے نہ کرنے کے تبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو کون سی اجازت ملی۔ مگر تبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں وہ خوب ہے کہ جب وہ بھی نہ کریں تو اب بعد والوں کیلئے راستہ بند ہو گیا اس بے عقلی کی کچھ حد بھی ہے؟

رابعاً — حقیقتہً الامور یہ ہے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے معاذ اللہ محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف یا غیرِ وکالت کا منافی یا بدعت سمجھ کر اس محفلِ شریف کی اس ہیئتِ کذابیہ سے ہرگز گریز نہیں کیا، بلکہ اُس کو اعلیٰ کلمۃ اللہ و حفظِ مہمۃ اسلام و نشرِ دینِ متین و قتلِ و قہرِ کافریں و اصلاحِ بلاد و عباد و اطفالِ آتشِ فساد و شاعتِ فرائض و حدودِ الہیہ و اصلاحِ ذاتِ البین و محافظتِ اصولِ ایمان و حفظِ روایتِ حدیث و غیرِ الامورِ کلّیہ سے فرصت نہ تھی، لہذا یہ امورِ جزئیہ مستحبہ تو کیا معنی بلکہ تاسیسِ قواعد و اصول و تفریعِ جزئیات و فروغ و تصنیف و تدوینِ علوم و نظمِ دلائلِ حق و ردِّ شبہاتِ اہلِ باطل و غیرِ الامورِ عظیمہ کی طرف بھی کابلِ توجہ نہ فرما سکے۔ مگر وہایت کی بنا شرکِ بدعت ہی کے دونوں لیے ستونوں پر ہے۔ وہیڑوں کو ہر جگہ شرکِ بدعت کے سوا کچھ نہیں سوجھتا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

خامساً — دیو کے بندوں، غیر مقلدوں، نجدیوں! ذرا ہوشیار ہو کر سنہیل جاؤ۔
 بولو بولو جلد بولو بہت جلد ان سوالوں کے جواب میں اپنے لب کھولو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اپنے زمانہ اقدس میں اپنے لئے مجلس میلاد شریف قائم کرنے سے منع فرمایا، اپنے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مجلس میلاد شریف کو منع کرنے کا حکم دیا، صحابہ کرام تابعین عظام امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے اس مجلس مبارک سے منع کیا۔ اگر نہیں منع کیا تو ان کی خلاف چل کر اب محفل میلاد شریف کو منع کرنے کی بدعت جاری رکھنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ بدعت کسے کہتے ہیں؛ بدعت کی تعریف اگر مجلس میلاد شریف کو منع کرنے پر صادق آجائے تو پھر کیا محفل میلاد مبارک سے ممانعت کرنا جائز ہے، محفل میلاد شریف کے روکنے کو اتباع شریعت کا ذریعہ کہنے والے بتائیں کیا صحابہ کرام اور امامان دین نعوذ باللہ متبع شریعت نہ تھے۔ اگر وہ متبع شریعت تھے اور یقیناً تھے بلکہ ہم سے بدرجہا زائد متبع شریعت تھے، تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کر کے اتباع شریعت کیوں نہ دکھایا۔ محفل میلاد شریف سے ممانعت کرنے کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذریعہ بتانے والے بولیں کیا صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معاذ اللہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نہ تھے۔ اگر وہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم تھے تو انھوں نے محفل میلاد شریف سے ممانعت کر کے محبت کیوں نہ دکھائی۔ کیا یہی بات ہے کہ وہ اس مجلس مبارک سے منع کرنے کو بدعت سمجھ کر اس کی ممانعت سے پرہیز کرتے رہے۔ محفل میلاد شریف کو روکنے اور اس کی ممانعت کرنے سے صحابہ کرام و بزرگان دین ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے گریز کرنے اور بچنے کی وجہ کیا ہے؟

کیا ہے؟ گندے ایلیمی پھندے شرک و بدعت کے دھندے میں دم کہ وہابی دھرم کے اصول کی پابندی کرتے ہوئے ان بارہ سوالوں کا جواب لاسکے، کیا ہے کسی وہابی دیوبندی غیر مقلد نجدی کو بہت کہ قواعد و ہدایت و ضوابط دیوبندیت سے ان بارہ سوالات کا جواب دے کر محفل میلاد مبارک کو حرام کراسکے؟ واللہ العجیب القاہر۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہِ وَعَلٰی الْاٰلِہِ الصّٰلَاحَہِ وَالسّٰلَمَہُ وَاللّٰہُ رَسُوْلُہُ اَسْلَمَ عَلٰی جَلَالِہُ وَصَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

41

مجلس مولود میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھ کر قیام تعظیمی کیا جاتا ہے تو ثبوت کے ساتھ بتایا جائے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا نام شہنشاہ کریم صحابی یا امام نے کبھی تعظیمی قیام کیا ہے؟
 بینوا توجروا۔

الجواب اللهم هداية الحق والصواب:

عَافٍ بِاللَّهِ سَيِّدَنَا سَمِعْنَا مَوْلَانَا سَيِّدَ جَعْفَرٍ رَزَقْنِي قَدَسَ اللَّهِ تَعَالَى سِرُّهُ الْعَزِيزُ رَأَيْتُهُ بِرَأْسِ الْأَمَلِكِ
عَقْدَ الْجَوْهَرِ فِي مَوْلِدِ النَّبِيِّ الْأَزْهَرِ “ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ فِي فَرَسَاتِهِ هِيَ
يَعْنِي عِيْشَةَ زَيْنَبُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ كَيْ ذَكَرُوا لَا
مَقْدَرُكَ دَقَّتْ قِيَامُكَ بِرَأْسِ الْأَمَلِكِ فِي مَقْعَدِهَا سَمِعْنَا بِهَا
مَعَابِرَ رَوَايَتِ وَرَوَايَتِ تَحْتِ تَوَاتُؤَاتِهَا فِي أَسْكَرَاتِهَا
نَهَائِثَ مَرَادِهَا وَمَعَايِثَ مَقْصُودِهَا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ
وَاللَّهُ تَعَالَى وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِجَلَالِهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ

24

تاریخ ایجاد میلاد مروجہ و قیام تعظیمی تحریر فرمایا جائے اور یہ بھی واضح فرمایا جائے کہ اس کا موجد اول کون ہے، نیز ائمہ اربعہ کے بعد رائج ہوا ہے یا قبل، مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں؟

الجواب اللهم هداية الحق والصواب:

جوابت سابقہ میں ہم بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتا چکے کہ محفلوں مجلسوں
مخفولوں میں حضور سید الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس نہایت تعظیم و احترام و تمجید و اکرام
و شوق و اہتمام کے ساتھ حضراتِ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام برابر مناتے رہے۔ حضراتِ معبودِ اکرام
و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مناتے رہے۔ حتیٰ کہ خود اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

یعنی اور اے محبوب یاد کرو جب اللہ نے تم انبیوں سے عہد لیا کہ ضرور میں تم کو کتاب و حکمت عطا فرماؤں گا پھر تمہارے پاس ایک عظمت والا رسول تشریف لائے گا، جو تمہارے ساتھ کی چیزوں کی تصدیق فرمائے والا ہو گا تم ضرور ضرور اس پر ایمان

اَصْرِي وَالتَّوَّابُ فَاسْتَجِبْ لِي وَانَا
مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ
ذَلِكَ فَاُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝
لاکے اور ضرور اس کی مدد کرے گا اللہ نے فرمایا کیا تم نے
اقرار کیا اور اس بلند عظیم الشان عہد پر میرا بھاری ذمہ لیا
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی ہم سب نے اقرار کیا
اللہ نے فرمایا تو تم سب گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھر چلے تو وہی لوگ
بے شک میں۔

کلام عرب میں شعر تراخی کیسے آتا ہے۔ اس میں اشارہ فرمایا کہ وہ رسول تم سب کے بعد آئیں گے، آخر
الانبیاء ہوگا۔ رَسُوْلٌ میں تَنْوِیْنِ تَفْخِیْرٌ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ وہ رسول واجب التعلیم ہوگا
اس کی تعلیم و توفیر ضروری و لازم ہوگی۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرح تمام ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی
ہر ایک قسم کے گناہ سے معصوم ہیں۔ پھر بھی اللہ وحدہ لا شریک لہ نے اپنی توحید کی عظمت ظاہر فرمانے کے
لئے ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ اِنَّ اِلٰهَ مِنْ دُونِهِ كَذٰلِكَ
یُجْزٰیہُ جِجَارًا ۝
یعنی اور ان فرشتوں میں سے جو کوئی کچھ کیسے مسعود ہوں اللہ
کے سوا تو اس کو ہم بدلہ دیں گے جتنی ایسے ہی ہم بدلہ دیتے
ہیں ظالموں کو۔

یعنی اگرچہ کوئی فرشتہ میری نافرمانی نہیں کر سکتا لیکن میری توحید کی وہ عظمت ہے کہ اگر کوئی شخص فرشتہ
ہوتے ہوئے بھی بغرض محال میری توحید کے خلاف خدائی کا دعویٰ کرے تو وہ بھی جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اسی
طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کی جلالت بیان فرمائے کیسے ارشاد فرمایا کہ اس
عہد و پیمان کے بعد جو کوئی رسول جو کوئی نبی پھر جائے تو وہ بھی فاسق ہو جائے گا۔ یعنی اگرچہ کوئی نبی کوئی رسول
میری نافرمانی نہیں کر سکتا لیکن میرے محبوب کی رسالت وہ جلیل الشان ہے کہ اگر کوئی شخص نبی و رسول
ہوتے ہوئے بھی بغرض محال میرے محبوب کی رسالت پر ایمان نہ لائے اسکا ناپاک پاکر بھی ضرورت کے وقت
اس کی مدد نہ کرے تو وہ بھی بے حکم بن جائے۔ بتا دیا کہ فرشتہ و نبی بھی اگر بغرض محال توحید خدا اور رسالت
مُصْطَفٰی جَلَّ جَلَالُہُ و صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف بغاوت کرے تو نہ اس کی ملکیت سلامت رہے
نہ اس کی رسالت، وہ جہنمی اور بے حکم ہو جائے۔ پھر کسی مولوی کی مولویت، کسی پیر کی مشیت کیا

فرشتے کی ملکیت اور نبی کی نبوت سے بھی بڑھ سکتی ہے کہ کوئی مولوی کوئی پیر اگر اللہ وحدہ لا شریک لا کو عیب لگائے اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان گھٹائے، دشنامیں سنائے پھر بھی اسکی مولویت اس کی پیری میں فرق نہ آئے نہ اس کے ایمان و اسلام میں کچھ خلل پڑے پائے۔ وَلَا خَوَلٌ وَلَا قُتُولٌ إِلَّا بِإِذْنِ الْحَيِّ الْعَظِيمِ۔

محفل میلاد شریف اسی کا نام ہے کہ لوگوں کو جمع کر کے ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضائل کریمہ و مناصب جمیلہ اور ولادت مقدسہ کا ذکر پاک سنایا جائے ان کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا شوق دلا یا جائے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نافرمانی سے بچایا جائے۔

اللہ عزوجل نے بھی تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کو بزم بیستان میں اکٹھا فرما کر ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے واجب التعظیم، نبی الانبیاء، سید المرسلین و آخر النبیین ہونے کا ذکر سنایا، ان سے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لانے اور اپنے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدد کرنے کا اقرار لیا اور اس عہد مبارک سے پھر جانے کے وبال عظیم سے ان کو آگاہ فرمایا اور شجرہ کھجور فرما کر وہ تم سب کے بعد پیدا ہو گا ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد اقدس یعنی ذکر پیدائش مقدس بھی سنایا۔

تو آیت مبارکہ نے صاف روشن فرمادیا کہ سب سے پہلی بزم میلاد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہ السلام و التنازل عالم ارواح میں منعقد ہوئی تھی جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد پاک سننے والے حضرات انبیائے کرام و مرسلین تھے علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا میلاد شریف سننے والا خود اللہ رب رکعتی تھا۔ "اِذْ كَلَّمَكَ فَرَاكَ اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس جلسہ میلاد اقدس میں تعین بزم بھی تھی۔ النبیین جمع ذکر سلام پر لام استغراق فرمانے سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس بزم میلاد مقدس میں تدائی بھی تھی کہ سب بیوں کو بلا یا گیا تھا۔ اجتماع بھی تھا کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس بزم مقدس میں جمع تھے۔ کھڑا ہونا، بیٹھا لیٹا یہ سب قسم کی شانیں ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جسم و جہانیت سے پاک مشرہ ہے۔ مگر "رَسُولٌ" میں تنوین تغنیم فرما کر اشارہ فرمادیا گیا کہ اس رسول کی توقیر و تعظیم واجب و ضروری ہے تو قیام تعظیمی بھی اس میں داخل ہے (یہ اس مخصوص)

طریقہ تعظیم کے جس کی ممانعت شریعت نے فرمادی ہو) اللہ تعالیٰ ابھی کھانے پینے سے جو جو پاک و منترہ ہے اور ارواح کی شان بھی کھانا پینا نہیں مگر اَنْ تَشْكُرُوْا مِنْ كُتُبٍ وَحِكْمَةٍ طے سے اس طرف اشارہ ہو گیا کہ اس روحانی بزم مقدس میں نبوت و رسالت و کتاب و حکمت کے حصے تقسیم ہوئے تھے۔
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَاِلٰہِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام

ہمارے اس بیان سے روشن ہو گیا کہ ذکر میلاد محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے پہلا سنانے والا خود اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ اور اُس کے سب سے پہلے سُننے والے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جبکہ کسی تاریخ کسی سن کسی مہینے کی ایجاد بھی نہ ہوئی تھی پھر اس کی تاریخ ایجاد کیونکر بتائی جاسکتی ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں نجدیوں کا یہ دروغ صریح و کذب قبیح ہے کہ اس مجلس میلاد اقدس کا موجبِ اول حضرت سلطان عادل عاقل جواد باذل صوفی کابر مل مظفر الدین ابوسعید شاہ اربل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتلاتے ہیں اور محفل میلادِ مبارک کو حضرت اربل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد کی ہوئی بدعت ٹھہراتے ہیں۔ مسلمانانِ اہلسنت خبردار ہوشیار رہیں۔ اُن خبیثا و ملاعنہ کے دھوکے سے بچیں۔ خوب یاد رکھیں کہ حضرت سلطان اربل مظفر الدین ابوسعید رحمۃ اللہ کے سر پر صرف اسی بات کا سہرا ہے کہ مجلس میلاد مقدس اُجکل مسلمانانِ اہل سنت میں جن امور خیر پر مشتمل ہوتی ہے جنکے مستحب مستحسن ہونے کا روشن و قاہر ثبوت قرآن عظیم ہی کی مبارک آیتوں سے ہم پیش کر چکے ہیں اُن سب کو ایک ہی بزم میں اکٹھا فرمانا اور ہر سال ماہ مبارک ربیع الاول شریف میں بارہویں تاریخ کو التزام و اہتمام کے ساتھ بلاناغہ اس مجلس مبارک کو منعقد کرنا اور اس بزم مقدس کا نام مجلس میلاد شریف رکھنا شاہانِ اسلام میں سب سے پہلے اُن ہی نے شروع کیا۔ اُن سے پہلے اس کا یہ نام نہ تھا۔ ہر سال ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہی میں اس کے منعقد کرنے کا التزام نہ محفل شریف میں جن امور خیر کو بعونِ حبیبِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہم قرآن حکیم ہی کے ارشاداتِ قاہرہ سے ثابت کر چکے۔ اُن سب کو ایک ہی مجلس میں اکٹھا کر دینے کا اہتمام نہ تھا۔ ورنہ ہم بیان کر چکے کہ ذکر میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پاک مبارک عظمتیں اُن سے پہلے بھی ہر زمانے ہر قرن میں برابر ہوا کرتی تھیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَاِلٰہِ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَام۔ یہاں اور بھی مباحث ہیں مگر ہم بنیال

اختصار اسوقت اسی قدر پر اختصار کرتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم
مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ۔

فاتحہ مروجہ (نذر و نیاز) یعنی مخصوص دن مقرر کر کے مثلاً ہر ماہ عربی کی پہلی جمعرات یا ربیع الثانی کی گیارہویں یا ۱۲ ربیع الاول، ۲۲ رجب، ۴ شعبان اور سانسے مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس پانی، پان چراغ، معہ چراغی، پیسہ، لوبان، اگر بتی، ہار پھول وغیرہ رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ خوانی کرنا، بعدہ متبرک سمجھ کر اغنیا واجب کو دینا اور خود مع اہل و عیال کھانا غرضیکہ تاریخ تعین و خاص اہتمام مذکورہ سے ایصال ثواب کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ اس کے کرانے سے کتنا ثواب اور نہ کرنے سے کتنا گناہ ہے۔ مفصل جواب قرآن و حدیث اقوال و افعال خلفائے راشدین و ائمہ اربعہ خصوصاً فقہ حنفی کی معتبرہ و متداولہ کتب سے مرحمت فرمایا جائے۔ بتینوا توجروا

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

نظاہر ہے کہ ہر ماہ کی نوچندی جمعرات یا ربیع الاول شریف کی بارہویں یا ربیع الآخر شریف کی گیارہویں، یا رجب مرجب کی چھٹی یا یسویں ستائیسویں یا شعبان معظم کی چودھویں یا شوال کی پہلی یا محرم کی دسویں یا کسی اور متبرک تاریخ کو مختلف برتنوں میں کھانا یا شیرینی گلاس میں پانی رکھنا چراغی کے پیسے یا چالیسویں اور برسی کے فاتحہ میں کپڑوں اور جوتوں کے نئے جوڑے بھی رکھ دینا قرآن عظیم کی یا اس میں سے چند مبارک آیتوں، کچھ مقدس سورتوں کی تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا ایصال ثواب ہی کیلئے ہے۔ پان رکھنا بھی فاتحہ پڑھنے والے کی تواضع و مدارات ہے۔ چراغ روشن کرنا تعظیم تلاوت ہے۔ لوبان اگر بتی سلگانا، خوشبودار پھول رکھنا قرآن عظیم اور ان فرشتوں کی جو تلاوت قرآن پاک کے وقت حاضر ہوتے ہیں تو قیور تعظیم ہے۔ ایصال ثواب کی دعائیں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے۔ جس کھانے شیرینی کا ثواب محبوبان خدا علی سید عالم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح طیبہ کو نذر کیا جائے اس کو تبرک سمجھ کر اپنے مسلمان اقربا و احباب فقرا و اغنیا اور اپنے اہل و عیال کو کھلانا خود بھی کھانا جائز و درست ہے۔

اصل اس نذر و نیاز کی یعنی مالی و بدنی عبادتوں کا ثواب پہنچانا، یہ تو حدیث شریف سے ثابت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آلہ وسلم کی سنت کریمہ۔ خود امام الطائفہ اسمعیل دہلوی اپنی صراط مستقیم

مطبوعہ مجتہائی پریس دہلی کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

”حضرت رسالت پناہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) سعد بن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) را بعد التماس ایشان کہ مادر من گاہ فوت شدہ و یارے گفتن نیافت اگر می یافت وصیت می کرد پس برائے وے اگر چیزے بکنم نفع بویے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن و بگو کہ این برائے مادر سعد است“ ————— یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے اس عرض کرنے کے بعد کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور کچھ کہہ نہ سکیں اگر بول سکتیں تو کچھ وصیت کرتیں۔ ان کیلئے اگر میں کچھ کام کروں تو ان کو نفع پہنچے گا۔ فرمایا کہ کنواں کھودو اور کہو کہ یہ کنواں میری ماں کیلئے ہے۔

سنی مسلمان بھائی ملاحظہ فرمائیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنواں تیار کرتے ہیں، وہاں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اے میرے رب اس تلاوت قرآن کا اس درود شریف کا اس مٹھائی کا اس کھانے کا اس پانی کا ثواب اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اور حضور علیہ و آلہ وسلم کے طفیل فلاں ولی فلاں بزرگ فلاں مسلمان کی رُوح کو پہنچا۔ پھر اصل ایصال ثواب کے سنت ہونے میں کیا شبہ رہ گیا۔ ہم نے کتب حدیث شریف سے حدیث شریف کی اصل عبارت مبارکہ پیش کرنے کے بدلے خود امام الطائفہ کی ”صراط مستقیم“ سے اس کا فارسی ترجمہ پیش کر دیا ہے۔ تاکہ کسی دہرے دیو کے بندے غیر مقلد کو اس پر لب کشائی کا موقع نہ رہے۔ یہی بابائے نجد یہ اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے۔

”نه پندارند کہ نفع رسانید باموات باطعام فاتحہ خوانی خوب نیست پیرایں معنی بہتر و افضل غرض آنست کہ مقید بر رسم نباید بود بے تعین تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد ہر گاہ ایصال ثواب بہ میت منظور دارد موقوف بر طعام نگذارد اگر میسر باشد بہتر است و الا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثوابہاست“

یعنی یہ نہ سمجھیں کہ مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیوں کہ یہ بات تو بہت اچھی اور افضل ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ رسم کے ساتھ مقید نہیں رہنا چاہئے۔ بغیر اس کے کہ تاریخ اور دن اور کھانے کی جنس اور قسم معین ہو جو وقت اور جس قدر بہت زاد ثواب کا باعث ہو عمل میں لائے اور جب کبھی مردوں کو ثواب پہنچانا

منظور ہر کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور اگر نہ ہو سکے تو سورۃ فاتحہ و سورۃ اخلاص کا ثواب محمد و آلہ میں سب سے بہتر ہے اور یہی امام الطائفہ اسی صراط المستقیم کے صفحہ ۵۵ پر لکھتا ہے۔

”ہر عبادت کے کوثر مسلمان کو انشاء و ثواب اسی بروج کے از گزشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الہی است۔ پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است و اگر آں کس کہ ثواب بر وحش میرساند از اہل حقوق اوست پس بہ مقدار حق دے خوبی رسانیدن ایں ثواب زیادہ تر خود شد۔ پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ و اعلا س و نذر و نیاز اموات شکر شریفیت“

یعنی مسلمان سے جو کوئی عبادت بھی ادا ہوگی اور اس کا ثواب دنیا سے تشریف لے جانے والے حضرات میں سے کسی کو بھی پہنچائے گا (اور اس کے پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الہی میں دُعا کے خیر کرنا ہے) تو بیشک یہ بات بہت اچھی اور مستحسن ہے اور اگر جس کی رُوح کو ثواب پہنچا رہا ہے وہ ثواب پہنچانے والے کے تقداروں میں سے ہے۔ تو جتنا اس کا حق ہے اتنی ہی اس ثواب پہنچانے کی بہتری زیادہ ہو جائیگی۔ تو جو امور رائج ہیں فاتحے اور بزرگوں کے عُرس اور دُنیا سے سفر کر جانے والوں کی نذر و نیاز اُن کی اتنی بات کے اچھے ہرنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور یہی بالوالہا یہ اسی ”صراطِ مستقیم“ کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے۔

”اول طالب و باید کہ با وضو و زانو بطور نماز بشیوہ فاتحہ بنام اکابرین ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنہری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہا خواجہ التہا بجناب حضرت نیر دپاک بہ توسط ایں بزرگان نماید و بہ نیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشور کار خود کردہ ذکر و ضروری شروع نماید۔“

یعنی پہلے طالب کو چاہیے کہ با وضو و زانو نماز کی طرح بیٹھے اور سلسلہ چشتیہ کے اکابر مثلاً حضرت خواجہ معین الدین چشتی و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاتھ پر رکھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب میں اُن بزرگوں کے وسیلے سے التہا اور پوری نیاز مندی اور زیادہ سے زیادہ گریہ و زاری کیسے تھ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی دُعا کرے اور ذکر و ضروری شروع کرے۔

اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ سوالات عشرہ محرم کے نویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرات امامین نمایند و برآں یعنی وہ کھانا جس کا ثواب حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

فاتحہ و قتل و درود خواند تبرک می شود خوردن آل بسیار خوب است۔

اور ان کے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب "آلہ انتباہ فی سلاسل ولیاء اللہ" میں فرماتے ہیں۔

پس وہ مرتبہ درود خواندہ ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی بر حضرت خواجگان چشت عموماً بخوانند و از خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔

اور "زبدۃ النصلح" پر یہی بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

اگر ملیدہ و شیر مرغ بنا بر فاتحہ بزرگ بقصد الثواب بر روح ایشان پزند و بخورند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیاراً خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شد پس اغنیاراً ہم خوردن جائز است۔

انبیٹھی و گنگوہی کی "براہمین و طاعہ" پر حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انوار سا طعہ چرٹھا ہوا ہے۔ اسی کے صفحہ ۹، و صفحہ ۸۰ سے ہم نے یہ پچھلی تینوں عبارتیں نقل کی ہیں جو بات جواب سوالات عشرہ پر تو انبیٹھی و گنگوہی نے یہ بکواس کی کہ۔ "شاہ عبدالعزیز کی طرف سے ہونے میں کلام ہے" حالانکہ یہ جوابات ان کے "فتاویٰ عزیزیہ" میں موجود ہیں۔ یوں تو ہر بے دین کو اختیار ہے کہ جس مسلم بزرگ کی کتاب میں اپنی بیدینی کا رد و ابطال دیکھے فوراً کہہ دے کہ اس کتاب کے ان بزرگ کی تصنیف نے میں کلام ہے۔ اس بکواس کا ثبوت دینے کی نہ انبیٹھی و گنگوہی کو کچھ ضرورت تھی نہ اس بے دین کو ہوگی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

دوسری بکواس یہ کہ "نیازا ماین" بھی صدقہ ہے کس طرح تبرک بن گیا بلکہ سب صدقات کو اوساخ الناس حدیث میں فرمایا ہے کہ بنی ہاشم کو منع ہوئے۔ حالانکہ حدیث شریف وقفہ منیف کا خادم خوب جانتا ہے کہ صرف صدقات واجبہ ہی کو بنی ہاشم کیلئے منع فرمایا گیا ہے صدقات نافلہ ہرگز لے واضح رہے کہ فتاویٰ عزیزیہ کی اول طہاعت خود یونہی لوں نے کرائی ہے۔

انسانوں کا میل نہیں۔ اور صدقاتِ نفل بھی ہاشم کے لئے ہرگز ہرگز منع نہیں۔ لیکن جو لوگ جَعَلَ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ عِشَاوَةً کے مصداق ہو گئے، ان کے امداد سے پن کا کیا علاج۔ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔

تیسری بجواس یہی کہ اور جو قرآن پڑھے جس نے سے تبرک ہوا ہے تو چاہے کہ جس گھر میں کوئی قرآن پڑھے سارے گھر کا طعام تبرک ہو جائے کرے۔ اب ان استاد و شاگرد پیر و مرید اعلیٰ و معتبر اعلیٰ دونوں سے کون کہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کب اور کہا ہے فرمایا ہے کہ صرف قرآن پڑھے جانے سے کھانا تبرک ہو جاتا ہے بلکہ وہ قویہ فرما رہے ہیں اور صاف صاف فرما رہے ہیں کہ جس کھانے پر شہرانی عظیم و درود پڑھ کر اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ کرام علی سیدہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نذر کر دے گا۔ تو بیشک اس کے گھر بھر کا وہ سب کھانا تبرک ہو جائیگا۔ مگر بات یہی ہے کہ فَإِنْهَا لَا تَنْفَعِي إِلَّا أَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْفَى الْقُلُوبَ الَّتِي فِي الصُّدُورِ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی دونوں عبارتوں کے متعلق صرف اتنی ہی بجواس کہ کے اعلیٰ و متعالیٰ دونوں چنیت ہو گئے کہ ”ثوب معلوم ہو گیا کہ فاتحہ و ان کے معنی ایصالِ ثواب کے ہوتے ہیں“ محبِ متعارف کے طور پر یا عرف عام کی وضع پر اب کون کہے کہ ادگت گوئی و انہیٹھی کے بند و ادلوں کے بندھوا اس بجواس سے کیا فائدہ تم کو پہنچا اور مسلمانانِ اہلسنت کا کیا بگڑا۔ مجلہ فاتحہ دینے والے مسلمانانِ اہلسنت جو کھانے میوے شربت چائے مٹھائی وغیرہ پر سورۃ فاتحہ و سورۃ کافرون و سورۃ شلق و سورۃ ناس اور درود شریف اول و آخر پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر کسی بزرگ کا یا کسی مسلمان کا فاتحہ دیتے ہیں ان کا مقصد بھی تو صرف یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کا ثواب اس کو پہنچا دے۔ مگر اس براہین قاطعہ انہیٹھی و گنگوہی کے صفحہ ۸۲ پر ”الوارساطو“ میں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی ایک اور عبارت زبارة النفاک مطبوعہ ۱۲۶۷ھ کے صفحہ ۴۴ سے منقول ہے۔ عبدالمکرم پنجابی کے اس اعتراض کے جواب میں کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ رکھا ہے کہ پابندی و التزام کے ساتھ ہر سال اسی تاریخ معین پر کیا کرتے ہو۔ فرماتے ہیں۔

ایں طعن مبنیٰ ست ہر جہل احوالِ مطعون علیہ زیرِ اکر غیر یعنی اس اعتراض کی بنا اس بات پر ہے کہ شاہ عبدالعزیز

از فضل شریعہ مقررہ را ہیج کس فرض نمی داند آری زیارت و تبرک بعبود صالحین و امداد ایشان باہر ثواب تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و ثواب است باجماع علماء و تعیین روز عرس برائے آن ست کہ آں روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل بدار الثواب۔

صاحب محدث دہلوی جو ہر سال معین تاریخوں پر اپنے باپ دادا پر دادا کا عرس کرتے ہیں ان کے حالات سے یہ اعتراض کرنے والا عبد الحکیم پنجابی جاہل ہے۔ کیونکہ شریعت اسلام نے جو فضل مقرر فرمادیے ہیں ان کے ہوا کسی اور چیز کو کوئی شخص فرض نہیں جانتا ہے۔ ہاں ہزرگوں کے مزارات کی زیارت کرنا اور ان سے برکت حاصل کرنا اور تلاوت قرآن و دعائے خیر اور کھانا شیرینی تقسیم کر کے ان سب چیزوں کا ثواب ان کی خدمات میں ہدیہ کر کے انکی مدد کرنا علیائے کرام کے اجماع سے اچھا اور بہتر ہے اور عرس کے دن کا تعیین اس لئے ہے کہ وہ دن اس بات کو یاد دلانے والا ہے کہ وہ اسی روز دار العمل یعنی دنیا سے دار الثواب یعنی آخرت کو تشریف لیگے۔

اس عبارت کے بعد شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے عرس کی اصلیت کو تفسیر درمنثور و تفسیر کبیر سے اس حدیث شریف کو لکھ کر ثابت فرمایا۔

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اِنَّہٗ كَانَ یَاتِیْ قُبُورَ الشُّہَدَاءِ عَلٰی رَاسِ كُلِّ حَوْلٍ وَكَانَ یَقُولُ سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنَعْمُ عُقْبٰی الدَّارِ وَالْخَلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ هَكَذَا یَفْعَلُوْنَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر سال کے سرے پر شہیدوں کے مزاروں پر تشریف لایا کرتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ تم پر سلامتی ہو اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو اچھا ہے پچھلا گھر اور چاروں خلفائے راشدین ابو بکر صدیق اکبر عمر فاروق عظیم عثمان غنی ذوالنورین و مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

اعلیٰ و اعمہ نے اس پر یہ بلواس کی کہ شاہ صاحب نے الزام یہ روایت نقل کر دی ہے ورنہ ہرگز قابل احتجاج کے نہیں۔ اعمین کے نزدیک قابل احتجاج نہ ہونے کا کیا اعتبار ان کے نزدیک تو خدا ہی معاذ اللہ جھوٹا ہے۔ تو خود کلام خداوندی بھی ان کے دھرم میں کب قابل احتجاج رہ گیا۔ والیاء باللہ تعالیٰ۔ مگر ان کے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے دادا پیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے تو اس حدیث شریف کو قابل احتجاج مان کر اس سے معترض پر الزام قائم فرمادیا۔ حدیث شریف لا تَتَّخِذُوا قُبُورَ عِبَادِیْ کَاَمْتَلَبِ تو یہ ہے کہ جاہلیت کی عیدوں کی طرح میرے مزار اقدس پر حاضر ہو کر لہو و لعب کھیل تماشے کے جلسے نہ کیا کرو بلکہ میرے

مزار اقدس کی زیارت کو ثواب اور عبادت الہی اور ذریعہ نجات اور سبب شفاعت تصور کر کے حاضری دیا کرو۔ پھر یہ حدیث صحیحین اس حدیث کے مزاحم و مخالف کیونکر ہو سکتی ہے اور اس سے مزارات اولیاء پر ان کے کھال کے دن مسلمانان اہلسنت کا جمع ہو کر ان کی زیارت کرنا ان سے برکت حاصل کرنا، وہاں تلاوت قرآن عظیم و درود خوانی و ذکر خدا و رسول جلی جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کے جلسے کرنا ان سب چیزوں کا اور کھانے، شیرینی، شربت کا ان کی ارواح مبارکہ کو ثواب پہنچا کر کھانا تقسیم کرنا کیونکر حرام و ناجائز ہو سکتا ہے۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ الصلوٰۃ والسلام۔

اور یہی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقدی شود اول کہ مردم روز عاشورہ یا یک دو روز پیش ازین قریب چہار صد یا پانصد کس بلکہ قریب ہزار کس زیادہ ازل فراہمی آید و درودی خوانند بعد ازاں کفیر می آید می نشیند و ذکر فضائل جنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ در حدیث شریف وارد شدہ در بیان می آید و آخرہ در احادیث اشہار شہادت این بزرگان وارد شدہ نیز بیان کردہ می شود بعد ازاں ختم قرآن و پنج آیت خوانندہ بر ماتحت صرف تہ نمود و می آید پس اگر ایں چیز ہانزد فقیر بزرگمی بود او را دم بر آن اصلاتی کردہ باقی ماند مجلس مولود شریف پس حالش ایں ست کہ تاریخ دوازدهم شہر ربیع الاول میں کہ مردم موافق معمول سابق فراہم شدند در خواندن درود شریف مشغول گشتند و فقیر می آید اولاً بعضی از احادیث فضائل اسی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آله وسلم مذکور می شود بعد ازاں ذکر ولادت

یعنی تمام سال میں فقیر کے گھر پر دو مجلس منعقد ہوتی ہیں پہلی محفل جبکہ عاشورے کے دن یا اس سے دو ایک روز پہلے چار پانچ سو بلکہ ہزار اور اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اسکے بعد جب فقیر آتا ہے اور بیٹھتا ہے اور حضرت سیدنا امام حسن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل جو حدیث شریف میں وارد ہوئے ہیں بیان ہوتے ہیں اور ان دونوں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے واقعات بھی جو حدیثوں میں آئے ہیں بیان کئے جاتے ہیں اسکے بعد قرآن عظیم ختم کر کے پنج آیت پڑھ کر جو کچھ حاضر ہوتا ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے تو اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوں میں فقیر ان کے محرم کی جرات ہرگز نہ کرتا۔ باقی رہی محفل میلاد شریف تو اسکا بیان یہ ہے، ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ جیسے ہی کہ لوگ معمول قدیم کے مطابق اکٹھا ہوئے اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو گئے کہ فقیر آجاتا ہے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آله وسلم کے کچھ ارشادات فضائل

باسعاد و نبردے از احوال رضاع و حلیہ شریف بعضے
آثار کہ دریں اوان نظہور آمد بمعرض بیان می آید پس
بر ما خضر از طعام یا شیرینی فاتحہ خواندہ تقسیم آں
بعک حضرت می شود۔

بیان کئے جاتے ہیں اسکے بعد ولادت مقدسہ کا بیان ہوتا
ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ
شیر خوار کی کچھ حالات اور حلیہ اقدس اور کچھ واقعات جو
اس وقت ظاہر ہوئے بیان ہوتے ہیں پھر جو کچھ موجود ہوتا
کھانا یا شیرینی اُس پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

براہین قاطعہ میں گنگوہی و انبیٹھی سے اس کے جواب میں بھوٹ موٹ کی بھی کچھ بکواس نہ ہو سکی لیکن
فتاویٰ گنگوہیہ مہموب حصہ اول مطبوعہ جدید برقی پریس، بلی ماران دہلی کے صفحہ ۹۲ پر ہے۔

”سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے کہ حضرت شاہ
عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب
واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟“

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں
بھی موجود ہے لہذا اس زمانے میں درست نہیں و علیٰ ہذا عرس کا جواب ہے۔ بہت اشیاء کہ اول
مباح تھیں پھر کسی وقت میں منع ہو گئیں۔ مجلس عرس و مولود بھی ایسا ہی ہے۔ فقط رشید احمد
گنگوہی عفی عنہ۔“

اس خبیث و ملعون فتوے میں گنگوہی نے صاف صاف بک دیا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہر سال عرس بھی کیا کرتے تھے مجلس ذکر شہادت بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ محفل میلاد شریف
بھی منعقد کیا کرتے تھے۔ ان جلسوں میں تداعی بھی ہوتی تھی یعنی لوگوں کو اعلان کر کے بلایا بھی جاتا تھا،
اہتمام بھی ہوتا تھا، اجتماع بھی ہوتا تھا، تارنجیں بھی معین ہوا کرتی تھیں، قرآن شریف کا ختم بھی ہوتا تھا، پنج
آیت شریف بھی پڑھی جاتی تھی، کھانے شیرینی پر فاتحہ بھی پڑھا جاتا تھا، حاضرین کو تبرک بھی بانٹا جاتا تھا۔
مگر ان کے زمانے میں یہ سب باتیں جائز و مباح و درست تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے زمانے میں ناجائز نا درست اور
حرام ہو گئیں۔ یعنی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک تو شریعتِ مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ
والتحیہ کے حکم سے عرس و مجلس ذکر شہادت و محفل میلاد شریف یہ سب باتیں جائز تھیں۔ لیکن اب گنگوہی کے
زمانے میں یا تو شریعتِ اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا زمانے کے حالات بدل گئے، یا معاذ اللہ شریعتِ اسلامیہ

منسوخ ہو کر گنگوہی پر نئی شریعت نازل ہو گئی۔ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حالات تو بدلے نہیں اس لئے کہ ”براہین قاطعہ“ میں گنگوہی و انبیٹھی نے تقیّد و تائبانہ ہی کو ملت نامہ وازی ٹھہرایا ہے۔ اور عبارت مذکورہ بالا میں تقیّد بھی ہے تائبانہ بھی ہے۔ کیونکہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تینوں کاموں کا التزام و اہتمام و تداعی کے ساتھ ہر سال بلا ناغہ مسیتین تاریخوں پر کیا کرتے تھے انھیں باتوں کا ہم گنگوہی و انبیٹھی نے تقیّد و تائبانہ رکھا ہے۔ تو اب دو ہی احتمال رہ گئے کہ شریعت اسلامیہ کے احکام بدل گئے یا گنگوہی پر نئی شریعت نے نازل ہو کر شریعت اسلامیہ کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اگرچہ اس ناپاک دستوے میں گنگوہی نے اپنے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کے واداپیر صاحب کو حرام و ناجائز و نادرست افعال کے ارتکاب سے بچانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن اسی امام الطائفہ نے ”تذکیر الاخوان“ مطبوعہ مکتبائیں پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۸۶ سے صفحہ ۸۸ تک بہت سی باتوں کو گنگوہی کے ان کا حکم صفحہ ۸۸ پر یہ لکھا ہے۔

”جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے مانوش اور خفا ہو اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس کیت کریم کے بموجب مسلمان نہیں۔“

ظاہر ہے کہ اسلام و کفر کے درمیان واسطہ نہیں۔ جو شخص کافر نہیں وہ مسلمان ہے اور جو شخص مسلمان نہیں وہ کافر ہے اور انھیں چیزوں میں محرم کی مطلق کرنا، زینع الاول میں مولود کی عقل ترتیب دینا، خرم مردوں کے کرنا بھی گناہ ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ ان تینوں چیزوں کی برائی معلوم کر کے مانوش اور خفا بھی ہوئے اور ان کاموں کا ترک کرنا ان کو برا بھی لگا۔ جیسا کہ عبدالحکیم پنجابی کا رد فرمایا اور صاف فرمادیا۔ ”اگر ایسی چیز مانزد فقیر جائز نہ ہو، اوقات رام براں اصلانی کرد“۔ معترضوں نے ان امور کو ناجائز کہا تھا۔ ان کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز نہ ہوتیں تو فقیر ان کو کرنے کی جرأت ہرگز نہ کرتا۔ تو تذکیر الاخوانی دھرم پر شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ تین وجہ سے کافر ہو گئے۔ اور ان کو اپنا واداپیر مان کر امام الطائفہ بھی کافر ہو گیا۔ اور اپنا امام مان کر گنگوہی بھی کافر ہو گیا۔ اور گنگوہی کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان مان کر سارے کے سارے واداپیر دیوبندی غیر مقلدین بھی کافر ہو گئے۔ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَلَالِ۔

ہم اوپر بیان کر چکے کہ اصل تذکرہ میلاد اقدس تو حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس سے چلا آتا ہے۔ بلکہ ہر نبی ہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مبارک محفلوں میں یہ تذکرہ منعقد کرتے رہے۔ بلکہ سب سے پہلے یہ تذکرہ مبارکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کی محفل مقدس میں خود اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا — لیکن بعض خصوصیات کے ساتھ چھٹی صدی ہجری کے آخر میں ملک عراق کے شہر موصل میں متقی دینار رضا علیہ السلام شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ نے شروع کیا اور اسلامی بادشاہوں میں پہلے حضرت ملک عادل بادشاہ عادل عالم عادل سلطان بادل صوفی کامل شاعر منظر الدین ابوسعید فرما کر اہل رحمتہ اللہ علیہ ان تخصیصات و تعینات کے ساتھ ۶۲۴ھ میں جاری کیا۔ اس وقت عرب مصر و شام و اندلس و روم وغیرہ تمام ملک اسلام کے تمام صنفی شافعی مالکی حنبلی شکیا کرام و فقہائے اعلام و مشائخ عظام و صوفیہ عالیقام کا اس عمل خیر کے جو اذواستحسان و استحباب پر اجماع منعقد ہو گیا۔

۶۵۴ھ میں فاکہانی پیدا ہوا۔ جس نے سب سے پہلے اس میلاد شریف کو حرام و ناجائز و بدعت سیئہ کہنے کی بدعت نکالی۔ اس مسئلے میں اسی فاکہانی مغربی کی تاکید پر گت گوی و انجیسی اور سارے کے سارے و بے ایمان اپنی کھوپڑیاں شریفہ منڈائے بیٹھے ہیں۔ ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کے سن میں اس نے یہ جہالت ایجاد کی ہوگی۔ تو اجماع منعقد ہو جانے کے کم از کم پینٹھ سال کے بعد فاکہانی خارجی اجماع ہوا۔ اور اجماع کا منکر حکم تہمینی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُسْلِمِينَ
فُوَتْهُ مَا تَوَلَّىٰ وَفُصِّلَ لَهُ جَهَنَّمُ وَمَا أُوْتِ
مَصِيرًا ۝

یعنی اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کا راہ سے جدا ہو چکا ہو مگر اس کے احوال پر چھوڑ دیں گے اور اس سے روزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ پٹنے کی ہے۔

مگر اس قدر تو گنگوہی کے اس پلید فتوے سے بھی ثابت ہو گیا کہ روز شیعہ محفل میلاد مبارک سے لیکر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے تک اس محفل مبارک میں کوئی ناجائز بات نہ تھی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے زمانے تک بھی یہ محفل مقدس شرعاً جائز تھی۔ تو خود گنگوہی کے اقوال سے بھی ثابت ہو گیا کہ گنگوہی و انجیسی کے مقتداؤں فاکہانی اور اس کے ہمنواؤں نے محفل میلاد شریف کو حرام

و ناجائز و بدعت سیئہ یکا ہے۔ وہ سب ان کی غلط اور جھوٹی بکواس ہے اور اپنے جی سے نئی شریعت گڑھنا اور اپنے نفس ناپاک کی ناپاک خواہش سے حلال کو حرام کرنا اور دُشمنۃ الختاس ہے۔ واللہ الحمد و علی حبیبہ والہ الصلاۃ والسلام۔

یہی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مبارک کتاب "تحفۃ اشنا عشریہ" مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ کے صفحہ ۲۱۴ پر فرماتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریہ طاہرہ اور اتمام امت برمتثال
پیراں و مرشدان می پرستند و امور تلوینیہ را بایشان
والبستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و
منت بنام ایشان رائج و معمول گردید چنانچہ با
جمع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ و بہہ اور انکی اولاد

پاک کی پیروی اور مرشدوں کی طرح تمام امت پرستاری

کرتے ہیں اور تمام عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے ان تمام امور

تکوینیہ کو ان کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور ان کے نام

پر فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت کا رواج و عمل

ہو گیا ہے جیسا کہ تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے

اب مسلمانان اہلسنت ملاحظہ فرمائیں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے کلام میں کتنے تقویۃ الایمانی ڈبل شرک بھرے

ہوئے ہیں۔ فاتحہ مروجہ ایک شرک، انکے نام کی نذر و منت دوسرا شرک، پیر پرستی امام پرستی علی پرستی تیسرا چوتھا

پانچواں شرک، اس پرستاری و بندگی پر تمام امت مرحومہ کا اجماع چھٹا بھاری شرک، فتح و شکست، تنہا پرستی و

بیماری، دولت مند و تنگ دستی، جینا مرنا، اولاد ہونا نہ ہونا، ملنا نہ ملنا، بادشاہ ہو جانا فقیر بن جانا اور ان کے مثل

احکام تکوینیہ کا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وائمۃ اطہار و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ وابستہ ہونا

ساتواں لاکھوں کروڑوں بشر کوں کا مجموعہ اشد شرک، اس سے وابستہ جاننے پر تمام امت مرحومہ کا اجماع ہوا اٹھواں

سخت ترین شرک۔ ایک کا کوروی۔ سنبھلی۔ دیوبندی۔ ندوی۔ گوندوی۔

بہرائچی۔ غیاث پوری۔ پھولپوری۔ سمبھلی۔ لبکوہری۔ بیت اللہاری۔

سمروی۔ جھنڈانگری۔ شاہجہانپوری۔ بہرام گھاٹی۔ لاہر پوری۔ ٹانڈوی۔ بلرامپوری۔

نانپاروی۔ راندیری۔ ڈھائیسی۔ تھارپور۔ گھنٹی۔ رسولی۔ کشکی۔ پراپوری۔

بھروٹیوی۔ کور و بڑھیاری۔ وغیرہم۔ سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین

ایک ہرے سے بول چلیں کہ تقویۃ الایمانی دھرم پر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ معاذ اللہ لاکھوں کروڑوں ابو جہول

کے برابر تنہا پکے کٹے مُشرک و مُشرک گر جوئے یا نہیں۔ اور ان کا غلام ان کا شاگرد ان کے مرید کا مرید ان کا ملاح ان کو امام و ولی چناؤ و جنیں ماننے والا امام الطائفہ اسمعیل دہلوی بھی کر ڈروں ابو جہلوں کے برابر اکیلا پکا کٹا مُشرک و مُشرک گر ہو یا نہیں اور اس کو اپنا امام و مقتدا مان کر تھا لوی، انبیٹھی، گنگوہی، نالوتوی کر ڈروں ابو جہلوں کے برابر چاروں میں سے ہر ایک پکا کٹا مُشرک و مُشرک گر ہو یا نہیں۔ اور پھر ان پانچوں کو اپنا امام و پیشوا مان کر کر ڈروں ابو جہلوں کے برابر تم ساروں کے ساروں میں سے ہر ایک بھی پکا کٹا مُشرک و مُشرک گر کافر و کافر گر مُرتد و مرتد گر ہو یا نہیں۔ بولو! بولو! ارے جلد بولو۔ کیا تم میں سے کسی سے مُسکن ہے اس کا جواب، یا آج ہی سے یلعنُ بعضُکمُ بعضًا کا ظہور بے حجاب۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِهِ وَالِہِ الصَّلٰةُ وَالسَّلَام۔

تنبیہ نبیہ :

کوئی غیر مقلد یوں مکاری کر کے اس قاہر وار سے اپنا بیچا نہیں چھڑا سکتا کہ ہم تو شاہِ صفا کے مقلد نہیں، پھر ہم کو اس سے کیا مطلب کہ انھوں نے کیا لکھا، ہم تو صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں۔ سنو سنو! کان شریف کا میل نکلو اگر سنو! جب تک تم تقویۃ الایمان جیسی ملعون کتاب کو حق جانتے ہو، اس کے مُصنّف کو اپنا پیشوا مانتے ہو اس وقت تک اس لا جواب قاہر وار سے تمہارا بیچا نہیں چھوٹ سکتا تمہیں بولنا پڑے گا کہ تمہارے ناپاک ملعون تقویۃ الایمانی دھرم پر شاہِ صفا علیہ الرحمہ کو ان کے اس کلام کے باوجود مُسلمان مان کر تم سارے کے سارے تمام ملعونوں سے بڑھ کر کافر ہوئے یا نہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالِہِ الصَّلٰةُ وَالسَّلَام۔

اب تو معلوم ہو گیا کہ امور مذکورہ سوال ہذا کا جواز و استحباب و استحسان بقول شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ اجماعِ اُمت سے ثابت اور اجماعِ اُمت کا مُمنکر بحکم قرآنِ عظیم جہنمی ہے لیکن وہابی — دیوبندی — غیر مقلدِ جمعیتہ العلماء — الیاسی — مودودی — امارتِ شری — جب تک اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ سے توبہ صحیحہ شرعیہ کر کے سُنی مُسلمان نہ ہو جائے اس وقت تک وہ میلاد شریف کرے یا نہ کرے قیامِ تعظیمی دست بستہ بجالائے یا اس سے محروم رہے، صلاۃ و سلام پڑھے یا نہ پڑھے، فاتحہ نذر و نیاز

کو جائزے یا نہ مانے، فاتحہ و نذر و نیاز کا کھانا کھائے یا نہ کھائے۔ ہر صورت ہر حال میں بحکم شریعت مطہرہ کا فرہ، مرتد ہے، ملحد ہے، زندقہ ہے۔ اور معاذ اللہ بے توہینرگی تو ہمیشہ کیلئے مستحق عذابِ اخرت ہے بحکم شریعت مطہرہ و سنی مسلمانوں پر ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول، کھانا پینا، بیابہ شادی، درشتہ نامہ حرام۔ اُن کی اقتدا میں نماز حرام۔ بلکہ اُن کے عقائد کفریہ پر اطلاق کے بعد ہر تو مبطل اسلام۔ وہ راستے گلی میں ریل جائیں تو اُن کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو اُن کو دیکھنے کیلئے جانا حرام۔ وہ مڑ جائیں تو اُن کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اُن کی نماز جنازہ پڑھنا حرام۔ اُن کو چہرہ دینا حرام، اُن کا ذبیحہ کھانا حرام، اُن کے جلسوں میں جانا حرام، اُن کی تقریر سننا حرام۔ عوام کو اُن کی تحریر دیکھنا حرام۔ اُن کی موت و زندگی میں اُن پر مرتدین کے جسد احکام۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَافْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی حَبِیبِہِ سَیِّدِ الْاَنْامِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الْکَوَامِرِ وَ اصْحَابِہِ الْاَعْلَامِ وَ اَبْنِہِ الْغَوِثِ الْاَعْظَمِ۔ الْفَقِیْرُ الْوَالِیْسُ عَمِیدُ الرِّضَا مُحَمَّد شَمْسُ عَلٰی خَان الْقَادِرِ الْبِرْکَاتِی الرِّضْوِی الْکَلْبُوْی غُفْرَ لْہٗ وَالْاَبْوِیْرُ وَالْاَبْرُوْا حَبَابِہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

ساکن محلہ بھورے خال من بلدہ جلی بھیت۔ فی الہند

خواتین کی محفل میلاد شریف سے متعلق ایک ضروری فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ عورتوں کو عورتوں کے مجمع میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر مبارک سُننا یا سُننا، سُننا یا اہل کربائے بیابان یا عورتیں اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہ کر دی گئی ہیں۔ وہ حضور کا ذکر مبارک یا نعمت شریف یا آپ کی ولادت کا بیان یا عورتوں کو پند و نصائح عورتوں کے مجمع میں بھی زبان پر لا ہی نہیں سکتیں۔ کیا صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے یا سلف صالحین میں عورتوں نے عورتوں کو کبھی ذکرِ خیر سُنایا ہی نہیں۔ پس حضور کی تعریف و توصیف کا حق صرف مردوں کو ہے خواہ ظنم ہو یا شرعاً عورتوں کو قطعاً جائز ہے ہی نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت؟

جینوا توجروا۔ المستفتی: مولانا ابوالفضل الحاج محمد عمر صاحب قادری چشتی دارقہ لکھنوی۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے محبوب حضور

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے **وَلَا تُعْنَا لَكَ ذِكْرُكَ** یعنی اور ہم نے تیرے لئے تیرے ذکر کو اونچا کیا۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا **جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِي وَفَوْقَ ذِكْرِكَ ذِكْرِي** یعنی تجھ کو اپنے ذکر سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تیرا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔ ان الہی ارشادوں سے صاف روشن کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بالکمال اللہ تعالیٰ ہی کا ذکر اقدس ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْ اٰکَرَمَ اللّٰہُ کَثِیْرًا وَّالَّذِیْ اٰکَرَمَ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمْ مَغْفِرَةً وَّاجْرًا عَظِیْمًا
یعنی وہ ایمان والے مرد جو اللہ کا ذکر بہت کرنے والے ہیں اور ایمان والی عورتیں جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہیں ان کے لئے مغفرت اور بہت بڑے ثواب کو تیار کر رکھا ہے۔

ثابت و روشن ہو گیا کہ جو مسلمان مرد یا عورتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک کر کے اُن کیلئے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے بخشش و اجر عظیم مہیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
فَاذْكُرُونِیْ اَذْ کُنتُمْ وَاَشْكُرُوا لِیْ وَ لَا تَکْفُرُوْنَ یعنی تو اے ایمان والو تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں بھی حدیث قدسی وارد ہوئی کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے
مَنْ ذَکَّرَنِیْ فِیْ نَفْسِیْ اَذْ کُنتُ فِیْ نَفْسِیْ وَ مَنْ ذَکَّرَنِیْ فِیْ مَلَأْتُ ذَکْوَبَہُ فِیْ مَلَأْتُ خَشِیْرَہُ یعنی جو میرا ذکر تنہائی میں کرے گا میں اس کا ذکر تنہائی میں کروں گا اور جو کسی مجلس میں میرا ذکر کرے گا میں اسکی مجلس سے بہتر مجلس دوں گا۔

اس حدیث قدسی کو اس حدیث قدسی کے ساتھ ملانے سے نتیجہ ظاہر و روشن کہ جو مسلمان مرد عورت تنہائی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی تنہائی میں اس کا ذکر فرمائے گا۔ اور جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت کسی جمع میں حضور اکرم نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرے اللہ تعالیٰ بھی اس کے جمع سے بہتر جمع میں اس کا ذکر فرمائے گا۔

لہٰذا اگر کسی مسلمان عورتیں عورتوں کے ایسے جمع میں جو مکلاہی و اسباب فسق و فجور سے پاک ہو، احکام شرعیہ کے موافق، صحیح روایتوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک

نشر میں یا نظم میں سنائیں تو شرعاً جائز ہے، مستحسن ہے، باعث ثواب عظیم و ذریعہ حصول مغفرت و اجر عظیم ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاذْكُرْنَ مَا يُبْتِغَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا۔

وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ بِجَلَالِهِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ

فقیر الموفق عبید الرحمن محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنؤی
غفرلہ و حفظ ربہ العزیز۔

۱۲ ربیع المرجب ۱۴۰۸ھ روز شنبہ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۵۹ء

بیت خادور افتخار



بیت خادور



ایک ایک کی طرح خریدیں، جس کی ضرورت ہو تو کتب خانہ سے
مطلب فرمائیے، ہر کتاب کی قیمت کم ہو جائے گی، اگر کسی کتاب کی قیمت
کم نہ ہو تو اس کی قیمت سے کم ہو جائے گی، اگر کسی کتاب کی قیمت کم نہ ہو تو اس کی قیمت سے کم ہو جائے گی

اس کی طرح خریدیں، جس کی ضرورت ہو تو کتب خانہ سے

مطلب فرمائیے، ہر کتاب کی قیمت کم ہو جائے گی، اگر کسی کتاب کی قیمت کم نہ ہو تو اس کی قیمت سے کم ہو جائے گی

ASKARI ACADEMY

Plot 44, Opp. Nishat Market, 141/142, Karol Bagh, New Delhi (U.P.)
Phone: 1977 12254, 1977 12255, 1977 12256

Fig. 246

سَلَامٌ عَلَیْہِ

از حضرت علامہ ارشد العادری رضوی صاحب قلم (علیہ الرحمۃ والرضوان)

مدیر المدینۃ فیض العلوم - دھکیڈیہ - جمشید پور بہار

سیدی دامت برکاتہم العتسیہ تحفہ سلام عقیدت

یہ استفتاء حاضر کیا جا رہا ہے۔ یہاں کی جامع مسجد پر ایک دیوبانی قابض جس نے عداوت رسول کے نشے میں نقشہ نعل اقدس پھاڑ کر پھینک دیا۔ اس وقت سارا شہر اس کے خلاف مشتعل ہے۔ چند دو ہندو دیوبانی اس کی حمایت پر ہیں۔ مثنویاں مسجد بھی دیوبانی ہیں۔ لیکن عوام کی برگشتگی یقین دلا رہا ہے کہ بہت جلد وہ مسجد سنیوں کے قبضے میں آجائے گی۔ دیوبند سے یہاں کے دیوبانیوں نے استفتاء کیا ہے اور یہ صراحت طلب کی ہے کہ نقشہ نعل اقدس پر جو عبارت طبع ہے وہ قرآن کی آیت ہے اور اس میں قرآن کی توہین ہے۔ حضور کے نعل شریف کو بغرض اہانت جوڑتے سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسلئے حضور نعل طہور پر جواب مرحمت فرمائیں۔ بڑی نازک ترین صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔

صاحبزادگان عالی وقار کو سلام۔

الجواب :-

اللہم ہدایۃ الحق والصواب :-

دیوبندیوں دیوبندیوں کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیبیں اور اس کے محبوب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں۔ دیوبانی دیوبندی ان گنت جیوں بے دیوبندی اور عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد خارج از اسلام ہیں۔

عبد الشکور کا کو روئی نے اپنے اخبار "النجم" جلد ۱۱ نمبر ۱۱ صفحہ ۱۶ پر لکھا "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے۔" دیوبندیہ کا عقیدہ نجر ہے کہ "مَنْ جَعَلَ الْأَنْبِيَاءَ أَوْ الْمَلَائِكَةَ أَوْ الْأَوْلِيَاءَ وَ سَائِطَ بَيْتِهِ وَ بَيْنَ اللَّهِ يَشْفَعُوا لَهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَهُوَ كَافِرٌ مُشْرِكٌ حَلَالُ الدَّمِ مُبَاحُ الْمَالِ" (تحفہ مخفیہ دیوبندیہ صفحہ ۵۹)۔ یعنی جو شخص انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ و واسطہ مانے اس لئے کہ وہ اللہ

تبارک و تعالیٰ کے حضور اس کے لئے شفاعت کریں تو وہ کافر مشرک ہے اس کا خون بہانا حلال ہے اس کا مال مٹا
مبارک ہے۔ یہ تو نجدی و بایہوں کے گندے عقیدے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بندوں کا اس
کے دربارِ عزت میں شیعہ ہونا اور اللہ عز و جل کے حضور اس کے بندوں کیلئے ان کا واسطہ و وسیلہ ہونا ضروریات
دین میں سے ہے۔ ان مبارک عقیدوں کی تصریح اللہ رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں بھی فرمائی ہے۔
اللہ رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے۔ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی ۖ وَابْتَغُوا مِنْ
عِبْدِ اللَّهِ حَمِیدٌ وَابْنٌ حَرِیرٌ وَابْنُ النَّذْرِ وَابْنُ ابْنِ حَاتِمٍ وَارْزُقُوهُنَّ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کی قال اشرف قدھیہ فی المقام آیت بیئت۔ فرمایا
کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے
جسے اللہ عز و جل آیت بیئت فرما رہا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔

الْفُضَيْلَةُ الثَّانِيَةُ الْبَيْتُ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ
وَهُوَ الْحَجَرُ الَّذِي وَضَعَ إِبْرَاهِيمُ قَدَمَهُ
عَلَيْهِ فَجَعَلَ اللَّهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيْ إِبْرَاهِيمَ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ ذَلِكَ الْحَجَرِ
سَائِرَ أَجْزَائِهِ كَالطِّينِ حَتَّى غَاصَى فِيهِ
قَدَمُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهَذَا
فَمَا لَا يَقْدَرُ عَلَيْهِ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَنْظُرُ
إِلَّا عَلَى الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ رَفَعَ إِبْرَاهِيمُ
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَدَمَهُ عَنْهُ حَلَفَ
فِيهِ الصَّلَاةُ الْحَجَرِ مَرَّةً أُخْرَى ثُمَّ
أَنَّ تَعَالَى أَلْقَى ذَلِكَ الْحَجَرَ عَلَى سَبِيلِ
الْإِسْتِمْرَارِ وَالِدَوَامِ فَهَذِهِ أَنْوَاعُ مِنَ الْآيَاتِ الْعَجَبِيَّةِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْبَاهِرَةِ أَظْهَرَهَا اللَّهُ
تَعَالَى فِي ذَلِكَ الْحَجَرِ۔

یعنی کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے یہ وہ
پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا
قدم مبارک رکھا۔ تو جتنا حصہ ان کے زیر قدم آیا آخر
مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ حق
قدرت الہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس جگہ
میں پتھر کی سختی پیدا کر دی کہ وہ نشانِ قدم محفوظ رہ گیا۔
پھر اسے حق سبحہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے محفوظ فرما دیا
تو یہ قسم قسم کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

الآیَاتِ الْعَجَبِيَّةِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْبَاهِرَةِ أَظْهَرَهَا اللَّهُ

ارشاد العقل السليم میں ہے۔

إِنَّ كُلَّ وَلَدٍ مِنْ أُمَّةٍ مَدِينَةٍ فِي حَضْرَةِ
صَمَاءَ وَغَمَامَةٍ قِيَمًا إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَلَا نَهْ
بَعْضُ دُونَ بَعْضٍ وَأَبْقَاهُ دُونَ سَائِرِ
آيَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
حَفِظَهُ مَعَ كَثْرَةِ الْأَعْدَاءِ الْوَفَّ سَنَةً آيَةً
مُسْتَقْلَةً۔

یعنی اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا
بلکہ پتھر ایک نہایت نہ فرمایا آیات فرمایا جمع کے ساتھ
اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان
قدیم ہو جانا ایک۔ اور ان کے قدموں کا گٹھن تک
اس میں پیر جانا دو۔ اور پتھر کا ایک حصہ نرم ہو جانا
باقی کا اپنے حال پر رہنا تین۔ اور معجزات انبیاء

سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار۔ اور بارہ صنف کثرت اعداد ہزاروں برس اس کا
مخروط رہنا پانچ۔ یہ ہر ایک بجائے خود ایک کثرت اور معجزہ ہے۔
اور فرماتا ہے عزوجل۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ الْخَبَشِ صَفَا اور مردہ اللہ کی نشانیاں ہیں صفا اور
مردہ دو پہاڑیاں ہیں جن پر ایک عظیم نبی کی حرم محرم اور ایک عظیم نشان نبی کی والدہ ماجدہ خدیجہ بنت خویلد یعنی حضرت
ہاجرہ پائی گئی جس میں دوڑی تھیں، ان دونوں پہاڑیوں کو اپنی نشانیاں قرار دے۔ یہی نہیں بلکہ نبی عظیم
عبادت یعنی حج مبارک کے ارکان میں سے ایک رکن قرار فرمادیا۔۔۔ اللہم ارزقنا من
شعائرك ومن آثار حبيبك الكريم عليه وعلى آله وصحبه وحزبه وعترة واهل
بیتہ وذریاتہ الصلوٰۃ والسلام۔

اور اللہ رب العزت جل جلالہ فرماتا۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِمْ أَنْ يَأْتِيَهُمُ
الْثَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ
مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ
الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

یعنی نبی اسرائیل کے نبی ثمویل علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طاوت کی نشانی یہ
ہے کہ آگے تمہارے پاس پاس تابوت جس میں
تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسیٰ
وہارون کے چھوٹے بھائی تیرکات ہیں فرشتے

اُسے اٹھا کر لائیں بیشک اس میں تمہارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہ، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس اطاعت میں نہ گرتے فتح پاتے۔ اور جس مُراد میں اس سے توکل کرتے اجابت دیکھتے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔۔۔ قَالَ كَانَ فِي التَّابُوتِ
عَصَا مُوسَى وَهَارُونَ وَثِيَابُ مُوسَى وَثِيَابُ هَارُونَ وَلَوْحَانِ مِنَ التَّوْرَةِ وَالْمِنْ
وَكَلِمَةُ الْفَرَجِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ وَسُجْنُ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ
وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔۔۔ تابوت میں موسیٰ و ہارون علیہما
الصلاة والسلام کے عصا اور دونوں حضرات کے ملبوس اور تورات کی دو تختیاں اور قدرے مٹی کہ بنی اسرائیل
پر اترا۔ اور یہ دعائے کشائش لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ الخ۔

معالم التنزیل میں ہے کہ کان فیہ عصا موسیٰ ونخلہ و عمامۃ ہرون وعصا الخ
تا بوقت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ عصا
نعل مقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وخریبہ وبارک وسلم پر کلام الہی جل جلالہ کا طبع ہونا
کلام الہی کی توہین ہے تو تا بوقت مبارکہ میں کلام الہی کے ساتھ مستعمل نعل مبارک کا ہونا بھی معاذ المولیٰ تبارک
وتعالیٰ بدرجہ اولیٰ توہین ٹھہرے گا۔ فاعزیز وایا اوطی الا بصار۔ جب تا بوقت مقدس میں کلام
باری تبارک تعالیٰ (توریت شریف) اور نعل اقدس وغیرہ ایک ساتھ جمع ہوئیں اور اللہ سبحانہ تبارک تعالیٰ
نے بحال رکھا اور اپنے کلام مجید قرآن پاک میں اس کا تذکرہ بھی فرمایا، جب وہاں ممدوح و محبوب و مرغوب
رہا تو یہاں نعل اقدس سید عالم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ واطفادہ وخریبہ وبارک وسلم کے اوپر تحریر کرنا
بدرجہ اولیٰ محبوب و ممدوح رہے گا اور اس میں توہین نہیں۔

نعلین مبارک کو بہ نیت تو نہیں جوتے سے بغیر کرنا کفر ہے۔۔۔۔۔ نعل بجا لیا استعمال اور محفوظ عن الابتدال میں فرق ہے۔ اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے جانوروں کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا، حالانکہ اُن کی رانیں غیر احتیاطی جگہیں ہیں۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔۔۔ وَمِنْ اَعْظَامِهِ وَالْكَارِ صَلَّی اللہُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْظَامُ جَمِيعِ اَسْبَابِهِ وَمَا لَمْ يَسَلِّهِ اَوْ عَرَفَ بِهِ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک بڑیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاوہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو، حضور نے اسے چھو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے۔

علمائے معتدین و ائمہ دین متین ہمیشہ نقل اقدس کی تشبیہ و مثال کی تعظیم و تکریم فرماتے رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم مکرم مسلمان کا فرض عظیم ہے۔ اور انکی توہین تکذیب نہ کر لیا کر گمراہ بدعت مرتبے دین۔ بلاشبہ درحقیقت سلف و خلف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیز صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور اقدس سے فکر آج تک یہ طریقہ بلا تکبر و انکار رائج اور مشہور و معروف ہے۔ نیز اسی پر عمل بھیار ہا ہے۔ اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق منسوب و مستحب اور محبوب و پسندیدہ بھی رہا۔ نیز احادیث صحیحہ مثلاً صحیح بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دیگر صحاح و سنن کی کتابیں اس طور و طریقہ پر ناطق و شاہد ہیں۔

مرشد برحق حضور پر نور علیہ السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔ فقیر نے بعض کی تحصیل اپنی کتاب الباریۃ اشارۃ علی بارۃ الشارۃ میں بھی ذکر کیا ہے۔۔۔ ایسے مقامات میں کسی محدث کی سند یا ثبوت کی قطعی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسے امور کی تحقیق و تیسرے میں پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا بہت بڑی بد بختی و محرومی ہے۔

اسدین معروف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس سے کسی شیء کا معروف و مشہور ہونا یا تعظیم و تبرک کیلئے کافی سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ من اعظامہ و اکبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظامُ جَمِيعِ اَسْبَابِہِ وَ اَلْاَوَامُ مُشَاهِدِہِ اَمَلَتْہُ مِنْ مَلَكَةٍ وَ الْمَدِیْنَةُ وَ مَعَاهِدِہِ وَ مَا لَمْ يَسَلِّہِ عَلَیْہِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ اَوْ عَرَفَ بِہِ۔۔۔ اسی طرح علمائے عرب و عجم اور معتد ائمہ دین مشرق سے مغرب تک یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعین پاک کے نعتے کاغذوں پر بناتے ہیں اور کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا حکم بھی فرماتے رہے۔ مزید برآں امرائے کب و فعیہ اور حصول اغراض کے لئے اسے وسیلہ بھی بناتے رہے۔ بفضل الہی اس سے عظیم و جلیل برکات و آثار پاتے رہے۔ علامہ ابوالحسن ابن عساکر اور شیخ ابوالحسن بن محمد بن خلف سلمیٰ کی اس سلسلے میں مستقل تصانیف ہیں۔ علامہ احمد مقرئ کی مائتہ از تصنیف

”فتح المتعال نہایت جامع اور دیگر تصانیف کے مقابلے میں کافی معلوماتی تصنیف ہے۔

علاوہ ازیں دیگر مسلمانوں کے دین و آخرت میں مثلاً علامہ ابوالریح بن سلیمان بن سالم کلاعی اور شیخ شمس الدین حنیف اللہ رشیدی وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تو فعل پاک کے سلسلے میں نہ جانے کتنے قصائد تحریر فرمائے ہیں جن میں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے اور بطور تعظیم سر پر رکھنے کا بیان واضح طور پر موجود ہے۔ اور ایسا ہی مواہب لدنیہ اور شرح مواہب لدنیہ میں بھی مذکور و مسطور ہے۔

اس کے فوائد و فضائل میں علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کے پاس یہ نقشہ مبارک ہو گا وہ ظالمین کے ظلم اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اگر درود کے وقت عورت اپنے ہاتھ میں لے لے اسکی برکت سے آرام و آسائی پیدا ہو۔ جو ہمیشہ اپنے پاس رکھے مخلوق کی نظر میں معزز ہو اور مخلوق اس کیلئے مستغفر بھی رہے۔ زیارت روضہ اقدس بھی نصیب ہو۔ اور خواب میں زیارت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بھی شرف ہو۔ نعلین پاک جس لشکر میں چودہ دشمنوں سے کبھی شکست نہ کھائے۔ جس قافلے میں ہوئے ڈاکو کبھی لوٹ نہ سکیں، جس کشتی میں رہے وہ کبھی غرقاب نہ ہو۔ جس مال میں رہے وہ ہمیشہ محفوظ رہے۔ اس کے وسیلے سے حاجتیں پوری ہوں۔ تجارت اور فلاح کی راہیں اس کے توسط سے کھل جاتی ہیں۔ اس تعلق سے علماء کی روایتیں اور صلحا کی حکایتیں اہم کمسانی وغیرہ نے بیان کی ہیں۔

دوبند و یونند یہ خدا تعالیٰ عداوت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باعث اپنا ایمان تو پہلے ہی گوا چکے۔ جو دل محب رسول سے خالی ہے اُس میں عداوت و گستاخی کے سوا کیا ہو گا۔ اُس کو باطن کو نقش فعل پاک پر آیات مبارکہ کا لکھا ہونا تو عین نظر آیا، مگر اپنے گھر کی خبر نہیں۔ انھیں یونند و دوبند کے مقتدا و پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اعمال قرآنی، حصہ سوم مطبوعہ رزاقی کتب خانہ کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں۔

”دیگر: برائے اساک۔ بر انکور کے تپے پر لکھ کر بائیں دان پر باندھ دے امجد
هو زحطی کل من سغنص قرشت نخوذ ضطع وقیل یارض ابلیخی
ماءک و یسماء اقلی و غیض الماء و قیض الامر کلما اوقد و انار
للحوب اطفاها الله امسک ایما الماء النازل من صلب فلان بن
فلانہ بلا حول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم

مولوی تھانوی صاحب نے اسماک کا ترجمہ بتایا ہے اُس میں اول تو حروف تہجی ہیں۔ پھر ایک آیت سورہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ پھر ایک آیت سورہ مائدہ شریف کی ہے۔ پھر تھانوی صاحب کی اضافہ کی ہوئی ایک عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے فلاں عورت کے بیٹے فلاں کی بیٹی سے اترنے والے پانی ٹھہر جا۔ اللہ اکبر! اللہ تبارک و تعالیٰ کا مقدس و مطہر کلام انگوڑے کے پتے پر لکھا جائے اور بائیں ران پر باندھا جائے اور پھر اپنا فعل مخصوص شروع کیا جائے تو زیادہ دیر تک ٹھہرے۔ العظمتہ للہ! اس عبارت میں قرآن عظیم کی آیات مقدسہ کی کیسی زبردست توفیق تو ہمیں اپنے مریدین مقتدرین سے مولوی تھانوی صاحب کرا رہے ہیں۔ انما للہ وانا الیہ راجعون۔

وہابیو! دیوبندیو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی سے باز آؤ، توبہ و تجدید ایمان کرو، ورنہ جہنم کے عذاب الیم گستاخ و مرتدین و بدعتیوں کے منتظر ہیں۔
واللہ تعالیٰ رسولہ! علم و اتہ و احکم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم۔

فقیر الموفق عبید الرحمن خدمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی غفرلہ و لا ینالہ
والہ و انوارہ و احباب ربہ المولیٰ العزیز القوی، ساکن محلہ بھونجاں بیلجیت۔

اس فتوے کے پہنچنے کے بعد وہ مسجد بفضلہ تعالیٰ مسفیوں کے قبضے میں آگئی۔

استفت

مسئلہ یکم: از لیڈر، بمعرفت حضرت علامہ مولانا حکیم مقصود حسن خان صاحب دام بالف انورہ (شاگرد رشید
نصوحہ محدث سونتی علیہ الرحمۃ والرضوان) محلہ بھورے خال پبلی بھیت۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک دیہاتی حلقہ سے صوبہ جاتی کونسل
کی ممبری کیلئے تین امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک لیگ کے ٹکٹ پر دوسرا کانگریس کے
ٹکٹ پر تیسرا آزاد بغیر کسی ٹکٹ کے کھڑا ہوا۔ اور تینوں سنی ہیں۔ ان میں سے ہم اہلسنت کس
کو ووٹ دیں؟۔

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

سنی مسلمانوں پر حکم شریعت مطہرہ لازم کہ ان تمام کمیٹیوں پارٹیوں سے قطعاً علیحدہ رہیں، ان میں
سے کسی کے نمائندے کو ووٹ دینے سے پرہیز کریں، ان میں سے کسی کے نمائندے پر اعتماد کرنے سے
اجتناب رکھیں، ان بد مذہب و بد دین لاد مذہب و بے دین لیڈروں کو ووٹ کے لئے باہم لڑنے دیں۔
سنی مسلمان بھائی الیکشن بازی کے ان جھگڑوں میں کسی پارٹی کی طرف کسی قسم کا کچھ بھی تعلق نہ
لیں۔ اگر کوئی خاص سنی مسلمان متبع شریعت دیندار امیدوار ایسا مل جائے جو کانگریس و یونینسٹ
و کیونسٹ و سوشلسٹ و نیشنلسٹ و احرار و مسلم لیگ و خاکسار اور مرتد عبد الشکور کا کوری کے نام نہاد
یوپی سنی بورڈ اور ریلو بند کی مرتدین کی گڑھی ہوئی نام نہاد تنظیم اہلسنت وغیرہما جو جالس شرور و
اشرار سے اور مسلم لیگ کے پروگرام و مقاصد کی سونپھ صدفی علمبردار آل انڈیا سنی کانفرنس سے اور
کانگریس کی ہمنوا و طرفدار آل انڈیا مومن کانفرنس سے اور ہر ایسی جماعت سے جو کسی بد مذہب گمراہ
کبیٹی کی حمایت و تائید کیلئے کھڑی ہوئی ہو کھلم کھلا صاف صاف علانیہ شرعی و مذہبی طور پر قطعاً
اپنے سے علیحدہ و متنفر و بے زار ہونے کا اور اسی سارے تیرہ سو برس والے اسلام قویم اور اہلسنت
کے اسی مذہب قدیم کا متبع و پیرو کار ہونے کا اعلان شائع کر دے،

جسکی ہمارے زمانے کے علماء اہلسنت و مشائخ طریقت حضور پر نور مرشد برحق
دام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی
و حضور سراپا نور خاتم اکابر ہند سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری قادری برکاتی مارہروی — حضرت

جبل الاستقامت کراکت امت مولانا دہلوی احمد محدث سورتی نقشبندی فضل ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تحریر و تقریر تعلیم و تبلیغ فرماتے رہے، وہ خود مسائل شرعیہ کا راقص کار ہو یا کم از کم اسمبلی و کونسل کے اندر اسی مسلک کے معتد و مستند علمائے اہلسنت کی ہدایت شرعیہ پر اس کی ہر آواز کا دار مدار ہو تو بخوشی اس کو وٹ دیکر اپنا نمائندہ بنا کر اسمبلی و کونسل میں بھیجیں۔

اور اگر ایسا شخص امیدواروں میں نظر نہ آئے، نہ کسی ایسے شخص کو امید داری کیلئے تیار کر سکیں تو سنی مسلمان ہرگز ہرگز کسی اور پارٹی کسی اور کمیٹی کے نمائندے کو وٹ نہ دیں۔ قانوناً یا مذہباً ہرگز کسی طرح ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ کسی نہ کسی کو ضروری ہی وٹ دیا جائے۔ آجکل عموماً ہر جگہ یہی حالت نظر آرہی ہے کہ ان شرائط کا جامع امیدوار کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ لہذا سنی مسلمان بھائی کسی طرف بھی وٹ دینے سے یہ حکم شریعت مطہرہ قطعاً باز رہیں۔ پیروی شریعت مطہرہ و پابندی مذہب اہل سنت پر یونہی تعالیٰ و یونہی حبیب علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم مضبوطی و پختگی کے ساتھ ثابت و مستقیم رہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ توفیق خیر رفیق فرمائے آمین ثم آمین۔

سنت کسی عیار کی زنبیل کا نام نہیں جس میں لیگی و کانگریسی و یو۔ عیٹ و صلحکلی وغیرہ ہر سنی کہلانے والے کی سمائی ہے۔ عقیدہ و مذہب سے کام نہیں۔ کلا واللہ جبکہ عقیدہ مذہب اہل سنت کو درست و حق ماننے کا ہی سنت نام ہے۔ ان مسائل کی تفصیل حضور پر نور مرشد برحق آقائے نعمت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد اعظم مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب سطلاب بنام تاریخی المعتقد المستند پنداء نجات الاہل میں ملاحظہ ہو۔

کسی عقیدہ ضروریہ مذہب اہل سنت کی مخالفت معاذ اللہ جس کسی سے صادر ہو وہ گمراہ بد مذہب مستدرع ہو گا۔ اور کسی عقیدہ ضروریہ دینیہ کی منافات عیاذ باللہ تعالیٰ جس کسی سے ثابت ہو وہ کافر مرتد بے دین ہو گا، خواہ وہ مسلم لیگی ہو یا خاکساری، کانگریسی ہو یا احراری یا یونیونسٹ و کمیونسٹ و سوشلسٹ وغیرہ کسی اور فرقے کا بے دین ناری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ و ہوالخالق الباری۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب مسماں تاریخی تجانب اہل السنة عن اہل الفتنہ۔

اور شک نہیں کہ دہلیہ دیوبندیہ دو بائعہ غیر مصلحین و مرزائیہ و نادانیہ و روافض اثنا عشریہ اعلیٰ علیہم

آغا خانید و محمد بن نچریہ و زنادقہ دہریہ و غیر ہم کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ محبت و دوستی و داد
ان کی اطاعت و پیروی و انقیاد اُن سے کھل بل کر دوستانہ و برادرانہ اتحاد و حمایت میں ان پر اعتماد
اُن سے مواخات و موالات ان کی توقیر و تعظیم و مدح و ستائش میں منکالات جو یہ کانگریس و مسلم لیگ
و آزاد و خاکسار و یونینسٹ و کیونسٹ و اجراء و جمعیتہ الما انصار و مومن کانفرنس و غیر پارٹیاں کر
رہی ہیں اور عوام سے کر رہی ہیں، اُن امور کو رد و ارتکھتے ہوئے اُن کا ارتکاب کرتے ہوئے کوئی شخص
بھی سنی نہیں رہ سکتا۔ ملاحظہ ہو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ و السلام قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبارک مسمیٰ
بہ نام تاریخ الطائری الدارنی لہفوات عبد الباری۔ واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ
تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکنوی غفرلہ دلاویہ و اہلہ
و اتہانہ و اصحابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی، محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔
یوم السبت سادس شہر ربیع الاول المبارک ۱۳۶۵ھ
الف و ثلث مائتہ و خمس و ستین من الهجرة القدسیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ۔

کفر المعبود علی الاعتقاد حرب المرکود

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہاء شرع متبیین اس مسئلہ میں کہ

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامی کیسی جماعت ہے۔ اور اس میں فریک ہونے کا رعب یا نہیں؟

۲۔ اس کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ بنیوا تو جہروا

المستفتی: سید نیاز احمد قادری (ضوی فتویٰ غفرلہ)۔ ناظم اعلیٰ جماعت مبارکہ اہلسنت، غفار سنٹرل انٹر کالج، بادکانہ۔
المجواب: اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

ابوالاعلیٰ مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور اس کی جماعت اسلامی کوئی نئی تحریک نہیں بلکہ وہا بیت کے معلم اول محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تحریک نجدیت اور وہا بیت کے معلم ثانی اسماعیل دہلوی کی تحریک وہابیت ہے۔ مودودی نے یہ دیکھ کر کہ عام طور پر مسلمانان اہلسنت بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نجدیت و وہابیت سے متنفذ رہے زار اور اس کی خباثتوں و ضلالتوں سے خبردار ہو چکے ہیں۔ انھیں معتقدات نجدیہ و عقائد وہابیہ کو نئے عنوانات اور جدید تعبیرات میں بھولے بے سیدھے سادے مٹنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے تحریک حکومت الہیہ اور جماعت اسلامی کے نام سے پیش کیا ہے۔ اس کی کتابوں میں غیر تقلیدیت و نجدیت و وہابیت کے اعتقادات کفریہ کثرت پھرتے پڑے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ”پیغام حق“ کی اشاعت خاص میں سید محمد شاہ ایم۔ اے نے نظر نزل ”ناچو رہا ہر گز سے مودودی کا جو مضمون قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ شائع کیا ہے اس کے دیباچے صفحہ ۱ پر لکھتا ہے۔

۱۔ ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ مولانا کا ایک بڑا کام ہے۔ شرک کے زور اور توحید کی تائید میں حضرت

مولانا اسماعیل شہید کی کتب تقویۃ الایمان سے زیادہ سائنٹفک اور بہتر کتاب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی

تھی۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و توضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی

دنیا پر ایک عظیم الشان اسماں کیا ہے۔ جس چیز کو مولانا شاد اسماعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اسی کو مولانا

نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مبلغین اسلام کی صف میں اپنے لئے ایک ممتاز

مقام بنالیا ہے۔“

اس عبارت سے صاف ظہور پر واضح و آشکار ہو گیا کہ امام ابوالمہدی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ”تقریر الایمان“ کے

ذریعے سے جن عقائد کفر و ضلال کو نہایت جھڑے اور بھڑکے الفاظ میں لوگوں کے اندر پھیلا نا چاہتا تھا انھیں

گندے اور نجس اعتقادات کو چکنے چڑھے و لفریب کلمات میں مودودی اپنی نام نہاد جماعت اسلامی و تحریک حکومت

اور کبکے ذریعے سے پھیلا نا چاہتا ہے۔ چنانچہ مودودی نے اپنے رسالہ "ذنیات" صفحہ ۵۵ میں غیر مقلدوں کو بھی حق پر بتایا
۲۔ اپنے رسالہ "دستور جماعت اسلامی" کے صفحہ ۲ پر صاف لکھا۔

"خدا کی سلطنت میں سب سے اختیار و رفیت ہیں۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء۔"

اقول: حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عز و جل نے اپنے کرم سے جو اختیارات اپنی سلطنت میں عطا فرمائے
ہیں ان کا انکار قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

أَعْلَمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَنْ فَضَّلَهُ بَدِيعًا رُبُّهُ
وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا هَٰذَا أَتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا
حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى
اللَّهِ رَاغِبُونَ۔ (پہلا رکوع ۱۱ سورہ توبہ شریف)

یعنی اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے دو تہذیب کر دیا
یعنی یاد دلایا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے
رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہم کو
اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔
یعنی اللہ اور اس کے رسول پر تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔
یعنی پھر ان کی قسم جو کاموں کی تدبیر کریں۔
فَالَّذِينَ آمَنُوا۔ (پہلا رکوع ۱۲ سورہ توبہ شریف)

۳۔ اسی کے صفحہ ۱۱ پر جاہل و عالم ہر ایک انسان کو حکم دیا کہ۔

"جو خیال یا عقیدہ یا طریقہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے اختیار کرے جو اس کے خلاف ہو اسے ترک کرے اور
جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اسے حل کرنے کیلئے اسی سرچشمہ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔ یعنی ہر ایک شخص جس
خیال میں عقیدے کو اپنی سمجھ اور اپنے خیال میں کتاب و سنت کے خلاف سمجھے اسے چھوڑ دے اور اپنی سمجھ
اپنے علم کے مطابق جس مسئلے کا جو حکم قرآن و حدیث سے سمجھے پس اسی پر عمل کرے۔"

اقول: ہر خاص و عام عالم و عامی کو یہ حکم دینا کہ وہ خود ہی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق براہ راست بلا واسطہ قرآن
و حدیث ہی سے احکام شریعہ حاصل کرے۔ اور حقانی علمائے اہلسنت و جماعت شریعت سے بے نیاز ہو جائے یہ بھی
قرآن عظیم کی تکذیب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ (پہلا رکوع ۱۱ سورہ انبیاء شریف)

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔
یعنی اے دو عالم والوں سے پوچھو اگر تم علم نہیں رکھتے ہو۔

۴۔ اپنے رسالہ "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ پر لکھا۔

"اگر میں پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کے بجائے کسی ولی یا دوست کو پکارتا ہوں تو یہ
ضرور اس کو الہ (یعنی معبود) بنانا اور اس سے دعا مانگنا ہے۔"

اقول: جو مسلمان اللہ عز و جل کے محبوبان کرام علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو منظر حوائی الہی و جوار حق قدرت
خداوندی مانتے ہوئے اپنی مہیبتوں حاجتوں میں ان کو پکارتے ہیں، ان سب کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ان کو اللہ یعنی

معبود بناتے ہیں، تم کام اُمت مرحومہ کو کافر و مشرک بنا دے۔ اور شرفا شریف صفحہ ۲۴ میں فرمایا۔
 نَقَطَعَ بِتَكْفِيرِكُمُ الْقَائِلُ قَالَ قَوْلًا يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى
 یعنی ہم قطعی طور پر ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کہہ کرے
 جس سے تمام اُمت کو گمراہ کرنے کی طرف راہ نکلتے۔
 تَضِلُّ الْأُمَّةُ۔

اپنے رسالہ "حقیقت اسلام" کے آخری صفحہ پر لکھا۔

"اگر آپ اپنی غیر جاتے ہیں تو ان جھوٹوں کو توڑیے۔ ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہیے۔ اور ایک اُمت بن

جائیے۔ خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر اہل حدیث حنفی دیوبندی بریلوی شیعہ سنی وغیرہ الگ

الگ اُمتیں بن سکیں۔ یہ ہمیں جہالت کی پیدائی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمت مصلحہ بنائی تھی۔"

اقول: اجماع اُمت و قیاس مجتہدین کے دلیل شرعی ہونے کا انکار کرنے والے وہاں غیر متقلدین اللہ عز
 وجل کی تکذیب اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے دیوبندی قرآن پاک
 کو ناقص ماننے والے رافضیہ کو مسلمان کہنے والا شرعاً خود کافر مرتد ہے۔ والیاز باللہ تعالیٰ۔

اس عبارت میں صاف صاف تمام مسلمان کہلانے والے مرتد فرقوں دیوبندی برافضی غیر متقلد وغیرہم کو مسلمان
 بتا دیا اس قسم کی عبارت سے متعلق منقول شرعی بحث تو انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاعر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب
 ایک منقول شرعی فتوے مسمیٰ بنام تاریخی "قہر معصودی براعتقاد مبطل مؤدودی" (۶۶ ۱۳۵) میں کی جائیگی۔ لیکن مختصر
 طور پر ان کلمات سے یہ بات تو روشن ہو گئی کہ مؤدودی کی یہ تحریک درحقیقت وہی نجدیت و وہابیت و صلحیت
 کی تحریک ہے۔ لہذا اس میں شرکت اسکی اعانت شرعاً حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا
 یعنی اے ایمان والو جب تم کہیں میں مشورت کرو تو گناہ اور جہ
 بالائسار الحد و ان ومعصيت الرسول و تناجوا
 سے برہمنے اور رسول کی نافرمانی پر مشورت نہ کرو۔ اور نہ ہی اور ہرگز
 بالبر والتقوى و اتقوا الله الذي اليه تحشرون
 گاری پر مشورت کرو۔ اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف اُٹھانے جاؤ گے۔
 وقال الله تعالى و تعاونوا على البر والتقوى ولا
 یعنی اور نہ ہی اور ہرگز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و
 تعاونوا على الاشر والعدوان ۵
 زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

سُنّی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہے کہ اس تحریک کے جلسوں میں شامل ہونے سے قطعاً پرہیز کریں جس طرح
 وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مرتدوں بد مذہبوں کے جلسوں میں شرکت سے اجتناب فرض ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔
 وَأَمَّا بَيْنَكُمْوَالشَّيْطَانِ فَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ
 یعنی اور جو کہیں شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر غلامیوں کے ساتھ
 مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۵
 نہ بیٹھ۔

اس تحریک کے قائم کردہ بیت المال میں زکوٰۃ دینا حرام ہے اس میں زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ کافر فرض ادا نہ ہوگا۔

قال الله تعالى فسيفقونها ثم تكون عليهم
حسرة ثم يقلبون ه والذين كفروا إلى جهنم
يحتشرون ه
یعنی تو اب ان مالوں کو خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان پر بھپتوا
ہونگے۔ پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ اور کافروں کا حشر
جہنم کی طرف ہوگا۔

جس سنی مسلمان کو مودودی کے ان اقوال کفر و ضلال کا شرعی رد و ابطال علی وجہ الکمال ملاحظہ کرنا منظور ہو
وہ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین امت المصنعت عظیم البرکت فاضل بریلوی مولانا الشاہ عبد العظیم
محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مقدسہ تمہید ایمان بآیات قرآن و کتب
ضلال دیوبند و رد الرافضہ و النہی الاکید عن الصلاة و راعی التقلید و الکوکب الشاہیہ علی کفریات ابنی
الوہابیہ کی طرف رجوع لائے۔ یا کتاب مستطاب تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ کا مطالعہ کرے۔ فائدہ بخیر حاصل
یاذن رب الجلیل تشفی الغلیل و تشفی الغلیل و تہدی الضلیل۔ اور مسلمان کہلانے والے جملہ مرتد
فروق کا امت مسلمہ سے خارج اور کافر و مرتد ہونا کتاب مستطاب تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ میں بجزرت
آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التیمۃ سے ٹھیک دو پہر کے آفتاب سے بھی زائد روشن طور
پر واضح و لاخ کر دیا ہے۔ فلو جہد ربنا اللہیم الحمد و علی حبیبہ و آلہ الصلاۃ و السلام فمن شاق فیہ لیس
و یا اللہ الشوق۔

مختصر یہ کہ کفر پڑھنے والے منکرین ضروریات دین کو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی امت مسلمہ میں داخل مانتے وہ
قرآن عظیم کا منکر اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کذاب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لا تعذروا وقد کفرتم بعد ایمانکم
یعنی یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ وقال اللہ تعالیٰ ولقد قالوا کلمۃ الکفر و کفروا بعد
اسلامہم یعنی اور بے شک ضرور انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔ وقال اللہ
تعالیٰ ومن الناس من یقول امنابا للہ و بالیوم الاخر و ما ہم بمؤمنین ہ یعنی اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ
ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔ وقال اللہ تعالیٰ اذا جاءک المنافقون قالوا
نشہد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون ہ یعنی جب
منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں تم کو اہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور
اللہ جانتا ہے کہ بے شک یقیناً تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یقیناً منافق جھوٹے ہیں۔
واللہ در رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم۔

فقیر الباقع عبد الرضا محمد حجت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی خضر لاہوریہ والہیہ و اخوانہ و
واجہاب ربہ الولی العزیز القوی ساکن محلہ بھورے خاں بیل بھیت، یوم السبت ثامن الشہر المبارک المنیف المیرح

رَفَعَ الزَّامَ أَنْ مَكَتُ بِاسْتِحْجَاجٍ مُجَدِّدٍ

سَبِيلُ هِدَايَةٍ

بخدمت اقدس حضرت شیربشہ اہلسنت حامی الشہنشاہی حضرت بیکتا نے زمان مولانا بافضل اولیٰ مولوی حافظ قاری مفتی ممتاز اسلم نسیت مظہر علی حضرت ابوالفتح عبید الرحمن شاہ محمد ثمت علی دام فیضہم برکاتہم اللہ علیہم السلام علیکم ورحمتہ المولیٰ تعالیٰ وبرکاتہ

دیگر عرض مودبانہ کہ دو دن سے ایک پٹھان مولوی کہ جو اپنا نام حبیب اللہ خاں بتاتا ہے۔ اپنے منہ سے مجھ دی ہونے کا دعویٰ یہاں گوئل میں ٹکڑے مانگنے کے بہانے سے آن گھسا ہے۔ اور نگینہ مسجد میں تقسیم ہے۔ پر مولیٰ بعد نماز عشاء مدینہ مسجد میں بغیر دعوت و غلط کیلئے کھڑا ہوا۔ ابتداء تو اپنی تعریف آپ ہی کرنے لگا۔ بعدہ غلط شروع کیا۔ جس کا ہر حقہ صلہ کفایت اور دیوبندیت کی جتنی جاگتی تصویر تھلا۔ جس کا رد اصرار نے بھونٹا ہی تھم۔ بھونچا حبیب علیہ افضل الصلوٰت اکمل التسلیات اسی وقت اسی مقام پر کر دیا (اُس کے بعد مفصل ذکر و غلط اور رد کا لکھا جو خوف ہوا الت چھوڑ دیا جاتا ہے) اور مولوی مذکور جب نہایت ذلیل و رسوا ہوا اور دیکھا کہ کوئی صورت کلیائی کی نہیں ہے تو ایک نیا کھیل کھیلایا۔ دوسرے دن پیر فضل عمر صاحب مدظلہ کے بعض مریدین کے پاس جا کر انھیں اکالے لگا کر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مدنی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے الموقوفہ شریف حصہ سوم کے صفحہ ۷۵، ۷۶ پر اس عبارت میں حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمہ کی توہین کی ہے۔

عرض کیا حضرت مجدد دلف ثانی نے کبیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفصیل بھی لکھی ہے؟

ارشاد: تلك امّة قد خلت لها ما كسبت و لنكوا ما كسبتهم ولا تسئلون عما كانوا يعملون۔ پھر فرمایا مکتوبات کی اول دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تو کیا گنتی۔ تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکار غوثیت سے ملے ہیں نور القمر استفاد من نور الشمس اسی میں لکھا کہ تم مجھے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں لکھا محو سے کہا۔ نہیں بلکہ زیادہ سُکر ہے۔ الخ

حضرت مجدد صاحب علیہ رحمتہ نے کبھی سُکر میں کچھ کہا ہی نہیں۔ نہ اقرار سُکر کیا ہے اور نہ ہی ایسی کوئی عبارات مکتوبات میں ہیں کہ جسکو سُکر سے تاویل کرنیکی ضرورت پڑے۔ یہ اُن پر بہتان ہے لہذا توہین ہوئی۔

۲۔ مجتہد صاحب علیہ رحمۃ حضور سیدنا غوث الاعظم قدس سرہ سے افضل ہی تو تھے پھر

انھوں نے اگر اپنی تفصیل لکھی بھی ہو تو اس میں اعتراض کرنا تو میں نہیں تو اور کیا ہے؟

۳۔ مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اسم کے ساتھ علیہ رحمۃ کیوں نہیں لکھایا بھی

تو ہمیں ہی تو ہے۔

اس پر بھی اس کو بہت کچھ سمجھایا گیا۔ لیکن وہ اپنی ضد و ہٹ دھری سے باز نہیں آیا اور بعض جاہل و بے علم مجددی اس کے دام فریب میں آ گئے ہیں۔ چونکہ سنیوں کے آپس ہی آپس میں خستہ و فساد پھیل جانے کا اندیشہ ہے اس لئے احقر اپنی بے لباغی کو خیال میں لا کر نیز مکتوبات کی جلدوں تک اپنی جلدی سے مبنی اور صورت ہے دسترس نہ پاسکے کی وجہ سے حضرت کو تکلیف گوارا فرمانے کی عرض کرتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب اکبر آقا و مولیٰ معراج ولے دوہا علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقہ و طفیل ہیں آپ کو اس نئے فتنے کو مٹانے کی کوشش کا اپنے فضل و کرم سے ضرور اجر عطا فرمائے گا۔ حفظ سلام مسنون

ساکن ملہال ضلع جہلم حال وارڈ گونڈل کاٹھیا واڑ۔ ذیقعدہ شریف ۱۲۵۶ھ

فقیر فقیر کے اس عریضے کے دوسرے دن رکن سنت سیٹھ حاجی محمد بشم بن جمال زید مجدد نے ایک خط حضرت شیر بشم سنت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کا مختصر مضمون جو اس واقعہ سے متعلق ہے، ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (رکن سنت مستند ہاشم)

حضرت شیر بشم سنت ابو الفتح مولانا مولوی حافظ قاری شاہ محمد حشمت علی صاحب دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دیگر عرض ہے کہ کل مرزا صاحب سلمہ نے جو خط آپ کی خدمت روانہ کیا ہے براہ کرم جواب حتی الامکان جلدی بنایت فرمائیے گا تا کہ عرض کرتا ہوں۔ کیوں کہ مولوی عبدالحی مجددی پیش امام گلپنہ مسجد بھی اس پٹھان مولوی کی تائید میں کھڑا ہو گیا ہے۔ اور شہر بھر میں بلکہ سب سنیوں کے گھر میں اس بات کا چرچا ہو رہا ہے اس پٹھان مولوی (جو غالباً دیوبندی المذہب معلوم ہوتا ہے اور تفتیہ سے مجددی ہونے کا اظہار کرتا ہے) کا مقصد یہ ہے کہ سنیوں میں پھوٹ ڈال دے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کو بدنام کر دے۔ تاکہ سنیوں کے دلوں سے اپنے بزرگوں کی عظمت جاتی رہے۔ پھر دیوبندیت و ہدایت کے پرچار کی راہ ملے۔

نقد اتم الحروف محمد بن صالح محمد قادیانی عفی عنہ پیش امام جامع مسجد کا سلام تبول افتد۔ از طرف سیٹھ حاجی محمد ہاشم بن محمد جمال فتنہ دی (زید مجدد) مالک کارپٹ فیکٹری گونڈل کاٹھیا واڑ۔ ذیقعدہ ۱۲۵۶ھ

اس کے اسی روز شام کو وہ پٹھان مولوی تو کہیں رفو چکر ہو گیا اور اپنا مچایا ہوا فتنہ باقی چھوڑ گیا چپ نہ رہی

یوم کے بعد حضرت شیر بیشہ سنت حامی السنن حاجی الفتن مولانا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر اسلام و سنتیہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی دامت فیوضہم القدسیہ کا نوازش نامہ مع فتویٰ و وصول ہوا۔ جو مفتوی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ پھر کہیں اس قسم کا فتنہ برپا ہونے نہ پائے۔ اور کسی وہابی دیوبندی کی شرارت کا رگ نہ ہو سکے۔ جہاں کہیں اس قسم کی کوشش کریں، لوگوں سے لعنت ملا مت سنیں۔ اور ہمارے سنتی احباب اصحاب بفضلہ تعالیٰ ثم بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله و اصحابہ وسلم آپس میں شیر و شکر بنے رہیں۔

نوازش نامہ بکلیات زمانہ حضرت شیر بیشہ سنت مولانا مولوی
حافظ قاری مفتی ابو الفتح شاہ عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی مجددی
دامت فیوضہم و برکاتہم القدسیہ

۴۸۶
۹۲ علمبردار سنت مکرم و کرم فرمائے من جناب سیٹھ حاجی المصطفیٰ صاحب نقشبندی زیدت مکارمہم و علیکم السلام و رحمۃ برکاتہ۔ رب عز و جل اپنے حبیب اہل علی آله الصلاۃ والسلام الاکمل کے صدقے میں آپ کو اور آپ کے جملہ برادران و فرزندان و برادر زادگان و احباب اہلسنت کو مذہب اہلسنت پر خیر و عافیت کے ساتھ اور مجھ گنہگار کو بھی حیات و موت و ثبات و استقامت عطا فرمائے۔ اور آپ سب حضرات کو دین و ایمان و تندرستی و اولاد و مال میں بے شمار برکات بخشے۔ اور آپ حضرات مجھ گنہگار پر جو احسانا فرما رہے ہیں اُن کو قبول فرما کر ان کے بہترین صلے دارین میں آپ حضرات کو عطا فرماتا رہے۔ آمین بحرمہ سیدنا الخواتم الاعظم و سیدنا الامام الاعظم و مرشدنا المجید الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضناہم عنا ورضی عنہم آمین۔ بحمدہ تعالیٰ و بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم ایمان سنت پر قائم اور بخیر و عافیت ہوں۔ چہار شنبہ ۲۲ ذیقعدہ الحرام ۱۳۵۶ھ کو بفضلہ تعالیٰ و بحرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم فرزند احمد مشہور درضا سلمہ ربہ کا حقیقہ ہو گیا۔ دعا کیجئے کہ میرے دونوں بچوں کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آله وسلم حضور پر نور و مرشد برحق امام اہلسنت محمد و اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا غلام اور مجھ گنہگار کی زندگی ہی میں شریعت مطہرہ کا حق کو عالم اور دین پاک اسلام کا سچا خادم اور بندہ ہوں بیدینوں بالخصوص دیوبندیت و پیچریت و صلح کلیت کی اساس و بنیاد کا قارح و ہادم بنائیں۔

مرزا صاحب کے خط کا مختصر جواب اسی خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ مرزا صاحب سے فرما دیجئے کہ اپنے اوقات فرصت میں اسکی ایک صاف نقل کر کے میرے نام روانہ کر دیں۔ امتیہ سج کہ یہ جواب بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عروقی فتنہ کا قاطع اور حق و ہدایت کا قلبِ ساحل ہو آئیں۔ اخبار پر بہار اہل سنت
 بحرانی کی بہار رب و رسول و جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ قائم رکھیں۔ اور اس کے مدیر مفسرین
 نگاروں و مددگاروں سلمہم رہیں گے۔ اس سے بھی زائد ہمیشہ دین کی خدمت میں کلمہ کی توفیق بخشیں آئیں۔ حضرت مولانا
 قاضی قاضی میاں صاحب دامت فیہم عافا اہم اللہ تعالیٰ کی خدمت میں سلام مسنون عرض کیجئے۔ اور دیگر جسدہ برادران
 اہلسنت کو، بالخصوص سید مصطفیٰ میاں صاحب و سید عبد الرحیم صاحب کی خدمات میں سلام مسنون معروض۔ اور مولانا
 نور محمد صاحب خلیفہ مدینہ مسجد و گرامی دوست مرزا عبدالرضا صاحب سلمہ کو سلام مسنون۔ فرزند مولانا محمد طیب صاحب
 سلمہ و ثناء فی ذی الحجۃ الحرام ۱۴۵۶ھ تک یہاں رہ کر ابتداء محرم الحرام ۱۴۵۷ھ میں باذنہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم تکمیل تعلیم کیلئے لاہور چلے جائیں گے۔ آپ سب حضرات کی خدمات میں سلام مسنون گزارش کرتے
 ہیں۔ والسلام مع الدعاء۔ فقیر عبید اللہ رضا غفرلہ، دو شنبہ مبارک ۲۸/۲/۱۴۵۶ھ محلہ بھور سے خاں پٹی بھیت

فتوے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
 الْجواب

مکتوب ہشتاد و ہفتم

بمولا ناصر الحق کو لائی در اسرار مرادی و مریدی حضرت ایشا
 مدظلہ العالی الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ
 من ہم مرید اللہ ام وہم مراد اللہ عز شانہ سلسلہ
 ارادت من بے واسطہ بہ اللہ متصل است تعالیٰ وید
 من ید اللہ است سجنہ و ارادت من بحمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لوسائط کثیرہ است و طریقہ
 نقشبندیہ بیست و یک واسطہ در میان است و
 در طریقہ قادریہ بیست و پنج واسطہ و در طریقہ چشتیہ
 بیست و ہفت و ارادت من باللہ تعالیٰ قبول و ملت

مکتوب نمبر ۸۷

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اُس کے تمام بندوں پر سلام ہیں کو
 اُس نے برگزیدہ کیا۔ میں اللہ کا مرید بھی ہوں اور اللہ عز شانہ کی
 مراد بھی ہوں۔ میری مریدی و پیری کا سلسلہ غیر کسی کے واسطہ کے
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ متصل ہے اور میرا تھیلہ اللہ کے قائم مقام ہے
 اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میری مریدی بہت
 واسطوں سے ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں اکیس واسطے در میان ہیں
 اور سلسلہ قادریہ میں پچیس اور سلسلہ چشتیہ میں تالیس
 اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ میری مریدی واسطوں کو
 قبول ہی نہیں کرتا۔

نمی نماید۔ چنانچہ گذشت۔ پس من ہم مرید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہم ہم پیر او۔ پس نزد او صلی اللہ علیہ وسلم بر خوان این دولت هر چند طفیلی ام ما ناخوانده نیامده ام و هر چند تابعم از اصالت بے بهره نیم و هر چند اتم اما شریک دولتم نہ شرکتی که ازال دعوی ہم سری خیزد که آن کفر است۔ بلکه شرکت خادم است با مخدوم تانہ طلبیدہ اند بر سفرہ این دولت حاضر نہ شدہ ام و تانخواسته اند دست بہ این دولت دراز نہ کردہ۔ هر چند او ایسے ام امام ربی حاضر و ناظر دارم هر چند در طریقہ نقشبندیہ پیرو من عبد الباقی ست رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما متکفل تربیت من الباقی ست جل جلالہ و عم نوالہ۔ من بفضل تربیت یافتہ ام و براہ اجتناب رفتہ سلسلہ من سلسلہ رحمانی ست کہ عبد الرحمن ام کہ رب من الرحمن جل شانہ و عم احسانہ۔ و مرتبی من ارحم الراحمین و طریقہ من طریقہ سبحانی ست کہ از راہ تنزیہ رفتہ ام و از اسم و صفت جز ذات تقدس و تعالی آن نخواستہ۔ این سبحانی نہ آن سبحانی ست کہ بسطامی بآن قائل گشتہ است کہ آن را بایں مسالہ نیست۔ آن از دائرہ انفس نہ برآمدہ است و این ماوراء انفس آفاق است و آن تشبیہ ست کہ لباس تنزیہ پوشیدہ است و این تنزیہ ست کہ گردے از تشبیہ بوی نرسیدہ و آن چشمہ از سکر جوش زده و این از عین صحو برآمدہ است۔

ارحم الراحمین در حق من اسباب

تربیت را غیر از معذات نداشته است و علت فاعلی و تربیت من غیر از فضل خود نداشته۔ از کمال کرم اہتمام

جیسا کہ ابھی گذرا۔ تو میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور پیر بھی۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک اس دولت کے دست خوان پر اگر چہ طفیلی ہوں لیکن بغیر بلائے ہوئے نہیں آیا ہوں۔ اور اگر چہ میں تابع ہوں لیکن اصل ہونے سے محروم نہیں ہوں۔ اور اگر چہ اُمتی ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دولت میں شریک ہوں۔ ایسی شرکت نہیں جس سے ہم سری پیدا ہو کہ یہ تو کفر ہے بلکہ خادم کی شرکت کا مخدوم کے ساتھ جب تک اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلایا نہیں اس دولت کے سفر پر حاضر نہیں ہوا ہوں اور جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلب نہیں فرمایا میں نے اس دولت کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، اگرچہ ایسی ہو لیکن میری حاضر نظر رکھا ہو اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں میرے پیرو الباقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں لیکن میری طبیعت کا متکفل خود اللہ تعالیٰ ہے جل جلالہ و عم نوالہ، میں نے فضل کیسے تربیت پائی ہے اور اجتباب یعنی برگزیدگی کی راہ سے کیا ہو میرا سلسلہ رحمانی سلسلہ کہ میں الرحمن ہوں کیونکہ میرا رب رحمن ہے جل شانہ و عم احسانہ اور میری تربیت کہ نوالا ارحم الراحمین ہے اور میرا طریقہ سبحانی طریقہ کہ تنزیہ کے راستے سے گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اسم و صفت سے ذات ہادی تعالیٰ کے سوا میں نے کچھ اور نہیں طلب کیا ہے یہ سبحانی وہ سبحانی نہیں جس کا قائل بسطامی ہوا ہے کہ اُس کو اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ وہ دائرہ انفس سے نہیں نکلا ہے اور یہ انفس آفاق سے بھی دور ہے اور وہ تشبیہ ہے جس نے تنزیہ کا لباس پہن لیا ہے اور یہ تنزیہ ہے کہ تشبیہ کی گرد تک اسکو نہیں پہنچی ہے اور اُس سرچشمہ نے سکر سے جوش مارا ہے اور یہ خالص صحو سے نکلا ہے۔

ارحم الراحمین نے میرے حق میں تربیت کے واسطوں کو معذات

کے سوا کچھ اور نہیں رہنے دیا ہے اور میری تربیت میں اپنے فضل کے سوا کسی اور علت فاعلی نہیں بنایا ہے۔ وہ اہتمام وغیرت جو رب پاک

و تعالیٰ میرے حق میں کمال کرم سے رکھتا ہے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتا اگر کسی دوسرے کے فعل کو میری تربیت میں کسی قسم کا کچھ دخل پہنچا دے یا میں اس بارے میں کسی دو کٹر کٹیف متوجہ ہوں۔ اُس کے عمل شانہ کا تربیت فرمایا ہوا ہوں اور اس کے غیر غرض و فضل و کرم کا پرگزیدہ کیا ہوں تاکہ تعالیٰ کریم و پاکم شانہ نہیں میں سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو بزرگی و عزت اہل اللہ کے اور اُس کے رسول پر اول و آخر میں درود و سلام

و غیرتے کہ در حق من و اور تعالیٰ و تقدس تجویز نمی فرماید کہ فعل دیگرے را در تربیت من داخل کنند یا شد یا من بد دیگرے در معنی متوجہ گردم۔ مر بار الہی ام جل شانہ و بہتبار فضل و کرم نامتناہی او تعالیٰ باکریاں کا ادا دشوا نیست۔ الحمد للہ ذی الجلال والا کملہ العینۃ والفضلۃ علی رسولہ والحقیۃ اولاد اخرآ۔

مکتوب نود و چہارم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۱۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلو سلم کو اس فرد (تقدیم ثانی) کے واسطے اس دائرہ ولایت غلت کے محیط کے مسئلہ کمالات بھی پیش رو گئے اور حضور علیہ علی آلو اللہ والہ السلام کے حق میں ولایت غلت بھی تمام ہو گئی اور اللہ جل علی محمد کما صلیت علی ابراہیم کی دعاء ہزار سال کے بعد متبول سے شرف ہوئی و ما متبول ہو گئی۔

آں سرور علیہ علی و علی آلو الصلاۃ والسلام تجسوط آں فرد کمالات محیط آں دائرہ نیز میسر شد و ولایت غلت در حق او علی و علی آلو الصلاۃ والسلام نیز تمام گشت و دعاء اللہ جل علی محمد کما صلیت علی ابراہیم بعد از ہزار سال با جاہت مقبول گشت مسؤل مستجاب شد

مکتوب نود و پنجم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۱۱

و خدا بوقت دیم الاحسان اور ارحم الراحمین ہے اس بات پر تبادور ہے کہ محمد حبیب پیچھے رہ جائے والوں کو لوگ کے مرنیوں تک پہنچا کر انھیں کے طفیل سے اُن کی دولت میں شریک کر دے۔

آں خدا کے کرت دیم الاحسان و ارحم الراحمین است تو اناست کہ مثل من و الپس ماندگان را بد رحبات سابقان رسانندہ بطیفیل شان شریک دولت شان گردند۔

مکتوب صد

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲

بزرگ (مجدد الفتنانی) اگرچہ نبی نہیں لیکن انبیاء کے طفیل میں انبیاء کا اُن کی خاص دولت میں شریک ہو علیہم الصلاۃ والسلام

ایں بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تبعیت انبیاء شریک دولت خاصہ انبیاء است علیہم الصلاۃ والسلام

اگرچہ غلطی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان ست
ہر چند خادم ست اما ہشتین خرد و ان سرست تل تابع
ست مصاحب ہمز متبوعان ست گلبے بود کہ
اسرارے باوے در میان آرند کہ انبار دران غبطہ
نمائند و شرکت باوے خواہند طہیم الصلوٰۃ التسلیات
مکتوبہ صدم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۱۹۰

ہر چند درین دولت خاصہ محمدی دیگرے را شرکت نیست
اما این قدر می یابد کہ از ان دولت خاصہ او علیہ
الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق و تکلیف او علیہ علی
آکہ الصلوٰۃ و التسلیات بقیہ ماندہ بود کہ در
خوان دولت ضیافت کریمان زیادتیہ لازم ست
کہ اولش گویا نصیب خواہان بود آن بقید را
بیکے از دولتمندان اُمت او علیہ علی آکہ الصلوٰۃ و
السلام اولش گویا عطا فرمودہ اند و آل را خمیر وایہ
ساختہ خمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و راست
او شریک دولت خاصہ او گردانند علیہ علی آکہ
الصلوٰۃ و السلام۔ ع

”باکریال کار بادشاہ نیست“

اگرچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکہ وسلم کی دولت خاصہ
میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں لیکن (محمد و الف ثانی) اس قدر
پاس ہے کہ حضور علیہ علی آکہ الصلوٰۃ و السلام کہ پیدا کرنے اور کامل
فرمادینے کے بعد حضور علیہ علی آکہ الصلوٰۃ و السلام کی دولت خاصہ
میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا کیوں کہ کربوں کی ضیافت کے خواہ
نعت میں زیادتیاں ضروری ہیں کہ گویا اولش خادموں کا حصہ ہوتا ہے
وہ بجا ہوا حصہ حضور علیہ علی آکہ الصلوٰۃ و السلام کے امتیوں میں سے
ایک دولتمند (یعنی محمد و الف ثانی) کو گویا اولش عطا فرمایا ہے۔ اور
اسی کو خمیر بنا کر محمد و الف ثانی کی مٹی اسی سے گوندھی ہے۔ اور بعد از
ثانی کو حضور علیہ علی آکہ الصلوٰۃ و السلام کا مایع و وارث بنا کر حضور علیہ
و علی آکہ الصلوٰۃ و السلام کی دولت خاصہ میں اس کو شریک کر دیا
کہ یوں پر کام دشوار نہیں ہیں۔

اسوقت ہجوم مشاغل و آفت ہوا و فیم الفرستی و کابلی و سستی کے سبب حضرت محمد و الف ثانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات کی جلد اول و دوم کی سیر نہیں کر سکا اور برادر دینی یعنی سائل سلسلہ ربہ تعالیٰ میں کمال
شکر غائب و ضاع اہل کا تقاضا تھا کہ جواب میں تاخیر نہ ہو۔ لہذا جواب کو دوسرے وقت کیلئے ملتوی بھی نہ کر سکا
سہر دست صرف جلد سوم کی یہ پانچ ہی جلد تیں بطور نمونہ پیش کر دی ہیں۔ اہل انصاف نظر فرمائیں۔ ان عبارات
میں کس قدر دعاوی ہیں۔

۱۔ میں اللہ تعالیٰ کا سر یہ بھی ہوں اور اس کا مراز بھی ہوں۔

- ۲ — میں اللہ تعالیٰ کا بلا واسطہ مرید ہوں۔
- ۳ — محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا تو میں اکیس، پچیس، ستائیس واسطوں سے مرید ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا جو میں مرید ہوں یہ میری مریدی واسطہ کو قبول ہی نہیں کرتی۔
- ۴ — میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا مرید بھی ہوں اور ان کا پیر بھائی بھی ہوں۔
- ۵ — اگرچہ امتی ہوں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی دولت میں حصہ دار ہوں۔
- ۶ — میری تربیت میں جس قدر واسطے ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے معذات کر دیا ہے۔ یعنی جب تک میری تربیت ہو رہی تھی مجھے ان واسطوں وسیلوں کی ضرورت تھی۔ اب کہ میری تربیت مکمل ہو گئی اور میں اللہ تبارک تعالیٰ تک واصل ہو گیا اب مجھے کسی واسطے وسیلہ کی احتیاج نہیں۔
- ۷ — میری تربیت میں کسی دوسرے کو (نبی ہو یا ولی) ہرگز کچھ دخل نہیں۔
- ۸ — غیرت الہیہ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنی تربیت کے بارے میں کسی اور کی طرف (نبی ہو یا ولی) توجہ کر دوں کیونکہ میری تربیت کرنے والا رب عز و جل کے سوا ہرگز کوئی دوسرا نہیں۔
- ۹ — مجدد الف ثانی کے وسیلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو محیط دائرہ ولایت خلت کے جملہ کمالات میسر ہوئے۔
- ۱۰ — حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جملہ غوث قطب ابدال اوتاد و نجباء اولیا و علماء و جمیع اہل اسلام جو دعا کرتے رہے اللہ تعالیٰ علی محمد و آلہ صلی علیہ وسلم و علیٰ ابراہیم و آلہ ہزار برس کے بعد مجدد الف ثانی کے وسیلے سے قبول ہوئی۔
- ۱۱ — مجدد الف ثانی اگرچہ نبی نہیں، مگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل سے ان کی دولت خاصہ میں شریک ہے۔
- ۱۲ — مجدد الف ثانی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طفیلی بن کر ان کے خزانہ نعمت پر بیٹھا ہے۔

۱۳۔ مجدّد الف ثانی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خادم ہے مگر اپنے مخدوموں یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے برابر بیٹھنے والا ہے۔

۱۴۔ مجدّد الف ثانی کو کبھی کبھی ایسے اسرار بتائے جاتے ہیں جن کے باعث انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس پر رشک ہوتا ہے۔

۱۵۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آرزو ہوتی ہے کہ ان کو مجدّد الف ثانی کے اسرار میں شریک کیا جائے۔

۱۶۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق و مکمل کرنے کے بعد حضور علیہ

وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی دولت خاصہ میں سے جو حصہ باقی رہ گیا تھا اُس سے کسی رسول کسی نبی کسی صحابی کسی اہلبیت کسی سید کسی امام کو نہیں بنایا گیا۔ بلکہ ہزار سال کے بعد اس سے مجدّد الف ثانی کی طینت گوندھی گئی اور اُسی سے مجدّد الف ثانی کو پیدا کیا گیا۔

۱۷۔ مجدّد الف ثانی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا متبع و وارث بن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولت خاصہ میں شریک کر دیا گیا۔

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ ان دعویٰ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توکی گنتی اولیاء و مشائخ طریقت کا کیا کیا شمار، یہاں تو حضرات انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ جمعین کی بھی رسائی نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

کسی شے کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اُسی میں پایا جائے اور اُس کے سوا کسی اور چیز میں نہیں پایا جائے۔ تو نبی کا خاصہ جس میں پایا جائے گا وہ نبی ہی ہو گا۔ غیر نبی میں نبی کا خاصہ پایا جانا محال ہے۔ پھر کیا ان عبارات میں اپنے آپکو انبیاء کا طفیل بتا کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دولت خاصہ میں اپنے آپ کو اُن کا حصہ دار نہیں بتایا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ جمعین کا اپنے آپکو متبع و وارث کہہ کر حضور اقدس شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دولت خاصہ میں اپنے آپکو شریک نہیں ٹھہرا گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ پھر کیا یہ کلمات بشریعتِ مطہرہ کے خلاف نہیں؟ کیا کوئی مجدّدی صاحب ان کلمات و امثالہا کو علی ظواہر لے کے مطابقتِ شریعت ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا ہوشیاری میں بلا تاویل ان کلمات کا قائل شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ و التحیۃ کے الزام سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ کیا ایسے کلمات کا بولنا جن کا ظاہر منافی اسلام ہو۔ مگر تاویل کر کے ان کو منافاتِ اسلام سے نکال دیا جائے، بحالتِ صحو و ہوشیاری جائز و حلال ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بے دین وہ سچ جو حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کی فطرۃ حقیقت میں مبتلا ہو کر ان کلماتِ امثالہا کا بولنا جائز اور بلا تاویل ان کو مطابقتِ شریعت

مطہرہ مانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور بد عقل ہے وہ جو ان کلمات و امثالہا پر شریعت مطہرہ کے احکام بیان کرنے والوں کو حضرت مجدد الف ثانی کا بُرا جاننے والا جانے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ بعض اکابر اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بعض اوقات ایسی تجلیات ربانہ ہوتی ہیں جن کے مشاہدہ میں وہ حضرات اپنے ہوش و حواس سب گم کر دیتے ہیں۔ بحالت گم کردگی ہوش و حواس کسی شخص کے قول و فعل پر شریعت مطہرہ مواخذہ نہیں فرماتی۔ اس حالت کو حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اسی کی طرف حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا علیہ السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشارہ فرماتے ہیں ۵

اُس میں روزِ صبح کا سجدہ سو کہ طواف ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے
اور حالت ہوشیاری کو صوفیہ کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدین الدنیا والاخرہ کی اصطلاح میں ”صُخُو“ کہتے ہیں۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم عنابہم سے بحالت ”سکر“ اگر بعض اقوال و افعال مخالف شریعت سرزد ہو جاتے ہیں تو بحالت صُخُو ان کلمات و حرکات سے اپنی تبری و بیزاری ظاہر فرماتے ہیں۔ ہمارا مسلک ان کلمات و امثالہا کے بارے میں بھی یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمۃ سے یہ کلمات بحالت سکر سرزد ہوئے ہیں۔ جن سے اپنی بیزاری و تبری کے کلمات خود انہی نے بحالت صُخُو لکھے ہیں۔ کسی کے کلمات سکر کو ان کے ظاہری معانی پر محمول کہتے ہوئے اُن کو مطابقت شریعت جان کر اُن سے استدلال کرنے والا بحکم شرع بدین یا بے دین ہے۔

مکتوب صد و بست و یکم

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۳۰

اس فقیر (مجدد الف ثانی) نے جو سب دفتر صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علوم و اسرار میں لکھ ڈالے ہیں تو بظاہر یکے ذہن مبارک میں یہ بات جاگزیں ہو گئی ہے کہ بغیر سکر کی آمیزش کے خالص صُخُو سے لکھے ہیں۔ ہرگز نہیں کہ یہ تو حرام ناجائز و بیہودہ گوئی و سخن سازی کا باتیں بنانے والے جو صُخُو خالص کیساتھ موصوف میں بہت ہیں۔ وہ اس طرح کی باتیں کیوں نہایت لڑگوئیوں کی جگہ سے کیوں نہایت۔

حافظ کی یہ تا فریاد آخر بیہودہ گوئی پر مُسَبِّحی نہیں

عجیب قصہ اور کوئی تعجب خیرات بھی نہیں

اے مخدوم اس قسم کی باتیں وہ ہیں جو اسرار ظاہر کرنے والی ہیں۔ اور جو

ایں فقیر کہ اس ہمہ دفاتر درمیان علوم و اسرار میں طاقت علیہ نوشتہ است، ظاہر اسخاطر شریف شما قرار یافتہ است کہ از روئے صُخُو خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا کہ اَل حرام و منکر است و گراف و سخن باقی ست، سخن با فال کہ بصُخُو خالص متصف اند بسیار اند، چرا این قسم سخنان نہ با فند و دلہار مردم را از جانبہ

فہ یاد حافظ این ہمہ آخر بہرہ نیست

ہم قصہ عجیب و حدیث غریب نیست

مخدوم اس قسم سخنان کہ مبنی از افشار اسرار باشد

وازل کا ہر مصروف، ہر ہوتے از مشائخ طریقت قیس اللہ تعالیٰ اسرار ہم بظہور آمد است علامت مسموہ این بزرگوار گشتہ، امرے نیست کہ این فقیر کی را است اگر وہ باشد اخترع نمودہ ندیس ہذا ابا اول قادر ذہن کسوت فی الاسلام۔

عالم کا مطلب اُن سے سمجھ میں آیا ہے وہ مراد نہیں اور شیخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم سے مزائیک وقت میں ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں اور یہ بات تو اُن بزرگوں کی ہیئت کی عادت ہو گئی ہے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی ابتدا میں نے کی ہو، یہ پہلا شیشہ نہیں ہے جو اسلام میں توڑا گیا ہے۔

اس عبارت میں مجدد الف ثانی پیکار پیکار کر باؤاؤا بلند بجاگ دہلی فرما رہے ہیں کہ اُن کے مکتوبات میں دفتر کے دفتر کلمات سُکر سے بھرے پڑے ہیں۔ کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسی باتیں بھری ہیں جس کو اگر حالت سُکر میں سرزد شدہ نہیں مانا جائے تو ان کلمات کا بولنا حرام و ناجائز ہوگا صاف صاف فرما رہے ہیں کہ اُن میں بکثرت ایسے اقوال ہیں جن کے ظاہری معنی شریعتِ مکملہ کے خلاف ہیں۔ اُن کی تاویل کرنا ضروری ہے ورنہ اُن کے قائل پر منافقتِ اسلام لازم آئے گی۔ پھر عزذہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلا شیشہ میں نے ہی نہیں توڑا ہے، بلکہ اس سے قبل اور مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اسلام میں ایسے شیشے توڑ چکے ہیں۔ یعنی مجھ سے یہ غلطی کوئی نئی قسم کی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ مجھ سے پہلے اور بزرگوں سے بھی اس قسم کی غلطیاں ہو چکی ہیں۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان روشن تصریحات کے ہوتے ہوئے بھی اُن کے مکتوبات میں کلمات سُکر ماننے کو جو مجددی بہتان بتاتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جھوٹا کذاب کہتا ہے۔ اور درحقیقت وہ بالفاظ دیگر اپنے مرتبہ طریقت ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں مُسلک ہونے پر استخار اور انھیں کے روشن واضح ارشادات کی تقلید پر اصرار کیا سمجھتا ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق امامِ اہلسنت مجددِ اعظم فاضل بریلوی سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسوں کے حق میں فرماتے ہیں۔

شاخ پر بیٹھ کر جڑ کاٹنے کی سُکر میں ہے کہیں نیچا نہ رکھائے تجھے شجرہ تیرا

مکتوبات جلد سوم صفحہ ۲۲۴، ۲۲۸

پیشوا و اصحاب ایں را و سرگردہ اینہا و منہج زینہا

ایں بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ ست حکم اللہ تعالیٰ

وجہ الکرم و این منصب ہم بایشاں تعلق دار و دریں

اس راہ طریقت کے راصلوں (پیشوا و اصحاب) کے پیشوا اور اُن کے سرگردہ اور ان سب بزرگوں کیلئے فیض کا چشمہ حضرت علی مرتضیٰ حکم اللہ تعالیٰ

تعالیٰ و ہمہ اکرام ہیں اور یہ منصب ہم بایشاں تعلق رکھتا ہے اور اس

مقام گویا ہر وقت دم مبارک آں سرور علیہ علیہ الصلاۃ والسلام ہر فرق مبارک وست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دریں مقام بالیشاں شریک اند، انگارم کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قبل از نشاء عنصری نیز ملاذ ایں مقام بودند، پناہیچہ بعد از نشاء عنصری و ہر کرا فیض ہدایت از ایں راہ میرسید توسط ایشان رسید۔ ایشان نزد نقطہ منتہا ایں راہ و مرکز ایں مقام بالیشاں تعلق وارد و چوں دورہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام شد ایں منصب عظیم القدر بحضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیباً مفوض و سلم گشت و بعد از ایشان بہر یک از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التفصیل قرار گرفت و در اعصار ایں بزرگواران مجتہبین بعد از ایشان ہر کرا فیض ہدایت میرسد توسط ایں بزرگواران بودہ و بحیولت ایشان اہر چہ قطب و نجم بار وقت بودہ باشند و ملاذ ہمہ ایشان بودہ اند چہ اطراف را غیر از حقوق بہرگز چارہ نیست، تا آں کہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید و دس سترہ و چوں نوبت ایں بزرگوار شد منصب مذکور با و دس سترہ مفوض گشت و ما بین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہسیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات در ایں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجم بتوسط شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر اورا میسر نشدہ، از ایں جا ست

مقام میں گویا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم اللہ تعالیٰ عنہ پر ہیں اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ حضور نوحی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کرم اللہ تعالیٰ عنہ میں پیدا ہونے سے پہلے بھی اس مقام کے لحاظ و ماویٰ اور جائے پناہ تھے۔ جس طرح دنیا میں تشریف لائیکے بعد۔ اور جس کسی کو فیض ہدایت اس (طریقیت) سے پہنچتا تھا انھیں کے واسطے سے پہنچتا تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راہ (طریقیت) کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز انھیں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور جب حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورہ تمام ہو گیا۔ تو عظیم القدر منصب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تھا کہ اُن کے بعد دیگرے سپر کیا گیا اور اُن دونوں حضرات ائمہین کو بھی فیض اللہ تعالیٰ انھما کے بعد بارہ سالوں میں سے ہر ایک تک ترتیب وار پہنچا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اُن حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانوں میں اور لوہیں اُن حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد جس کسی کو بھی ہدایت پہنچتا تھا۔ انھیں بزرگوں حضرت ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور دس سے پہنچتا تھا۔ جتنے بھی اپنے وقت کے قطب و نجم ہوتے ہیں اور اُن کے سب لحاظ و ماویٰ جائے پناہ ہی حضرت ائمہ اثنا عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جوئے ہیں۔ کیونکہ کماؤں کو بغیر اپنے مرکز کے ساتھ وابستہ ہونیکے کوئی چارہ نہیں یہاں تک حضور بزرگوار غوث عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت آیا اور جب غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو منصب عظیم حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپر کیا گیا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ائمہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی اور شخص اس مرکز پر نظر نہیں آتا ہے اور اس راہ (طریقیت) میں فیوض و برکات کا پہنچنا اقطاب و نجم جس کسی بھی ہو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک واسطے ہی سے سمجھ میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ مرکز حضور غوث عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو

کہ فرمودہ ہے

أَفَلَتُ شَمْسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرِبُ

مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت ارشاد است از اقول

آں عدم فیضان مذکور و چوں بوجود حضرت شیخ

معاملہ کہ باولین تعلق داشت با وقت رگرفت

واو واسطہ وصول رشد و ہدایت گردید چنانچہ

پیش از وہ اولیں بودہ اند و نیز تا

معاملہ توسط فیضان بریاست

بتوصل اوست ناچار راست آمد

کہ

أَفَلَتُ شَمْسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

أَبَدًا عَلَى أَفْقِ الْعُلَى لَا تَغْرِبُ

سوال: ایں حکم منتقض است بجدد الف ثانی زیر کہ

در میان معنی مجدد الف ثانی در مکتوبے از مکتوبات جلد

ثانی اندلج یافتہ است کہ ہر چہ از قسم فیض ہر اہل مدت

بآمتاں برسد توسط او باشد ہر چند اقطاب او تا باشد و

بدلا و بخبار وقت بوند گویم کہ مراد بجدد الف در مقام

نائب مناب حضرت شیخ ست و بہ نیابت حضرت شیخ

میر نہیں ہوا اور اسی وجہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج بلند یوں

کے افق پر ہے کہ کبھی نہیں ڈوبے گا۔

سورج سے ہدایت ارشاد کے فیضان کا آفتاب مراد ہے۔ اور ڈوبنے

سے اُس فیضان کا نہ پہنچنا مراد ہے۔ اور جبکہ حضور غوث اعظم کے

عہد مبارک سے وہ معاملہ جو اگلوں کے ساتھ متعلق تھا حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوا۔ اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رشد

و ہدایت پہنچنے کا واسطہ ہو گئے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا غوث پاک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے آگے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ اور

جب تک فیوض برکات پہنچنے کا معاملہ جاری ہے وہ سب حضور غوث

پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے ہے۔ تو اب یقیناً حضور غوث پاک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا یہ سرمانا ٹھیک ہو گیا کہ

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا آفتاب

ہمیشہ بلندیوں کے افق پر ہے، کبھی نہیں ڈوبے گا۔

سوال: یہ حکم مجدد الف ثانی سے لوٹ جاتا کیونکہ مجدد الف ثانی

کے معنی جلد ثانی کے مکتوبات میں ایک مکتوب میں لکھے ہیں کہ ہزار

برس تک امتیوں کو جس قدر فیض پہنچے گا خواہ وہ ادا و اقطاب ہوں یا

اپنے وقت کے بدلا و بخبا ہوں سب مجدد الف ثانی کے واسطے پہنچے گا۔

جواب: میں کہوں گا کہ اس مقام میں مجدد الف ثانی سے حضور

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قائم مقام مراد ہے اور حضور غوث پاک رضی

عہ یہ وہ مضمون ہے جو حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی سیدنا علیہ الصلوٰۃ و السلام قبلہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کے نعمت خداوند دولت حضور پر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی سرکار غوثیت ہمارے یوں عرض کیا ہے۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمکے ڈوبے

افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

ایں معاملہ بہ او مر لوط است،

چنانکہ گفتہ اند

نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ فلا یخمد۔ ہے۔ تو اب کوئی اعتراض نہیں۔

وہ مجددی حضرات جو حضور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل علی جمیع الاولیاء پر اعتراض کرتے ہیں اپنے شیخ سلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے اس چمکتے ہوئے ارشاد کے نور سے اپنے دیدہ انصاف کو منور فرمائیں اور غور کریں کہ ان کا یہ اعتراض بندگانِ بارگاہِ غوثیت پناہ پر نہیں بلکہ خود طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام مولیٰ و مرجع و مادی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے۔ اس ارشاد ہدایت بنیاد میں صاف صاف فرمادیا کہ حضور پر نور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس سے لیکر قیامت تک جس کسی سالک یا واصل یا غوث قطب ابدال او تاد و بدلا و نجبا کو جو کچھ فیوض برکات ہدایات پہنچیں گے خواہ وہ حشری ہوں یا نقشبندی یا سہروردی یا رفاخی یا شاذلی خواہ کسی اور سلسلے میں منسلک ہوں، ان سب کو وہ تمام فیوض و ہدایات برکات حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے و وسیلے سے پہنچیں گے۔ و اشکاف فرمادیا کہ جیسے چاند میں خود کچھ نور نہیں بلکہ جب چاند مقابل آفتاب آتا ہے اور نور شدید جہاں تاب اُس پر اپنا پُر توڑ آتا ہے تو چاند بھی تاباں و درخشاں ہو کر چمکتا او عالم کو اپنی ضیاءوں سے منور کر دیتا ہے۔ بالکل اسی طرح مجدد الف ثانی کو بھی جو کچھ کمالات کرامات برکات حاصل ہوئے سب حضور پر نور سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آفتابِ قادریۃ نور شید غوثیت کی پُر تو افگنی ضیاء پاشی کا مستر ہے۔ اس روشن ارشاد کے ہوتے ہوئے بھی جو مجددی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل و اعلیٰ برتر و بالا کہنے کو کذب بہتان بتاتا ہے وہ سب پہلے اپنے امام الطریقہ و شیخ السلسلہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو جھوٹا کذاب بھڑکی بناتا ہے۔ اور درحقیقت اپنے کافر طریقت ہونے کو بے نقاب کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی غلامی و بندگی کا زبانی امتداد اور پھر انھیں کے متبروزاہر و باہر و ظاہر ارشاد کے مقابلے میں ہٹ دھرمی ضد عناد استکبار آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم سیدنا علیہ الصلوٰۃ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے کافرانِ نعمت کے ہمارے میں ارشاد فرماتے ہیں ۷

منکر فضل حضور آہ یہ لکھتا تیرا
چسیر کر دیکھے ارے کوئی کلیجہ تیرا
بل بے ادب منکر بے باک! یہ نہرتیرا
دیکھ اڑ جا ایمان کا طوطا تیرا

سُبح و تاعل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
میرے سیاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
ابن زہرا سے ترے دل میں ہیں یہ نہر بھرے
بازا شہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی

تبلیغی جماعت

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تبلیغی جماعت کیسی جماعت ہے اور اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی: تاجد حسین قادری رضوی غفرلہ نائب عالم غازی بزم قادی رضوی چین گنج کانپور
الجواب: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اَنْحُوْا عِبَادَ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدًا اَللّٰهُمَّ
وَاٰمِنًا بِاَللّٰہِ مُحَمَّدٌ اٰیۃُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں ایک کفری جماعت ہے کوئی نئی جماعت ہرگز نہیں بلکہ وہابیوں دیوبندیوں
ہی کی تحریک و ہدایت ہے۔ وہابیوں دیوبندیوں نے یہ دیکھ کر کہ اب مسلمانان اہلسنت ہوشیار
خبردار ہو گئے ہیں تو انھوں نے مسلمانان اہلسنت کو پھانسنے کیلئے طرح طرح کے جال بنائے ہیں۔ کہیں جمعیۃ المسلمین
کا جال ہے، تو کہیں مؤمن کانفرنس کا فریب ہے، تو کہیں اسلامی جماعت کی ٹٹی ہے، تو کہیں نمازی فوج کا دھوکہ ہے
غرض کہ طرح طرح کے لباس میں ظاہر ہوتے ہیں تاکہ ہمارے سیدھے سادے بھولے بالے سنی مسلمان دھوکے میں
آجائیں۔

پیارے سنی بھائیو! میں عرض دراز سے تم کو خدا اور رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کے
دشمنوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں سے ہوشیار و خبردار کر رہا ہوں۔ ہوشیار و خبردار! ہرگز ہرگز دھوکے میں
نہ آنا چاہیے۔ یہ کتنے لباسوں میں صورت دکھائیں مگر فریب میں نہ آنا، ان کے جال میں نہ پھنسا۔ سنی مسلمانوں پر
شرعاً فرض ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں ہرگز ہرگز شرکت نہ کریں، ان کے ساتھ جا کر پروپیگنڈہ نہ کریں، ان کے
جلسوں میں جانے سے قطعاً پرہیز کریں۔ جس طرح وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم مزدوروں بندہ ہوں کے جلسوں میں شرکت
سے اجتناب فرض ہے۔ اسی طرح اس تبلیغی جماعت وہابیہ کے جلسوں میں شریک ہونا حرام ہے۔ اور اس سے بجا فرض
ہے۔ جو سنی مسلمان بھائی نادان واقعی بے خبری کے سبب اس کے مہربن گئے ان پر فرض ہے کہ فوراً اس سے قطعاً
حکم شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتہیۃ علیہ ہو جائیں۔ دہلی میں ایک شخص مولوی ایاس تھا۔ جو کہ

امولوی اشرف علی تھانوی کا خلیفہ اور بھانجہ تھا۔ اس کے وہابی ہونے میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اسی نے وہابیت اور دیوبندیت کے جال میں سنیوں کو پھانسنے کیلئے یہ تبلیغی جماعت قائم کی ہے۔ وہابیوں دلیو کے بندوں کا چوٹی کا مناظر مولوی منظور سنبھلی اب اس تحریک وہابیت کا روح رواں ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی رسلیا مسماۃ "حفظ الایمان" کے صفحہ ۸ پر یہ عبارت لکھی ہے۔

"اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ صبی و بختون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت کا واضح و صریح مطلب صرف یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہ نے جو غیبوں کا علم عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ تخصیص نہیں۔ ایسا علم غیب تو (معاذ اللہ) ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام نے اور ہندو سندھ و بنگال و پنجاب و گجرات و کاٹھیاواڑ کے علمائے اہلسنت و شارح طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ ایسی عبارت لکھنے والا بحکم شریعت مطہرہ ایسا کافر مرتد ہے کہ جو شخص اس مطمع ہونے کے بعد اسکے قائل کو مسلمان جانے یا کافر مرتد نہ مانے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اسکو کافر مرتد کہنے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے۔ اور بے توبہ مراد مستحق تارابد و لائق لعنت سرد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب حسام الحرمین علی منکر الکفر والمین" و رسالہ مبارکہ "الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیہ" و "در مختار" و "رد المختار"

جلسوں کے علاوہ اس تبلیغی جماعت والوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ ناواقف سنی مسلمان بھائیوں کو اچھا نسنے کیلئے مسجدوں مسجدوں گاؤں گاؤں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ اور منافقانہ چال چلتے ہیں کہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ۔ اللہ عزوجل قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ اَنَّكَ لَرَسُولُ
اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ
اِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝

یعنی جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم کو ہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً تم کے رسول ہو۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک یقیناً منافق بھوٹے ہیں۔

تبلیغی پارٹی نے کلمہ پڑھانے کا نیا ڈھنگ نکالا ہے۔ اول یہ کہ وہ لوگ یہ مانتے ہیں کہ یا رسول اللہ یا علی مشکلاکشا یا غوث المدد یا خواجہ غریب نواز یا اعلیٰ حضرت کن مددی کے نعرے لگانے والوں اور مشکل کے وقت پیکار کرنے والوں کو اور یہ یقین کرنے والوں کو کہ یہ ہماری آواز سننے اور مدد کرتے ہیں۔ اور میلاد شریف کرنے والوں جملہ سنی مسلمانوں کو یہ مردود پارٹی مشرک کہتی ہے اسی لئے کلمہ پڑھاتی ہے۔ دوم یہ کہ سنی مسلمانوں کو جال میں پھانسنے کیلئے یہ طریقہ نکالا ہے۔ اپنے سنی بھائیوں کو ان دین کے لیڈروں سے بچنے کیلئے سب سے آسان اور عمدہ ترکیب بتاتا ہوں کہ جب یہ آئیں اور کلمہ پڑھنے کیلئے

کہیں تو آپ حضرات یہ جواب دیں کہ ہم تو کلمہ پڑھتے ہی ایمان میں گر پڑتے ہیں۔ مگر پہلے تم یہ لکھ کر ہمیں دے دو کہ ہم لوگ بحکم شریعت مفسدہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبلیخی و مولوی تاسم ناٹووی کو کافر مرتد کہتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ کرام نے فتاویٰ دے دیے ہیں۔ پھر وہ لوگ اگر اس فتوے کو ماننے سے انکار کریں تو ان سے کہہ دو کہ کلمہ طیبہ سے پہلے جز "لا الہ الا اللہ" پڑھو تو تمہارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھوٹا ہے (فولہ فتوائے گنگوہی) خوراجوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم ہو سکتا ہے، جاہل ہو سکتا ہے، جتنے بُرے گنہگار گھونے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب گنہگار گھونے بُرے کام خوار بھی کر سکتا ہے (مذکرۃ الخلیل صفحہ ۸۶) اور کلمہ طیبہ کے دوسرے جز "محمد رسول اللہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر تہلیل ایمان یہ ہے کہ انکو سب سے بچھلانی ماننا جاہلون کا خیال ہے۔ ان کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد بھی نئے نبیوں کا پیدا ہونا ختم نبوت کے کچھ خلاف نہیں۔ تذریعہ اناس صفحہ ۱۳-۱۲-۲۸۔ ان کا علم شیطان سے کم ہے (براہین قاطعہ صفحہ ۵) ان کا سا علم غیب تو ہر بچے کو، ہر پاگل کو، ہر بیل، ہر گدھے، ہر کتے، ہر سور، ہر جانور اور ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ (خط الایمان صفحہ ۸)۔ جب کلمہ طیبہ کے متعلق اپنے ان اعتقاداتِ خبیثہ کی وجہ سے بحکم شریعت مفسدہ تم خود ہی کافر، مرتد، سب سے بدی ہو۔ پھر تمہیں کسی اور کو کلمہ طیبہ پڑھانے کا کیا حق ہے۔ جس طرح لا حول سے شیطان بھاگتا ہے اس طرح اس ترکیب سے الیاتی جماعت والے بھاگیں گے۔

مثنیٰ بجاؤ تو یہ فتوے کا دور ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک فتنہ مٹانے آتا ہے۔ ایمان کے چوڑے، دین کے ٹیسے طرح طرح کے لباسوں میں مثنیٰ بن ہو کر، خفی و قادری و شیخی کہاں کہاں کر تمہارے پیش اور انمول ایمان کو لوٹا ناچا رہے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو۔

مسلمان بھائیوں کو ضروری نصیحت

پیارے مسلمان بھائیو! یہ زمانہ نہایت پرستش و پرہیز ہے۔ دین کے ٹیسے ایمان کے چوڑے ٹہپت پھرتے ہیں۔ اپنے دین و مذہب کو بچانا بہت اہم ہے۔ اسی سارٹھے تیرہ سو برس والے پُرانے مذہبِ اہل سنت کے نبی و جتنے نئے مذہب نئے فرقے نکل پڑے ہیں ان سب سے بچو اور دور رہو۔ خصوصاً فرقہ واپیہ غیر مقلدین و فرقہ واپیہ دیوبندیہ جن کے چند عقائد خبیثہ بعض بطور نمونہ اس وقت تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے (براہین قاطعہ ص ۱)۔ ۲۔ خوراجوری کر سکتا ہے۔ ۳۔ شراب پی سکتا ہے، ہم ظلم کر سکتا ہے۔ ۵۔ جاہل ہو سکتا ہے (مذکرۃ الخلیل ص ۸۶)۔ ۶۔ ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ خدا کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے (تقویت الایمان مرقاۃ فی مشک علی ص ۱۲)۔ ۷۔ سب انبیاء و اولیاء خدا کے دروہرو ایک ذرہ ناچیز سے

بھی کمتر ہیں (تقویۃ الایمان ص ۶۳) ۸۔ جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کبھی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۹۔ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۱۱۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو پکارے یا ان کی منت مانے یا ان کی نذر و نیاز کرے یا کسی نبی ولی کو شفاعت کرنے والا مانے وہ ابو جہل کے برابر مشرک ہے (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۱۲۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص ۶۴) ۱۳۔ نماز میں رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کا تصور یا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال کرنے سے ایمان میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعظیم کیسا تھ نماز میں خیال لانے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اور ایسا شخص مشرک ہو جاتا ہے۔ ۱۴۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تعظیم کے ساتھ خیال لانا نماز میں اپنے میل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراطِ مستقیم مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ص ۸۶) ۱۵۔ جو مجرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نہ دکھائے ان معجزوں سے کمال و قوت میں بڑھے ہوئے جادو اور تماشے جادوگر اور بھانمتی دکھا سکتے ہیں (منصب النبوت ص ۳۱ و ص ۳۲ و فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۲۵)

یہ تو وہ عقائدِ نجسہ ہیں جن میں غیر مقلدین و دیوبندیہ برابر کے شریک ہیں۔ اب ذرا دیوبندی و دیوبندوں کے مخصوص عقائدِ نجسہ کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اردو زبان معلوم نہ تھی۔ جب سے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا دیوبندی مولویوں کے ساتھ معاملہ ہوا تو حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو زبان آگئی (براہین قاطعہ ص ۲۶) ۱۷۔ اسماعیل دہلوی قطعی جنتی ہے جو اسکو کافر کہے خود کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۶۱) لیکن جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو کافر کہے وہ اگرچہ ملعون ہے فاسق ہے مگر کافر نہیں گمراہ بھی نہیں سنی مسلمان ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲۱) ۱۸۔ رحمتہ اللعالمین خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صفت نہیں۔ دہابی مولویوں کو بھی رحمتہ للعالمین کہنا جائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۹) ۱۹۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا دوہرا اور شربت ان کی سبیل کا پانی سب حرام و ناجائز ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۱۱۳) لیکن ہولی دیوالی کی پوریاں کچوریاں جائز و حلال ہیں (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۲۳) ۲۰۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کے بغیر دیئے ہوئے ذاتی علم غیب تھا اسکو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اس کے اس خبیث عقیدے کی تاویل کرنا چاہیئے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۵) ۱۵۔ بیس ناپاک عقیدے یہ ہوئے اور چار عقائدِ کفریہ حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس دفول و فتوائے گنگوہی سے اوپر عرض کئے گئے۔ ایسے ناپاک عقیدے والوں سے حکم شریعت میل جول دوستی

محبتِ حرام اُن کے ساتھ کھانا پینا حرام اُن کے ساتھ یاہ شادی حرام اُن کے پیچھے یا اُن کے جنازے کی نماز حرام۔ وہ سب گلی میں ملیں تو ان کو سلام کرنا حرام۔ وہ بیمار پڑیں تو ان کو دیکھنے جانا حرام۔ غرض کہ اُن کی موت و زندگی میں مسلمانوں کو اُن کے معاملہ اُن کے ساتھ کرنا حرام اور اُن پر مرتدین کے جملہ احکام۔ والعیاذ باللہ الملک المعظم۔

یہ دوا بی غیر مقلدین و دیوبندیہ مشرکوں کے بندے بت پرستوں کے پیچھے یا کفار کے ایجنٹ ابلیس کے دلال ایک طرف تو تمہارے دین پر حملہ کر کے تم کو اپنے ساتھ ابدی نار میں لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تمہارے روزگار پر حملہ کر کے تم کو کفر و ارتداد پر صیٹ چڑھا کر تمہاری دنیوی ہستی کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ غرض اس طرح یہ لوگ اپنے مثل تم کو بھی خسروال دنیا والا آخرت کا مصداق بنانا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بیارے بھولے بھالے سنی بھائیو! اپنے دین و دنیا کو ان دشمنانِ دین و دنیا کے حملوں سے بچاؤ۔ آپس کی ذاتی عداوتیں دنیاوی دشمنیاں نفسانی مخالفتیں چھوڑ کر شریعتِ مطہرہ کا دامن مضبوط تھام کر دباہیوں، دیوبندیوں اور احمق دشمنانِ دین کے حملوں سے اسلام و صفیت کو بچانے کیلئے باہم جلد متفق و متحد ہو جاؤ۔ پھر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم تمہارے ساتھ ہوں گے، کامیابی داریں گے ہرے تمہارے سر بندھیں گے۔
وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰی۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم۔ فقیر المذنب
عبد الرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والابوید اہلہ واثوانہ و احبابہ ربہ الموال الغفر
القوی۔ ساکن محلہ بھورے خاں۔ یلی بھیت۔ یوم الخمیس الثانی عشر من شوال المکرم سنۃ الف ثلاث مائۃ و اثنین و
سبعین من ہجرتہ میر المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ و صحبہ و ائمتہ الغوث الاعظم و حزبہ الجمعین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سِرِّسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
مَسْئَلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت بیان دین بکت کثر اللہ تعالیٰ امداد ہم و کسر اللہ تعالیٰ امداد ہم
اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے وعظ میں کہا ”رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا مرتبہ
مجھ سے بھی بڑا ہے۔ اگر مجھ سے بڑا نہ سمجھو تو میرے برابر ضرور سمجھو“۔ اس پر ایک سن رسیدہ مہین
نے کہا ”ملا صاحب میں نے بھی دو چار وقت امامت کی ہے تو کیا معاذ اللہ میں ذالک میرا
بھی ایسا مرتبہ ہوا؟ زید نے کہا کہ ”آپ کا نہیں جو لوگ مسجدوں کے دائمی امام ہیں ان کا یہ مرتبہ
ہے میں فقط اپنے ہی واسطے یہ نہیں کہتا ہوں“

دوسری بات زید نے یہ بیان کی کہ ”ہضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بہت قیام
کرنے سے ورم کر جاتے تھے۔ تو آپ پتھر کو آگ پر گرم کر کے اُس سے پاؤں مبارک سینکتے تھے تو پتھر نے خدا سے
شکایت کی کہ تیرا رسول اپنے نفع کے واسطے مجھے تکلیف دیتا ہے۔ تو خدا نے پتھر سے کہا کہ میں تیرا عوض لوں
گا۔ پھر اس پتھر کو اسد کے پہاڑ میں پھنکوا دیا۔ جب آپ جنگ احد میں گئے اور ایک خشکی نے پتھر اٹھا کر
آپ کو مارا جس سے آپ کا دندان شہید ہو گیا۔ یہ وہی پتھر تھا اس طرح خدا نے بدلہ لیا“۔ ختم ہونے جو
بحمدہ تعالیٰ سنی عالم ہے، فرمایا کہ یہ الفاظ بہت سخت ہیں۔ یعنی غیر نبی سے افضل بلکہ نبی کے برابر بھی کہنا
کفر ہے، میرے نزدیک یہ الفاظ کفریہ ہیں۔ مگر مہین علمائے اہلسنت کو لکھوں گا وہ جو حکم صادر فرمائیں گے
وہی حکم ہوگا۔

اس پر ولید نے جو مذہب دیوبندی ہے زید کی حمایت اور حمید کی مخالفت میں ایک اشتہار شائع کیا۔
ولید نے حمید کو ”دجال کا بچاری“ لکھا۔ اور حمید کیسے یہ الفاظ تحریر کئے خانہ خراب، پنڈت جی، بھگت جی،
کھرجت جی! حمید کا فیصلہ علماء دین اہلسنت الجماعت حنفی المذہب کی رو سے از روئے شریعت مردود و باطل
ہے۔ حمید قانوناً و شرعاً سخت مجرم اور بائیکاٹ کے لائق ہے، سوائے تو بے تجدید نکاح اور معافی مانگنے کے از
روئے شریعت اس کا چھٹکارا نہیں۔ زید بالکل بے قصور اور بری الذمہ ہے، زید کو کافر سمجھو گے تو دنیا میں
رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ٹھہرو گے۔ اپنا اپنا مذہبی فرض ادا کرنے میں دوبارہ قصور و اذنا بکار اور
مجرم نہ ٹھہرو۔ زید اور ولید اپنے ان اقوال کی بنا پر کس حکم کے مستحق ہیں؟ بتیو تو جروا۔

المستفتی: میمن جماعت، از مقام ترسائی، ملک کاٹھیاواڑ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَوْفِقُ لِلصِّدْقِ وَالصَّوَابِ
مَنْبِ إِيَّيْكَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرَ مِنْ
الْحَمْدِ وَالشُّكْرُ لَكَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى حَبِيبِكَ الَّذِي عَلِمْتُ مَا كَانَ
وَمَا يَكُونُ وَاللَّهُ وَحْدَهُ ابْنُ مَرْيَمَ أَجْمَعِينَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

زید پر مکر و کید نے اپنے پہلے کلمہ خبیثہ میں ہر امام مسجد کو اگرچہ کس ناکس ہو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے برابر بتایا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم باجماع اہل اسلام تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں۔ تو جس کا مرتبہ معاذ اللہ زید بے قید نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے برابر کہا، اس کو تمام باقی انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین سے افضل ٹھہرایا اور نبی کا غیر نبی سے افضل ہونا یہ ضروریات دین ہے، اس کا منکر قطعاً یقیناً کافر، مرتد، ملعون اور مستحق عذاب ابد ہے۔ کتاب الشفار بتعرف حقوق المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَكذلك نَقْطَعُ بِتَكْفِيرِ غَلَاةِ الرَّافِضَةِ
فِي قَوْلِهِمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ۔
یعنی اسی طرح غالی رافضیوں کے کافر ہونے پر ہم یقین کرتے ہیں
اُن کے اس قول کے سبب کہ انہما المہیت انبیاء سے افضل ہیں۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵، اپر ہے، علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔
النَّبِيُّ أَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ وَهُوَ أَمْرٌ مَقْطُوعٌ بِهِ وَ
الْقَائِلُ بِخِلَافِهِ كَافِرٌ لَأَنَّهُ مَعْلُومٌ مِنَ
الشَّرْعِ بِالضَّرُورَةِ۔
یعنی نبی ولی سے افضل ہے اور یہ مسئلہ یقینی ہے اور جو اُس کے
خلاف کہے کافر ہے۔ کیوں کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں ہے۔
(علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم)

اسی طرح اُس نے اپنے دوسرے ناپاک کلمہ میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت توہین
کی۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کرنے والا ضمناً جزماً کافر مرتد لائق عذاب اشد ہے۔
امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَالِي دَعَا
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ ذَنْبِهِ أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ
فَقَدْ كَفَرَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَبَانَتْ مِنْهُ أَمْرَاتُهُ۔
یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی دے
یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حق کو کسی طرح کا عیب لگائے
یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور مرتد کا منکر ہو گیا

اُس کی جو رو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

شفا قاضی عیاض و فتاویٰ برآزیہ و درر و غر و فتاویٰ خیرہ میں ہے۔

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّ شَأْنَهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَافِرٌ وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرَهُ كَفَرٌ
یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
شان پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ اور جو اُسکے مستحق عذاب و
کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جمع الانہر و در مختار میں ہے۔

وَاللَّفْظُ لِلدَّرِّ الْكَافِرِ لِسَبِّ نَبِيِّهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
لَا تَقْبَلُ تَوْبَتَهُ مُطْلَقًا وَمَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ
وَكُفْرِهِ كَفَرٌ۔
یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہوا اُسکی
توبہ کسی طرح سے قبول نہ کی جائیگی اور جو اُس کے لائق عذاب و کافر
ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

یہیں سے ولید پلید کا حکم بھی ظاہر ہو گیا کہ زید خبیث نے کفریات ملعونہ کیے اور ولید ملعون نے اُسکو بے قصور ٹھہرایا
اور کفر سے بری بتایا۔ ابھی اُس نے چلے کہ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توبہ میں کرنے والے کو کافر نہ جانے یا اُسکے
کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ دیوبندی دھرم کے ائمہ الکفر گنگوہی، انبیٹھی، نالوتوی، تھانوی
نے پہلے ہی جو کفریات کیے وہ کیا کم تھے۔

اپنے فتوے میں خدا کو جھوٹا کہا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں کا خیال اور حضور کے بعد نئے نبی پیدا
ہونے کو جائز ٹھہرایا۔

شیطان ملعون کے علم کو حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس پر بڑھایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چارپایوں کے علم غیب کے مثل بتایا۔
وغیرہا من الکفریات الکثیرۃ الملعونہ۔ ملاحظہ ہو برابر میں قاطعہ گنگوہی صفحہ ۵۱ و تحذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳

د ۱۴ و ۲۸ و حفظ الایمان تھانوی صفحہ ۸

دیوبندی شیاطین پر اُن کے اُن کفریات ملعونہ کے سبب علمائے کرام و مفتیان عظام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ نے
اور اُن کی تائید میں ہندوستان کے تمام علمائے اہلسنت نے نام بنام بالاتفاق فتوے دیے کہ مَنْ شَكَّ فِي
كُفْرِهِ وَعَذَابِهِ فَقَدْ كَفَرَ یعنی گنگوہی، نالوتوی، انبیٹھی، تھانوی میں سے کسی کے اقوال کفریہ پر مطلع
ہونے کے بعد بھی جو شخص اُس کو مسلمان جانے یا اُس کے کافر ہونے میں شک کرے یا اُس کو کافر کہنے میں توقف
کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مستطاب "حسام الحرمین علی منکفر و المین" و رسالہ مبارکہ

”النَّصْرَةُ لِلْهَيْدِيَّةِ عَلَى عَدُوِّهَا طَائِفَتِ الدِّينِ بِنَدِيَّةٍ“۔ ولید زید کے کافر سرد ہونے کیلئے ان کا ان خیال دیو بندیہ کو مسلمان جاننا بلکہ ان کے کفر میں شک کرنا ہی بس تھا۔ مگر دیو بندی دھرم کی اصل ہی یہ ہے کہ کفر پیشتر بہتر“ وہاں تو آفتاب ہر روز ایک نئے فتذ پر طلوع کرتا ہے۔ ولید کے دو کفر تو یہی ہوئے کہ زید کے دونوں اقوال کفریہ کی اُس نے حمایت کی۔ پھر شریعت کا مستند علمائے اہلسنت کی توہین مطالعہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گالیاں سننا یا یہ علاوہ ہیں۔ خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو کافر کہے اسکو ولید نے یہ گالیاں دیں۔ و جال کا تجارتی، فساد خراب، پندت جی، بھگت جی، گھر جی، حضور کی توہین کو کفر جاننا مردود و باطل، حضور کی توہین کو کفر جاننے والا سخت سخت مجرم بائیکاٹ کے لائق، اُس کے اس فعل کے سبب اُس پر توبہ تجدید تکفار فرض، حضور کی توہین کرنے والے سے معافی مانگنا لازم، حضور کی توہین کرنے والے کو کافر کہنے والا دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب الیم کا مستحق، نامکار قصور وار ہے، حضور کی توہین کرنے کو کفر جاننا اور توہین کرنے والے کو مسلمان جاننا مذہبی غرض ہے۔ ولید طرہ ولید نے اپنے اس ناپاک اشتہار میں یہ سترہ کفریات ملعونہ اور زائد کیے۔ مجمع الانہر میں ہے۔

”اَلَا شَيْخُ خُفَّافٍ بِالْعُلَمَاءِ وَالْأَشْرَافِ كُفْرًا“ یعنی علماء اہلسنت اور سادات کرام کو ان کے علم دین و ریادت کے سبب ہٹکا سمجھنا یا ان کی توہین کرنا کفر ہے۔

شفہ امام قاضی عیاض میں ہے۔

”وَنَكْفُرُ مَنْ لَمْ يَكْفُرْ مِنْ دَوْلَانِ بِغَيْرِ هِلَّةٍ اِلَّا سَلَامًا“
”مِنَ الْمَكَلِّ اَوْ وَقَفَ بِهِمْ اَوْ شَكَ“

بحر الرائق میں ہے۔

”مَنْ حَسَنَ كَلَامَ رَاهِلٍ اِلَّا هَوَاً اَوْ قَالَ مَعَاوِيَ اَوْ كَلَامُ رَاهِلٍ مَعْنَى صَحِيحٌ اِنْ كَانَ ذَلِكَ كُفْرًا“
”مِنَ الْقَائِلِ كُفْرًا مَحْضًا“

یعنی جو پندہ بیوں کی باتوں کو چاہتا ہے یا کہے کہ سنی دشمن ہے ایسے کہ اُس کلام کے کوئی صحیح معنی میں آئے اُس کہنے والے کی دعوت کفر تھی تو یہ جو اُس کی بات کو چاہتا ہے یہ بھی کافر ہو جائیگا۔

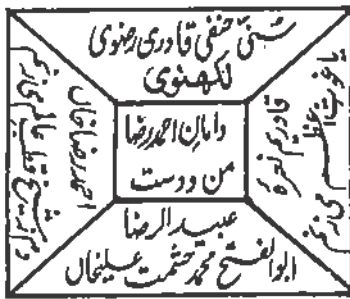
امام ابن حجر کی کتاب ”الاعلام بقواطع الاسلام“ کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے۔ فرمایا۔

”مَنْ تَلَفَّظَ بِلَفْظِ الْكُفْرِ يَكْفُرُ وَكُلٌّ مِنْ اسْتَحْسَنَ“
”اَوْ رَضِيَ بِهِ يَكْفُرُ“
یعنی جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے۔ اور جو اس بات کو چاہتا ہے یا اُس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔

بالجملہ ہمارے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ زید و ولید دونوں کافران علید و مرتدان پلید اور مستحق

عذاب شدید ہیں۔ دونوں پر جلد از جلد فوراً اپنے ان کفریاتِ خبیثہ سے توبہ کر کے نئے سرے سے مسلمان ہونا، پھر اگر جو رکھتے ہوں تو ان سے نئے مہر پر نیا نکاح کرنا فرض ہے۔ ان کی عورتیں ان کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ یہ دونوں بعد توبہ و تجدید اسلام بھی ان پر جبر نہیں کر سکتے۔ ان کی مرضی ہو تو نئے مہر پر دوسرا نکاح کر سکتے ہیں۔ ورنہ جس کے ساتھ چاہیں نکاح کر سکتی ہیں۔ بغیر توبہ و تجدید اسلام و نکاح ان عورتوں سے جملہ حرام خرام محض و زنا سے خالص ہو گا۔ اُس سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ولد الزنا ہوگی۔ اگر زید و لید توبہ و تجدید اسلام نہ کریں تو مسلمان پر فرض ہے کہ ان سے سلام کلام میل جول بیاہ شادی موت غمی کھانے پینے کے تعلقات فوراً بند کر دیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا، ان کے جنازے پر نماز پڑھنا، ان کے ساتھ سلام کلام کھانا پینا ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، غرض ان کی موت و زندگی میں ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام حرام حرام و زہر و یخ کن اسلام ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا أَفْئِسْكُمْ النَّارُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا هُمُ لَا يُصَلُّوْكُمْ وَلَا يُفْتِنُوْكُمْ لَا تُؤَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تَسْلِمُوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تَصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تَصَلُّوْا مَعَهُمْ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ جَلَّ فَجَدُّهُ أَتَعْرَوا أَحْكُمْ۔

فقیر الباشی عبد الرضا محمد حثمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ
مدظلہ مولیٰ العزیز القوی



استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و ملت و امت اور شہداء اہم و محنت افادہ اہم اس مسئلہ میں کہ اس دورِ پرفتن میں مخالفین اسلام خصوصاً ہندو و سکھ و دیگر اقوام آریہ وغیرہ جو کہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر دیں اور ان کے ہم و نشانیوں کو معاذ اللہ اپنے خیالِ باطل کی رو سے مٹانے کی اُتنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دیں۔ تو تمام فرقوں کو جو کہ مسلمان ہونے کے مدعی ہیں خواہ وہ دیوبندی یا دیوبندی، قادیانی ہوں یا رافضی، غرض کہ کوئی بھی ہوں ان کو باہم مل کر ان کا مقابلہ کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور غیر مسلم جو کہ خود اسلام کے مخالف ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کسی بد مذہب و بد دین مرتد و بے ایمان کسی فرقہ کے ساتھ خواہ وہ دیوبندی یا کوئی ہو مقابلہ شروع کر دیں تو ہم غرضائے اہل سنت کو لازم و ضروری ہے کہ ان کی مدد کرنے کیلئے ہم بھی ان کفار کے خلاف جنگ کریں اور ان دیوبندیوں کی حمایت کریں۔ اور اکٹھے مل کر غیر مسلموں کا مقابلہ کریں۔ خصوصاً جبکہ غیر مسلم ہر اس مدعی اسلام کو مٹانا چاہتا ہے جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ تو اس صورت میں ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا ان کی بیوی بچوں کو آگ میں جلتے ہوئے دیکھ کر خود ان سے علیحدہ رہیں اور الگ ہو کر مقابلہ کریں۔

دوم: وہ مسلمان ہن کے محلوں میں سکھ ہندو وغیرہ رہتے تھے ان مسلمانوں نے ان کو پناہ دی ان کے بچوں اور عورتوں کو بچا یا ان کی عزت کو محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جان تک قربان کر دی اور اپنے خرچ سے ان کی خوراک بہم پہنچائی، ان کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

سوم: اہلسنت و جماعت کے چند گھر اگر ہندوؤں یا سکھوں کے محلے میں ہوں اور دیوبندی وغیرہم ان کو وہاں سے نکالنے کیلئے جائیں اور ان کو بھلائی لے آنے کے متعلق کہیں تو ان اہلسنت و جماعت کو شرعاً حق ہے یا نہیں کہ ان کے ساتھ آجائیں، یا بالضرر انھیں لے آئیں اور اپنے محلہ میں بھلائی رکھیں تو کیا ان کیلئے یہ لازم ہے یا نہیں کہ وہ دیوبندیوں کے ساتھ مل کر کفار کا مقابلہ کریں؟ یا کیا؟ جو کچھ حکم شریعت ہو وہ بیان فرمائیں۔ ان سوالوں کا ہر طرح اور ہر پہلو سے جواب دیں تاکہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ آمین و اجر و۔

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۶ھ

سائل عبد الحمید قادری رضوی و غلام نبی قادری رضوی۔ از امر قسمر۔

الجواب اللهم هداية الحق والصواب:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم! وعلی ذویہ وصحبہ ابدال دھور وکرہا

جواب سوال اول: مسلمان کہلانے والوں میں جو فرقے کسی ضروری دینی مسئلے کے منکر ہیں وہ سب بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوة والتحیة مرتد ہیں۔ جیسے قادیانی، دیوبندی، نیچری، چکڑالوی، یابی و بہائی، خاکساری اور قرآن عظیم کو ناقص ماننے والے رافضی اور مرتد حسن نظامی کے عقائد کفریہ کو ماننے والے حضرات صوفیہ صافیہ نفعنا اللہ تعالیٰ فی الدارین ببرکاتہم القدسیہ کے مقدس دامنوں کو اپنے الحاد و زندقہ و اتحاد میں سانے والے متصوفہ مبطلہ اور حد کفر تک پہنچ جانے والے مظلم لیگی و کانگریسی۔ ان کے عقائد کفریہ کی اجمالی تفصیل اور ان پر شرعی رد و طرد کی مختصر تکمیل فقیر کی املا لکھوائی ہوئی کتاب مستطاب مستثنیٰ بنام تاریخی تجانب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ میں ملاحظہ ہو۔

مرتدین احکام دنیا میں حربی کفار کی بدترین قسم ہیں۔ اور ازاںجا کہ یہ فرقے انکار ضروریات دین کے ساتھ ساتھ کلمہ گو و مدعی اسلام بھی ہیں، اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں، گورنمنٹی مردم شماری میں اپنے آپ کو مسلمان لکھواتے ہیں۔ لہذا شرعاً یہ منافقین بھی ہیں۔ اور منافقین احکام آخرت میں جملہ شیاطین و کفار و مشرکین سے بدتر ہیں۔ مرتدین و منافقین کے عقائد کفریہ و اعتقادات نفاقیہ کو جانتے ہوئے ان سے ودا و اتحاد منانا، محبت و موالات رچانا شرعاً حرام ہے۔ اس مسئلے کی بہترین تفصیل تھنور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب کمال النصاب مستثنیٰ بنام تاریخی المحجة المؤتمنه فی الآیۃ الممتحنۃ میں ملاحظہ ہو۔

صورت مستفسرہ میں اگر کسی مقام کے مسلمانان اہل سنت اس قدر ظاہری قوت و جماعت، دنیوی شوکت و استطاعت رکھتے ہوں یا کوئی اور ایسی صورت ان کو میسر و متصور ہو کہ ان کو اس بات کا ظن غالب اور اس کی امید والی ہو کہ حملہ آور و فساد انگیز کفار و مشرکین کی شرارتوں و خباثتوں سے اپنے ایمان و جان و عیال اور اپنے ناموس و اہل و مال کو بعون اللہ تبارک و تعالیٰ و بعون جمیعہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچالیں گے تو ان سنی مسلمانوں پر شرعاً فرض ہوگا کہ مرتدین و منافقین کے ساتھ اتحاد و اتفاق منانے، ان کو اپنا دوست و یا اور بنانے سے قطعاً مجتنب و محترز رہیں۔ اور خود اپنے ہی آپس

میں باہم متحد و متفق ہو کر کفار و مشرکین کے حملوں کو دفع کریں۔ اور ہر حال میں بھروسہ اللہ تبارک و تعالیٰ پر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی پر رکھیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا وَفِي الْحَدِيثِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ لَهُمْ فَلْيَرْجِعُوا فَإِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رَیْحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ وَفِي الْحَدِيثِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولَهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ۔

اور اگر کسی مقام کے سنی مسلمانوں کو اس قدر قوت و شوکت و جماعت و استطاعت معاذ اللہ حاصل نہ ہو کہ وہ خود کو کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ رکھ سکیں اور اس کی کوئی اور صورت بھی عیاذ باللہ تعالیٰ ان کو میسر و متصور نہ ہو اور اس بنا پر معاذ اللہ ان کو ملحق غالب ہو کہ کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ نہیں رہیں گے تو اس صورت میں اگرچہ اس مقام کے مسلمانان اہلسنت مضطر ہوں گے لیکن مرتدین و منافقین پر تلپی اعتماد کرنا ان کو اپنا غلص دوست سچا مددگار سمجھنا تو بہر حال حرام ہی رہے گا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِلَانَةِ مَنْ دُونَكُمْ وَلَا يَأْتُونَكُمْ خَبْرًا لَدَدًا وَمَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَلَبْرٌ — ایسی حالت مجبوری و اضطرار میں ان مرتدین و منافقین سے بھی کفار و مشرکین کے حملوں کی مدافعت کا کام لے سکتے ہیں ایسے ہی مقام ضرورت شرعیہ میں ایسی ہی حالتِ غمضہ میں انھیں مضطر مسلمانان اہلسنت کو جب کہ تمام امیدیں منقطع ہوں اور قتل و غارت و بربادی و ہلاکت متعین ان مرتدین و منافقین سے بھی مدافعت کفار و مشرکین کا کام لینے میں حرج نہیں کہ دو بتا سوار پکڑتا ہے۔ مرتدین و منافقین بدخواہی کریں گے یہی نہ کہ ہلاک کر دیں گے ہلاک ہونا تو ایسے ہی معلوم ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ لیکن ایسی حالت میں بھی یہ حکم رخصت ہی ہوگا حکم عزیمت پھر بھی یہی رہے گا کہ ارشاد قرآنی لَا يَأْتِيَنَّكُمْ حَبَالٌ رَاغِبٌ اور کامل ایمان و یقین رکھتے ہوئے حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اور فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ پر پورا اعتماد کرتے ہوئے خود ہی جس طرح بن پڑے جس قدر

ہو سکے کفار و مشرکین کے حملوں کو دفع کرنے کی سعی و کوشش فرمائیں اور ایسی حالت میں بھی ان مرتدین و منافقین کو اپنی نصرت و حمایت کیلئے ہرگز نہ ہلائیں۔ معاذ اللہ جو قرآن عظیم کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو قتل و ہلاک سے نجات دینے والا مخلص و مددگار اور اپنا دلی خیر خواہ سمجھے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ اعظم۔ مرتدین و منافقین کے بھی بچوں اور ان کی بھی عورتوں کو قتل و ہلاک سے بچانا یعنی استطاعت ہوتے ہوئے ان کو قتل و ہلاک سے بچانے کی کوشش کرنا شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ حربی کفار و مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد و قتال شرعاً جائز نہیں ہے، بلا وجہ شرعی ان کو مارنا اپنا قتل کرنا جلانا ہرگز جائز نہیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً هَ فَنَفْسُ الْمُسْلِمِ ابْتِلَاءٌ لَوْ يَتَعَلَّشُ بِأَهْلِ الدِّمَةِ وَالْمُعَاهِدِينَ وَالنِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ لَا تَلُهُ مُقَاتِلُهُمْ حَيْثُ يُقَاتِلُ وَيُجَارِبُ۔

الجبۃ کھلے ہوئے کفار و مشرکین جو مسلمان کہلانے والے کلہ گو مرتدین و منافقین کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اسی بنا پر اگر وہ کفر و اسلام کی جنگ میں سنی مسلمانوں پر حملہ کرنے سے پہلے ان مرتدوں و منافقوں پر حملہ آور ہوں تو اگر کسی مقام کے سنی مسلمانوں کو اس قدر قوت و طاقت و شوکت و جمعیت حاصل ہے کہ ان مرتدین و منافقین کے ختم ہو جانے کے بعد بھی ان کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنے ایمان و جان و عیال و ناموس و اہل مال کو بے گناہ نہ رہے و بعون جمیعہ علیٰ آلہ الفضلۃ والسلام بچائیں گے تو ان کو کفار و مشرکین اور مرتدین و منافقین کی اس باہمی جنگ میں کسی طرف دخل دینے کی شرعاً ہرگز ضرورت نہیں۔ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ۔

اور اگر کسی مقام کے مسلمانان اہل سنت کو نہ تو اس قدر طاقت و جماعت حاصل ہو اور نہ کفار و مشرکین کے حملوں سے محفوظ رہنے کی کوئی اور صورت ہی بن پڑے تو ایسے وقت مرتدین و منافقین سے قطعاً قطع نظر کرتے ہوئے اپنے ایمان و ناموس و عیال و جان و اہل مال کو کفار و مشرکین کے حملوں سے بچانے کیلئے خود اپنے طور پر بھی سعی کریں۔ فی الحدیث عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ أَمَّا أَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَأْتُوهُ۔ (مشکوٰۃ شریف)

لیکن خوب یاد رہے کہ ان احکام کی شرط یہی ہے کہ وہ جنگ کفر و اسلام ہی کی جنگ ہو، مظالم و کانگریس کی جنگ نہ ہو، نام نہاد پاکستان اور سوراخ کی جنگ نہ ہو، اس کا ثبوت اسی طرح ہوگا کہ مسلمانان

اہلسنت ان احکام شرعیہ کے مطابق جو حضور پر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے مبارکہ **اَلَا تَرٰ اِلَیَّ الْقَاهِرَ عَلٰی الْکُفْرِ الدِّیَاشِرَ** میں قرآن عظیم و حدیث حمید سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسلم لیگ و خاکسار کانگریس و اترار اور نام نہاد نمونہ کانفرنس اور لیگ کے اصول و مقاصد کی فیصدی حامی نام نہاد سنی کانفرنس اور مرتد ابو الاعلیٰ مودودی کی نام نہاد جماعت اسلامی اور مرتد تین بسو فیصدی ویندار کی نام نہاد دیندار پارٹی وغیرہ تمام نجائیں کفار و جماعات اشرا سے کھلم کھلا تحریر و تقریر و فعل و قول ہر طرح اپنی بیزاروں کا اظہار اور کانگریس کے مطالبہ سوراخ مسلم لیگ کے مطالبہ تقسیم مرتد مودودی کے نام نہاد مطالبہ حکومت الہیہ سے اپنی تیزی کا اعلان و اشکاف و آشکار کر کے اس کے بعد بھی اگر کفار و مشرکین ان پر حملہ کرنے سے باز نہ آئیں تو اب متعین ہو جائیگا کہ جنگ نفرو اسلام ہی کی جنگ ہے۔ **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ**۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ کانگریس کے مطالبہ سوراخ یا مسلم لیگ کے مطالبہ تقسیم، یا مرتد مودودی کے مطالبہ حکومت الہیہ کی حقیقت سمجھتے بوجھتے ہوئے بھی کہ اول کا مقصد اعداء مسلمین۔ دوم کا مال افنائے سنیت سوم کا مقصد قیام حکومت و ولایت ہے۔ اس کی عملاً قولاً کسی طرح بھی امداد کرنا حرام ہے۔ اور اس کا اصل مقصد جانتے ہوئے بھی جو شخص اس کی حمایت کرتا ہو مارا جائے گا وہ حرام موت مرے گا۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ ضرورت و محصلہ کے ماتحت جو احکام شرعیہ دیئے جاتے ہیں وہ ہرگز موسم نہیں ہوتے بلکہ صرف مقام ضرورت و وقت ضرورت و قدر ضرورت و اہل ضرورت ہی پر مقتصر رہتے ہیں، یہ ہرگز ہرگز ہرگز جائز نہیں کہ نام نہاد آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر و نائبوں کی طرح بعض مقامات پر نام نہاد ضرورت شرعیہ کا اذکار کے ہندوستان بھر کے بھولے بولے سیدھے سادھے سنی مسلمانوں کو حمایت لیگ کی سنیت سوز آگ میں جھونک دیا جائے، اسلام سوز و الحاد افروز پاکستان کی اصل بنیاد و زندقانہ شکل و صورت پر خلافت صدیقیہ و خلافت فاروقیہ و امامت عثمانیہ و امارت حیدریہ کا پر تو اور اسلامی شرعی فقہیں پاکستان وغیرہ الفاظ کا پردہ ڈال کر سنی مسلمانوں کے ناموس و جان و اہل و عیال و مال کو اس پر بھیٹ چڑھا دیا جائے۔ **وَالْعِیَازُ بِاللّٰهِ سُبْحٰنَہُ وَتَعَالٰی**۔

اور جبکہ بقول سائل اس دورِ پرفتن میں مخالفینِ اسلام خصوصاً ہندو و دیگر اقوام آریہ وغیرہ مسلمانوں کی جان و مال اور ان کے خون کے پیاسے ہیں اور اسلام کے مقابلے میں آکر جبکہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں، مسلمانوں کے نام و نشان کو معاذ اللہ اپنے خیالِ باطل کی رو سے مٹانے کی امنگ میں مسلمانوں پر چڑھائی کر دیتے ہیں اور وہ ہر اُس بدعیِ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں جو کہ اسلام کا دعویٰ کرے، تو اب منافقین و مرتدین کو اپنی نصرت و حمایت کیلئے بلانے کا اور کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کیلئے اُن مرتدوں منافقوں کو اپنے ساتھ بلانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ جب ہر شخص ایک ہی بلا میں مبتلا ہے تو ہر ایک مجبوراً خود ہی اپنی حفاظت کی تدابیر کرے گا۔

مسلمانانِ اہلسنت باہم متحد و متفق ہو کر کفار و مشرکین کے حملوں سے اپنی حفاظت کریں۔ اور مرتدین منافقین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کفار و مشرکین کا ان پر حملہ ان کو خود ہی اپنی مدافعت کے لئے تیار کر دے گا۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم۔

جواب سوال دوم:

جواب سوال اول میں گزرا کہ حربی کفار و مشرکین کی عورتوں اور ان کے بچوں پر بھی جہاد و قتال شرعاً جائز نہیں، بلا وجہ شرعی ان کو بھی مارنا یا قتل کرنا جلالاً نہ گزرنے والی ہے۔ اسی طرح ان کی عورتوں کے ساتھ بھی معاذ اللہ زنا حرام قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ كَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ۝ اور جس قدر باتیں شرعاً منکر و ناجائز ہیں ان کو اگر ہو سکے تو اپنے ہاتھ سے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے قلب سے اس کو مٹانے کی سعی کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ اور کفار و مشرکین کے حملوں میں جو قلیل تعداد مسلمان رہتے ہوں ان کو کافروں مشرکوں کے حملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے مسلمانوں کا اپنی آبادی کے قلیل تعداد کفار و مشرکین کو بطور یرغمال اپنی پناہ اور اپنے قبضہ میں محفوظ رکھنا بھی بلاشبہ جائز ہے۔ البتہ متقاتلین و محاربین فی الدین کو اپنی پناہ میں لینا منظرِ ہرقت علی قتل اہل الاسلام و علیٰ اُجراج المسلمین ہے جو شرعاً حرام قطعی ہے۔ وہ سب کے سب کفار و مشرکین کے مددگار، مسلمانوں کے دشمن و خونخوار، مستحقِ غضبِ جبار و سزا و عذابِ نارِ اشد فساد و فجار ہیں۔ ان میں سے جو ایسا کرتے ہوئے مارے گئے وہ حرام موت مرے اور جو زندہ

ہیں ان پر تو یہ فرض قطعی ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا يَهْتَكِرُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُواكُمْ فِي
الْدِينِ وَأَخْرَجُواكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ
فَإُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ واللہ در سولہ اعلم جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم
جواب سوال سوم:

اس سوال کا جواب، جواب سوال اول سے واضح و لائح ہے۔ حکم قرآن عظیم یہ منافقین مرتدین
بھی ان کھلے ہوئے کفار و مشرکین ہی کی طرح مسلمانانِ اہلسنت کے دین و ایمان و ناموس و جان کے
دشمن ہیں۔ ان کے وعدہ حفاظت پر اعتماد کرنا، ان کو اپنا ولی، غلط، یا اور سمجھنا شرعاً حرام ہے
اگر یہ اندیشہ ہو اور اکثر و بیشتر ضرور ایسا اندیشہ ہوتا ہے کہ ان کی پناہ میں چلے آنے کے سبب سنی
مسلمانوں پر ان کا استعلاء و استیلاء ہو جائے اور ان کو ان سنی مسلمانوں سے کفار و مشرکین کے حلوں کی
مدافعت کا کام استخداً مان لینے کا موقع ہاتھ آجائے یا معاذ اللہ ان کا یہ احسان ضحائے مسلمین کے قلوب
سے ان کے کفری اعتقادات اور تباہی معتقدات کی طرف سے نفرت مٹائے، دلوں میں ان کی دینی مذہبی
محبت جائے تو حالتِ اضطراب میں بھی سنی مسلمانوں کو ان کی پناہ میں آنا ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر اس اندیشہ سے
قطعی طور پر امن ہو تو بحالتِ اضطراب اسی تفصیل مذکور کے ساتھ جب کہ تمام امیدیں منقطع ہوں اور قتل
و ہلاک متعین ہو ان کے ساتھ ان کے محلے میں چلے جانے میں حرج نہیں۔ بشرطیکہ سنی مسلمانوں کی کسی
آبادی میں پہلا جانا بھی مستند ہو۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ
الَّذِينَ جَاهَلُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يُنْجِئُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةَ
اللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اور ان جملہ مصائب و آفات سے قطعی یقینی طور پر بعونہ تعالیٰ و بولن حمیم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم محفوظ اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں و فائز و مفلح ہونے کا واحد
ذریعہ صرف یہی ہے کہ مسلمانانِ اہلسنت ظاہر و باطن صورت و سیرت خلوت و جلوت میں ہر طرح اللہ
ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے احکام و فرامین کی سچے دل سے اطاعت و فراہم
کریں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جملہ دوستوں محبوبوں محبوبوں کے ساتھ
محبت و الفت رکھیں، اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے جملہ دشمنوں سے قطعاً
جدا و بیزار رہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب اکرم و خلیفہ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی

عزت و عظمت و محبت و الفت پر اپنی جان دے دینے ہی کو اپنی دنیوی زندگی کا اصل مقصود اور حیات سمری سمجھیں، اسلام و سنیت پر اپنی موت کو اپنا محبوب بنالیں، زاد راہ آخرت ہونے کی حیثیت کے علاوہ ہر ایک حیثیت کی محبت دنیا کو اپنے دلوں سے نکالیں، دین سے آزاد اور شریعت سے بے قید نیچری و صلح کلی و کانگریسی و مسلم لیگی و خاکساری و احراری وغیرہم لیڈروں و رہبروں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں قادیانیوں، چکڑ والوں، رافضیوں، خارجیوں وغیرہم گمراہ بد مذہب مرتد فرقوں کے مولویوں مبلغوں کی آوازوں شورشوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہی کی محبت و تعظیم پر چلیں اسی پر مزیں۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَطْعُ مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كُفُورًا ه وَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يُّطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَتَقِيهِ فَاُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ه وَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا فَاِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ه وَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اُخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيرَتَهُمْ اُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ اُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ اِنَّ اِلَآهَ اِلاَّ اللَّهُ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ه وَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِنْ يُّطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَقْلِبُوْا خِسِرِيْنَ ه بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ الْمَصْرِيْنَ ه وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا اِلَى السَّلَامِ وَاَنْتُمْ اِلَّا عُلُوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتْرَكَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ه وَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ه وَاللّٰهُ تَعَالَى هُوَ الْمَوْفِقُ لَنَا وَلِسَانُ اُخْوَانِنَا وَاُخْوَاتِنَا مِنْ اَهْلِ السَّنة وَالْجَمَاعَةِ وَهُوَ تَعَالَى وَرَسُولُهُ اِلَّا عَلَى اَعْلَمِ جَل جلاله و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔

فقیر الباقی عبید الرضا محمد شمت علی خاں قادری برکاتی رضوی

مجددی لکھنوی غفرلہ والہ و اخوانہ و احبابہ ربہ العزیز القوی

محلہ مجدورے خاں پبلی بھیت، یکشنبہ سوم رجب المرجب ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۴۷ء

پاکیزہ قول فیصل در استحسان صندل

۳۹ ————— ۱۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعت متین اس مسئلہ میں کہ اہلسنت جماعت عرس کے قبل انگو روز اولیا کرام کا صندل نکالتے ہیں تمام شہر میں مع جلوس کے گشت کرتے ہیں جس سے بد مذہبوں کے دل میں بزرگان دین کا رعب عظمت غالب رہے، بعد کو صندل چڑھایا جاتا ہے۔ قبر شریف پر ختم قرآن مجید کر کے۔ اب دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ فعل کرنا کیسا ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا فعل کفار کا ہے؟ کیا بزرگان دین کی قبروں پر صندل چڑھانا لگانا مشرکوں کا طریقہ ہے؟ کیا قبروں پر صندل چڑھانا حرام ہے؟ کیا یہ طریقہ اسلام کا نہیں ہے؟ کیا جو چیز قبر پر چڑھتی ہے وہ حرام ہے؟ ہمارے شہر بھڑوچ میں راندریہ ضلع سورت سے ایک نظم گراتی میں تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ صندل قبروں پر چڑھانا حرام ہے اور یہ فعل کفار اور مشرکوں کا ہے۔ وہ نظم اس کے ہمراہ رکھی ہے۔ اسی لئے اب جو حق ہو وہ تحریر کریں مع ہر بیٹو اتو جردا۔ مولوی حاجی محمد عباس میاں ولد مولوی حاجی محمد علی میاں صدیقی عفی عنہما بزاز چاند بھڑوچ

الجواب ————— **واب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔ الجواب** هو الموفق

بالحق والصواب: اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات طیبہ پر صندل لگانا اور لگانے سے پہلے اس کو شہر میں گشت کرانا اور اس کے ساتھ نعت شریف یا اشعار منقبت بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پڑھنا یقیناً جائز و مباح ہے۔ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ جو اس کو ناجائز کہتا ہے وہ ثبوت پیش کرے کون سی آیت یا حدیث میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کو منع فرمایا ہے۔ ائمہ شریعت و اکابر طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کس بزرگ نے کس کتاب میں ناجائز بتایا ہے یا شریعت مطہرہ و معاذ اللہ دہلی کے گھر کی ہے یا دہلی کو معاذ اللہ اختیار حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حرام کر لے۔ **اللہ اذن لکم امر علی اللہ تفترؤن** (سورہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام ۵۹)

(اے وہابیو) کیا اللہ نے تم کو خبر دی ہے (کہ صندل اٹھانا حرام ہے) یا تم اللہ پر انفرابا مندھتے ہو۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَقْتُلُوا عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ

اور جن چیزوں کو تمہاری زبانیں جھوٹ کہہ رہی ہیں ان کو
مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام اس لئے کہ اللہ پر جھوٹ
انفرابا مندھو بیشک جو لوگ اللہ پر جھوٹ انفرابا مندھتے ہیں

الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ط (سورہ النحل ۱۱۶) وہ فلاح نہیں پائیں گے۔

اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کسی آیت یا حدیث میں مزارات اولیاء پر صندل لگانے یا اس کے گشت کرنے کو منع نہیں فرمایا جو اس کو جائز کہتا ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو وہابی ناجائز کہتا ہے بار ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ وہ ثبوت لائے کہ کہاں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اگر ثبوت نہ دے سکے اور انشاء اللہ الواحد القہار قیامت تک نہیں دے سکتا تو دل سے نئی شریعت گڑھنا خود شائع بننا اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر افترا کرنا ہے۔ جس بات کو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں حرام نہیں فرمایا یہ اسے اپنی طرف سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن
أَشْيَاءَ إِن تَبَدَّلَ لَكُمْ تَشْوَعُ كُمْ وَإِن تَسْأَلُوا
عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدَّلَ لَكُمْ عَفَا
اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ط
(المائدہ ۱۰۱)

یعنی اے ایمان والو! ان باتوں کو نہ پوچھو جن کا حکم اگر تم پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانہ میں پوچھو گے جس وقت قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول دیا جائیگا اللہ ان چیزوں کو معاف کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا احکم والا ہے۔

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت مقدسہ نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک قرآن پاک نازل ہو رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاگرد ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی۔ اب کہ قرآن عظیم اتر چکا دین کا بل ہو گیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا، جتنی باتوں کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا نہ ان سے منع فرمایا ان کی معافی ہو چکی جس میں اب تبدیلی نہ ہوگی۔ وہابی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ واللہ الحمد۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

وَمَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ
عَنْهُ فَاتَّقُوا (الحشر،)

یعنی میرا رسول جو کچھ تم کو عطا فرمائے تو تم اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع فرمائے اس سے باز رہو۔

یہ آیت کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہے کہ جن امور کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے حکم دیا وہ فرائض واجبات مستحبات ہیں اور جن چیزوں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے منع فرمایا وہ منہیات مکروہات ہیں۔ تو درمیان میں وہ چیزیں رہ گئیں جن کا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے نہ حکم

دیازہ ان سے منع فرمایا۔ تو ایسی چیزیں نہ واجب ہو سکتی ہیں نہ حرام، لاجرم مباحات میں شامل ہوں گی۔ حضور
 اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر مزارات پر صندل چڑھانے کا حکم فرمادیتے واجب یا مستحب جاتا
 منع فرمادیتے، حرام یا مکروہ ہو جاتا تا اب کہ مہر کا عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صندل اٹھانے کا حکم
 دیازہ منع فرمایا، لاجرم جائز و مباح ہے۔ ہاں اب ہر ایک دیوبندی یا اندیری اٹھالے کی تھانوی
 گنگوہی انبوی اندیری کو اعلان عام و اعلام تمام ہے کہ صندل اٹھانے کی جو کیفیت ہم نے بیان کی اسکی ممانعت
 پر کوئی حدیث لائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام سے صندل اٹھانے کی اس
 کیفیت کا عدم جواز بتائے۔ ورنہ اپنے گھر میں منہ چھپائے۔ آئندہ سے شیرانِ بیشہ سنت کو
 اپنی صورت ہرگز نہ دکھائے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
 الْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ
 وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ
 یعنی جو کچھ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال
 فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ اپنی کتاب میں حرام فرمایا
 وہ حرام ہے اور جو کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے

رواہ الترمذی وابن ماجہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ
 مَا سَكَّتْ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ
 یعنی جسے اللہ و رسول نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے
 حرام کیا وہ حرام ہے اور جو کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے۔

رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بجملہ تعالیٰ احادیث کریمہ ان آیات عظیمہ کی تصدیق و تفسیر اور مصافحہ ارشاد فرمادی ہیں کہ شریعت
 نے جس بات کا ذکر نہیں فرمایا وہ معافی میں ہے۔ اب ہم دیوبندی، اندیری سے پوچھتے ہیں کہ اولیاء
 کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عرسوں میں صندل شریف اس طریقہ پر اٹھانا جو ہم بیان کر چکے قرآن عظیم
 و حدیث کریم میں کہیں اس کی جلت و حرمت کا تذکرہ ہے یا نہیں اگر ہے تو مرد میدان بنے اور بہت
 جلد وہ آیت یا حدیث پیش کرے جس میں صندل اٹھانے کا تذکرہ ہو۔ اور اگر کہیں نہیں تو احادیث و آیت نے
 فرمادیا کہ شریعت نے جس بات کا کچھ تذکرہ نہ فرمایا وہ جائز و مباح اور اللہ کی معافی میں داخل ہے اللہ کی معافی پر
 اعتراض کرنے والا دیوبندی یا اندیری شرع سے جاہل یا قصداً متجاهل اور شریعت مطہرہ پر مبطل ہے واللہ اعلم

یہاں تک جواز کا بیان تھا۔ رہا استحباب جب حنبل اٹھانے کی کیفیت مذکورہ میں کوئی چیز ناجائز و
 حرام نہیں اور مسلمانانِ اہلسنت اسے نیت محمور سے کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے ارشاد سے داخل سنت ہے۔ اگرچہ زمانہ سلف میں کسی نے نہ کیا ہو۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی
 دہلوی قس رضی اللہ عنہ کی حدیث مدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

يَحْتَمُونَ بِفِعَالِهِمُ السُّنَّةَ الْحَسَنَةَ وَإِنْ
 كَانَتْ بِدْعَةٍ أَهْلُ السُّنَّةِ لَا أَهْلَ الْبِدْعَةِ
 لِإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَسَنَنِي الْمُبْتَدِعُ
 لِلْحَسَنِ مُسْتَنًا فَأَدْخَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّنَّةِ فَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَنْ فِي ابْتِدَاعِ السُّنَّةِ الْحَسَنَةِ
 إِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَأَنَّهُ مَا جُوزَ عَلَيْهِ مَا مَعَ
 الْعَامِلِينَ لَهَا بِدْعًا وَمَا فُيِدَ خُلُوفُ السُّنَّةِ
 كُلُّ حَدَثٍ مُسْتَحْسَنٍ قَالَ الْإِمَامُ النَّوَوِيُّ
 كَانَ لَهُ فِثْلٌ أَجْوَرُ تَابِعِيٍّ سَوَاءٌ كَانَ
 هُوَ الَّذِي ابْتَدَأَهُ أَوْ كَانَ مَلْسُوبًا إِلَيْهِ
 وَسَوَاءٌ كَانَ عِبَادَةً أَوْ دَابًّا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ
 مُلْتَقَطًا۔

یعنی نیک بات اگرچہ بدعت و نوپیدا ہو اس کا کرنے والا
 سنت ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے
 والا فرمایا تو ہر اچھی بدعت کو سنت میں داخل فرمایا اور
 اسی ارشادِ اقدس میں قیامت تک نئی اچھی باتوں
 کے پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور سنہ کر جو ایسی نئی بات
 نکالے گا ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر
 عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا تو اچھی بدعت
 سنت ہی ہے۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جتنے
 اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اُسے ملے گا خواہ اس
 نے وہ نیک بات ایجاد کی ہو یا اس کی طرف منسوب ہو اور
 چاہے وہ عبادت کی بات ہو یا کوئی ادب کی بات یا
 کچھ اور۔

وَلِلَّهِ الْمَحْدُودَاتُ تَوَاتُرُ شَخْصٍ جَانِبًا هُوَ كَمَا هُوَ صِلَا مَشَارِخِ كَيْفَ يَهْدِي تَهَادُّهُ دَرَجَاتُ هَرِّ مَلِكٍ
 میں عرس معمول ہے۔ پھر کسی عرس میں حنبل اٹھتا ہے، کہیں گاگراٹھائی جاتی ہے، کہیں چادر چڑھائی جاتی
 ہے۔ مسلمان اس میں عام طور پر زمانہ قدیم سے شرکت کرتے ہیں اور اس کو موجب خیر و برکت جانتے ہیں مستحسن
 سمجھتے ہیں۔ تو کافر اہل اسلام کا عمل اور صالحین کا تعامل کسی چیز کے استحباب کیلئے خود ایک دلیل ہے۔ حدیث
 شریف میں ہے۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ یعنی جو بات مسلمانوں کے نزدیک

بہتر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے۔ تو ثابت ہوا کہ صندل شریف یا گار شریف اٹھانا یا چادر شریف چڑھانا اللہ عزوجل کے نزدیک بھی مستحب و مستحسن ہے و لہذا الحمد للہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔
 مَنْ يُعْطِرْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ (سورۃ الحج ۴۲)
 یعنی جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بیشک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَمَنْ يُعْطِرْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِنْدَ رَبِّهِ۔ (الحج ۳۰)
 یعنی جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے پاس بہتر ہے۔

اور شک نہیں کہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں۔ تو ان کی تعظیم یقیناً دلوں کی پرہیزگاری اور اللہ عزوجل کے حضور لے جانے کے لئے بہترین تحفہ ہیں۔ اور شک نہیں کہ صندل اٹھانا گار لے جانا چادر چڑھانا یہ سب امور تعظیم ایسے ہیں جن سے بھی نہیں۔ ان سے اولیاء کرام کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہ امور جائز و مستحسن و مستحب ہیں۔ و لہذا الحمد۔

عرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ کسی مقبول بارگاہ الہی یا دُکار میں مسلمان جمع ہوں، عزرائیم عظیم و درود شریف پڑھیں، خدا و رسول عزوجل و علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آکرم کے ذکر کے حلقے ہوں، مواظبت احسان اور میلاد شریف کے جلسے ہوں۔ کچھ کھانا پکا کر یا شیرینی منگا کر ان سب چیزوں یعنی خیرات و منات کا ثواب ان بزرگ کی روح کو پہنچا کر ان کی روحانیت سے فیوض برکات حاصل کئے جائیں۔ اور شک نہیں کہ عرس کی یہ حقیقت حقہ یقیناً بلاشبہ جائز و مستحسن و مستحب و صواب اور درحقیقت ذکر ملک عز و جلال ہے۔ جل جلالہ و عظم نوالہ۔ اور شک نہیں کہ عرس بطور مذکور کی طرف بلانا اللہ عزوجل کی طرف بلانا ہے جو یقیناً احسن و افضل ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَ مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (تم السجہ ۱۳) یعنی اور اس سے بڑھ کر کس کی بات ابھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں بے شک مسلمان ہوں۔ اور شک نہیں کہ صندل و گار چادر وغیرہ مراسم عرس جن بزرگان دین نے ایجاد فرمائے اور مصالح کے علاوہ ایک عظیم مصلحت ان کے پیش نظر یہ بھی تھی کہ اس طرح ساری آبادی میں احسان اور لبتی کے تمام مسلمانوں کو خبر ہو جائے کہ آج فلاں بزرگ کا عرس ہے اور مزار پر حاضر ہوں، صاحب مزار کو سلام کریں فاتحہ پڑھیں ثواب پہنچائیں۔ ذکر خدا

اور رسول میں شامل ہوں۔ اور شک نہیں کہ یہ فائدہ ان مرام میں اب بھی موجود ہے۔ تو یہ مرام حقیقۃ اللہ عز وجل کی طرف بلانے کے طریقے ہیں۔ تو یقیناً مستحسن و مستحب ہیں۔ ولہذا الحمد۔

شریعت مطہرہ کا مام قاعدہ ہے کہ جس مباح بات سے دشمنان اسلام جلیں بھینیں، ان کے دلوں میں غیظ و غضب کے انگارے بھر کیں اس کو افضل و شہرہ دیتی ہے، مستحب و مستحسن باعث ثواب فرمادیتی ہے اگرچہ فی نفسہ وہ شے مفصول ہی ہو۔ مثلاً مسافر کیلئے تین روز اور قسیم کیلئے ایک دن وضو میں موزوں پر آنے کے شرائط کے ساتھ مسح کرنا جائز ہے لیکن ان کو اتار کر پاؤں دھونا افضل ہے مگر وہ افضل طاعت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں اسلئے وضو کرتے وقت اگر کوئی وضو دیکھ لے تو اس کو جلائے کیلئے موزوں پر مسح کرنا ہی افضل ہے اور اس وقت اسی میں زیادہ ثواب ہے۔ یا حوض اور نہروں میں موجود ہوں تو اگرچہ وضو سے وضو جائز ہے لیکن نہر سے وضو کرنا افضل ہے مگر معتزلہ و معتزلہ کے نزدیک حوض سے وضو ہی جائز نہیں اسلئے اگر وضو کے وقت کوئی معتزلی موجود ہو تو اس کو جلائے کے لئے نہر چھوڑ کر حوض ہی سے وضو کرنا افضل اور باعث ثواب ہے۔ کما نص علی ہاتھین المسئلین الفقہاء الکرام فی مصنفاتہم۔ اور خود قرآن عظیم سے اسکی اصل ثابت ہے۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

وَلَا يَصْنَعُ الْفَرِطُ ظَمًا وَلَا نَصَبًا وَلَا
مُحَصَصَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطْمُونُ
مَوْطِنًا يَعْظُمُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ
عَدُوِّ نِيلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ط
(التوبة ۱۲۰)

یعنی مسلمانوں کو اللہ کے راستے میں نہ پیاس پہنچتی ہے نہ بھوک اور نہ کوئی رنج اور نہیں چلتے ہیں وہ کوئی ایسی رفتار جس سے کفار کو جلاں ہو اور نہیں پاتے ہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف۔ مگر ان میں سے ہر ایک بات کے بدلے میں ان کے لئے ایک عمل صالح لکھا جاتا ہے بے شک اللہ اسماں کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔

اور شک نہیں کہ حنابل کا چادر اٹھانے سے کفار و ہادید و مرتدین و یوں بند یہ دشمنان حضرت امیر المومنین علیؑ کے آثار نبویہ اپنے غم و غصہ میں گھٹ گھٹ کر مارتے ہیں۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رغبت شان دیکھ دیکھ کر غیظ و غضب میں اپنی بوٹیاں چبا چبا کر تھوکتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حنابل و کافر و چادر اٹھانا مستحسن و مستحب باعث ثواب و رضا ہے رب الارباب ہے۔ ولہذا الحمد۔ قَالَ الرَّائِدُ نُرِي

مومنو قبروں کو ہرگز نہ لگانا حنابل مشرکوں کا یہ طریقہ ہے پڑھنا حنابل

اقول: راندیری جی! مشرکوں میں جس قدر باتیں رائج ہوں کیا وہ سب شرعاً حرام و ناجائز ہوتی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کڑھی کھڑھی بھی کھانا حرام ہوگا، گجراتی زبان بولنا بھی ناجائز ٹھہرے گا، گجراتی زبان میں اخبار و اشتہار چھاپنا بھی گناہ ہو جائیگا کہ کڑھی کھانا گجراتی میں بات سمیت کرنا گجراتی میں اخبار و اشتہار نکالنا یہ سب گجرات کے ہندوؤں کے طریقے ہیں۔ اور انہیں تینوں پر راندیری جی نہ بد لیں۔ وہ ذرا کھل کر اقرار تو دیں پھر دیکھیں کہ ان کا پانا نہ پشیا ب بند ہو جائیگا، کھانا پینا حرام ٹھہرے گا، اٹھنا بیٹھنا بلکہ سانس لینا بھی دشوار ہوگا۔ کیوں کہ یہ سب باتیں مشرکوں میں رائج ہیں۔ بہتر ہے کہ دیو کے بندے مشرکوں کے ان سب طریقوں کو چھوڑ دیں اور سیدھے عدم آباد کی راہ لیں۔ سنی مسلمانوں کو بھی ہر وقت اُن کے پیچھے لگے رہنے سے فرصت ملے۔ اور وہ بھولے بھالے سنی مسلمان جو دیو کے بندوں کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں اُن پر باب ہدایت کھلے۔ اور اگر راندیری جی پلٹا کھائیں اور کہیں کہ یہ تمام باتیں اگرچہ مشرکین میں رائج ہیں مگر اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ اور اُن کے کرنے کے وقت میں موافقت مشرکین کا خیال بھی نہیں ہوتا اس لئے یہ تمام باتیں جائز ہیں۔ تو بیشک اب ٹھکانے سے آگئے۔ کسی قوم کے ساتھ تشبہ اسی بات میں ہو سکتا ہے جو اس قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس میں کسی قوم کی موافقت کا ارادہ ہو۔ مزارات پر صندلی چڑھانا ہرگز مشرکین کا فعل نہیں۔ اور بالضرر ہوتا بھی تو اُن کے ساتھ خاص نہیں۔ نہ معاذ اللہ سنی مسلمان اُن کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔

قال الرازی: صندلی چڑھانے کا ثبوت نہ قرآن و حدیث سے ہے نہ صحابہ و تابعین سے نہ ائمہ اربعہ نہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نہ مشائخ چشتیہ دہروردیہ و نقشبندیہ سے۔ لہذا صندلی چڑھانا حرام ہے۔

اقول: یہ راندیری کی ہوس خام ہے۔ ہم بھی قرآن عظیم و حدیث کریم سے ثابت کر چکے کہ بُرہ گمان دین کے مزارات طیبہ پر صندلی چڑھانا، کھا گرے جانا، چادر چڑھانا جائز و مستحسن و ثواب و باعث خوشنودی و الجلال والاكرام ہے۔ ان دلائل متاہرہ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ صندلی چڑھانے کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کس قدر ظلم شدید اور شریعت مطہرہ پر افتراء کا کام ہے۔ دیوبندی ملاما ہمیشہ دعوتِ اول میں شیر مال خود مہار اڑاتے، مرغِ مسلّم کھاتے، گھی کا سلسلہ، مہجن مرغِ غرغیرہ سبھی ہڑپ کر جاتے ہیں۔ مگر کبھی اپنی اس انوکھی بانگی تر بھی انسیلی رسیلی نرالی اچھوتی دلیل کو یاد نہیں فرماتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ان خداؤں کے کھانے کی سند ملتی ہے نہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و اولیائے عارفین رضی اللہ تعالیٰ

عنہم سے ان کھانوں کا کھانا ثابت ہے۔ انہیں کی دلیل ان کھانوں کو حرام کر رہی ہے۔ کیسی کو باطنی ہے کہ اپنے پیٹ بھرنے کیلئے قرآن و حدیث وغیرہ کچھ یاد نہیں آتے۔ مگر اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جلالت دیکھ کر اپنی بوٹیاں پہلتے اور غیظ و غضب کی آگ میں بھجن جاتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ (سورہ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸)

قال الراشد پیری: جو خدا کے نہیں جائز ہے کسی کی بھی نیاز۔
اقول: مگر دیوبندی دھرم میں کسی بی یا ولی کی نذر و نبی ذکر کرنے والا ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ دیکھو دیوبندیوں کے گرد گھنٹال اسمعیل دہلوی کی تقویت الایمان مطبوعہ مرکنائیل پرنٹنگ پریس (اسی دہلی دھرم میں بزرگان دین کا عرس کرنے والا کافر و مشرک ہے) دیکھو دیوبندیوں کے امام نافر جام اسمعیل دہلوی کی تذکیر الانخوان مطبوعہ مرکنائیل پرنٹنگ پریس (صفحہ ۸۶ سے ۸۸ تک) اور گنگوہی و نالوتوٹی تھانوی کے پیر اور انیسویں صدی کے داد پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے طفوفات شہائم امدادیہ مہمدیہ اشرف علی تھانوی مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ کے صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔

جب فتویٰ شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شریعت بنانے کا دیا۔ اور ارشاد ہوا کہ اس پر یونیننا رد م کی نیاز بھی کی جائیگی۔ گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ شریعت بنا شروع ہوا آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی دوسرے کے واسطے نہیں۔ بلکہ ناجائز شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بدلے کو پہنچانا یا جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے۔ اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان میں عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف۔ اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کہ کوئی آتما ہے تو لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سرور ان عالم و عالمیاں (روحی فداہ) کے ایم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (الی قولہ) جب منکر بچ قبر میں آتے ہیں مقبولان الہی سے کہتے ہیں نعرہ کسموۃ العروس عرس کرانچ ہے اسی سے منحوس ہے۔ اگر کوئی اس دن کو خیال رکھے اور اس میں عرس کرے تو کو نسا گناہ لازم ہوا۔

اس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز جائز ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں۔ شیرینی اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے، میلاد شریف جائز ہے۔ بوقت ذکر ولادت قیام تعطیلی کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ نیاز اولیاء اور میلاد شریف سے روکنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عرس دن مقرر کر کے کرنا جائز ہے، اس میں کوئی گناہ بھی لازم نہیں آتا۔ عرس کی اصل حدیث شریف سے ماخوذ ہے عرس یا میلاد شریف یا نیاز اولیاء میں اگر جاہل لوگ خلاف شریعت باتیں شامل کر دیں تو بھی عرس و میلاد شریف اور نیاز اولیاء کو روکنا جائز نہیں۔ بلکہ ان ناجائز باتوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

اب حاجی صاحب نیاز اولیاء و عرس بزرگان دین کو جائز کہل اسمعیل دہلوی کے فتوے سے ڈبل کافر و مشرک ہوئے۔ اور سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ دھرم کے نئے قرآن تقویت الایمان پر سرمنڈا کر حاجی صاحب اور گنگوہی و نانوتوی و انبیٹھی و تھانوی کے کافر مشرک جنہی ہونے پر ایمان لاتے ہو یا ان پانچوں کو مسلمان کہہ کر اپنے گرو گھنٹال اسمعیل دہلوی کو کافر مرتد و زنی بتاتے ہو۔ الحمد للہ دیوبندیت ملعونہ کا اگلا راستہ شاتمہ ابدیہ نے بند کر دیا۔ اور پچھلا راستہ اسمعیل دہلوی بن کر چکا۔ اب نہیں معلوم راندیری جی کس طرح اپنی مشکل کشائی کرائیں گے۔ کَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَٰعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (سورۃ القلم ۳۳) قال الراندیری: ”جیز جو قبر پر چڑھتی ہے وہ ہوتی ہے حرام“

اقول: اولاً دیوبند کے بندے جو مزارات اولیاء کو معاذ اللہ بت جانتے ہیں وہ آپ ہی تبرک مزارات بزرگان کو بت کے چڑھاوے کی طرح حرام جانیں گے مگر وہ ملعون ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں محبوبان الہی کی طرف جو جیز منسوب ہو جائے مسلمان کے نزدیک ضرور مشرک ہے۔ امام اجل سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هَٰذَا الْقَبِيلِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَاحِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعَلُّقِ ذَٰلِكَ عَلَى حُصُولِ شِفَاءٍ أَوْ قُدُومِ غَائِبٍ فَإِنَّهُ مَجَازُ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَائِمِينَ لِقُبُورِهِمْ كَمَا قَالَ الْفَقْهَاءُ فِي مَنْ دَفَعَ الزَّكَاةَ لِفَقِيرٍ سَأَلَهَا

یعنی اسی قبیل سے ہے زیارت قبور اور اولیاء و صالحین کے مزارات سے برکت لینا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء کرام کیلئے منت ماننا کہ مقصود محض انکے مزارات کے خادموں پر تصدیق ہے جیسے فقہانے فرمایا ہے کہ فقیر کو زکاة دے اور قرض کا نام لے زکاة ادا ہو

قَرْضًا صَحَّ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنَى لَا بِاللُّفْظِ۔ ہو گئی کہ اعتبار معنی کا ہے نہ لفظ کا۔

کیوں رائدیری جی! اب سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ تحقیقاً متوسلین اولیاء پر تصدق ہے۔
واقول ثانیاً: رائدیری جی! کچھ گھر کے اندر کی بھی خبر ہے، تمہارے گرد و گھنٹال رشید احمد گنگوہی
نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم مطبوعہ قاسمی پریس دیوبند کے صفحہ ۱۱۹ پر لکھا۔

”مسئلہ: ہندو کے تیوہار ہولی یا دیوالی میں استاد یا عالم یا نوکر کو کھیلے یا پوری یا اور کچھ کھانا
بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد یا عالم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟
الجواب: درست ہے۔“

کیوں رائدیری جی! جب تمہارے ناپاک دھرم میں ان پوریوں کچوریوں کا کھانا جائز ہے جو ہولی دیوالی
کی پوجا میں چڑھائی جاتی ہیں تو تبرک مزارات اولیاء کو کس منہ سے حرام کرتے ہو۔ مگر ہاں تم کو صرف مجوبان خدا
سے عداوت ہے۔ شیطانوں اور مشرکین کے دیوتاؤں سے تو تمہیں گہری نفرت ہے۔ اسی لئے تمہارے دھرم گرد
رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم مطبوعہ افضل المطابع مراد آباد کے صفحہ ۱۴۵ پر لکھا۔

”محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شریعت پلانا
یا چندہ سبیل اور شہادت میں دینا وودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ و انقض کی وجہ سے حرام ہیں۔“

سنی مسلمان بھائیوں! گنگوہی خانگی شریعت تو دیکھو۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ذکر شہادت بروایت صحیحہ اور حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے شہادت کے حرام
کرانے کو رافضیوں کے ساتھ ”تشبہ“ سوچا مگر ہولی دیوالی کی پوریوں کچوریوں سے اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے
کے وقت ہندوؤں کے ساتھ تشبہ دکھائی نہ دیا۔ کیا دیوبندی دھرم میں رافضیوں کے ساتھ تشبہ حرام اور
ہندوؤں کے ساتھ تشبہ حلال ہے؟ حالانکہ حضور شہید کر بلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شہادت بروایت صحیحہ
بیان کرنا یا حضور کی نیاز دلا نا ہرگز روافض کے ساتھ خاص نہیں۔ عائد اہلسنت میں یہ امور بلا تکبر رائج ہیں۔
ناہل سنت ان باتوں میں روافض طاعنہ کی موافقت کا ارادہ کرتے ہیں۔ مگر ہولی دیوالی کی کھیلیں پوریاں تو
یقیناً ہندوؤں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ مگر ہے یہ کہ دیوبند کو مہادیوب کے بندوں کی طرف داری اور ان کے
دیوتاؤں کی حمایت اور اہل اللہ کی عداوت و مخالفت لازم ہے۔ خذلہم اللہ تعالیٰ

قال الراشدیری: جو شخص صندل کو جائز ماننا ہو وہ مرد میلاد ہو کر آئے اور قرآن و حدیث و صحابہ و

انکے قول سے ثابت کر دکھائے۔

اقول: ارے بے دینو! مندل کے جواز اور عدم جواز پر بحث کرنے کے لئے اس قدر بحث کیے ہو اور اپنے کفر و ارتداد پر متاثرہ کے نام ہی سے اپنے گھروں میں دہکتے ہو۔ تم نے خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا کہا، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے سے انکار کیا۔ حضور مالک دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مبارک کو اپنے پیر البیس ملعون سے کم بتایا، اپنے بزرگ البیس ملعون کج خدا کا شریک ٹھہرایا، حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی پچھلی پاگلوں جانوروں چار پالوں کے علم کے مثل کیا۔ کہ معطر و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام نے ہندو سندھ و پنجاب و بنگال و مدراس و کن و کوکن بلوچستان و کاشیا و لاہ و گجرات کے دو سو اڑسٹھ علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے تم پر اور جو تمہارے ان کفریات پر مطلع ہو کر تمہارے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھیں ان سب پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ دیکھو تمام الحرمین شریف و الصوامم الہندیہ۔

دیو کے بندو، عقیدوں کے گندو، البیس پچندو! مندل یا گا گریا چادر یا عرس کو تمہیں حرام کرنے کا کیا حق ہے۔ پہلے اپنے کفریات سے توبہ کر کے مسلمان تو بنو۔ مسلمان کے سایہ میں تو آؤ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دو۔ اپنے اور اپنے بڑوں کے اوپر سے کفر و ارتداد کے پہاڑ تو ہٹاؤ۔ اپنے ناپاک چہروں کی بوندیت و دبیت کے کانے ٹیکے تو مٹاؤ۔ اس کے بعد جس مسئلے پر تمہاری خواہش ہوگی سناؤ کہ ایک ایک کلمہ جو بھونکے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری دین و دوزی و سرکونی کیلئے آمادہ و تیار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُتَحَارِّ الْمُطْلَعِ عَلَى الْغُيُوبِ وَالْأَسْرَارِ وَإِلَيْهِ وَصَحْبِهِ الْأَخْيَارِ وَأَبْنِهِ الْغُوثِ الْأَعْظَمِ وَأَوْلِيَاءِ أُمَّتِهِ الْأَطْهَارِ وَعَلَيْنَا وَعَلَى سَائِرِ أُمَّتِهِ إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ آمِينَ۔ وَادَّبَهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُهُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ۔

قَالَ بِقِيَمِهِ وَأَمْرٍ بِرُقْمِهِ وَصَحْحِهِ بِقَلْبِهِ، كُتِبَ مِنْ كَلَابِ الْجَنَّةِ النَّبِيُّ عَبْدُ مَنْ عِبَادِ الْحَضِيَّةِ الْقَادِرِيَةِ أَحَدُ الْفُقَرَاءِ الْأَسْتَانَةِ الرِّضْوِيَّةِ الْفَقِيرِ أَبُو الْفَتْحِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمَدْعُورِ بِحُشْمَتِ عَلَى خَانَ الْقَادِرِي الرِّضْوِيِّ اللَّكْنَوِيِّ غَفَرُ لَهُ وَلَا بُوَيْهَ وَخَوِيهَ وَأَهْلِهِ رَبُّهُ الْمَوْلَى الْقَوِيُّ بِحُرْمَةِ النَّبِيِّ الْوَلِيِّ عَلَى جِدَّةٍ وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جَمَالَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْقَانِ بِتَقْدِيسِ مَحْبُوْبِكَ الرَّحْمٰنِ

۶۹ ————— ۱۳

استفتاء :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین آئندہ صفحات کے سوالات کے جوابات کے متعلق۔ فتویٰ مشرح و مدلل اور واضح ہونا ضروری ہے۔ بنیوا تو جبروا۔
المرقوم مورخہ ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ۔ المستفتی محمد عبدالقہد قادری رضوی ساکن موضع پیر اشرف ڈاکخانہ سعد اللہ نگر ضلع گونڈہ۔

جواب پتہ مندرجہ بالا پر آنا۔ رجسٹری کیلئے ٹکٹ ہمراہ استفتار روانہ خدمت میں۔
سوال — کتاب تقویۃ الایمان میں یہ عبارت کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا ہو وہ اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے، لکھی ہے۔ آپ اس عبارت کو کیا سمجھتے ہیں۔ حق یا ناحق؟ اصل کتاب پیش فرمائیے!
سوال — جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے، یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور عقیدہ رکھنے والا کیا ہے؟

جواب — چونکہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیہ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتوا ذلّة اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے لہذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جاسکتا۔ چونکہ اُس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا۔ اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا مائد نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۳ سوال — جو آیت کریمہ آپؐ لکھی ہے اس کا ترجمہ بھی تحریر کیجئے۔

۱۴ جواب — تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی اور اس مالیک تم ذلیل تھے۔

۱۵ سوال — اس آیت کریمہ کا ترجمہ صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں "چار سے ذلیل" کا لفظ موجود ہے، یہ لفظ قرآن پاک کی تابعداری میں لکھنا ہوا یا مخالفت میں۔

۱۶ جواب — چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہذا غور کر لیجئے۔

۱۷ سوال — قرآن پاک کی تابعداری میں "چار سے ذلیل" لکھنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے جبکہ قرآن کریم نے "چار سے ذلیل" فرمایا ہی نہیں۔

۱۸ جواب — چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے۔ سوال چار سے ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں تو کیا آپ ہر شے کو بالتشریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۹ سوال — جب لفظ "ذلیل" صاف ہے بلا کم و بیش اور مفسر بھی ہے۔ پھر "چار سے ذلیل" کا لفظ بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہوا یا نہیں۔

۲۰ جواب — شاید آپ عربیت سے بالکل ناواقف ہیں انتہا اذلتہ کے معنی پر غور فرمائیے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ خدا کے نزدیک آپ کوئی درجہ مقرر نہیں۔ جس قدر بھی اپنے کو ذلیل سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک تعالیٰ نے اُسے عزت دیا اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا ساری مخلوقات کا اس حیثیت سے عین عبادت ہے۔ بالآخر اس معنی سے کہ جیسا چار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو البتہ ایسا سمجھنا جائز نہیں۔

۲۱ سوال — ساری مخلوقات میں شیطان لعین و قارون و ہامان و ابو جہل بھی ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ لعین سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔

۲۲ جواب — بحیثیت نفس ملعونہ یعنی نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۳ سوال — نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔

۲۴ جواب — کیا نفس بد اچھا ہے۔ سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے نفس کی خواہشات کی بُرائی سارے قرآن میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورہ بقرہ۔

۲۵ سوال — قرآن پاک کا حوالہ آپ نے دیا ہے لہذا قرآن پاک سے ثابت کیجئے کہ ساری مخلوقات سے اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ حتیٰ کہ شیطان لعین و قارون و ہامان وغیرہ سے بھی۔

۲۶ جواب — یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یغفرکم من قبل اذا اہتمتم

اے ایمان والو! اپنے نفسِ خبیث سے خبردار ہو جاؤ۔ اگر تم اپنے نفس کے بہکانے سے بچ گئے تو تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ معلوم ہوا کہ شیطانِ نعین سے زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بدستہ۔ غور کیجئے۔

سوال — انبیائے کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں۔ خصوصاً سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفسِ پاک کو۔

جواب — سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا اور دعا پڑھی اللہم انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک ارحم منی انت انت الغفور الرحیم۔ معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ خبیث سے ہوشیار رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں اس لئے آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقویٰ و طہارت و برتری کی وجہ سے اپنے نفسِ خبیث کو خبیث سمجھتے تھے۔ شق صدر ہوا اور آپ کا سینہ چاک ہوا۔ اور آپ کو بے گناہ بنایا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے لہذا اس معنی کو یعنی بحیثیتِ نفسِ آمارہ ضرور آپ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے۔ چونکہ اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات لم یزل ولا ینزل ہے اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات محدود ہے۔ لہذا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوق سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

سوال — جو عبارت آپ عربی میں لکھا کریں اُس کا ترجمہ بھی تحریر کیا کیجئے۔ لہذا جو دعا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے۔ اس کا بھی ترجمہ لکھئے۔

جواب — کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں۔

مندرجہ بالا ہر سوالات کا سائل محمد حیات علی صدیقی قلداری رضوی بھاؤ پوری غفرلہ ربہ، ضلع بستی پوسٹ اٹوال بھلم خود

مجیب مولوی محمد وکیل دیوبندی مقام لمہی پور ڈاکخانہ ہتھیا لڑھ، ضلع گونڈہ۔

الجواب

اللہم ہدایۃ الحق والصواب، الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی حبیبہ سید العالمین وعلی آلہ واصحابہ وابناء الغوث الاعظم وحبزہ اجمعین۔ رب انی اعوذ بک من ہمزات الشیطن واعوذ بک رب ان یحضر وں۔ سائل سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کے

لا جواب سوالات اور مجیب دیوبندی خذلہ اللہ تعالیٰ کے نجس جوابات ملاحظہ میں آئے۔ مجیب دیوبندی نے ہر سوال کا جواب صاف دینے سے اپنے پہلو کو بچایا۔ بہت ہی کوشش، بلوغ کے ساتھ اڑان گھائیوں کے حجاب میں ادا کئے عربی دانی کے نقاب میں دیوبندی مولویوں کے نجس و ناپاک عقائد کفریہ ملعونہ کو چھپایا۔ مگر پھر بھی وہ کفریات ملعونہ چھپ نہ سکے، منظر عام پر آ ہی گئے۔ اُسے کشف حجاب اور انظہار حق و صواب کیلئے حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف نورانیہ و برکات روحانیہ سے استعانت کرتے ہوئے چند مختصر کلمات لکھنے مناسب۔ وما العون الا من ربنا الملک الوہاب فاقول وبالله سبحانه وتعالیٰ احوں وعلى حبیبہ النبی الرسول علیہ وعلى الہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ الصلاۃ والسلام احوں وفى میدان الجواب احوں وعلى انشائتہ السابین المخلولین اصول واضع فیہم بعونہ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلى الہ وسلم الحسام المسلمول۔

۱۔ امام ابو حامد اسماعیل دہلوی اپنی تقریر ایمان مطبوعہ مرکضائل پر ٹنک دہلی کے صفحہ ۱۶ پر لکھتا ہے جس نے اللہ کا حق اسکی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی مگر یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کا شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ پھر صفحہ ۲۱ پر لکھتا ہے۔

”ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑھے چار کا تو کیا کرے۔“ پھر صفحہ ۲۲ پر لکھتا ہے۔

”اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔“ پھر صفحہ ۲۳ پر لکھتا ہے۔

اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے درجہ و ایک ذرہ ناچر سے بھی کمتر ہیں۔

اولاً۔ عبارت صفحہ ۱۲ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کو بڑے سے بڑا کہا اور تمام مخلوقات کو ذلیل سے ذلیل

تو کم سے کم بیچ میں ایک اور چاہیے جو اللہ سے چھوٹا اور مخلوقات سے بڑا ہو۔ اللہ سے ذلیل اور مخلوقات سے معزز ہو۔ یہ کفر ہے۔ یعنی بابا النجریہ نے اللہ عز وجل کو بڑے سے بڑا اور تمام مخلوقات کو ذلیل بتایا۔ تو یہاں چار ہوئے۔ ایک اللہ کہ بڑے سے بڑا ہے۔ دوسرا وہ بڑا جو ذلیل نہیں اور اللہ سے چھوٹا ہے۔ تیسرا ایک ذلیل جو تھا مخلوقات کہ اس ذلیل سے ذلیل ہے۔ تو اللہ اور مخلوق کے درمیان دو اور ہوئے۔ ایک بڑا جو خدا سے بڑائی میں کم ہے۔ دوسرا ذلیل جو مخلوق میں ذلت سے کم ہے۔ اور اگر معلم الطائفة الوہابیہ کی طرف سے کوئی دیوبندی یوں تاویل کرے کہ وہ ایک ہی ہے، جو خدا سے بڑائی میں کم ہے اور مخلوق سے ذلت میں کم ہے، جب بھی بیچ میں تیسرا ماننے سے چارہ نہیں۔ پھر اگر صفات الہیہ کو درمیان کا یہ تیسرا بتایا جو نہ خالق ہیں نہ مخلوق تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کریمہ کو معاذ اللہ ذلیل ٹھہرایا اور یہ کفر ہے۔ اور صفات خداوندی کے سوا کسی اور چیز کو بیچ کا تیسرا بتایا تو ذات باری تبارک و تعالیٰ و صفات خالق عز وجل کے سوا ایک اور کو مانا، جو اللہ کا مخلوق نہیں، یہ بھی کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ثانیاً — بحکم شریعت مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام والحمیۃ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ ذلیل کفار و مشرکین ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین بے شک جتنے کافر کتابی اور مشرک ہیں سب جہنم کی آگ میں فی نار جہنم خلدین فیہا اولئک هم شر البریۃ۔ ہیں ہمیشہ اُسیں رہیں وہی تمام مخلوق میں بدترین۔

نیز بحکم شریعت مقدسہ احمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام والحمیۃ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ معزز اہل ایمان و عمل صالح ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین امنوا و عملوا الصلحت اولئک هم خیر البریۃ۔ یعنی جو بے شک ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوقات میں بہترین۔

اور کفار و مشرکین میں نصاریٰ سے نیچے یہود ہیں۔ یہود سے نیچے صابئین۔ صابئین سے نیچے مجوس ہیں، مجوس سے نیچے مشرکین عبدة الاصنام ہیں۔ پھر بت پرستوں مشرکوں میں برہمن سے نیچے چھتری ہیں، چھتری سے نیچے بنیے ہیں، بنیوں سے نیچے شودر ہیں، شودروں میں بھی سب سے نیچے چوڑھے اور چار مانے جاتے ہیں۔

اُدھر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایماندار نیکو کار بندوں میں صالحین سے اونچے شہداء ہیں، شہیدوں سے اونچے صدیقین ہیں، صدیقوں سے اونچے انبیاء ہیں، پھر نبیوں میں سب سے اونچے مُرسَلین ہیں۔ علی سید ہم و علی جمیعہم و علی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام۔

پھر رسولوں میں بھی زیادہ اونچے صاحب شریعت رسول ہیں۔ پھر وہ مُرسَلین جو اپنی اپنی شریعت اللہ

تبارک و تعالیٰ کے حضور سے الگ الگ لکرائے۔ اُن میں سب سے زیادہ اونچے مرسلین اولوالعزم ہیں پھر
اولوالعزم رسولوں میں بھی سب کے درجے یکساں نہیں۔ حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے افضل حضرت سیدنا کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اُن سے اکرم سیدنا نوح نوحی اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہیں۔ اُن سے اعلیٰ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اُن میں سب سے اعلیٰ
واولی سب سے اعظم واعظم سب سے اولوالا سب سے بہتر و برتر حضور اقدس سید العالمین مالک کونین شہنشاہ
دارین سیدنا و مالکنا و ملکنا و ملیکنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و ابنا و بنوٰۃ الاعظم
و حزبہ الجمعین و بارک و سلم و کرم۔

اسی مضمون کو حضور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ یوں فرماتے ہیں۔

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی
سائے اچھوں میں اچھا مجھے جسے ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سائے اونچوں میں اونچا مجھے جسے ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
خلق سے اولیا را اولیا سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ الجمعین و بارک و سلم

آہ! آہ! آہ! اس باب الوہاب یہ علیہ السلام کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرا دیا۔
اقدس سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ٹھہرا دیا۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یعنی اس ذاتِ اوجہ و اشرف واعز و اعظم کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اُسکی
ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت و عظمت اور کثرت و جلالت والی ہے۔ ایسی قوم سے بھی زیادہ ذلیل
ٹھہرا دیا۔ جو اللہ عز و جل کی جملہ کائنات میں سب سے زیادہ دناؤ و خست و حقارت زدت والی ہے۔ والعیاذ
باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ناتقان۔ رشید الوہاب یہ مرشد الدیوبندیہ جناب مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول
مطبوعہ جدید برقی پریس بازار بلی ماران دہلی کے صفحہ ۱۶ پر تقویۃ الایمان کی اسی چارے سے زیادہ والی عبارت کی
تاویل یوں کرتے ہیں۔

”اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اُسکی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی
ہو اُس سے کچھ کمناست نہیں رکھتی۔ کہہ کر لوٹا مٹی کا بناوے اگرچہ خوبصورت پسندیدہ ہو، مگر اقیانوس

سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے۔ اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کھارے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو خالق محض قدرت سے ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہر مکتا ہے۔ چار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہِ نہ خالق و رازق چار کا ہے تو چار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجہ سے ہے بھی۔ مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ مثل اُن کے نہ ہوا نہ ہوگا۔ مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں۔ تو یہ سب حق ہے۔ مگر کچھ ہم اپنی کج فہمی سے اعتراض بیہودہ کر کے ثابن حق تعالیٰ کو گنہگار بنائے ہیں اور اُس کا نام جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد عفی عنہ۔

قرآن عظیم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعریف و تعظیم سے رب العزّة جل جلالہ کی حمد کرتا ہے۔

یعنی اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اُسے سب نبیوں پر غالب کرے۔ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھوں میں انھیں میں سے ایک عظمت والے رسول بھیجے کہ اُن پر اللہ کی آیتیں پڑھتے اور وہ رسول انھیں پاک کرتے اور انھیں کتابِ حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ لوگ اُن سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور یہ رسول اُن میں کے اوروں کو پاک کریں گے اور کتاب و حکمت کا علم عطا فرمائیں گے جو

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ○ هو الذي بعث في الامم رسولا منهم يتلوا عليه آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين ○ و اخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ○ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ○ ابھی نہیں آئے ہیں اور اللہ ہی عزت و حکمت والا ہے۔ اس رسول کی غلامی ملنی اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

یعنی بڑی برکت والا ہے وہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر کہ وہ سارے جہان کو درمسانے والے ہوں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ○

یعنی پاکی ہے اُسے جو رات میں لے گیا اپنے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حرمت والی مسجد سے مسجدِ اقصیٰ تک

مَسْجِدَ الَّذِي اَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لِيَلْاَمِّنَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهُ

لنریہ من ایتنا ان هو السیج البصیر ○ جس کے گرد ہم نے برکت رکھی کہ انھیں اپنی نشانی دکھائیں
بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سنتے دیکھتے ہیں کہ انکس سنا دیکھنا کسی کو نہ ملا۔
مسلمانانِ اہل سنت اس طریقہ محمدی کو دیکھیں۔ جو ان کے رب جل جلالہ کا سچے کردہ قرآن حکیم میں
جا بجا اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا سے اپنی حمد فرماتا ہے اور اس بابا الخدیہ
کی ناپاک روش دیکھیں۔

”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“ ص ۱۰ ذیل سے
ذیل جیسے چسار، ایضاً ”پھر کسی چوہے چار کا تو کیا ذکر ہے۔“ ص ۲۹ ”سب بندے بڑے اور
چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔“ ص ۲۹ ”سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر
ہیں اور نادان۔“ ص ۳۳ ”ناکارے لوگ۔“ ص ۴۲ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔
ص ۴۳ ”اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔“
ص ۴۴ ”فرمایا کہ مجھ کو مباغثہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب دمیوں
کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو
یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیے۔“
ص ۴۵ ”جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں کیونکہ
بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔“ ص ۴۶ ”انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا
بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں اور بڑے بھلے کاموں سے واقف ہوتے ہیں۔
سو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔“ ص ۴۷ ”کسی بزرگ کی تعریف میں میں زبان سنبھال کر بولوں اور جو بشر
کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختیار ہی کرو۔“

تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی ناپاک دریدہ دہانیوں، سخیل دہلوی کی ایسی نجس بد زبانوں کی جہالت
میں گستاخی جی اپنے فتاویٰ گنگوہیہ متوبہ حصہ اول کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔ ”اس عبارت سے مراد
حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے۔“ یعنی اس کی بے نہایت بڑائی کا بیان کرنا خود
اسے نہ آیا کہ قرآن کریم میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمتوں سے اپنی عظمت
ظاہر فرمائی۔ بلکہ گستاخی جی کے نزدیک اسکی بے نہایت بڑائی یوں ظاہر ہوگی کہ اس کے مجہولوں کی بے
نہایت بڑائی کرو، ذرہ ناچیز سے کمتر ہو، بھنگی چارے بھی زیادہ ذلیل کہو۔ وسیع علم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون ○

رابعاً — گنگوہی جی نے تقویۃ الایمان کے اس گندے گھونے کفری گھاؤ میں تاویل کی بتی رکھوانے کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ کو کہہ کر کے ساتھ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو مٹی کے لوٹے کے ساتھ تشبیہ دی۔ مگر کال تو اس سے بھی نہ کٹا۔ کہہ کر کو بے بلا شبہ اپنے بنائے ہوئے سب برتنوں کو توڑ پھوڑ ڈالنے کا اختیار ضرور ہے لیکن اس اختیار سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ اسکی بنائی ہوئی ابھی چیزیں اس کے روبرو اسکی بنائی ہوئی بری چیزوں بھی بدتر ہو جائیں۔ ایک کہہ کر سنی مسلمان دیندار نمازی پرہیزگار ہے۔ اس نے اپنے لئے اپنے یہاں آئینوالے مہانوں کے لئے مٹی کو گوندھ کر اس سے استنجے کے ڈھیلے بھی بناتے ہیں۔ اور اسی نے اپنے اور اپنے مہانوں کے وضو کیلئے مٹی کے لوٹے، کھانے پینے پکانے کیلئے برتن بھی بنائے ہیں۔ پھر کیا ایسا کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ کہہ کر کا بنایا ہوا مٹی کا ہر ایک برتن اس کے وضو کا ہو یا اس کے کھانے یا پینے پکانے کا، وہ کہہ کر کی شان کے آگے اس کے استنجے کے ڈھیلے بھی زیادہ بدتر ہے۔ ہر ادنیٰ اعتقل والا جانتا ہے کہ ایسا کہنے والا خود اس کہہ کر کو بے نقط سنا رہا ہے کہ اس کے پکانے کھانے پینے کے برتنوں، اس کے وضو کے لوٹوں کو اس کے استنجا کے ڈھیلوں سے بھی بدتر بنا رہا ہے۔ حالانکہ وہ برتن لوٹے ڈھیلے سب اسی کہہ کر کے بنائے ہوئے ہیں۔

بے شک بلاشبہ قطعاً یقیناً ساری مخلوقات، جملہ کائنات کا خالق و مالک صرف وہی ایک کیلا نر اللہ واحد احد صمد ہے جل جلالہ، بے شک بلاشبہ اسے قطعاً یقیناً ہر ایک اپنی چھوٹی بڑی رذیل شریف حقیر رفیع ذلیل و عزیز مخلوق کو مارنے اور جلانے فنا کرنے، باقی رکھنے، اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا پورا کامل اختیار ہے۔ لیکن اس سے معاذ اللہ یہ کیوں کر جائز ہو گا کہ اس کی عزیز ترین مخلوق کو اسکی شان کے آگے اسکی ذلیل ترین مخلوق سے بھی زیادہ ذلیل بنا دیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبوں کو اسکی شان کے آگے اس کے دشمنوں سے بھی زیادہ ذلیل کہنا یقیناً خود اللہ عز و جل کی توہین و تنقیص کرنا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خامساً — آگے چل کر گنگوہی جی تقویۃ الایمان کی اس گندی گھونے کفری عبارت کا یہ مطلب گڑھ کر بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کی مسلمانیت کو اپنے حلقہ تبلیغ و ترویج میں بھانسا چاہتے ہیں کہ چار کو جتنی مناسبت و مشابہت و مساوات شہنشاہ دنیا کے ساتھ حاصل ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اتنی مناسبت و مشابہت و مساوات بھی حاصل نہیں۔ لیکن ہر منصف ذی عقل دیکھ رہا ہے کہ ”تقویۃ الایمان“ کی اس عبارت کفریہ کو گنگوہی جی کے اس گڑھے ہوئے مطلب سے کسی طرح کا ہرگز کچھ تعلق نہیں۔ عبارت

کیلئے کفری تقریر گڑھی ہے۔ تو ضرور اس عبارتِ خمیثہ میں ”ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا“ اس لفظ سے یقیناً انبیاء اور اولیاء ہی مراد ہیں۔

دوسرے یہ کہ اس عبارتِ بنیہ میں ”ہر“ کا لفظ کل افراد کی ترجمہ ہے جو ہر فرد پر محکم ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ”دیوبند کے مدرسے کا ہر ایک مدرس بڑا ہوا چھوٹا“ کافر مرتد بے دین دیوبند کا بندہ ہے“ تو ایسا کہنے والے نے کیا مدرسہ دیوبند کے صدر المدرسین حسین احمد نانڈوی کو بھی کافر مرتد بے دین دیوبند کا بندہ نہیں کہہ دیا۔ اگر وہ کہے کہ میں نے حسین احمد نانڈوی کا نام تو ہرگز نہیں لیا ہے۔ میں نے تو مدرسہ دیوبند کے ہر ایک بڑے چھوٹے مدرس کو کافر بے دین دیوبند کہہ دیا ہے تو کیا حسین احمد نانڈوی اُس کا یہ عذر قبول کر لیں گے۔

تیسرے یہ کہ گنگوہی جی سے سوال صرف اس قدر ہوا تھا۔

”سوال۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمہ نے کیا ثراد لیا ہے“

اسی سوال کے جواب میں گنگوہی جی فتاویٰ گنگوہیہ حصہ اول کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

”فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل ان کے نہ ہو نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلے میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے“

دیکھئے گنگوہی جی صاف لفظوں میں کھلے طور پر قبول رہے ہیں کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت و برتری والے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ لیکن پھر بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہیں لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہنا معاذ اللہ گنگوہی دھرم میں حق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو گنگوہی جی کے اس اقرار سے بھی صاف طور پر روشن ہو گیا کہ اس عبارتِ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶ میں امام الوہاب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہا۔ اور گنگوہی جی نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا والہ الصلاۃ والتیم میں اپنے امام کی اسی گندی اور گھنٹی لگائی کہ حق بتا دیا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

چوتھے یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً قطعاً اللہ تبارک تعالیٰ کے مخلوق ہیں

جو شخص حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا مخلوق نہ مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اللہ تبارک تعالیٰ کے مخلوق ہیں تو قطعاً یقیناً اللہ عزوجل کی جملہ مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحیح مخلوقات خداوندی میں سب سے بڑا مخلوق نہ مانے وہ بھی قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور مخلوق اللہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھوٹے مخلوق قطعاً یقیناً دوسرے حضرت انبیاء و مرسلین و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اصفیاء و اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ تو اس عبارت بمسک صاف صریح مطلب ہے پھر بھیار، بے گنا کش یا نکار یہی اور صرف یہی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں سب سے بڑے مخلوق ہیں اور دوسرے انبیاء و ملائکہ اصفیاء و اولیاء جو اللہ تعالیٰ کے مخلوقات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھوٹے مخلوق ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ چار کی بھی کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت عزت اللہ کی شان کے آگے ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور کسی نبی و رسول و فرستہ و ولی کی اللہ کی شان کے آگے اتنی عزت و وقعت بھی نہیں جتنی اللہ کی شان کے آگے ایک چار کی وقعت و عزت ہے۔ ————— العظمت کون؟

کفار و مرتدین اپنے کفر و ارتداد کی بنا پر حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کھل چوٹی تو ہمیں و تنقیص کرتے ہیں اور اس کا نام حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا دھرتے ہیں۔ ————— لعنة الله على الظالمين۔

پانچویں بات یہ ہے کہ عبارت صفحہ ۶۳ میں تو وہ صاف طور پر کھل کھلا ہے۔ نام لے کر کہتا ہے۔ ”سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔“ اب تو کھلے طور پر ثابت ہو گیا کہ وہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو کھلم کھلا ناکارے لوگ، چار سے بھی زیادہ ذلیل، چوہرے چار ذلیل سے ذلیل بتا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سابعاً ————— امام ابو حامد کے اس قول خبیث اور گندوہی جی کی اس تاویل کیس سے دیکھ کر اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو گندوہی جی گتے سے بھی زیادہ بدتر اور ناتواں تو یی جی گدھے سے بھی زیادہ بدتر اور ناتواں نہ ہو جی گتے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اور مطلب یہ بتائے کہ گتے کو دھوبی سے، گدھے کو کھار سے، سوئر کو پاسی سے مخلوق ہونے میں مساوات ہے۔ دھوبی گتے کا، کھار گدھے کا، پاسی سوئر کا نہ تو خالق ہے نہ رازق ہے۔ تو گتے کو دھوبی سے، گدھے کو کھار سے، پاسی

کو سورسے بعض وجوہ کی بنا پر مساوات ہے بھی مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت نکلے گی ونا تو ہی و
 انبیاء بھی و تھا تو ہی صاحبان کو بلکہ کسی محض لوق کو ہرگز نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔ گنگوہی، نانو تو ہی
 انبیاء بھی، تھا تو ہی صاحبان اگرچہ مولوی کہلاتے ہیں مگر حق تعالیٰ کے مقابلے میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں، تو ان
 چاروں مولویان دیوبندیہ کو خدا کے دربرو کئے، گدھے، سورسے بھی زیادہ ذلیل کہنا سب حق ہے۔
 تو دیوبندی و بابی مولویوں کے نزدیک ایسا کہنا ان چاروں پیشوایان اُمت دیوبندیہ کی توہین ہوگی یا نہیں۔
 اگر نہیں تو یہی عبارت ان چاروں صاحبوں کیلئے لکھ کر کم از کم ضلع بستی و ضلع گونڈہ ہی کے رائے کے سامنے لایا جائے
 واپس دیوبندیہ کے دستخطوں کے ساتھ چھپو اگر شائع کرائیں۔ اور ہزار پانسو نئے علماء اہلسنت کے حضور بھی بھیجوا جائیں
 تاکہ وہ اپنے سنی بھائیوں کو دکھائیں اور ان کی تسکین فرمائیں کہ بھائیو! دیوبندی و بابی مولویوں کو کچھ خاص
 تمہارے مالک مولیٰ و ارث و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کے ساتھ عداوت
 نہیں بلکہ اُن کی بولی ہی ایسی ہے، وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ اور اگر ایسا کہنے میں ان چاروں
 علماء دیوبندیہ کی توہین ہوگی تو سنی مسلمانوں! اللہ انصاف! اب تم خود ہی غور و انصاف سے کام لو۔ دیکھو
 ان دیوبندی و بابیوں سے بڑھ کر اور کون سا کافر مرتد بے دین دیو کا بندہ ہوگا جن کے نزدیک حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو گالی دینا حلال و شیر مادر ہے، اہمیت و پیشوائی کا جوہر ہے۔ لیکن یہی
 کلمات ان مولویوں کو کہنا زہر ہلا ہے سے بھی بڑھ کر ہے۔ یعنی ان کے نزدیک اُن کے مولویوں کی ساختہ
 عزت مصنوعی عظمت معاذ اللہ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ اعز خلق اللہ عند اللہ احب خلق اللہ الی اللہ صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سچی عزت سچی عظمت سے بدرجہا برتر و بہتر ہے۔ و علیہما اللہ تبارک و تعالیٰ۔

نامت۔ قرآن پاک میں ہے۔ "اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا
 اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ
 مریم کا بیٹا و جیہا فی الدنیا و الاخرۃ و من المقربین۔ آبرو دار (یعنی صاحب جاہ و منزلت)
 ہوگا دُنیا و آخرت میں اور قرب والا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِبَہَا ○
 یعنی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي اِلَّا رَحْمٰنٌ
 من الکفرین دیارا، اِنَّكَ اَنْ تَذَرَهُ
 یضلوا عبادک و لا یلدوا الا فاجرا کفارا ○
 یعنی اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر
 کافروں میں سے کوئی ایسا نہ چھوڑ، بیشک
 اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دے گا

کر دیں گے۔ اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار بڑی ناشکر۔
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعَ وَجَاءَتْهُ
الْبَشَرَىٰ يُعَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ
لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۚ يَا إِبْرَاهِيمُ اعرَضْ عَنْ
هَٰذَا إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرٌ رَبِّكَ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ
عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ۝

یعنی پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا اور اسے خوشخبری ملی ہم
سے تو قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ بیشک ابراہیم
تحمل والا۔ بہت آہیں کرنے والا۔ رجوع لانے والا ہے۔
اسے ابراہیم اس خیالی میں نہ پڑے شک تیرے رب کا
حکم آچکا۔ اور بے شک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا
نہ جائے گا۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا أُخْرِجُكَ خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأَرْضِ ۚ وَلَوْ يَعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝

یعنی اور (اے محبوب) بیشک تجھ پر تمہارے پہلی سے بہتر
ہے۔ اور بیشک تیرے رب سے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا
کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ
الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

یعنی اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے
ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۝

یعنی اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم
دیا گیا اور بے بلند فرمائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ
لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝
إِنَّ الَّذِينَ يَغْضَوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ

یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور
اللہ سے ڈرو بیشک اللہ جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی
آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان
کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے
کے سامنے چلاتے ہو کہ تمہارے اعمال کا کارت ہو جائیں
اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

اولئ الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ
 لہم مغفرۃ واجر عظیم ۝ ان الذین
 ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا
 یعقلون ۝ ولوانہم صبروا حتی تخرج
 الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم ۝

رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری
 کیلئے پرکھ لیا ہے۔ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے
 بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں
 ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک
 کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا
 اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم
 بعضا ۝

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم
 میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

انہ لقول رسول کریم ۝ ذی قوۃ عند ذی العرش
 ملکین ۝ مطاع شر امین ۝

یعنی بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت
 والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم ہونا
 جاتا ہے امانت دار ہے۔

ان آیات میں مذکور نے اور ان کے مثل اور صمد آیات قرآن میں نے صراحت اس عقیدہ و مینہ
 ضروریہ کو بیان فرمادیا۔ بار بار اعلان فرمادیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور اس کے ایمان والے بندوں کو
 اس کے دین کے عاملوں کو عزت و رفعت حاصل ہے۔ بالخصوص اس کے محبوبان بارگاہ حضرات انبیاء و مرسلین
 علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی کی عطا ہے اسکی بارگاہ میں عظمت و جلالت و قربت و منزلت رکھتے ہیں خصوصاً
 اس کے تمام محبوبین کے آقا اور اس کے مجلہ محبوبین کے مولیٰ حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ و علی آلہ وسلم کو تو اسی کے فضل و کرم سے اس کی سرکار میں وہ عزت و عظمت حاصل ہے کہ ان کیلئے
 ہر پچھلی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ خود ان کا بے نیاز بے پروا رب کریم جل جلالہ، کمال کرم ان کا رضا
 جو ہے۔ ان سے آگے بڑھنا حرام، ان کی آواز پاک سے اپنی آواز بلند کرنا حرام، ان کے حضور چلا کر بات
 کہنا حرام، وہ اگر کاشانہ نبوت میں جلوہ فرما ہوں تو حاضر و بار ہونے والے کو یہ بھی حرام کہ حجرات مقدسہ
 کے باہر سے ان کو پکارتے۔ ان کو ان کا نام اقدس لیکر اس طرح پکارنا حرام جیسے آپس میں ایک دوسرے
 کو اس کا نام لے کر پکارتا ہے۔

وہ عزت والے رسول ہیں، قوت والے ہیں، عرش عظیم کے مالک جل جلالہ کے حضور عزت والے ہیں

عرشِ اعظم پر بھی اُن کا حکم نافذ ہے۔ وہاں بھی اُن کی حکومت ہے، وہ اللہ تبارک تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے علم و فضل کے خزانے انھیں کی امانت میں سپرد فرمائے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انھیں کی رضا کو وادیِ مقدس طوبیٰ میں طلب فرمانے والے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ رب العزت جل جلالہ کے حضور وجاہت والے ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، اُن کے ہوا خواہ حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اُس عزیز مقتدر جل جلالہ کے دربار میں وجاہت والے اور اُس کے مقرب ہیں۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انھیں کے نام اقدس کا جھنڈا اپنی کشتی پر بلند فرمانے والے حضرت سیدنا نوح نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قاهر و متکبر جل جلالہ کے حضور اپنی قوم کے کفار کے ہلاک کیلئے اس نازِ محبوبانہ کے ساتھ دُعا عرض کرتے ہیں کہ "اے میرے رب ان کافروں میں سے کسی کو زمین پر بے تانہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو وہ تیرے دوسرے ایماندار بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے اور جو اولاد جن میں گے وہ بھی بدکار اور بڑی ناشکری جن میں گے۔ وہ تو وہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، انھیں کے دُعا کو حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب حضرت سیدنا لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب آنے کی خبر دی جاتی ہے تو وہ بن ناز و اندازِ خلیلانہ اسی غنی عن الغنمیں جل جلالہ سے اُس کام کے بارے میں جھگڑنے لگتے ہیں۔ اُن کا بے پڑا ہلے نیازِ رب جل جلالہ اپنے پیارے خلیل جلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مناتا ہے اور فرماتا ہے کہ اُس خیال میں نہ پڑا اے میرے پیارے خلیل اب تو تیرے رب کا حکم آچکا۔ اُن کافروں پر عذاب کا آنا نقصانے میرے لیے جو رد نہیں ہو سکتی۔

بہر حال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ کی شان کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل کہنے والا تمام انبیاء و اولیاء کو خدا کے رُخ بڑا ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنانے والا جملہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی کالی دسے رہا ہے۔ تمام انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی گندری دشنام سُنا رہا ہے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی سخت شدید اہانت و توہین کر رہا ہے خود قرآنِ عظیم کی صد ہا آیاتِ مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔ حتیٰ کہ خود حضرت رب العزت جل جلالہ کو بھی جھوٹا اور کاذب بتا رہا ہے، مقتدرِ دینِ اسلام کے اعظم ترین و اہم ترین عقیدہ ضروریہ دینیہ و وجاہتِ نبیہ و عظمتِ مرسلین و عزتِ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کھلا ہوا انکار کر رہا ہے۔ پھر ایسے شخص کے کافر، مرتد، بددین، بندہ دیو، عبد الشیطان، ذریتِ ابلیس ہونے میں کون سے مسلمان کو شک و شبہ رہ سکتا ہے۔

نماز میں اہلسنت کے قلوب کو جلا دینے کیلئے اور طاعین دیوبندیت کے دلوں کو جلا دینے کیلئے (تنا اور بھی سنا دینا مناسب ہے کہ "بیضائی" و "ارشاد العقل السلیم" و "غائب الفرقان" و "مدارک التنزیل" وغیرہ تصانیف میں ہے) الوجاہۃ فی الدنیا النبوة و فی الآخرة الشفاعة "یعنی دنیا میں وجاہت یہ کہ نبی ہیں اور آخرت میں یہ کہ شفاعت فرمائیں گے۔ والحمد لله رب العالمین۔

مگر امام ابوہریرہؓ تو ان کو "ناکارے لوگ" "چوہڑے چارے سے بھی زیادہ ذلیل" "ذرۃ ناہیز سے بھی کمتر" کہتا ہے۔ وہ ان کے لئے وجاہت کیونکر مان سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تاسعاً۔۔۔ ایک عبارت میں "چارے سے بھی زیادہ ذلیل" کہا، دوسری عبارت میں "ذرۃ ناہیز سے بھی کمتر" لکھا یعنی چوہڑے چارے سے بھی زیادہ بدتر کہ وہ پھر انسان ہیں۔ اور انسان کو عزت بخشی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ولقد کرہنا بنی آدم" یعنی بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو چوڑھے چارے سے بھی بدتر کہنا کیسی زبردست گالی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عاشراً۔۔۔ امام ابوہریرہؓ نے اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا کہ ہم نے تو اللہ کی شان کے روبرو کہا ہے۔ اس کے رد میں حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ما قدرنا اللہ حق قدرہ" "ظالموں نے اللہ ہی کی شان کی قدر نہ کی۔ اللہ عزوجل ایک قوم کا حال بیان فرماتا ہے۔

یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسولہ ۝ یعنی ان اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈالنی چاہتے ہیں۔

فسر ماتا ہے

یعنی یہی حقیقی کافر ہیں۔

اولئک هم الکفرون حقاً ۝

اللہ اور اس کے رسولوں میں یہ جدائی ڈالنا ہے کہ ان کی عزت ان کی عظمت اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت سے جدا ہے۔ حاشا للہ! انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اللہ تبارک تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم ہے۔ دیکھو ان کے دین نے فرمایا ہے کہ غیر خدا کیلئے تو وضع حرام ہے (دیکھو ملتقط دور مختار و عالمگیری میں ہے) التواضع لغير الله حرام "یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے تو وضع حرام ہے" پھر علماء و غیر ہم معظمان دین کے لئے تواضع کا حکم دیا ہے۔ اگر ان کی عزت اللہ ہی کی عزت نہ ہوتی تو ان کیلئے تواضع حرام ہوتی۔ قال اللہ تعالیٰ فان العزۃ لله جمیعاً ۝ یعنی ساری عزت اللہ کے لئے ہے۔ اور فرماتا ہے۔

والله العزة والرسول والمؤمنين ○ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں ہی کیلئے ہے۔ اگر ان کی عزت عزت الہی سے جدا ہوتی تو عزت کے جتنے ہو جاتے۔ ساری عزت اللہ کیلئے نہ ہوتی تو اس نے اللہ ہی کی شان کو چار سے بدتر اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حادی عشر ————— اقول ساری عزت الہی (اللہ اور اس کے رسولوں میں) فرق ڈالنا ہے کہ اس نے انبیاء اولیاء کو خدا کے مقابل ایک مستقل ہستی سمجھا ہے۔ وہاں کہا اللہ کی شان کے آگے یہاں کہا "اس کے رو برو"۔ تم گے اور رو برو مقابل ہی کو کہتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے اس طعن قیل کا چاک سلانے کو اپنے تناوی میں اس لفظ کی تصریح کی کہ "فخر عالم حق تعالیٰ کے مقابلہ میں" یہ ان شرک پرستوں کا کھلا ہو شرک محض۔ انہوں نے دو مستقل عزتیں رکھیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی دوسری انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی۔ اور ان کا باہم یوں موازنہ کیا کہ اس کے مقابل یہ چار اور ذرے سے بھی بدتر ہے۔ حالانکہ یہ اسی کے ظل ہیں۔ اسی کی عزت ان میں تجلی فرما ہے۔ پھر ناپ تول کیسی۔ اگر بلا تشبیہ آئینے میں بادشاہ کے عکس کی اس کے مقابل تذلیل کیجئے کہ یہ تو اس کے سامنے نہایت ہی ذلیل و ناپاک سوئرسے بھی بدتر ہے تو یہ بادشاہ ہی کی توہین ہوگی کہ اس کے عکس میں بادشاہ ہی کی خوبی جلوہ گر ہے۔ یہ اسی لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بددماغنا شرک بتاتے ہیں کہ وہ ان کے نزدیک خدا سے جدا ہستی ہیں جیسے مشرکوں کے بت و نسب ذی اللہ تعالیٰ۔ حک لاکہ ان (محبوبانِ خدا علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے مانگنا بیحد خدا سے مانگنا ہے۔

ثانی عشر ————— ظل کو اصل ٹھہرانہ ہی ظلم عظیم اور شرک ہے۔ یہ عین طور پر ہے (۱) دوسرے کو معبود جانے (۲) یا واجب الوجود مانے (۳) یا اسے خدا سے جدا ایک مستقل عزت والا ٹھہرا کر خدا کا اور اس کا مقابلہ کرے، باہم ناپ تول کرائے۔ پہلا مشرکوں کا تھا ہی، دوسرا آریہ نے اختیار کیا۔ تیسرا یہ کیا تھا وہ امام الوہاب یہ گنگوہی صاحب و مجملہ و بابیک کے حصے میں آیا۔ یہ تینوں گروہ خالص مشرک ہیں۔ طرفہ یہ کہ آریہ تو آریہ، وہابیہ بھی اپنے آپ کو موحّد کہتے ہیں۔ انہوں نے تو دوسری کو مستقل رکھا تھا، روح و مادہ۔ ان کے یہاں تو لاکھوں سے گنتی بڑھ گئی کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عزت خدا کی عزت سے جدا تھے اور ان کی ناپ تول اور مقابلہ کرتے ہیں۔ گنگوہی صاحب نے صاف مقابلہ کا لفظ لکھ ہی دیا۔

ثالث عشر ————— صفحہ ۳۳ والی ناپاک عبارت بھی اسی دھوے کے ثبوت میں لکھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پکارنا شرک ہے۔ یہاں محبوبانِ خدا (علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو "عاجز، ناکارے" کہا ہی تھا اور یہ کہ "وہ کچھ فائدہ نقصان نہیں پہنچا سکتے" یعنی (معاد اللہ بقیل

اور سانپ سے بھی گئے گذرے۔ سانپ نقصان دیتا اور بیل فائدہ پہنچاتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولھم فیہا منافع ومشارب افلا یشکرون ○ اور ان کیلئے اُن (چوپاؤں) میں کئی طرح کے نفعے اور پینے کی چیزیں تو کیا شکر نہ کریں گے یہ پتھر کنکر بھی نقصان دیتا فائدہ پہنچاتا ہے۔ نیو کو مضبوط بناتا ہے۔ سر پر گرے تو دوسر کر دیتا ہے، پانی نہ ملے تو تیمم میں کام آتا ہے۔ تو اس نجس عبارت میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ کنکر پتھر سے بھی بدتر ٹھہرا دیا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابع عشر ————— یہ خبیث تو لیوں بکتا ہے کہ ”چھوٹے بڑے سب اُس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر“ لیکن اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ اغنہم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنی ان کو غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ ولوانہم رضوا ما اتہم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا من فضلہ ورسولہ۔ یعنی کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں اللہ اور اللہ کے رسول نے عطا بخشی۔ اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب ہمیں یتیم اللہ اور اللہ کا رسول اپنے فضل سے۔

اور اللہ جل و علا حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بیان فرماتا ہے۔ ابرئ الاکملۃ والابرص واحی الموتی باذن اللہ یعنی میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے اور برص والے کو اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے کو اللہ کے حکم سے۔

اقول: (۱) کیا محتاج اور وہ جنھوں نے اُسے غنی کر دیا۔ (۲) حاجت والے اور وہ جس سے لو لگائے رہنے کا انھیں حکم ہے کہ اب ہمیں وہ عطا فرمائیں گے (۳) مادرزاد اندھا اور وہ جو اُسے انکھیاں کر دیتے ہیں۔ (۴) برص والا اور وہ جو اُسے شفا دیتے ہیں۔ (۵) مُردہ اور وہ جو اُسے زندہ کر دیتے ہیں۔ یہ سب یکساں عاجز ہیں اور بے اختیار؟ اور اگر نہ رہے عاجز اور بے اختیار بھی یہ کام کر سکتے ہیں (اگرچہ ایسا نہ کہے گا مگر مجنوں) تو اول یہ کہ محتاج بیمار مُردے خود ہی کیوں نہ غنی و تندرست و زندہ ہو جاتے۔ یہ بھی تو آخر اُن کے برابر ہی کے ہیں۔

دوسرے یہ کہ تم خود بھی تو اُن کے برابر کے ہو کر بندوں سے باہر نہیں۔ اُنہوں نے مُردے چلائے تم ایک بال تو اکھیر کر چادو۔ اور اگر کہو کہ اُن کو یہ اختیار اللہ تعالیٰ نے دئیے۔ تو یہ ہلی بات یہ ہے تمہارا امام یہ شاخسانہ مانتا ہی نہیں۔ وہ دیکھو تقویۃ الایمان مطبوعہ مکتبہ

”خواہ یوں سمجھ کر ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھ کر اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار دیا، اوروں کو نہ دیا تو دیئے ہوئے برابر کیسے ہو گئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دنیا بھی معاذ اللہ بیکار ہو گیا۔ کوئی اندھے سے بھی اندھا بادشاہ مالک خزانوں اور ایک بھک منگے کو نہ کہے گا کہ دونوں یکساں بے زر ہیں اور نادار۔ اگرچہ ماں کے پیٹ سے وہ بھی نہ لایا۔۔۔۔۔ بات یہ ہے کہ وہابی ایمان کی دولت سے خالی اور دل کا مادر زاد اندھا ہے۔ اُسے نہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایمان کی دولت عطا کی نہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے انکھیاں کیا۔ پھر وہ کیوں کر اُن کو سب بڑے چھوٹے بندوں کی طرح یکساں عاجز اور بے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیار نہ بتائے، کیونکر اُن کے اختیارات پر ایمان لائے۔ اندھا جب پتیا لے کہ وہ آنکھیں پائے۔

سُنی مسلمان بھائیو! اللہ انصاف! کیا حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور ہر قلاش بھک منگے نادار مفلس لو لے لنگڑے آیا ہیج کو برابر کے عاجز اور بے اختیار بتانا مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔ وَالْحِیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

خامس عشر۔۔۔۔۔ عنایت ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب بڑے چھوٹے بندوں کے برابر یکساں بے خبر اور نادان کہا۔ گت گویا نے تو اس وسعتِ علم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ابلیس ملعون سے بھی لاکھوں درجے گھٹا رکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۵۱)

کتاب مبارک انبیا و المصطفیٰ و کتاب مستطاب الدولة المکیة شریف و کتاب کامل النصاب خالص الاعتقاد شریف ملاحظہ ہوں۔ جن میں حضور پُر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم نبی ملت اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن عظیم و حدیث کترم و ائمہ دین قویم سے ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زیادہ روشن طور پر براہین قاطعہ و دلائل متکاثرہ سے ثابت فرمایا ہے کہ روزِ اَوَّل سے روزِ آخر تک کے ذرے ذرے کا علم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوا، تمام جہان حضور کے پیش نظر ہے، دلوں کے خطروں سے آگاہ ہیں۔ سہر دست یہی چار آیتیں سنیں۔ اللہ عز و جل فرماتا کہ

علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدًا ۝ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط الا من ارتضیٰ من رسول ۝ نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

لکھ کر اس حدیث شریف کا کفری مطلب لکھنا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس حدیث شریف سے یہی ناپاک مطلب اور مراد لینے کا افتراء جوڑتا ہے کہ ”یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھے بخشے ہیں سو بیان کرو وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔“ یہ حضور سید الکونین شاہنشاہِ داریں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب فضائلِ خاصہ سے کفر ہے۔ مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لا کھول فضائلِ عالیہ خاصہ غلط فرمائے کہ کسی نبی اور رسول نے نہ پائے۔ ازالِ جملہ فوق السموات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدارِ الہی ہونا، خاتم النبیین ہونا، سید المرسلین ہونا، اکرم الاولین والاخرین ہونا، صاحب شفاعت کبریٰ ہونا، صاحب مقام محمود ہونا، صاحب الوسیۃ العظمیٰ ہونا، صاحب الدرجۃ الرفیعہ ہونا۔ ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول اللہ کہہ دینے میں ہرگز نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سبھی مرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سید ہم وعلینہم علی الاجمعین۔ سبھی میں یہ فضائل نکالا جوتے لیکن اللہ الوہابی کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی خوبیاں جتنے کمالات ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاحب کبریا کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ایسی خوبی کوئی ایسا کمال نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو۔ یہ معراج دیدارِ الہی و ختم نبوت و شفاعت کبریٰ و انصافیت مطلقہ وغیرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور ”یعنی“ کہہ کر اس کفر کا افتراء بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رکھ دیا۔ پھر حدیث شریف میں صرف اتنا ہی تھا کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو ”ترجمہ وہ کر دھا کہ“ یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر یہ کفر کا افتراء بھی اسی غیبت کیلئے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں رسالت کے سوا کوئی خوبی نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عشرین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضرراً الا ما شأ
اللہ و لو کنت اعلم الغیب لا استکثرت
من الخیر وما هستنی السوء ان انا الا نذیر
ولبشر لقوم یؤمنون ۵

یعنی تم فدا میں اپنے جان کے بھلے بُرے کاموں کو نہ دینا اور نہیں لے کر
اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا یا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت
بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی
سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

آیت مبارکہ کا مطلب صاف اور واضح اور روشن ہے کہ بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے۔ کیونکہ کوئی عطا کی قدرت رکھنے والا ہرگز اپنی خواہش کے مطابق تمام بھلائیوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ کوئی عطا کی قدرت رکھنے والا ہر قسم کی برائیوں تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے ہرگز روک نہیں سکتا۔ عطا کی قدرت رکھنے والا تو بندہ ہی ہو گا اور بندہ

صرف انہیں بھلائیوں کو جمع کر سکتا ہے جنکو حاصل کرنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا جل جلالہ کی مشیت ہو۔ بندہ صرف انہیں برائیوں اور تکلیفوں کو اپنے تک پہنچنے سے روک سکتا ہے جبکہ نہ پہنچنے کے متعلق ذاتی قدرت رکھنے والے خدا جل جلالہ کی ارادت ہو تو بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو۔ کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اُس کے تمام صفات ذاتی۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کر لیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا۔ بھلائی سے مراد راحۃیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے۔ اور برائیوں سے مراد تنگی و تکلیف اور دشمنوں کی ایذا رسانی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کو مطیع اور بافرمانوں کو فرمانبردار اور کافروں کو مومن کر لینا ہو اور برائی سے بد بخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا۔ تو حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار اور غیب کا ذاتی علم رکھتا تو اسے کافروں نے منافقوں! تم سب کو مومن کر ڈالتا اور تمہارا کفر و نفاق دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ ظاہر ہے کہ آیت مبارکہ مستلزمہ میں "اعلم الغیب" سے وہی علم غیب مراد ہے جس کے لئے اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے منافی ہو۔ روشن ہے کہ جس کو ذاتی علم غیب ہو گا وہ خدا ہی ہو گا ہرگز بندہ نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو عطائی علم غیب ہو گا وہ بندہ ہو گا ہرگز خدا نہیں ہو سکتا۔ کوئی بندہ ہرگز اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ کوئی بندہ ہر قسم کی تکلیف سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علم عطائی رکھتا ہے کہ عمر دوائی ضرور ایک بھلائی ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے ذریعے سے عمر دوائی حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر ایک بندہ اس بات کا علم عطائی رکھتا ہے کہ موت ضرور ایک برائی اور تکلیف ہے لیکن کوئی بندہ اپنے اس علم عطائی کے سبب موت کو اپنے تک پہنچنے سے روک نہیں سکتا۔ تو واضح ہو گیا کہ کوئی علم عطائی ہرگز ایسا نہیں جس کے لئے اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی کا پہنچنا اس کے منافی ہو۔ البتہ علم ذاتی کیلئے بے شک ضرور اپنی خواہش کے مطابق بھلائیوں کا جمع کر لینا لازم اور کسی قسم کی برائی پہنچنا اس کے قطعاً منافی ہے۔ کیونکہ علم ذاتی خدا ہی کا علم ہے۔ اور خدا قادر مطلق ہے۔ اپنی مشیت کے مطابق جو چاہے کر سکتا ہے۔ خدا کو بیشک کوئی برائی نہیں پہنچ سکتی وہ ستور قدوس ہے، وہ فعال لمّا یرید ہے۔ جل جلالہ، وعم نوالہ۔

تو آیت کریمہ میں عطائی علم غیب ہرگز مراد ہو ہی نہیں سکتا۔ قطعاً یقیناً اس آیت مبارکہ میں ذاتی علم غیب ہی مراد ہے۔ تو معنی یہ ہوئے کہ "اے محبوب تم فرما دو کہ میں خود اپنی ذات سے بغیر مشیت الہی کے خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کاموں کا اختیار نہیں رکھتا۔ میں تو نفع نقصان کا وہی اختیار رکھتا ہوں جس کا مجھے اختیار عطا فرمانا میرے رب جل جلالہ نے چاہا۔ اور اگر مجھے ذاتی علم غیب ہوتا تو میں خود خدا ہوتا، تو میں

جو چاہتا خود اپنی خواہش اپنے ہی ارادے سے تمام بھلائیاں جمع کر لیتا۔ اور ہرگز کوئی برائی کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ میں خدا نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہوں۔ میرے علوم غیبیہ کو دیکھ کر کہیں مجھ کو خدا نہ سمجھ لیتا۔ میرا یہ علم غیب ذاتی نہیں بلکہ میرے خدا جل جلالہ کا مجھے عطا فرمایا ہوا ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعطاء الہی عالم غیب ہونے کا ثبوت خود اسی آیت کریمہ میں بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے جس چیز کو اپنے حواس اپنی عقل سے عادی طور پر دیکھ کر، سُن کر، چکھ کر، سونگھ کر، چھو کر، سوچ سمجھ کر معلوم کر لے اس کو شہادت کہتے ہیں۔ اور بندے کے ان ادراکات عادیہ سے جس چیز کا علم ورا ہوا اسی کو غیب کہتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تبارک تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تبارک تعالیٰ کے جن احکام کو بجالانے پر جن نعمات الہیہ کی خوشخبری سنائی، جن کے بجالانے سے باز رہنے پر جن عقوبات الہیہ کا ڈر سنا یا وہ سب احکامات الہیہ وہ سب نعمات الہیہ وہ سب عقوبات الہیہ ہرگز ایسے نہیں جن کو بندے اپنے ان ادراکات عادیہ سے معلوم کر سکتے۔ تو حضور بلا ریب بلا شک شہید سب امور غیب میں جن کا علم خود حضور مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ادراکات عادیہ سے نہیں بلکہ وحی الہی کے ذریعے سے ہوا۔

اگرچہ اُمت کو ان امور غیبیہ کا علم حضور واقف غیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اصالۃ یا وساطۃ سُن کر یا ادراک عادی سماع کے ذریعے سے ہوا تو اُمت کیلئے ان امور غیبیہ کا علم اگرچہ علم غیب نہیں لیکن حضور دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان امور غیبیہ کا علم ضرور علم غیب ہے۔ تو آیت کریمہ کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم الہی اپنے لئے ذاتی علم غیب کا انکار نہ کر ارشاد فرماتے ہیں۔

ان انا الانذیر وبشیر لقوم یؤمنون ○ یعنی میں بھی تو یہی ڈر اور خوشی سنائے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو اپنی ذات اقدس سے ذاتی علم غیب کی نفی فرمائی اسکو دلیل بنا کر کوئی شقی ہرے سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعطاء الہی عالم غیب ہونے کا بھی انکار کر کے کہیں یوں نہ تک دے کہ ”غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر“ تو دونوں کے اندھے، آنکھوں کے اندھے، ہنسی کے چھوٹے، عقل و حیا و ایمان سے چھوٹے سُن لیں کہ حضور بشیر و نذیر سر ارج منیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں تک جمیع احکام الہیہ پہنچائے اُن کی بجا آوری پر جن نعمات الہیہ کے مژدے سنا کئے اُن کی بجا آوری سے باز رہنے پر جن

عذابِ الہیہ کے ڈرتائے یہ سب بھی غیب ہی ہیں جس کا علم بندوں کے ادراکاتِ عادیہ سے قطعاً اور ہے۔ یہ علم غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وحی الہی سے حاصل ہوا ہے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بتعلیم ربہ تعالیٰ عالم غیب ہونے کا ایک اور ثبوت روشن و پُر ضیا ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے نفع و نقصان کا ذاتی اختیار بلا مشیتِ الہیہ ماننے والا لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بمشیتِ الہیہ بے طائے الہی نفع و نقصان کا مالک ہونے سے انکار کرنے والا بھی الا ماشاء اللہ کا منکر اور کافر مرتد بے دین ہے۔ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ذاتی علم غیب ماننے والا ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما هستنی السوء کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بتعلیم خداوندی عالم غیب ہونے سے مطلقاً انکار کرنے والا بھی ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون کا منکر اور کافر مرتد بے ایمان ہے۔ واللہ الحمد۔

بہر حال امام الوہابیہ اپنے بھڑے اور بھوندے الفاظ میں اس آیت کریمہ کا یہ بیہودہ ترجمہ گرٹھتا ہے کہ۔

”نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع اور نقصان کا مگر جو کچھ چاہے اللہ۔ اور جو جانتا میں غیب تو بے شک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوٹی مجھ کو کچھ بُرائی۔ میں تو فقط ڈرانے والا ہوں تو شجرِ سنانے والا اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں۔“

پھر صفحہ ۲۸ پر بکتا ہے۔

”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنا یا ہے سو اُن میں بُرائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھاتے ہیں۔“

اس کفر نے معجزے درکنار رسالت بھی اڑا دی۔ جب امام الوہابیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں صرف اتنی ہی بُرائی مانی کہ اللہ کی راہ بتاتے اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہیں تو باقی جملہ فضائل اور ظاہر و باطن کے تمام محاسن، جمیع مُعْجَزَات اُن سب سے تو کفر ہوا ہی، رسالت کی بھی خیر نہ رہی۔ ظاہر ہے کہ راہ بتانا اور بھلے بُرے کاموں سے واقف ہونا رسول کے ساتھ خاص نہیں بس ایک عالمِ ہادی کی شان رہ گئی۔ جو وہابیہ خود امام الوہابیہ کیلئے مانتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ بتاتا اور بھلے بُرے کاموں سے واقف تھا۔ بلکہ یہ خود راہ پر

ہونے کو بھی مستلزم نہیں۔ بہتر ہے ہیں کہ بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اور اوروں کو راہ بتاتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم
وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون ○
یعنی کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولتے ہو اور تم کتاب پڑھتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں۔

امام ابوہامیہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بس اتنا مرتبہ رکھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
حادیاد و عشرین ————— حدیث شریف میں حضور اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی انزلنیہا
اللہ تعالیٰ انا محمد بن عبد اللہ عبد اللہ
ورسلہ۔
یعنی بیشک میں نہیں چاہتا کہ جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے اُس سے زیادہ رفعت میرے لئے ثابت کرو میں عبد اللہ کا فرزند محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں
(رواہ رزین عن سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اصولہ و فروعہ وسلم۔

امام ابوہامیہ نے صفحہ ۴۷ پر اپنے بھونڈے محاورے میں اس کا یہ نازیبا ترجمہ کر رکھا۔
”فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے نبی بنا دیا ہے مجھ کو میں وہی محمد ہوں نبی عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول۔
اور آگے چل کر صفحہ ۴۷، و صفحہ ۷۵ پر لکھا۔

”فرمایا کہ مجھ کو مبا لغہ خوش نہیں آتا۔ سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔“

اب ہدایت بھی رہ گئی، نری احکام دانی رہ گئی۔ وہاں ”یعنی“ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر معنوی افترا تھا۔ یہاں ”فرمایا“ کہہ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صریح افترا ہو گیا۔ وہاں ”برائی کا ذکر تھا یہاں مطلق امتیاز کا۔ اسی میں حصہ ہو گیا۔ ع۔ قدم فسق پیشتر بہتر۔ وہاں تک ہدایت باقی تھی یہاں وہ اڑ کر بھی نری احکام دانی رہ گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے صرف اتنا امتیاز حاصل ہے کہ میں اللہ کے احکام جانتا ہوں اور لوگ غافل۔ غرض ے

چندا نکہ رخش حسن نہد بر سر حسن این دہلویک کفر نہد بر سر کفر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
ثانیاد و عشرین ————— حدیث شریف میں حضرت سیدنا مطرف بن عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ

تعالیٰ عز فرماتے ہیں۔

انطلقت في وفد بني عامر إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقلنا انت سيدنا فقال السيد الله فقلنا افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولكم او بعض قولكم ولا تستجروا منكم الشيطان۔ (رواه البوراهن عن سيدنا مظهر رضي الله تعالى عنه)

یعنی میں بنی عامر کے وفد میں شامل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہمارے سید ہیں فرمایا سید تو اللہ ہے تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہم سب کلمات میں افضل اور سب سے ہم سب عظیم ہیں۔ فرمایا اپنی یہ بات کہو یا اس میں سے کچھ کہو اور شیطاں تم کو ہرگز گناہگار نہ بناوے۔

اہم الوہاب یہ اس حدیث شریف کے ترجمے میں بھی اپنا بھند اپن اور بھونڈا پن اور اپنی بے ایمانی کا اظہار کرتے ہوئے صفحہ ۱، و صفحہ ۲ پر کفر کی "ف" لکھ کر کہتا ہے کہ۔

"یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی مکروہ و موبہ ہو۔"

یہاں احکام دانی بھی اڑ گئی۔ صاف بک دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا بس ایسی ہی اور اتنی ہی کرو جیسی اور جتنی آپس میں ایک دوسرے بشر کی کیا کرتے ہیں۔ بلکہ اُس سے بھی کم کرو اللہ اکبر! اللہ تبارک تعالیٰ تو فرمائے لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اور ارشاد فرمائے یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تجہروا لہ با لقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ○ یعنی رسول کے پکار کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اور اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اُس غیب بتانے والے (نبی کی) آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ ہمیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

مگر امام الوہاب یہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات قرآنیہ کو صاف جھٹلا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کو آپس میں ایک دوسرے بشر کی تعریف کی طرح بلکہ اُس سے بھی کم بتا رہا ہے۔ اور ان عبارتِ نخبہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رعایائے الہی کے پاس اللہ تعالیٰ کا فرمانِ شاہی لانے والا، بس ایک چہرہ اسی اور وہ بھی معمولی درجے کا چہرہ اسی ٹھہرا رہا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالث و عشرین۔۔۔۔۔ دیوبندی مرتد ملی پوری کے چچے ہوئے عقائدِ نخبہ کفریہ دیوبندیہ کو طشت ازہام کرنے کیلئے جب مثنیٰ سائل سلک رہنے نے مُنت الہیہ۔ یہ بین الخبیث من الطیب پر عمل کرتے ہوئے

یہی چار سے زیادہ ذلیل، والی ملعون عبارت دیلو کے بندے کے سامنے پیش کی تو فوراً چل گیا۔ اور "اصل کتاب پیش فرمائیے" کہہ کر نکل گیا۔ سمجھتا تھا کہ کتنی سائل سائل رہے یہاں سائرانہ وارد نہیں، سفر میں ان کے ساتھ پاک ملعون کتاب "تقویٰ الایمان" کہاں ہوگی۔ مگر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم نے علیہ السلام کو سائل سائل سائل سائل کا دروڑوں جہان میں بھلا کر دیں۔ جنہوں نے دیلو کے بندے ملہی پوری کا پیچھا نہ چھوڑا اور اس پر یہ سر شکن پہاڑ توڑا کہ جس عبارت مذکورہ بالا کے متعلق سوال ہے یہ عبارت کیسی ہے اور ایسا کہنے والا اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کیسا ہے۔ اس قاتل و وار پر مرتد ملہی پوری نے گھبرا کر اپنی دیوبندیت ملعونہ کے گندے گھنٹے چہرے کو تھپتھپے کے برقعے میں سے کھولا۔ اور صاف صاف یہ کفری بول بولا "چونکہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ولقد نصرکھ اللہ بیدروان تو اذ لہ میں ارشاد ہے اس لئے ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہذا اگر کسی نے یہ عبارت قرآن کریم کی تابعداری کر کے لکھی ہے تو ایسا لکھنے والا کافر نہیں کہا جاسکتا۔ چوں کہ اس نے قرآن کریم کی تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو اس لئے اس شخص کے حق میں فیصلہ کفر کا عائد نہیں ہوتا۔"

اس عبارت ملعونہ میں دیوبندی ملہی پوری نے صاف صاف کہہ دیا کہ قرآن پاک سے تمام مخلوق کا ذلیل ہونا ثابت ہے اور قرآن کریم کی تابعداری کرنا بھی ذلیل ہونا ہے۔ لہذا جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہتا ہے وہ معاذ اللہ قرآن کریم کے مطابق کہتا ہے۔ اس پر کفر کا فتویٰ غلط ہے۔ العظمہ للہ! یہ دیلو کا بندہ کیسی سٹری ہوئی گندی گھنٹی گاٹی حضور اقدس مالک کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنا رہا ہے۔ بلکہ حضور اوجہ الشانین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں چار سے زیادہ ذلیل کہنے کو معاذ اللہ قرآن کریم کی تابعداری بتا رہا ہے۔ آہ آہ! ایسے گستاخوں پر آسمان سے انکار ہے کیوں نہیں برسا دیئے جاتے۔ اسی دنیا میں ایسے بند لگاموں کے چہرے بند روں سوروں کے سے کیوں نہیں بنادیئے جاتے۔ مگر یہی کہہ

بخدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں پڑا کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی

صلی اللہ علیہ وسلم

اگر اسی دیوبندی ملہی پوری سے اسکی یہی دلیل ذلیل سیکھ کر کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری دیوبندی کا باپ چار کا بچہ تھا، اس کی ماں چوڑھے کی بچی تھی تو ابھی یہ چیخ پڑے گا، شور مچانے لگے گا کہ اس کے ماں باپ کو گالی دی جا رہی ہے، اس کی انتہائی توہین و دل آزاری کی جا رہی ہے۔ پھر اس کے ماں باپ کو ایسا کہنے والا اگر یوں جواب دے کہ "چوں کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا اور ساری مخلوقات کا ذلیل ہونا

قرآن کریم سے ثابت ہے جیسا کہ آیت لقد نصرکم اللہ بیدار وانتم اذلۃ میں ارشاد ہے۔ اس لئے ذیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔ لہذا اگر میں نے ملہی پوری دیوبندی کے دادا کو چار کے برابر ذیل اور اُس کے دادا کو چار پڑھے کے برابر ذیل سمجھ کر اُس کے باپ کو چار کا پچ اور اُس کی ماں کو چوڑے کی سچی کہا ہے تو یہ قرآن کریم کی تابعداری ہے۔ — تو کیا یہ ملہی پوری دیوبندی ایسا کہنے والے کے اس کہنے کو مان لے گا۔ اور اگر نہیں مانے گا اور ہرگز ہرگز نہیں مانے گا تو صاف کھل گیا کہ دیوبندی مرتدوں کے نزدیک خود اُن کی اور اُن کے ماں باپ کی اور اُن کے دادا کی عزت معاذ اللہ حضور سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزت و عظمت سے زیادہ ہے۔ پھر ایسے بے دینوں کے کافر و مرتد ہونے میں کس مسلمان کو شبہ ہو سکتا ہے۔

رابعاً و عشری — مرتد ملہی پوری آیت کریمہ و لقد نصرکم اللہ بیدار وانتم اذلۃ کا ترجمہ لکھتا ہے۔ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی درواں حالاً لیکہ تم ذلیل تھے۔ — مرتد ملہی پوری کتنا عقیدہ و تمکد رکھتا ہے۔ حضور اقدس سید الاعز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ چوڑے چار سے بھی زیادہ ذیل بتانے کیلئے انتہا اذلۃ کا ترجمہ ”تم ذلیل تھے“ لکھ دیا۔ حالانکہ اردو میں ذلت کے معنی رسوائی اور ذلیل کے معنی رسوا ہوتے ہیں۔ لیکن عربی میں اذلۃ جس طرح ذلت سے مشتق ہے اسی طرح اُس کا ماخذ ذل بھی ہے اور ذل کے معنی جس طرح رسوائی و بے وقاری و بے عزتی ہیں اسی طرح اُس کے معنی نرمی و فرمانبرداری و عدم متکداری بھی ہیں۔ ذل جو رسوائی اور بے عزتی کے معنی میں اُس کی صفت مشبہ ذلول آتی ہے۔ لیکن ذلیل اور ذلول دونوں کی جمع اذلۃ کے وزن پر آتی ہے۔ تیسرے معنی اُس کے کمزوری بھی ہیں۔ چوتھے معنی اُس کے خوش خلقی و مہربانی بھی ہیں۔ (کساہو مصرح فی القاموس لمجد الدین الفیروز آبادی فی المفردات فی غیب القرآن للرجب الاصفہانی) اسی لئے کسی مفسر نے انتہا اذلۃ کے معنی ہرگز یہ نہیں لکھے کہ تم ذلیل تھے یا تم رسوا تھے یا تم بے عزت تھے۔

چنانچہ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں۔

”وانتم اذلۃ“ جمع ذلیل و اراد بہ قلة العدد فانہم كانوا ثلث مائة وثلاثة عشر رجلاً فنصرہم اللہ تعالیٰ مع قلة عدلہم و کثرت عدلہم۔“

یعنی ذلیل کی جمع اذلۃ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اذلۃ سے (اُن کا) رسوا و بے عزت ہونا اراد

نہیں لیا ہے بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گنتی میں کم ہونا مراد لیا ہے کہ وہ حضرات تین سو تیرہ مرد تھے تو باوجود ان کی تعداد کے کم ہونے اور ان کے دشمنوں کے زیادہ ہونے کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔ امام خازن بغدادی صوفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر لباب الاولیل میں فرماتے ہیں۔

(وانتم اذلة) جمع ذلیل و هو جمع قلة و اراد به قلة العدد فان المسلمين كانوا ثلث مائة وبضعة عشر وفي رواية وثلاثة عشر رجلا والمراد بذلتهم ضعف الحال وقلة السلاح والمركوب والمال وعدم القدرة على مقاومة العدو وذلك انهم خرجوا على نواضح وكان النفس منهم يتعقب على البعير الواحد وكان اكثرهم رجالة ولو يكن معهم الا فرس واحد وكان عدوهم من كفار قریش في حال الكثرة زهاء الف مقاتل ومعهم مائة فرس وكان معهم السلاح والشوك فنصر الله المؤمنين مع قلتهم على عدوهم مع كثرتهم۔

یعنی ذلیل کی جمع قلت اذلة ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس لفظ سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شمار میں کم ہونا مراد لیا ہے۔ اس لئے جنگ بدر شریف میں مسلمان تین سو اور کچھ اور پوس اور ایک روایت میں ہے کہ تین سو تیرہ تھے۔ اور ان کی ذلت سے مراد بے خیرتی و رسوائی نہیں بلکہ کمزوری حال اور ہتھیاروں، سواروں، مال کی کمی اور دشمن کے مقابلے میں ٹھہرنے کی قدرت نہ ہونا مراد ہے۔ اور یہ بات یوں ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم چند پانی کھینچنے والے اذنوں پر مدینہ طیبہ سے برآمد ہوئے تھے اور کئی کئی آدمی ایک ایک اذن پر آگے پیچھے باری باری سے سوار ہوتے تھے اور اکثر وہ حضرات بیدل تھے۔ ان کے ساتھ صرف ایک ہی گھوڑا تھا اور ان کے دشمن کفار قریش کثرت میں تھے۔ ایک ہزار جنگجوؤں کے قریب تھے۔ ان

کے ساتھ سو گھوڑے اور ہتھیار اور سامان جنگ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو باوجود ان کے کم ہونے کے ان کے دشمنوں پر باوجود ان کے بہت ہونے کے مغفرو و منصور فرمایا۔

تفسیر بیضاوی میں فرمایا کہ۔

”وانتم اذلة“ حال من الضمیر وانما قال اذلة ولم يقل اذلاء ليدل على قلتهم مع ذلتهم لضعف الحال وقلت المراكب والسلاح

یعنی نصی کوہ کی ضمیر نہ کہ حاضر کھڑ کا وانتم اذلة“ حال ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے اذلة فرمایا اور اذلاء نہیں فرمایا تاکہ حضرات غازیان بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کم ہونا اور حالات کی نزاکت سواروں اور ہتھیاروں

کی کمی کے سبب ان کا زور جو مناسب ایک ساتھ اسی لفظ سے بتا ہے۔

تفسیر روح البیان شریف میں فرمایا۔

(وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ) حال من الضمیر جمع ذلیل
وانما قال أذلة ولم يقل ذلائل بجمع
الکثرة ليدل على انهم كانوا قلیلا و
ذلتهم وما كان بهم من ضعف الحال و
قلة السلاح والمال والمركوب وذالك لانهم
خرجوا على النواضح يعقب النفس منهم على
البعير الواحد وما كان معهم الا فرس ولعل
للمقداد بن الاسود وهو اول من قاتل على
فرس في سبيل الله وتسعون بعيرا دست
اورع وثمانية سيوف وقلتهم انهم كانوا ثلث
مائة وثلاثة عشر رجلا ستة وسبعون من
المهاجرين وبقية هم من الانصار وكان
عدوهم في حال كثرة زهاء الف مقاتل
ومعهم مائة فرس والشكة والشوكة وكان
صاحب راية رسول الله صلى الله تعالى عليه
وعلى اله وسلم على بن ابی طالب رضی الله
تعالى عنه وصاحب راية الانصار سعد
بن عبادة رضی الله تعالى عنه۔

یعنی نصی کعب میں جو کلمہ جمع ذکر حاضر کی ضمیر ہے اس
وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ حال واقع ہوا ہے۔ یہ ذلیل کی جمع
ہے۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ نے اسی لئے اذلة جمع قلت
کا صیغہ فرمایا اور ذلائل جمع کثرت کا صیغہ نہ فرمایا تاکہ
بتا دے کہ حضرات صحابہ بدر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم باوجود
کمزور ہونے کے تھوڑے بھی تھے۔ اور ان کی کمزوری تو
یہ تھی کہ ان کی حالت نازک تھی۔ ہتھیاروں سواروں اور
مال کی کمی تھی۔ اور یہ بات یوں تھی کہ وہ حضرات بدر طیبہ
سے چند آب کش اڈٹوں پر برآمد ہوئے تھے کہ ایک ایک
اڈٹ پر کئی کئی آدمی وہ بھی باری باری آگے پیچھے سوار
ہوتے تھے۔ اور ان کے ساتھ صرف ایک ہی گھوڑا حضرت
سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور
وہی وہ پہلے مجاہد ہیں جنہوں نے راہ خدا میں گھوڑے پر
سوار ہو کر جہاد فرمایا۔ اور نوے اڈٹ تھے اور چھ زوریاں
اور آٹھ تلواریں تھیں۔ اور ان کی کمی یہ تھی کہ تین سو تیرہ
مرد تھے۔ چھ ہتر مہاجرین اور دو سو ستیستیس انصار رضی
اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور ان کے دشمن کثرت میں تھے کہ ایک ہزار
کے قریب نبرد آزمائے تھے اور ان کے ساتھ سو گھوڑے

تھے اور ہتھیار اور سختی سے جنگ کرنے کے سامان تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علمبردار
حضرت سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور انصار کے علمبردار حضرت سیدنا سعد بن ابی عبادہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔

(وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ) بقله العدد والسلاح
یعنی وَأَنْتُمْ أَذَلَّةٌ کے معنی یہ ہیں کہ تم تعداد اور ہتھیاروں
کدکمی کے سبب کمزور تھے۔

علامہ احمد رضاوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں
 (بِقَلَّةِ الْعَدَدِ وَالسَّلَاحِ) اِی فَلَکُمْ لَکِن مَعَهُمْ
 اِلَّا ثَلَاثَةٌ اَفْرَاسٍ وَثَلَاثَةُ سِیُوفٍ وَکَانَ عَدَّتُهُمْ
 ثَلَاثِمِائَةً وَثَلَاثَةَ عَشَرَ وَعِدَّةُ الْکِفَارِ مِائَةُ اَلْفٍ
 یعنی کمی تعداد کمی سلاح اس حد تک تھی کہ (ایک روایت کی
 بنا پر ان کے ساتھ صرف تین گھوڑے تھے اور تین تلواریں
 تھیں۔ اور ان کا شمار تین سو تیرہ تھا اور کفار کی گنتی ایک ہزار
 کے قریب تھی۔

سات تفسیروں کی یہ عبارتیں ہم نے پیش کر دی ہیں۔ اور اسی طرح ہر ایک تفسیر میں اِذْلَہ کے معنی
 صرف یہی بتائے گئے ہیں کہ وہ حضرات تعداد کے اعتبار سے کم اور سامان جنگ کے لحاظ سے کمزور تھے ہرگز ہرگز کمزور
 کسی معتبر تفسیر میں مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے معنی حقیر اور رسوا و بے عزت نہیں بتائے گئے۔ یہ اس مرتد
 کے دل میں حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔ جو اس سے قرآن
 پاک کے ترجمے میں کھلی ہوئی تحریف کر رہی ہے۔

انہیں تفاسیر معتبرہ اہلسنت کی روشنی میں اس آیت کریمہ کا حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد
 اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ترجمہ فرمایا — اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی
 جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔

لله الحمد کہ ہمارے اس مختصر بیان سے کاشمس فی نصف النهار واضح و آشکار ہو گیا کہ "تقویتہ
 الایمان" کی نجس عبارت کو معاذ اللہ صحیح ثابت کرانے کیلئے مرتد ملہی پوری کا قرآن پاک کی آیت کریمہ کو پیش کرنا
 ابلیسی فریب اور شیطانی کید ہے۔ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا

خامسا و عشرین — ہم پہلے کہہ چکے کہ محاورہ اردو میں "ذلیل" کے معنی صرف رسوا حقیر بے عزت
 بے وقار ہی ہیں۔ لیکن زبان پاک عربی میں "ذلیل" چند معانی میں مشترک ہے۔ اس کے معنی بے عزت
 بیوقار بھی ہیں، اس کے معنی فرمانبردار و خدمتگار بھی ہیں، اس کے معنی نرم اور کمزور بھی ہیں، اس کے معنی خوش
 و خلق و مہربان بھی ہیں۔ اردو زبان میں صرف پہلے ہی معنی کے سوا کسی اور معنی کیلئے لفظ "ذلیل" ہرگز نہیں
 بولا جاتا۔ لیکن مرتد ملہی پوری صاف لفظوں میں کھلم کھلا کہتا ہے کہ "ذلیل ہونا قرآن کریم کی تابعداری کرنا ہے۔"
 اس مرتد کی اس گندی عبارت کا صاف صاف و آشکارا مطلب یہی تو ہوا کہ قرآن پاک کی اطاعت فرما
 برداری کرنا ذلیل ہونا ہے۔ یعنی جو شخص قرآن پاک کی تھوڑی فرمانبرداری کرے گا وہ تھوڑا ذلیل ہوگا۔ اور جو
 شخص قرآن پاک کی بہت زیادہ فرمانبرداری کرے گا وہ بہت زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور جو شخص سارے جہان
 میں سب سے زیادہ فرمانبرداری قرآن پاک کی کرے گا وہ سارے جہان میں سب سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اور

جو شخص قرآن پاک کی اطاعت و فرمانبرداری قطعاً بالکل ہی نہیں کرے گا وہ ذلت و رسوائی سے بالکل ہی بری رہے گا۔ آہ آہ آہ! یہ مرتد کیا بک رہا ہے۔ قرآن عظیم تو بتاتا ہے کہ قرآن پاک کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے علو و عزت پائیں گے۔ فرماتا ہے۔

اَنْتُمْ اَلْاَعْلٰوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝
یعنی تمہیں سب پر بلند و بالا رہو گے اگر ایمان لائے ہو گے اور فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ الْعَزِيزُ الْوَسُوْلُهُ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلِلسَّٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
یعنی اور اللہ ہی کیلئے عزت ہے اور اسکے رسول کیلئے اور ایمان لانے والوں کیلئے لیکن منافق نہیں جانتے۔

مگر یہ مرتد ملہی پوری امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کی محبت میں اس کی ملعون کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی حمایت میں صاف صاف قرآن عظیم کو جھٹلا کر معاذ اللہ قرآن کریم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے ہی کو ذلیل ہونا بتا رہا ہے۔ الا لعنة الله على من كذب كتاب الله او اهان رسول الله وصلى الله تعالى وسلم على رسولہ وآلہ وصحبہ ومن والاہ۔

سادسا و عشرین — سنی سائل سلمہ ربّہ نے ارغائے عنان کے طور پر مرتد ملہی پوری کے گڑھے ہوئے ترجمے کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی اُس پر قہر الہی کا یہ جبل عظیم نازل فرمایا کہ ”آیت کریم کے ترجمے میں صرف ذلیل لکھا گیا ہے اور عبارت مذکورہ بالا میں چار سے بھی زیادہ ذلیل موجود ہے۔ یہ لفظ قرآن پاک کی تابعداری میں لکھنا ہوا یا مخالفت میں“ — یعنی اسے مرتد ملہی پوری اگر ہم تیری مان ہی لیں اور فرض کر لیں کہ اذّٰلہ کا ترجمہ بقول تیرے ذلیل ہے تو بھی تیرے امام بد لگام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کے سامنے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا اور تیرے گڑھے ہوئے ترجمے سے بھی تجاوز کیا۔ یہ قرآن پاک کی اطاعت ہوئی یا مخالفت — تو مرتد ملہی پوری بوکھلا گیا اور اس قاہر وار سے یوں میر بجری کتر گیا — ”چونکہ میں اس کا جواب لکھ چکا کہ تابعداری میں امکان ہے کہ لکھا ہو لہذا غور کر لیجئے“ — سنی سائل سلمہ ربّہ نے پھر بھی مرتد کا بیچیانہ چھوڑا اور اس پر اس طرح واحد قہار جل جلالہ کا قہر توڑا کہ قرآن پاک کی تابعداری میں چار سے زیادہ ذلیل لکھنا کیسے مناسب ہو سکتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم نے چار سے زیادہ ذلیل نہ فرمایا ہی نہیں — اس کرے وار پر تو مرتد ملہی پوری رونے لگا۔ عجز و لاجوابی کے آنسوؤں سے یوں منہ دھونے لگا کہ — چونکہ ذلیل ہونا ثابت ہے سوال چار سے زیادہ ذلیل کے متعلق آپ تحریر فرماتے ہیں تو کیا آپ ہر شی کو بالقرآن قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں — یعنی اے سنی سائل آپ کو لگتا ہی جی کی چھوٹی آنکھوں کا واسطہ آپ کو تھا لوی جی کے امراض مخصوصہ کا واسطہ آپ

کافر اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر والا ہے۔ لیکن اردو میں مکر کے معنی صرف دھوکا اور فریب ہی ہیں۔ اسی لئے محاورات اردو میں مکر ہمیشہ برا اور عیب سے لیکن عربی محاورے میں مکر برا اور عیب بھی ہوتا ہے اور اچھا اور کمال بھی ہوتا ہے۔ ام المومنینہ اسمعیل دہلوی علیہ علیہ نے صریح محاورہ اردو میں ہر خلق کو بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان مطبوعہ مکتبائے پرنٹنگ دہلی کے صفحہ ۵۲ پر اردو محاورے میں یہ ناپاک فقرہ لکھ کر کہ ”اللہ کے مکر سے ڈرا چاہئے“ اللہ قدوس سبحو جل جلالہ کی اہانت کی ہے۔ پھر کب اگر کوئی شخص یہی ترکیب اس مرتد ملہی پوری کی مان لے اور یوں کہتا پھرے کہ ملہی پوری صاحب ایک عجیب حیوان کے فرزند ایک انوکھے جانور کے بچے ہیں تو کیا اس مرتد کو اس کا گناہ سب و دشنام معلوم نہ ہو گا۔ کیا ملہی پوری مرتد اپنے باپ دادا کو اردو محاورے میں حیوان اور جانور کہنا ان کی تعریف و منقبت سمجھے گا۔ کیا بابا النجیدہ اسمعیل دہلوی کی حمایت میں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھی بزبان اردو مکر کرنے والا بتا دے گا۔ کیا اردو زبان میں اللہ جل و علا کو مکر کرنے والا کہہ کر اس قدوس سبحو عز وجل کو بھی دھوکہ باز و فریبی ٹھہرائے گا۔ الا لعنة الله على الظالمین۔

سابعا و عشرین۔۔۔ اس کے بعد مرتد ملہی پوری عاجز و مہیوت ہو کر سستی سائل سلمہ ربہ کے ضرباتِ قاہرہ سے اپنی جان زاریوں بجاتا ہے کہ۔

”اپنے کو ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے خدا کے نزدیک۔ اب کوئی درجہ مقرر نہیں جس قدر بھی اپنے کو ذلیل سمجھا جاوے۔ چونکہ مخلوقات میں جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے عزت دیا۔ اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔“

اول تو یہ کہ شریعتِ مطہرہ میں عبادت کے معنی ہیں رضا کے معبود کیلئے کوئی کام کرنا۔ اصطلاح شریعتِ مطہرہ میں معبود اس ہستی کو کہتے ہیں جو انتہائی تعظیم کا مستحق ہو۔ بدلتہ یہ امر ظاہر ہے کہ انتہائی تعظیم وہی تعظیم ہے جو ایسی ذات کے لائق ہو جو حسن ذاتی و احسان ذاتی و عظمت ذاتیہ کے ساتھ موصوف ہو۔ یہ تو مصطلحات شرعیہ ہیں جن کو مسلمان اپنے مذہبی دینی شرعی محاورات میں استعمال کیا کرتے ہیں۔ لیکن مرتد ملہی پوری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل بتانے کے شوق میں صاف کہہ دیا کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا بس خدا کے نزدیک یہی عین عبادت ہے۔ اب اگر اس مرتد سے سوال کیا جائے کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا خدا کے نزدیک عین عبادت ہونا کونسی آیتِ کریمہ سے ثابت ہے تو بچارہ پھرنے لگے گا چیخ پڑے گا کہ ”کیا آپ ہر شے کو بالقصریح قرآن کریم سے معلوم کرنا چاہتے ہیں“۔ جن مواضع و قریات میں برہمنوں راجپوتوں

کی کثرت ہے ان میں اب بھی چار جھنگی پاسی وغیرہم تمام اچھوت اور شور اپنے آپکو ذلیل سمجھتے ہیں۔ مترد ملی پوری کے نزدیک وہ سب چار جھنگی پاسی بھی خدا کی عین عبادت میں مشغول ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

تاسعا وعشرین ————— وہ وہابی ہی کیلئے خود اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر گھر وند نہ کرے۔ چنانچہ ملی پوری خود ہی کہتا ہے۔

”جن حضرات نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے عزت دیا۔“

جب اس کے دھرم میں اپنے آپکو ذلیل سمجھنا ہی خدا کے نزدیک عین عبادت ہے تو اب سوال یہ ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین نے اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہم وعلیٰ آلہم اجمعین نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے والے انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیٰ آلہم اجمعین کو عزت عطا فرمائی یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو پھر سوال یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے جن محبوب بندوں کو عزت عطا فرمائی وہ حضرات اللہ تبارک تعالیٰ کے عزت و جلالت عطا فرمانے کے بعد اللہ تبارک تعالیٰ کے نزدیک عزیز و مہلیل ہو گئے یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو جو حضرات اللہ تبارک تعالیٰ کے عزت و جلالت عطا فرمانے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز و مہلیل ہیں ان کو خدا کی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل تانا اللہ تبارک تعالیٰ کے محبوبان کرام علی سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور خود اللہ تبارک و تعالیٰ کی بھی تو عین ہے یا نہیں؟ اگر کہے نہیں تو کافر۔ اور اگر کہے ہاں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ قرآن کی تابعداری میں چار سے زیادہ ذلیل ٹھہرا کر اور ایسا کہنے کو معاذ اللہ قرآن پاک سے ثابت بتا کر پھر بھی کافر۔ بے چارے کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند ہو گئے۔ ادھر سے بھی کافر ادھر سے بھی کافر۔ غرض کفر بھی وہابی پر عاشق ہے۔ کوئی پہلو بندے کسی کروٹ پر پلٹا کھائے مگر کفر ہے کہ کسی طرح وہابی کا بیچا نہیں چھوڑتا۔ کذا لک العذاب وللعذاب الاخرة اکبر لوکانواعیہم وہ وہ بالغة۔

تاسعا وعشرین ————— ہر ادنیٰ سمجھ والا جانتا ہے کہ اپنے آپکو ذلیل سمجھنا تو وضع ہے۔ او دوسرے کو ذلیل سمجھنا یا کہنا اس کی تو عین ہے۔ گنگوہی جی رشید احمد صاحب نے اپنے شاگرد و مرید و خلیفہ انیسویں جی خلیل احمد صاحب کے نام سے ناپاک کتاب ”براہین قاطعہ“ تصنیف کی اور اس کے آخر میں اس کو ہنسنے والا آخرہ بنور دیکھ لینے کے بعد اس کے ایک ایک حرف کی تقریظ اپنے ہنر و دستخط کے ساتھ لکھی۔ اسی تقریظ میں اپنے آپ کو ”احقر الناس خادم الطلبة بندہ رشید احمد گنگوہی“ لکھا

اس کو تو وہابی اپنے پیشوا گنگوہی کی تواضع بتائیگا۔ لیکن مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل ذلیل کے مطابق خود اپنے منہ سے بھی کہے کہ گنگوہی احقر الناس تھا اور احقر الناس کے معنی میں تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ذلیل۔ اور بحکم قرآن عظیم کوئی ایمان والا ذلیل نہیں واللہ العزۃ ولسولہ وللہ المؤمنین۔ تو حقیقتہً احقر الناس وہی ہوگا تو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ کافر ہو۔ تو مرتد ملہی پوری پر لازم ہے کہ وہ اپنی دلیل علیل کے مطابق خود اپنے منہ سے یہ بھی کہے کہ گنگوہی الکفر الناس تھا۔

امید ہے کہ ہمارے اس مختصر سا ذکر کر دینے کے بعد مرتد ملہی پوری کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا ذلیل کہنا تواضع ہے اور کسی دوسرے کو ذلیل کہنا اس کی توہین ہے۔

بالفرض ہم پھر مرتد ملہی پوری کی مان بھی لیں کہ حضرات محبوبانِ خدا علی سید ہم وعلی آلہ وعلیہم الصلاۃ والسلام والثناء نے اپنے آپ کو خدائے تبارک تعالیٰ کے سامنے ذلیل سمجھا تو یہ ان کی تواضع تھی۔ اور بقول ملہی پوری کے یہ ان حضرات کی طرف سے اپنے رب کی عین عبادت تھی۔ اور ان کی شانِ عبودیت تھی۔ لیکن امام الوہاب نے جو اپنے منہ سے انبیاء و مرسلین کو اور خود حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم وعلی آلہ اجمعین کو خدائی شان کے آگے چار سے بھی زیادہ ذلیل بتایا اور مرتد ملہی پوری نے اس قول بدتر از قول کو معاذ اللہ قرآن عظیم کی آیت سے ثابت ٹھہرایا۔ یہ ان حضراتِ عالیات علی سید ہم وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زبردست توہین شدید اہانت ہوئی۔ واللہ الحجۃ القاہرہ۔

ثلاثین۔۔۔۔۔ آگے چل کر جو مرتد ملہی پوری کو کفر و ارتداد کی تیز و تند چڑھی تو کھلے لفظوں میں کہتا ہے کہ۔۔۔ اس لئے اس معنی میں چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔۔۔ اس نجس عبارت کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ "جن حضرت نے اپنے آپ کو ذلیل سمجھا ان کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی۔ اس لئے نبیوں اور رسولوں کو اور ان سب کے سردار حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کو معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہے۔ آہ آہ یہ مرتد ملہی پوری بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحمیۃ میں کیسی کھلی ہوئی گندی گالی بک رہا ہے۔ اور بجمال شقاوت کیسا کھلا ہوا کفر و ارتداد بک رہا ہے کسی چیز کا عین وہی ہوتا ہے جس کے بغیر اس چیز کا وجود ہی نہ ہو سکے۔ اس طرح کہ اگر وہ ہو تو وہ چیز موجود ہو اور وہ نہ ہو تو وہ چیز موجود نہ ہو۔ جیسے قرآن پاک پر کامل اور سچے طور پر ایمان لانا عین اسلام ہے۔ جو ایسا کرے وہی مسلمان ہے اور جو ایسا نہ کرے وہی کافر ہے۔ اس مرتد نے انبیاء و مرسلین علی سید ہم وعلیہم وعلی آلہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ چار سے ذلیل سمجھنا ہی عین عبادت ٹھہرایا۔ تو اس مرتد نے نماز روزہ حج زکوٰۃ تلاوت قرآن کے عبادت ہونے کو ہر

سے باطل بتا دیا۔ اس کے دھرم میں انبیاء و مرسلین علی سید ہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ حیار سے زیادہ ذلیل سمجھنے کے سوا کوئی اور کام قطعاً عبادتِ خدا ہے ہی نہیں۔ کذا لک یطیع اللہ علی کل قلب متکبر حیار۔ اس مروک کی نجس ذلیل کا مطلب صاف طور پر یہ ہوا کہ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے جن بندوں کو عزت عطا فرمادیتا ہے وہ بارگاہِ الہی سے عزت و عظمت عطا ہونے کے بعد بھی چار سے زیادہ ذلیل ہی رہتے ہیں۔ دربارِ الہی سے اُن کو عزت و عظمت حاصل ہو جانے کے بعد بھی اُن کو چار سے زیادہ ذلیل سمجھنا عین عبادت ہی رہتا ہے۔ یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کا اپنے کسی محبوب کو عزت و عظمت عطا فرمانا بھی اس کو چار کے برابر بھی نہیں بلکہ چار سے بھی زیادہ ذلیل ہی رکھتا ہے۔ تو یہ خود اللہ عزوجل کی بھی کیسی شدید توہین ہے کہ اس کے عزت عطا فرمانے سے اُس کے کسی محبوب بندے کو عزت مل ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب بندے کو لاکھ عزت جلال عطا فرمائے پھر بھی وہ چار سے زیادہ ذلیل ہی رہتا ہے۔

کسی دیندار شفی مسلمان کو ملٹی پوری کے ایسے ناپاک اقوال خبیثہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی کیا اُس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
 حادیا و ثلثین۔ مرتد ملٹی پوری آگے چل کر پھر اپنے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالنے کی سعی نا کام کرتا ہوا کہتا ہے۔

”ہاں اگر اسی معنی سے کہ جیسا کہ چار ذلیل ہے اور مالک عزت نہیں کرتا ہے تو اسبۃ الیابھنا جائز نہیں۔ ہم ثالثا کے ماتحت مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارت پیش کر چکے۔ اس میں گنگوہی بی صاف طور سے اسی چار سے زیادہ ذلیل والی عبارت کا مطلب گڑھتے ہوئے اللہ تبارک تعالیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابلہ کو شاہنشاہ اور چار کے مقابلے کے ساتھ تشبیہ و یکر بتاتے ہیں کہ جو نسبت چار کو شاہنشاہ کے ساتھ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے اس نسبت کو ”عزت برابری“ کی اور ”مساوات“ ٹھہرا دیا۔ اس کا ردِ قاصر تو وہیں ثالثا کے تحت میں ملاحظہ فرمائیے۔ کہنا یہ ہے کہ گنگوہی جی کی اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہو گیا کہ جیسا شاہنشاہ کے سامنے چار ذلیل ہے اور چار کی عزت شاہنشاہ نہیں کرتا ہے اسی معنی میں نامِ الزہراء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل کہا ہے۔ مگر مرتد ملٹی پوری کی شقاوت ملاحظہ ہو کہ ایسا سمجھنے کو بھی کفر نہیں بتاتا، گمراہی نہیں ٹھہراتا، اُس پر حرام ہونے کا بھی فتویٰ نہیں لگاتا۔ بلکہ کہتا ہے کہ ”ایسا سمجھنا جائز نہیں“ کہ مکر وہ تحریمی پر بھی ناجائز ہونے

کا اطلاق آتا ہے۔ یہ ہے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کی طرہ فداری۔
والعیاذ باللہ الباری۔

تانبیا وثلثین — اس کے بعد سنی سائل حفظہ ربہ تعالیٰ نے براہ تواضع اپنے آپکو ذلیل سمجھنے اور
براہ توہین دوسرے کو ذلیل سمجھنے کے درمیان فرق دکھا کر مرتد ملی پوری پر فرار کا راستہ بند نہیں فرمایا۔ بلکہ جس نئی گلی میں فرار
کر کے ملہی پوری نے اپنی جان کو بچایا سنی سائل سلمہ ربہ نے اس کے پیچھے اسی گلی میں اپنے توہین رد وابطال
کو دوڑایا۔ چنانچہ سوال کر لیا کہ ”ساری مخلوقات میں شیطان لعین وقارون وہامان والو جہل وفرعون بھی ہیں۔
کیا ان خبیثا و ملعین سے بھی اپنے کو ذلیل سمجھنا کیا ہے۔ آیا یہ بھی عین عبادت ہے۔“ اس سوال کا
مطلب صاف ہے کہ شیطان ملعون کو دنیا میں دوڑنے دھوپنے وسوسہ ڈالنے ایک وقت میں تمام بنی آدم
کے ساتھ رہنے، ان کے رگ و پے میں خون کی طرح دوڑنے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شکل
اقدس کے سوا جس شکل میں چاہے متشکل ہو جانے کا اقتدار و اختیار حاصل ہے۔ قارون کو دولت دنیا کے
اس قدر خزانے دیئے گئے تھے کہ بڑے بڑے زر و دست کئی پہلو ان صرف ان کی کنجیاں اٹھا سکتے تھے۔
فرعون کو بادشاہت، ہامان کو اسکی وزارت غلطی، ابو جہل کو سردار قریش کی سرداری حاصل تھی۔ ان ملعونوں کو
جو کچھ بھی ذلت و حقارت ہے وہ بحکم شریعت مطہرہ صرف ان کے ارتداد و کفر و شرک ہی کی وجہ سے ہے۔ تو ان
خبیث ملعونوں سے بھی زیادہ اپنے آپ کو ذلیل سمجھنا بحکم شریعت مقدسہ اپنے آپ کو ان ملعونہ و خبیثا سے بھی
زیادہ کافر سمجھنا ہے۔ اور اپنے آپ کو کافر سمجھنا بحکم شریعت اسلامیہ درحقیقت کافر ہونا ہے۔ والعیاذ
باللہ تعالیٰ۔

سنی سائل سلمہ ربہ کو خیال تھا کہ اس سوال کے جواب میں منہ بھاڑ کر ہاں کہتے ہوئے شاید ملہی پوری
مرتد کچھ خوف کرے گا، جھجکے گا، ڈرے گا۔ مگر واہ رے جیوٹ منچلے بہادر کہ پھر کھلا ہوا کفر بکتے ہوئے ذرا
بھی نہ گھبرایا۔ خدا اور رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی نہ شرمایا۔ بلکہ صاف صاف
یہ کفری جواب تحریر میں لایا کہ۔

”بجائیت نفس ملعونہ یعنی نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں“

اس ملعون جواب کا کھلا ہوا مطلب یہی ہوا کہ اپنے آپ کو شیطان لعین وفرعون وہامان وقارون و
ابو جہل سے بھی زیادہ کافر سمجھنا ٹھیک ہے۔ ایسا سمجھنے میں کوئی حرج اور کوئی مضائقہ نہیں۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما کان للمشركين ان يعمروا مسجدا لله یعنی مشرکوں کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں خود

شہدین علیٰ انفسہم بالکفر اولئک حبطت اعمالہم و فی النار ہم خالدون ۵ اپنے کفر کی گواہی دے کر ان کا تو سب کیا دھرا کا رت ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے۔ اس آیت کریمہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو کافر سمجھنے اپنے کافر ہونے کی گواہی دے وہ خود کافر ہے۔

مرتد ملہی پوری نے اس عبارت ملعونہ میں اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی زیادہ ذلیل یعنی ان سے زیادہ کافر سمجھنا یعنی کافر ہو جانا، جائز بلا مضائقہ بتا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔۔۔ اتنا سب کچھ یک دینے کے بعد بھی سنی سائل سلمہ ربہ کے سوال کا جواب تو نہیں دے سکا۔ سوال تو یہ تھا کہ ”آیا یہ بھی عین عبادت ہے؟“ جواب میں صاف صاف ”ہاں“ نہیں کہہ سکا۔ بلکہ کہتا ہے کہ ”ایسا سمجھنا کوئی مضائقہ نہیں“ کیا مرتد ملہی پوری کے دھرم میں ہر وہ کام جس میں کوئی مضائقہ نہ ہو عین عبادت ہوا کرتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ ہر مباح کام جس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہ ہو اس کے نزدیک عین عبادت ہے۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

مثلاً و ثلثین۔۔۔ سنی سائل سلمہ ربہ نے اس کھلے ہوئے رد قاسر سے اعراض فرماتے ہوئے اُس پر ایک یہ سوال قائم فرمایا کہ ”نفس بد کو تصور کر کے ایسا سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے؟“ یعنی اپنے نفس کی بدی کو تصور کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو شیطان لعین و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے زیادہ ذلیل، یعنی ان ٹھٹھا و ماعتہ سے زیادہ اپنے آپ کو کافر سمجھنا کس دلیل سے ثابت ہے۔ مرتد ملہی پوری اس سوال سے گھبرا گیا اور جواب سے پہلو بچا لیا۔ کہتا ہے۔

”کیا نفس بد اچھا ہے سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے نفس کی خواہشات کی برائی سارے قرآن عزیز میں بھری پڑی ہے۔ پڑھئے سورہ بقرہ۔“

چلے چھٹی ہو گئی، جواب ہو گیا۔ یعنی عقل و حیا دین و دیانت سب کو نفس بد کا اچھا نہ ہونا نفس کی خواہشات کی برائی کا قرآن عظیم میں جا بجا بار بار بیان فرمایا جانا جس میں اس بات کی دلیل بن گئی کہ اپنے آپ کو شیطان ملعون و فرعون و ہامان و قارون و ابو جہل سے بھی بدتر و کفر سمجھنا جائز ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ مرتد ملہی پوری حیوان ناہنسی ہے اور اُس کی دلیل یہ ہے کہ زمین گول ہے۔ اور بات یہی ہے کہ مسلمانان اہلسنت کو ان کے عقائد حقہ کی بنا پر بے علم، بے عقل، بے وقوف بتانے والے بحکم قرآن عظیم خود ہی بے علم، بے عقل، بے وقوف ہیں۔ الا انہم هم السفہاء و لکن لا یعلمون ہ بیچارہ رونے لگا، عجز و گریز کے آنسوؤں سے منہ دھونے لگا کہ۔

”کیا نفس بد اچھا ہے، سورج کے چمکنے کی دلیل خود آنکھ سے دیکھ لیجئے۔ یہی دلیل ہے۔“

ہے کہ تم راہ پر ہو گئے۔ چوتھا بہتان قرآن عظیم پر یہ تراشا کہ من ضل کا ترجمہ ”کوئی“ کر دیا۔ حالانکہ اس کا ترجمہ صرف اتنا ہی ہے کہ ”جو گمراہ ہوا“۔ پانچواں افتراء قرآن پاک پر یہ اٹھایا کہ یہ سراسر من گڑھت کا ترجمہ لکھ کر جھٹ لکھ دیا کہ ”معلوم ہوا کہ شیطان لعین سے خبیث اور نقصان پہنچانے والا خود انسان کا نفس بد“۔ اس عبارت کا کھلا جواب مطلب یہ ہوا کہ قرآن عظیم کی یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ ہر ایک انسان کا نفس شیطان لعین سے بھی زیادہ خبیث اور نقصان پہنچانے والا ہے۔ حالانکہ یہ افتراء فی مضمون نہ قرآن عظیم میں نہیں ارشاد ہے نہ کسی آیت کریمہ کا مفاد ہے۔ نہ کسی آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی یہ مراد ہے۔

مسلمانان اہلسنت ملاحظہ فرمائیں کہ ان کے مالک و آقا سرور و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تمقیت کرنے والا قرآن عظیم پر افتراءات ملعونہ کے کیسے کیسے سُورہ نکلتا ہے۔ پھر بھی اپنے مدعاے باطل پر دلیل لانے کے قاہر مطالبے کا جائیکل پہاڑ اُس کی کھوپڑی پر سے نہیں ٹکتا ہے۔ اب دیکھئے قرآن عظیم کی مکرار سے قرآن پاک پر افتراء کرنے والوں کیلئے کیا حکم نکلتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

امنا یفتروا الذین لا یمونون بایت اللہ

یعنی جھوٹ بہانہ دی باندھے ہیں اللہ کا تینوں پر ایمان نہیں رکھتے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اولئک هم الکذیبون

یعنی تم فرادہ جھوٹ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں ان کا جھلاد ہو گا۔ دنیا میں

قل ان الذین یمفترون علی اللہ الذل الذل لا یفلحون

کچھ بُرت لینا ہے۔ پھر انہیں ہماری طرف واپس لانا ہے پھر انہیں

متاع فی الدنیا ثم الذل الذل لا یفلحون

سخت عذاب چکائیں گے بدلہ اُن کے کھڑا۔

العذاب الشدید بما کانوا یمسکون

مسیحی پوری اپنے اُن پانچوں افتراءات کے صحیح ہونے پر اپنی برہان لائے۔ ورنہ حکم قرآن پاک اپنے کافر مرتد ہونے پر ایمان لائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

فامسا دثلثین ————— سنی مسائل سکرار نے اُن افتراءات شفیہ بہتانات قطعیہ سے قطع نظر فرماتے ہوئے ایک ایسا سوال فرمایا جس کے جواب میں اگر ملہی پوری مردک کے دل میں رائی کے دانے کے ہزار ویں حصے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو فوراً حق قبول دیتا۔ ملاحظہ ہو ————— ”سوال یہ ہے انبیاء کرام کے نفس کو آپ کیا سمجھتے ہیں، خصوصاً سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس پاک کو“۔ اس سوال کا صاف واضح مطلب یہ تھا کہ او مردک ملہی پوری اگر تیرے افتراءات لعینہ پر پانچوں مرتبہ تیری مان ہی لی جاتی تو بھی زیادہ سے زیادہ صرف اسی قدر قوت ثابت ہو سکتا کہ عام مومنین کو ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اپنے نفس سے ہوشیار رہو۔ تم اگر نفس کے بہکانے سے بچے ہو تو تمہارا کوئی کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ اور یہ بھی فرض کر لیا جاتا کہ شیطان ملعون سے بھی زیادہ خبیث اور اس سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والا نفس بد

تو پھر بھی کیا ہوتا۔ ان غلط افترائوں کی نجاست تیرے کھا لینے کے بعد بھی تو تیرا کال نہیں کٹتا۔ تیرے امام بدعظیم کی عبارتِ نجمہ میں صرف مؤمنین ہی کو خدا کی شان کے آگے چارے زیادہ ذلیل نہیں بتایا گیا ہے۔ بلکہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر تمام انبیاء و مرسلین بلکہ خود حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وسلم و علیٰ آلہ اجمعین کو بھی خدا کے سامنے معاذ اللہ چارے سے زیادہ ذلیل ٹھہرایا گیا ہے۔ اور اطلاقاقت شرعیہ میں الذین امنوا بالمومنین جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے صرف امتی ہی مراد ہوتے ہیں۔ حضراتِ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اس اطلاق میں مراد نہیں ہوتے۔ پھر حضور سید المرسلین تو حضور سید المرسلین ہیں صلی اللہ تعالیٰ و علیہ وسلم و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین، قرآن عظیم اُس عورت کا جو اپنے نفس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں نذر کرے اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر اس سے نکاح فرمانا چاہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے حلال ہوتا بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔
خالصة لك من دون المؤمنين ○ یعنی یہ خاص تمہارے لئے ہے ایمان والوں کیلئے نہیں۔
آیت کریمہ سے روشن ہو گیا کہ اطلاقاقت شرعیہ میں ایمان والوں سے امت ہی مراد ہوتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

الذین امنوا بالمومنین من انفسہم و ازواجہ یعنی یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور امہتہم ○ اسکی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔
آیت مبارکہ نے بتلایا کہ ایمان والے سب ملوک ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مالک ہیں۔ ایمان والے سب کے سب بیٹے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ازواجِ مطہرات و بیبیاں ہیں ان کی مائیں ہیں۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب کے ایمانی و روحانی باپ ہیں۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ و هذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المؤمنین ○ یعنی بیشک سب لوگوں سے براہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا دالی اللہ ہے۔

آیت مقدمہ سے واضح دروشن ہو گیا کہ اطلاقاقت شرعیہ میں الذین امنوا سے مراد امت ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم توہمون باللہ

یعنی اے ایمان والو حکم مالوں کا اور حکم مالوں رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر

والیوم الاخر ذالک وخیر واحسن تاویلا ○ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اسکا انجام

سب سے اچھا۔

آیت مقدسہ نے صاف بتا دیا کہ الذین امنوا پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے۔ مومنین محکوم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاکم ہیں۔ ایمان والے فرمانبردار ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمان روا ہیں۔ آیت کریمہ اولی الامر کے ساتھ منکر کی قید لگا کر افادہ فرمایا کہ امام امیر بادشاہ، حاکم، قاضی اور عالم دین یہ سب تو مسلمانوں ہی میں سے ہیں۔ لیکن الرسول کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی، بلکہ جس طرح اطیعوا اللہ فرمایا اسی طرح اطیعوا الرسول فرمایا۔ یعنی بتا دیا کہ جس طرح ایمان ذاتی و ایمان قدیم اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی صفت خاصہ ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اللہ تبارک تعالیٰ کا نام بھی ”مومن“ بتایا ہے لیکن پھر بھی اصطلاح شرعی میں خود اللہ عزوجل الذین امنوا میں ہرگز داخل نہیں، بلکہ ایمان والے اُس کے بندے اور وہ ایمان والوں کا معبود ہے۔ اسی طرح تمام مخلوقات کے ایمانوں سے اسبق و اقدم و افضل و اعلیٰ ایمان حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی صفت خاصہ ہے۔ اور اسی لئے قرآن عظیم نے حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بھی امن الرسول بما انزل الیہ من رب یعنی رسول ایمان لایا اس پر جو اُس کے رب کے پاس سے اُس پر اترا۔ لیکن پھر بھی مصطلحات شرعیہ میں خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الذین امنوا میں ہرگز داخل نہیں۔ بلکہ ایمان والے سب کے سب محکوم و فرمانبردار ہیں۔ اور حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن سب کے حاکم و آقا و فرمان روا ہیں۔ قال اللہ تبارک تعالیٰ۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔

قرآن عظیم میں الذین امنوا فرما کر صرف اُمت کو مراد لیا گیا ہے۔ اور جہاں کہیں قرآن پاک میں ”یا ایہا الذین امنوا“ فرما کر ایمان والوں کو مخاطب فرمایا گیا ہے۔ تو وہاں اس لفظ سے صرف حضور اقدس سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت مرعومہ ہی کو خطاب مشرف فرمایا گیا ہے۔ اور مردک ملھی پوری تیری ان خباثتوں شرارتوں باطلاتوں ضلالتوں کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ صرف اتنا ہی ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ تمام امتی خدا کی شان کے آگے چار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ پھر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اور خود حضور سید المرسلین علیہم السلام علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی خدا کی شان کے آگے معاذ اللہ چار سے زیادہ ذلیل ہونا کہاں سے ثابت ہوگا۔ اس کے جواب میں مرتد ملھی پوری ”قدم کفر پیشتر بہتر“ سمجھتے ہوئے کھلم کھلا یوں کفریات ملعونہ خبیثہ وارتداد لعینہ وکلیہہ بکتا ہے کہ۔

”سروادو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور دعا پڑھی اللہم افی ظلمت نفسی

ظالما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاعف عني مغفرة من عندك وارحم مني انك انت الغفور الرحيم معلوم ہوا کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفسِ حبیب سے ہوشیار رہتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈتے تھے۔ البتہ نبی علیہ السلام معصوم و بے گناہ ہیں۔ اسلئے آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہو سکتی۔ مگر نبی علیہ السلام اپنے تقویٰ و طہارت و بندگی کی وجہ سے اپنے نفسِ حبیب کو خبیث سمجھتے تھے۔ شوقِ صدر ہوا آپ کا سینہ مبارک چاک ہوا اور آپ کو بے گناہ بنایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے، لہذا اس معنی کو یعنی بحیثیتِ نفسِ تبارک و تعالیٰ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے کو ذلیل سمجھتے تھے چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات لم یزل ولا یزال ہے اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عیرو ہے۔ لہذا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقابلہ میں ذرہ سے کم ہیں۔ البتہ ساری مخلوقات سے بڑھ کر ہیں۔ خدا کے بعد آپ کا درجہ ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

حضور اقدس سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو دعائے مبارک جو مرتد ملی پوری نے نقل کی اُس کا ترجمہ صرف اس قدر ہے کہ ”اے اللہ بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخشتا، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحمت فرما بیشک تو ہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دعائے مبارک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے غلامانِ باگاہ و بندگانِ درگاہ یعنی اپنے امتیوں کو تعلیم فرمانے کیلئے ارشاد فرمائی ہے۔ کسی کی تعلیم کیلئے جو کلمات تلقین کئے جائیں اُن کے پہلے قولوا محذوف ہوا کرتا ہے (یعنی ایسا کہو) اور اس محذوف قولوا کو معنوی و مراد رکھتے ہوئے ہی وہ کلمات اس تلقین کرنے والے کا کلام ہوا کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم اپنے رب کی حمد کس طرح کریں۔ اس پر اپنے محبوب سیدنا محمد و احمد و محمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کو جن کا لقب اُس نے اپنی اگلی کتبِ قدسہ میں ”مُحَمَّدِیْنَ“ رکھا تھا اپنی حمد تلقین فرمانے کے لئے سورۃ الحمد یعنی سورۃ فاتحہ نازل فرمائی۔ اُس کی ابتداء میں بھی وہی لفظ قولوا محذوف ہے۔ یعنی میری حمد میں اس طرح اپنے لب کھولو میری تعریف میں میرے تلقین فرمائے ہوئے یہ کلمات بولو۔ اسی سورتِ مقدسہ میں فرمایا گیا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین ۱ اھدنا الصراط المستقیم ۲ صراط الذین انعمت علیہم ۳ غیر المعصوب علیہم ۴ ولا الضالین ۵ یعنی ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا اُن کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ پہلے ہوؤں کا۔

مرتد ملی پوری نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کیلئے حضور علیہ وسلم علیہ السلام کی اپنی امت کو تلقین فرمائی ہوئی دعا کو بغیر لفظ قولوا کو مراد لیتے ہوئے معاذ اللہ خود حضور

علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کلام ٹھہرا کر عیاداً باللہ سبحنہ و تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم ہی کے نفس اقدس کو (آہ صد آہ ہزار آہ بلکہ بے شمار آہ کہ) نفسِ نبیت بتادیا۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی بغیر اس کے پہلے لفظ قُولُوا مقدر مانے ہوئے کہہ دے گا کہ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی کو بوجہ تھا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود ہی سے مدد مانگتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ اپنے معبود سے سیدھا راستہ چلانے کی طلب کرتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہاں تک فقیر لکھ چکا تھا۔ اس کے بعد حدیث شریف دیکھی تو اُس میں حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ۔

قال قلت یا رسول اللہ علمنی دعاء ادعوا بہ فی صلاتی۔
یعنی فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔
قال قل اللہم انی ظلمت نفسی ظمناً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔
یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا یوں کہو اللہم انی (الی آخر الدعاء المذکور)

(رواہ البخاری والمسلم عن سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی الاشعۃ اللمعات للشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایضاً رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ کما فی الحصن الحصین للامام محمد بن الجزری الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ثابت و ظاہر روشن و باہر ہو گیا کہ مرتد ہی پوری نے جو دعا لکھی ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے خود اپنی ذات اقدس کی طرف سے انشاء ہرگز نہیں فرمائی بلکہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابی بکر الصدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی۔ سورہ فاتحہ شریف کی ابتدا میں تو قُولُوا ہرگز لفظ میں موجود نہیں مقدر ہی ہے۔ لیکن حدیث شریف میں اس دُعائے استغفار سے پہلے تو صاف لفظ موجود ہے "قال قل" یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے یا رفیع صاحب الاسرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم اس طرح نماز میں دعا کیا کرو۔ افسوس کہ حضور سید اصحاب النفوس المطہنۃ القدسیہ علیہ علی آلہ و صحبہ الصلوٰۃ والسلام و التحیہ کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفسِ امارہ و نفسِ نبیت بتانے کے اندھا دھند ملعون جوش میں "وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یا رسول اللہ علمنی دعاء ادعوا بہ فی صلاتی قال قل" اس پوری لمبی عبارت کو نکل گیا۔

اور اس دلعنہ استغفار کو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی انشا فرمودہ دعا بتانے پر کیسی
افترا پردازیوں کے ساتھ چل گیا۔ اور اسلام و سنت کے دائرے سے صاف نکل گیا۔

سُنی بھائیو! ان وہابیوں، نجدیوں، غیر مقلدوں، دیوبندیوں سے ہوشیار!! یہ تمہاری سنت کی
تاک میں ہیں۔ مسلمان بھائیو! خبردار! یہ وہابیہ نجدیہ وغیرہ مقلدین دیوبندیہ اپنے حلقہ تزویر و افترا میں
تمہاری مسلمان پھانسا چلے متے ہیں۔ ولنعمر ما قال مرشدنا المجید الاعظم الدین والملة
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۵

سوناجنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاپر الیں یاں وہ چور بلا کے ہیں تیری گھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
سوناپاس ہے سونا بن ہے سونا نہر ہے اٹھ پیار تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نہرالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جا ہی انکرائی نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ کالی ہے

ثبتنا اللہ تعالیٰ وایاکو معشر اهل السنة والجماعة بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا
وفی الآخرة بحرمة حبیبہ صاحب المعجزات القاهرة ذی الایات الباهرة علیہ وعلیٰ الہ
واصحابہ وابنہ الغوث الاعظم و احزابہ صلوات اللہ الناکیة وتسلیماتہ الطاهرة امین۔
سادسا وثلثین ————— یہاں پر بھی بالفرض اگر مرتد ملہی پوری دیوبندی ہی کی پھرمان لی جائے

اور فرض کر لیا جائے کہ خود حضور اقدس سید عالم سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے رب کریم
عز و علا کی بارگاہ میں انشا ہی یہ صیغہ استغفار عرض کیا تو بھی اس صیغہ استغفار سے استناد کر کے جو شخص
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ اپنی جان پر بڑا ظلم کرنے والا کہے گا۔ وہ بدگو
بد نگام یقیناً قطعاً بحکم شریعت مطہرہ کفر قطعی وارتداد یقینی کے دریائے ہلاک میں بہے گا۔ امام قاضی عیاض
رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفا شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ما یجب علی المتکلم ان یلتزم الواجب من توقیرہ وتعظیمہ ویراقب حال لسانہ ولا
یہملہ فاذا اخذ فی ابواب العصمة تحری احسن اللفظ وادب العبارة ما امکنہ و
اجتنب بشیع ذالک وھجر ما یقبح کلفظة المعصية۔
یعنی بولنے والے پر جو امور واجب ہیں ان میں سے یہ بھی ہے
کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم و
توقیر جو واجب ہے اس کا التزام رکھے۔ اور اپنی زبان کی
حالت کی نگہداشت کرے اور اسے بے لگام نہ چھوڑے
تو جب عصمت کی بحث میں گفتگو کرنے لگے، بہترین کلمات
سوچ سمجھ کر ادا کرے اور آداب تقریر کا جہاں تک اس سے

ہوسکے لحاظ رکھے اور ناگوار کلمات بُرے الفاظ سے قطعاً پرہیز کرے جیسے معصیت (یعنی گناہ اور ظلم) کا لفظ ہے۔
پھر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

والمعنی لا ینسب شیئاً منها ولا یتھا لها الیہ و
الی غیرہ من الانبیاء علیہم السلام ولا یتند
الی ما ورد فی حقہ من قولہ تعالیٰ وقولہ
علیہ الصلاۃ والسلام فان بذلہ ولسولہ
ان یعبروا بما نشاء فی حق من نشاء
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد اس قسم کے کلمات پر مشتمل وارد ہوا ہے ان سے ہرگز دلیل نہ لائے کہ بولے
اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حق ہے کہ وہ جس کیلئے چاہیں جیسی عبادت چاہیں یا شادی
حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی قدس اللہ تعالیٰ سرہ اللہ تعالیٰ حدیقہ ندویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔
الحق انما نؤمن بما ورد من ذلك فی الكتاب و
السنة مع تنزیہہ ما احتج بہ ما نفہمہ من
العصیان۔
یعنی حق یہی ہے کہ اس قسم کے جو کلمات قرآن و حدیث میں
وارد ہوئے ہیں ان سب پر ہم ایمان رکھتے ہیں اور اس پر
بھی ہم ایمان رکھتے ہیں کہ ان الفاظ کے ظاہر سے گناہ جو

ہماری سمجھ میں آتا ہے اُس سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سرکاری پاک و منترہ ہیں۔

پھر یہی حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مطالب وفیہ" شریف میں فرماتے ہیں۔
یعنی متشابہات جو کلام الہی و حدیث نبوی میں وارد ہیں دو قسم
ہیں۔ پہلی قسم وہ متشابہ ہے جو اللہ تبارک تعالیٰ کی شان میں
وارد ہوا ہے۔ اور اسکی تفصیل اور اس کے متعلق علما کے اسلام
کے اقوال کا بیان گذر چکا۔ اور دوسری قسم وہ متشابہ ہے جو انبیاء
و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی شان میں وارد ہوا ہے اور
اسکو بھی ہم اپنے حق میں (یعنی امت کے حق میں) اسی متشابہ کے
مثل مانتے ہیں جو اللہ تبارک تعالیٰ کی شان میں وارد ہوا ہے یعنی
جو اُس کے ظاہر میں سمجھ میں آتے ہیں وہ تو ہرگز مراد نہیں اور جو اُس کے باطنی معنی میں اُن کو بذات اللہ تبارک تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

پھر حضرت شیخ محقق و محدث دہلوی مولانا علامہ عبد الحق قادری مجدد و بانی عادی عشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
"مدارج النبوة" شریف جلد اول باب سوم و صل دراز الہ شہادت صفحہ ۳۸ پر فرماتے ہیں۔

ہذا کہ اس جاوے متاعہ است کہ بعضہ از اصفیا و از
اہل تحقیق ذکر کردہ اند و شناخت اہل و رعایت اہل موجب
حل اشکال و سبب سلامت حال است و اہل این مستکہ
اگر از جناب ربوبیت جل و تعالی خطاب و خطاب و سطوت
و سلطنت و استقلال و استقلال و اق شود مثل انک
لا تھدی من احببت و لیس لك من الا مرشی
و ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا و البثال اہل یا از جانب
نوت عبودیت و انکسار و افتقار و عجز و مسکت
بوجود آید مثل انما انابشر مثلکم و غضب کما
یغضب العبد و لا اعلو ما و را عھذا الجدار
و ما ادری ما یفعل بی و لا بکم و مانند اہل بوجہ و
بلاشبہ کہ در ان دخل کنیم و اشتراک جویم و انبساط نمائیم
بلکہ بر جد ادب و سکوت و تحاشی توقف نماییم۔ خواہر ایمیز
کہ باندہ خود ہرچہ خواہد بگوید و بکند و استیلا و استغلا نماید
و بندہ نیز با خواہر بندگی و فروتنی کند۔ دیگرے را چہ مجال
یا اسے انکہ درین مقام در آید و دخل کند و از خدا و بیزان
رود و این مقام پلے نغزش بسیارے از ضعف و جہل و
تقصیر و ایشان است و من الله العصۃ والعون۔

یعنی جان لو کہ اس مقام پر ایک ادب اور ایک قاعدہ ہے
جسکو بعض برگزیدگان الہی محققین نے بیان فرمایا ہے اور اسکو
پہچان لینا اور اسکی رعایت کرنا اعتراضات کے دفع ہونے کا
موجب اور حال سلامت رہنے کا ذریعہ ہے۔ اور وہ یہ ہے
کہ اگر اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی خطاب یا قتاب یا
سلطنت یا اقتدار یا بے نیازی اور بے پرواہی یا غلبہ واقع ہو
جیسے یہ آیت کریمہ انک لا تھدی من احببت یعنی بیشک
یہ نہیں کہ تم جسے چاہو اپنی طرف سے ہدایت فرماؤ۔ اور یہ آیت
کریمہ لیس لك من الا مرشی یعنی یہ بات تمہارے
ہاتھ نہیں۔ اور یہ آیت کریمہ کہ ترید زینۃ الحیوۃ
الدنیا یعنی کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور ان
کے مثل اور آیات کریمہ۔ یا سرکاز نبوت کی طرف سے کوئی بندہ
و تواضع و محتاجی و عاجزی و مسکینی بارگاہ الہی میں ظاہر ہو۔
جیسے یہ ارشاد کریمہ کہ انما انابشر مثلکم و غضب کما
یغضب العبد یعنی بات تو یہی ہے کہ ظاہر میں تمہاری طرح
ایک بشر ہوں غضب فرماتا ہوں جیسے بندہ غضب کرتا ہے
اور یہ ارشاد (اگر بالفرض بصحت ثابت ہو بھی جائے) کہ
لا اعلو ما و را عھذا الجدار یعنی میں نہیں جانتا جو کہ
اس دیوار کے پیچھے ہے۔ اور یہ ارشاد کہ ما ادری ما یفعل بی و لا بکم یعنی میں اپنے قیاس اور اپنی انکسار سے نہیں جانتا
کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور ان کے مثل اور ارشادات مبارکہ کہ تو ہم کو (یعنی امتیوں کو)
جائز نہیں کہ اس میں دخل دیں۔ اور کوئی ایسی صفت ڈھونڈیں جس میں ہماری اہل کی شرکت لگے۔ اور ایسے ارشادات سے لطف
حاصل کریں بلکہ ہمارے لئے تو (یعنی امتیوں کیلئے) ضروری ہے کہ ارب و خاموشی کی اور اس قسم کے ارشادات سے بے تعلقی کی
حد پر ٹھہرے رہیں۔ آقا کو حق ہے کہ اپنے غلام سے جو چاہے سر کہے، جو چاہے اس سے برتاؤ کرے، جس طرح چاہے اُس پر اپنا
قبضہ اپنی زبردستی بنائے۔ اور غلام کو بھی سزا دے کہ اپنے مالک کے ساتھ زندگی بے چارگی ظاہر کرے۔ مگر کسی اور کو کیا مجال کیا
طاقت ہے کہ اس مقام میں خود بھی گھس پڑے۔ اور آقا و بندے کے درمیان تعلقات حاضر میں دخل دے اور ادب کی خدمت باہر

چلا جائے۔ اور یہ مقام بہت سے کمزور ایمان والوں اور جاہلوں کے قدم سے پھسل جانے اور اُن کے نقصان پہنچانے پر یعنی بے دینی بے ایمان ہو جانے کی جگہ ہے اور کفر و کمرائی سے بچنا اور اسلام و سنت پر ثابت قدم رہنے میں مدد عطا فرمانا اللہ تبارک و تعالیٰ ہی طرف سے ہے۔

اگرچہ سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات سے واضح و روشن ہو گیا کہ اگر یہ صیغہ استغفار خود بدولت حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی ہی ذات اقدس کی طرف سے اپنے خالق و مالک معبود جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کیا ہو تو بھی اُمت پر واجب ہو گا کہ اس کے اُن کلمات مبارکہ کو جن کا ظاہری مفہوم خلاف شان نبوت ہے، متشابہات میں سے مانیں اور اُن کے معانی ظاہرہ سے حضور سرکار رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التحیۃ کو قطعاً پاک و منترہ جانیں۔ ————— حیف صد حیف کہ مرتد ٹہی پوری انھیں کلمات متشابہہ سے استدلال کر کے حضور اقدس سید الطاہرین امام الطہیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفسِ قدس کو معاذ اللہ نفسِ نجسِ جیبت بتا رہا ہے۔ مسلمانو! مسلمانو! اے مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی عزت و عظمت پر قربانو! کیا اپنے پیارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سرکار میں ایسی گندی گالی دینے والے کے کافر مرتد ہونے میں تم کو کوئی شک کوئی شبہ ہو سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس طرح مرتد ٹہی پوری نے حدیث شریف کے کلمات متشابہہ کے ظاہری معنی مراد لے کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں یہ گندی گالی کی ہے، اسی طرح قرآنِ عظیم کی آیات متشابہہ فنسوجہ اللہ لتصنع علی عینی ۵ و خلقت بیدی والرحمن علی العرش استوی ۵ ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم و یعلم الصابرون ۵ وغیرہ سے بھی ان کے ظاہری معنی مراد لیکر کہہ دے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا معاذ اللہ چہرہ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کی معاذ اللہ آنکھ بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے معاذ اللہ دو ہاتھ بھی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے عرش پر معاذ اللہ چڑھتا بھی ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ جب تک آزما تا نہیں اُس وقت تک اس کو تجاہدین و صابریں کا معاذ اللہ علم ہی نہیں ہوتا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ۵ حالانکہ یہ آیات متشابہات ہیں اُن کے ظاہر سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں انھیں کو اُن سے مراد لینے والا یقیناً گمراہ بد مذہب بد دین ہے۔ ائمہ متکلمین و متقدمین کا مسلک تو یہی ہے کہ اُن کے جو کچھ معانی اللہ تعالیٰ پھر اُس کے بتانے سے اس کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جانتا ہے وہی حق ہے۔ انھیں یہ ہمارا ایمان ہے۔ لیکن اُن کے ظاہر سے جو معانی ہماری سمجھ میں آتے ہیں وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہرگز مراد نہیں۔ اُن سے یقیناً اللہ سبحنہ تعالیٰ پاک و منترہ ہے۔ اُن ظاہری معانی پر اعتقاد رکھنے والا یقیناً کافر مرتد یا گمراہ بد مذہب ہے۔ لیکن ائمہ متاخرین متکلمین پہلی آیت فایمانتوا فثم وجہ اللہ کے ظاہری معنی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو پاک مانتے اسکی تاویل یوں

فرماتے ہیں کہ ”تم جہر منہ کروادھو جبہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ اور دوسری آیت و لتضع علی عینی کے ظاہر سے جو جسمانی عضو آنکھ سمجھ میں آ رہا ہے اُس سے اپنے رب جل و علا کی پاکی بیان کرتے ہوئے اُسکی تاویل یوں کرتے ہیں کہ اسی لئے تو میری نگاہ رحمت و حفاظت کے سامنے طیار ہو۔ اور تیسری آیت سے جو جسمانی عضو ہاتھ ظاہری طور پر سمجھ میں آ رہے ہیں اُن سے اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہوئے اس کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ میں نے اپنے فضل اپنی رحمت کے دونوں ہاتھوں سے اُسے بنایا۔ اور چوتھی آیت الرحمن علی العرش استوی کے ظاہر سے جو اللہ تعالیٰ کا عرش پر جسمانی طور پر چڑھنا سمجھ میں آ رہا ہے اُس سے اپنے رب جل جلالہ کی تنزیہ کرتے ہوئے اسکی یوں تاویل کرتے ہیں کہ وہ بڑی رحمت والا اُس نے عرش پر استیلا فرمایا یعنی وہ عرش پر غالب حاکم و متصرف ہے۔ اُوں پانچویں آیت ام حسبہم ان تدخلوا الجنة لما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصبرین کے ظاہر سے جو یہ معنی سمجھ میں آ رہے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ امتحان نہیں لیتا اُس وقت تک اُس کو مجاہدین و صابرین کا علم نہیں ہوتا۔ اُس سے اپنے رب جل جلالہ کی تقدیس کرتے ہوئے اس آیت کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ ”کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں اور صابروں کو ظاہر نہیں کیا۔“ و قدس علیہ جمیع الايات المتشابهات الحمد بنعمته تتوا الصالحات

سابعا وثلثین ——— ظلم کے لغوی و حقیقی معنی صرف اس قدر ہیں۔ وضع الشيء فی غیر موضعه المختص به اما بنقصان او بزيادة و اما بعد ول عن وقته او مكانه۔ یعنی کسی چیز کی جگہ جو اس کے ساتھ خاص ہو اُس کے سوا کسی اور جگہ میں اس کو رکھنا خواہ کی کے ساتھ یا زیادتی کے ساتھ ہو اُس کے وقت یا اسکی جگہ سے تجاوز کرنے کے ساتھ ہو جس طرح نفسِ انسانی پر جس قدر امور فرض ہیں اُن سے کم کام نفسِ انسانی سے لینا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اسی طرح نفسِ انسانی آسانی کے ساتھ جس قدر عبادات الہیہ بجالا سکتا ہے اُن سے زیادہ طاعات و ریاضات شاقہ اس سے لینا بھی لغتاً اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها یحملنها الا انسانا
یعنی بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انھوں نے اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اٹھائی بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں پر درِ عشق کی جو امانت الہیہ بطورِ تخییر پیش کی گئی یعنی اُن کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ اپنے میں قوت و ہمت پائیں تو اٹھائیں ورنہ معذرت کر دیں۔ اگر تم اُس کے حقوق پورے ادا کرو گے تو تم کو ثواب دیا جائیگا۔ اور اگر اسکی حق تلفی کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔ اُن سب نے عرض کی نہیں اے رب

ہم تیری اس امانت کو اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے وہ امانت حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے پیش فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش فرمائی تھی وہ نہ اٹھا سکے کیا تو اس امانت کو اس کی تمام ذمہ داریوں کے ساتھ اٹھا سکے گا۔ حضرت آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے درجہ عشق کی لذتوں کے شوق میں اپنی کمزوری و ضعیف انبیائی کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا اور اس امانت الہیہ کو اٹھا لیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کے اس عسکر ہمت پر ان کی مدح و ثنا فرماتا ہے کہ انہ کان ظالموا جرمولاہ ظاہر ہے کہ اس موقع پر ایسا فرمانا ہرگز مذمت و نکو ہش نہیں بلکہ مدح و ثنا ہے۔ تو یہاں قلم سے اپنی جان کو مشقت میں ڈالنا ہی مراد ہے۔ اس موقع پر جہل سے راہ عشق میں آنے والی کلفتوں، مضامینوں کی پرواہ نہ کرنا، ان کو خیال میں نہ لانا ہی مراد ہے۔ ائمہ متکلمین عقیدہ میں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک تو مشابہات میں تفویض ہی ہے جیسا حضرت سیدی علامہ عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سب سچ ہے۔ اس سب پر ہم ایمان لاتے ہیں اور ان کے ظاہر ہی معنی جو جاری سمجھ میں آتے ہیں ان سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سرکاروں کو ہم یقیناً پاک و منزہ مانتے ہیں۔ پھر خزانہ مشابہات سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے کیا معنی مراد لئے ہیں یہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی بالذات جانتا ہے پھر اس کے عطا کئے اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم لیکن ائمہ متکلمین متاخرین کا مسلک دلیل مشابہات ہے۔ یعنی ان کے ظاہر سے لے کر ہر طور پر ان الوہیت شان نبوت کے خلاف جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں ان کو تو قطعاً چھوڑ دیا جائے اور ان کے ایسے معنی بیان کئے جائیں جو کسی مسئلہ ضروریہ و دینیہ اور کسی عقیدہ ضروریہ مذہب اہلسنت کے خلاف نہ ہوں۔ لہذا مسلک متاخرین متکلمین پر بھی اس صبیحہ استغفار میں ظلمت نفسی ظلمات کثیرا کی تاویل یہی ہوگی کہ اسے رب بیشک میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ مشقت ڈالی۔ یعنی بے گناہوں کا آقا معصوموں کا مولیٰ ہوتے ہوئے بھی اپنے تمام گناہگار ان اہمت کی شفاعت کا ان کی مغفرت کا ان کی حفاظت کا ان کی نصرت کا ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں کی قسمت کا باذن ربہ تعالیٰ دتر لے لیا۔ فرمادیا شفاعتی لا اهل الکبائر من اھتبی یعنی میری شفاعت میرے ان اہل کبائر کیلئے ہے جو کبیر گناہوں والے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور اپنے رب جل جلالہ کے حکم سے اعلان فرمادیا۔

یضیادی الذین اسرفوا علی انفسہم ولا تقنطوا
من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً
یعنی اے میرے (محب مصلح) کے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر
زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تمام گناہ بخش
دے گا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔

اور فرمادیا اللہ و رسولہ، مولیٰ من لا حول لہ یعنی جس کا کوئی حافظ و ناصر نہیں اس کا حافظ و ناصر اللہ اور

اللہ کا رسول ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ عن امیر المؤمنین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی یعنی بات تو یوہیں ہے کہ بیشک میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم رواہ البخاری ومسلم عن سیدنا عویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ولنعمر ما قال صیدی ومرشدی اعلیٰ حضرت الشیخ امام اہلسنت المجدد الاعظم للدين والعلما الفاضل البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تیرے ہی دامن پر ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر ایک جاں بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم

صیغہ استغفار میں الذنوب محلی باللام ہے۔ اور لام عہد کیلئے ہے تو کلمہ لا یغفر الذنوب الا انت کے تاویلی معنی عند المتاخرین مشکلیں یہ ہر مے کہ میرے گناہگار بندوں سیما ہر کار امتیوں کے گناہوں کو تیرے سوا اور کون بخشے والا ہے۔ فاغفر لی میں لام تائب کیلئے ہے تو مشکلیں متاخرین کے نزدیک کلمہ فاغفر لی مغفرت کا من عندک کے تاویلی معنی یہ ہیں کہ تو اے اللہ میرے طفیل میرے اُن سب گناہگار انت کی اپنی سرکار سے مغفرت فرما دے۔ کلمہ وارحمنی انک انت الغفور الرحیم کی تاویل مشکلیں متاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہوئی کہ اے اللہ مجھ پر رحمت نازل فرما تیرے کرم سے تیرے بندوں پر رحمت دینی و دنیوی احسانات و انعامات و اکرامات و تفضلات و تعطفات کا میں نے ذمہ لے لیا ہے اُن کو پورا کرنے کی اپنے فضل و کرم سے مجھے توفیق دے۔ بیشک تو ہی میرے سیما ہر کار نام لیووں کو بڑا بخشنے والا اُن پر رحم فرمائے والا ہے۔

مسلمانان اہلسنت بگاہ ایمان و بظہر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مرتد لمسی پوری کا اس صیغہ استغفار کو پیش کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث بتانا مسلک بغیض و مسلک تاویل دونوں سلسلوں پر ایسا ہی کفر خبیث و ارتداد نہیں ہے جیسے آیت کریمہ لما یعلو اللہ پیش کر کے اللہ عالم الغیب والشہادہ جل جلالہ کو معاذ اللہ کوئی بے دین واقعات اکبرہ سے جاہل بتائے۔ جب اللہ عز و جل کو واقعات اکبرہ سے جاہل بتانے والے کا آیت کریمہ لما یعلو اللہ پیش کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا تو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث بتانے والے کا یہ صیغہ استغفار پیش کرنا اسکو کافر و مرتد ہونے سے کیونکر بچالے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نماز و ٹہنشین ————— مرتد لمسی پوری نے کفریات کے جیتے سوئے نکلتے ہوئے صاف فظوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس اکبرہ یعنی برا میل کا بہت زیادہ حکم کرنے والا بھی بتا دیا۔

حالانکہ نفس کے معنی جان اور روح اور حقیقت شئی و عین شئی و مستی شئی ہیں۔ آہ آہ بے شمار آہ اس اجنبی ملی پوری نے کس طرح اپنا نجس گزہ منہ سچاڑ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانِ اطہرہ و روح اقدس کو اور حقیقت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ و التحیۃ کو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہستی مقدس کو اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کو معاذ اللہ ختم معاذ اللہ خبیث اور نفسِ امارہ بتا دیا۔ الا لعنة اللہ علی الظالمین۔

حضرات صوفیہ صافیہ نقشبۃ اللہ تعالیٰ بزرگاتہم القادسیہ فی الدین والدنیاء الآخرہ کی اصطلاح میں اگرچہ حقیقت میں نفس اسی ایک روح ہی کا نام ہے لیکن چونکہ مختلف صفات سے مختلف نفوس متصف ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے حضرات صوفیہ صافیہ نقشبۃ اللہ تعالیٰ فی الدین والدنیاء الآخرہ بزرگاتہم القادسیہ کی اصطلاح میں نفس کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول نفسِ امارہ یعنی وہ نفس جو لذتِ فانیہ و شہواتِ مسمومہ کی طرف بہت زیادہ سمتی کے ساتھ بکثرت حکم کرنے والا جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا کہ ان النفس لا مارتۃ بالسوۃ یعنی بیشک نفس تو میری کا بڑا حکم کرنے والا ہے۔ پھر بھی نفسِ امارہ جب معاذ اللہ کفر و معصیت کی تارکیوں کے اندر بالکل ہی چھپ جاتا ہے تو نفس بدشعبہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وقد خاب من دشہاہ یعنی بے شک ناسرا دہوا وہ جس نے اس (نفس) کو در کفر و معصیت میں چھپایا۔ دوم نفسِ نہم یعنی وہ نفس جسکو بدکاری کا بڑا ہونا اور پرہیزگاری کا اچھا ہونا الہام فرما دیا جائے جیسا کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

ونفس و ما سوہاہ فالہم ہا ف جو رہا و تقواہا ○ یعنی اور جان کی قسم اور اسکی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اسکی بدکاری اور پرہیزگاری دل میں ڈالی۔

سوم نفسِ نوامر یعنی وہ نفس جو اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا ہونے پر نور دل کی ہدایت کے ذریعے سے بہت زائد ملامت کرنے والا۔ جیسا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

ولا اقصر بالنفس اللوامة ○ یعنی اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرنے والی ہے۔

چہارم نفسِ زکیہ۔ یعنی وہ نفس جو گناہوں سے بالکل پاک صاف ستھرا رہا۔ کسی وقت کسی گناہ میں کبھی اور نہ ہوا۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔

قد اخلح من زکھاہ وقد خاب من دشہا ○ یعنی بیشک محمد کو پہنچا جس نے اس (نفس) کو ستھرا کیا اور ناسرا

ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

پنجم نفسِ مطمئنہ یعنی وہ نفس جو جملہ صفاتِ ذمیرہ سے پاک و صاف اور تمام اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہوا

اور قرب الہی پر فائز ہو کر اطمینان و سکون حاصل کرے۔ جیسا کہ اللہ جل و علا فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ
راضية مرضية ○
یعنی اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو لو کہ
تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

پہلی قسم کا نفس فساق و فجار و اشرار کا ہوتا ہے۔ اور نفسِ بدستہ مشرکین و مرتدین و کفار و منافقین کا ہوتا ہے۔ دوسری قسم کا نفس حائزہ مؤمنین و صالحین کا ہوتا ہے۔ تیسری قسم کا نفس متقین و اولیاء کا ہوتا ہے۔ چوتھی قسم کا نفس اکابر اولیاء کے محفوظین کا ہوتا ہے۔ پانچویں قسم کا نفس صدیقین و انبیاء و مرسلین علی سیدہم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا ہے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا نفس اقدس تو وہ نفس اقدس ہے جس پر جملہ نفوسِ مطہنہ بھی صدقے اور قربان ہیں۔ وہ پیاری جانِ پاک تو وہ پیاری جانِ پاک ہے جسکی قسم خود رب عزوجل نے یاد فرمائی فرماتا ہے تبارک تعالیٰ لعمرک انہم لفی سکر تہم رعبہون یعنی اے محبوب تیری جان کی قسم بیشک وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔ حیف صد حیف کہ انبث الخبثات لھی پوری اپنی نجس گندی زبان سے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفسِ خبیث اور نفسِ امارہ کہہ کر واحد قہار جل جلالہ کی بے شمار لعنتیں اوڑھ رہا ہے۔ الا لعنة اللہ علی من یؤذی رسول اللہ و علیٰ هذا الحبيب عظیم الجاہ والہ و صحبہ وابنہ الغوث الاعظم و حزبه و من طلب احمد رضا من ربہ اجمل السلام و اکمل الصلاۃ۔

تاسعا وثلاثین _____ دین الہی میں معتقد حق و تحقیق یہ ہے کہ تمام حضراتِ انبیاء کرام علی سیدہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام اگر گناہ کبیرہ و صغیرہ منقرہ و غیر منقرہ یعنی تعدیک ذمہ مخالفت او امر و نواہی الہیہ سے بعد نبوت و قبل نبوت عموماً مطلقاً ہر طرح پاک و منقرہ و معصوم ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان ○
یعنی بیشک جو میرے بندے ہیں (نیک مخلص انبیاء و اصحاب فضل) ان پر (او ابلیس) تیرا کچھ قابو نہیں۔

وقال تعالیٰ انا خلصنہم بخاصۃ ذکرى الدار وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار ○
بیشک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یادگار اور بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے پسندیدہ ہیں۔

وقال تعالیٰ وکلا جعلنا صلحین و جعلناہم ائمة یہدون بامرنا و احینا الیہم و فعل الخیرات و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و کانا لنا عبدین ○
اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا اور ہم نے انہیں اہلِ کرامت و ہدایت بنائے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے یعنی اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ

برهان ربہ کذا لک نصرف عنہ السوء والفحشاء
انہ من عبادنا المخلصین ○

کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا۔ ہم نے یوں ہی کیا کہ اس
سے برائی اور بے حیائی کو بھیڑیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے
بندوں میں سے ہے۔

وقال تعالیٰ ولقد اصطفیناہ فی الدنیا وانہ فی
الآخرة لمن الصالحین ○

یعنی اور بے شک ضرور ہم نے دنیا میں اُسے چُن لیا اور بیشک
وہ آخرت میں ہمارے قرب خاص کی قابلیت والوں میں سے
یعنی اور وہ اپنے رب کو پسند تھا۔

وقال تعالیٰ وکان عند ربہ مرضیا ○

یعنی اور ہم نے اُن کیلئے سچی بلند ناموری رکھی۔

وقال تعالیٰ وجعلنا لہم لسان صدق علیا ○

یعنی یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے
والوں (نبیوں) میں سے آدم کی اولاد سے اور اُن میں جن کو ہم
نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد
سے اور اُن میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چُن لیا۔

وقال تعالیٰ اولئک الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین من ذریۃ ادم ومن جعلنا من نوح
ومن ذریۃ ابراہیم واسرائیل ومن ہدینا
واجتبینا ○

یعنی اور میں نے تجھے پسند کیا۔ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے
یعنی اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے طیار ہو (میری حفاظت
و نگرانی میں پرورش پائے)

وقال تعالیٰ وانا اخترتک فاستمع لہما یوحی
وقال تعالیٰ ولتصنع علی عینی ○

یعنی اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا۔

وقال تعالیٰ واصطنتک لنفسی ○

یعنی اور ہم نے انہیں چُن لیا اور سیدھی راہ چلائی۔

وقال تعالیٰ واجتبیناہم وھدیناہم الی صراط
مستقیم ○

یعنی یہ ہیں وہ جن کو اللہ نے ہدایت عطا فرمائی تو تم انہیں
کی راہ چلو۔

وقال تعالیٰ اولئک الذی ھدی اللہ فبہد ھم
اقتدہ ○

یعنی اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

وقال تعالیٰ اعلم حیث یجعل رسلہ ○

(اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے نبوت کی اہلیت کس کو بخشی ہے۔ کس کو اس کا

استحقاق محض اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے کس کو نہیں)

یعنی فرمایا اے ابراہیم! میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں

وقال تعالیٰ قال انی جاعلک للناس اماما قال

عرض کی اور میری اولاد سے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

ومن ذریۃ قال لا ینال عہدی الظالمین ○

یعنی اور (اے میرے محبوب کے صحابیو) جان لو کہ تم میں اللہ

وقال تعالیٰ فی صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ و علیہم و سلم و اعلیہم و ان ذیکر
رسول اللہ لویطیع حکونی کثیر من الامر لعنتر
ولکن ما للہ حبیب الیکو الا یمان و زینہ و قلوبکو
و کسرة الیکو الکفر و الفسوق و العصیان اولئک
ہم المرشدون فضلا من اللہ و نعمة و اللہ
علیہم و حکیم

جب حضور سید للعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خود اللہ تبارک و تعالیٰ یہ شان بیان فرما رہا ہے کہ بفضل اللہ تعالیٰ و بنعمتہ ایمان انھیں پیارا اور ان کے دلوں میں آرام ہے، کفر و فسق و عصیان انھیں طبعاً ناگوار ہے، ایسے ہی لوگ رشد و ہدایت پر ہیں۔ تو اللہ عز و جل کے انبیاء و مرسلین علی سیدہم و علیہم و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام کا کیا پوچھنا۔ پھر ان سب نبیوں و رسولوں کے سرور و سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم کا تو کیا کہنا۔ ظاہر خصوص اخبار کہ اس کے خلاف کو موہم ہوں متروک و مخذول و زہرہ محال حسنہ پر محمول یا مشیل متشابہات علم مراد حضرت سلیم و خیر جل مجدہ کی طرف پھر اسی کے بتائے سے اس کے محبوب بشیر و نذیر علیہ و علی آلہ و الصلوٰۃ و السلام کی طرف موقوف۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

و ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ
یعنی اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اور اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن
کان یرجو اللہ و الیومر الآخر و ذکر اللہ کثیرا
پہلی آیت مبارکہ نے صاف فرمایا کہ اُمت پر رسول کی اطاعت و فرمانبرداری بحکم الہی مطلقاً فرض ہے۔
دوسری آیت مبارکہ نے روشن فرمادیا کہ اُمت پر رسول کے صرف اقوال ہی کی اطاعت ضروری نہیں بلکہ رسول کے افعال کی بھی جو رسول کے خالص میں سے نہ ہوں اُمت پر پیروی لازم ہے۔ اب اگر نبی و رسول معاذ اللہ معصوم نہ ہوں اور رسول و نبی سے عیاذ باللہ تعالیٰ گناہ و معصیت بھی صادر ہو سکے تو اُمت پر اس گناہ و معصیت میں بھی اپنے نبی و رسول کی پیروی کرنا حکم الہی کے مطابق لازم و ضروری ہو جائے گا۔ تو نبی و رسول کو معاذ اللہ معصوم نہ ملنے سے گناہ و معصیت کا منکر و منہی غنہ ہونا باطل ہو کر اس کا معروف و مامور بہ ہونا لازم آجائے گا۔ اور یہ لازم شرعاً بالیقین باطل ہے۔ یعنی گناہ و معصیت کا اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے مامور بہ ہونا بحکم شرع مطہر یقیناً باطل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ومنہی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعنی اللہ جل جلالہ نے حیائی اور بری بات اور ظلم کرنے سے منع فرماتا ہے۔۔۔ تو جس خبیث عقیدے کو لےنے سے یہ جیسے عقیدہ لازم آیا تھا یعنی حضرات انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ وسلام علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہم اجمعین کا معاذ اللہ معصوم نہ ہونا اس کا بھی حکم شریعت مطہرہ قطعاً باطل ہونا ثابت ہو گیا۔ فلو جہ ربنا لکریم الحمد۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت یوسف صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

وما ابوی نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا یعنی اور میں اپنے نفس کو بے تصور نہیں بتاتا بیشک نفس بری مارحور بنی ان ربی غفور رحیمہ کا برا حکم کرنے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کہیں اس آیت مبارکہ سے مرتد لمبی پوری یا مرتد جے بہادر فچیوری استدلال کر کے حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نفوس قدسیہ کا معاذ اللہ نفوس آمارہ ہونا یا ان کا عیاذ باللہ تعالیٰ گناہگار ہونا اپنے ذہن خبیث میں ثابت کر کے بھولے بلے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو دھوکے زد کرے۔ لہذا پہلی بات تو یہی گذارش کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معصوم ہونا عقائد ضروریہ مذہب اہلسنت میں سے ہے۔ منکر کے منکر ہونے کا اور معروف کے معروف ہونے کا اسی عقیدہ حمیدہ پر وار و مدار ہے۔ کسی نفس کا ظاہر بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو۔ اگر اس کے خلاف کا ایہام فرمائے تو اسکو کسی محل حسن پر محمول کرنا یا اس کے علم کو اللہ پھر رسول جن جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف موکول کرنا اور نہ ہرے سے اس کو متروک مخذول کرنا واجب۔ یہ آیت مبارکہ بھی قطعی الثبوت ہے کیونکہ قرآن عظیم ہی کی آیت مبارکہ ہے۔ لہذا لفظ الا کما المتقدّمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس آیت مبارکہ کے جو بھی معنی اللہ تعالیٰ کے علم میں پھر اس کے بتائے سے اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علم میں ہیں وہ قطعاً حق ہیں۔ ان پر ہلکا ایمان ہے۔ لیکن اس کے ظاہر سے اگر حضرت سیدنا یوسف صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نفوس قدسیہ کے معاذ اللہ آمارہ ہونے کا کسی کے ذہن میں ایہام ہو تا تو یہ قطعاً غلط و باطل ہے۔ اللہ و رسول جن جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پیلا کلام اس سے قطعاً یقیناً پاک و منزہ ہے کہ ایسے غلط و باطل معنی اسکی مراد ہو سکیں۔ ولہذا الحمد۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا یوسف صلی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام مقام تواضع میں ہے مقام تواضع میں متکلم اپنے لئے جو کلمات بولتا ہے وہ ہرگز کسی محکی عند کی حکایت نہیں ہوتے۔ ان سے ہرگز کسی واقعے کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ حقیقۃً انشا ہوتے ہیں۔ ان سے متکلم کو صرف اپنا مضمر نفس مقصود ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ کی صحیح تفسیر یہ ہے کہ حضرت زین العابدین علیہ السلام کے ارادہ و عزم کے بعد حضرت سیدنا یوسف صلی

علیہ الصلاۃ والسلام نے جو یہ فرمایا تھا کہ میں نے اپنی برأت کا اظہار اس لئے چاہا تھا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اسکی غیبت میں اس کی خیانت نہیں کی ہے اور میں اس کے اہل کی حرمت خراب کرنے سے محض رہا ہوں۔ اور جو الزام مجھ پر لگائے گئے ہیں میں ان سے قطعاً پاک ہوں۔ اس کے بعد آپ کا خیال اقدس اس طرف گیا کہ اس میں تو اپنے نفس کی خوبی اور اپنی طرف پاکی کی نسبت اور اپنی نیکی کا بیان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس میں شان خود پسندی و خود بینی کا شائبہ بھی آنے پائے۔ لہذا فوراً اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور تواضعاً و التکسیراً عرض کرتے ہیں و ما ابرئ نفسی اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا مجھے اپنی بے گناہی پر ناز نہیں ہے۔ اور میں گناہ سے بچنے کو اپنے نفس کی خوبی قرار نہیں دیتا۔ نفس کی جنس کا تو یہ حال ہے کہ اِنَّ النَّفْسَ لَافْطٰرٌ لِّمَا تَشَاقِقُ بِشَکْ نَفْسٍ لَوْ بَرَّیْ کَا بَرَّ اَحْکَمُ کَرْنُو لَہِ الْاَمَارِجِہُ رَیْفِی مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔ یعنی اپنے جس مخصوص بندے کو گناہوں سے معصوم بنادے تو اس کا برائیوں سے بچنا اللہ ہی کا فضل اسی کی رحمت ہے۔ اور معصوم پیدا فرمانا اسی کا فضل اسی کا کرم ہے۔ اِنَّ رَبِّیَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہمارے اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام نے ان النفس الامارۃ بالسوء فرما کر خود اپنے نفس قدسیہ کا معاذ اللہ آمادہ ہونا ہرگز مراد نہیں لیا تھا، بلکہ جنس نفس کی ابدیت بیان فرمائی تھی۔ اور جس نفس پر اللہ تبارک تعالیٰ رحم فرمائے اسکو آمادہ ہونے سے یقیناً مستثنیٰ فرمایا تھا۔ قرآن عظیم کی اس آیت تمہارے سے ثابت ہو گیا کہ جن نفوس پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے وہ ہرگز آمادہ نہیں ہوتے اب مرتد طہی پوری جو معاذ اللہ حضور سید المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی کے نفس اقدس کو آمادہ بنا دے اگر یہ کہے کہ بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے نفس اقدس پر اللہ تبارک تعالیٰ کا رحم و کرم و حضور ہے مگر پھر بھی نفس آمادہ ہی رہا تو تکذیب قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ اور اگر یہ کہے کہ سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کے نفس اقدس پر معاذ اللہ اللہ تبارک تعالیٰ کا رحم ہے ہی نہیں اس لئے وہ نفس آمادہ رہا تو بھی تکذیب قرآن کر کے کافر مرتد ہو گیا۔ غرض اس مرتد طہی پوری کے اگلے پچھلے دونوں رستے قرآنی کے جھلکے حق مجتہل نے بند فرما دیے۔ کَذٰلِکَ الْعَذَابُ لِحٰذِابِ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانَ اِیَّاهُمْ عَلٰمُوْنَ۔

العظمتہ للہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے کلام قدیم قرآن عظیم میں اپنے پیارے نبیوں اپنے محبوب رسولوں علیہم الصلاۃ والسلام کے جن نفوس قدسیہ کو صاف فرمائے کہ شیطان کا ان پر کچھ قابو نہیں، جنکو ممتاز کرے، جن کو اپنا برگزیدہ، اپنا پسندیدہ، اپنا پسند فرمودہ بتائے، جنکو اپنے حکم سے اپنی طرف بلانے والا امام بنائے، جسکی طرف اچھے کاموں کے کرنے، نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ دینے کی دجی بھیجے، جن کو اپنی ہی بندگی کرنے والا فرمائے، جن سے برائی اور بچائی کو دور رکھے، جن کو اپنے بندوں میں سے اپنے لئے چن لے، جن کو اپنے قرب خاص کا سزاوار ٹھہرائے، جن کے لئے یہ سب

بلند ماموری رکھے۔ جن پر انعام و احسان فرمائے، جن کو اپنے فضل و کرم سے وہ خود سیدھی راہ چلائے، جن کو اپنے لئے پسند فرمائے، جن کو خاص اپنے ہی لئے بنائے، خاص اپنی حفاظت و نگہبانی میں جنکی پرورش فرمائے، جن کو وہ خود ہی اپنی صراطِ مستقیم پر چلائے۔ ان سب حضرات کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مرتد جے بہادر حضرت فخری علیہ ما علیہ معاذ اللہ عاصی و گناہ گار بتا رہا ہے۔ کیا یہ قرآنِ عظیم کی تکذیب نہیں۔ کیا یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں کیا یہ خود اللہ عزوجل کی اہانت نہیں کہ وہ اپنے چنے ہوئے نبیوں اور رسولوں کو بھی گناہ و معصیت سے نہ بچا سکا۔ اُس نے خود ہی تو ابلیس ملعون سے فرما دیا تھا کہ بے شک جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کچھ غالب نہیں۔ مگر وہ اپنے خاص بندوں پر سے بھی اپنے محبوب و مرضی بندوں پر سے بھی شیطان ملعون کے قابو نہ ہٹا سکا، اپنے قول کو بھی نہ بچا سکا، ایسے مذہبِ قرآن ایسے کشام و نہرِ مصلحت لائے اِنجان علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان، ایسے گستاخ بارگاہِ حق عزوجل ان ایسے بیدین بے ایمان کے کافر مرتد بے دین ہونے میں کون سے مسلمان کو شک شبہ ہو سکتا ہے۔ دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

الکبریا علیہ السلام! کہ اللہ تبارک تعالیٰ جسے اپنے اُن چنے ہوئے، پسند کئے ہوئے خاص اپنے ہی لئے بنائے ہوئے خاص اپنی نگہبانی و حفاظت میں پرورش فرمائے ہوئے اپنے مرضی و محبوب نبیوں و رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سید و سرور و سروران سب کا امام و پیشوا اپنا محبوب و مختار بنائے۔ اس محبوب خدا سید الانبیاء علیہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے نفس اقدس کو مرتد طعی پور علیہ ما لیتوقہ، معاذ اللہ نفسِ ضعیفہ اور نفسِ آمارہ بتا رہا ہے۔ کیا ایسے اثباتِ اعتقاد، ایسے انجمنِ اقلب اللسان کے کافر مرتد بے ایمان ہونے میں کسی ذرہ بھرا ایمان رکھنے والے مسلمان کو شک شبہ ہو سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

اربعین — حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعظیم سے باپ اور بادشاہ کی تعظیم کو کچھ نسبت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تعجلوا دعا رسول بینکم و دعا بعضکم بعضا ○ یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا تقدوا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم ○ یعنی اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننا جانتا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا له بالقول کجھر بعضکم ○ یعنی اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس

لبعض ان تعبط اعما لکم وانتم لا تشعرون ۰

میں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہو۔ کہہ ہیں تمہارے عمل اکارت مذہب جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ان الذین یعصون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ فلو یہد للفقوی لہم مغفرۃ واجر عظیم ۰

یعنی بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کیلئے پرکھ لیا کہ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون ۰

یعنی بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم ۰

یعنی اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ہی برآمد ہو کر ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کیلئے بہتر تھا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا ابوسعید بن العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کنت اصلی فی المسجد فدخل فی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فدلجیہ فقلت یا رسول اللہ انی کنت اصلی فقال الم یقل اللہ یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول اذا دعاکم

یعنی میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آکر اس نے مجھے بلایا تو میں (نماز میں مشغولیت کی سبب) حضور کے بلانے پر خدمتِ اقدس میں حاضر نہیں ہوا (نماز سے فارغ ہو کر جب حاضر خدمت اقدس ہوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ بیشک میں نماز پڑھ رہا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول اذا دعاکم یعنی اے ایمان والو! اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں۔ رواہ البخاری عن سیدنا ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور حدیث شریف میں ہے۔

یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کا شانہ مقدس سے) برآمد ہو کر اپنے اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جلوہ گر ہوتے اور وہ حضرات بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے۔ تو ان میں سے صدیق و خاتم النبیین اللہ تعالیٰ عنہما کے برادر کوئی ایسی آنکھ اٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یمشی علی اصحابہ من الیہا جبین ولا انصاب وھم جالوس فیہم ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلا یرفع احد منہم الیہ بصرۃ الا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کا شانہ مقدس سے) برآمد ہو کر اپنے اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جلوہ گر ہوتے اور وہ حضرات بیٹھے ہوتے اور ان میں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوتے۔ تو ان میں سے صدیق و خاتم النبیین اللہ تعالیٰ عنہما کے برادر کوئی ایسی آنکھ اٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو لے کرتے ہرگز نہیں دیکھا جیسی تعظیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسی شفا شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے موئے مبارک حلاق ٹونڈ رہا تھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی موئے مبارک جدا ہو مگر یہ کہ کسی صحابی کے ہاتھ میں آئے۔

اور اسی شفا شریف میں حضرت برابرن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے برسوں اس کے پوچھنے سے رکا رہتا تھا۔ اور امام ابوہریرہؓ بھی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب کبھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک کرے یا سنے تو اس وقت اسی طرح خضوع و خشوع تو قرو سکون بجالائے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ہیبت اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے اجلال و ادب میں اسی طرح مصروف ہو جائے جس طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حیات ظاہری میں کرتا۔ جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اس کی ظاہری آنکھوں کے سامنے جلوہ فرما ہوتے۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین اور ہمارے ائمہ ماضیین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی یہی سیرت تھی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر شریف فرماتے یا سنتے تو ان کا رنگ بدل جاتا اور ان کی پیٹھ جھک جاتی۔ اور جب کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی کوئی حدیث دریافت کرنے آتا تو غسل فرماتے، نئے عمدہ کپڑے پہنتے، اپنا جبہ مبارک پہنتے، عمامہ باندھتے، ہر مبارک پر چادر اوڑھتے، خوشبو لگاتے، تخت پر بیٹھتے، عود سلگاتے اور نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے۔ کہ اس تخت پر حدیث شریف سناتے وقت کے سوا کبھی نہ بیٹھتے۔ اور فرماتے کہ میں محبوب رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں۔

ایک روز حدیث شریف بیان فرما رہے تھے کہ سولہ بار بچھونے ڈنک مارا۔ آپ کا رنگ بدل بدل جاتا تھا، چہرہ مبارک زرد ہو ہو جاتا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک کو سنا نا بند نہ فرمایا فارغ ہونے کے بعد فرمایا اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِّحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی یہ جو میں نے سولہ بار بچھوئے ڈنک مارنے پر صبر کیا یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث پاک کے ادب میں۔ حدیث پاک سناتے وقت اس قدر روتے کہ لوگوں کو ان پر رحم آتا۔

امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مزاح فرماتے والے اور بہت مسکراتے والے تھے۔ لیکن جب ان کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا تو ہیبت و تعظیم کی وجہ سے ان کے چہرے کا رنگ زرد پڑ

جایا کرتا۔ امام ابن المعبود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے آپ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پوچھی، آپ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور ان سے وہ حدیث بیان فرمائی۔ انھوں نے عرض کی میری فوضی یہ تھی کہ آپ تکلیف نہ فرماتے اور لیٹے ہی لیٹے حدیث بیان فرمادیتے۔ فرمایا کہ میں نے اس بات کو مکر وہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث تم سے بیان کروں۔ اور اس حال میں لیٹا ہوں۔ قتادہ باوجود حدیث شریف سننے کو مستحب جانتے۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو مکر وہ جانتے کہ راستے میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث شریف سنائیں۔ ہشام بن عازمی نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جبکہ وہ کسی جگہ کھڑے ہوئے تھے کوئی حدیث شریف پوچھی۔ آپ نے ان کو بیس کوڑے مارے۔ پھر ان پر رحم فرمایا۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیس حدیثیں اپنے دولت کدے پر لکھ سنائیں۔ ہشام فرماتے ہیں کاش مجھے اور زیادہ کوڑے مارے اور پھر اور زیادہ حدیثیں سناتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منبر اقدس کی اُس جگہ کو جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوا کرتے تھے، اپنے ہاتھ سے مس کر کے اپنے چہرے پر پھیرتے۔ ان کے سوا بہت تعظیمات و آداب اکابر دین و ائمہ اسلام و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شنائے قاضی عیاض وغیرہ کتب معتبرہ میں منقول ہیں۔

باوجود اس کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو جو حدیث اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر بتاتا ہے۔ قرآن عظیم و حدیث کریم و سیرت صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مشائخ و علمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے جاہل اور عظمت تمام سید الانام علیہم و آلہم و سلم بلکہ حقیقت نبوت و رسالت اور اس کے حقوق پر مائل ہے۔ چنانچہ تقویۃ الامیان صفحہ ۶۸ پر حدیث شریف لکھی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آلہ و صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا تو حضور علیہ و آلہ و سلم السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ چار پائے اور درخت تو حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم حضور کو سجدہ کرنے کے زیادہ خضر ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو رواۃ الامام احمد عن سیدتنا ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہا و آلہا و علیہا و علیہا ابیہا و جدہا و علی آلہ و صحبہ و باریک و سلم۔

اس حدیث شریف میں حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تواضعاً اپنی ذات اقدس کو اپنے بندگان سرکار و غلامان و بارکابھائی فرمایا۔ امام الوہابیہ اس کا اپنی زبان میں بھدا اور بھونڈا ترجمہ کر کے فساد کی "ف" لکھ کر لکھتا ہے۔

"یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سوا اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔"

اس ناپاک عبارت میں کیسے کیسے افتراءات کے پھینکے اڑاتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو حضور مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چھوٹا بھائی بنایا اور حضور شاہنشاہ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی بتایا۔ اور حضور آقائے ثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کو باپ کی سی بھی نہیں بادشاہ کی سی بھی نہیں آقا کی سی بھی نہیں بلکہ صرف بڑے بھائی کی سی تعظیم ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیا اس قدر بھی نہیں جانتا کہ باپ اپنے بیٹے کو یا بادشاہ اپنے محکوم کو یا آقا اپنے غلام کو حضور شاہنشاہ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کے خلاف حکم دے تو اس کی نافرمانی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کی اطاعت فرض ہے۔ اور یہ جو سید المتواضعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَاکْرِهُوا اَخَاكُمْ یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اس سے امام الوہابیہ کا استدلال محض اغوا و اضلال ہے۔ اگر بادشاہ تواضعاً اپنی رعیت سے کہے کہ تم سب میرے بھائی ہو تو رعیت میں کیا کوئی شخص بادشاہ کو بھائی صاحب کہہ سکتا ہے یا لکھ سکتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اس کلام کے مخاطب تھے جن سے براہ راست فرمایا گیا اکرموا اخاکم کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھائی صاحب کہہ کر پکارا کرتے تھے! حاشا وکلا! بلکہ اکثر اوقات فداک ابی وافی یا بانی انت وافی اور اسی طرح کے کلمات عرض کیا کرتے تھے۔ یعنی میرے باپ ماں حضور پر صدقے، میرے ماں باپ حضور پر قربان۔ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اور ماں باپ میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا۔ بلکہ "شفا شریف" میں ہے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے باپ کو حضور کی شان میں ایک قبیح کلمہ بولتے ہوئے سنا تو میں نے اسکو قتل کر ڈالا فلم یبق ذلک علی لبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

کو ان کا یہ فعل کچھ ناگوار نہ ہوا۔ ان کے اس فعل پر کچھ اعتراض نہ فرمایا۔ پھر قرآن عظیم یہ بھی تو فرماتا ہے۔

الذی اولى بالمومنین من انفسہم وازواجه یعنی یہ غیب بتانے والے نبی (مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی اچھا ہے۔
زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں مسلمانوں کی ماںیں ہیں۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تمام مسلمانوں کی ماںیں ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کے باپ ہوئے، تو تمام مسلمان حضور الودیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے بیٹے ہوئے۔ قرآن پاک کے تو تمام ایمان والوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ہونا ثابت ہو رہا ہے پھر یہ بتانا اپنے باپ کا چھوٹا بھائی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ وہابیہ خبیثا اگر ایمان والے ہوتے تو حضور سرور انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی ہرگز نہ کہتے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹے بھائی ہرگز نہ بن بیٹھتے، حضور سید العظیمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر ہرگز نہ ٹھہراتے۔ اللہ تعالیٰ خود طرح طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کا ادب اپنے بندوں کو سکھاتا ہے اور فرماتا ہے میرے رسول کو یوں نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور ان کے حضور چلا کر بات نہ کرو جیسے باہم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے تمام اعمال حبط ہو جائیں۔ اور یہ خبیث کہتے ہیں کہ ان کی بڑے بھائی کی تعظیم چاہئے۔ آیات صریحہ و احادیث صحیحہ و سیرت صحابہ تابعین و ائمہ و علمائے دین سے آنکھ بند کرنا اور اس قسم کے الفاظ کو گو کیسے ہی موقع پر درود یا قرآن و حدیث کے ارشادات مفسرہ و محکمہ سے سنا دینے کے سبب متروک نظر ہوا جب تاویل ہوں، مدار اعتقاد و عمل ٹھہرانا دلوں میں چھپے ہوئے کفر و نفاق کی دلیل ہے۔ اور اس قول سے کہ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کر و سو اس میں بھی اختصار ہی کر دو۔ یہی مراد ظاہر کر دہا یہ وہ امام ابو ہریرہ کے نزدیک حضور احمد المحمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و ستائش بس اسی قدر چاہئے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی کم۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکثیر محامد و تحمیدات حاکم معاذ اللہ نہیں چاہئے۔

حالانکہ خود اللہ تبارک تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح طرح سے مدح و ثنا فرمائی۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بکثرت محامد و محاسن بیان فرمائے کہ ہرگز کسی حق ملک و بشر کی ایسی اور اتنی مدح و ثنا اس نے ہرگز نہیں فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم حضور سید المحمودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر کثیر مدح و ثنا فرماتے رہے۔ اگر محمد بن جہم اللہ تعالیٰ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و شریک ملاقات و خاصا نفس میں برابر اہتمام تبلیغ فرماتے رہے۔ حدیث و سیر کی کتابوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہزار ہا معجزات و خاصا نفس و کمالات مذکور اور

حضور علیہ السلام کے احوال شریفہ و اوصاف کریمہ کے بیان میں ابواب موضوعہ میں اکتانین خاص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تذکرہ فضائل و کمالات میں تصنیف ہوئیں اور ایمان بغیر حضور سید محبوب میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اور محبت کیسے ذکر محبوب کی تکثیر لازم۔ تو تکثیر مرح و شنائے سرکار رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والسلام و التحیۃ کمال ایمان کی دلیل اور اس میں کمی ضعف ایمان کی علامت ہے۔ اور یوں کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مدح و ستائش اس سے بھی کم چاہیے جس قدر ہم آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہیں، مرضی سلمیٰ فیما باطن کی دلیل ہے۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تمقیر ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ جمیع اہل السنۃ منہ۔

اسی طرح حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بندوں کے پاس اس کا کلام اور اس کے احکام لانے کے سبب چیر اسی کے ساتھ تشبیہ و تمثیل فرمایا کہ پاس فرمان شاہی لائے یہ بھی منصب نبوت و عہدہ رسالت کی کھلی ہوئی امانت ہے۔ ان دونوں کے اندھوں، عقل کے اندھوں کو کیا یہ بھی نہیں سوچتا کہ نبی و رسول بمنزلہ صوبہ یا خلیفہ کے ہے۔ جسکی اطاعت و فرمانبرداری رعایا پر فرض ہوتی ہے۔ اور اس کے احکام ان پر نافذ ہوتے ہیں۔ اور وہ فرمان جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے بطور فرمان مقرر کے اور امت نہ دستور العمل کے ہے کہ وہ ان احکام کو جاری فرمانے اور بندگان خدا سے ان کی تعمیل کرنے کیلئے مقرر ہو کر تشریف لاتا ہے۔ چیر اسی کے کام کو اس اعلیٰ ترین منصب نبوت و عہدہ رسالت سے مفاد اللہ کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ خصوصاً حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا منصب ارفع المصائب جو تمام مقربان ہار گاہ احدیت کے سردار اور شفاعت کبریٰ اور وسیلہ عظمیٰ مقام محمود و سیادت مطلقہ و مجربیت عظمیٰ و خلافت کبریٰ وغیرہا مناصب عالیہ کثیرہ و مراتب فیض متکاثرہ سے سرفراز ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی ساری خدائی میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مرتبے کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا، ایسی ذات اقدس مجموعۃ الکلمات معصومہ عن التقصا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو جسے حضرت مالک الملک و الملکوت جل جلالہ کا وزیر اعظم کہنا حق و جملہ ہے، بمنزلہ ایک پراسی کے ٹھہرانا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں اور دوسرے تمام لوگوں میں یہ صرف اسی قدر امتیاز بتانا کہ میں حضور و احکام الہیہ واقف ہیں اور دوسرے لوگ غافل۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کھلی ہوئی تقیید و تمقیر ہے۔ واعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو اللہ واحد قہار قدوس متوج قادر مقتدر جل و علا کے نائب اکبر و محبوب احب و خلیفہ اعظم و مظہر ائمہ و مختار ائیل و قائم جمیع ائمہ ہیں۔ مرتبہ ہی پوری کا برابر تقیید خدا کے بعد اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے درجے کو ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ بتانا اور اسی فقرے

اسی عبارت ماسی سانس میں حضور شہید المعظمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ذرہ سے بھی کم ٹھہرانا کیسی گندہ شقاوت اور کتنی بخش نجات ہے۔ یعنی مرتد طہمی پوری کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم سے معاذ اللہ بڑھکر ہے۔

مسلمانو! تمہارے پیارے مالک موتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو ایسی مٹری ہوئی گندی گالی دینے والے کے کٹر کافر پکے مرتد کھلے ہوئے عیدین ہونے میں کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ایمان والے کو بھی کچھ شک شبہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم سے بڑھ کر بتا رہا ہے۔ ناجیز ذرے پیشابوں پائالوں نجاستوں غلاظتوں میں کہاں کہاں پڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان سب بخش ناپاک گندے ناجیز ذروں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم سے بڑھا ہوا بتا کر سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ الصلوٰۃ والسلام و القیمہ میں کیسی مٹری ہوئی گندی گالیاں سنا رہا ہے۔ مرتد طہمی پوری نے اسی گندی عبارت میں اپنی نہانی چھوڑ دیکر بھی کھول دی۔ اپنے زیر سایہ مسلمانوں نے اپنے کے اذکار بھی آخری بولی بول دی۔ اسی جہادِ پنجہ میں اُس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو ساری مخلوقات سے بڑھ کر اور ساری مخلوقات سے ارفع و اعلیٰ کہا اور اسی عبارتِ خبیثہ کے اندر اُس نے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو ذرہ سے کم لکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد طہمی پوری تمام عالم کے ذرات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں جانتا۔ ورنہ حضور افضل المخلوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو اللہ تبارک تعالیٰ کے بعد سارے عالم حسب مخلوقات کے تمام ذرات سے بھی بڑھ کر ارفع و اعلیٰ مانتا۔ لیکن یہ مرتد اپنی اس عبارتِ بئیسہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو اللہ تعالیٰ سے کم اور بعد اور ساری مخلوقات کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم سے کم اور بعد اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو ہر ہر ذرہ سے کم اور بعد خدا کے مقابلے میں بتا رہا ہے۔ یعنی مرتد طہمی پوری کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں جتنی عزت و وقعت ہر ہر ناجیز ذرہ کو حاصل ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ آله وسلم کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اتنی وقعت و عزت بھی حاصل نہیں۔ تو کھل گیا کہ مرتد طہمی پوری کے دھرم میں عالم کا ہر ایک ذرہ مخلوقِ خبیثہ ہے۔ مرتد طہمی پوری کے نزدیک عالم کا کوئی ذرہ بھی اللہ تبارک تعالیٰ کا مخلوق یعنی اُس کا پیدائشہ یا ہوا نہیں۔ اب بڑے، چھوٹے سارے کے سارے دیوے بندے ایک دوسرے سے بول چلیں کہ تم ہم عالم کے مہاسنکھو مہاسنکھو ذروں کو اللہ تبارک تعالیٰ کی ساری مخلوقات سے خارج ماننے والا مہاسنکھو مہاسنکھو مشرکوں کے برابر تمہا مشرک کافر مرتد بے دین بے ایمان ہوا یا نہیں۔ کذالک العذاب و العذاب الاخرۃ اکہب۔ لو کانوا یعلمونہ و لکن الحجة القاهرة۔

سنی سائل نے اس پر قہر سوال نازل فرمایا کہ — ”جو عبارت آپ غریبی میں لکھا کریں اس کا ترجمہ

بھی تحریر کیا کچھ لفظ نہ اچھوڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وہ بھی عربی عبارت ہے اس کا بھی ترجمہ کیجئے۔۔۔ اس زبردست سوال کا مطلب حقائق کا پتہ دینا ہے کہ جب مرتد ملحد پوری اپنی لکھی ہوئی عبارتوں کے اپنے ہی تسلیم سے خود ہی اُردو ترجمہ لکھے گا تو ان ترجموں کے اندر قرآن پاک کی تابعداری کا ذلیل ہونا اور اپنے آپ کو ذلیل سمجھنے ہی کا عین عبادت الہی ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا اسٹیشن ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا اسٹیشن شیطانی عین و فرعون و ہامان و قارون و نمرود و ابوجہل و امثالہم شہار و ملاعین سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور اسی کا عین عبادت ہونا اور ہر ایک انسان کے نفس کا بلا اسٹیشن شیطانی عین سے بھی زیادہ خبیث و نقصان پہنچانے والا ہونا اُن خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس قدس کا سزا دینا معاذ اللہ نفس خبیثہ اور نفس نامارہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ذرے کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عبادت الہیہ مستحکم و تعالیٰ بڑھ کر ہونا کسی طرح ہرگز نہیں لاسکے گا۔ تو خود مرتد ملحد پوری ہی کی زبان سے اس کا مغتری کذاب بے ایمان ہونا گاؤں کے رہنے والے، کھیتی بکائی کرنے والے ہر ایک بے پڑھے مسلمان پر بھی ٹھیک و دہر کے جگمگاتے ہوئے بوج سے بھی زیادہ روشن طور پر کھلے گا۔ اور پھر ہر ایک ناخواندہ مسلمان بھی اس پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھے گا۔ اور نورانی اسکو لا حول و خیریت کا تحفہ بھیجے گا۔

منظرات و مباحثات میں اس قسم کے سوالات برابر لائیکر ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کوئی جاہل سا جاہل کوئی کون سا کون بونگا بیوی لکھا مڑ بھی اس قسم کے سوالوں کا ہرگز یہ مطلب نہیں سمجھتا کہ خود سوال کرنے والا اس کے جواب سے جاہل ہے۔ لیکن مرتد ملحد پوری کو اس جانگزاں سوال کے جواب میں وہایت خبیثہ، دیوبندیت، عیسیت کی موت امر نظر آئی۔ لہذا اس کے جواب سے ایسے مڑ پڑے پن کے ساتھ جان بچائی کہ جواب ”کیا آپ عربی جانتے ہیں کہ نہیں؟“ اس شخص سے نہیں ناپاک فقرے میں اس نے اپنا نجس ناپاک غندیہ یہ بتایا کہ ہر سوال کرنے والے کا اس سوال کے جواب سے جاہل یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ اور اگر سائل کو اس کا جواب معلوم ہو تو اس کا وہ سوال کرنا ہی بے کار ہوگا۔ ایسا کہنے میں منظرانہ دقتیں دو مقررہ وزراء اور دو مہتمم سوالات کو ہر سے بے کار اور باطل بتانا تو اس کی جہالت و سفاہت و غیبت ہے ہی۔ کہتا تو یہ ہے کہ اس قسم کے بیسیوں سوالات خود قرآن مجید میں بھی فرمائے گئے ہیں، سب درست ہر ایک ہی مثال پیش کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیاء و جمہلہ مستحیات اللہ کے سامنے پیش فرما کر ان کے سب نام اور صفات و احوال و خواص تسلیم فرمادیے پھر انہی اشیاء و مستحیات کو ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کر کے فرمایا۔ اِن بَوِّنِي بِاسْمَاءِ هَؤُلَاءِ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنُونَ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”ان کے نام تو مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو۔۔۔“ یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدائے فرماؤں گا۔ اور اگر تم ہمارے گمان ٹھیک ہے کہ میری مخلوقات میں تم سے افضل کوئی ایسا پیدا نہیں ہوگا جو تمہارے مقابلے میں سزاوار غلافت

ہر سکے تو ان کے نام بتلاؤ۔ کیونکہ خلیفہ کا کام تصرف و تدبیر اور عدل و انصاف ہے۔ اور یہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا مفصل علم ہو جن پر اس کو مصنف و محکم بنایا گیا ہے۔

اب کیا کہتا ہے مرتد لمھی پوری اس قسم کے سوالات قرآنہ کے جوابات کا علم اس کے دھرم میں اللہ تعالیٰ کو تھا یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ جاہل بتا کر کافر مرتد بے دین ہو گیا یا نہیں۔ اور اگر کہے ہاں تو اللہ تبارک تعالیٰ کے ساتھ کوئی نقصان بیکار بتا کر کافر مرتد بے دین ہو گیا یا نہیں۔ غرض اس کے دونوں دستے مند ہو گئے۔ ولہذا لہذا الباہو۔

یہ مرتد لمھی پوری بھی عجیب طرح کا اذیت ہے۔ اسی عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے گناہ و معصوم بھی بتا رہا ہے۔ شنی مشلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے ان کو حضور سید الطیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی مرسے جی سے سناتا رہا ہے۔ شنی صدر شریف ہونا، سید اقدس کا شرح فرمایا جانا، اللہ تبارک تعالیٰ کا حضور سید الطہرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے گناہ پیدا فرماتا بھی دے لفظوں میں گناہ رہا ہے۔ یہو اسی عبارت میں حضور سید المصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ نفس خبیث اور نفس نامرہ بھی بتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں حضور سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ہر ہر زاپیر ذمے سے زیادہ ذلیل بھی ٹھہرا رہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔ **الو شیح لك صدرک** یعنی (اے محبوب) کیا ہم نے تمہارا سینہ گناہ نہ کیا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کے سینے کو ہدایت و معرفت و موہبت و نبوت اور علم و حکمت کیلئے گناہ اور دین کیا، یہاں تک کہ عالم غیب عالم شہادت اس میں سما گئے۔ اور ملائکہ جہانیاں اور روحانیہ کیلئے مانع نہ ہو سکے۔ اور علوم لدنیہ و حکم الہیہ معارف ربانیہ و تعالین و کائنات سید اقدس میں جسدہ گر ہو گئے۔ اور ظاہری شریح صدر اقدس بھی چار بار ہوا۔ حضرت خلیفہ سیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں جب تشریف فرماتے اور دس سال کی عمر شریف میں۔ اور چالیس سال کی عمر اقدس میں ابتدا سے نزول وحی کے وقت اور تیرہ سال کی عمر مبارک میں معراج شریف کو تشریف لے جاتے وقت جیسا کہ احادیث کریمہ میں وارد ہے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ جب ربی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سید اقدس کو پاک کر کے قلب اقدس نکالا۔ اور طشت نبوی میں آب زمزم سے غسل دیا۔ اور نور و حکمت سے بھر کر اس کو اس کی جگہ رکھ دیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صوبہ بزرگ و سلم قدر سنہ و جمالہ و فضلہ و کمالہ۔

مرتد لمھی پوری کی ان غیبتوں کا مطلب آخر اس کے ہوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس ذات اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ معصوم و بے گناہ پیدا فرمائے، جس کو تقویٰ و طہارت و بزرگی بھی بخشے، جسے سینہ مقدس کو ہدایت و نصیحت و موہبت نبوت و رسالت اور علم و حکمت کے الوار کیلئے گناہ بھی فرما دے اس کا نفس اقدس بھی اللہ تبارک تعالیٰ کے ان انعامات و اکرامات کے بعد معاذ اللہ نفس ہر اور نفس خبیث اور نفس نامرہ ہی رہتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ علیہ وسلم

و جلیل موبتیں غنائیں بھی اس کے نفس اقدس کی معاذ اللہ بدی و خباثت و اماریت کو دوز نہیں کر سکتیں۔ کیا یہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو عاجز بتانا نہیں، کیا اللہ قدوس مہجور قادر و مقتدر جل جلالہ کو عاجز بتانے والا اُس کی تو ہمیں تحقیق کر کے کافر مرتد بے دین نہیں ہو گیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

بالجملہ عبارات ”تقوتہ الایمان“ سے صاف اور صریح طور پر جو معانی تکفیریہ ظاہر ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کے سامنے معاذ اللہ چار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم معاذ اللہ جس قدر ذلیل ہیں، چار بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے اتنا ذلیل نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم معاذ اللہ ہر ہر ناجیز ذرے سے بھی کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ہر ہر ناجیز ذرہ بھی معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھ کر ہے۔ انھیں کفریات ملعونہ کا التزام کر کے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے نفس اقدس کو معاذ اللہ شیطانِ لعین و قسارون و قسارمان و الجہش سے بھی زیادہ ذلیل اور ان سب خبیثہ و ملاعین سے بھی زیادہ خبیث و نقصان رسال اور نفس بد اور نفس امارہ تبا کر حکم شریعت مطہرہ کھلا ہوا کافر مرتد بے دین ہو گیا کہ اُس نے اس مکالمے میں حضور محبوب اللہ الاکرم خلیفۃ اللہ الاعظم مظہر اللہ الاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو قصداً و اختیاراً و التزاماً کٹھی سترہ گندی گالیاں سنائیں۔ سولہ گالیاں تو یہی جو ابھی گنائی ہیں۔ اور سترہویں سٹری ہوئی گھنونی گالی جو اوپر گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو معاذ اللہ ایسا ہی سمجھنا یہی عین عبادت ہے۔

اور انھیں گالیوں پر ہی کیا موقوف ہے، کبرائے طاغوت دیوبندیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے لئے کل علوم غیب کے ثابت ہونے کو عقلاً و نقلاً باطل ٹھہرا چکے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے بارگاہ الہی سے اصالت و بلا واسطہ علوم غیب عطا فرمائے جانے کو حضراتِ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کے ساتھ جن آیاتِ قرآنیہ میں خاص بتایا ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے“ کہہ کر ان کو بھٹلا چکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بعض علم غیب وسیع عظیم محیط بمحیط ماکان و مایکون عطا فرمایا۔ اس کے مثل زید و عمر و بلکہ ہر بچے ہر یاگل بلکہ ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کا علم غیب بتا چکے (حفظ الایمان اشرف علی تھا لوی ص ۱) — حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث کے خلاف اور ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام و شیطانِ ملعون کے لئے علم کے وسیع و زائد ہونے کو قرآن و حدیث سے ثابت ٹھہرا چکے۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام شیطانِ لعین کی وسعتِ علم پر ایمان لانے والے کے مومن مسلمان ہونے کا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کیئے دست علم ہانے والے کے مشرک بے ایمان ہونے کا کفری گیت گانچکے (برائین قاطعہ خلیل احمد انہی مہدقہ رشید احمد گنگوہی ص ۵)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں خاتم النبیین مندرج فرمایا جس کے ضروری دینی معنی صرف یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا شرعاً محال اور ناممکن ہے۔ اس کے اس ضروری دینی معنی کو نا سمجھ لوگوں کا خیال اور اہل فہم کے نزدیک غلط و باطل بلکہ کر (نکاح ختم نبوت کی نیوچلچکے۔
(تخذیر الناس، قاسم نانوتوی ص ۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نئے نبیوں کے پیدا ہونے کا ختم نبوت کے مخالف نہ ہونا شائع کر چکے۔ (تخذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۱)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اور جدیدہ بغیر دل کے پیدا ہونے کو ختم نبوت میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا چھاپ کر تکذیب ضروریات دین کے پھٹے اڑا چکے۔ (تخذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۲)
"و قبح کذب کے معنی درست ہو گئے یہ کہ سکر اللہ واحد و قدوس و متوجہ جل جلالہ کو کاذب بالفضل بتا کر اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج بنا چکے۔ (فولو فتولے رشید احمد گنگوہی)

اور اپنے ان کفریات قطعیہ یقینیہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ مکہ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلام من مثلت فی کفرہ و عذابہ فقد کفر کا متفق علیہ مجمع ملیہ فتویٰ پانچکے یعنی جو لوگ ان کفریات ملعونہ میں سے کسی کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے قائل کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک رکھیں وہ بھی اسلام کے دائرے سے نکل کر کفر و ارتداد کے دائرے میں جا چکے۔ (کتاب مستطاب مسشی بنام تارکینی "حسام الحرمین علی المنکر الکفر والمین") پھر خندہ بدرد اس، بنگال، پنجاب، بلوچستان، گجرات، کاشیاواڑ، دکن، کوکن، سرحد و برما وغیرہ مقامات کے سینکڑوں مشائخ طریقت و علمائے اہلسنت و مفتیان دین ملت بھی ان فتاویٰ مبارکہ کی تصدیق و تائید و تقریر فرما چکے (کتاب لا جواب مسمی بنام تاریخی القوارم الہندیہ علی کمرشیا طبع الدیوبندیہ) فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (تو جس کا ہی چاہے ایمان لائے، جس کا جی چاہے کفر کرے)

خادمان اسلام و مسنیت تو احکام شریعت الہیہ صاف صاف سمجھا چکے۔ امام مذہب غنی حضرت سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت امام الامام کا شفا النعمہ سراج الامم سیدنا الامام الاعظم ابو حنیفہ نعم بن ثابت

کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ اجل و شاگرد و شاہد و صاحب اول ہیں، کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

اتما رجل مسلم سب رسول الله صلى الله تعالى
عليه وعلى آله وسلم او كذب به او عاب او
تنقصه فقد كفر بالله تعالى وبانت منه
امراته۔

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان لگائے وہ یقیناً کافر و خدا کا منکر ہو گیا۔ اور اسکی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر کیا مسلمان اہل قبلہ نہیں ہوتا یا اہل کلمہ نہیں ہوتا؟ سب کچھ ہوتا ہے مگر حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اصل بات یہ ہے کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا شریف و بزاز و درود و غرر و فتاویٰ خیر و غیرہ میں ہے۔

اجمع المسلمون ان شاتمنا صلى الله تعالى
عليه وعلى آله وسلم كافر ومن شك في
عذاب ما وكفرة كفر

یعنی تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شای پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

نجم الانہر و در مختار میں ہے (اور یہ عبارت جو آتی ہے در مختار کی ہے)

الكافر لسبب نبی من الانبياء لا يقبل توبته
مطلقاً ومن شك في عذاب ما وكفرة كفر

یعنی جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ (سلطان اسلام کی بارگاہ میں) کسی طرح قبول نہیں اور جو اسے مستحق عذاب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

المسعد بن نفيس سئل ما وہ كراں ہا جزئیہ ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بندہ گویوں و دشنام دہندوں اہانت کنندوں کے کافر ہونے پر تمام امت کے اجماع کی تصریح ہے اور اس پر بھی کہ جو انھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ و نفی جلی جنت اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قد اجتمعت الامة على ان الاستحقاق نبينا
صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ما يفتي

یعنی بے شک ساری امت کا اس بات پر جماع ہے کہ جیسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توبہ نہیں کرنا یا حضرات نبیہم صلوٰۃ اللہ

كان من الانبياء عليهم الصلاة والسلام
كفر سواؤ فعله فاعل ذلك استملا
أم فعله متيقنا لحرمة وليس بين العلماء
خلاف في ذلك والذين نقلوا الاجماع فيه
وفي تفاصيله اكثر من ان يحصوا وانهم امار
الحرمين وغيره.

اسلام میں سے کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے۔ ایسا کرنے والا اس
کو خال مجر کر کرے یا اس کے حرام ہونے کا اعتقاد کھنچے ہوئے ایسا
کرے ہر طرح کا فر ہے۔ اور علماء کے اسلام کے ادریان اس مسئلہ میں
کبھی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ حضرات علماء اسلام جنہوں نے
اس مسئلہ میں اور اسکی تفصیلات میں اجماع نقل فرمایا ہے اس سے زیادہ
ہیں کہ ان کا شمار کیا جائے۔ انہیں میں سے امام الحرمین وغیرہ ہیں جنہوں نے
تعالیٰ علیہم اجمعین

نور اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

والذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم

یعنی وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں
ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله
في الدنيا والاخرة واعدا لهم عذابا مهينا

یعنی بے شک جو لوگ اللہ کو اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان
پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے رات دن
والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ عزوجل ایسا سے پاک ہے۔ اسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ اور آیت کریمہ تلاوت کی گئی جس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ایمان
والوں کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز پاک پر آوازیں اونچی کرنے اور ان کے حضور چلا کر بات کرنے
سے منع فرمایا کہ کہیں ان کے منہ اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ اور شریعت اسلام کا ایک واضح اور روشن مسئلہ یہ ہے کہ کفر
و ارتداد کے ہوا کوئی گناہ ایسا ہرگز نہیں جو اپنے سے پہلے کے تمام اعمال حسنہ کو اکارت اور باطل کر دیتا ہو۔ لاجرم
تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر فرمایا۔

لان في الجهر والرفع استخفافا قد يؤدى
الى الكفر المعبط وذلك اذا انصرف اليه قصدا
لا هاتة وعدمه المبالاة

یعنی اس لئے کہ جہک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز
اندس برائی آواز اونچی کرنے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
حضور چلا کر بات کرنے میں شان باقدس کا استخفاف ہے جو کبھی اعمال کو
برباد اور اکارت کرنے والے کفر تک پہنچا دیتا ہے اور براسرقت ہے کہ آواز مبارک پر اپنی آواز اونچی کرنے یا سرکار دوام صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور چلا کر بات کرنے کے ساتھ مسئلہ اللہ اہانت کا لادہ یا بے پردہی منانا مشابہ ہو جائے۔

محصل کلام یہ کہ ذکر کردہ شدہ لمھی پوری پر حکم شریعت مطہرہ فرض اور ہر فرض سے اہم فرض ہے کہ فوراً فوراً دیوبندیت بنیہ اور اپنے کفریات مذکورہ بنیہ علی الاعلان تو بے کر کے از سر نو اسلام لائے، سنی مسلمان بن جائے۔ اسکی جو رو اسکے نکاح سے نکل چکی۔ اگر جو رو رکھنا چاہے تو از سر نو اسکی مرضی سے نئے مہر پر اس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ ورنہ جماع زنائے خالص ہوگا۔ اور اُس سے جو اولاد ہوگی حرامی اور اولاد الہی نہ ہوگی۔ اور جب تک وہ تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی، نالوتوی چاروں کبرائے طائفہ دیوبندیہ کا بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد، بے دین ہونا اور خود اپنی سترہ گالیوں کا جو اس نے بارگاہ رسالت علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ میں بے دھڑک کی ہیں، کفر و ارتداد بے دینی ہونا اور اُس سے اپنی برأت و بیزاری لکھ کر اُس پر اپنے دستخط کر کے نزد سے اسوقت تک سنی مسلمانوں پر اُس کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا حرام، اُس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اُس کے ساتھ بیاہ شادی حرام، وہ راستے گلی میں مل جائے تو اسکو سلام کرنا حرام، وہ بیمار پڑے تو اسکو دیکھنے جانا حرام، وہ مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام، اس کے جنازے پر نماز پڑھنا حرام، بلکہ اس کی دیوبندیت بنیہ اور اُس کے کفریات بنیہ پر مطلع ہوتے ہوئے بھی اسکی اقتداء میں اُس کے جنازے کی نماز پڑھنا خود کفر و ارتداد بلا کلام۔

غرض سنی مسلمانوں پر اُس کے ساتھ اور اُس کے ہم عقیدہ تمام لوگوں کے ساتھ اُن کی موت و زندگی میں مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنا حرام۔ ایسے لوگوں سے اپنے بچوں کو تسلیم دلوانا حرام حضور قدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تؤاکلوہم
ولا تناکحوہم (رواہ العقیلی عن انس رضی
اللہ تعالیٰ عنہ) ولا تصلوا علیہم ولا
تصلوا معہم (زاد ابن حبان عنہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ)

یعنی مسلمان کہلانے والوں، کلمہ پڑھنے والوں میں جو بد مذہب
گمراہ بد دین پیدا ہوں ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن کیساتھ کھانا
نہ کھاؤ۔ اور اُن کے ساتھ پانی نہ پیو اور اُن کے ساتھ شادی
بیاہ نہ کرو۔ اُن کے جنازے پر نہ پڑھو۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ایاکم وایاہم لا یصلونکم ولا یفتنونکم
(رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
یعنی تم اُن سے دور رہو اور اُن کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ
تم کو گمراہ نہ کریں کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کریں۔
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

وان موصوفا لا تعودوہم وان ماتوا فلا
تشہدوہم (رواہ ابو داؤد عن سیدنا ابن سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
یعنی اگر وہ بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو اُن
[کے جنازے پر حاضر نہ ہو۔]

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم
یعنی اگر راستے میں ان سے تمہاری ملاقات ہو جائے تو ان کو سلام نہ کرو۔

اور حدیث شریف میں ہے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد و معلم حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔
ان هذا العالم دین فی انظر واعلم ان تاتخذون
یعنی بے شک یہ عالم تو دین ہے۔ تو دیکھو بھال کر لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ (کہیں کسی بے دین سے تو دین حاصل نہیں کر رہے ہو)۔
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

واما انیسیتک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری
یعنی اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آگے نہ پڑا مولوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔
مع القوم الظالمین ○

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔
ولا ترکوا الی الذین ظلموا فتمسکوا بالتار ○
یعنی اور ظالموں کی طرف نہ بھٹکو کہ تم کو آگ چھوئے گی۔

بسم اللہ الحمد و علی حبیبہ والہ الصلوٰۃ والسلام کہ آج چہار شنبہ خجماہ فاخر ربیع الآخر شریف
۱۲۶۹ھ ۲۵ جنوری ۱۹۵۰ء کو یہ جہاں بدرسمائے تمام اور جمال الایمان والا یقین بتقدیس محبوب الرحمن اس کا نام ہوا۔
ہذا وحسن ما یختص بہ الکلام ان الحمد للہ العزیز العلام و افضل الصلاۃ و اکمل السلام علی حبیبہ سید الانام والہ انکرام و صحبہ العظام و ابنہ حسین الغوث الاعظم و حزبہ الفخام و سراج امۃ سیدنا الامام الاعظم امراء ائمة الاسلام و امام اہل السنۃ مرشدنا احمد رضا المجذبی الاعظم للذین و ائمۃ بعون ذی الجلال والاکرام و علینا و علی جمیع اخواننا و اخواتنا من اہل السنۃ و الجماعتہ ائمۃ ابدال و ایدان الطول و الاغفار و اخر و عوانا ان الحمد للہ رب العالمین و اللہ و رسولہ اعلم
جاکہ لا ید و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : و ہا انا کلب من کلاب العتبۃ المصطفویہ عبد من عبد الخضر القادریۃ احد فقہاء الاستانتہ الرضویۃ الفقیر ابو الفتح عبید الرحمن حشمت کلیم خان القادری البرکاتی الرضوی المجذبی الکنوی غفرلہ و ابوہ و ولہا و اولادہ و اخوانہ ربہ المولی العزیز القوی الساکن محمد بہو بہا من بلدہ پبلی بہیت صان اللہ تعالیٰ اہلہا المسلمین من شر کل مکر و غفرت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین از روئے کتاب و سنت نیچے لکھے ہوئے کاموں اور باتوں میں کہ یہ کام و باتیں خلاف شرع اہلسنت ہیں یا نہیں۔ اور یہ لفظ و باتیں اہلسنت سے ہیں یا اہلسنت سے خارج ہیں۔ اور ان کے فائزین سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اور جو مرید ہو چکے ہیں ان کو دوسرا پیر کرنا چاہیے یا نہیں۔

سوال ۱۷۔ کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟
سوال ۱۸۔ جو شخص دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھے اس کیلئے کیا حکم ہے۔ منی ہے یا دہانی یا دیوبندی؟
سوال ۱۹۔ معلوم ہوتے ہوئے کہ دیوبندی امام ہے اسکی اقتدا کرنے والا، اس کی تعریف کرنے والا منی ہے یا دیوبندی؟

سوال ۲۰۔ دیوبندی کی تعظیم و تعریف کرنے والے اور انہیں پیشوا، امام بنانے والا منی ہے یا دیوبندی؟
سوال ۲۱۔ دیوبندیوں سے ملنا جلنا، محبت و دوستی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ جو تعلقات رکھے اس کیلئے کیا حکم ہے؟

سوال ۲۲۔ اسماعیل دہلوی کو شہید کہنے والا یا کتاب میں دیکھ کر پڑھنے والا منی ہے یا دہانی، عند اللہ مقبول ہے یا منسوب؟

سوال ۲۳۔ دیوبندیوں بالخصوص ندوۃ المصنفین کی کتابوں کو نہایت دلچسپی و محبت سے پڑھنا، ان کو بہت اچھا سمجھنا اور کہنا کہ یہ کتابیں بہت اچھی ہیں اس طرح ماننے و کہنے پر شرعاً کیا حکم ہے؟
سوال ۲۴۔ دیوبندیوں کی تعظیم و توقیر کرنا، ان کی غائبانہ بھی تعریف کرنا، ان کو بڑا عالم دین و اہل علم جاننا جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۲۵۔ ان کی تعظیم و تعریف کرنے والے اور عالم جاننے والے کیلئے کیا حکم ہے؟
سوال ۲۶۔ دیوبندیوں کی کتابوں کو اچھا کہنا، دیوبندی مولویوں کو اہل علم سمجھنا، ان کی تعریف کرنا، اختلافی مسائل بیان کرنے والا یا یہ فرمے ہمارے بھائی نہیں ہیں۔ اور ہمارے یہاں کے دیوبندی تو ایسے نہیں ہیں اور نہ ہمارے یہاں منی دیوبندی جھگڑے ہیں ایسا کہنے والا اور جاننے والا کون ہے؟
سوال ۲۷۔ کیا اہلسنت اور گمراہ فرقوں کے اعمال و عقائد سے لوگوں کو آگاہ کرنا شرعی حکم ہے یا نہیں مگر معلوم ہوتے ہوئے کوئی اپنے مریدوں کو منع نہ کرے تو شرعی حکم کیا ہے؟

سوال ۲۸۔ دہانی دیوبندی مریدوں کو ان عقائد سے منع نہ کرنا تو بد نہ کرنا مریدی سے خارج نہ کرنا حلاوت دیوبندیت ہے یا نہیں؟

سوال ۱۲ — دیوبندیوں و دہلیوں کی دعوتیں قبول کرنا اور ان سے تمام سخت نہ کرنا لکھ دینا کفر و کجائین پر عمل کرنا شرعاً کیسا ہے؟

سوال ۱۳ — سنی مولویوں کو محرم میں تقریر کیلئے بلاتے ہیں تو جو شخص کہے کہ کیوں پیسے برباد کرتے ہو، کیا یہ سنیت کو ختم کرنا ہوگا یا نہیں تاکہ مولوی نہ آئیں۔ سنی و دہلی کے عقائد سے لوگ واقف نہ ہوں؟

سوال ۱۴ — جامعہ ملیہ سنیوں کا مدرسہ ہے یا دیوبندیوں کا۔ ندوۃ المصنفین کی کتابیں پڑھنے سے ایمان تو ہی ہوگا یا برباد۔ جامعہ ملیہ، ندوۃ المصنفین و دہلی ہیں یا نہیں؟

سوال ۱۵ — کسی کو کہنا ہمارے یہاں حافظ قرآن ہوتے ہوئے ہم نے اپنے بچوں کو حافظ نہ بنوایا، بلکہ انگریزی پڑھائی اور تمہارے یہاں تو پڑھانے والے حافظ بھی نہیں ہیں پھر سچے کو حافظ بنانا بیوقوفی ہے، اس طرح کہنا درست ہے یا نہیں ہے۔ اس میں تعارض علم دین ہے یا نہیں؟

سوال ۱۶ — ایک پیر صاحب نصیر آباد اکرمیہ کرتے ہیں عقائد و اعمال سنی کا انکار بھی نہیں کرتے سنی معلوم ہوتے ہیں لیکن دیوبندیوں کو برا نہیں کہتے اور نہ برا جانتے ہیں بلکہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، ان کی کتابیں پڑھتے ہیں، ان کی کتابوں کی تعریف کرتے ہیں، دیوبندی مولویوں کی تعریف کرتے ہیں۔ تو ایسا شخص سنی ہے یا دیوبندی ہے۔ اس کی بیعت جائز ہے یا ناجائز؟

سوال ۱۷ — ایسے پیر سے توبہ کیسی کرانا چاہئے۔ یہاں نصیر آباد میں توبہ کر کے ان کی کتابوں، ان کے مولویوں، ان کے عقائد کو برا بولیں تو ان کو سنی مان لینا چاہئے اور ان کو سنی سمجھیں یا ان کے وطن میں جب تک اعلانیہ اپنے سنی ہونے کا اعلان نہ کریں اور ان سے ملنا جلنا دوستانہ تعلقات رکھنا، ان کی تعریف ان کی کتابوں کو اچھا سمجھنا، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جب تک یہ باتیں ترک نہ کریں سنی نہ مانیں اگر وہ وطن میں یہ کام کریں توبہ وغیرہ تو پھر ان کو سنی مان کر بیعت کرنا چاہیے یا نہیں۔

سوال ۱۸ — کیا دیوبندی اچھے بھی ہوتے ہیں یا برے ہی ہوتے ہیں۔ برے ہوتے ہیں۔ یا کافر ہیں تو کیوں؟

سوال ۱۹ — سنی دیوبندی علماء کے مناظرے مباحثے واجب ہیں یا سنت یا بیکار و فضول ہیں۔ مولویوں کی لڑائیال یا مانی ہیں یا فضول۔ اور فضول و بیکار جاننے والا کیسا ہے۔ مسئلہ کا جواب کتاب و سنت سے دیجئے۔ فقط آسان اور صاف لکھئے تاکہ عوام سمجھ لیں۔ فقیر شیخ غلام محمد قادری رضوی ضیائی

الحب و اب اللہم ہدایۃ الحق والصواب۔

وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر و مرتد ہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں کا پہلا عقیدہ یہ ہے کہ کذب و ظلم و سائر قبائح میں بالکل نظر الٰہی ذات باری کوئی کج ہی نہیں۔

(اجہد المقل محمد حسن دیوبندی۔ حصہ صفحہ ۷۷)

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔

(براہین قاطعہ، رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی ص ۱۵)

تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بالفرض بعد از زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا۔

(تحدیر الناس، قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ص ۱)

چوتھا عقیدہ یہ ہے کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی ص ۸)

پانچواں عقیدہ یہ ہے کہ "سارا کار و بار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

(تقویۃ الایمان، اسماعیل دہلوی ص ۶۶)

اس قسم کے گندے گھنوںے عقیدے اور بھی ہیں جو موجب اختصار ذکر نہ کئے گئے۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب "حسام الحرمین" شریف دیکھئے۔ اس میں مکہ معظمہ مدینہ طیبہ کے علمائے کرام مفتیان عظام کے مبارک فتوے ہیں۔ جو تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی سب کے سب کافر و مرتد ہیں۔ جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے مسلمان سمجھے وہ بھی شرعاً کافر و مرتد ہے "مَنْ شَکَّ فِي كُفْرِهِ وَعَدَّ ابًا فَقَدْ كَفَرَ" ان کو امام بنانا ان کی اقتدا کرنا ان کے ساتھ میل جول سلام کلام ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سب حرام اور عقیدے میں متفق ہو کر ان کو مسلمان سمجھ کر یہ افعال کرے گا تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اس کی ہوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی، اس کی ساری عبادتیں برباد ہو جائیں گی، اس کی بیعت ٹوٹ جائیگی۔ آئندہ نہ وہ مرید کر سکتا ہے نہ اس کا کوئی مرید ہو سکتا ہے۔ اس کے اوپر تو بہ صحیحہ شرعیہ لازم اور توبہ کرنے کے بعد اسلام لانے کے بعد بھی وہ مرید نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے مرشد برحق سے دوبارہ اجازت خلافت حاصل کرے اور دوبارہ مرید ہو تو پھر مرید کر سکتا ہے اور جو مرید ہو چکے تھے ان سب کی بیعت بھی ٹوٹ گئی۔ وہ جس مرشد برحق سے چاہیں دوبارہ مرید ہو سکتے ہیں۔ ان سب احکام کو دیکھنے

کیلئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام کے مقدس فتوے دیکھئے جو رسالہ مسطورہ
فتوائے حریمین بدرجف ندوة المین او حصار الحرمین علیٰ منہج الکفر والہمین میں مدلل
و مفصل مذکور ہیں۔

اب ہر سوال کا مختصر جواب لکھا جاتا ہے۔ اور یہ سب احکام شرعیہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ
پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو واقع ہوں گے۔

۱۔ دیوبندی امام کے پیچھے اس کو مسلمان کچھ کر نماز پڑھنا کفر ہے۔

۲۔ ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔

۳۔ وہ سنی نہیں ہے۔

۴۔ وہ بھی سنی نہیں ہے۔

۵۔ ایسے لوگوں کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے لَا تَوَاكَلُوهُمْ وَلَا تَنَابَرُوهُمْ
نہ ان کے ساتھ کھاؤ اور نہ پانی پیو۔ وَانْ لَقِيتَهُمْ فَلَا تُكَلِّمُوهُمْ اَلَعَلَّیْہُمْ اور اگر ملاقات ہو جائے
تو ان پر سلام مت کرو۔

۶۔ اسماعیل دہلوی کو شہید کہنے والا، اُس کی تعریف کرنے والا وہابی ہے۔ سنی اُس کی
تعریف نہیں کرتا۔

۷۔ ندوہ بھی بد مذہبوں مرتدوں کی ایک چکڑی ہے۔ اُن سے بھی سلام کلام میل جول
ممنوع و حرام اُن کی کتابیں پڑھنا زہر قاتل۔ زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو فتوائے حریمین دیکھئے۔

۸۔ دیوبندی عالموں کی تعریف و توصیف تعظیم و تکریم فضول، منہج الیٰ اللکفر ہے۔ کم از کم
حرام ہے۔ ایسے شخص پر تجدید ایمان و تجدید نکاح احتیاطاً لازم۔

۹۔ سنی دیوبندی اختلاف کو جھگڑا کہنا یا ایک مستقل کفر ہے۔

۱۰۔ بد مذہبوں، گمراہوں، بے دینوں، مرتدوں کے عقائد سے آگاہ کرنا اشد ضروری۔ جو
پیر اپنے مرید کو اُن کے عقائد باطلہ سے آگاہ نہیں کرتا اسکو حدیث شریف میں شیطانِ آخرین بتایا گیا۔ اُس کے
مریدوں کو چاہئے کہ اسکی بیعت کو توڑ دیں۔ کسی جامع شرائط مرشد برحق کے ہاتھ پر مرید ہو جائیں۔

۱۱۔ کا حکم ۵ میں گذرا۔

۱۲۔ سنی علم دین کی تقریر میں جو خرج ہوا، اس کو پیسہ برباد ہونا بتائے وہ یقیناً
سُنیت کو ختم کرنا چاہتا ہے، چھپا ہوا دیوبندی معلوم ہوتا ہے۔

۱۵۔ جامعہ قیہ ہند میں کامدرسد ہے۔ ندوۃ المصنفین یا جامعہ ملیہ کی اکثر کتابیں مذہب اہلسنت کے خلاف ہیں۔ ایسی کتابوں کا پڑھنا حرام ہے۔

۱۶۔ قرآن عظیم حفظ کرنے والے کو بے وقوف بتانے والا کافر ہے۔

۱۷۔ ایسا شخص سنی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ وہ دیوبندی ہے۔ اُسکی بیعت جائز نہیں۔ بلکہ ایمان کو تلف کرنے والی ہے معاذ اللہ۔

۱۸۔ ایسا شخص اگر ایک جگہ توبہ کرے اور دوسری جگہ ویسی ہی باتیں کرے وہ منکار ہے۔ فریبی ہے۔ اُس کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے۔ اگر وہ توبہ کر کے سچا پکا مسلمان ہو جائے تو اُسکی توبہ عند اللہ مقبول ہے۔ مگر اس سے مرید ہونا جائز نہیں کہ جامع شرکاء نہیں رہا۔

۱۹۔ دیوبندی عالم اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر شرعاً کافر و مرتد ہے۔ ان کو مسلمان سمجھنا کافر و مرتد ہونا ہے۔

۲۰۔ سنی علماء کا مناظرہ کرنا احقاقِ حق و ابطالِ باطل کیلئے ہوتا ہے۔ ذریعہ اشاعتِ دین و مذہب ہے۔ اسکو بے کار و فضول کہنا، اس کو لڑائی جھگڑا بتانا کفر ہے۔ واللہ در سولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں غفرلہ ربہ ۱۸ ربیع الاول شریف
۱۳۷۶ھ سنہ شنبہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء مکہ مکرمہ میں چوتھی گلی مرین لائن بمبئی ۲۴

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در اہل باب کہ ایک صاحب طریقت عارف باللہ محفل سماع میں یہ نعت شریف پڑھوا کر سنا کر گناہ ہے جو ذیل میں مذکور کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو اور جو اس مع ولیل کتب و صفحہ بزرگان دین کے دی۔ کیا یہ چھوڑا اہلسنت کے نزدیک گمراہ بدین ہیں یا مومن کا بل۔ بینوا و جبروا۔

۱۔ نعت شریف مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اب شمس اقر کے روز پہاں کا ذکر عیاں کچھ ہوتا ہے جو گنج پوشیدہ تھا در نہاں وہ راز اب افشاں ہوتا ہے
واشمس ذات رسول اللہ و القبر نبوت نور ہدیٰ ایک نقطہ عجب ہے شمس نور ذرا اب راز چیمبر کھلتا ہے

جب نور ازل پر جوش ہوا، تب بحر حقیقت میں شور اٹھا
 دریا سے ہوئی قطرے کو ندا اے قطرہ دریا میں لے ذرا
 خالق نے کہا محبوب مرا، تو پردہ لاہوتی تو اٹھا
 تفسیر سراج مبین کا، تفسیر ہے ذات رسول اللہ
 آتا ہے دل میں کردوں بیاں ہر نقطہ حقیقت قرآن کا
 فیصلہ لیکر جو آستانہ دہلی ماہ جولائی ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا موجود ہے۔ وہ یہ ہے۔

جہاں میں شور اک صلّ علی صلّ علی کا ہے
 یہاں جو ہے تماشائی حبیب کبریا کا ہے
 زمین سے آسمان تک نام اس دولت سرا کا ہے
 وہ محبوب خدا ہیں اور کل عالم خدا کا ہے
 خدائی بھر میں جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ کا ہے
 صلّ اللہ اکبر کس قدر اُن کی ولا کا ہے
 خدا بھی ہے اُسی کا جو محمد مصطفیٰ کا ہے
 جو بندہ ہے محمد کا وہی بندہ خدا کا ہے

۲۔ اپنے مرشد کے ہاتھ کا بوسہ لینا اور قد مبوسیٰ کرنا اہل تصوف کے نزدیک اور شرع
 مطہر سے جائز ہے یا ناجائز۔ مع حوالہ کتب و صفحہ و طریقہ بزرگان دین بالتشریح تحریر فرمائیں۔
 ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو نوری کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور
 جو لوگ صرف خاکی شان رسالت کو جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور نوری کے منکر ہیں اُن کے بارے میں
 شرع مطہر کیا حکم کرتا ہے۔ قرآن و حدیث و فقہ و صفحہ بالتشریح فتویٰ تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔
 ۴۔ محفل میلاد شریف میں قیام کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

۵۔ جو لوگ محفل میلاد شریف کو شرک اور کھنسیاچی کا جنم کہا کرتے ہیں اُن لوگوں کے بارے
 میں شرع مطہر کیا حکم کرتا ہے مع دلیل و طریقہ بزرگان دین اور حکم شرع تحریر فرمائیں۔ بینوا تو جروا۔
 الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

توحید یعنی یہ ماننا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں یہ ایمان ہے۔ اور وحدت یعنی یہ ماننا
 کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں یہ حق ہے۔ اور اتحاد یعنی معاذ اللہ یہ سمجھنا کہ ہر ایک موجود خدا ہے
 یہ کفر و الحاد ہے۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نور خدا ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس کو اپنے ہی نور ذات بحت سے بغیر کسی تجزیٰ بغیر کسی تبعض کے
 بغیر کسی کم و کیف کے بغیر کسی واسطے کے محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 علیٰ آلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اللہ تعالیٰ کے نور بھی اللہ تعالیٰ کے نائب اکرم و مظهر اتم و خلیفہ

اعظم بھی ہیں۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خدا یا معبود ماننے والا ہرگز مسلمان نہیں۔ سوال اول میں جو اشعار پہلے درج کئے گئے ہیں وہ وحدۃ الوجود کے مسلک پر کہے گئے ہیں۔ یہ مسئلہ قائل نہیں حال ہے۔ اور جب قائل میں لایا جائیگا اس کی پورے طور پر صحیح تفسیر مرگز نہ ہو سکے گی۔ جو تھے شعر میں دریا سے قطرہ جدا ہونے کا مطلب دریا کے وحدت الہی یعنی اللہ تعالیٰ کے نور ذات سے قطرے کا یعنی نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مظہر نور خدا جل و علا ہونا اور خدا بھی نہ ہونا اور خدا سے جدا بھی نہ ہونا مراد ہے۔ چھٹے شعر کے دوسرے مصرعے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اول مخلوق ہونا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابدی حی قیوم اور آخر الانبیاء ہونا مراد ہے۔ اور شک نہیں کہ ان معانی کو کفر سے معاذ اللہ ہرگز دور کا بھی کچھ علاقہ نہیں۔ یہ معانی حقہ صحیحہ ہیں۔ تفصیل کیلئے مکتوبہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل مبارکہ صلاۃ الصفاء بنور المصطفیٰ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: بیاض شریف میوے یہ جواب اتنا ہی دستیاب ہو سکا۔

مسئلہ: علمائے دین شرعیہ متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں۔ محمد ادریس مولیہ اور اپنی حقیقی بہن جس کا نام آمنہ خاتون ہے حج شریف کو جانے والے تھے، ہر سہ اشخاص ٹیکہ لگوانے میں ونسپل آفس جارہے تھے۔ اہلیہ محمد ادریس کے موٹر سے ٹکر لگ گئی۔ جسکی وجہ سے محمد ادریس اور ان کی اہلیہ کا جانا ملتوی ہو گیا۔ آمنہ خاتون کا قصد جانے کا ہے، ان کے شوہر نے ان کو اجازت بھی دے دی ہے۔ عزیز داروں میں وہ کس کے ہمراہ جاسکتی ہیں۔

آمنہ خاتون، کرنیل گنج بندریہ کا پور

الجواب: اللہ ہدایۃ الحق والصواب؛

مستفہ کو چاہئے کہ اپنے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کے ساتھ جس کا رشتہ کی وجہ سے شرفاً اس کیساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو جیسے بھائی بھتیجا بھانجرا چچا امول وادانا نا۔ لیکن یاد رہے کہ چچا زاد امول زاد خال زاد چھو پھی زاد بھائی بھتیجا بھانجرا چچا امول وادانا نا شرفاً محرم نہ ہوں گے۔ مگر ایسے محرم رشتہ دار ساتھ جانے کے لئے نہ بل سکیں تو اپنے شوہر کو ساتھ لے جانے کے لئے طیارہ کرے۔ بغیر اس کے جانا، جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فیروز الہی فتح عبید الرحمن محمد حنمت علی خاں قادری برکاتی رضوی لکھنؤی غفرلہ والہویر والہم واخوانہ واتباء ربہ المولیٰ العزیز القوی۔ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۸۵ء محلہ بھونیاں بلی بھیت

مسئلہ:

۸۹؎ کیا فرماتے ہیں علمائے الجہنت و مفتیان دین و ملت کثر جم اللہ تعالیٰ و نصر جم اس مسئلے میں کہ آجکل اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان کی رویت ہلال کے اعتبار سے ایک دن پہلے ہی حج کرا دیا جاتا ہے جو لوگ اس اعتبار سے حج کرتے ہیں ان کا حج ادا ہو جاتا ہے یا نہیں اور اختلاف مطاع معتبر ہے یا نہیں بینوا لوبرہا۔

المستفتی: سید نیاز احمد قادری رضوی غفرلہ، ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور
الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

اختلاف مطاع تو قول صحیح و مفتی پر مذہب حنفی میں مطلقاً معتبر نہیں، لیکن صورت مستفسرہ میں مسلمانان اہلسنت کا حج بفضل اللہ سبحنہ و تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم بحکم شریعت مطہرہ جائز و صحیح ہو جاتا ہے۔ علامہ سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے دربارہ ضحیہ اختلاف مطاع معتبر ہونے کو ظاہر بتایا۔ اور بطور استدلال فرمایا یُنْفَخُ مِنْ كَلَامِهِمْ فِي كِتَابِ الْحَجِّ أَنَّ اخْتِلَافَ الْمَطَاعِ فِيهِ مُعْتَبَرٌ فَلَا يُلْزَمُهُمْ شَيْءٌ لَوْ ظَهَرَ أَنَّهُ رُؤِيَ فِي بَكَّةَ أُخْرَى قَبْلَهُمْ بِيَوْمٍ۔ اس کے جواب میں حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ مبارکہ کسبی بنام تاریخی "طریق اثبات الہلال" (۲۰ ھ ۱۳) کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

”أَمَّا مُسْئَلُكَ بِهٖ مَنْ مَسْئَلَةُ الْحَجِّ فَأَقُولُ لَا حُجَّةَ فِي هَٰذَا إِنَّمَا فِي مَا أَرَى لِدَفْعِ الْخُرُوجِ الْعَظِيمِ وَنَظِيرُ مَا فِي التَّنْوِيرِ وَالذِّكْرِ تَبَيَّنَ أَنَّ الْإِمَامَ صَلَّى بِغَيْرِ طَهَارَةٍ تَعَادُ الصَّلَاةُ دُونَ الْأُضْحِيَّةِ لِأَنَّ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ قَالَ لَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ إِلَّا الْإِمَامُ فَصَلُّوا وَصَلُّوا شَرَّ بَانَ أَنَّهُ يَوْمَ عَرَفَةَ أَجْزَاءُ نَهْمِ الصَّلَاةِ وَالْأُضْحِيَّةِ لِأَنَّهُ لَا يُسَكَّنُ التَّخَوُّزُ عَنْ مِثْلِ هَٰذَا الْخَطَا فَيُحْكَمُ بِالْجَوَازِ صِيَانَةً لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ زَيْلِي أَهْلُ مَخْصَصٍ“
حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تحقیق ایت سے ثابت ہو گیا کہ اختلاف مطاع تو شرعاً

حج کے بارے میں معتبر نہیں نہ تو قربانی کے بارے میں اس کا اعتبار لیکن صورت مذکورہ سوال میں لا کھوں
مسلمانوں کی جماعت پر سے حرج شدید و عظیم کو دفع کرنے کیلئے شریعت مطہرہ ہی حکم صادر فرمائیگی کہ حج
صحیح و جائز ہو گیا۔ واللہ ورسولہ اعلم بحال جلالہ ووصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ
فقیر الوافع عبید الرحمن محمد شمت علی خاں قادی بک قادی بک رضوی لکھنوی
وسلم۔

غفرلہ وللاہویہ واولادہ واولادہ واحبابہ ربہ القوی
دوم شوال مکرم ۱۳۴۲ھ چہار شنبہ ۲۶ مئی ۱۹۵۵ء

مسئلہ:

بخدمت حضرت مولانا مفتی مولوی محمد شمت علی خاں صاحب پبلی بھیت
عبد المجیب عبد اللطیف بھٹا کی طرف سے دست بدست عرض یہ کہ میں خیر و عافیت سے ہوں
اور آپ کی خیر و عافیت بارگاہ الہی سے نیک چاہتا ہوں۔ نیچے لکھے ہوئے مسئلے کا جواب فرمادینا۔
ایک لڑکے کو حج کیلئے جانا ہے اس کی شادی ہو گئی ہے اس کا والد خدائے تعالیٰ کی رحمت کو پہنچ گیا
اس کی والدہ زندہ ہے اس کی بڑی ماں زندہ ہے۔ اس کے تین بھائی ہیں ایک عمر لائق ہو گیا ہے۔ اس کی
شادی باقی ہے اس کی شادی حج کے اول کر دے گا تو وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں؟ فتوے کے ساتھ جواب
فرمادینا۔ جواب کتابوں کے حوالے سے مہر لگا کر بھیج دینا۔

خاکسار غلام عبد المجیب عبد اللطیف بھٹا۔ بڑا محلہ اٹلیٹیا۔

الجواب: اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔

حج واجب ہونے کے شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس سفر خرچ اور سواری کے
مصارف اس کی حاجت سے فاضل ہوں۔ یعنی مکان و لباس و خادم اور سواری کا اور جانور اور پیشے کے
اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین سے امتنا زاد ہو کہ سواری پر مکہ منظرہ چلے اور وہاں سے سواری پر
واپس آئے۔ اور جانے سے واپسی تک خیال کے نفقہ اور مکان کی مرمت کیلئے کافی مال چھوڑ چلے اور
چلے اور جانے اور آنے میں اپنے نفقہ میں اہل و عیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے نہ کی ہونا سزا۔
عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر واجب ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں
کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔ کما هو مصرح فی الکتاب المستطاب بہار شریعت عرب

الدر المختار و الفتاویٰ العلمگیریہ۔ جس لڑکے کے متعلق سوال میں استفسار ہے اسکی حالت ایسی ہے تو اس پر حج فرض ہے ورنہ نہیں۔

نیز اس کے لئے شرط ہے کہ اپنی والدہ کی اور جن بھائیوں کی کفالت اسکے ذمہ ہے ان کی خدمت و حفاظت کا معقول انتظام کر کے جاسکے۔ اگر وہ اس امر کے حاجت مند ہیں انھیں جس کی بسر و قسات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہو گئی کہ اس میں سے اپنے جانے لے کے کا خرچہ اور اس کے یک ماہ بچوں کی خوراک پوشاک نکالے تو اتنا باقی رہے گا کہ اس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گذر کے کر سکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں۔ اگر وہ کا شتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے۔ اور پیشے والوں کیلئے ان کے پیشے کے سامان کے لائق بچہ ضروری ہے ورنہ حج فرض نہ ہوگا۔ کما هو منصوص علیہ فی بہار شریعت عن الفتاویٰ الہندیہ والدر المختار و الفتاویٰ العلمگیریہ و اللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و سلم۔

نقیح البوا الفتح عبید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ

محلہ بھونچال پبلی بھیت، چہار شنبہ ۱۵ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۶۹ھ

۳۰ اگست ۱۹۵۸ء



مسئلہ:

حضور پر نور شیر بیشہ سنت قبلہ مدظلہم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک مسئلہ میں فقیر سخت حیران ہے کہ وہ مینڈھایا بھیڑ جس کی خلقۃ دم نہویا نسل بعد نسل دم نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں۔ خلقۃ کان نہ ہونے کا جزئیہ تو بل جاتا ہے کہ وَالَّتِي لَا اُذُنَ لَهَا فِي الْخَلْقَةِ اور اوپر لکھا ہے لَا يَجُوزُ يَعْنِي يَهِي نَا جائز ہے۔ مگر دم کے متعلق تصریح نہیں کیا اسی پر قیاس کر لیں۔ اور ہمیں قیاس کرنے کا حق ہے تو وَيَجُوزُ بِالْجَمَاعِ الَّتِي لَا قَرْنَ لَهَا پَر کیوں نہ قیاس کر س کہ اس میں تیسیر بھی ہے۔ بنیو القوجروا۔

المستفتی مولوی محمد طیب صاحب از شریفور۔

الجواب اللہم ھذا ایۃ الحق والصواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ۔ وہ مینڈھایا بھیڑ جسکی خلقۃ دم نہویا نہیں اس کی قربانی جائز نہیں۔ البتہ اگر دم نہ ہو لیکن خلقۃ بہت ہی چھوٹی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ ہمارے فقہائے کرام رحمہم اللہ الملک المنعم نے ایک قاعدہ کلیہ تحریر فرمادیا ہے کہ عیب قلیل مانع قربانی نہیں۔ دوسرا قاعدہ کلیہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو عیب گوشت کو نقصان نہ پہنچائے وہ بھی عیب قلیل ہے۔ مبسوط امام شمس الاممہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد دوم مطبوع مصر ص ۱۰ پر ہے۔ وَالْإِسْبِیْرُ مِنَ الْعِیْبِ غَیْرُ مَانِعٍ لِأَنَّ الْحَيَوَانَ قَلَمَا یَخْلُو مِنْ الْعِیْبِ الْإِسْبِیْرِ مَا لَا أَثَرُ لَهُ فِي لَحْمِهَا۔ یعنی اور عیب قلیل مانع نہیں کیونکہ جانور عیب قلیل سے بہت کم سالم رہتا ہے تو جس عیب کا اثر اس جانور کے گوشت میں نہ ہو وہ قلیل ہے۔ اور دم کا قطعانہ ہونا یقیناً گوشت کا کم ہونا ہے۔ دگرے کا گوشت بہت چکنا اور لذیذ و مرغوب ہوتا ہے۔ فلہذا دم کا قطعانہ ہونا یقیناً مانع قربانی ہے۔ مبسوط کی اسی جلد دوم صفحہ ۱۰ پر عجفاء یعنی قربانی کے اس جانور کے متعلق جسکی ہڈیوں کے اندر مغز باقی نہ رہے فرماتے ہیں۔ لِلَّهِمَّ الَّذِي رَوَيْتَ وَأَلَانَّ هَذَا عِیْبٌ فَاحِشٌ مُؤَثِّرٌ فِي لَحْمِهَا۔ یعنی اس کی قربانی جائز نہیں۔ اس حدیث ممانعت کے سبب جس کو ابھی ہم نے روایت کیا اور اس لئے کہ یہ ایک ایسا کھلا ہوا عیب ہے جو اس کے گوشت میں موثر ہے۔ اور اگر بالفرض قیاس ہی کرنا پڑے تو الْجَمَاعِ الَّتِي لَا قَرْنَ لَهَا پر اس کا قیاس نہیں ہو سکتا کیونکہ فارق موجود ہے۔ سینگ ماکول نہیں اور

دم یقیناً ماکول ہے تو اس کا قیاس پھر کان یا سرن وغیرہ اعضاء ماکولہ اللحم ہی پر ہوگا اور پھر وہی حکم منع ظاہر ہوگا۔ سینک کے متعلق مبسوط جلد دوم صفحہ ۱۱ میں ہے۔ وَأَمَّا الْجِمَاعُ فَلَا نَّكَاحَاتَ مِنْهَا عَزِيزٌ مَّقْصُودٌ لِأَنَّ الْأَصْحِيَّةَ مِنَ الْإِبِلِ أَفْضَلُ وَلَا قَرْنَ لَهُ۔ یعنی جماع کی قربانی اس لئے جائز ہے کہ جو چیز اس میں موجود نہیں یعنی سینک وہ قربانی سے مقصود نہیں کیونکہ ادمت کی قربانی افضل ہے حالانکہ اس کے سینک نہیں ہوتے مگر یہاں تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں قواعد کلیہ موجود ہیں۔ اور حضرات فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشاد فرمائے ہوئے قواعد کلیہ کو کسی جزئیہ پر منطبق پا کر وہی حکم اس جزئیہ پر صادق کرنا یہ وہ قیاس نہیں جو حضرات مجتہدین و فقہائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص ہے۔ پھر اس مسئلہ میں تو خاص جزئیہ بھی موجود ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۸ میں ہے۔ وَلَوْ ذَهَبَ بَعْضُ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ دُونَ بَعْضٍ مِنَ الْأَذْنِ وَالْأَلْيَةِ وَالذَّنْبِ وَالْعَيْنِ ذَكَرْنِي الْجَامِعُ الصَّغِيرُ إِذَا كَانَ الذَّاهِبُ كَثِيرًا يَمْنَعُ جَوَازَ التَّضْعِيَةِ وَإِنْ كَانَ يَسِيرًا لَا يَمْنَعُ۔ یعنی اور اگر ان اعضاء یعنی کان اور سرن اور دم اور آنکھ میں سے کسی عضو کا کچھ حصہ جاتا رہے تو جامع صغیر میں بیان فرمایا کہ اگر زائد حصہ جاتا رہے تو قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہوگا اور اگر قلیل حصہ جاتا رہے تو مانع قربانی نہ ہوگا۔ پھر پلوسنے دو سطر بعد ہے۔ وَالصَّحِيحُ أَنَّ الثَّلْثَ وَمَادُونَهُ قَلِيلٌ وَمَا زَادَ عَلَيْهِ كَثِيرٌ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خاں۔ یعنی قول صحیح یہی ہے کہ تہائی یا تہائی سے کم تو قلیل ہے اور تہائی سے زائد کثیر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے۔

مبسوط جلد ۱۲ صفحہ ۱۸ پر ہے لَا يَجُوزُ أَنْ يُضْمِيَ بِشَاةٍ لَيْسَ لَهَا أُذُنٌ فَإِنْ خُلِقَتْ كَذَلِكَ وَهِيَ السَّكَاءُ لَا تَقْطَعُ الْأَذْنَ لَمَّا كَانَ مَا نَعَا مِنَ الْجَوَازِ فَعَدُّمُ الْأَذْنِ أَصْلًا أَوَّلَى۔ یعنی ایسی بکری کی قربانی کرنا جائز نہیں جسکے دونوں کان خلقہ ہی نہ ہوں اور اس کو سکا کہتے ہیں۔ کیونکہ جب کان کا کٹنا ہو تو قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو کانوں کا سرے سے پیدا ہی نہ ہونا کان کے کثیر حصے کے کٹے ہونے کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ مانع جواز قربانی ہے۔ بسیدہ یہی دلیل اس مسئلہ میں بھی جاری کہ لَا يَجُوزُ أَنْ يُضْمِيَ بِضَائِنٍ لَيْسَ لَهَا ذَنْبٌ خُلِقَتْ كَذَلِكَ لِأَنَّ ذَهَابَ الْأَكْثَرِ مِنَ الثَّلْثِ الذَّنْبِ لَمَّا كَانَ مَا نَعَا مِنَ الْجَوَازِ فَعَدُّمُ الذَّنْبِ أَصْلًا أَوَّلَى بِمَنْعِ

الْجَوَازِ مِنْ ذَهَابِ الْكَثْرِ مِنْ ثَلَاثِهِ۔ یعنی جس بھیڑ کے خلقت ہی دم نہ ہو اس کی قربانی کرنا جائز نہیں کیونکہ جب تہائی سے زائد دم کا جاتا رہنا قربانی کے جائز ہونے کو مانع ہے تو اصل پیدائش ہی میں دم کا قطعاً نہ ہونا تہائی سے زائد دم کے جاتے رہنے کے مقابلہ میں بدرجہ اولیٰ مانع جواز قربانی ہے ہدایہ میں ہے۔ وَلَا تَجْزِي مَقْطُوعَةُ الْأُذُنِ وَالذَّنْبِ أَمَّا الْأُذُنُ فَلِقَوْلِهِ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اسْتَشْرَفُوا الْحَيْنَ وَالْأُذُنَ أَيْ أَطْلَبُوا سَلَامَتَهَا وَأَمَّا الذَّنْبُ فَلِإِنَّهُ عَضْوٌ كَامِلٌ مَقْصُودٌ فَصَارَ كَالْأُذُنِ۔ یعنی جس جب انور کا کان یا دم کٹی ہوئی ہو وہ قربانی کرنے میں کافی نہ ہوگی۔ لیکن کان ضرور ہونے کی دلیل تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا فرمان ہے کہ آنکھ اور کان ابھی طرح دیکھ لو یعنی ایسا جانور تلاش کرو کہ جس کے کان آنکھ دونوں سالم ہوں اور دم کے ضروری ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ بھی ایک پورا عضو مقصود ہے تو دم کا بھی وہی حکم ہے جو کان کا ہے اور کان کا حکم ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ سکاہ یعنی وہ جانور جس کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔ تو جس جانور کے خلقت دم نہ ہو اس کی قربانی بھی ناجائز ہوگی۔ ملاحظہ ہو مجموعہ نتائج الافکار و بدایہ و غامیہ و حاشیہ سعدی چلی مطبوعہ مطبع مصطفیٰ محمد بمصر جلد ثامن صفحہ ۷۴۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وبارک وسلم۔ فقیر الوافتح عبید الرضا محمد ختمت علیہا قادیان برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ والابویہ والہ و اخوانہ واصحابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی، عملہ بھونچاں پٹی بھیت۔ سہ شنبہ ۵ ارذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۲ھ

مسئلہ:

منجانب جلد پیمان زمرہ گنج

گزارش ہے کہ مسیحی ربیب ولد اللہ نیاز ساکن زمرہ گنج تحصیل وضع فیض آباد کی دختر لطیف النساء کا عقد چھاپ رومال پر عمر تین ماہ رسال کی تھی بقیہ تمام قصیدہ مجدد سر شکر اللہ کے لڑکے کے ساتھ ہوا تھا۔ اب لڑکی بالغ ہو چکی ہے اور اپنے کسراں جلنے سے انکار کرتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے خاوند اور کسرا وغیرہ نے دیوبندی مذہب اختیار کر لیا ہے۔ لہذا اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

المعد: نشان انگوٹھا ربیب ولد اللہ نیاز ساکن زمرہ گنج

گواہ: عبد الرشید قلم خود گواہ: لال محمد قلم خود گواہ: عبد الرؤف قلم خود گواہ: محمد قاسم قلم خود
راقم: چھیدی ساکن بازار زمرہ گنج قلم خود مودہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۶ء

میرا پتہ یہ ہے: ضلع فیض آباد۔ ڈاکا نزد جوتی سرن۔ موضع بازار زمرہ گنج پہنچ کر ربیب کو ملے۔ اس وقت میں کراچی میں ہوں۔ میرا پتہ یہ ہے۔ شہر کراچی۔ محلہ طلاق محل۔ قائم خاں کی لکڑی کی ٹال میں پہنچ کر جب علی کو ملے۔

الجواب:

اللهم هداية الحق والصواب۔ وہابیہ دیوبندیہ وغیرہ کے مذہبی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تائید میں اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں لکھی ہیں۔ جہاں کوروی نے اپنے اخبار انجم بلد ۱۰ نمبر ۱۱ صفحہ ۶ پر لکھا۔

”اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف کرنا حرام ہے۔“

مشرقی تھانوی نے خط الایمان صفحہ ۸ پر لکھا۔

”اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید

و عمرو بلکہ ہر صبی و منوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔“

خلیل احمد انجمنی و رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ صفحہ ۱۵ پر لکھا۔

”شیطان و ملک الموت کو یہ دست نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص

قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرنے کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

قاسم نانوتوی نے تہذیر الناس صفحہ ۳ پر لکھا۔

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

اور صفحہ ۳۷ پر لکھا۔

"اسی طور پر آپ کی خاتمیت کو تصور فرمانے کے آپ بوصف بوصف نبوت بالذات میں اور سوا آپ کے اور نبی بوصف بوصف نبوت بالعرض اور دل کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔"

صفحہ ۱۳ پر لکھا۔

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

صفحہ ۲۸ پر لکھا۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔"

ان عبارتوں کا واضح و صاف و صریح مطلب یہی ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اس کے کسی محبوب کسی نبی کسی رسول کی تعریف کرنا بھی حرام ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ان کے رب پر عمل جب لازم ہے جو غیبوں کا ظہر عطا فرمایا اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ شیطان اور ملک الموت کے علم کا وسیع ہونا تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم کا وسیع ہونا کسی نکتہ دلیل سے ثابت نہیں۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو وسیع ماننے والا تو قرآن و حدیث کے مطابق کہتا ہے البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا مشرک ہے۔ قرآن عظیم میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس کے معنی یہ سمجھنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو ناہنجہ لوگوں کا خیال ہے۔ مجدد اور لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ نالائقوں کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور کو بغیر کسی نبی کے واسطے کے نبوت ملی اور ہر ایک نبی کی نبوت حضور کے فیض سے ہے۔ لہذا حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے زمانے کے بعد

مسئلہ ۱۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی تھے ہیں۔ دونوں کے پاس ایک ایک لڑکی ہیں۔ ایک لڑکی کی عمر بارہ سال ہے دوسری لڑکی کی عمر دس سال ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی کی تاریخ ایک ہی دن مقرر ہوئی۔ دونوں لڑکے مقررہ وقت پر حاضر ہوئے۔ بارہ سال والی لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے امام صاحب نے پڑھا دیا جسکی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی مقررہ کر دیا خطبہ نکاح پڑھ دیا۔ بعد کو دونوں تھقی بجائیوں میں جھگڑا ہونے لگا کہ نکاح میری لڑکی کا اس لڑکے کے ساتھ کیوں پڑھا گیا اس کی بات چیت دوسرے لڑکے کے ساتھ ہوئی تھی۔ امام صاحب نے فرمایا اس لڑکے سے زبردستی طلاق دلو اگر پندرہ منٹ کے بعد دوسرے لڑکے کے ساتھ نکاح پڑھ دیا۔ تو یہ نکاح جائز ہے؟ اس کی عدت نہیں؟ مہر نہیں ہے؟ اور امام صاحب کا نکاح نہیں ٹوٹا؟ کیا ایسے امام کے پیچھے جمعہ جماعت یا عیدین کی نماز جائز ہے؟ بینوا تو جبروا۔

سائل محمد شفیق پودھری خنی سنت و جماعت ساکنہ ہنودہ پوسٹ شہرت گڑھ ضلع بستی

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

صورت مسئلہ میں بظاہر پہلا نکاح منعقد ہی نہیں ہوا تھا۔ قاضی نے گاؤں والوں کے اطمینان قلب کیلئے طلاق دلائی اور دوسرا یعنی دوبارہ نکاح منعقد ہو گیا اور اگر قاضی مصل وکیل تھا اور اذن عام یا اذن خاص اسی طرح کیلئے ماحصل کیا تھا تو پہلا نکاح منعقد ہو گیا تھا مگر طلاق ہو گئی۔ اور ایسی طلاق جو بغیر جماعت یا خلوت صحیحہ کے ہو تو اس میں شرعاً عادت نہیں ہے۔ خود قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ لَمْ تَكُنْ لَکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ تُمْسُوْهُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْہُنَّ مِنْ عِدَةٍ تَعْتَدُوْنَہَا ۚ لَہَا ۙ اِسْ طَلٰقُ ۚ کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح جائز ہو گیا اور اس قاضی کی اقتدا میں نماز جائز ہے اگر وہ کسے صحیح العقیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم جل جلالہ ووصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادری رضوی غفرلہ۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی شادی ایک عورت سے کرنا چاہتا ہے۔ چند مخالفین کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے باپ کے لطف سے نہیں ہے بلکہ والد کے لطف سے پیدا ہے۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جاوے کہ وہ زنا ہی سے پیدا ہے تو زید اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے؟ اس کا نکاح جائز ہوگا یا حرام؟ فقط المستفتی: عبد الغفور خاں خزانچی، محلہ قندھاری بازار فیض آباد۔

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب:۔ چند مخالفین کا کہنا کہ وہ عورت اپنے باپ کے لطف سے نہیں۔ قال تعالیٰ فاذا لم یأتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ هم الکذبنون ہ بغیر ثبوت شرعی کے جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ شرعاً سخت فاسق گناہگار مستحق عذاب نارحق اللہ وحق العباد میں گرفتار اور اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو بحکم شریعت مطہرہ حد کذب یعنی آٹھ کوڑوں کے سزاوار ہیں۔ اگر بالفرض ان کا یہ کہنا ثبوت شرعی ثابت ہو بھی جائے تو بھی کسی عورت کا ولد الزنا ہونا اس کے ساتھ نکاح کئے جانے کا شرعاً ہرگز مانع نہیں جو شخص ایسے نکاح کو حرام و ناجائز بتاتا ہے وہ اپنے حق سے نئی شریعت کر لیتا ہے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر افتراء جڑتا ہے۔ قال تعالیٰ و المتحصنات من النساء و قال تعالیٰ ولا تقولوا لم یأتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ هم الکذبنون ہ و هذا احرام یفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی الکذب لا یفلحون ہ یہ نکاح شرعاً جائز اور اس کو حرام کہنے والوں پر تو بہ فرض ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ فقیر الباقی عبید الرضا محمد ثمت علی خاں تادی رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ۔ ساکن محلہ بھور سے خاں پبلی بھیت۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ روز کھنبہ، ۱ جون ۱۹۵۸ء

استفتاء: تاء:

از: طفیل احمد، احمد حسین

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان شرع عظام حسب ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر نے ہندہ کو تحریری طلاق دے دی جس کو تقریباً ۹ ماہ ہو گئے ہیں۔ عورت حاملہ تھی اب ۶ یا ۷ یوم ہوئے کہ ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ہندہ کے ساتھ بکر نکاح کرنا چاہتا ہے، کر سکتا ہے یا نہیں؟ جو حکم شرعی ہو ارشاد کیا جاوے۔ بنیواؤ تو جروا۔ ہندہ کو حمل بکر سے تھا کیا حکم ہے؟

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

حمل مذکور فی السؤال کو بغیر ثبوت شرعی کے بکر کا حمل بتانا شرعاً گناہ و حرام ہے، اس سے توبہ فرض ہے۔ بکر و ہندہ نے اب تک باہم جو حرام تعلقات رکھے ان سے بھی دونوں کو توبہ فرض ہے۔ لڑکا پیدا ہوتے ہی ہندہ کی عدت ختم ہو گئی، بکر کا اب اس سے نکاح کر لینا شرعاً جائز و حلال ہے۔ مسلمانوں کو اس نکاح میں شریک ہونا بھی جائز ہے۔ البتہ نکاح کے بعد بکر کو ہندہ سے جماع کرنا اسوقت حلال ہوگا کہ ہندہ نفاس سے فارغ ہوئے۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَنْ یَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَقَالَ سُبْحَانَهُ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَیْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ۔

واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر الموفق عبید الرحمن محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہ محلہ بھونچال پبلی بھیت

مسئلہ:

قبل جناب مولوی حشمت علی خاں صاحب السلام علیکم۔ التماس خدمت میں یہ ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو ایک مرتبہ مارا اور کہا کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ آج سے تو میری عورت نہیں ماں مکر رہا ماں۔ اس کے دو یا تین مہینے کے بعد پھر مارا اور کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی۔ دو مرتبہ کہا اور باہر چلا گیا۔ عورت زید کے یہاں رہتی رہی۔ کچھ دنوں کے بعد عورت اپنے ماں باپ کے یہاں چلی آئی پھر زید کے یہاں نہیں گئی۔ تین برس کا عرصہ ہو گیا زید اس درمیان میں بیوی کو لینے آیا۔ اب زید کہتا ہے کہ طلاق نہیں ہوئی، عورت کہتی ہے کہ ہو گئی۔ برائے کرم اطلاع بخشے کہ آیا طلاق

ہو گئی یا نہیں۔ رجب علی خاں ساکن پہلی بھیت محلہ شیر محمد، ۱۰ ستمبر ۱۹۵۰ء

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب۔ صورت متفسرہ میں زید کی بیوی پر حکم شریعت مطہرہ دو طلاق واقع ہو گئیں بشرطیکہ پہلی مرتبہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں۔ کے بعد عدت کے اندر رجعت کر لی ہو ورنہ وہی ایک طلاق ہوئی دوسری لکھ ہو گئی۔ پہلی صورت میں اگر دوبارہ جب زید نے کہا میں نے تجھ کو طلاق دی طلاق دی اس کے بعد عدت کے اندر تو لا و فعلاً رجعت کر لی تو اس کی مذکورہ بیوی بدستور اسکی بیوی ہے۔ ورنہ دوبارہ نئے مہر پر عورت کی رضا سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ پہلا مہر اس کے علاوہ واجب الادا ہو گیا۔ دوسرے نکاح میں عورت کو اختیار ہے جس قدر مہر پر چاہے راضی ہو اور زید بہر حال صرف ایک ہی طلاق کا مالک رہ گیا۔ یعنی اب اگر صرف ایک طلاق دے گا تو اس کی مذکورہ بیوی پر مغلط طلاق ہو جائے گی کہ بغیر حلالہ ہرگز حلال نہ ہو سکے گی۔ اور اگر پہلی ہی طلاق کے بعد عدت بے رجعت گذر گئی تو زید دو طلاق کا مالک رہے گا۔ طلاق کی عدت کتب فقہ میں دیکھو۔ رجعت اس بات کو کہتے ہیں کہ عورت کو اپنے نکاح میں واپس لے خواہ زبان سے کہے کہ میں نے اپنے نکاح میں واپس لے لیا یا اس کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ رجعت کے لئے عورت کا راضی ہونا ضروری نہیں۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔ ولو قال توذن من نئی لا یقع وان نوى هو المختار کذا فی جواهر الاخلاطی۔ اسی میں ہے۔ فی محیط السرخسی ولو طلقها ثم قال لھا دامت تقعد اخرى ولو قال وادھ است لا تقعد اخرى۔ طلاق کی عدت نابالغہ اور آنکھ کے لئے تین ماہ حاملہ کیلئے وضع حمل اور بالغہ غیر آنکھ کے لئے تین حیض ہیں کہ طلاق کے بعد سے یکے بعد دیگرے شروع ہو کر ختم ہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وعلیہ السلام تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر ابوالفتح عبید الرحمن محمد شمس علی خاں قادری رضوی لکھنؤی عھدہ دلا بویہ والہم واخوانہ واجابہ ربہ القادر القوی محلہ بھورے خاں پہلی بھیت۔

۲۸ شعبہ ۳۸، زلیقۃ الحرام ۱۳۶۹ھ، ۱۲ ستمبر ۱۹۵۰ء

مسئلہ:

بعض پیر روشن ضمیر ہادی راہ حق الیقین دریا کے رحمت خداوند دولت عظیم البرکت عالمی دین و ملت، دین و دنیا میں ہمارے مددگار آقائے نعمت گرامی منزلت عالی مرتبت حضرت والا درجہت ملک العلماء دامت برکاتہم الدالہ السلام علیکم۔

سرکار عالی میں یہ کترین عرض کر رہا ہے کہ ایک باپ کے دو لڑکے ہیں اور دونوں کے بال بچے ہیں دونوں کے بعد دیگرے پڑھیں گئے۔ دونوں اپنے والدین اور بی بی بچوں کی خدمت و کھانا کپڑا شملات میں دیتے رہے۔ یعنی جب ایک نوکری کرنے جائے تو وہ والدین اور اپنے بچوں اور بھائی کے بھی بچوں کو بھی خدمت و پرورش کرے۔ کچھ زمانہ ایسا چلا، ایک مرتبہ بڑا لڑکا پردیس ماں باپ کی جوری سے گیا خدا و رسول کی نامرضی کہیں پڑیس میں نوکری نہ ملی۔ پھر ملتے ملتے ملی تو جان بوجھ کر چھوڑ کر چلا آیا۔ دو تین بار پھر جوری سے گیا۔ اس طرح قرض کا بوجھ ہو گیا سبھوں کے اوپر۔ چھوٹا لڑکا جب نوکری پر گیا مرضی سے وہ جتنا قرض تھا ادا کیا اور کچھ سامان بھی گھر گرسٹی کا بنوایا۔ کچھ دن بعد بڑے لڑکے کے بیٹے نے بھی باپ کا ایسا کام کر کے قرضہ کروایا۔ اب دونوں بیٹوں میں نا اتفاقی ہونے لگی۔ تو حضور میں عرض ہے کہ۔

(افس) یا پ اپنی ملکیت کا برابر برابر حصہ کر کے دونوں بیٹوں میں تقسیم کرے۔ یا گھر میں جتنا سامان اور چیزیں ہیں انھیں کا برابر حصہ کر کے دونوں میں تقسیم کرے۔

(ب) بڑے لڑکے کے بیٹے نے جو قرضہ کیا ہے اس کو کون ادا کرے۔ چونکہ گھر میں ہر وقت جھگڑا لگا رہتا ہے۔ لہذا حضور میں نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ جیسا شریعت مطہرہ کا حکم ہو تحریر فرما کر جلد از جلد ارسال فرمادیں۔ حضور کے کرم نامہ کا منتظر ہوں۔ اور غلام عیلائی (غریب زادے) کیلئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ اورا علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقے میں شفا رکھی عطا فرمائے اور یہاں والد ماجد اور تمام سنی بھائی حضور میں سلام عرض کرتے ہیں اور حضور و مائے خیر فرما کر ہم غریبائے اہلسنت کی رہبری فرمادیں۔ فقط

الراقم: غلام اللہ نظرباب رضا محمد علی قادری رضوی عفی عنہ۔ اس خط میں غلطی کو حضور بخدا معاف فرمادیں۔ بہت محمد علی ساکن ہریرہ پور ڈاکخانہ بسیر گنج ضلع سٹلٹا پور۔ ۲۶ جولائی ۱۳۵۷ھ

الجواب اللہم ھدایۃ الحق والصواب:

جبکہ دونوں بھائی اپنے اہل و عیال سمیت اپنے باپ ہی کے ساتھ اسی کی سرپرستی میں رہتے تھے تو اب تقسیم کے وقت باپ کو گھر کے سب سامان سب چیزیں وغیرہ اپنی ساری ملکیت اپنے دونوں بیٹوں پر برابر تقسیم کرنا چاہیے۔ جو قرضہ ہو گیا ہے وہ بھی دونوں پر برابر تقسیم ہو۔ نصف قرضہ بڑا بیٹا ادا کرے نصف چھوٹا ادا کرے۔ جب نفع میں دونوں برابر کے شریک ہیں تو نقصان میں بھی دونوں کو برابر ہی کے شریک کرنا چاہیے۔ البتہ تقسیم کے بعد ہر ایک اپنے اپنے منافع کا تنہا مالک اور اپنے اپنے نقصانات کا اکیلا ذمہ دار ہوگا۔ کیونکہ تقسیم سے قبل ساری کماٹی شرعاً باپ ہی کی ہے۔ اور اس کے بیٹے اس کے معین ہیں تو اس کو چاہیے کہ تقسیم میں دونوں بیٹوں کے درمیان انصاف کرے۔ ردالمحتار میں فتاویٰ ثمریہ سے ہے

لَوْ اجْتَمَعَ اَحْوَالٌ يَعْلَمُونَ فِي تَرْكَةِ اَبٍ يَهُمُّ اَنْهَا لِلْاَبِ هُمْ سَوِيَّةٌ وَ
لَوْ اخْتَلَفُوا فِي الْعَمَلِ وَالْاَرَايِ۔ پھر اسی میں ہے الْاَبُ وَابْنُهُ يَكْتَسِبَانِ فِي
صَنْعَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَمْ يَكُنْ لِهَمَّا شَيْءٌ فَالْكَسْبُ كُلُّهُ لِلْاَبِ اِنْ كَانَ
الرَّبُّ فِي عِيَالٍ لِّكَوْنِهِ مُعِينًا لَّهِ۔ واللہ در سولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ فقیر البوافتح عبد الرضا محمد شمس علیا قادری رضوی لکھنوی غفرلہ و لا بوہ
وانخوانہ واجبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی ساکن محلہ بھوڑے خاں پبلی بھیت
چہار شنبہ پشور دہم ذی القعدۃ الحرام ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۵۱ء

مسئلہ:

محترم جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرمی بدست بہتہ عرض
خدمت عالی میں یہ ہے میں نے ایک کتاب دہلی سے منگائی ہے جسکی قیمت پھر روپے آٹھ آنے ہے
کتاب کا نام فلاح دین و دنیا ہے۔ بتلایا گیا ہے اس کتاب میں اہلسنت جماعت کے عقائد
اعمال نیروظائف واشغال پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں اور اسلامی عبادات معاشرت اور معاملات
کے دو شعبہ کے متعلق تمام ضروری دس ہزار سے زیادہ دینی اور دنیاوی مستند مسائل کو درج کر دیا گیا ہے
اور یہ بھی بتلایا گیا ہے عربی کی ساٹھ سے زیادہ مستند اسلامی کتابوں کی مدد سے اس کو شائع کیا گیا ہے
اس کے مؤلف مولانا مولوی محمد علی خاں صاحب مرحوم رامپوری ہیں۔ اس کا سابق ایڈیشن ختم ہو جانے کی

وہ سے ایک عرصہ کے بعد یہ دوسرا ایڈیشن طبع کیا گیا ہے۔ اس کتاب پر جناب مولینا سید ظہور احمد صاحب شاہجہاں پوری نے بھی نظر ثانی فرمائی ہے۔ ناچیز ان حضرات سے ناواقف ہے۔ اس لئے یہ معلوم کرتا ضروری ہے کہ یہ صاحبان اپنی تحریر کے مطابق اہلسنت و جماعت ہیں یا نہیں، اس کتاب پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے مطلع فرمائیے۔ کتاب کا پتہ پیش خدمت ہے۔ دین و دنیا پبلشنگ کمپنی لاہور۔
جامع مسجد دہلی۔ اس سلسلہ میں حضرت سے دو رسالوں کے منطوق بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ رسالہ "آستانہ" جو دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ دوسرا رسالہ "سلطان المشائخ" جو لاہور سے نکلتا ہے۔ ان رسالوں کا تعلق کن عقائد سے ہے۔ معلوم ہوا ہے ان رسالوں میں اکثر مسائل آتے رہتے ہیں۔ اور دینی واقعات درج ہوتے ہیں جن سے معلومات بہم پہنچائی جاتی ہے۔ قرآن عظیم اور احادیث محدث کے تربتے بھکا درج ہوتے ہیں۔ ان رسالوں کے مطالعہ کرنے میں حرج تو واقع نہ ہو گا۔ حضرت سے معلومات ضروری ہے۔ چونکہ جراثیم مختلف قسم کے پھیلے ہوئے ہیں۔ کترین کو جواب سے شرف فرمائیے۔ واپسی جواب کیلئے لفافہ میں دو آنے کے ٹکٹ حاضر خدمت ہیں۔ پتہ سید مصطفیٰ علی کنفشر محمودی بلاک ۱۵، بابٹی روڈ دوسرا مالاروم نمبر ۲۴ کمائی پورہ پہلی گلی ممبئی ۲۰

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب: کتاب "فلاح دین و دنیا" فقیر کے مطالعہ میں نہیں گذری۔ بغیر دیکھے اس کے متعلق کوئی صحیح رائے کیونکر قائم کی جاسکتی ہے۔ رسالہ "آستانہ" دہلی میں وہابیوں دلیو بندیوں کے مضامین جی کہ حکیم الامتہ الدیوبندیہ مجدد الملتہ الاولیاء سے اشرف فعلی تھانوی کے مدائح و مناقب اور اس کی کفری تصانیف کے اشتہارات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مسائل فقہیہ بھی اس میں غلط چسپ جاتے ہیں۔ رسالہ "سلطان المشائخ" لاہور کے متعلق معلوم نہیں کس قسم کے خیالات کی اشاعت کرتا ہے۔ سائن کو چاہئے کہ مسائل فقہیہ کیلئے کتاب مستطاب "ہدایہ شریعت" اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور عقائد فقہیہ صحیحہ معلوم کرنے کیلئے حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کیا کرے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعظم صلوات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وعلیٰ سلفہ وعلیٰ خاتم النبیین وعلیٰ ائمہ اہل بیت علیہم السلام۔ فقیر ابوالفتح عبید الرحمن محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ و لا یوبہ و آلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ العاد العقوی۔ جمعہ مبارکہ دم ذی الحجۃ الحرام ۱۲۶۹ھ ۵ ستمبر ۱۹۵۰ء

مسئلہ:

علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں۔

۱۔ بکر کہتا ہے کہ اس کو اللہ جانے اور اللہ کا رسول جانے۔ زید کہتا ہے کہ اس جیسے کلمہ کہنے والا مشرک ہے۔

۲۔ بکر کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام شفیع محشر ہیں۔ زید کہتا ہے کہ نہیں روز قیامت جب خدا حکم دے گا تو شفیع محشر ہوں گے۔

۳۔ بکر کہتا ہے کہ نماز میں "التحیات" میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لاتے ہیں اور حاضر سمجھنا چاہیے۔ زید اس کیلئے کہتا ہے کہ یہ باریک مسئلہ ہے۔ ایسے شخص کے توہم کرنے کیلئے میلاد کر لینا کافی ہے یا از سر نو کلمہ پڑھے؟

مسئلہ: فیاض الدین احمد صدیقی مفتی عہدہ: موضع وڈا کمانہ پکسر اوں ضلع رائے پٹی

الجواب: واللہ صرہا یتہ الحق والصواب:

"اللہ و اللہ کا رسول جانے" جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسا کہنے والے کو مشرک بنا ۱۰ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معاذ اللہ مشرک بنا نا ہے۔ احادیث کثیرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا "اللہ و رسولہ أعلم" بات بات پر عرض کرنا تو اتر کے ساتھ ثابت ہے حضور اوجہ الشافعیین احب المسفقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو دنیا ہی میں ان کے رب کریم جل جلالہ کا اذن شفاعت عطا فرمادینا ایسے قطع و یقین کے ساتھ ثابت ہے۔ جس کا انکار گمراہی و بد مذہبی ہے۔ قال تعالیٰ لَا یَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا۔ واللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے حضور اقدس شاید مشہور حاضر و موجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا حق ہے۔ جس کا مختصر مگر دل بیان مولانا ابوظہر محمد طیب صاحب سلمہ برہم کے رسالہ مبارکہ اقوال البیان بان الحبيب لا یخلفونہ زمان و لا مکان میں ملاحظہ ہو۔

یوں کہنا کہ یہ باریک مسئلہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اس فضل عظیم پر معاذ اللہ پردہ ڈالنا ہے۔ ایسا کہنے والے عموماً دہائی دیوبندی ہوتے ہیں۔ اور وہ بے دیوبندیہ اپنے عقائد کفریہ قطعیہ ملعونہ مندرجہ حفظ الایمان تھانوی مشہور برائیں قاطعہ انبیہی و فلولیٰ فلولیٰ گنگوہی

وتمخیر الناس فانو توئی صفحہ ۲ و ۱۴ و ۲۸ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً کافر مرتد بے دین ہیں۔ کیا
 ہو مصحح یہ فی الکتاب المستطاب حسام احمدین علیٰ منہما الکفر والہین۔ ایسے شخص
 کے لئے تو یہ صحیح شرعیہ کی صورت یہی ہے کہ وہ یہ عبارت لکھ دے کہ کتاب حسام الحرمین شریف میں
 تھا تو ی اشرف علیٰ اور انبیٹھی غلیل احمد اور گنگوہی رشید احمد اور نا تو تو ی قارئین پر موقوفہ اے شرعیہ کے
 مطابق یہ چاروں یقیناً کافر مرتد فیض ہیں۔ اور اس مضمون پر دستخط کر کے مسلمانانِ اہلسنت نمایندہ
 و سربراہ کار حضرات کے سپرد کر دے۔ پھر محفل میلاد شریف میں بھی اسی مضمون کو سنائے۔ کلہ پڑھ کر
 واپسی دیوبندی عقیدہ سے توبہ کا اعلان کر دے۔ اور اگر اس کی وہابیت چھپ کر شائع بھی ہو چکی
 ہے تو پھر اس مضمون کا اور وہابیت و دیوبندیت سے توبہ کا اس کی طرف سے چھپوا کر شائع کیا جانا
 بھی ضروری ہوگا۔ فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک
 و تسلم اذا عملت مئیة فاحدث عندھا توبة السیر والعلانیة والذہر و سولہ اسلم
 جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر ابو الفتح عبیدہ رضا محمد شمس علی خاں قادری رضوی لکھنؤی غفرلہ و
ساکن محلہ بھورے خاں پبلی بھیت۔ یکشنبہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ، ۱۱ جون ۱۹۵۱ء

سوانح

شیرین شکوه اهل سنت

بہارِ گارچی

مُشاہدہ مولینا حسرت علی

وَبَشِّرِ الصَّالِحِينَ الَّذِينَ إِذَا أُتُوا بِالْحَسَنَةِ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي أُوتِيَ آبَاؤُنَا مِن قَبْلُ ۖ لَنَنجُوهُنَّ أَفْوَ ۚ وَلَمَّا تُتَىٰ بِالسَّيِّئَةِ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي كُنَّا نَعْتَدُ بِكَ ۖ لَنَصْبِرَنَّ عَلَيْهَا إِنَّ هَٰذَا مِن قَبْلُ مَضَىٰ ۖ فَتَرَاهُم سَائِجِينَ لَهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ عَلَىٰ آلِهَتِهِمْ وَلَهُمُ الْإِسْلَامُ الَّذِي فِيهِ يَحْتَظِرُونَ ۚ

第 1 步: 数据清洗

تاریخ	روز
-------	-----

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم منارة للهدى، وهدى إلى صراط مستقيم.

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

عَلَيْكُمْ سَلَامٌ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ

پیشکش کریں

مسئلہ:

۴۸۶/۹۲ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و مفتیان دین و ملت دامت برکاتہم اعلیٰ مسئلے میں کہ چارے گاؤں میں ایک مولوی آگیا ہے جس کا نام محمد صدیق عرف بن ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ وہ عبدالشکور کا کوردی کامرید و معتقد بھی ہے۔ تو ضرعاً اس کے پیچھے نماز پڑھنا، اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا کیسا ہے۔ اور سنی مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے؟ بینوا تو جروا۔

المستفتی: محمد اسحاق خاں، ساکن موضع صحبتیا بازار ڈاکخانہ صحبتیہ بازار ضلع ہراج شریف

الجواب: اللہم ہدایۃ الحق والصواب:

عبدالشکور کا کوردی ایڈیٹر النعم دیوبند دہرم کا پرچارک، و بابی مت کا اُپدیشک ہے۔ دیوبند دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدائے قدوس معاذ اللہ جھوٹا ہے (فولٹے فتوے لنگوٹی)۔ خدائے پاک جل جلالہ پوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، ظلم کر سکتا ہے، جاہل ہو سکتا، جتنے اچھے بُرے گندے گھنوںے کام بندے کر سکتے ہیں خدا بھی سب اچھے بُرے گندے گھنوںے کام کر سکتا ہے۔

(تذکرۃ الخلیل ص ۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم کا وسیع ہونا ثابت نہیں لیکن شیطان ملک الموت کے لئے علم کا وسیع ہونا ثابت ہے۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد انبلیٹی ص ۵۵)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جو بعض غیبیوں کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کیلئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اثر فعلی تھانوی ص ۵)

حضور کے زمانے میں کسی اور جبریدی نبی کا پیدا ہونا حضور کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ (تحذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۱۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بعد بھی نئے پیغمبروں کا پیدا ہونا بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔ (تحذیر الناس ص ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصف خاتم النبیین فرمایا اس کے

یہ معنی سمجھنا کہ حضور سب سے پیچھے بنی ہیں تا سمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ مجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ (تخذیر الناس ص ۲۱)

اس زمین کے علاوہ باقی چھ زمینوں میں سے ہر ایک زمین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کابل مثل ایک ایک خاتم النبیین ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا نام بھی محمد رسول اللہ ہے (تخذیر الناس ص ۲۱)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پچاس سال کی عمر شریف تک ایمان قطعاً ہے غیر تہذیب اطلاق سے بالکل غافل، تدبیر منزل یعنی گھر کے کاروبار کیونکر ہوتے ہیں اس سے یکسر ناواقف، سیاست مدائن سے ہر طرح لاعلم تھے۔ (مختصر سیرت نبویہ عبد الشکور کاکوروی ص ۲۲)

اور آفتاب نصف النہار سے بھی زائد روشن اور آشکار ہے کہ یہ سب ناپاک نجس ملعون کلمات عقائد ضروریہ دینیہ کا انکار اللہ واحد قدوس جل جلالہ کی تکذیب، حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہیں۔ اسی طرح حضور اقدس سید المصلحین علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کے وصف علم غیب سے مطلقاً انکار کرنا بھی عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ ۚ يَنبِئُ الْغَيْبَ كَمَا يَنبِئُ الْوَاسِعَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔ اور اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكَ عَلَى الْغَيْبِ ۚ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِن رَّسُلِهِ مَن يَشَاءُ ۚ يَعْنِي اِسے عام لوگوں کو اللہ اس لئے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع فرمائے۔ لیکن اس کے لئے جسکو چاہتا ہے اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے۔

اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ يَعْنِي اور میرا رسول غیب کا علم عطا فرمانے پر بخیل نہیں۔ جو شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

علم غیب نہیں تھا وہ اللہ عز وجل کو چٹکارا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی بھی تکذیب کر رہا ہے۔ لہذا بحکم شریعت مطہرہ شخص مذکور فی السؤال قطعاً کا فرزند ملحد منافق زندیق ہے۔ ایسے شخص کو اس کے حالات مذکورہ پر مطلع ہوتے ہوئے نماز میں امام بنا نا حرام بلکہ کفر ہے۔ اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا حرام ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ اس کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات قائم کرنا حرام ہے۔ وہ راستے لگی میں لے تو اسکو سلام کرنا حرام ہے۔ وہ

بیمار پڑے تو اس کو دیکھنے جانا حرام ہے۔ وہ مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر ہونا حرام ہے۔ اس سے دُور رہنا اس سے اپنے کو دور رکھنا شرط فرض ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَعِمْتُمْ نَارًا وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَمَّا يُنْسِيَتُكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ؕ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَقْصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقْعُرْ عَلَى قَبْرِهِ ؕ شخص مذکور کے حالات پر مطلع ہو کر جو لوگ اس کا ساتھ دیں اسکی حمایت و طرفدار کیا کریں ان سے بھی متعلقہ شرعیہ کر لینا مسلمانوں پر حکم خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرض ہے۔ فی الحدیث الکریم عن سیدنا الرسول الرؤوف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوة والتسلیم انا کم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم و فی الحدیث الاخر عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لا تجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تنالحوھم و ان لقیتموھم فلا تسلمواعلیھم و ان مرضوا فلا تعودوھم و ان ماتوا فلا تشهدوھم ولا تصلواعلیھم ولا تصلوامعھم۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

فقیر البوافتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنؤی

غفرلہ والہویہ والہدواخوانہ وامنہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

چہار شنبہ ۲۸ ماہ فاجر ریح الآخر شریف ۱۳۴۲ھ ۷ جنوری ۱۹۵۳ء

السُّؤَالَةُ الْاِحْدِيَّةُ عَلٰی تَقِيَّةِ حَرْبِ الْاِثْنَانِيَّةِ

حضرت شیرینہ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ — شہر برن پور کے مسلمان بھائی
تعالے سب کے سب سُنی مسلمان ہیں۔ مگر کچھ دنوں سے ایک دیوبندی جو اشرافی تھا نوکی کامریہ اور خلیفہ بھی ہے ایک مسجد میں اپنے چہرے پر
تقیہ کا برقع ڈھکر لایا ہے۔ باوجودیکہ مسجد سُنیوں کی ہے اور موتی بھی سُنی ہے۔ مگر دیوبندیت کی تقیہ بازی مشہور ہے۔ برن پور اس
کے مصداق ہو گیا ہے کہ ایک پھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ لہذا مسلمانان اہلسنت برن پور میں اس دیوبندی کے
سبب ایک امتیاز عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ اب آپ حضرات علمائے اہلسنت جانشین عاشق رسول سیدنا مولانا علی حضرت امام اہل
سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنہ کے فتووں کی سخت ضرورت ہے۔ نیز حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب جہانگیر علیہ
اور حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری اور بریلی شریف سے بھی فتوے آچکے ہیں۔ مگر سنگڑوں کی تعداد میں
فتووں کی ضرورت ہے۔ فقط آپ کے رہیں سنت کے امیدوار، مسلمانان اہلسنت وجامعت برن پور ضلع بروہان (بنگلہ)۔
کیا فرماتے ہیں مسلمانے دین تقیہ ان شرع میں مسئلہ ذیل میں کہ زید مولوی اشرافی تھا نوکی کامریہ اور خلیفہ
ہے، نیز دیوبندی عقائد بھی رکھتا ہے۔ مگر کبھی کبھی سیلا و شریف کی شرکت کر کے سلام بھی پڑھ لیتا ہے لیکن ضروری نہیں
نہجھا۔ اور کھانا وغیرہ پر فاتحہ بھی کر لیتا ہے۔ لہذا اس کے پیچھے اہلسنت جماعت کی نماز جائز ہے یا نہیں۔ اور جان بوجھ
کر سُنیوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھا لیتا ہے۔ صاف صاف بیان کیجئے۔ جواب کیلئے نفاذ مع ملٹ حاضر ہے۔

الجواب: اللہم ھذا ید الحق والصواب۔ وہابیہ دیوبندیہ کے ایک پیشوا قاسم نالوتوی نے حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصف خاتم النبیین مذکور فی القرآن السبین کے اس ضروری دینی معنی
کو حضور علیہ السلام کا زمانہ تمام نبیا و سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے زمانہ نبوت کے بعد اور
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب میں آخر نبی ہیں نا سمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھ دار لوگوں کے نزدیک
غلط ٹھہرایا اور خود اپنے ہی سے اُس کے بالکل نئے معنی یہ گڑھے کہ اور نبیوں کی نبوت آپ کا فیض ہے، پر اکی نبوت
کسی اور کا فیض نہیں، آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور آپ کے ہوا اور سب نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض
ہیں۔ اور آیت مبارکہ میں خاتم النبیین سے سب پچھلا نبی مراد لینے میں خرابیاں تباہ کر یہ گڑھا کہ خود نالوتوی نے
جو معنی گڑھے میں وہی مراد لینے چاہیں اور صاف کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بلکہ خود حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اور نئے نبی جدید رسول پیدا

کافر مرتد بے دین ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب مستطاب مسیحی بنام تارنخی حسام الحرمین علی منہر الکفر والمبین) اور ہندو سہندھ و رکن و کوکن و پنجاب و برنگال و گجرات و کاٹھیاواڑ و سرحد و بلوچستان کے دو سوار مسٹھ علمائے اہلسنت مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے اجماعاً اتفاقاً اطباقاً شرعی فتوے صادر فرمائے۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف بالکل حق و درست و صحیح ہے۔ اور جو شخص اس کے حق و صحیح و درست ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ٹھنسیج ہے۔ (ملاحظہ کتاب کامل انصاف مسیحی بنام تارنخی الصوارہ الہندیہ علی حکم شیاطین الدیوبندیہ)

زید جبکہ اشرف علی تھانوی کا مرید بھی ہے اس کا خلیفہ بھی ہے، وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کفریہ بھی رکھتا ہے تو بحکم شریعت مقدسہ زید خود بھی یقیناً قطعاً کافر مرتد ملحد مذلیل بے دین ہے، اس کی اقتدا میں نماز قطعاً باطل محض ہے، اُس کے پیچھے نماز پڑھنا یقیناً حرام قطعی ہے۔ بلکہ اس کی دیوبندیت جانتے ہوئے جو شخص نماز میں اس کی اقتدا کرے گا وہ بحکم شریعت مبارکہ نیت (اقتدا کرتے ہی خود کافر مرتد بے دین ہو جائے گا۔ والعباد باللہ تبارک و تعالیٰ۔ زید کا کبھی کبھی میلاد شریف میں شریک ہو کر سلام پڑھ لینا، فاتحہ کر لینا اُسکے کھڑوا تدا کو اُس پر سے ہرگز نہ اٹھائے گا، ہرگز اس کو مسلمان نہ بنائے گا۔ جب تک وہ عقائد کفریہ دیوبندیہ سے تو بڑھتی ہوئی شریعت نہ کرے۔

اولاً — زید کا پیر اشرف علی تھانوی خود محفل میلاد مبارک میں اپنے شریک ہونے کی وجہ لکھتا ہے کہ۔

”جب میں ہند کو واپس ہوا تو طلب کرنے پر شریک ہوئے لگا۔ اور یہ عزم رکھا کہ اُن لوگوں کے عقائد کی اصلاح کی جاوے اپنا سچ مختلف مواقع و مجالس میں ہلہلہ اس کے متعلق گفت گو کرتا رہا۔ اور جتنے امور اصل سے زائد تھے سب کا غیر ضروری ہر نا اور اُن کی ضرورت کے اعتقاد کا بدعت ہونا صاف صاف بیان کرتا رہا حتیٰ کہ اس وقت میری رائے میں ان کا عقیدہ بعض کا میں تو وسط پر بعض کا قریب تو وسط کے آہنچا۔ مگر جو بدعت عادت کے عل کے ارتقا کی امید نہیں ہے۔ عدم شرکت میں اس اصلاح کی توقع ہرگز نہیں تھی۔“

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے نزدیک عقائد کفریہ وہابیہ دیوبندیہ ہی معاذ اللہ حق و صحیح ہیں۔ اور اہلسنت جنکو وہابیوں کی ”پاک اصطلاح میں بدعتی اور مرتد کا کوردی عبد الشکور کی جنس زبان میں ”رضا خانی“ کہا جاتا ہے اُن کے عقائد حقہ ایمانیہ معاذ اللہ غلط و باطل و قابل اصلاح ہیں۔ تو اس عبارت میں تھانوی نے صاف کہہ دیا کہ محفل میلاد شریف میں صرف اسی لئے میں شریک ہوتا ہوں کہ محفل میلاد شریف میں جو بھولے بالے نسید

سادے سنی مسلمان ماحضر ہوتے ہیں ان کو محبت سے پیار سے آہستہ آہستہ دہائی بناؤں۔ اگر میں تہیہ نہ کرتا اور محفل میلاد شریف میں قطعاً شریک نہ ہوتا تو محفل میلاد شریف میں آنے والے سنی مسلمانوں کو دہائی بنانے کا موقع مجھے ہرگز نہ ملتا۔ لہذا زید و بابی کا محفل میلاد شریف شریک ہونا اسی لئے ہے کہ جو پیارے سادہ لوح مسلمانانِ اہلسنت ان محافلِ متبرکہ میں عبادتِ الہی و باعثِ ثواب جانتے سمجھتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں ان کی مسلمانانہ کو اپنے حلقہ ترویج میں پھانس کر ان کو معاذ اللہ دہائی بنائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثانیاً۔۔۔۔۔ زید پر مکر و کید کا مرتد پیر تھالوی دوسری وجہ لکھتا ہے۔

میں نے وہاں دیکھا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور ان مجالس میں زیادہ ہر مذاق اور ہر جنس کے چنانچہ ان مجالس میں موقع ان کے پنڈ نہار و اصلاح عقائد و اعمال کا بخوبی ملا اور سیکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی اپنے عقائدِ فاسدہ و اعمالِ یسے سے تائب ہو گئے۔

(ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید صفحہ اول صفحہ ۱۱۱)

ظاہر ہے کہ تھالوی کے دھرم میں مسلمانانِ اہلسنت کے عقائدِ حقہ و شعائرِ مبارکہ معاذ اللہ شریک نہ ہوتے ہیں۔ تو اس عبارت میں تھالوی نے صاف کہہ دیا کہ وعظ میں لوگ کم آتے ہیں اور میلاد شریف کی محافلِ مقدسہ میں ہر مذاق اور ہر طرح کے بہت زیادہ لوگ آتے ہیں۔ تو اگر میں صرف جلسہ وعظ ہی میں جایا کروں تہیہ سے پرہیز رکھوں، محفل میلاد شریف میں قطعاً نہ جاؤں تو میری تبلیغ و ہدایت و اشاعتِ دیوبندیت محدود رہ جائیگی۔ اسی لئے میں تہیہ کر کے محفل میلاد مبارک میں اسی لئے شریک ہوا کرتا ہوں کہ ہر مذاق اور ہر قسم کے سنی مسلمانوں کو جو مجالس میلاد مبارک میں کثرت سے حاضر ہوا کرتے ہیں وہابی، نجدی، دیوبندی بنانے کی کوشش کروں۔۔۔۔۔ لہذا زید و بابی کی بھی تہیہ شریک میلاد پاک اسی لئے ہے کہ اس کی تبلیغ و ہدایت و اشاعتِ دیوبندیت و تلقینِ نجدیت بھی صرف وعظ سننے والوں ہی میں محدود نہ رہے بلکہ محفل میلادِ اقدس میں شریک ہونے والے ہر قسم اور ہر مذاق کے مسلمانانِ اہلسنت تک بھی معاذ اللہ پہنچ جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً۔۔۔۔۔ اُس کے بعد تھالوی مرتد کہتا ہے۔

”غرض اکثر حصہ وعظ ہوتا تھا اور بیان برائے نام“ (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۸)

اس عبارت میں تھالوی نے صاف کہہ دیا کہ سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے تہیہ کر کے جو میں محفل میلاد مقدس میں شریک ہوتا ہوں تو میلاد شریف کا صرف نام ہی نام ہوتا ہے اکثر حصہ صرف و ہدایت کا وعظ ہی ہوا کرتا ہے۔ پیچھے سیدھے سادے سنی مسلمان کو یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھالوی محفل میلاد

مشرک میں شریک بھی ہو رہے ہیں۔ اس میں میلاد پاک حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان بھی پڑھ رہے ہیں اور ان کو یہ خبر بھی نہیں ہونے پاتی کہ ان کی مسلمانیت و سنت کو جڑ سے غائب کر لینے کیلئے تھانوی صاحب دیوبندی دھرم کا پرچار کر رہے ہیں، دیوبندی مٹ کا اپڈریش دے رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

رابعاً۔۔۔ اُس کے بعد مرتد تھانوی کہتا ہے۔

”میں نے دیکھا کہ وہاں بدعتِ شرک ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں۔ ذرا انکار کرنے سے وہابی کہدیا، درپے تو ہیں و تذلیل زبانی و جسمانی کے ہو گئے۔ اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں۔ یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فیصلہ دیوے موقع پر غدر کر دیا اور دس جگہ شرکت کر لی اور شرکت بھی اس نظر سے کہ ان لوگوں کی ہدایت ہوگی اور یوں خیال ہوتا ہے کہ اگر خود ایک مکروہ کے ارتکاب سے دوسرے مسلمانوں کے فرائض و واجبات کی مخالفت ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید تسامح ہے“

(تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۱۸)

ظاہر ہے کہ تھانوی کے دھرم میں کفار و باہیہ و مرتدین دیوبندیہ و ملحدین نجدیہ ہی معاذ اللہ ہدایت پر ہیں اور مسلمانانِ اہلسنت معاذ اللہ کافر مشرک بدعتی ہیں۔ تو تھانوی مرتد نے اس عبارت میں صاف کہدیا کہ محفل میلاد شریف سے انکار کر دینا شعار و باہیت مانا جاتا ہے۔ اگر میں بھی محفل میلاد مبارک میں شریک ہونے سے کھلم کھلا انکار کر دوں گا تو میری وہابیت طشت از بام ہو جائیگی، سب سنی مسلمان صاحبان مجھے پہچان لیں گے کہ تھانوی جی بھی وہابی ہیں۔ اور پھر صرف اتنا ہی نہ ہوگا کہ مسلمانانِ اہلسنت تھانوی صاحب سے بیزار و متنفر ہو جائیں گے بلکہ خواص اہلسنت تو ان کی وہابیت معلوم کر کے عقائد کفریہ و باہیہ کی بنا پر تھانوی جی کو بھی حکم شریعت مطہرہ کافر، مرتد، بیدین وہابی، دیوکاندہ کہنے لگیں گے۔ لیکن جوشیلے عوام جوشِ مذہبی سے مغلوب ہو کر ہاتھ پیسے بھی تھانوی جی کی خدمت کرنے کیلئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ ایسا تو عمل ہے کہ اگر دس مقامات سے محفل میلادِ متبرک کی دعوتیں آتی ہیں تو نو جگہ حیلہ بہانہ کر کے شرکت سے غدر کر لیتا ہوں، کسی سے دردِ سر کا، کسی سے دردِ شکم کا، کسی سے دردِ جگر کا، کسی سے دردِ قلب کا، کسی سے دردِ پا کا حیلہ کر کے کسی سے کثرتِ کار کا، کسی سے ہجومِ افکار کا، کسی سے بے فرصتی کا، کسی سے ناطاقتی کا بہانہ کر کے غدر کر دیا کہ بھائی مجھے وہابی نہ سمجھنا میں وہابی ہرگز نہیں ہوں۔ مجبوری و معذوری درپیش ہے۔ اس وجہ سے میں نہیں آسکتا، معاف کر دینا بھائی یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ میں وہابی ہوں۔ لیکن پھر بھی ایک جگہ تو مجبوراً شرکت کرنا ہی پڑتی ہے۔ اگر کسی ایک جگہ بھی شریک نہ ہوں تو لوگ میرے حیلوں بہانوں کو جھوٹا سمجھ لیں۔ میری وہابیت پہچان لیں۔ اور پھر زبانی و جسمانی دونوں طریقوں

میری خدمت ہونے لگے۔ بہت اپنی ولایت چھپانے کیلئے ضرور ہے کہ دس محفلوں میں سے کم از کم ایک میلادِ کریم میں تو شرکت کروں۔ پھر اس ایک محفلِ پاک کی شرکت جو اپنی ولایت کو چھپانے کیلئے مجبور کرتا ہوں۔ اس میں بھی اپنے ولایت مقتضائے طبیعت سے باز نہیں رہتا ہوں کہ محفلِ میلادِ اطہر کی شرکت کا نام کرتا ہوں اور ولایت و دیوبندیت و نجدیت کی تبلیغ و اشاعت کا کام کرتا ہوں۔ بے وقوف سنی یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ تھانوی جی پر ولایت کا الزام غلط ہے۔ اگر تھانوی جی ولایتی ہوتے تو محفلِ میلادِ مکرم میں شرکت سے انکار کر دیتے۔ اور میں اس پر دے میں ان کو ولایتی بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ میلادِ شریف کی محفل میں شریک ہونا ضرور مکروہ اور ناپسند ہے۔ لیکن اگر میرے اس مکروہ و ناپسند کام کر لینے سے لوگ ولایتی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ درگزر کر دے گا۔ یعنی اپنی ولایت ظاہر ہونے کے خوف اور مارے پیٹے جانے کے ڈر سے جو سو محفلوں میں سے دس محفلوں میں مجبوراً شرکت بھی کر لیتا ہوں تو ان میں بھی ولایتی دھرم کے پرچار سے باز نہیں رہتا۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

خامساً۔۔۔ آگے چل کر پھر یہی تھانوی مرتد لکھتا۔

”بہر حال وہاں بدواں شرکت قیام کرنا قریب بمال دیکھا۔ اور منظور تھا وہاں رہنا۔ کیونکہ دنیوی منفعت“

بھی ہے کہ مدرسے سے تنخواہ بھی ملتی ہے۔“ (مذکرۃ الرشید صفحہ اول ص ۱۱۸)

اس عبارت میں اس نے صاف لکھ دیا کہ دنیوی منفعت یعنی مدرسے سے تنخواہ ملنے کے لالچ میں تقیہ کرتا رہا اپنی ولایت کو چھپا کر سالہا سال سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے میلادِ مبارک میں محافلِ طبعیہ میں شرکت کرتا۔ صرف دانا ہی نہیں بلکہ جس تختِ منبر و مسند کو صرف اسی لئے سجایا جاتا کہ حضور اقدس سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر و اوصاف اس پر بیٹھ کر حضور شہنشاہِ دارین سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلادِ اقدس پڑھ کر مسلمانانِ اہلسنت کو سنائے اُسی پر تھانوی مرتد کمالِ وقاحت و منہایتِ تمکارت بیٹھ کر اپنی نفسِ ناپاک تقریریں بھی کرتا رہا۔ نادانِ عوام یہی سمجھتے رہے کہ تھانوی صاحبِ بیان میلادِ شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور مرتد تھانوی کمالِ ابلہیت عینِ محفلِ میلادِ اقدس کے اندر اسی تختِ منبر و مسند پر بیٹھ کر اسلامِ سنیت کا رد اور ولایتی و دیوبندی نجدی دھرم کا پرچار کرتا رہا۔ فَاِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَیْهِ رَاٰجِعُوْنَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْغٰثِیْنَ۔

سادساً۔۔۔ مرتد گنگوہی جو کہ مشتعل الطبع مغلوب الغضب قسم کا ولایتی تھا اس نے تھانوی کی اس تمکاری و فریب کاری پر بھی اس کو ٹیٹھس آگیا اور اس نے مرتد تھانوی کو محفلِ میلادِ پاک میں شرکت کی مطلقاً ممانعت لکھ دی۔ اُس پر مرتد تھانوی لکھتا ہے۔

پوری مخالفت کر کے قیام نہ سوار ہے، گواہ بھی یہاں کے بعض علماء و محدثین کو دیا ہے کہ میں اور بعض بیڑنی علماء

بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھائے کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا۔ مگر چونکہ میں دُور عوام سے نفرت
 علی تھی اس لئے کسی کی بات نہ چلی۔ اب چونکہ شرکتِ علی کا بھی ارادہ نہیں تو دقتیں ضرور پیش آویں گی۔ اب میں مرتیں
 ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے مواقع پر کوئی حیلہ کر دیا کروں گا مگر اس کا ہمیشہ چلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف مخالفت
 کیجاوے مگر اس میں نہایت شور و فتنہ ہے جسکی حد نہیں۔ دنیوی مضرت یہ ہے کہ اس میں جہلادِ عوام سے ایذا
 رسانی کا اندیشہ ہے۔ دینی مضرت یہ کہ اب تک جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے سب بے اثر
 و بے وقعت ہو جائیگی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق
 ملازمت ترک کر دیا جاوے۔
 (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۳۵)

اس عبارت میں مرتد تھانوی نے صاف کہہ دیا کہ اگر محفل میلادِ مبارک میں شریک ہونا قطعاً چھوڑ دوں لیکن
 اس محفلِ اقدس کا بدعت و حرام و ناجائز اور امور شرکیہ پر مشتمل ہونا جس طرح مُرد گنگوہی کی تعلیم و تلقین ہے زبان سے
 ڈر کے مارے نہ کہوں تو مجھے ہر وقت جھوٹے حیلے کا ذہن پہانے کرنے پڑیں گے۔ مگر یہ حیلے بہانے ہمیشہ نہیں چل
 سکیں گے۔ ایک نہ ایک دن تو وہابیہ کی ہنڈیا چور ہے پر ضرور پھوٹ کر رہے گی۔ اب تک اگرچہ کانپور کے علمائے
 اہلسنت برابر فرما رہے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے فریب میں نہ پھنسو۔ باہر سے جو علمائے اہلسنت کانپور تشریف
 لاتے رہتے ہیں وہ بھی برابر بتاتے رہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے اس کے دھوکے میں نہ آؤ۔ مگر میرے تفتہ و
 مکر و فریب کے مقابل ان کی ایک بات بھی نہیں چلتی۔ ناواقف، نادان، بے وقوف سنی مسلمان عوام اسی
 دھوکے میں پھنسے ہوئے ہیں کہ تھانوی جی کی محفل میلادِ مبارک میں شریک ہوتے رہتے ہیں، محفل شریف میں
 بیان کرتے رہتے ہیں، بیانِ میلادِ اقدس کے وقت قیامِ تعظیہ بھی بجا لاتے رہتے ہیں، قیامِ تعظیہ میں دست
 بستہ صلاۃ و سلام بدرگاہِ حضور سیدِ الانام علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ پھر ایسے شخص کو کیوں
 وہابی سمجھ لیں۔ لہذا اگر میں اس شرکت کو قطعاً چھوڑ کر ہر موقع پر حیلہ و بہانہ ہی کرنے لگ جاؤں تو وہ میرے دام
 افتادہ عوام ضرور چرچ جائیں گے، مجھ کو وہابی سمجھ لیں گے۔ پھر کانپور میں قیام دشوار ہو جائیگا۔ اور اگر میں محفل
 مبارک کی شرکت چھوڑنے کے ساتھ ہی کھٹم کھٹا عقیدہ باطلہ کفریہ گنگوہیہ کا اعلان بھی کر دوں کہ یہ محفل پاک
 معاذ اللہ بدعت ناجائز حرام مشتمل بر شرکیات ہے تو پھر عامی و جاہل سنیوں کے ہاتھوں سے مارا پیٹا بھی جاؤنگا
 اور جو بے قوف چاہل سنی عوام میرے جال میں اب تک پھنس چکے ہیں وہ بھی سب میرے دام و وہابیہ سے نکل
 جائیں گے۔ اب تک جو میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے بے علم غیب ماننے کا باطل و
 شرک ہونا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ظلم و کذب و جہل و عیب کا مسکن ہونا، اللہ تعالیٰ کے محبوبانِ کرام علی سیدہم و علیہم
 الصلاۃ والسلام کو مظہرِ حق و جبارِ حق قدرتِ الہی مانتے ہوئے بھی ان کو پکارنے، ان سے مدد ماننے کا شرک

و کفر بڑا وغیرہ عقائد و مسائل نجدیت بیان کئے ہیں اور جاہل بے وقوف عوام اس دھوکے میں ہیں کہ محفل میلاد اقدس میں شریک ہو کر اس میں بیان کرنے والا بروت و کبر و ولادت اقدس دست بستہ قیام تعظیمی کمرے کے صلاۃ و سلام عرض کرنے والا جو عقائد و مسائل بیان کر رہا ہے وہ وہابی دھرم کے عقائد و مسائل نہ ہوں گے۔ پھر وہ بھی سب فرٹ ہو جائیں گے۔ سمجھ لیں گے کہ تھانوی تو پُرانا وہابی ہے۔ جواب تک تقیہ و مکر و فریب کر کے سنّت کے پردے میں چھپا رہا۔ آج اس کی دہا بیت کھل کھلی۔ لہذا اس کے زمانہ تقیہ و فریب میں بھی جو عقائد و مسائل اسی سے منے ہیں وہ بھی وہابیوں کے عقائد و مسائل ہیں۔ پھر وہ تحقیق کر کے ان سے بھی توبہ کر کے سچے پاک مسلمان ہو جائیں گے۔ اور میرا سوّت کیا اس تھانویت کا ٹھکر گھرنڈا ہو جائیگا۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نہ تو اپنی زبان سے محفل میلاد اقدس کو حرام و ناجائز و بدعت و مجہولہ شرکات کہوں نہ اس کی شرکت چھوڑوں بلکہ اپنا نقد میں اپنا تقویٰ بنا کر ذکر و شغل میں مشغولی کے سبب اپنی بے فرستی بنا کر چپکے سے استفادہ مکر ملازمت چھوڑ کر کانپور سے تھانہ بھون چلا آؤں اور پیری مریدی کا کاروبار چلاؤں، ہندوستان بھر میں جگہ جگہ دورہ و گشت کر کے دہا بیت و دیوبندیت و نجدیت پھیلاؤں۔ اس طور پر مار پیٹ سے بھی بچا رہوں گا۔ باوجود اپنی دہا بیت کے اپنے تقیہ و دیرینہ کے ذریعہ مسلمانانِ سنّت کے پردے میں بھی چھپا رہوں گا۔ جن بے وقوف نادان ساوہ لوح جاہل سنّیوں کو تقیہ و مکر و فریب و کید سے وہابی یا نیم وہابی بنا لیتے ہیں ان کا مقصد اپنی بھاری بارہوں کا۔ ان دو طرحیوں کو تھانوی و دیوبندیت کیلئے ٹھنڈ دیکھتے ہوئے گنگوہی نے اسی تیسرے کو پسند کیا۔ اور اس کے حکم کا اتباع کرتے ہوئے مرتد تھانوی نے بھی عمر بھر کے لئے اسی تیسرے کو اختیار کر لیا۔

برادران اہلسنت تبصر الصاف رکھیں کہ ان کی مسلمانی و سنت کو چھپانے ان کو واپسی دیوبندی نجدی بنانے کیلئے کیسے کیسے ملعون و نجس حلقہ ہائے تزویر تیار کئے گئے ہیں۔ و مکر و ا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین۔

مابعداً۔۔۔ یہی سترہ تھا نوی اپنے دغظ ظلمۃ الظلمۃ بظلم مسیحی بہ نور
النور کے صفحہ ۲۵ و ۳۶ پر جو جمعہ مبارک ۳ صفر ۱۲۴۵ھ کو تھانہ بھون کی مسجد خاندانہ امدادیہ میں ہوا اور مطبع
اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا۔ لکھتا ہے۔

”میں اپنے دوستوں کو ایک مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ اتفاق سے کسی ایسے مولد میں پھنس جائیں جہاں قیام ہوتا ہو تو یہ اس مجلس میں مجمع کی مخالفت نہ کریں بلکہ قیام کر لیا کریں، کیونکہ ایسے مجمع میں ایک دو کا قیام نہ کرنا موجب فساد ہے۔ ہاں جہاں ہر طرح ایسا اختیار ہو وہاں تمام مسیود کو حذف کر دیا جائے، کیونکہ ایسے موقع میں خاموش رہنا لکڑا ہے۔“

اگر بنیم کہ نابینا و چاہست اگر خاموش بنشینم گناہ ست

ظاہر ہے کہ تھانوی جیسے حکیم الامتہ النجدیہ، مجدد الملتہ الدیوبندیہ نے جن کو اپنا دوست کہا ہے وہ نہیں ہیں مگر وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ۔ تو انھیں وہابیوں کیوں کے بندوں کو مرتد تھانوی مشورہ دے رہے ہیں کہ اگر کبھی کسی ایسے جلسہ میلاد مبارک میں پھنس جائیں جہاں بوقت بیان ولادت اقدس قیام تعظیمی ہوتا ہو تو اُس وقت بیٹھے نہ رہا کریں بلکہ خود بھی قیام تعظیمی کر لیا کریں۔

سُنّی مسلمان ہوشیار رہیں کہ زید بے قید کا محفل میلاد اقدس میں شریک ہونا، قیام تعظیمی کرنا، صلاۃ و سلام پڑھنا، کھانے یا شیرینی وغیرہ پر مسلمانانِ اہلسنت کو دکھانے کیلئے فاتحہ و نیاز دینے کے نام سے ہاتھ اٹھا کر زبان سے کچھ بُد بھانا، یا با واز بلند آیات قرآنیہ و درود شریف پڑھ کر امواتِ مسلمین کو اس کا ثواب پہنچانا سب اُس کا تقیہ و مکرو فریب و کید ہے۔ جس میں اُسکا اُسوہ اُس کے ظاہر پر مرتد تھانوی کا قول و فعل ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب دیوبندی دھرم میں خدای معاذ اللہ کاذب بالفعل ہے تو دیوبندی وہابیوں کا جھوٹ بولنا، میلاد شریف و فاتحہ میں جھوٹ موٹ شریک ہونا اُن کے مذبذب و کاذب کی سنت ہے۔ والعیاذ باللہ۔ جمانہ و قلعے۔

دیوبندیوں کے بندوں مرتد وہابیوں کا اپنے کاذب بالفعل مبعود کی سنتِ نبویہ، کذب و تقیہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا صرف مرتد تھانوی ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اوپر سے نیچے تک بڑے، چھوٹے، جنگی پوٹے سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ علیہم اللعنتہ الابدیہ اپنے اسی سارق بالامکان، شارب الخمر بالامکان، ظالم بالامکان، جاہل بالامکان، ناقض بالامکان، ملوث بجمع العیوب و النقص بالامکان، کاذب بالفعل مبعود کی اسی سنتِ نبویہ پر سختی کے ساتھ جھمکے ہوئے ہیں۔ اسکی تفصیل کیلئے مرتد انبیٹھی کی ملعون کتاب المہند اور اس کے رد و البطل میں فقیر سب بارگاہِ رضوی غفرلہ کا جواب رسالہ قاہرہ "راد المہند علی النہیق الا نبی المہند" ملاحظہ ہو۔ بہر حال سُنّی مسلمانوں پر حکم شریعتِ مطہرہ محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ والتحیۃ فرض ہے کہ زید کی شرکت محفل میلاد شریف و قیام تعظیمی و فاتحہ خوانی کو محض تقیہ و مکرو فریب جائیں، اُسکو اس کے عقائدِ کفریہ قطعیہ دیوبندیہ کی بنا پر کافر، مرتد، وہابی، دیوبندہ، بیدین مانیں۔ اُس کے ساتھ اُسٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سلام و مصافحہ کرنے، اُسکی بیماری میں اُسکو دیکھنے کیلئے جانے، اُس کے مرنے کے بعد اُسکے جیفے پر حاضر ہونے، اُس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، اُسکی اقتدا میں نماز پڑھنے، اُس کے مردار لاشے پر نماز ادا کرنے سے، غرض اُسکی موت و زندگی میں اُس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرنے سے قطعاً احتراز، حتماً اجتناب رکھیں جو شخص اس کے حالات مذکورہ کو جانتے ہوئے اُس کی اقتدا میں نماز پڑھے اسکو بھی حکم شرعی کافر مرتد بے دین یقین کریں۔ ہاں جو وقت توفیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ و بابراد حبیبہ علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم دیوبندی دھرم سے توجہ صحیحہ شریعہ کر لے۔ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی و اشرف علی تھانوی کو اُن کے عقائدِ کفریہ مذکورہ

فہر واجہد دیان برہم کشیر یسط البکان

مسئلہ ۱: از مرثی علیہ پہلا مالامکان ۲۴ متصل کرا فور ڈمار کیٹ نزد چرخ نور اسلامی ہوٹل
پوسٹ نمبر ۲ شہر بجی۔ مسئلہ جناب مولینا حافظ سید محمد نور الحق قادری برکاتی زید عبدہم۔

۱۲ سوال المسکوم ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولوی اشرف علی صاحب
تھانوی نے ۱۳۲۶ھ میں ایک نئی حفظ الایمان چھپوائی ہے جس میں وہ عبارت جس پر علمائے حرمین
نے کھروار تہاد کا فتویٰ دیا تھا بدل ڈالی ہے۔ نئی اور پرانی دونوں حفظ الایمان علمائے کرام کی خدمت
میں پیش کی جاتی ہیں۔ کیا اس ترمیم سے تھانوی کا کفر اٹھ گیا، کیا یہ ترمیم کفر سے رجوع ہو سکتی ہے
یا نہیں؟ بنیوالوجہ روا۔

الجواب

محمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے برگزیدہ رسول کو غیب بتایا اور یؤمنون بالغیب فرما
کر مسلمانوں کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لانے والا بتا کر سراہا۔
مومن وہی ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے غیب پر ایمان لایا۔ اور کافر وہ ہے جس
نے اس میں ذرا شک کا کار کیا۔ فالحمد لله خالق البوایا والصلاة والسلام علی
رسوله قاسم العطایا شافع الخطایا دافع البلیا المطاع علی الغیوب
والخبایا وعلی آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ واولیاء امتہ وعلماہ ملتہ وعلینا وعلی
سائر اہل سنتہ آمین۔

عزیزان ملت برادران اہل سنت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اللہ عزوجل پھر اس کا حبیب اجل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام الاکل تمام دجالین کذابین کے
مکرو فریب سے ہمیں اور تمہیں محفوظ رکھے۔ اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت پر قائم
رکھے۔ آمین۔

وہاں بھی عجب نصیحت فرمے۔ اللہ ورسول جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت سخت توہینیں
کیں، مڑی مڑی گالیاں کہیں۔ کہیں خدائے قدوس جل جلالہ کی ردائے عظمت کو کذب کا ناپاک دھبہ لگایا۔

صاف اُس کے جھوٹے ہونے کا ملعون گیت گایا۔

(دیکھو مرتضیٰ حسن درجنگی کی اسکاٹ المقتدی مطبوعہ عمدة المطابع لکھنؤ ص ۳۱)

کہیں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس سے اپنے گرو گھنڈال ابلیس ملعون کا علم بڑھایا۔ شیطان کو خدا کی وسعت علم میں اس کا شریک بتایا۔

(دیکھو رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انہی کی براہین قاطعہ ص ۵۱)

کہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اردو زبان میں دیوبندی ملکوں کا شاگرد بتایا۔

(دیکھو براہین گنگوہی و انہی ص ۲۶)

کہیں تمام انبیاء و اولیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم وبارک وسلم کو خدا کی شان کے آگے چارے زیادہ ذلیل ٹھہرایا۔

(دیکھو اسمعیل دہلوی امام الوہابیت کی تقویت الایمان ص ۱۲)

کہیں نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتایا۔

(دیکھو امام الوہابیت کی صراط مستقیم ص ۸۶)

ولا حول ولا قوة الا بالله

تھانوی جی نے محرم ۱۳۱۹ھ میں حفظ الایمان لکھی، جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ ناپاک گالی دی کہ اُس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

اُس کے بعد ۱۳۲۳ھ میں ان پر الہی تیغ ابدار، محمدی شمشیر خونخوار حساہ الحرمین علیہ منہ الکفر والہمین نازل ہوئی جس نے ستم لگانہ رکھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو خاک و خون میں ملا دیا۔ بے چارے تھانوی جی مدتوں بلکتے سسکتے رہے۔ ان کے اذتاب آٹھ برس تک اوندھے پڑے رہے۔ آخر نویں برس سبے بل ہلا کر جڑ جڑا کر تھانوی جی کو دوسری کروٹ لٹایا اور ایک پونے دو ورق کی کتاب "بسط البنان" لکھوائی۔ جس میں اپنا کفر اٹھانے کے بدلے کھم کھلا اپنا کفر قبول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دینے کو اہل علم کی سنت مستمرہ لکھ مارا۔ جس پر محمدی فوج کا رسالہ "وقعات النان" حملہ آور ہوا اور اس دُکھیا ری خدا کی ماری بسط البنان کو روزند ڈالا، غضب الہی کے بھلے کو اُس کے حلق تک پہنچا دیا "وقعات النان" کے قاہر واروں سے بیچاری "بسط البنان" بھی پورے بارہ برس تک اوندھی پڑی سسکیاں لیتی رہی۔ اذتاب و اتراب کو اس حالت زار پر بھی رحم نہ آیا اور کاہل بارہ برس کے

بعد پھر چاریاں لگا لگا کر تھانوی جی کو ابھارا جس کے علم کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے بڑھایا تھا وہ اُن کی پشت پر اپنے شاگردوں کی مدد کے لئے آگیا اور ایک نہایت ناپاک عیاری سکھائی جس کے متعلق سائل سلمہ نے سوال کیا ہے کہ تھانوی جی نے سُنّیوں کو دھوکے دینے کے لئے ۳۴۲ھ میں اپنی کتاب "حفظ الایمان" کی عبارت ہی بدل ڈالی جس سے یوں اندھیری ڈالنے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو ہم نے عبارت بدل دی، اس سے رجوع کر لیا اب کیوں ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ مگر

ہم نظر بازوں کو چھپ نہ سکا اے ظالم تو جہاں جا کے چھپا ہم نے وہیں دیکھ لیا
محض عبارت بدلنے پر تھانوی جی کی حکیم الامتی بجلی نہ بیٹھ سکی کہ اس سے تو اپنی عزت و آبرو کو بٹالے گا، حکیم الامتی کی آبرو گھٹے گی اس لئے اپنے اسی کفر ملعون پر قائم رہنے کے لئے ساتھ ہی کل ڈیڑھ ورق کی ایک ضخیم و مبسوط کتاب بھی ساتھ میں لگوائی۔ جس میں سوا ورق تو واقعہ تمہید یہ اور سوال میں ہے اور صرف بارہ سطر تھانوی جی کے جواب کی ہیں۔ اور نام اتنا چھوٹا سا کہ "تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان"

ضرورت ہے کہ اس جدیدہ کی نقاب کشائی کر دی جائے کہ مسلمان اپنی مسلمانی اُس کے حلقہ زور میں پھنسنے سے بچائیں۔ فاقول و یا اللہ التوفیق۔

اولاً ————— تھانوی جی "تغییر العنوان" کے آغاز میں ایک خط اپنے محبین مخلصین کا نقل کرتے ہیں۔ جس کے بعض جملے یہ ہیں۔

"ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ مجدیہ کو علوم مجاہدین و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوراہی کا مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کر لیا جاوے۔"

ہاں تھانوی جی

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پر چڑھ گئے بولے
دیکھئے آپ کے اذنا ب نے کیسا صاف قبول کیا۔ اور آپ ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کیلئے اسے شائع کیا کہ حفظ الایمان میں یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم سے تشبیہ دی ہے اور قطعاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ مگر اذنا ب نے آپ کی رعایت سے اُسے یوں ادا کیا،

"بادی النظر میں سخت سوراہی کا مشعر ہے" ————— آخر تھے تو آپ کے اذنا ب، کھلم کھلا

آپ کو کیسے کافر کہہ جاتے۔ ایمان تو دل میں تمہاری نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم نہ نظر نہ تھی، بلکہ مقصود صرف شیعوں کے جانگز احمقوں سے اپنی جان بچانا، جس کا اقرار بھی آگے کر لیا۔ مگر اتنی بات کا اقرار تو ہو کہ تشبیہ ضرور معلوم ہوتی ہے۔

ثانیاً — آپ کے اذنب آگے بلک کر آپ کی خدمت میں یوں روٹا روتے ہیں۔

”جس میں غلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جوابدہی میں سخت دشواری

ہوتی ہے“

الحمد للہ

وہ رضا کے نیرے کی مار ہے کہ عاڑ کے سینے میں مارے کسے چارہ ہوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے وہ دیکھتے تھانوی جی کینا کھلا اقرار ہے کہ شیعوں کے اعتراضات کا کوئی جواب اذنب کے پاس نہیں اور اہلسنت کے مقابلے میں ہر جگہ بغلیں جھانکنا پڑتی ہیں، عارف را اختیار کرتے ہیں، طرح طرح کی تاویلوں، قسم قسم کی مکاریوں سے حفظ الایمان کے کفر اٹھانا اُس کے گہرے گھاؤ میں پی ر کھوانا چاہتے ہیں۔ ”مگر سخت دشواری ہوتی ہے“ — اور کوئی بات بنائے نہیں بنتی، مجبوراً پیٹھ دکھانی پڑتی ہے کہتے تھانوی جی اس عبارت کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ مگر ڈھٹائی یہ کہ — ”حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوتی ہے“ — تھانوی جی ذرا اذنب سے پوچھئے کہ جب تمہارے دھرم میں حفظ الایمان کی عبارت حق ہے تو اسکی حمایت میں کیوں دشواری ہوتی ہے، حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ حق کو فتح ہوتی ہے اس کے لئے یہ دونوں کیوں کہ — ”عبارت سے رجوع کر لیا جاوے“ — کیا اذنب آپ کو حق سے باطل کی طرف ہٹا رہے ہیں کیا حق سے بھی رجوع کی جاتی ہے؟ مگر نہیں یقیناً جانتے ہیں کہ حفظ الایمان میں ضرور کفر اور توہین شان رسالت ہے، قطعاً جانتے ہیں کہ حفظ الایمان کا کفر اٹھانا ممکن نہیں مگر گھر سے آیا ہے معتبر نائی — ”پر معان میکہ دیو بندیت تھانوی جی کی عبارت کو کفر کس طرح کہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔“

ثالثاً — اذنب کہتے ہیں۔

”وہ عبارت آسمانی اور الہامی عبارت نہیں جسکی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا

بجائے یا بالفاظہ باقی رکھنا ضروری ہو“

تھانوی جی! افسوس آپ کے ایک مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ بھی پڑھا، جاگتے میں ہوش کے ساتھ اللہ صلی علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی بھی پڑھا

جیتا رہا آپ نے اس کے اس فعل کو تسلی بخش بھی بتایا اور یوں جواب لکھا۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعینہ تعالیٰ تتبع سنت ہے۔

(دیکھو رسالہ الامداد، تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵)

مگر ابھی رسول بننے والے تھا نوحی کی نبوت و رسالت اُس کے اذنا ب و اتراب کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہوئی یا مسلمانوں کے دُرسے اُسے چھپاتے ہیں ورنہ اس عبارت کا کیا موقع تھا کہ ”آسمانی اور الہامی عبارت نہیں“۔ رسول تھا نوحی کی عبارت اور آسمانی والہامی عبارت نہ ہو، اذنا ب کو تو صاف یہ کہنا تھا کہ وہ عبارت جو حفظ الایمان میں ہے ضرور الہامی عبارت ہے (اگر یہ مسلمان اُسے الہام شیطانی کہیں گے کہ یُوْحٰی بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا) مگر الہامی اور آسمانی عبارت میں ناسخ منسوخ ہوتا ہے بہتر ہے کہ رسول تھا نوحی اپنے ملہم سے عرض کر کے اس عبارت شیطانی کو منسوخ کر دیں کہ اذنا ب کے پیچھے مسلمانوں کے اعتراضات قاہرہ سے چھوٹ جائیں۔

رابعاً — اذنا ب کہتے ہیں۔

”یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا (یعنی تھا نوحی جی) کسی دباؤ سے متاثر ہونے والے نہیں ہیں اور نہ کسی سے طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے۔“

جی ہاں صحیح ہے، تھا نوحی جی کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی دُرس نہیں، عزت الہیہ و عظمت نبویہ کے دباؤ سے بھی متاثر ہونے والے نہیں ورنہ ہرگز اللہ عز و جل کے محب و محبوب طالب مطلوب خلیفہ اعظم منظر اتم حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی مٹری کالی نہ سناتے، سرکار عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم کی طرح نہ بتاتے۔

خامساً — اذنا ب کہتے ہیں۔

”بجز اس کے کہ عام طور پر جناب والا (یعنی تھا نوحی جی) کی کمال بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامتہ کی شان سے جو توقع تھی وہ پوری ہو سکے گی۔“

دیکھئے کیسی اندر کی کھول کر رکھ دی کہ عبارت صرف اس لئے بد لوائی منظور ہے کہ اہلسنت کی ضربات قاہرہ سے کھوپڑی شریف نجات پائے اور حکیم الامتہ کا بھرم رہ جائے۔ بھولے نادان مسلمانوں کو دھوکے دینے کا موقع ہاتھ آئے کہ دیکھو تھا نوحی جی کیسے بے نفس ہیں۔ لوگوں نے اُن کی عبارت پر اعتراض کیا تو انھوں نے وہ عبارت بدل ڈالی۔ دیکھو یہ ہے حکیم الامتہ کی شان، حکیم الامتہ ایسے ہوتے ہیں۔

مگر تھا نوحی جی کو ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان عیار یوں مکار یوں سے کام نہیں چلتا۔ آپ نے اللہ

عزوجل کے پیارے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی ہے، جب تک آپ سچی توبہ نہ کریں گے ہرگز کھڑکی پھانسی سے آپ کا گلا نہیں چھوٹ سکتا۔ بچپن گیا جوانی آئی، جوانی گزر کا بڑھاپا آیا، بڑھاپے کے بعد نہیں ہے مگر موت۔ بہت دنوں حکیم الامتی کے مزے اڑا چکے، اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو پیک اجل کے پیام موت کا انتظار کر رہے ہو، لہذا جلد سچی توبہ کر کے شائع کرو کہ اپنا خاتمہ بھی درست ہو اور آپ کے اذتاب میں بھی توفیق الہی جسکی مسامتہ فرمائے وہ بھی توبہ کی توفیق پائے اور مسلمانوں کو روز کی جنگوں سے نجات ہو۔ توبہ کرنا عیب نہیں، کفر و براہرنا سب سے برا عیب ہے، کہنا ہمارا فرض ہے کہ آپ جائیں آپ کا کام۔

مساد مسأ۔۔۔ آگے تھا نوی جی لکھتے ہیں۔

”اور اس مشورہ کے ساتھ ہی یہ سوال بھی تھے کہ علامہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ زید و عمرو وغیرہ کے مماثل ہیں یا نہیں اور علامہ جو شخص اس مماثلت کا قائل ہو اس کا کیا حکم ہے علامہ اور علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں یا نہیں۔“

یہ وہی اعتراضات قاہرہ ہیں جو برسوں سے تھا نوی جی پر سوار ہیں جن سے تھا نوی جی کا کفر و ارتداد آفتاب سے زائد روشن ہے۔ لہذا تھا نوی جی انھیں الاجواب دیکھ کر یوں ڈکار گئے۔

”کہ چونکہ یہ مشورہ اور سوال سب غیبی تھا دلالت علی المماثلت پر اور وہ خود منفی ہے اس لئے اس خط کے جواب میں مشورہ نیک شکر گزاری کے ساتھ اس دلالت کی تقریر دریافت کی گئی ہے کہ اس کے بعد جواب کا استحقاق ہو سکتا ہے۔“

ہاں تھا نوی جی! آخر تھا لو وہ آپ کے اذتاب ہی میں سے، نہ ہوا کوئی سنی مسلمان جو فوراً آپ کے منہ میں پھر دے دیتا کہ بارہ برس ہو چکے ”وقعات السنان“ آپ پر نازل ہو چکا ہے، آپ کو جھڑی شدہ جاچکا ہے جس میں آپ کا کفر آپ کو اچھی طرح کھول کر دکھایا جا چکا ہے، سب کو جھلا کر پھر دلالت کی تقریر پوچھنے بیٹھتے ہیں ایسی ٹھٹھکی گالی کو بھی پوچھ رہے ہیں کہ اس میں تو ہمیں کس طرح ہوتی، یہ بھولا ہیں یا اللہ عباد۔

مسابعاً۔۔۔ تھا نوی جی نے حیدرآبادی اذتاب کو تو یوں ہی خشک ٹال دیا مگر پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے کہ اب حکیم الامتی کی خیر نہیں۔ طائفہ دیوبند یہ وہابی کی امامت کی بگڑی ہوئی جی سے ورثہ میں پائی ہے سرباز ار اچھلتی نظر آئے گی۔ اذتاب کو بھی خطا الایمان میں کفر کا احساس ہونے لگا ہے اور مسلمانوں نے ہر جگہ ان کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سب پریشانی ہو کر دایم تر ویر سے نکل جائیں یا اپنے

سلوے مانڈے میں نخل آئے۔ مجبوراً ایک خانگی سوال گرہا جس کا اقرار خود کیا جاتا ہے۔
 ”اس خط کو دیکھ کر جو نہ مشورہ نیک تھا گو بناضعیف تھی یہاں بعض دینی غیر خواہوں
 اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے سوال کو بدل کر پیش کیا چونکہ اس میں جو بنا بیان
 کی گئی تھی واقعی تھی اس لئے جواب میں اس مشورہ کو قبول کر لیا گیا۔“
 ثامناً — اب وہ قادیانی خانگی سوال ملاحظہ ہو۔

”حفظ الایمان کے سوال سوم کے جواب میں ایک شق میں یہ عبارت ہے آپ کی ذات مقدسہ
 پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دور یافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
 مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص
 ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر مسمی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے
 کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے
 کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے ارنہ اس عبارت پر بعض حضرات شبہ کرتے ہیں کہ اس
 میں نفوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو متاع اور مشابہ ٹھہرا دیا علوم
 جائین و بہائم کے اور یہ استخفاف ہے اور استخفاف کفر ہے اور اس شبہ کا جو جواب
 رسالہ بسط البنان میں لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی و دافی جامع مانع اور اس شبہ کا بکلیہ
 قانع ہے۔“

جی ہاں قادیانی جو کچھ ریز آپ نے بسط البنان میں کی تھی اس کا قاتل ہر رد حضرت نذیر ابن الفضل
 ابن القاضی ابن القاضی گل گزار سنیت برقی قہر الہی بحر من دہایت و دیوبندیت شاہزادہ اصغر حضور
 پر نور امام اہلسنت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خاں قبلہ ظہم العالی
 نے بھی رسالہ مبارکہ وقعات انسان و رسالہ مبارکہ ادخال انسان میں تحریر فرمادیا تھا۔ اور اس بیچاری دکھاری
 ”بسط البنان“ کی ننھی سی جان پر دو سو بانو سے قہر ضربیں نازل فرمائیں، جنکے صد سے اب تک وہ بیچاری
 اونڈھی پڑی ملک عدم کے خواب دیکھ رہی ہے۔ وہ تمام مطالبات قہر و یکسر مضم کر جانا اور پھر ویسی ہی
 آنکھیں دکھا کر بسط البنان کا نام لینا کیسی عیاداری ہے۔

تاسعاً — ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا جلوہ، سینہ میں دل و دہل
 میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و تعلق پر کم کا ادنیٰ پر تو ہے صاف دیکھ رہا ہے کہ قادیانی نے
 اس عبارت حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں کیں ایک کل علم غیب جس سے کوئی فرد بھی خارج نہ رہے اور دوسری

بعض علم غیب اگرچہ وہ کتنا ہی تصور ہو کل علم غیب کا تو کمال انکار کر دیا۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے نہ رہا مگر بعض علم غیب اسی کو منہ بھر کر کہہ دیا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و عجنوں بلکہ جمع حیوانات و ہر اہم کیلئے بھی حاصل ہے" — تو کیسا صاف صاف کہہ دیا کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچہ، ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چارپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس ملعون عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو کیسی ناپاک گالی دی گئی ہے، پھر بھی مسلمانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ کرنا اور بہت الینان پر حوالہ کر کے انکار کرنا کیسی بے ایمانی ہے۔

عاشقنا — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"معتبر ضیق کے شبہ کا منشا دو امر کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت "ایسا علم" میں ایسا کو تشبیہ کیلئے سمجھ گئے اور علم سے مراد علم نبوی سمجھ گئے حالانکہ یہ منشا ہی غلط ہے۔"

تھانوی جی! اس کا مفصل قلمرو زندان شکن رد و رد سالہ سبب کہ وقعات السنان میں آپ ملاحظہ فرما چکے اس کا سوال ہند ہم اگر آپ بھول گئے ہیں تو اسی کو الفاظ بدل کر پیش کرتا ہوں۔ سُنئے آپ نے اپنی رسالہ حفظ الایمان میں علم غیب کی دو قسمیں علم کل و علم بعض کر کے علم کل غیب کا بطلان دلیل عقلی و نقل سے ثابت مانا یا نہیں فرمائیے مانا اور صراحتاً مانا تو آپ کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب صاف صاف قسم دوم کا ہوا یا نہیں کہے ہوا اور ضرور ہوا۔ اب اسی قسم یعنی بعض علوم غیبیہ پر کہتے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چارپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے تو صاف ہر طرح بے بصیر بھار بے گنجائش انکار اپنے کہا یا نہیں کہ مغیبات کا جیسا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کیلئے حاصل ہے کیا اس میں آپ نے صراحتاً حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی یا نہیں۔ بولئے دی اور ضروری باوجود اس واضح تراویح کر کے آپ کو اور آپ کے اذنا ب کو ٹھیک دو پہر میں آفتاب نہیں مڑھتا اور یہی گیت گار ہے اس کہ "یہ منشا ہی غلط ہے" — کیسی ڈھٹائی ہے۔

حسادی عشر — (۱) تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

"لفظ "ایسا" بقرہ مقام مطلق بیان کیلئے بھی آتا ہے جیسے بلغائے اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں تھانوی جی! یہ بھی کوئی نئی نہیں بلکہ وہی پرانی پیش کی ہے جس کے پرچے وقعات السنان نے اڑا

زیئے مگر مشکل یہ ہے کہ آپ اور آپ کے اذنیاب سب کچھ دیکھ کر آنکھیں میچ لیتے ہیں۔ اچھا سنیے آپ کے نزدیک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم واقع میں محیط کل ہے یا محیط بعض۔ اول کو تو آپ ہی حفظ الایمان میں باطل بتا آئے ہیں اور بعض علوم غیبیہ کی بنا پر بچوں یا گلوں جانوروں کو بھڑاتے ہیں تو ضرور آپ حضور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ایسا ہی مانتے ہیں جسے کہہ رہے ہیں کہ ایسا تو ہر پاگل جانور کو حاصل ہے۔ پھر کہہ رہے ہیں کہ لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہے۔

(۲) تھانوی جی بھلا حکیم الامتہ کہہ کر اردو ادب کے مسائل سے بھی کیا آپ جاہل ہوں گے۔ ضرور ہے کہ دانستہ سب کچھ دیکھ بھال کر مسلمانوں پر اندھیری ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہاں تھانوی جی ہم سے مسئلے ایسا کا لفظ مطلق بیان کے لئے وہاں آتا ہے جہاں تشبیہ بندہ کو رہے ہو نہ ضرورت نہ حکم اور جہاں مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہوں وہاں قطعاً یقیناً ایسا کا لفظ تشبیہ ہی کیلئے آتا ہے۔ اس جملے میں کہ "اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے" ضروریہ مطلق بیان ہی کے لئے ہے مگر کیوں اس لئے کہ مشبہ بہ موجود نہیں اور اگر مشبہ بہ بھی بڑھا کر کوئی وہابیوں کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جیسے حیوانات وہائم تو ضرور یہاں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لئے ہے مطلق بیان کیلئے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آپ کی عبارت میں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوی بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے، مشبہ و مشبہ بہ دونوں موجود ہیں اور یہاں لفظ "ایسا" یقیناً تشبیہ کیلئے ہے، مطلق بیان کیلئے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۳) بلکہ اگر لفظ "ایسا" بیان کیلئے لیا جائے تو تھانوی جی کا اثبت کفر اشد ارتداد اور زیادہ واضح ہے۔ جس وقت لفظ ایسا تشبیہ کیلئے نہیں بلکہ بیان کیلئے ہوتا ہے تو اس قدر اور اتنا کے معنی ہیں آتا ہے چنانچہ خود تھانوی جی نے حفظ الایمان کی مرہم چٹی کرنے کیلئے جو تحریر رد بھنگی جی کے نام سے بنام توضیح الالبیان فی حفظ الایمان "تشہیر کردہ" اس میں بھی اس کا اقرار موجود ہے۔ فرماتے ہیں

"عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی استقدر اور اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی، تو حاصل یہ ہوا کہ جس قدر اور جتنے علم کو علت اطلاق عالم الغیب کی فرض کی تھی وہ زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوی بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

دیکھئے کیسا صاف کہہ دیا کہ تھانوی عبارت میں لفظ ایسا کے معنی استقدر اور اتنا ہے، تو اب تھانوی عبارت کا مطلب خود انہیں کے اقرار سے یہ ہوا کہ۔

"اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے استقدر اور اتنا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوی بلکہ جمیع حیوانات وہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

کیوں تھا نوی صبا۔ اور کیا کفر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ جس قدر آپ کفر سے بھاگتے ہیں اسی قدر وہ آپ کے پیچھے لگتا ہے۔ کوئی پہلو بادل کوئی کروٹ لو کسی گلی میں چھپو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو گالی دے چکے وہ رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ گویا کفر بھی وہاں بیت دیوبندیت کا اٹھتا ہوا جو بن ہے کہ بیچاری لاکھ تاویل کی انگلیاں دبائے، تبدیل و تغیر کے دوپٹے سے اُسے چھپائے مگر وہ کسی طرح نہیں چھپتا۔

(۴) تھا نوی کے اذناں میں در بھنگی کی طرح ایک اور صاحب اہودھیہ باشی بھی ہیں جنکی حیا و تہذیب حد سے گزر چکی ہے انھوں نے بھی ایک ناپاک کتاب الشہاب الثاقب لکھی ہے۔ جس کے ہر ہر صفحہ میں بیسیوں گالیاں دے کر تمام اہلسنت کا دل دکھایا ہے۔ غم قریب خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو اُس کا ردِ بالغ بھی کر دیا جائیگا، اسوقت اتنا ہی کرتا ہوں جس سے سارے دیوبندیہ چیخ پرٹیں گے کہ اسی عبارت تھا نوی کی پیوند کاری میں اُس نے صفحہ ایک سو گیارہ صفحہ ایک سو چھتیس تک سولہ صفحے اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں۔ اسی میں صفحہ ایک سو تترہ پر لکھا ہے۔

”جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھا نوی) عبارت (حفظ الایمان) میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے ہیں اگر لفظ اتنا ہوتا تو اسوقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض نہایت نہیں تو اور کیا ہے۔“

مسلمانو! ذرا انصاف فرمائیے۔ در بھنگی جی تو کہتے ہیں کہ عبارت تھا نوی میں لفظ ایسا اتنا کے معنی میں ہے لہذا کفر نہیں۔ اور اہودھیہ باشی جی بولتے ہیں کہ چونکہ لفظ ایسا اتنا کے معنی میں نہیں ہے اس لئے کفر نہیں، تو معلوم ہوا کہ جو معنی در بھنگی نے بیان کئے وہ اہودھیہ باشی کے نزدیک کفر ہیں۔ اور جو معنی اہودھیہ باشی نے بیان کئے وہ در بھنگی کے نزدیک کفر ہیں۔ غرض تھا نوی کے کفر پر در بھنگی و اہودھیہ باشی کا اجماع مؤلف ہو گیا۔

وللہ الحمد! تھا نوی جی دیکھو کہ تمہارے کفر کو اسلام بنانے میں تم اور تمہارے اذناں جس قدر کوششیں کرتے ہیں سب بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ تو بہ کر کے کلمہ پڑھ کے نئے سرے سے مسلمان بنو، تو فیق اللہ عز وجل کے ہاتھ ہے۔

نظر انصاف در کار ہے، آپ تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں جو گالی دے چکے اُسے اور کفر کو نہ چھپا سکیں، پھر مسلمان جو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں سرشار

ہیں اور اسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی دینے والے کو کافر مرتد کہتے ہیں وہ فتوے کفر کو نہ چھپالیں، آپ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ نہ کریں پھر مسلمان کیوں کر آپ کی تسکیم الائمہ کی کالفا کریں۔

ہزاروں خواہشیں لیں چھپائے کس طرح کوئی مری جاں تم سے اک جو بن کا پردہ ہو نہیں سکتا
خیا بولی جو کھل کھلا وہ گدرا یا ہوا جو بن انہیں اب تم چھپاؤ ہم سے پردہ ہو نہیں سکتا
دو شر برہوں کو وہ قابو میں کرینگے کیونکہ خیر سے ایک دوپٹہ تو سنہلتا ہی نہیں
لاکھ تم باندھ کے رکھو مگر اٹھتا جو بن کھل ہی کھیلے گا کہ چھپنا اسے آتا ہی نہیں
کیوں تھالوی جی، اب بھی بھڑکائے جانا کہ لفظ ایسا تشبیہ کے لئے نہیں، کیسی شوخ چشتی ہے۔

ثانی عشر — تھالوی خانگی سوال میں ہے۔

"اسی طرح علم سے مراد علم نبوی نہیں بلکہ مطلق بعض علوم غیبیہ مراد ہیں جو اس شق کے شروع ہی میں لفظ "اگر" کے بعد مذکور ہے۔"

تھالوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جو آپ بسط البنان میں پیش فرما چکے اور وقتاً انسان میں اس کا وہ ان شکن رد پایکے سنئے لفظ ایسا سے مطلق بعض علوم غیبیہ اسی وقت مراد ہو سکتے ہیں جب مشبہ ب مطلق بعض علوم غیبیہ کو قرار دیا جائے۔ جیسا کہ آپ نے بسط البنان میں فرمایا مگر جواب سے استنکھیں بند کر لیں۔ سنئے تھالوی جی آپ نے حفظ الامان میں زید و عمر کے علم غیب کو مطلق بعض علوم غیبیہ سے تشبیہ دی ہے۔ اے سخن اللہ آج تک کسی سلیم الخواس نے فرد کو مطلق سے تشبیہ دی ہے جیسے کہتے "تھالوی جی تو بالکل ایسے ہیں جیسے آدمی" کیوں تھالوی کوئی عقلمند ایسا کہہ سکتا ہے، بلکہ فقینا ایک فرد کو دوسرے فرد سے تشبیہ دی اور وہ مطلق وجہ شبہ ہے دونوں میں مشترک ہے تو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ہی کو ہر پاگل جانور کے علم سے تشبیہ دی۔ رد کو سارے کا سارا ہضم کر جانا اور وہی مردود آگے لانا کیسی منہ زوری ہے۔

ثالث عشر — تھالوی خانگی سوال میں ہے۔

مطلب واضح ہو گیا کہ اگر مطلق بعض علوم کا حصول علت ہو اطلاق عالم الغیب کے صحیح

ہونے کی، تو جب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات میں بھی تو لازم آتا ہے کہ دوسرے
مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے۔“
تھانوی جی یہ بھی وہی آپ کی پرانی ہے جس کے پرچے وقعات السنن میں اڑ چکے۔
بھول گئے ہوں تو پھر ذکر کئے دیتا ہوں۔ آپ کی حفظ الایمان میں ہر پاگل جب انور کے
علم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقدس مشبہ و منشبہ بہ تھے اور مطلق بعض علوم غیبیہ
وجہ شبہ اور اطلاق عالم الغیب صحیح ہونے کے لئے علت ہونا، اس پر تفریع کہ اپنے یہ تشبیہ دیکر
اس پر تفریع کی تھی کہ تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔“ آپ بسط البنان میں او
اذناب اس خانگی سوال میں اس تفریع ہی کو وجہ شبہ کئے دیتے ہیں رد کو پیٹھ دینا اور وہی مردود گانا
کیسی بے شرمی ہے۔

رابع عشر۔ اب بھی تو اذناں وہی کفر کا رہے ہیں جو آپ نے بسط البنان میں گایا
اور وقعات السنن کے حاشیہ نے اس پر قہر الہی نازل فرمایا۔ اسی عبارت خانگی سوال میں ہے۔
”تو جب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات (یعنی پاگلوں جانوروں) میں بھی تو لازم آتا
کہ دوسرے مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں۔“

خانگی سوال کے پردہ میں چھپنے والی ان نازنین صورتوں بھولی صورتوں سے پوچھئے کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب کریم جل جلالہ نے جو علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ فخمہ عطا فرمائے جن
کے برابر کسی دوسرے نبی مرسل و ملک مقرب کو بھی نہ بخشے۔ اگر ان کی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا جائز ہو جائے تو اس سے یہ کیوں کر لازم آیا کہ تمہارے دھرم میں پاگلوں،
جانوروں کو جو ایک آدھ بات غیب کی معلوم ہے اس کی وجہ سے پاگلوں جانوروں کو عالم الغیب کہنا بھی
صحیح ہو جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کثیرہ کے صحت اطلاق عالم الغیب کی علت ہونے
سے پاگلوں جانوروں کے بعض علوم کا صحت اطلاق عالم الغیب کی علت بن جانا کیونکر ثابت ہو۔ اگر کہیں
اس لئے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں تو کھلا مصادرہ علی المطلوب ہے اشتراک فی العلۃ کی وجہ
اشتراک فی العلۃ یہی تو تمہارا دعویٰ ہے کہ علت ہونے میں دونوں مشترک ہیں، اب اسی کو دلیل کیسے بنا
لیتے ہو۔ لا جرم کہنا پڑے گا، اس لئے کہ علم اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہر پاگل چوپا
کا علم دونوں ایک سے ہیں۔ تو جیسے وہ علت ہو گیا یہ بھی ہو جائیگا۔ اب کھل گیا کہ بے ادب خود علم اقدس
کو ان ذیلیوں کا سا علم مانتے اور علیت اطلاق کو اس پر متفرع جانتے ہیں۔ کیوں تھانوی جی ایسے قاہر رد سے

آنکھیں میچ لینا اور اپنی وہی پُرانی جس کے پرچے اڑ چکے سٹیول کو دھوکے دیئے کیلئے اُگے کر دینا کسی مرگاری ہے۔

خامس عشر — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

”یہاں اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ بزرگیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں اس کا انکار کون کرتا ہے نہ اس عبارت میں انکار ہے لغو بالآخر“

تھانوی جی جہلا اس جھوٹ کی کوئی حد ہے۔ حفظ الایمان آپ کی چھپی ہوئی نہیں چھپی ہوئی لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے، ہر موافق و مخالف دیکھ رہا ہے کہ اس میں صاف یہ عبارت موجود ہے۔

”پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب

کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت

نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“

زید التزام کرے یا نہ کرے مگر آپ تھانوی نے تو منہ بھر کہہ دیا کہ — ”اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل

ہے۔“ اور اس کے بعد ہی کہا — ”جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ

کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“ تو آپ صاف و اشکاف علوم غیبیہ مجددیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و

الرحمۃ کے کمالات نبوت میں سے ہونے کے منکر ہوئے یا نہیں؟ بولے ہوئے اور ضرور ہوئے پھر تو بہ تلا

ہائے تو بہ و اوہلا مچانا کیا سپید جھوٹ ہے۔

سادس عشر — تھانوی خانگی سوال میں ہے۔

”چنانچہ خود رسالہ حفظ الایمان ہی میں اس کی تصریح ہے کہ نبوت کے لئے جو علوم

لازم و ضروری ہیں وہ آپ کو تمامہ حاصل ہو گئے تھے جس سے بسط البدان میں تعرض

کیا گیا ہے غرض ان تصریحات و تقیحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہی نہ کسی

خلاف مقصود یا لغو بالآخر سوادب کا اصلاً ایہا مبرا۔“

تھانوی جی یہ بھی آپ کی پُرانی ہے جسے وقعات السنان کے قاہر واروں نے دار البوار میں

پہنچا دیا۔ مگر آپ تو بھولتے بہت ہیں۔ سمجئے اس عبارت خانگی کا مطلب یہ ہوا کہ جب ہم نے حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام علوم لازمہ نبوت کا اقرار کر لیا تو اب تو ہمیں نہیں ہو سکتی۔ کیوں تھانوی جی کیا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بری تشبیہیں دینی اسی وقت کفر ہیں کہ ان کے ساتھ ساتھ حضور کی

کوئی خوبی نہ بیان کی جائے۔ اور اگر ان کے ساتھ ایک آدمہ خوبی بیان کر دو تو پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی ذلیل سی جا ہو تشبیہیں دو کچھ قباہت نہیں۔ ہاں قباہت تو جب سوچے کہ دل میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت ہو، ایمان ہو، محبت ہو۔ یہ رد و قعات السنان میں دیکھ کر پھر وہی مرد و درث لگا مارو گے قریب نہ آیا کیسی عیاری ہے۔

مسابع عشر — ہاں تھانوی جی اسی عبارت پر ”وقعات السنان“ نے آپ کو تین فوٹو دکھائے تھے۔ شاید اپنے آنکھیں بند کر لی ہوں، اس لئے میں پھر ان تین میں سے دو دکھاتا ہوں اور تیسرا پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ دکھاؤں گا۔ ہاں تھانوی جی ناراض ہونے کی بات نہیں جو بات اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں منہ کھول کر بک چکے اپنوں کو بھی کہو گے یا وہاں غیظ و غضب سے بھڑکتی آگ میں رہو گے۔ آپ کے اذناں و اتراب نے ایک شیطنیت یہ نکالی ہے کہ آپ اور آپ کے بڑے حبیبی ناپاک سی ناپاک بات چیا میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں منہ بھر کر بک جائیں وہ سب تیر باد اور حکیم الامتی کا جوہر، اس پر مسلمان جو ان دشناموں پر حکم شرع لگائیں یا اُفتا پر ان کا تھوکا ہوا ان کے منہ پر پلٹیں تو بے تہذیب ہیں، بازاری گفتگو کرتے ہیں، گالیاں بکتے ہیں، تہذیبی خطاب نہیں، لائق کلام اہل حجاب نہیں۔ اس دھڑائی بے حیائی کی کچھ حد ہے تو بات کیا ہے یہ کہ تہذیبی جھوٹی عزت و سائتہ وقعت، ان کی لگا ہوں میں اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت سے بدرجہا زائد ہے۔ جب تو تم اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جیسی چاہو گالیاں دو، آنکھوں سے کھینچو، ٹھنڈک۔ اور مسلمان آئینہ میں تمہاری ناپاک صورت دکھائیں تو بے تہذیب ہیں، فحش کلام ہیں، اللعنة الله على الظالمين۔

خیر اس کا فیصلہ تو روز قیامت ہو گا۔ اور جو اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گالیوں کے جواب میں تمہیں کچھ کہنا ہے تہذیبی بتاتے ہیں ان سب سے بھی سوال ہو گا۔ وقفہ ہوا انہم مسئلوں ۵ انہیں ٹھہراؤ ان سے سوال ہونا ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری لگا میں ایسے ہلکے تھے اور ان کے یہ بد گو اتے بھاری تمہیں یا تمہارے مال باپ کو کوئی آدمی بات کہے تو تہذیب انسانیت سب بالائے طاق رکھتے، ایک کی دس کہہ کر بھی پیچھا نہ چھوڑتے اور اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والوں کے ساتھ ایسے مقدس بے نفس بنے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۵ خیر یہ تو روز قیامت کا قصہ ہے اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَيُّهَا الْحَكِيمُونَ ۵ اس وقت آپ سے ایک سادہ عرض ہے، سیدھی طرح انسان بن کر بیٹے ملو رہو سکے تو جواب دیجئے۔ ورنہ تو فسق ملے تو

کلمہ اسلام پڑھ کر تو یہ کہئے، ہاں تھا تو ہی جی آپ نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو وہ کچھ کہا کہ جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر جانور کو ہے۔ اور اس پر جو خبر مسلمانوں نے آپ کی تو بسط البنان اور تغیر العنوان میں ان جیلوں حوالوں کی سوجھی اور صاف ٹھہرایا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ایسا منہ کھول دینے میں کچھ قیامت نہیں۔ اب سوال آ کہ اگر سعید و حمید وغیرہما کہیں کہ جیسا علم گنگو ہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو ہوتا ہے، جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم ہر اُلو کو ہوتا ہے، جیسا جناب تھانوی صاحب کو ہے ایسا علم تو ہر گدھے کو ہوتا ہے جیسا امام الوہاب جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سوڑ کو ہوتا ہے۔ جناب گنگو ہی صاحب کی صورت جیسی تھی ایسی صورت کتے کی بھی ہے، جناب نانوتوی صاحب کی شکل جیسی تھی ایسی شکل اُلو کی بھی ہے، جناب تھانوی کا چہرہ جیسا ہے ایسا گدھے کا بھی ہے۔ جناب امام الوہاب دہلوی صاحب کا منہ جیسا تھا ایسا سوڑ کا بھی ہے۔ اور وجہ شُبہ یہ بتائے کہ گنگو ہی دنانوتوی و تھانوی و دہلوی صاحبان کو بھی بعض مسلم ہے اور کتے الو گدھے سوڑ کو بھی بعض ہے۔ اگرچہ جنابان مذکورین کو جتنا علم آنکھوں کو دکھلانے کو لازم و ضروری ہے وہ انھیں حاصل ہے جنابان مذکورین کا منہ چہرہ شکل صورت بھی مخلوق ہے حادث ہے فانی ہے اور کتے الو گدھے سوڑ کے منہ بھی مخلوق و حادث و فانی۔ اگرچہ انسان کھلانے کیلئے بوقتہ لازم و ضروری ہے۔

جنابان مذکورین کو بتا ہوا

حاصل ہے تو کیا ایسا کہنا آپ حضرات پسند کریں گے، کیا اُسے اُن جنابوں کی تو ہمیں نہ کہیں گے کیا جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لکھ کر چھاپ دیا اور اب اس پر اڑے ہو، جھوٹے بہانوں سے اُسے بنانے کے پیچھے پڑے ہو۔ یونہی لکھ کر اپنے مہر و دستخط سے یہی الفاظ گنگو ہی و نانوتوی و دہلوی و الوہاب اور خود اپنی نسبت چھاپ دو گے جو جھوٹے عند محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی رکیہ تغیر العنوان و بسط البنان میں گرھے کیا یہاں جاری نہیں؟ سب بعینہا جاری ہیں۔ اگر آپ یا تمہارے اذنان سعید و حمید پر بے تہمتی و دشنام دہی کا الزام لگائیں تو سعید و حمید کہہ سکتے ہیں کہ۔

”تھانوی جی کے اذنان کے شبہ کا منہ کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت ایسا علم اور ایسا علم و چہرہ و شکل و صورت میں ایسا کو تشبیہ کے لئے سمجھ گئے اور علم و صورت و شکل و چہرہ و رخ سے مراد گنگو ہی نانوتوی تھانوی دہلوی کا علم و رخ و صورت و شکل و چہرہ سمجھ گئے حالانکہ یہ منہ ہی غلط ہے لفظ ایسا بقرینہ مقام مطلق بیان کے لئے بھی آتا ہے جیسا بھائے اہل لسان نے محاورات

فصیح میں لوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے، ظاہر ہے کہ یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں،
اسی طرح علم اور روح دھڑ دھڑ و صورت و شکل سے مراد گنگوہی نالوتوی تھا لوتوی دھڑی کا علم و روح
و چہرہ صورت و شکل نہیں۔

کیوں تھا لوتوی جی! کیا بعینہ وہی آپ کے خانگی سوال والی تقریر نہیں؛ کیسے ہے اور ضرور ہے تو کیا وجہ
کہ آپ یہ تقریر اپنے بڑوں کے حق میں مقبول نہ رکھیں اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
بارے میں گڑھیں۔ بلکہ آپ کو تو سعید و حمید کی تقریر مسنفی کی بھی حاجت نہ چاہیے۔ آپ خود اس تقریر
کے بانی و بادی ہیں و دہکتے جائیں کہ گنگوہی صاحب سوئے کی طرح ہیں، نالوتوی صاحب آلو کے مثل تھے، اسمعیل
و دھڑی صاحب گتے کی مانند تھے، تھا لوتوی جی گدھے کے مشابہ ہیں اور آپ شاباش دیتے اور انصاف دیتے کہتے
جائیں۔ بلکہ حمید و سعید کے کہنے پر کیوں رکھتے خود ہی وہ لائق اور بلند خطابات اپنے ان بڑوں کی نسبت لکھ کر
چھاپے اور ہزار پانچ سو نسخے ہمیں بھی بھیجے کہ آپ کی حفظ الایمان کی طرح ملک میں شائع کریں اور آپ کا ہذر
مسلمانوں کو سنائیں کہ بھائیو! جناب تھا لوتوی صاحب کو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہی خاص عداوت
نہیں، ان کی بولی ہی یہ ہے۔ وہ اپنے بڑوں کو بھی ایسا ہی کہتے ہیں، کیوں تھا لوتوی جی! اسے صلاح کیسی کہی
یاں ہاں وہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے جن کو منہ بھر کہا اور چھاپ دیا، اپنے بڑوں کی طرف
ایسا خیال کرتے کیجیو چار چار ہاتھ اٹھ لے گئے۔ یہ ہے تمہارا اسلام یہ ہے تمہارا ایمان یہ ہے تمہارا دین یہ ہے تمہارا
دھرم۔ الا لعنة الله على الظالمین۔

مسلمانو! جتنی واضح ہونے کا اس سے زیادہ اور بھی کوئی ذریعہ ہے کیوں تھا لوتوی جی کیا یہ سب انگریز سوال
"وقعات السنان" نے آپ پر نازل نہ فرمایا تھا جس سے آپ کو بھی دن میں تارے نظر آنے لگے ہوں گے، باوجود
اس کے وہی مرغی کی ٹانگ! کیسی شدید ہٹ دھرمی ہے۔

ثامن عشر — تھا لوتوی خانگی سوال میں ہے۔

"پس اس کی بنا پر واقعی ترمیم عبارت کی مطلق ضرورت نہیں۔ لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ ہر
فہم کے لوگ ہیں یا کم از کم قصداً شبہ ڈالنے والے بھی ہو جو دہیں جو شبہ ڈالنے میں کچھ مصالحت سمجھتے ہوئے ہیں۔
خواہ وہ مصالحت دینیہ ہوں جیسا ان کا دعویٰ ہے یا دنیویہ ہوں جیسا واقعہ ہے اس لئے کم فہموں کی مدافعت
سے تاکہ نہ ان کو خود شبہ ہو نہ دوسرا شبہ ڈال سکے اگر اس عبارت میں ایسے طور سے ترمیم کر دی جاوے جس میں
معنوں محفوظ رہے اور عنوان بدل جاوے تو امید ہے موجب اجر ہو گا گو یہ ترمیم درجہ ضرورت میں نہ ہوگی
صرف درجہ استحسان ہی میں ہوگی۔ اس لئے جو رائے ہو فقط"

کیوں تھا نوی جی! صراحتہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں، پانگلوں پانوروں کے علم سے ملائے اور اس سے توبہ درکنار صرف عبارت بدلنے کو بھی مطلق ضروری نہ جانئے، مسئلہ معظّمہ بدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام بالاتفاق کفر کا فتویٰ دیں اور آپ انہیں یوں جلی کٹی سنائیں کہ دنیوی فوائد کے واسطے قصداً شبہ ڈالتے ہیں۔ پھر جو عبارت بدلی جائے اُس میں بھی باس کا لحاظ رکھا جائے کہ معافی کفر یہ وہی باقی رہیں صرف الفاظ کا فرق ہو جائے وہ بھی خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خوف سے نہیں بلکہ صرف اس لئے کہ سنی مسلمانوں کے حملوں سے جان بچے، چھپا چھوٹے۔ آپ ہی فرمائیے یہ ایک کتنے بڑے ذہل کفر میں۔ کفر ہو یا کچھ اور ہو مگر تھا نوی خانگی سوال کی یہ پچھلی عبارت ہمارے اس قول کی تصدیق کرتی ہے کہ عبارت صرف اسلئے بدلی گئی ہے کہ حلوائے مانڈے سلامت رہیں اور حکیم الامتی میں ٹھیس نہ لگے، کیوں تھا نوی جی! یہ خود آپ کے خانگی سوال کے ہاتھوں آپ کی کیسی نرالی نقاب کشائی ہے۔

تاسع عشر — اس کے بعد تھا نوی جی کی جوابی تحریر ہے۔
 ”ہذا کم اللہ تعالیٰ بہت ابھی رائے ہے، چونکہ اس کے قبل کسی نے واقعی بنا نہیں ظاہر کی اس لئے ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا۔ اب سوال ہذا میں جو بنا بیان کی گئی ہے ایک امر واقعی ہے لہذا قبولاً للشورہ اس کو لفظ اگر کے بعد سے عالم الغیب کہا جاوے تک اس طرح بدلتا ہوں۔ اب حفظ الایمان کی اس عبارت کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اس طرح پڑھا جاوے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو علم الغیب کہا جاوے۔“

جی ہاں تھا نوی جی! اس کے قبل آپ پر عبارت حفظ الایمان کے سبب کفر از تہاد کا فتویٰ دینے والے آپ کو توبہ اور از سر نو کلہ پڑھکر مسلمان ہونے کی طرف رغبت دلانے والے اس عبارت ملعونہ کی ترمیم کی طرف آپ کو متوجہ کرنے والے جن ترمیم عرب و عجم کے تمام علمائے اہلسنت تھے اور اسکی بنا کیا ظاہر کی تھی یہی کہ اس عبارت ملعونہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخت ناپاک شریعت تو ہمیں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرہ برابر تو ہمیں کُتہائی کُفر ہے۔ آپ کے دل میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا ادنیٰ بیلوہ بھی ہوتا تو مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے حضور گردن جھکا دیتے، سر رکھ دیتے اور فوراً توبہ کر کے از سر نو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ مگر آپ کے نزدیک تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا کوئی بڑی بات نہیں، بلکہ جس گندی عبارت میں گالی دی جائے اس کی ترمیم ضروری تو درکنار، جائز بھی نہیں۔

لہذا اسی کفر پر اڑے رہے، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم کے مثل بتا چکے تھے اسی ملعون گالی پر اڑے رہے۔ اب کہ اذنا ب نے سو بھایا کہ انہیں منیوں کے سامنے ہمیشہ لعنت و روسیا ہی و ذلت و خواری نصیب ہوتی ہے اور حفظ الایمان کے گندے گہرے گھاؤ میں بتی رکھوانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ اور اس سے حکیم الامتی کی شان میں دھکا لگنے کا اندیشہ ہے تو جلد مسلمانوں کو پھسلانے کیلئے ترمیم قبول کر لی۔

مسلمانو! لہذا انصاف! تھا نو بی جی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت سے کچھ علاقہ نہیں۔ ان کی توہین کئے جائیں ان کو گالی دیئے جائیں مسلمان اس پر اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت خوف و خشیت یاد دلائیں تو خیال میں نہ لائیں جیسی ہی آنکھیں دکھائیں، غریب بنیوں پر غرائیں کہ ”مجھے معقول بھی کر دو تو وہی کہے جاؤں گا“۔ مگر جب یہ اندیشہ ہوا کہ اپنی جھوٹی عزت پر آج آئے گی، حکیم الامتی کی پول کھل جائیگی تو فوراً اسے واقعی بنا کر ترمیم عبارت قبول و منظور کر لیں یعنی تھا نو بی جی کے دل میں خود ان کی عزت و عظمت اللہ و رسول کی عزت و عظمت سے بہت زائد ہے کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینا حلال و شیر مادر، اس سے تھا نو بی ایمان میں ٹھیس بھی نہ لگے بلکہ اس گالی پر اڑا رہنا واجب، اسکی ترمیم ناجائز۔ مگر اپنی عزت و حکیم الامتی میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اور فوراً ترمیم کر لی وہ حرام حلال کر لیا۔ یہ ہے تمہارا دین، یہ ہے تمہارا ایمان۔

وہا، یو! دیو بٹ دیو! دیکھو یہ ہے تمہارے پیر تھا نو بی کا دھرم۔ ہاں تھا نو بی جی دیکھو تمہاری سوا بھ سطوروں میں کتنے کفر ہیں، خانگی سوال کے اس کہنے پر کہ حفظ الایمان کی عبارت اس لئے نہ بدلی جائے کہ اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص ہے، بلکہ صرف اس لئے کہ مسلمانوں کے اعترافوں سے جان بچے۔ یوں کہنا کہ ”حبذا کم اللہ بہت اچھی رائے ہے“۔ اس کفر کو پسند کرنا اور اس پر خدا سے بہتر بدلہ مانگنا ہے تو یہ آپکے نئے دو کفر ہوئے۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالی بلکنے کو بڑی بات نہ جاننا بلکہ جس عبارت میں گالی ہو اس کی ترمیم کیلئے تنقیص شان رسالت کو بنائے واقعی نہ ماننا تیسرا کفر ہوا۔ اس گالی سے رجوع کرنے کو کفر کہنا کہ ”ترمیم کو دالالت علی خلاف المقصود کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے“۔ یہ چوتھا کفر ہوا۔ ترمیم کو ضروری تو کیا جائز

بھی نہیں سمجھا۔ یعنی جس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پانچوں جانوروں کی طرح کہہ کر کفر لکھا جائے اس کی ترمیم ضروری نہیں، یعنی کفر سے رجوع ضروری نہیں، یہ پانچوں کفر ہوا بلکہ کفر سے رجوع جائز بھی نہیں، یہ چھٹا کفر ہوا۔ اب سوال اہل ایمان جو بنا بیان کی گئی ہے وہ واقعی ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ بنائے واقعی نہیں مگر تھانوی جی کی عزت و عظمت کا لحاظ ضرور ایک بنائے واقعی ہے، یہ کیسا اشد رسالتوں کا کفر ہوا۔ آگے تھانوی جی فرماتے ہیں۔

”ایسی عبارت بمعینہ شرح مواقف میں فلاسفہ کے جواب میں اور اسی کے مثل مطالع الانظار میں ہے۔“

اس کا مطلب یہ کہ تھانوی نے جو کالی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دی اس کے جائز ہونے کی دو دلیلیں یہ ہیں کہ شرح مواقف و مطالع الانظار میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور کفر کے جائز ہونے پر دلیل لانا بھی کفر ہے، تھانوی نے اپنے زعم میں اس کفر پر دو دلیلیں پیش کیں، تو یہ آٹھواں اور نوواں کفر ہوا پھر کہا۔

”اب اگر اس پر بھی کلام ہو تو میں پھر بدھنے کو تیار ہوں مگر شرح مواقف و مطالع الانظار کی عبارت بدلنے کے بعد۔“ اس کا بھی وہی مطلب کہ جو کفر تھانوی نے لکھا وہی ان دونوں کتابوں میں بھی ہے، تو جیسے ان کتابوں میں کفر جائز ہے، تھانوی نے جو کہا وہ بھی جائز ہے۔ یہ سوال اور گیارہواں کفر ہوا۔

عشرین۔ تھانوی جی! رسالہ مبارکہ وقعات السنان نے عبارت شرح مواقف و مطالع الانظار کا کامل کشف اور پورا ایضاح کیا، نہ فرما دیا تھا یا نہ رہا ہو یا باوجود یاد ہونے کے دانستہ اس سے اڑان گھائی تیلے ہو تو میں پھر کہتا ہوں کہ رسالہ مبارکہ آپ کے رجسٹری شدہ نازل ہو چکا ہے اور گیارہ برس سے آپ کے دم پر سوار ہے، جس سے حفظ الایمان و بسط البنان پر قہر الہی غضب حق کی مار ہے۔ ذرا سوال چہرہ سلم سے سوال پنجاہ و خیم تک سوال پھر ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں اس خیال سے کہ تھانوی نزاکت، حکیم الامتی کی نازنین طبیعت زیادہ برداشت نہ کر سکے مختصر ذکر کئے دیتا ہوں۔ مسئلے!

فلاسفہ نے نبی کی تعریف یہ کی کہ جس آدمی میں تین باتیں پائی جائیں وہی نبی ہے۔ اور ان تین باتوں میں ایک علم غیب بھی ہے۔ پھر اپنے اس دعوے کی دلیل میں کہہ بھاگے کہ سونے والے عیسائوں ریاضت کرنے والوں کو بھی علم غیب ہو جاتا ہے۔ اس پر صاحبانِ شرح مواقف و مطالع نے ان فلاسفہ

کفر پر اعتراض فرمایا کہ تم جس منہ سے علم غیب کو نبی کا خاصہ بتاتے ہو کہ جسے علم غیب ہو وہ نبی ہے، اسی منہ سے سونے والوں، بیماروں، ریاضت کرنے والوں کے لئے بھی علم غیب مانتے ہو تو تمہارے طور پر علم غیب نبی کا خاصہ نہ رہا۔۔۔۔۔ کیوں تھا نبی جی کچھ آنکھیں کھلیں، صاحبان مطالعہ و شرح مواقف نے آپ کی طرح کفر نہ کیا، بلکہ فلاسفہ حتمی نے جو کفر کا اس کا رد فرمایا۔ اور آپ اپنے طور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو بچوں یا گلوں جانوروں کے علم کے مثل بتایا۔ تو صاحبان شرح مواقف و مطالعہ مسلمان ہیں اور آپ تھا نبی جی خارج از دائرہ اسلام و ایمان۔ کیوں تھا نبی جی رد قہر کو اڑان گھائی بتانا اور مردوبات کو آگے لانا کیسی کیا دی ہے۔

حادی وعش۔۔۔۔۔ تھا نبی جی نے اسی تغیر العنوان کے ٹائٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر اپنے اذنب میں سے ایک شخص کے نام سے تمہید چھپوائی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔
”حفظ الایمان کی ایک صاف عبارت پر جس میں ذرہ برابر بھی کوئی غبار نہیں خواجہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا۔ مدت سے وہ اعتراض اس جماعت میں جاری ساری ہے، چند روز تک اس اعتراض کی طرف توجہ نہیں کی گئی پھر بعض خیر خواہان اسلام کے سوال کرنے پر خود مؤلف رسالہ نے اس اعتراض کا نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تلبیس کو بھی اٹھا دیا۔ اس تحریر کا نام بسط البنان ہے۔ مگر اہل عناد کو پھر بھی چین نہ آیا وہی مرغے کی ایک ٹانگ گاتے رہے چنانچہ بعض بلاد میں وہ فتنہ پھر تازہ ہوا۔ آخر بعض مخلصین کی درخواست پر مؤلف نے اس بلند نظری و عالی حوصلگی سے کام لیا کہ اس عبارت میں جو الفاظ دھوکے کی بنا تھے باوجود اس کے کہ دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سکتا باطل ہو چکا تھا مگر پھر بھی ترخما علی الجاہلین اُن الفاظ ہی کو بدل دیا، اس کا نام تغیر العنوان ہے۔“

اب ذرا اس عبارت کے کفریات گنیے۔۔۔۔۔ حفظ الایمان میں تھا نبی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو پاگلوں جانوروں کے مانند ٹھہرایا اُسے ”صاف عبارت“ کہا۔ یہ کفر پر عناد اور بارہواں کفر ہوا۔

پھر کہا ”جس میں ذرہ برابر غبار نہیں“ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی گالی دینے میں ذرہ برابر حرج نہیں، یہ تیسرا ہواں کفر ہوا۔
پھر کہا۔ ”خواجہ سوچ ساچ کر ایک ایسا ہی شبہ پیدا کر کے“ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی ایسی بے ادبی کرنے میں کوئی کفر نہیں، مسلمائے اسلام نے زبردستی ان کے سر کفر تھوپ دیا ہے۔ یہ کفر پر اصرار اور چودھواں کفر ہوا۔

پھر کہا — ”سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکے میں ڈال دیا“ — یہ کفر براستکیار اور پندرہواں کفر ہوا — بسط البنان کو کہا — ”نہایت کافی شافی جواب دے کر ظاہری تبلیغ کو بھی اٹھا دیا“ — ہر مسلمان دیکھ رہا ہے کہ حفظ الایمان میں اپنے ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تحقیر کی اور اس کے بنانے کیلئے بسط البنان میں طرح طرح کے جیلوں والوں سے کام لیا کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ربیع میں گستاخی کرنا جائز ہو جائے، پھر اسے ”نہایت کافی شافی جواب“ کہنا سولہواں اور سترہواں کفر ہوا — پھر مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”ظاہری تبلیغ بتانا اٹھا دیا“ کفر ہوا — پھر جن مسلمائے عرب و عجم مفتیانِ حل و حرم نے تھالوی حکم شرع لگایا، تو ہمیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر و ارتداد بتایا انھیں ”اہل خنار“ کہنا انیسواں کفر ہوا۔ پھر مطالبہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ”مٹنے کی ایک ٹانگ کہنا بیسواں کفر ہوا۔ پھر اسے فتنہ کہنا یہ اکیسواں کفر ہوا — پھر تھالوی نے جو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلق لحاظ نہ کیا اور اپنی بھوٹی عزت کا لحاظ کر کے عبارت میں ترمیم کر دی اس حرکت کفریہ کو ”بلت نظری“ اور ”عالی جو مسلکی“ کہنا بائیسواں اور تیسواں کفر ہوا — پھر کہا ”بعض الفاظ دھوکہ دینے کی بنا تھے۔“ اس کا بھی وہی مطلب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی ناپاک عبارت بولنا کفر نہ تھا علمائے اہلسنت نے دھوکہ دینے کے لئے کافر مرتد کہہ دیا۔ یہ وہی کفر پر ضد اور چوبیسواں کفر ہوا۔ پھر کہا ”دلائل سے ان کا دھوکہ کی بنا ہو سنا باطل ہو چکا تھا“ یہ بھی وہی کفر براڑنا اور پچیسواں کفر ہوا — پھر کہا — ”ترخا علی الحب اہلین ان الفاظ ہی کو بدل دیا“ جس کا صاف صریح یہی مطلب ہے کہ ان الفاظ میں کوئی کفر نہ تھا، مگر بابوں کو دھوکہ ہوتا تھا اور اندیشہ تھا کہ ہمارے گروہ سے نکل جائیں اس لئے جاہلوں پر ترس کھا کر ان الفاظ کو بدل دیا، یہ بھی وہی کفر پچھارواں اور چھبیسواں کفر ہوا۔

انسوس تھالوی جی نے جہاں عوام کو بہکانے کیلئے ساتوں کرم کر لئے، گروہ کفر نہ اٹھن تھانہ اٹھا۔ ہاں انصاف طلب ہے پیارے مسلمانو! اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

پہنچی عزت و عظمت پر قربانوا! لہذا انصاف! ایک دیوبندی مہادیو کی بندگی کرے ایک رسلِ خبیث الشیطان کے نام سے لکھے اور اس میں مہادیو وغیرہ کفار و مشرکین کے معبودانِ باطل کی بندگی و عبادت کا حکم لکھے علماء اسلام سے استفتاء ہو، دنیا کے تمام علماء اہلسنت اس پر بالافقانہ و اترداد کا فتویٰ دیں، اس پر وہ مدلول سکت یسکت سکوتا کی گردان جھانتا ہے، علماء اسلام اُسے ائمہ و رسول جلی و ملا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت خوف و خشیت یاد دلائیں مگر وہ دیوبندی کچھ دھیان میں نہ لائے، جب اُسے اپنی عزت جانے کا اندیشہ غالب ہو اور اذنا اب بھی پیچ و پکار کر اس کو اب آپ کے متبعین بہت پریشان ہیں، آپ کی امامت و پیشوائی میں فرق آنے کا اندیشہ ہے تو ایک کتاب تحصیل الحسن و ان لکھے اور اس میں یوں کہے کہ۔

”مہادیو کی پوجا میں ذرہ برابر خیار نہیں مگر پھر بھی جب انہوں پر ترس کھا کر جس عبارت میں مہادیو کی بندگی کا حکم لکھا ہے اس میں ترمیم کرتا ہوں۔“

دنیا بھر کے مسلمان بتائیں کیا اس شخص کا یہ کہنا کافی ہوگا، کیا یہ ناپاک عبارت اس پر سے فتوے کفر اٹھا دی گئی، کیا یہ تو بے اسکی مان لی جائیگی؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کیوں تھا نوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہوا کہ اس طرح آپ کا عبارت میں ترمیم کرنا کیسا فریب کا ثانی و عیش وین۔ ————— تھا نوی جی نے اگرچہ عبارت میں ترمیم کر دی مگر نفس عبارت میں ان کا کفر اب تک موجود ہے اور کیوں نہ ہو خود اپنی کتاب کا نام ہی تغیر العنوان رکھا ہے یعنی صرف لفظ بدلے ہیں معنی نہیں بدلے۔ تھا نوی جی خانی سوال میں ہے۔ ”معنون محفوظ رہے اور عنوان بدل جائے۔“ اذنا اب کی تمہید میں ہے۔ ”اُن الفاظ ہی کو بدل دیا۔“ آخر یہی ہوا، تھا نوی جی نے جو عبارت ترمیم شدہ تھی حفظ الایمان میں شائع کروائی وہ یوں ہے۔

”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریا صفت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجانب کمال التنبؤ

شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے، اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔

ہاں تھا نوی جی سنئے! کسی نادان بچے کو اگرچہ کافر کا ہو ایک دو مسئلے فقہ کے مثلاً کیفیت الوضو یا کیفیت الصلاۃ کے بتا دیے جائیں۔ اور ایک عالم متبحر بچے کا علم فقہ ایک سحرناپید کنہا سے بھر پور بھی مجتہد المذہب نہیں تو کیا وہاں یوں کہنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ علم فقہ کو اس عالم کے کمالات سے کیوں شمار کیا جاتا ہے جس بات میں عاقل بلکہ مومن کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات حسیہ سے کب ہو سکتا، بالبدلتہ ظاہر کہ ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتے اور جو کہے پاگل کہلائے اور پاگل خانہ بھیج دیا جائے کہ بریلی میں پاگلوں کا علاج ہوتا ہے وہاں جا کر فصد کھلوائے، اپنی بوکھلاہٹ اور پاگل پن کا علاج کروائے ہاں البتہ جہاں دو عالم ایک پایہ کے یکساں تسلیم رکھنے والے ہوں اور ان میں کسی ایک کو بے مثل کہا جائے تو وہاں کہہ سکتے ہیں کہ میاں عالم ہونے میں خاص ان کا کیا کمال ہے دیکھو دوسرا بھی اس کے برابر عالم ہے۔ ہر ادنیٰ عقل والا جانتا ہے کہ یوں کہنا کہ اس میں فلاں کا کیا کمال ہے اس میں اسکی کیا خصوصیت ہے اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ کم از کم دو برابر کمال رکھنے والے ہوں، یا باہم تفاوت ہو بھی تو بہت قلیل۔ اب تھا نوی کی عبارت ملاحظہ ہو۔

”علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔“

کیسا صاف مستری کہہ دیا کہ علم غیب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا کمال ہے ایسا علم غیب تو مسلمانوں بلکہ انسانوں سے بھی خاص نہیں یہ تو کافروں بلکہ جانوروں کیلئے بھی حاصل ہیں پھر اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر تو علم غیب کا علم کیا جائے اور کافروں جانوروں کیلئے علم غیب کا انکار کیا جائے۔ ”تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے۔“ یعنی نبی اور کفار بلکہ نبی اور جانوروں میں دوبارہ علم غیب کیا فرق ہے۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جس پر مسلمان اسلام نے فتوئے کفر دیا اپنے جیلے والے بھی کہتے مظلومیوں غیار یوں سے بھی کام لیا، مگر وہ کفر نہ تھا۔ یعنی کھایا بھی اور کال بھی نہ کیا، یہ ستائیواں اٹھا کیسواں کفر

ہوا۔ دس کفر آپ کے وقعات السنن نے آپ کو دکھائے تھے اور اٹھائیس یہ، کل آپ کے اڑتیس کفر ہوئے۔

تھانوی جی! آپ نے دیکھا کفر کی مدد کرنے والا اور بڑھکر کفر در کفر، کفر بر کفر میں پڑتا ہے۔ تھانوی جی اب آپ بڑھے ہوئے کے جو دم چل رہا ہے اُسے غنیمت سمجھئے۔ بسط البنان میں اپنے کفر کو مان چکے اور یہ بھی دیکھ لیا کہ اندھیریوں والے، چمک پھیریاں لینے، عبارت بدل کر دھوکے دینے سے کام نہیں چلتا۔ ہاں یاں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عزت سچی عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد توبہ کیجئے، کلمہ اسلام پڑھکر از سر نو مسلمان ہو جائے۔ جس طرح حفظ الایمان بسط البنان تغیر عنوان کی اشاعت ہوئی ہے اسی طرح مسلمان ہو جانے توبہ کر لینے کا اعلان فرمائیے، اللہ خدا کو مان کر انصافاً قبول فرمایا لیجئے کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا اور اب مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس سے آپ کی عزت کچھ گھٹ نہ جائے گی، بلکہ ہر عاقل کے نزدیک بڑھ جائے گی۔ تھانوی جی! دیکھئے کفر سے توبہ کرنا مسلمان ہو جانا عیب نہیں، ہاں کفر پر اڑا رہنا عیب ہے توبہ سے اللہ عز و جل اپنے صد لقیوں کی مدح فرماتا ہے۔ وبالاسحار ہم یستغفرون۔ تھانوی جی یہ خیال نہ کیجئے کہ اذنا ب و اتراب میں اپنی ہٹی ہو گی کہ حکیم الامت ہو کر توبہ کی از سر نو مسلمان ہوئے اب تک کافر تھے اب اسلام لائے کہ اول تو جو اہل انصاف ہونگے وہ اس وقت اور زائد آپ کی انصاف پسندی و حق بینی کے معتقد ہو جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ جناب تھانوی صاحب یہ اذنا ب و اتراب سب دنیا کی زندگی ہی تک ہیں آخر ایک روز مرنا اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے وہاں یہ اذنا ب و اتراب کچھ کام نہ آئیں گے، بلکہ اگر آپ نے توبہ نہ کی تو آپ کے اذنا ب و اتراب اپنے کفر کی سزائیں گے اور اتنا ہی عذاب آپ پر بڑھائیں گے۔ ہاں تھانوی صاحب روز محشر کا تصور کر کے قہر الہی کا دھیان کرتے ہوئے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کا لحاظ کر کے جلد از جلد اپنے کُفروں سے توبہ کر لیجئے۔ اور خیال نہ فرمائیے کہ

عمر ساری تو کٹی عشقِ بستاں میں مومن آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے
نہیں نہیں تھانوی صاحب! اللہ عز و جل رحمن رحیم ہے اور اس کا پیارا مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رحمۃ للعالمین ہے۔ آپ سچے دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر
خدا میں قلب سے توبہ فرمائیے وہ توبہ غفور ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم شار رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ضرور توبہ مقبول ہوگی۔ رباعی:

باز آ باز آ از انچه ہستی باز آ مگر کافر و گمراہ ہستی باز آ
ایں درگاہ مادر کہ نو میدانیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ادب کے ساتھ عرض کر دینا ہمارا کام، ماننا ماننا آپ کا کام ہے

مانو نہ مانو اس کا تمہیں اختیار ہے آگے تمہارے اچھا برا ہم نے کر دیا

وباللہ التوفیق وعلیہ التقدیر وھو الوکیل

ان تمام امور کے سننے کے بعد سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ اس ترمیم سے تھاوی کا کفر ہرگز
ناٹھا بلکہ اسی ترمیم میں اٹھائیس اور جدید کفر یک دینے لہذا اس ترمیم کے بعد بھی تھاوی کو اور جو
ان کے اس کفر ملعون پر مطلع ہونے کے بعد انہیں مسلمان جانے اس کو کافر مرتد جاننا فرض اور انہیں
مسلمان سمجھنا حرام بلکہ کفر ہے۔ تھاوی پر فرض ہے کہ جلد اس کفر ملعون اور اس کے سوا دوسرے کفریات سے
صاف سچی توبہ کر کے مسلمان بنیں۔ نئے سرے سے کلمہ پڑھکر اسلام لائیں۔ اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کے
اذناب و متبعین پر فرض ہے کہ انہیں کافر مرتد سمجھیں ان کا چھپا چھوڑیں توبہ کریں مسلمان بنیں اور اگر وہ
بھی نہ مائیں تو مسلمانوں پر تھاوی اور ان کے متبعین کے ساتھ مسلمانوں کے سے تعلقات رکھنا حرام ان سے
سلام حرام ان سے دوستی ملاقات حرام ان کے پیچھے نماز حرام ان کے جنازے پر نماز حرام انکی عیادت حرام ان کی میل
جول بیابہ شادی حرام وہ مر جائیں تو انہیں مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دینا حرام انہیں مسلمانوں کے مقبرے میں
دفن کرنا حرام۔ غرض ان پر مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ حرام الحرمین شریف میں فرمایا احکامہم احکام
المرتدین والعیاذ باللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد
والہ وصحبہ وابنہ وحر بہ اجمعین واخو دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سب بارگاہ نبوی و بندہ مکار قادی و گناہ گئے کوئے رضوی ابو الفتح حمید رضا محمد شمس علی خاں قادی
برکاتی رضوی لکھنؤی نھرنہ دلاویہ اہلہ و انوائہ واجب بہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔

۱۲ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۶ھ

ردُّ کُمدِ الخُبْرَاءِ

۱۳ — ۴۲ —

استفتاء :

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت و مفتیانِ دین و ملت دامت برکاتہم القدسیہ اس مسئلے میں کہ مولوی کاظم علی میرٹھی مولوی عبدالسلام ولد مولوی عبدالشکور کا کوری و دیوان دیوبندیان اپنی لکراہ کن تقریریں میں حدائق بخش حصہ سوم صفحہ ۳۷ کے اشعار سنا کر بھولے بلے سنیوں، سیدھے سادے مسلمانوں کو یوں دھوکے دے رہے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان اشعار میں معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کی گئی ہے۔ دُندوہ بزرگ کے ہم سنی مسلمانوں کو اس دور پر فتن میں اللہ تعالیٰ عز و جل کی تنزیہ و تقدیس اور حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے عشق و محبت اور تعظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مودت اہل طہارت علی نبینا الکریم و علیہم الصلاۃ والسلام کا سچا صحیح سبق حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں ہی سے بلا ہے اسوجہ سے ہم کو ان دونوں و لمائی ملاؤں کی بکواس پر یقین نہیں آیا۔ میرٹھی دیوبندی نے کانپور میں اچھل اچھل کر اور عبدالسلام ولد عبدالشکور کا کوری نے سمدھن ضلع فرخ آباد میں ایٹج پر گھوم گھوم کر کہا کہ صفحہ ۳۶ پر یہ سُرخ ہے کہ "قصیدہ در مناقب شریفہ ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ لہذا اس سُرخ کے ماتحت جو کچھ بھی ہے وہ سب حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہی شان میں ہے۔ لہذا براہ کرم ارشاد ہو کہ ان اشعار کا کیا مطلب ہے۔ اور وہ اشعار جن پر دیوبندیوں کا اعتراض ہے کس کی شان میں ہیں؟ بیٹو! تو جبروا۔ المستفتی نور محمد خاں قادری رضوی حتمی عنہ ساکن دُندوہ بزرگ ڈاکانہ دُندوہ بزرگ ضلع فرخ آباد متعلم مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم اہلسنت اشرفی روڈ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ ۱۲/۱۲/۱۹۵۲ء دو شنبہ مبارک ۲ نومبر ۱۹۵۲ء

الجواب : اللهم هداية الحق والصواب۔

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم و علی ذویہ و صحبہ ابدال دھور و کراما۔

مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۸۷ مطبوع مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۴ھ میں حدیث شریف ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقِدْنَ

أَنْ لَا يَكْتُمَنَّ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، قَالَتِ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمٌ جَمِيلٌ فَمَتَّ عَلَى رَأْسِ
 جَبَلٍ وَغَرًّا سَهْلًا فَيُرْتَقَى وَلَا سَمِينَ فَيَنْتَقَى، قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبْتُ
 خَبْرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ إِنْ أَذْكُرُهُ أَذْكُرُ مَجْرَهُ وَبُجْرَهُ، قَالَتِ الثَّلَاثَةُ
 زَوْجِي الْعَشَقُّ إِنْ أَنْطَقَ أَطْلُقُ وَإِنْ أَسْكَتُ أَعْلَقُ، قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلِيلُ
 تَهَامَةٍ لَا حَرَّ وَلَا قَرَّ وَلَا خَافَةَ وَلَا سَامَةَ، قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فِهْدًا
 وَإِنْ خَرَجَ أَسَدًا وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهْدًا، قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفٌّ وَإِنْ
 شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ اضْطَجَعَ التَّفَّ وَلَا يُوجِ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبْتُ، قَالَتِ السَّابِعَةُ
 زَوْجِي غَيَايَا أَوْ غَيَايَا طَبَاقًا كُلُّ دَاوِلَةٍ دَاوِلَةٌ شَبَّكَ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمَعَ كَلًا
 لَكَ، قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الرِّيحُ رِيحُ زَرْبٍ وَالْمَسُّ مَسُّ أَرْبٍ، قَالَتِ التَّاسِعَةُ
 زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ
 زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمُبَارِكِ قَلِيلَاتُ
 الْمَسَارِجِ إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمَرْهَرِ أَيْقَنَ أَنَّهُنَّ هُوَ الْكُ، قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةٌ
 زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنْاسٌ مِنْ حُلِيِّ أَذْنِي وَمَلَأٌ مِنْ شَحْمِ عَصْدَائِي وَبَجَحْنِي
 فَبَجَحْتُ إِلَى نَفْسِي وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غَنِيمَةٍ لِيَشْتَقِيَ فَيَجْعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ
 وَأَطِيطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أَقْبَحُ وَأَرْقُدُ فَا تَصْبَحُ وَأَشْرَبُ فَاتَقَبَّحُ
 أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ عُلُومُهَا رِدَاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ، ابْنُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي
 زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِ شُطْبَةٍ وَتَشْبَعُ ذِرَاعُ الْجَفْرِ بَيْتُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا بَيْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا طَوْعُ
 أُمِّهَا وَمِلُّ كِسَابِهَا وَغَيْطُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا بَيْتُ حَدِيثِنَا
 تَبَشُّبًا وَلَا تَنْقِثُ مِيرَتَنَا تَنْقِثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعَشِيشًا، قَالَتُ خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ
 تَمُخَضٌ فَلَقِيَ امْرَأَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفُهْدَيْنِ يُلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا
 بِرُمَانَتَيْنِ فَطَلَقَنِي وَنَكَحَهَا فَتَنَكَّحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَأَخَذَ خَطِيئًا وَارَاحَ
 عَلَى نَعْمَا شَرِيًّا وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَاحَةٍ زَوْجًا قَالَتْ كُلِّي أُمُّ زَرْعٍ وَمِيرِي أَهْلُكَ
 فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِي مَا بَلَغَ أَصْغَرَ ابْنَةِ أَبِي زَرْعٍ — قَالَتْ عَاشَتْ رَهْفَى اللَّهِ

تَعَالَى عَنْهَا قَالِ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ عَلَى اللَّهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأَنِّي زُرْعُ
الْأَقْمَرِ زُرْعُ -

یعنی حضور المومنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں تو انھوں
نے ہاتھ بٹہ دیکھا کہ اپنے اپنے شوہروں کے حالات میں سے کچھ بھی نہ چھپائیں گی۔ پہلی نے کہا میرا شوہر
دبے اونٹ کا گوشت ہے جو سخت چڑھائی دے پہاڑ کی چوٹی پر ہے نہ تو سہل ہے کہ اس تک چڑھ کر
پہنچا جائے نہ فریب ہے کہ اس کا مغز حاصل کیا جائے۔ دوسری نے کہا میرا شوہر ایسا ہے کہ میں اس کی خبر
شائع نہیں کرتی ہوں، بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اسکو چھوڑ نہ دوں۔ اگر میں اس کا ذکر کروں تو اس کی
پیٹھ کا کوڑا اور اس کی ناف کی ہلکی بیان کروں۔ تیسری نے کہا میرا شوہر بہت لمبا بدخلق ہے۔ اگر میں
بولوں تو طلاق دیدی جاؤں۔ اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر مدینہ طیبہ
کی رات کی طرح ہے کہ نہ اس میں شدید گرمی ہے نہ سخت سردی ہے نہ خوف ہے نہ ملال ہے۔ پانچویں نے
کہا میرا شوہر اگر گھر میں آتا ہے اپنے مال و متاع سے بے خبر ہو کر چلتے کی طرح لیٹ کر سوتا ہے اور اگر گھر
سے نکلتا ہے شیر کی طرح بہادر اور دشمنوں کا خونریز بن کر نکلتا ہے اور جو مال و متاع میرے پیٹ پر دیکھا اس کو
نہیں پوچھتا۔ چھٹی بولی میرا شوہر اگر کھائے گا تو مختلف قسم کے کھانے سب چٹ کر جائیگا اور اگر پئے گا سب
پی جائیگا اور اگر لیٹے گا پیادہ میں اکیلا لیٹ جائیگا اور مچھلی کیڑوں میں نہیں داخل کرتا ہے کہ میری محبت جو اس
سے ہے اور اس کی بے اتفاقی کے سبب جو غم مجھ کو ہے وہ معلوم کرے۔ ساتویں بولی میرا شوہر شرارتوں میں
غرق ہے نامرہ ہے اس کے سب کام حماقت کی وجہ سے چوٹ ہیں۔ ہر ایک بیماری اسی کی بیماری ہے۔ تیرا سر
چھوڑے یا تیرے جسم کو زخمی کرے یا تیرے لئے سب اکٹھا کرے۔ آٹھویں بولی میرا شوہر اس کی خوشبو
زرب کی خوشبو ہے اس کا چھونا خرگوش کا سانازک چھونا ہے۔ نویں بولی میرا شوہر بلند ستون والا ہے
لبے پر تلے والا ہے اس کی راکھ کے ڈھیر بڑے بڑے ہیں قوم کی نشستگاہ کے قریب اس کا گھر ہے۔
دسویں بولی میرا شوہر مالک ہے اور کیسا مالک ہے مال کا مالک ہے اس کے اونٹ ہیں جن کے بیٹھے
کی جگہیں بہت ہیں ان کے چھوٹے پھرنے کی جگہیں کم ہیں۔ جب مزہر (ایک قسم کے باجے) کی آواز سنتی
ہیں تو وہ اونٹنیاں یقین کر لیتی ہیں کہ اب وہ ذبح ہونے والی ہیں۔ گیارہویں بولی میرا شوہر ابو زرع ہے اور
کیسا ابو زرع ہے اس نے میرے دونوں کانوں کو زیروں سے بھاری کر دیا اور چربی سے میرے دونوں

یا زوول کو پُر کر دیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا تو میرا جی خوش ہو گیا۔ اس مجھ کو تمام شے میں تھوڑی سی بکریو والوں کے اندر پایا تو اس نے مجھ کو ان میں رکھا جو گھوڑوں اور اونٹوں اور کھیتوں اور چوپایوں کے مالک ہیں۔ تو اس کے پاس میں بات کرتی تو برا نہیں کہی جاتی۔ رات کو سوتی تو صبح تک نیند بھر کر سوتی اور بیٹی تو جی بھر کر اطمینان سے سیراب ہو کر بیٹی۔ ابو ذرؓ کی ماں تو کیسی ابو ذرؓ کی ماں ہے اس کے برتن بڑے بڑے ہیں اس کا گھر بہت کشادہ ہے۔ ابو ذرؓ کا بیٹا تو کیسا ابو ذرؓ کا بیٹا ہے اس کی خواہگاہ کھجور کی لکڑی کا چکنا تختہ ہے۔ اور بھڑکے چار ماہ کے بچے کی ایک دست اس کو شکم سیر کر دیتی ہے۔ ابو ذرؓ کی بیٹی تو کیسی ابو ذرؓ کی بیٹی ہے اپنے باپ کی فرمانبرداری سے اپنی ماں کی اطاعت گزار ہے اپنی چادر کو اپنے جسم سے بھر دینے والی ہے اپنی سوت کی جلن کا باعث ہے۔ ابو ذرؓ کی کنیز اور کیسی ابو ذرؓ کی کنیز ہے ہماری بات کو پھیلاتی نہیں ہمارے کھانے کو خراب نہیں کرتی۔ ہمارے گھر کو کوڑے سے بھرا نہیں رہنے دیتی۔ وہ بولی ابو ذرؓ ایسے وقت نکلا کہ گھی بکالے کھیلے دودھ کے مشکیزوں میں دی جا یا با رہا تھا تو ایک ایسی عورت سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے ساتھ اس کے دبچے تھے جو اس کی پشت کے درمیانی حصے کے نیچے دو چیتوں کی طرح دو اندروں کیلے تھے تو اس نے مجھ کو طلاق دیدی اور اس سے نکاح کر لیا۔ تو میں نے اس کے بعد ایک شریف سردار مرد سے نکاح کر لیا جو عمدہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ بھنسی اس نے لیا اور میرے پاس بہت سے چار یا گئے لایا اور ہر شے کی راحتیں مجھے دو گنی دو گنی دی اور کہا کہ اے ام ذرؓ تو خود کھا اور اپنے میکے والوں پر بھی بخشش اور احسان کر تو اگر میں ان تمام چیزوں کو جمع کرتی جو اس نے مجھے دی تو وہ ابو ذرؓ کے سب سے چھوٹے برتن بھر بھی نہ ہوتیں۔

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے ام ذرؓ کیلئے ابو ذرؓ۔

یہ حدیث شریف بخاری شریف میں بھی ہے ترمذی شریف میں بھی ہے نسائی شریف میں بھی ہے دیگر کتب احادیث میں بھی ہے۔ عبارات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔ یہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال تو اضع ہے کہ حسن معاشرت میں اپنی ذات اقدس کو ابو ذرؓ کی طرح فرما رہے ہیں۔ فَتَبَّهْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُعَاذِلِينَ۔ چنانچہ بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ

إِلَّا أَنَّهُ طَلَقَهَا وَإِنِّي لَا أُطَلِّقُ فَقَالَتْ
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِأَنِّي أَنْتَ
وَأُمِّي لَأَنْتَ خَيْرُ نِسَاءٍ مِنْ أَبِي ذَرٍّ إِلَّا مَرَّةً ذَرٍّ
یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت
سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں تیرے
لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کیلئے ابو ذرع۔ مگر یہ کہ ابو ذرع
نے ام ذرع کو طلاق دی اور بے شک میں تجھ کو طلاق نہ دوں گا۔ تو حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی
بے شک حضور میرے لئے اس سے بہتر ہیں جیسا ام ذرع کے لئے ابو ذرع تھا۔

بلکہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ان لفظوں سے روایت فرمایا کہ حضرت ام المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأُمِّي ذَرٍّ إِلَّا مَرَّةً ذَرٍّ
قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِأَنِّي وَأُمِّي
أَحَبُّ يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ كَانَ أَبُو ذَرٍّ
قَالَ اجْتَمَعَ نِسَاءُ - الْحَدِيثُ الْخ
یعنی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اے
عائشہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا ام ذرع کے لئے
ابو ذرع۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض
کی یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ حضور پر قربان ابو ذرع کون
تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا چند
عورتیں اکٹھا ہوئیں پھر سارا واقعہ مذکورہ فرمایا۔

بعض روایتوں میں ان عورتوں کے نام اور قبیلے بھی مذکور ہیں۔ اس حدیث مبارک کو جو بالاتفاق صحیح
ہے حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الموشور میں بھی نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف سے محدثین
کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے شریعت مطہرہ کے بیسیوں مسائل استنباط فرمائے ہیں۔ جن کی تفصیل امام نووی
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اور امام بدر الدین
محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ غیر معلوم اور مجہول عورتوں کی خوبیاں شوہروں سے بیان کرنا
جائز ہے۔ البتہ معین و معروف عورتوں کے حالات اپنے شوہروں سے بیان کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف
میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا تَصِفُ الْمَرْأَةَ مَرْأَةً لِرِزْوَجِهَا حَتَّى
كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا۔ یعنی کوئی عورت دوسری عورت کی شکل و صورت اپنے شوہر سے اس طرح بیان
نہ کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

۲۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی محبت بتا دینا جائز ہے جبکہ اس کے جدا ہو جانے یا بد علق بن جانے وغیرہ کا خوف نہ ہو۔

۳۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ متفقہ اور مستجمع عربی عبارت بولنا جائز ہے البتہ جس میں تکلف کرنا پڑے وہ مکروہ ہے۔

۴۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ غیر قوموں کی اچھی اور بہتر زبانوں کو بھی اختیار کر لینا جائز ہے۔ جہاں تک شریعت اسلامیہ کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ حضور صاحب الخلق الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو ذرؓ کی خوبیاں سن کر ان کو مقرر رکھا اور ان کو اچھا بتایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تقریر اور اس استحسان سے امت کیلئے اس فعل کا جائز ہونا ثابت ہو گیا۔

۵۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ ایک شخص کی خبر سن کر اس کو قبول کر لینا بھی جائز ہے جہاں شہادت شرعیہ کی حاجت نہ ہو۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ایکبلی ام ذرؓ کی خبر کو ابو ذرؓ کے متعلق سن کر مقرر رکھا اور اس پر انکار نہ فرمایا۔

۶۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ پاپی اُنْت و اُھی کہنا جائز ہے۔ یعنی یا رسول میرے باپ اور ماں آپ پر قربان۔

۷۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ عورت پر اپنے شوہر کے احسان کا شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ وَازْوَجَهَا یعنی اس عورت پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ فرمائے گا جو اپنے شوہر کا شکر نہ ادا کرے۔

۸۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مجہول وغیر معروف لوگوں کے عیب بیان کرنا اور کافروں مشرکوں مرتدوں کی غیبت کرنا اور اس کا سننا جائز ہے۔

۹۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کسی شخص کے رد برد اس کی صحیح دوائی نبیوں کیساتھ اس کی مدح و تعریف کرنا جائز ہے۔ جبکہ معلوم ہو کہ اس مدح و ثنا سے اس کا مزاج نہ بگڑے گا نہ اس کا حال بدے گا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر مدح کے سزاوار ہر ثنا کے مستحق ہیں اور بیشک کوئی شخص بھی حضرات دس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی ہی اور کیسی ہی مدح و ثنا کرے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی تعریف و توصیف سے بلند و بالا ہیں۔

۱۰ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کنایہ طلاق سے طلاق واقع نہ ہوگی جب تک طلاق کی نیت نہ کرے۔

۱۱ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب قدوس جل جلالہ کی عطا سے مافی الخد کا علم ہے تبھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دے رہے ہیں کہ میں کبھی تجھے طلاق نہ دوں گا۔

قصیدہ مبارکہ کے یہ اساتون اشعار

یاد وہ جمع رنگین عروسان حجاز	اور پیال کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
تنگ و چیت ان کا لباس اور وہ چوہن اُجھا	مسکی جاتی ہے قبا سسر سے کمر تک لیکر
یہ پھاپڑتا ہے جون مرے دل کی صورت	کہ ہوئے جاتے ہیں جامے سے بڑی سینہ دہر
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی	کہ چلا آتا ہے سخن ایلے کی صورت بڑھ کر
مادر زرع کی شاداب وہ کشت امید	برق خرمین وہ طلاق اور نکاح دیگر
وارغ جہان کا کوئی چاند سا لکڑا شاک	مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی انکی ادھر

سب انھیں گیارہ کافروں کے مشرک دہنوں کے متعلق ہیں۔ معترضوں کی خواہش و قاحت ہے کہ ان ساتوں شعروں کو بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق ٹھہرایا۔ اور اپنے اس اضلال و اغوا کا مہنتی قصیدہ مبارکہ کے اشعار کے بے ترتیب شائع ہو جانے کو بنالیا۔

اس بے ترتیبی کی وجہ یہ ہوئی کہ برادر بجاں برابر بلکہ از جاں بہتر اسد اللہ و صاف الحبیب مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر محبت رضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی لکھنؤ نصرہ رجبہ نقویہ فرمایا نا داما علی کل شئی و غوی اس زمانے میں جبکہ جامع مسجد پیار کے خطیب اور ریاست پیار کے مانے ہوئے مفتی اہلسنت تھے، زمانہ طالب علمی میں انھوں نے حضرت مولانا حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسولی محمد میاں دامت ارشاد اہم علیہ السلام سرکار کلان مارہرہ مظہر ضلع ایرٹکے کتب خانے میں حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت مجدد اعظم دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ عبد المعطفی محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیوان مبارک حدائق بخشش حصہ سوم کا مسودہ نامکمل

و غیر مرتبہ شکل میں دیکھا تھا اس کی طرز کتابت بالکل ایسی ہی ہے جیسے شاعروں کے غیر مرتبہ نامکمل کلام کی یادداشتیں ہوا کرتی ہیں۔ کسی کلام کا مطلع نہیں، کسی کا مقطع ندارد، کسی کے درمیانی اشعار غائب۔ کہیں خود بدولت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کتابت کے مشابہ تحریر معلوم ہوتی ہے۔ کہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط ہے۔ کہیں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ محبت الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر ہو رہا ہے۔ کہیں کسی اور صاحب کا لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ کچھ اشعار بنی السطور میں کچھ حاشیے پر کچھ جدول کے اوپر نیچے واپس ہائیں لکھے ہوئے ہیں۔ بہت سے قصائد و غزلیات کی تکمیل و تہیض و ترتیب بھی نہیں۔ اور حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر و اصلاح کا شرف تو اس مسودہ حصہ سوم نے ہرگز نہیں پایا ہے۔ اس شوق نے کہ حضور مجدد اعظم دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام مبارک کا جس قدر بھی زاد سے زاد حصہ شائع ہو جائے خواص و عوام اہلسنت کے لئے نافع و مفید ہی ہوگا۔ برادر ام اسد السنۃ حفظہم رحمہم کو اس پر مجبور کیا کہ سرکار مارہرہ مطہرہ سے اس کی نقل منگوائیں۔ چنانچہ وہاں سے مدرسہ قاسم البرکات سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ صلیح ایٹھ کے کسی طالب علم سے نقل کروا کے روانہ کیا گیا۔ برادر ام و صاف المذہب سلمہم رحمہم نے یہ خیالی کر لیا کہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب وام ظہم علی کی فرمائش و فہمائش سے با ترتیب نقل کیا گیا ہوگا، خود بھی اس کی ترتیب و تہذیب کی طرف توجہ نہ کی۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہ تھا۔ بلکہ حضرت سماج العلماء دام ظہم العالی کو اپنے مشاغل کثیرہ و علمیہ و عملیہ کے سبب اس نقل پر نظر فرمانے کی فرصت بھی نہ ملی۔ بہر حال چونکہ حالات کی ناسازگاری و فضا کی ناہمواری کے سبب ان کو جہاں تک ہو سکے پیالہ سے جلد چلا آنا ضروری تھا۔ لہذا کاتب کو دے کر کتابت کرا کے پریس میں چھوڑ کر چلے آئے۔ بعد میں حصہ سوم چھپ کر آیا۔ سنی مسلمان بھائیوں کے نفع کیلئے قصیدہ مبارک کے اشعار کو ہم یہاں با ترتیب لکھتے ہیں۔ برادران اہلسنت اسی ترتیب سے پڑھا کریں۔

علیحدہ در ذکر عروسان حجاز کہ در حدیث بخاری ترمذی و مسلم مذکور اند

یاد وہ محب سب رنگین عروس ان حجاز اور پیالہ کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
سنگ و چیت ان کا لباس اور وہ جو بن کا انبار مسکی جاتی ہے قبا سے کمر تک لے کر

یہ پچھا پڑتا ہے جو بن مرے دل کی صورت
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی
باد زرع کی شاداب وہ کشت اسید
رنگ عشرت سے کسی گل پہ نکھر تا جو بن
داغ حرم کا کوئی سپاند کا ٹکڑا اشاکی
مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

ملیحدہ اشعار تشبیہ

نامہ کس قصد سے اٹھا تھا کپا جا پہنچا
آج فردوس میں کس کا بن حیا کا ہے گذر
بنمیں تارنگہ سوزن فرگاں سے کسے
نہ اٹھے آنکھ سے اپنی طرف آج نگاہ
پتلی اندھانہ بتا سب فلک سے شفاف
مردم دیدہ نظر بند ہیں اب لے کے عصا
تھیں جو بے پردہ عنادل میں عرواں چین
چلمیں چھوڑ دو پلوں کی چلیں ڈال دو جلد
نیل ڈھل جائیگا آنکھوں کا فلک یاد رکھ
آنکھیں ہو جائیں گی اسے ماہ چاندیدہ سپید
گر یہ دست ہوس دہر دامن ہے بری
روح معشوقہ بے خش تھی پر فعل نہیں
شوخی دیدہ کو رکھیں اہل چین آنکھوں میں
خاک اڑاتی پھری آوارہ ہر دشت چین
خدمت گشت معاف آج ہے گوشہ نشین
دوشیں آئینہ چرخ آئینہ پر تو کا بجوم
غم صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں

راہ نزدیک سے ہو جانب تشبیہ سفر
حکم ہے سبز بے گاسنہ کو باہر باہر
آج آنکھوں میں ہے اک بلبل بیاں نظر
ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منجر
سات پر سے ہیں نمائش کے زحل ساں تجھ پر
پہرہ دیتا رہے دنبالہ سرسہ در پر
شرم سے لیتی ہیں دامان صبا اب منہ پر
کہہ دو مردم کو کہ دامان نگے منہ پر
وا اگر بولوں ہی رہی آج بھی چشم اختر
چشم بد دور، ہوا تو بھی بہت شوخ نظر
مگر آوارہ ہر جا ہے عسروس خاؤ
بار پائے مرے آغوش بدن میں لیک
نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر
اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اب باد سحر
حکم ہر کار ہے او بندہ داغی شمر
سرا شجار شجر ہیں تہہ اشجار شجر
سب زمیں آئینہ ہے دام چھپے گا کیونکر

مکس باہم سے عجب لطف صفا نے بخشا سبز ہیں لالہ و گل سبز و ادراق و تھر
یہ بنا تحت زمرودہ ہنر افسر لعل واہ کیا سبز و گل نے ہیں دکھائے جو ہر
علیحدہ در مدت ائم المؤمنین محبوبہ سید المرسلین حضرت سیدنا صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حور و ریت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں اسی سرکار کا مسدوک ہے حوض کوثر
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت حرمت کہد و مجرے کو ہر صیہیں پھولوں کا گہنا ٹیکر
چمن و قدس کے بیلمے سے جہیں پر چھپکا سخن اقرب کی چنبیلی سے گلے کا زیور
باغِ قطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنکن آیہ نور کا ماتھے پہ منور جھومر
تین اقدس پہ لب اس آیہ قطہیر کا ہو سورہ نور کا سر پہ گہرا اما عجم
یا حمید اکا تین پاک پہ گلگلی ہوڑا کلمہ غنی کے در آویزہ گوش اطہر
یا نوا! تیرا سرا پر دہ عفت و ریشم جس میں بے اذن نہ ہو روح قدس کا بھی گد
بس کہ جز حضرت شد دل میں نہیں اولی جا شاہزادوں سے بھی خالی ہے کنار اطہر
سورہ نور نے کالے کئے منہ اعدا کے لعنۃ اللہ علی کل شقی الکفر
تیری تدقین پہ غش حیدر و نخل ہاشم تیری تحقیق کے قائل عمرو ابن عسیر
کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے باپ صدیق سا اور خشم رسل سا شوہر
تیرے جلوے سے رہی منہ افتار روشن عہد صدیق سے تا دور جناب حیدر
گو سیہ کار ہے لیکن کلمے سے ہے امید تیرے بیٹوں میں گناہ ہے یہ ننگ مالہ
جاق وہ ناخلف کو زہمک ناحق کو شمس تجھ سے جو دل میں رکھے سوئے عقیدت بھر
غم رسائی ہے جب ان ماول کی خار و خلد والے اس پر کہ غمیں جس سے ہے تجھ ہی ملد
تیل بھی خوب ہی نکلے کاتبِ محشر میں آج جس دل میں تر اسے اُدب کی بھر

جب سبیل اور تجھے تسلیم بایں قدر جلیل

و ذرا عسریٰ بالوئے سلطان ہیں مگر

اس کے بعد کے اشعار دستیاب نہیں ہوئے

اقول

اَوَّلًا۔۔۔۔۔ اسی حدائق بخشش حصہ سوم کے صفحہ ۱۰ پر تصریح صریح ہو چکا ہے کہ ”مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام بواب تک چھپا نہیں ہے، بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ و پیلی بھیت شریف وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا۔ جو آج برادران اہلسنت کی خدمات میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل میں پیش کر رہا ہوں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر فقیر کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین“۔۔۔۔۔

مرتدین الکفرین نے اپنی آنکھیں اس صاف روشن تصریح سے پھوڑ لیں کہ حدائق بخشش حصہ سوم طباعت اشاعت درکنار، اُس کے غزلیات و قصائد و قطعات و اشعار کی جستجو و فراہمی بھی حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے سالہا سال بعد ہوئی ہے۔ پھر اگر اس کے کچھ اشعار کے بے ترتیب چھپ جانے کو بے دینان و بایہ غلط و باطل و خبیث معنے گڑھنے کا انتشار بنالیں تو اس سے معاذ اللہ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا افتراء باندھنا کیسی زبردست ہٹ دھرمی ہے۔

ثانیاً۔۔۔۔۔ مرتدین الخبثین نے اپنے آپ کو اس طرف سے بھی لنگوہی بنالیا کہ اسی صفحہ ۳ پر دو جگہ موڑے قلم سے لفظ ”علیحدہ“ لکھا ہوا ہے۔ پہلی جگہ۔۔۔۔۔
”خوردیت کیلئے شوق سے آنکھیں دھولیں اسی سرکار کا مُسکوک ہے حوض کوثر“
اسی شعر کے بعد

”سنگ چُست اُن کا لباس اور وہ جو بن نکھا کہ ہوئے جاتے ہیں جامگے بروں سینہ دہر“
اس شعر سے پہلے لفظ ”علیحدہ“ بالکل ٹھیک اپنے محل پر ہے۔ یہاں اس لفظ ”علیحدہ“ نے صاف بتا دیا کہ معاذ اللہ حضرت سیدتنا اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ تو حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس ”علیحدہ“ کے بعد والا شعر تو خور وں کے متعلق بھی ہرگز نہیں بچھڑ بھی قصیدہ مبارکہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تہمت تراشنا کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔
دوسری جگہ لفظ ”علیحدہ“ اشعار کے بے ترتیب نقل ہو جانے کے سبب اپنے محل پر نہ رہا۔
درحقیقت یہ دوسرا لفظ ”علیحدہ“ خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا، راہ نزدیک سے ہو جانب

تشبیہ سفر“ اس شعر کے بعد تھا۔

ثالثاً — مرتدین انجمن نے اس شعر کی طرف سے بھی اپنے دیدوں کو چھپٹ کر لیا جو صاف بتا رہا ہے کہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حامد و مدائح لکھنے کے قصد سے تم اٹھا تھا لیکن اس کے علاوہ کسی اور مضمون لکھنے میں مصروف ہو گیا اور اس وقت جس مضمون کے لکھنے میں تم مشغول ہے وہ مدحت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مضمون ہرگز نہیں، بلکہ اس کے سوا کوئی اور مضمون ہے۔ پھر اسی شعر کا دوسرا مصرعہ بھی بتا رہا ہے کہ اس شعر کے بعد بھی حضرت سیدتنا الحیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح و ثنا کا مضمون نہیں ہو گا بلکہ اس کے بعد تشبیہ ہوگی۔ قصیدہ میں ممدوح کی مدح سے پہلے مخاطبین کو اصل مقصود کی طرف متوجہ کرنے کیلئے عہد شباب کی یادگار کے طور پر بطریقہ تمہید کچھ واقعات اگر محض فرضی ہوں بیان کئے جاتے ہیں۔ اس بیان کو اصطلاح شعر میں ”تشبیہ“ کہتے ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا قصیدہ مبارکہ نعتیہ خاص بارگاہ رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ میں بلا واسطہ خود عرض کیا۔ جس کے اس شعر میں کہ ۛ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ يُّسْتَضَاءُ بِهَا اِنَّهُ لَسَيْفٌ مِّنْ سَيُوفٍ اِلٰهِنْدِ مَسْلُوْلٌ

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ مبارک اصلاح بھی فرمائی کہ ۛ

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ وَاِنَّهٗ لَسَيْفٌ مِّنْ سَيُوفٍ اِلٰهٌ مَّسْلُوْلٌ

اس قصیدہ مبارکہ کو بارگاہ رسالت علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ سے بڑا عظیم شرف قبولیت عطا فرمایا گیا۔

اسی قصیدہ مبارکہ کی تشبیہ میں ہے۔ ”بَانَتُ سَعَادٌ فَقَلْبِي الْيَوْمَ مَبْتُوْلٌ“ یعنی سعاد جدا ہو گئی

تو میرا دل لکڑے ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہ کوئی معشوقہ تھی جس کا نام سعاد تھا نہ حضرت کعب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا قلب اسکے فراق سے زخمی تھا۔ یہ محض تشبیہ ہے۔ اسی پہلے مصرعہ کی وجہ سے اس قصیدہ مقدسہ کا نام ہی ”بانٹ

سعاد“ ہو گیا۔ اسی طرح قصیدہ مبارکہ بردہ شریف کے بھی ابتدائی اشعار تشبیہ میں ذی سلمہ و کاظمہ و

إِضْحٰکِ کا تذکرہ ہے جو مجبوں و مطلوبوں کے اماکن و مساکن کے نام ہیں۔ ظاہر ہے کہ امام محمد بوہیری رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی معشوقات ہرگز نہ تھیں جو ذی سلم یا کاظمہ یا اضم میں رہتی تھیں۔ بلکہ یہ بھی محض تشبیہ ہے۔ لیکن

حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۷ میں اس شعر کے بعد اشعار تشبیہ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس شعر کے بعد فوراً ہی

خود حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح یوں شروع ہو جاتی ہے ۛ

تین اقدس میں لباس آئیہ قطہ سیر کا ہو سورہ نور ہو سر پر گہر اما معجز
یہ امر بھی صاف واضح طور پر بتا رہا ہے کہ اس شعر سے پہلے کے اشعار ہرگز ہرگز معاذ
اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں نہیں۔ اور اس شعر کے بعد جو اشعار تشبیہ تھے وہ یہاں نہیں ہے
کیونکہ قصیدہ مدحیہ میں پہلے اشعار تشبیہ ہوتے ہیں۔ پھر مدح مدح کی طرف گزیر کے اشعار ہوتے پھر مدح کی مدح کے
اشعار ہوا کرتے ہیں۔ ان واضح و روشن امور کے ہوتے ہوئے بھی اس شعر کے پہلے کے اشعار کو زبردستی
معاذ اللہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بتانا کیسی بے مثال و بے مثال ہے
حیاتی ہے۔

رابعاً ————— مرتدین انجمن اس طرف سے بھی محض سورہ اس بن گئے کہ صفحہ ۳۸ پر
اس قصیدے کے آخر میں یہ چار شعر ہیں۔

یاد وہ مجمع رنگیں عروسان حجاز اور پیماں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر
مادر ذرع کی شاداب وہ کشت امید برقی خرمین وہ طلاق اور نکاح دیگر
رنگ عشرت سے کسی گل کا نکھرتا جو بن خار حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر
دارغ حرمال کا کوئی چاند سا ٹکڑا شاکی مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر
ہر شخص بدلتا دیکھ رہا ہے کہ یہ چاروں شعر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہِ عزت
کے مسراتِ رفعت سے ہرگز ہرگز علاقہ نہیں رکھتے۔ یہ چاروں شعر یقیناً یقیناً انہیں گیارہ
کافہ مشرکہ دہنوں کے متعلق ہیں۔ جن کا تذکرہ اس حدیث شریف میں ہے جو ابتدائے جواب میں
لکھی گئی۔ جن میں کی گیارہویں عورت اُم ذرع ہے۔ جو ابو ذرع کی زوجیت میں نہایت بہترین عیش
و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے پھر اس کا شوہر سفر کو جاتا ہے تو ایک عورت پر جس کے دو بچے
دودھ پیتے اس کی پیٹھ کے درمیانی حصہ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے ہیں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ اُم ذرع
کو طلاق دے دیتا ہے اور اس بچوں والوں والی عورت سے نکاح کر لیتا ہے، اُم ذرع کی لہلہاتی ہری
بھری شاداب کھیتی پر ایک دم سے بجلی گر پڑتی ہے جو اس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ انہیں گیارہ میں سے
کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ لطف و مسرت میں زندگی گزار رہی ہے کوئی اپنے شوہر کے یہاں رنج
و مصیبت کے دن کاٹ رہی ہے۔ انہیں گیارہ میں سے کوئی حسینہ ہے جسکی گود اولاد سے خالی ہے جس کو

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کی گود کو اللہ تبارک تعالیٰ کا اولاد سے خالی رکھنا بھی مصلحتوں اور حکمتوں سے خالی نہیں ہوتا۔ انھیں گیارہ عورتوں میں سے وہ بھی ہیں جو سن و شباب کی گرم جوشیوں سرستیوں سے بھری ہوئی ہیں جیسا کہ حدیث شریف کے الفاظ کریم سے ظاہر ہے۔ چونکہ یہ حدیث شریف حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کسی اور صحابی یا صحابیہ سے مروی نہیں اور اس حدیث شریف سے بیسیوں مسائل شرعیہ مستنبط ہوتے ہیں اس لئے حدیث ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصیدے میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ "یاد وہ جمع رنگین عروسانِ حجاز" فرما کر تمہیداً انھیں گیارہ عورتوں کا واقعہ بیان فرما کر حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسان یاد دلاتے ہیں کہ اسے ایمان والو! اپنی مادرِ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا احسانِ عظیم یاد کرو کہ اگر اس حدیث شریف کو روایت نہ فرماتیں تو تمام اہل ایمان اس قدر مسائل شرعیہ کو جاننے سے محروم رہ جاتے۔

پھر اسی حدیث شریف کے آخر میں حضور شہنشاہِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کبھائی محرم حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس عظیم شرف سے مشرف فرماتے ہیں کہ میرا بڑا ذریعہ ساتھ ایسا ہے جیسا ابو ذرؓ کا بڑا ذریعہ ام ذرؓ کے ساتھ تھا۔ پھر ابدی بشارتِ عظمیٰ عطا فرماتے ہیں کہ ابو ذرؓ نے ام ذرؓ کو طلاق دے دی لیکن میں تجھے کبھی طلاق نہ دوں گا، ام المؤمنینؓ محبوبہ سید المرسلینؐ ہونے کے شرف سے کبھی تجھے محروم نہ فرماؤں گا۔ یہ مناسبت بھی اس کا باعث ہوئی کہ قصیدہ نصائبِ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تمہید میں ان گیارہ عورتوں کا تذکرہ فرمایا جائے۔ اسی قصیدہ مبارکہ میں ان چاروں شعروں کو دیکھتے ہوئے بھی یہ بکواس کرنا کہ قصیدہ مبارکہ کا ہر ایک شعر حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی شانِ اطہر میں ہے معاذ اللہ کیسی شرمناک بے ایمانی ہے۔

ہمارے اس بیان سے کاشمیر فی النہار واضح و آشکار کہ اگرچہ قصیدہ مبارکہ بے ترتیب چھپ گیا، اگرچہ اشعار الٹ پلٹ ہو گئے پھر بھی خود قصیدہ مبارکہ ہی کے اندر ایسا سامان موجود ہے جو صاف طور پر بتا رہا ہے کہ خبائے وہابیہ و ملاعنہ دیوبندیہ جن شعروں کو معاذ اللہ حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا بہتان باندھ رہے ہیں وہ ہرگز ہرگز حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ اطہر میں نہیں۔ ان کی شانِ اطہر تو ان کی شانِ اطہر ہے، ان کی کمینہ ان سرکارِ خود عین کی شان میں بھی ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تینوں شعر بھی انھیں گیارہ کافر مشرک دہنوں ہی کے متعلق

ہیں۔ یہ حضور علیہ السلام حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال ادب ہے کہ اس قصیدہ مبارکہ تشبیب میں بھی معشوقان مجازی کا تذکرہ نہ فرمایا، بلکہ شمس و قمر و اختر و چرخ کے تذکرے اور جنت کی زیابیوں اور النشوں پھولوں بلبلوں حوروں کے بیان سے تشبیب فرمائی ہے۔ فلو جہ ربنا الکریم الحمد و علی حبیبہ و آلہ الصلاۃ والسلام۔

دیانت ملا عنہ اس قصیدہ مبارکہ پر تو معاذ اللہ حضرت سیدتنا صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین کا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور خود حکیم الامتہ الدیوبن یہ مجدد الملتہ النجدیہ جناب شرف علی صاحب تھانوی کی ناپاک ملعون کفری عبارت خبیثہ کو معاذ اللہ اپنا دین و ایمان جانتے ہیں۔ تھانوی صاحب کو اپنے ہولناک بڑھاپے میں تیرہ برس کی ایک دو شیرہ سے جوان کی شاگردہ بھی تھی مریدہ بھی تھی محبت ہو جاتی ہے۔ اس کے والدین کو جب خبر ہو جاتی ہے تو تھانوی جی سے اس کا پردہ کرا دیتے ہیں۔ پھر بھی مفر نہیں دیکھتے تو تھانوی جی کے بھانجے سے اس کا عقد کرا دیتے ہیں۔ مگر تھانوی جی کی رحمت کردہ مرجاتا ہے یہ بیوہ ہو جاتی ہے۔ تھانوی جی کے دل میں پھر وہی پہلے کا تقاضا عے محبت جاگ اٹھتا ہے اور اس کس بیوہ شاگردہ مریدہ بانجھ بیوہ سے خود اپنا عقد کر لیتے ہیں۔ اس پر تھانوی جی کے چھوٹے بھائی اکبر علی تھانوی سے ناراض ہو کر تھانوی جی کو فسط لکھتے ہیں کہ آپ یہ کیسی حرکت کر گزرے کہ بھابھی صاحبہ کی حالت بھی بدل گئی اور خود آپ کو بھی خوشی حاصل نہ ہوئی۔ تھانوی جی اس کا جواب لکھتے ہیں جس کا نام الخطوب المذنب للفقوب المذنبینہ ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے درحقیقت تھانوی جی کی اپنے بڑھاپے میں عشق مجازی کا ایک خود نوشت ناول ہے۔ اس کے صفحہ ۸ پر اقرار ہے کہ یہ عقد درحقیقت اس کس نئی بی بی کی عمر کو ضائع کرنا تھا۔ اسی صفحہ ۸ پر ہے۔

”ایک ذکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انھوں نے مجھ سے کہا، میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کہ کس بی بی ملے گی) اس نہایت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں ہی قصہ یہاں بھی ہے۔“

اللہ اکبر! کوئی چار بھنگی بھی ماں کی تعبیر جو رو سے نہ دے گا۔ مگر تھانوی جی خوب جانتے تھے

کہ وہ تو ام المؤمنین ہیں ایمان والوں کی ماں ہیں۔ ان مرتدوں کے پاس ایمان ہی کہاں، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حالات طیبہ کو ”قصہ“ کہا اور اپنے حال بد کو بعینہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حال بتایا، صاف لفظوں میں بک دیا کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار میں کیسی عظیم گستاخی اور حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں کیسی شدید بے ادبی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کوئی بے غیرت سے بے غیرت، بیچا سا بے حیا، بے شرم سا بے شرم حتیٰ کہ بازاری زن فاحشہ کا بھی اگر کوئی بچہ ہو تو وہ بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر اُس کی تعبیر یہ نہ دے گا کہ اس سن و سال کی ایسے ہی خدو خال کی معشوقہ اُسے مل جائیگی۔ کسی مسلمان کو اگر واقعے میں حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اگر شرف زیارت حاصل ہو تو کیا اس کا وہم بھی اسی نجس گندی گھنونی تعبیر کی طرف جلتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ مگر اس تھالوی نے جو اپنے آپ کو نبی جینا تسلی بخش تبارہا، (رسالہ الامداد صفحہ ۳۳۶ ۳۳۷) اپنے آپ کو معاذ اللہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جگہ رکھا اور اپنی نئی جوڑ کو حضرت سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جگہ قائم کیا اور صاف یہ نسبت جوڑ کر کھلے لفظوں میں بک دیا کہ ”وہی قصہ یہاں ہے“۔

کوئی مسلمان اپنی کسی حالت کو حضور سیدہ المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حالات مقدسہ کے ساتھ تشبیہ دینا بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ فلاں معاملے میں میرا حال بالکل ایسا ہی ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تھا۔ مگر تھالوی جی تشبیہ سے بھی اڑ کر غیبت تک پہنچے کہ وہی قصہ یہاں ہے۔ یعنی جو واقعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا وہی قصہ بعینہ بلا تفاوت تھالوی اور تھالویہ جدیدہ کا ہے۔

اور سُنیے یہی آپ کے حکیم الامتہ صاحب اپنی کتاب ”الافاضات الیومیہ“ جلد ۱، صفحہ ۱۱۱ لکھتے ہیں۔ ”ایک شخص نے اپنا خواب لکھا کہ (نفوذ باللہ) میں نے حضرت عائشہ کے ساتھ ایک نازیا حرکت کی ہے مجھ سے خواب بیان کیا گیا، سُنتے ہی فوراً ذہن میں آیا یہ شخص کسی شیعہ مسئلہ کا معتقد ہے جو اس عضو کے ساتھ مخصوص ہے، میں نے بھی جواب لکھ دیا، اُن کو تعبیر پڑھ کر حیرت ہو گئی کہ یہ کیسے سمجھ میں آیا۔ ایک میرے دوست بیان کرتے تھے جن سے صاحب واقعہ

نے بیان کیا تھا کہ میں ڈھیلے سے استغیا سکھانے کا نہ مقصد تھا اور نہ میں اس پر عاقل تھا اس لئے اپنے لئے تعبیر سے عدم مناسبت بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔
 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔ مگر یہ باتیں تو ایمان والوں سے کہنے کی کی ہیں تھا نوی واذناب تھا نوی سے اس کی کیا شکایت
 مَا عَلَى مِثْلِهِ يُعَدُّ الْخَطَاءُ
 مسلمانان اہلسنت ان مکاروں کے حلقہ مکرو ترویر میں اپنی مسلمانی وسنت کو ہرگز نہ پھنسائیں اور اپنے دوسرے سنی مسلمان بھائیوں کو بھی سمجھائیں کہ وہ بھی ان غیاروں کے حلقہ فریب و دغا میں پھنسنے سے اپنے اپنے دین و ایمان کو بچائیں۔ وَاللّٰهُ هُوَ الْمُوفِيُّ جَلَّ جَلَالُهُ وَعَلَى حَبِيبِهِ وَالْإِسْلَامُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

ان مرتدین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم غیب کے مثل معاذ اللہ ہر ایک بچے ہر ایک پاگل ہر ایک جانور ہر ایک چارپائے کیلئے بھی علم غیب ثابت کر دیا (حفظ الایمان تھا نوی ص ۱)۔
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کو شیطان ملعون کے علم سے کم اور شیطان ملعون کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس سے زیادہ بتایا (براہین قاطعہ انبیٹھی ص ۱۵) اللہ قدوس و سبحان جلّ جلالہ کو جھوٹا ٹھہرایا (فولو فتوائے گنگوہی)۔
 سچے بے عیب خدائے وحدہ لا شریک لہ کے معاذ اللہ چوری کرنے شراب پینے ظلم کرنے جاہل ہونے کو جائز و ممکن لکھ کر تمام عیبوں کے ممکن ہونے کا اس کی ذات اقدس کو عیب لگایا (تذکرۃ الخلیل میرٹھی ص ۸۶) یہ کہہ کر کہ کذب و ظلم اور تمام قبیح باتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لحاظ سے کوئی برائی نہیں یعنی وہ جھوٹ بولنے ظلم کرے ہر قسم کی تمام بے حیائیاں کرے تو بھی اس کی ذات اقدس میں کوئی تخریبی لازم نہیں آسکتی اللہ تعالیٰ کے معاذ اللہ عیبی ہونے کا کفری گیت گایا۔ (جہد المقل دیوبند ری حصہ اول صفحہ ۷۷)۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے اس ضروری دینی معنی کو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں نا سمجھ لوگوں کا غلط خیال ٹھہرا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی نئے پیغمبروں جدید نبیوں کے پیدا ہونے کو جائز بتا کر مرتد قادیانی کو دعوائے نبوت کرنے کا

کفری سبق سکھایا۔ (تحذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳ و ۴ و صفحہ ۲۸)

حضور نبی اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو چالیس سال کی عمر شریف تک معاذ اللہ ایمان سے قطعاً بے غیر تہذیب اخلاق سے بالکل ناواقف لکھ کر مرتدین و منافقین کے دفتر میں اپنا نام لکھوایا (مختصر سیرت نبویہ کا کوری صفحہ ۲۲)

ان کے ایسے ہی اقوال کفریہ پر عرب و عجم کے تمام علمائے اہلسنت و متقیان دین و ملت نے متفق علیہ فتاویٰ صادر فرمائے ہیں کہ یہ لوگ اپنی ان کفری عبارتوں کی وجہ سے بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر مرتد کہنے سے زبان روکے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ بھی شرعاً کافر مرتد طرد منافق و زندقہ ہے۔۔۔ قرن گذر چکے جبکہ بیت گئے کسی بڑے چھوٹے کی یہ ہمت نہ ہو سکی نہ کبھی انشاء اللہ الواحد القہار ہو سکے گی کہ ان ملعون عبارات کفریہ کو اسلام بنا لیں ان کے قائلین اور ان کے اذئاب کے سروں پر سے کفر و ارتداد و زندقہ و الحاد و نفاق کے پہاڑ اٹھائیں تو کھسائی ملی کی طرح کھبا نو چنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور ملفوظ شریف حدیثی بخش حصہ و مدائح اعلیٰ حضرت و وصایا شریف کی عبارتوں پر کفر کے بہتان باندھنے لگے ہیں تاکہ بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمان ان کے مکر و خریب میں پھنس جائیں۔ ان بیچاروں کو یوں بہکائیں کہ عبارات کفریہ تو مولانا علیہ السلام کی کتابوں میں بھی ہیں اور مناظرین اہلسنت کو ان مکارانہ بخشوں میں الجھائیں اپنے طواغیت کے کفریات کو غوام کے دلوں سے بھلائیں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان اللہ لایہ ہدی کید الخائنین بہ و مکر و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ۛ

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم و باری علی خیر خلقہ و قاسم رزقہ سعیدنا و مالکنا محمد و آلہ و صحبہ و ایثہ الغوث الاعظم و حزبہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۛ واللہ ورسولہ اعلو جل جلالہ ووصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

سب بارگاہ نبوی و بندہ سرکار قادری و گدگے کے رضوی ابو الفتح عبید الرضا محمد شمس علیہ السلام قاری برکاتی رضوی لکھنؤی غفرلہ و لا یوبہ و اہلہ و اخوانہ و احبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔
۲۱ مارچ مبارک ربیع الاول شریف ۱۳۴۲ھ و شعبہ مبارک ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء

فہر رَّبِّ النَّاسِ عَلٰی كَوْنِ الْقَانِطِينَ اَهْلُ الْيَاثِرِ

۴۲ ————— ۱۳

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت زادہ اللہ شرفاً وشوکرہ مندرجہ ذیل مسائل میں۔

۱۔ تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو جماعت کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتی پھرتی ہے کس عقیدے کے لوگ اسکی کمان کر رہے ہیں؟

۲۔ تبلیغی جماعت کا بانی کون ہے اور اس کے عقائد کیا تھے؟ سنا جاتا ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی اس طریقے کا موجد ہے۔ یہ کہاں تک صحیح ہے؟ تاریخی دلائل مطلوب ہیں۔

۳۔ بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس کی قائم کردہ جماعت پر پڑ سکتا ہے یا نہیں؟ گو اس کے اصول اچھے ہیں۔ برشتن اول شرعی حکم کی بنا اس پر کس حد تک رکھی جاسکتی ہے؟

۴۔ تبلیغی جماعت کے طریقہ تبلیغ کے متعلق یہ کہنا کہ انبیاء کرام علیہم السلام و صحابہ کرام کی سنت ہے شرعی اور تاریخی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟

۵۔ تبلیغی جماعت والوں کے عقائد و اعمال کچھ بھی ہوں صرف یہ دیکھ کر کہ بظاہر ان کے اصول اچھے ہیں سنی مسلمانوں کو اس جماعت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ ہر دو شق پر کتاب و سنت سے دلیل مرحمت فرمائی جائے۔ بینوا آجروا۔ والسلام

المستفتی

اصغر علی، ہمشید پور

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اللہ ربّ محمد صلی علیہ وسلم! و علی ذویہ وصحبہ ابد الدھر و کما

۱۔ تبلیغی جماعت کے نام سے ملک میں جو پارٹی کلمہ و نماز کی تبلیغ کے ڈھونگ چا

رہی ہے ہندوستان کے چھٹے ہوئے وہابیہ دیوبندیہ اسکی کمان کر رہے ہیں۔ — بحسب منظور منجلی
ابوالحسن علی مدوی، عاشق الہی بلند شہری، اشتیاق الحسن کاندھلوی، اور ظفر احمد تھالوی۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔

۲۔ تبلیغی جماعت کا بانی ایک پکا دیوبندی تھا جسکو ایساں کہا جاتا ہے۔
محمد ابن عبدالوہاب نجدی جو کہ تمام شیعہ مسلمانوں کو کافر مشرک کہتا تھا اسی لئے جس کسی کو اپنے عقیدہ ہدایت
میں لاتا تھا پہلے اس کو کلمہ پڑھواتا تھا۔ اس کے آیا و اجداد جو مذہب اہلسنت پر دیکھے گئے سب
کو اسکی زبان سے کافر مشرک کہلواتا تھا۔ اسی طرح اپنے نزدیک اسکو نیا مسلمان بنانا تھا۔ اس کے
سر کے بالوں کو حالت کفر و شرک کے بال بتا کر اس کا سر بھی منڈواتا تھا۔ لے

اسی نجدی طریقہ تبلیغ کو یہ نام نہاد تبلیغی جماعت وہابیہ اندہر لو آہستہ آہستہ نہایت تمکادی و تمیاری
کے ساتھ زندہ کرنا چاہتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلى اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم۔

۳۔ کسی جماعت کے بانی کے عقائد و اعمال کا اثر اس جماعت پر ضرور پڑتا ہے۔ کم از کم
اتنا تو ضرور ہی ہوتا ہے کہ اس کے عقائد کفریہ پر اطلاع رکھتے ہوئے اس جماعت کے افراد اس کے ساتھ وہم و گمان
نہیں بستے جو حکومت غیر اسلامیہ میں بھی مسلمانوں پر مرتد کے ساتھ برتاؤ فرمیں ہیں۔ اور سخت جہنم ہونے کے لئے یہ
بدعت ہی کیا کہ ہے کما فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
مَنْ كَثُرَ سَوَادُ قَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہے کہ
جس شخص نے کسی قوم کی جماعت کو زیادہ کیا وہ اسی قوم میں سے ہے۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَامَّا
يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ یعنی اور اگر
تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالْكَافِرُونَ
هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ یعنی اور جو لوگ کفر کرنے والے ہیں وہی ظالم ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث

لے کا خط ہوتا ہے امراء بلاد الحرام والذراعی فی الرد علی الوہابیہ العلامۃ مولانا السید احمد زینی دحلان رضی اللہ عنہ الذراعی وسیف الحبیب
المسلمین علی ہکذا مدار الابرار العلامۃ مولانا افضل الرسول الہدیٰ الشیخانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایہم لا یصلونکم ولا یفتنونکم۔ یعنی کلمہ پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں بد دینوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ اور جماعت کے جن افراد پر اس کے بانی کا اثر معاذ اللہ یہاں تک پڑ گیا کہ اس کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد اسکو کافر مرتد کہنے سے توقف کرنے لگیں یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھنے لگیں تو وہ عیاذ باللہ سبحنہ تعالیٰ شرعاً خود ہی کافر مرتد ہو جائیں گے۔

دین اسلام کا اجتماعی مسئلہ ضروریہ دینیہ ہے کہ مَنْ شَکَّ فِی کُفْرٍ وَعَذَابُہٖ فِدْکَ فَرَّ۔ یعنی جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی تکذیب، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین یا کسی عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار کرنے والوں میں سے کسی کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک رکھے وہ خود بھی شرعاً کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ کسی جماعت پر اس کے بانی کے عقائد و اعمال کا اثر پڑنا یقینی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُو کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ یعنی جس دن ہم ہر شخص کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۴۔ نام نہاد تبلیغی جماعت الیاسیہ کا طریقہ تبلیغ مکارانہ و خیانتانہ ہے۔ ان کے اس طریقے کو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و صحابہ عالیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ بتانا معاذ اللہ ان کی توہین ہے جو حد کفر کو پہنچانے والی ہے۔ اس سے توبہ فرض ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۵۔ اعمال فروع اور عقائد اصول ہیں۔ جب کسی جماعت کے بانی و ارباب بست کشاد و اہل حل و عقد کے عقائد ہی معاذ اللہ کفریات و ارتدادات پر مشتمل ہیں تو بظاہر اس کے اصول کو اچھا بتانا مکروہ تبلیغی اور خدایہ نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ الیاس آنجنابی نے اپنی ساختہ تبلیغی تحریک کے چھ نمبر قائم کئے ہیں۔ جنکو عاشق الہی بلند شہری نے یونین پرنٹنگ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا ہے۔ اور اس رسالے کا نام ”چھ باتیں“ رکھا ہے۔ اس کے صفحہ چھ پر پہلے ہی نمبر کلمہ طیبہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”اسی خدا کو حاجت روا مشکل کشا نگہبان اور مددگار اور نفع نقصان پہنچانے والا ہر جگہ

حاضر و ناظر اور ہر بات کا سننے والا یقین کرے۔

اس عبارت میں اس نے حاجت روائی مشکل کشائی نگہبانی مددگاری نافحیت عبارت
حاضر و ناظر ہونے ہر بات کا سننے والا ہونے کو صرف اللہ تبارک تعالیٰ ہی کیلئے تھکر کر دیا۔ اگرچہ شیخی
مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کو اُسی کے حکم اسی کی دی ہوئی قدرت سے حاجت روا مشکل کشا
نگہبان مددگار نفع نقصان پہنچانے والا حاضر و ناظر سننے والا دیکھنے والا مانتے ہیں مسلمانان اہلسنت کے
دُور سے منہ پھیر کر کافر اور الجھل کے برابر مشرک تو نہیں کہا، لیکن اسمعیلی تقویت الایمانی خباشت و
ضالالت کی جھلک دکھائی گئی۔ حالانکہ اللہ تبارک تعالیٰ کا شہید و بصیر ہونا، اس کا حاجت روا ہونا
اس کا مشکل کشا ہونا، اس کا نگہبان ہونا، اس کا مددگار ہونا، اس کا نافع و ضار ہونا، اس کا ہر شے کو سننے والا اور دیکھنے والا ہونا یہ
سب اس کی ذاتی صفات کمالیہ ہیں۔ لیکن اس نے اپنے حبیب محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے حکم سے حاضر و ناظر بنایا۔
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا النبی انا آتسئلک شاہداً و مُبشراً یعنی اے نبی
میں نے اپنے نبی بیشک ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بھیجا۔ وقال اللہ تعالیٰ ویکون الرسول
علیکم شہیداً یعنی اور ہو گا یہ رسول تم پر گواہ اور نگہبان۔ وقال اللہ تعالیٰ وجئناک علی
طوًلاع شہیداً یعنی اور اے محبوب ہم لائیں گے آپ کو ان لوگوں پر گواہ و نگہبان۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبان کرام علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنے حکم سے اپنی دی ہوئی
قدرت سے اپنے بندوں کا حاجت روا مشکل کشا نگہبان مددگار نفع رساں سمیع و بصیر بھی بنایا ہے۔ ملاحظہ ہو
الامن والعلی لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء و "بحکات الامداد لاهل الاستمداد"
و "انوار الانبیا فی حل نداء یارسول اللہ" و "الدولة المکیة بالمادة الغیبیة"
من تصانیف سیدی مرشدی علی حضرت المجدد الاعظم امام اہل السنۃ الشیخ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان
القادیانی البرکاتی البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بہر حال اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ ایسا نام نہاد تبلیغی جماعت کے پہلے نمبر کلمہ طیبہ

لے ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ اقوام البیان بان الحبيب لا یخلو امنه زمان ولا مکان مصنف مولانا ابوالہاشم محمد طیب صاحب
مد لقی و نابوری قادیانی رضوی زیدت فیوضہم و رسالہ مبارکہ تعریف اہل الاسلام والايمان بان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم لا یخلو امنه زمان ولا مکان

کی تلقین ہی میں درپردہ وہابیت ٹھونس ٹھونس کر بھردی گئی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
پھر صفحہ سولہ پر چوتھے نمبر ”اکرام مسلم“ کی تفصیل میں لکھا جاتا ہے۔
”مومن کی شان یہ ہے کہ ہر مخلوق کے حقوق کا دھیان رکھے اور تواضع کے ساتھ
پیش آئے، جو اپنے لئے پسند کرے وہی سب کیلئے پسند کرے، نہ کسی سے بغض
رکھے۔“

یہ صلہ کلیت کی تسلیم ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی تکذیب یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین یا کسی عقیدہ ضروریہ دینیہ کا انکار کر کے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ساتھ عداوت دشمنی کر رہے ہیں ان کے ساتھ بغض رکھنا خود اللہ و رسول کا حکم ہے۔ جل
جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آسُوءُ حَسَنَةٍ فِي إِبْرَاهِيمَ
وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُؤُ
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كُفْرًا
بِكُمْ وَبِدَا بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْ
بَغْضَاءَ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

یعنی اے مسلمانو بیشک تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں میں پیروی کا اچھا نمونہ ہے جبکہ
انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک تم سے اور اللہ کے ہوا
ہم کو تم پر جتنے ہو ان سے ہم ہزار ہیں ہم تم سے منکر ہو
گئے اور تمہارے اور تمہارے درمیان بغض اور پیر ہمیشہ کیلئے
ظاہر ہو چکا۔ یہاں تک کہ تم اللہ و وحدہ لا شریک لہ پر ایمان لاؤ۔

اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ أَحَبَّ اللَّهَ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ
لِلَّهِ فَقَدْ أَكْمَلَ الْإِيمَانَ

یعنی جس نے اللہ کیلئے محبت رکھی اور اللہ کیلئے بغض رکھا
اور اللہ کیلئے دیا اور دینے سے انکار اللہ کیلئے کیا تو بیشک
اس نے ایمان کو کامل کر دیا۔

اس مبارک مضمون کی تفصیل رسالہ مبارکہ ”اربعین شریعت“ مصنفہ مولانا مولوی ابوالظفر
عبدالرضا محمد محبوب سیال صاحب قادری دہلوی دامت فیوضہم میں ملاحظہ ہو۔

مقدس دین اسلام کی مبارک تعلیم تو یہ ہے کہ اپنے نفس کیلئے کسی سے بغض نہ رکھے۔ لیکن اللہ و
رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ان کے دشمنوں سے بغض رکھنا اور ان کے دوستوں

سے محبت رکھنا کمال ایمان و مدار ایمان ہے۔

پھر صفحہ ۲۴ پر ہے۔ ”مناجات مقبول پڑھنے کا درد ہو تو اسے بھی پڑھیں۔“ پھر صفحہ ۳۹ پر ہے۔ ”قضا نمازوں کے مسئلے بہشتی زیور حصہ دوم میں دیکھ لیں۔“ بہشتی زیور اور مناجات مقبول دونوں کتابیں اشرف علی تھانوی کی ہیں۔ اور یہ تھانوی وہی ہے جس نے حفظ الایمان صفحہ ۷ پر لکھا۔ ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صلیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب کا یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و عنبی بلکہ جمع حیوانات و بہائم کیلئے حاصل ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو جو بعض علم غیب اللہ تبارک تعالیٰ نے عطا فرمایا اس ناپاک عبارت میں اس کے مثل علم غیب اس نے ہر ایسے غیر نقود خیر کے کو بلکہ ہر بچے ہر پاگل کیلئے بلکہ ہر جانور ہر چارپائے کے لئے بھی ثابت کر دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہی وہ عبارت کفریہ ملعونہ ہے جس کی بنا پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان غلام نے اور ہند و سندھ و دکن لوگوں و بلوچستان و بنگال و پنجاب و مدراس و گجرات و کاشیا دار کے علمائے اہلسنت و مفتیان دین و ملت و مشائخ طریقت نے بالاتفاق فتوے دیئے کہ حکم شریعت مطہرہ تھانوی ایسا کافر مرتد ہے کہ جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو مسلمان مانے یا اس کو کافر مرتد نہ لے یا اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر مرتد ہونے میں توقف کرے وہ بھی شرعاً کافر مرتد ہے اور بے توبہ مراد مستحق نارا بد ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تھانوی نے بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۴۲ پر ایک سرخی لکھی ”کفر و شرک کی باتوں کا بیان“ اور اسی کفری و شرکی سرخی کے ماتحت ان باتوں کو بھی گنا دیا۔

”کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت ضرورت رہتی ہے، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُسے خبر ہو گئی، کسی کو نفع نقصان کا غماخ سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی ادا دمانگنا، کسی کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی جگہ کی کبھے کے برابر ادب و تعظیم کرنا، کسی کے نام کا بازو پر

پسیدہ باندھنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے چننا، یوں کہنا کہ خدا در رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔
 تھانوی صاحب نے اس عبارت میں صاف بتا دیا کہ، ۱۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کے متعلق یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے کہ وہ اللہ تبارک تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ایسی قدرت رکھتے ہیں کہ ہمارے سب حالات کی ان کو ہر وقت ضرورت پڑ رہتی ہے وہ کافر مشرک ہے، ۲۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دور سے پکارے اور یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی قدرت سے ان کو ہمارے پکارنے کی خبر ہو گئی وہ کافر مشرک، ۳۔ جو شخص کسی نبی یا ولی یا خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسی کی قدرت سے نفع و نقصان کا مختار مانے وہ کافر مشرک، ۴۔ جو شخص کسی نبی یا ولی سے یا خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرادیں مانگے یہ سمجھ کر کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہی کے حکم اُسی کی قدرت سے یہ ہماری مرادیں ہم کو دید گے وہ کافر مشرک، ۵۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو یہ سمجھ کر کہ یہ ہم کو اللہ تبارک تعالیٰ ہی کی قدرت اور اُسی کے حکم سے اولاد دے سکتے ہیں ان سے اولاد مانگے وہ کافر مشرک، ۶۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کیلئے ان کے نام کا روزہ اس نیت سے رکھے کہ یہ روزہ جو میں نے خالص عبادت الہی کیلئے رکھا ہے اس پر بارگاہ خداوندی سے مجھ کو جو ثواب ملے گا وہ میں اس نبی یا ولی کی روح پاک کو نذر کرتا ہوں وہ کافر مشرک، ۷۔ جو شخص کسی نبی یا ولی کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ کافر مشرک، ۸۔ جو شخص مدینہ طیبہ کی مقدس زمین کا کعبہ معظمہ کے برابر ادب اس کی تعظیم کعبہ مکرمہ کے برابر تعظیم کرے وہ کافر مشرک، ۹۔ جو شخص یوں کہے کہ خدا اور اس کا رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا وہ کافر مشرک، ۱۰۔ ان امور کا منفصل و مدلل ثبوت اصلاح بہشتی زیور حصہ اول مصنفہ مولانا حسرت علی صاحب بریلوی زید مجدہم میں ملاحظہ ہو۔ ۱۰۔ جو شخص سفر کو جاتے وقت پسیدہ یا روپیہ اپنے بازو پر اس نیت سے باندھے کہ جب سفر سے بعونہ تعالیٰ و بعون حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامیاب و بامراد مع الخیر واپس آؤں گا تو اس پیسے یا روپے کی شیرینی پر چند آیات قرآنیہ اور چند بار درود شریف پڑھ کر اس سب کا ثواب حضرت سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو جن کا لقب امام رضا ہے

ہے ثواب پہنچاؤں گا وہ کافر مشرک، ۱۱۔ جو شخص پہا یا بندہ وہ کافر مشرک، ۱۲۔ جو شخص علی بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو حسین بخش نام رکھے وہ کافر مشرک، جو شخص عبد البنی نام رکھے وہ کافر مشرک، ۱۳۔ اور یہاں پر وغیرہ کا مطلب یہ ہے کہ محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، رسول بخش، عبد الرسول، عبد العلی نام رکھنے والے، ۱۴۔ اور بحکم تقویۃ الایمان غلام محمد، غلام احمد، غلام رسول، غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام حیدر، غلام غوث، غلام خواجہ نام رکھنے والے بھی سب کے سب کافر مشرک ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

الیاس نے اپنی گڑھی ہوئی تبلیغی جماعت کے کارکنوں کو اسکی ایک کتاب کو وظیفے کے طور پر پڑھنے اور اس کی دوسری کتاب بہشتی زیور پر عمل کرنے کا حکم دیا تاکہ اس طرح کے لوگوں کے دلوں میں تھانوی کا معاذ اللہ ولی اور عالم دین ہونا جما کر ان کو دہائی دیوبندی بنا دیا جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صفحہ ۳۵ پر ہے۔ ”ہر شخص سے کلمہ نہ سنیں اور نہ ہر شخص سے نماز کو کہیں۔ بسادات ص ۱۱۱۔ ایسا کرنے سے نقصان وہ نتیجے نکل آتے ہیں“ پھر صفحہ ۳۶ پر ہے۔ ”یکسی سے مناظرہ نہ کریں اور سوال و جواب میں نہ لگیں“ پھر اسی صفحہ ۳۶ پر یہ ہے۔ ”خاص آدمیوں سے ہماری مراد یہ ہے کہ وہ دین دار یا مالدار ہوں یا اور کسی حیثیت سے اپنے شہر محلے اور گاؤں میں ہا اثر ہوں، ایسے لوگوں سے بات کرتے وقت بڑی سمجھ اور بصیرت کی ضرورت ہے“ پھر صفحہ ۴۲ پر ہے۔ ”گشت میں یا دعوت میں یا تعلیمی حلقے میں کسی اختلافی مسئلے کا ذکر نہ چھیڑیں بلکہ اصل توحید اور اکابر اسلام کی دعوت دیں۔ جب کلمہ کا مطالبہ سمجھ میں آجائے گا تو ہر شخص اس کے احکام کی صحیح تحقیق کرے گا۔“ پھر صفحہ ۴۴ پر ہے۔ ”لوگوں کو دین کی طرف لانے اور دین کے کام میں لگانے کی تدبیریں سوچا کرو اور جس کو جس راستے سے متوجہ کر سکتے ہو اس کے ساتھ اسی راستے سے پیش آؤ“ اور صفحہ ۴۳ پر ہے۔ ”کلمے نماز کی تحقیق گویا ہمارے نصاب کی الف ب ت ہے۔“

ان چھوں عبارتوں میں الیاس کا مذہب و مکتب نے اپنے تبلیغی اذتاب کو مکرو فریب اور تفسیر و کذب کی کھلم کھلا تحقیق کی ہے۔ حضور سید الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلم علیہم اجمعین کی مبارک طریقہ تبلیغ تو یہ ہے کہ لَنْ نَزِدَ کُتُوبًا وَّمَنْ یَلْغِ یعنی میں اس لئے تمہارے پاس تشریف لایا ہوں کہ اس قرآن کے ذریعے سے تم کو بھی ڈراؤں اور ان سب لوگوں کو بھی ڈراؤں جن تک یہ قرآن عظیم پہنچے۔

لیکن ایسا ہی طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ ہر شخص سے کلمہ پڑھنے، نماز پڑھنے کو نہ کہا جائے، کیونکہ بہت
وہ سنی مسلمان جو ان ایسا ہی تبلیغیوں و ہدایت دہندگان کا ڈھول پیٹنے والے طبلیبیوں کے عقائد کفریہ
سے واقف ہیں۔ جب ان سے کلمہ پڑھنے کیلئے کہا جائیگا تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ ہم لوگ تقویۃ الایمان
بہشتی زیور کے مطابق تمام مسلمانان اہلسنت کو کافر مشرک سمجھتے ہیں اسی لئے کلمہ پڑھا کر اپنے دھرم میں
ان کو مسلمان بنانے کیلئے گاؤں گاؤں قصبے قصبے شہر شہر محلے محلے گلی گلی پھرتے ہیں۔

ہمارے مالک آقا مولیٰ حضور سیدنا محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق
کلمہ طیبہ پر پورا ایمان ہے، اپنے آقا و مالک مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ہم کلمہ طیبہ
پڑھتے رہتے ہیں، پڑھتے رہیں گے۔ اور خدا اور اس کا محبوب جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیارے گا تو ہم اس پیارے کلمہ طیبہ ہی پر دنیا سے اٹھیں گے۔ مگر تم جیسے وہابیوں دیوبندیوں کے کہنے
سے ہرگز نہ پڑھیں گے۔ تم تو اپنے عقائد کفریہ مندرجہ بہشتی زیور و حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر
الناس و فوٹوئے فتوائے گنگوہی کے سبب شرعاً خود ہی کافر مرتد منافق ملحد زندیق ہو، پھر تم کو کیا حق ہے
کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔ پہلے اپنے وہابیہ عقائد کفریہ سے توبہ صحیحہ شریعہ کر کے وہابی دھرم دیوبندی پنہ
سے بیزاری و برأت کر کے سنی مسلمان بن جاؤ۔ پھر تم کو حق ہوگا کہ دوسرے کو کلمہ پڑھاؤ۔

تمہارے دھرم میں خدا جھوٹا ہے، چوری کر سکتا ہے شراب پی سکتا ہے، ظالم ہو سکتا ہے،
جاہل ہو سکتا ہے، جتنے اچھے بڑے مستحق گندے، پاکیزہ گندے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام خدا
بھی کر سکتا ہے۔ تمہارے دھرم میں رسول کا علم شیطان سے کم، اور بچوں یا پاگلوں جافوروں چارپالوں کے
علم کے مثل ہے تو تم لوگ دوسروں سے کلمہ پڑھاؤ اگر اسی جھوٹے عیبی خدا کی توحید اور اسی شیطان کم بچوں
یا گلوں جافوروں چارپالوں کے مثل علم رکھنے والے رسول کی رسالت کی تبلیغ کر رہے ہو۔ اور جب ان سنی
مسلمانوں سے بھولے بولے سادے مسلمان اہل ایمان یہ باتیں سن لیں گے تو اس ایسا ہی نام نہاد
تبلیغی پارٹی کا سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ پھر ان میں سے کوئی اس کے دھوکے میں نہ آئے گا۔ لہذا
خوب سوچ سمجھ کر جان پہچان کر ایسے سادہ لوح ناواقف مسلمانوں سے کلمہ و نماز پڑھنے کو کہا جائے جو

جال میں پھنس سکیں اور یہ مکرو فریب کا اکیا تھی طلسم ٹوٹنے نہ پائے۔ يَخْلَعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا
وَمَا يَخْلَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ تبلیغ تو یہ ہے جو ان کے رب کی ہم
جل جلالہ نے ان کو تعلیم فرمایا۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ ۝۱۶۱
وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۝۱۶۲ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي
هِيَ اَحْسَنُ ۝۱۶۳

یعنی اسے محبوب آپ اپنے رب کے راستے کی طرف بلتی
تدبیر اور اچھی نصیحت سے بلاؤ اور ان سے اس طریقے پر
بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

آیت کریمہ میں پکی تدبیر سے وہ حکم دلیلیں مراد ہیں جو حق کو واضح اور شہادت کو زائل کر دیں اور
اچھی نصیحت سے نیک کاموں پر ثواب کی رغبت دلاؤ اور بُرے کاموں پر عذاب سے ڈرانے اور اچھے
اور بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف اس کی تائید اور دلیلوں سے لوگوں کے ساتھ بحث
کر کے ان کو دین اسلام کی حقانیت کے متعلق تسلی و تشفی بخشیں۔

لیکن ایسا ہی طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ کسی سے مباحثہ نہ کریں نہ کسی کے سوال کا کچھ جواب دیں مطلب
صاف واضح ہے کہ مناظرہ و مباحثہ کرنے سے ایسا ہی پارٹی کی ہولناکیت و دیوبندیت ہر جاہل سے جاہل مسلمان
پر واضح ہو جائے گی۔ اَلِیَّا سَتَعِی مَبْلَغِیْنِ جو نیکہ اپنے دوا بیانہ عقائد کفریہ کی بنا پر باطل پرست، کھلم کھوئے
باطل پرست ہیں۔ اور حضرات مُبْلَغِیْنِ اِلٰہِیَّتِ اِنْفِضَالِیِّ بِکَرَمِ تَحْسِیْنِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اپنے عقائد حقہ ایمانیہ کی بنا پر اہل حق ہیں۔ اور حق و باطل کے مقابلے میں ہمیشہ باطل کو شکست فاش
ہوتی ہے۔ تو اگر یہ ایسا ہی مُکَلِّبِیْنِ بھی جہاں کہیں اہلسنت کے سامنے میدان مناظرہ میں آئیں گے یقیناً
ہزیمت فاشیہ و ذلت فاحشہ پائیں گے۔ جس کو دیکھ کر کاوڑوں، پہاڑوں کے رہنے والے، کھیتی کرانی محنت
مزدوری کرنے والے بے پڑھے مسلمان بھی ان سے متغیر ہو جائیں گے۔ لہذا ایسا کاندھلوی نے اپنے اذہان
کو مناظرہ اور سوال و جواب سے قطعاً روک دیا۔ تاکہ ہولناکیت پر دے میں چھپی رہے اور پردے ہی پردے
میں مسلمانان اہلسنت کی مسلمانی اور سنت پر منہ مارتی رہے۔ حالانکہ مناظرہ اور سوالوں کے جوابات دینا
حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے، صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت ہے،
لے سورۃ نحل پارہ چہارم

اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ
أَنفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا
كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ط
(سورۃ بقرہ پارہ اول)

یعنی تو کیا تمہارے پاس کوئی رسول وہ لیکر آئے جو تمہارے
نفس کی خواہش نہیں۔ تکبر کرتے ہو تو ان (انبیاء علیہم
الصلوات والسلام) میں سے ایک گروہ کو تم بھلا تے ہو اور
ایک گروہ کو شہید کرتے ہو۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پیارا طریقہ تبلیغ تو یہ ہے کہ دین الہی کے تمام ضروری اہم مسائل
و عقائد کی کھلم کھلا بلا خوف و ہمت لا تم یعنی کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کچھ خوف کے بغیر تبلیغ
فرماتے رہے۔ اور اپنے بھلائے جانے اور شہید کر دیئے جانے کی بھی کچھ پرواہ ہرگز نہ فرمائی۔ لیکن کاندھائی
اکیاس کا طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ اپنے دین و ہدایت و مذہب دیوبندیت کو عقائد و مسائل کو صاف صاف ہرگز
پیش نہ کیا جائے۔ ورنہ یہ طلبہ تبلیغ سارا کا سارا درہم برہم ہو جائیگا۔ بلکہ تدریسیں، جلیوں، ہنگاموں کے
ساتھ خفیہ طور پر لوگوں میں پھیلاؤ۔ سوچ سوچ کر نئی نئی تدبیریں گڑھا کر دیں کسی سے کچھ کہہ دیا کرو، کسی
کو کچھ سمجھا دیا کرو، کسی کو کچھ اوروں کو دیا کرو۔ یعنی جس کو دیکھو کہ اس طریقے سے ہمارے حال میں چھنے کا اسکو
اُسی طریقے سے بچاؤ کر دو۔ جن کئی مسلمانوں کو تقویۃ الایمانی و زشتی زیوری دھرم پر ہم ابو جمل کے برابر کافر مشرک
سمجھتے ہو ان کو بھی اس واپار کفر و شرک سے پہلے پہلے نہ بچاؤ نہ اس کا ذکر اپنی زبان پر لاؤ کہ تم کافر مشرک ہو نہ ان
سے منہ پھیرو۔ جس تدبیر سے مناسب سمجھو ان کو تبلیغ کے حال میں بچاؤ سو پھر وہ اپنے آپ واپائی بن جائیں گے۔ واللہ اعلم
بالہ تعالیٰ۔ اور صفحہ ۲۴ کی عبارت میں کا مذہب الہی اس نے صاف کھل کھیلے ہیں۔ لکھا ہے۔

”ہمارا اصلی نصاب جو تھانوی صاحب کی تعلیم ان کی کتابوں میں ہے اس کے لئے یہ کلمہ نماز پڑھو، اتوالفہم، تہ ہے۔ یعنی
یہ کلمہ نماز پڑھو، اتوالسیدھے سادے بھولے بولے نادان قف غلام مسلمانان اہلسنت کو جو طائرانِ حقینِ سنت میں ہدایت
کے جال میں پھلنے کیلئے ان کے سامنے ان کا محبوب مرغوب و لذت پانی رکھنا ہے۔ اور اصل مقصد تو تھانوی صاحب
کی تعلیمات و ہدایت کو ان میں عام طور پر عام کرنا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَآبَنَدِهِ وَحُزْبِهِ اَجْمَعِينَ۔

سُبَّ بَارِگاہِ نبوی و بندہ سرکارِ قادری و گدائے کئے رضوی ابوالفتح عبید الرحمن رحمۃ اللہ علیہ
قادری برکاتی رضوی لکھنوی مخزنہ و لا یؤید اہلہ و انخوانہ واجابہ ربہ المولیٰ الغریزہ القوی۔

الْقِلَادَةُ الطَّيِّبَةُ الْمَرْصُوعَةُ عَلَى مُخَوِّرِ الْأَسْئَلَةِ السَّبْعَةِ

۴۳ ————— ۱۲

ایک اشتہار بعنوان "مسائل سبوعہ انعامی ہفت ہزاری کا اشتہار ضروری" "الانظار" بمبئی سے شائع ہوا۔ اس کا شائع کرنے والا عبدالملک زمیندار اعظم گڑھی مقیم مکان یوسف میاں پہلا بلا مسجد کے بارو میں مسجد گلی کھیت باڑی پوسٹ، راکھمبئی ہے۔ وہ اشتہار علمائے دین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان مسائل سبوعہ کے جواب عطا فرمائیں خدا سے اجر پائیں۔ وہ اشتہار یہ ہے۔

اسلامی بھائیو! دینی دوستو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ سبحانہ ووبرکاتہ

متفقہ دایام منقضی ہوئے ہیں کہ میں نے علم غیب کا مسئلہ نواجہ صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے جو اباح حضرت سید حمید غوث اعظم کی کتاب فیض انساب کے حوالے سے فرمایا مَن یَعْتَقِدْ أَنَّ مُحَمَّدًا أَصْلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لِأَنَّهُ عِلْمُ الْغَیْبِ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ

(مرآة الحقیقہ ص ۱۸ س، مطلب و مصری)

خلاصہ مطلب کہ جناب ابوالقاسم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب جاننے والے مسلمان کو حضرت پیر صاحب بھی کافر بنا گئے ہیں اور علما غائبیہ کہ غافلہ شے اُسے ہی کہا کرتے ہیں کہ اسی مخصوص ہی میں پایا جائے نہ غیر میں۔ پس رسول اللہ کا عالم الغیب

لے اشتہار میں اسی طرح لے اس اشتہار میں رفع کے ساتھ ہے لے مشہر کی عادت ہے کہ صلعم یا صلعم لکھتا ہے اور رضی اللہ عنہ کی جگہ رضی اللہ تعالیٰ کی جگہ رکھتا ہے ۱۲

ہونا شرعی اور عقلی بھی محال ہے۔ یعنی مخصوص صفت خالق اور پھر مخلوق میں بلکہ مگر حافظہ کا شکر
 صلاح کار کیا و من خراب کیا۔ یہیں تفاوت رہ از کیا است تا بلکہ
 مع حال اللہ تبار و رب الارباب سے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ فی الجملہ نہ تو اللہ
 صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں بھی کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے
 (البتہ دینی علوم و قوت فوقہ ہذریہ دینی بالضرورت مکمل تعلیم دیے ہیں بلکہ امور منہیات کی بھی آپ
 کو اطلاع اسی قبیل سے ہے و بدیں وجہ مخصوص حنفی بزرگوں نے ایسے عقیدہ والے مسلمان
 کو تو قصہ صاف کافر ہی کہا ہے۔ حنفی کتب فقہیہ ملاحظہ ہوں) و خود بدولت نے بھی توبت و ۲۳
 سالہ عرصہ طویل میں (جو نبوی عمر محدود ہے) نہ مردوں میں نہ غور تولی میں نہ عوام و خواص میں
 نہ روز و شب میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا ہے کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا
 فرمایا ہے اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ نے نہ اہلبیتؑ نے نہ اصحابؓ نہ تابعینؓ نے نہ تبع تابعینؓ نے
 باوجود ایسے صحیح و صریح دلائل پھر بھی رسول اللہ کو صفاتی۔ جزئی۔ مجازی۔ محدودی عالم الغیب
 جانتے والا تو البتہ کافر ہی ہے اور اللہ و رسول اللہ دونوں ہی پر بہتان عظیم ثابت کرنے والا
 نہیں تو آپ ہی بتائیں پھر وہ کون ہے (یا بے ایمانی تیرا ہی آسرا) اللہ صاحب تو قرآن شریف
 میں بھی متعدد مواقع پر رسول اللہ کو یہی حکم فرماتے ہیں کہ آپ کہہ دیجئے مجھے تو اللہ صاحب نے
 علم غیب نہیں دیا (میں عرض کرتا ہوں اور آج کل کے نام کے مسلمان تو بڑے زور شور سے باواہر
 و ہل لکارتے پھرتے ہیں۔ یہی بولی بوم مارتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ تو عالم الغیب ہیں تو
 آپ ہی انصاف فرمائیے گا۔ معاذ اللہ ایسی اللہ صاحب کو کیا کٹھن مشکل سخت مصیبت آخر
 بھی ایسی کیا حاجت کہ خواہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے جھوٹ بولائیں مع ذلک دونوں کے
 ایک تو کاذب و کافر ہوا الہی تو بہ الہی تو بہ و لہم الاولیلٰہما یصفون المتحضر سائل
 راقم کے مجموعہ سوالات کے ادراک قاطعہ سے حضرت خواجہ صاحب نے ایسے ایسے ذہال شکن
 جوابات دیئے ہیں کہ بھائیو میں باللہ العظیم تو اس بانہر ہی ہو گیا ہوں۔ لہذا اس تمام رام کہانی

کے بعد تو سائل مستفتی کی جانب بھی اہل اسلام ذوی الاکرام والاحترام لکھ کر توجہ فیض موجب
مبذول فرمائیں۔ دہلوی دیوبندی سہارنپوری میرٹھی لکھنوی۔ بریلوی۔ بدایونی۔ بمبئی عموماً وہ
خصوصاً خواجہ صاحب مجددی بھی مکرر توجہ فرمائیں عند اللہ ماجور وغیرہ الناس مشکور ہوں

۱۔ علم غیب

۲۔ نذر غائبانہ غیر اللہ۔ مثل یا رسول اللہ یا ولی اللہ یا خواجہ وغیرہ۔

۳۔ نذر غیر اللہ

۴۔ محفل میلاد

۵۔ قیام

۶۔ تقبیل ابہامین (انگوٹھے چومنا)

۷۔ تعمیر قبر، پختہ قبر بنانا۔

قرآن شریف، صحیح احادیث، کتب ائمہ اربعہ چاروں زمرہ گوں کی تصانیف (بہار الدین۔
محی الدین۔ شہاب الدین۔ معین الدین۔ شعر۔ مرشدین اولین و آخرین، رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین) سے بھی جو کوئی مولوی صاحب مسائل مستفسرہ اسولہ کے اجوبہ سند مذکورہ غلط
فرمائیں گے تو حق المحنتہ فی مسئلہ انشاء اللہ سبحانہ ہزار روپیہ پیش کر دیں گا۔ و بتوفیقہ کیا
بڑی بات ہے۔ جو صاحب بھی نجدیت۔ غیر مقلدیت، وہابیت۔ نچریت۔ القاب و خطاب سے
اخبار سازی، اشتہار بازی سے اس مذہبی آزادی حکومت کے اندر بے علم مسلمانوں میں تہید
بازی و فتنہ پردازی کریں گے تو بھی اولاً یہ اُن کی ہرزہ ورائی زطل تافہی بمبئی محاورہ ٹھنڈے
بھگت کی بات سمجھی جائے گی۔ ثانیاً دفع فتانی فتنہ کما قال رسول اللہ صلعم ی کون فی
'اخیر الزمان دجالون کذابون یا تونکون من الاحادیث بہا لم تسمعوا
انتہوا ولا ابوا کفر فایاکم وایاہم لا یضلون کون کون لا یفتنونکون
(ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) الغرض آخر زمانہ میں جہلا مولویوں کی صورتوں میں اپنی کھچڑی و
بزدلی کے سبب بے علم مسلمانوں تمہیں ایسی جھوٹی و بناوٹی حدیثیں سنائیں گے کہ جو نہ تو تم
ہی نے نہ ہی تمہارے بزرگوں نے بھی کہیں نہیں سنی ہیں۔ اسی لئے اگر تمہیں دینداری منظور ہے تو

تو ایسے رنگین مولویوں و شوقین صوفیوں سے بھی مت ملو۔ ایسوں کا مریہ بھی ہرگز نہ ہونا چاہیے
 مَا تَعَالَى اللَّهُ الَّذِي يُؤَسِّسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْإِجْتِهَادِ وَ
 النَّاسِ ۝ مولانا رومیؒ شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست
 والا تمہیں گمراہ کر کے مشترک ہی بنادیں گے۔ پس دینداروں سے ملتے رہو اور بدعتیوں
 سے بچتے رہو مخلصاً۔ بقاعدہ برطانوی دولت جی کورٹ میں مشہر صاحب سے مجبوراً
 عاجز سائل کو بھی مقدمہ بازی کر کے کیا (سوئے کا گھر مٹی ہی کا ہو جائے) مگر ایسے ضلّ
 مضلّ شہر آشوب۔ قتان مشہر کو تو (انشاء اللہ سبحانہ) حتی المقدور بغیر سخت قید و
 سزا زینہار درگزر نہیں کر سکتا اور جو مولوی صاحب سائل کے سوالات کا حسب مشروط
 شروط ثبوت بھی دیں تو خدا واسطہ مجھے ایک ہفتہ قبل ہی بذریعہ پبلک اشتہار ان کی مانند
 آگاہی بخش دیں تاکہ سرکاری قانون ہی کے مطابق حسب ارشاد مجیب صاحب کسی ہر کار بلیک
 میں انعامی ہفت ہزاری روپیہ موعودہ امانت رکھ دیا جائیگا۔ تاکہ معینہ وقت پر بحضور علمائے
 اہل اسلام بعوض مشروطی ثبوت پولیس کمشنر صاحب بہادر کی معرفت مولوی صاحب
 موصوف کی خدمت بابرکتہ میں ہدیہ منذورہ حاضر کر دوں۔

(الف) تحقیق مسائل ضروریہ کو بھی جو مسلمان فساد سمجھتے خراب کہتے برآجائے ہیں یا تو وہ مسلمان
 ہی نہیں ہیں والا منافق تو با ضرور ہیں (ج) اور یہ بھی غیر ضروری ہے کہ ساتوں مسئلوں ہی
 کا جواب دیا جائے بلکہ اگر ممکن ہو تو ایک ہی مسئلہ کا مسئلہ کا جواب غنائتہ ہو۔ مگر جوابی اولہ
 مشروط مسئلہ طمانیتہ ضرور درج اشتہار ہوں (د) اور یہ تو ہر مجیب صاحب کے نصب العین رہے
 غیر مشروطی جواب بالکل مردود قابل یا خود مجیب شہر ہے۔ (س) السَّعِيدُ مَنْ وَعِظَ
 بِغَيْرِهِ۔ الحدیث وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَّغُ الْمُبِينُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ مِنْ اتَّبَعَ
 الْهُدَى۔

الْجواب

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ اِصَابَةُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب مسئلہ او

بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس نید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا۔ ملکوت السموات والارض کا انھیں شاہد بنایا۔ دریاؤں کا کوئی قطرہ، ریگستانوں کا کوئی ذرہ، پہاڑوں کا کوئی ریزہ، سبزہ زاروں کا کوئی پتہ ایسا نہیں جو حضور عظیم اکابر و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں نہ آیا۔ قرآن و حدیث و ائمہ قدیم و حدیث کے ارشادات جلیلہ اس مسئلہ میں اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء یقیناً دشوار ہے جسے ان میں کثیر پر اطلاع منظور ہو حضور پر نور مرشد برحق امام اہلسنت محمد وین ملت سیدنا علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف قدسیہ انباء المصطفیٰ بحال سیر و اخفی۔ خالص الاعتقاد۔ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ۔ الفیوض المکیۃ لمحبت الدولۃ المکیۃ کی طرف رجوع لائے۔ یا العذاب البلیس علی انحس حلائل ابلیس۔ اذ حال السنان الی حدک الخلق بسط النیان وغیرہ تصانیف مبارکہ قدسی اصحاب احباب حضور پر نور علی حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطالعہ کرے بعونہ تعالیٰ تحقیقات کے باغ یائے کالیستے، اُنقت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلشن میستے، عشق تجدد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غنجے چستے، عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاند چمکتے، فضائل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سورج دکتے، بارہ عشق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساغر چمکتے، شراب محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عام چمکتے، دیو کے بندے زیر غجر ملتے، وہابیت کے بوم مذبح چمکتے، نجدیت کے زلغ جاں بلب سکتے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یہاں فیض حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفید و متوسل ہو کر دو حرف مختصر لکھنا مناسب اللہ عزوجل فرماتا ہے عَلِمَ الْغِیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غِیْبِهِ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ یعنی اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ

رسولوں کے — اور فرماتا ہے عز و علا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ
اللَّهُ يَجْتَبِي مَنْ يَرْسُلُ مِنْ شَاءَ ۖ لَهُ
اور اللہ اس لئے نہیں کہ اسے عام لوگوں تک غیب بتا دے
لیکن اس کیلئے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے
چن لیتا ہے۔

اور فرماتا ہے تبارک اللہ تعالیٰ۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۚ لَمْ
نہیں ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی بات
بتانے پر نجل۔

الحمد للہ حضور محبوب رب العالمین جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب ثابت
کرنے والے یہ نفوسِ تطہیر قرآنہ میں۔ مُنْكَرٌ سے جب جواب نہیں دیتا تو مجبور ہو کر وہاں آیاتِ کریمہ
کے مقابل وہی آیاتِ نفیِ احاطہ و استقلال پیش کر دیتے ہیں۔ گویا جانتے ہیں کہ قرآنِ عظیم کا قرآنِ عظیم
ہی سے رُذْکَرِ دِی۔ وَالْعِيَاذُ بِاللَّهِ تَعَالَى، تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَنْقَطِعْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ
تَخْرُجُ الْجِبَالُ هَدًا ۚ إِنَّ أَرَادُوا مِنْ الْقُرْآنِ عَلَى الْقُرْآنِ رَدًّا وَ لَآ يُمْكِنُ أَنْ يَرُدَّ الْقُرْآنَ
الْكَرِيمَ عَلَى آيَاتِهِ الْكَرِيمَةِ رَدًّا۔

اقول وبالله التوفيق۔

توضیح مقامِ وزارتِ اولیام یہ ہے کہ ان آیاتِ کریمہ سے ایک تفسیرِ موجبہ جزئیہ ثابت ہوا کہ اللہ عز و جل کے
بعض ہندکانِ خدا محبوبانِ کبریا کو بھی علم غیب ہے۔ بلکہ تعالویٰ جی کے اقرار سے تو ہر باگل بلکہ ہر چوپائے کو بھی علم
غیب حاصل ہے۔ اور جو آیاتِ نفی ہیں مثلاً لَا يَتْلُوهُنَّ عَلَى الْقُلُوبِ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ
کہ زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا وَعَبَّتْ لَهَا مَفَاحِ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا
إِلَّا هُوَ کہ اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان سے ایک
تفسیرِ سالیہ کلیہ نکلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی شخص غیب نہیں جانتا۔ اب مُنْكَرٌ کیلئے تین ہی احتمال

۱۔ پارہ ۲۴ رکوع سورۃ آل عمران شریف ۷ پارہ ۳۰ رکوع ۶ سورۃ بقرہ ۷ پارہ ۱۶ رکوع ۹ سورۃ مریم شریف ۷ پارہ ۲۰
رکوع ۱ سورۃ النحل شریف ۷ پارہ ۱۰ سورۃ النعام شریف ۱۲

ہیں۔ یا ان آیات نفی پر ایمان لائیں اور ان آیات اثبات سے کفر کریں تو قطعاً کافر کہ قرآن عظیم کی کسی آیت بلکہ کسی حرف کا بھی منکر قطعاً کافر۔ وہ فرماتا ہے عز وجل

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَسْفَلَ الْعَذَابِ۔ اب تو کیا تم کتاب الہی کے بعض حصہ پر ایمان لاتے اور بعض سے کفر کرتے ہو تو جو تم میں سے ایسا کرے اسکی کیا سزا ہے سوا اس کے کہ دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے روز سخت عذاب کی طرف دھامائے جائیں گے۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ — یا معاذ اللہ ان دونوں قسم کی آیات کریمہ میں تناقض مانیں گے کہ موجب جرمیہ سالیہ کلیہ کا نقیض ہے۔ اگر ایسا سمجھیں گے تو معاذ اللہ قرآن عظیم کے کتاب الہی ماننے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ کتاب الہی میں تناقض محال اور جس کتاب میں تناقض ہو وہ ہرگز کتاب الہی نہیں۔ خود قرآن پاک فرماتا ہے۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ اگر یہ کتاب غیر خدا کی ہوتی تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

یا آیات نفی و نصوص اثبات دونوں پر ایمان لائیں گے۔ اور دونوں میں تطبیق دیں گے۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مقصود حاصل ہے۔ کہ آیات نفی میں اور علم مراد ہے۔ اور نصوص اثبات میں دوسرا علم۔ یعنی آیات نفی کا یہ مفاد کہ اللہ کے سوا کسی کو ذاتی علم غیب نہیں۔ اور الحمد للہ کہ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص کسی غیر خدا کو بالذات علم غیب مانے وہ یقیناً کافر ہے۔ ہرگز مسلمان نہیں۔ اور نصوص اثبات سے یہ مراد بلکہ ان میں بالخصوص ارشاد ہے کہ محبوبان خدا رسول کبریا علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والتناکون کے لئے سے اسکی عطا سے علم غیب ہے۔ الحمد للہ کہ اس پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ بیشک جو شخص حضور محبوب و محبوب طالب و مطلوب و انما سے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے بالعطا مطلق علی الغیوب جوئے کا منکر ہو وہ ان نصوص اثبات کا منکر اور قطعاً کافر ہے ہرگز مومن نہیں۔ مسلمان کی شان تو قرآن عظیم نے ساری کتاب پر ایمان لانا فرمائی۔ صاف فرمادیا تُوْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ۔ والحمد للہ رب العالمین۔

یہ تو مطلق علم غیب کا مسئلہ تھا جو بجز اللہ تعالیٰ نے روشن فرمادیا۔ اب تفصیل علم اقدس محفوظ
پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اجمالی حاصل کرنے کیلئے بھی اسی قرآن پاک کی طرف رجوع

کیجئے۔ دیکھئے وہ کیا فرماتا ہے۔ فرماتا ہے

اے حبیب ہم نے تم پر یہ کتاب اتارنا کہ ہر شے کا روشن
بیان ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے اس کتاب میں کوئی شے اٹھانہ رکھی یہ کتاب
کوئی گڑھی ہوئی بات نہیں۔ لیکن اگلی کتب الہیہ کی
تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے

هَآكَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصَدِّقُ
الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ كُلِّ
شَيْءٍ

اور شے "مذہب اہلسنت میں ہر موجود کو کہتے ہیں۔ اور موجودات میں مکتوباتِ مسلم و
مکتوباتِ لوح محفوظ بھی داخل۔ تو قرآن عظیم کا بیان علوم لوح و مسلم کو بھی شامل۔ اب لوح محفوظ
میں کیا لکھا ہے یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھئے۔ فرماتا ہے۔
كُلُّ شَيْءٍ غَيْرٌ وَّكَبِيرٌ مُّسْتَقَرٌّ

اور فرماتا ہے۔

کوئی تردد خشک الیا نہیں جو روشن کتاب لوح محفوظ
میں نہ ہو

لَا رُطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ
مُّبِينٍ

اور فرماتا ہے۔

ذرہ سے کوئی چیز چھوٹی اور بڑی ایسی نہیں جو لوح محفوظ
میں نہ ہو

لَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي
كِتَابٍ مُّبِينٍ

اور فرماتا ہے

ہم نے ہر شے کو لوح محفوظ میں محفوظ رکھا ہے۔

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ

لے پارہ ۳۱ رکوع ۷ سورۃ النحل شریف لے پارہ ۷ رکوع ۹ سورۃ النعام شریف لے پارہ ۱۲ رکوع ۶ سورۃ یوسف شریف
لے پارہ ۲۷ رکوع ۱۰ سورۃ قمر شریف لے پارہ ۷ رکوع ۱۲ سورۃ النعام شریف لے پارہ ۱۱ رکوع ۱۱ سورۃ یونس شریف
لے پارہ ۲۲ رکوع ۱۴ سورۃ الیسین شریف لے پارہ ۱۲

اب اگر کوئی وہابی کہے کہ اگرچہ قرآن عظیم میں ہر شے کا روشن بیان ہے مگر یہ کیا ضرور ہے کہ حضور بھی تمام مطالب قرآن سے واقف ہوں والی عیاذ باللہ تعالیٰ تو قرآن عظیم نے اُس کے منہ میں پیشگی پتھر دے دیا۔ فرماتا ہے اِنَّ عَلَيْنَا لَآيَاتِهٖ ۝ بیشک ہم پر ہے اس قرآن کا بیان فرمانا اور اس سے قبل فرمایا اِنَّ عَلَيْنَا جُمُوعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ بیشک ہمارے ذمہ ہے (اسے محبوب تمہارے سینے میں) اس کا جمع فرمانا اور اس کا پڑھانا۔ جب خود اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب میں قرآن عظیم جمع فرمایا، خود ہی پڑھایا، خود ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے مطالب کو بیان فرمایا تو اب کون بے ادب گستاخ کہہ سکتا ہے کہ قرآن پاک کے بعض معانی حضور مہبط قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہے ہوں۔ تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے روشن ارشادات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ روزِ اَوَّل سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا تمام کا نام کیوں محفوظ میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ گورج محفوظ میں لکھا ہے سب کا روشن تفصیلی بیان قرآن پاک میں ہے۔ اور جو کچھ قرآن پاک میں ہے سب کا کاغذِ اَللّٰہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

تو بھونہ تعالیٰ آفتاب نصف النہار سے زائد روشن طور پر ثابت ہوا کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا اور جو ہو گا سارا ماکان و مایکون اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو بتایا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ ناظرِ منصف کیلئے یہی دو حروف کافی اور مکابر متعسف کیلئے دستہ ناواہی۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

جواب مسـئـلـہ دوم:

اخیار و اولیاء وغیر ہم محبوبانِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علی سید ہم و علیہم و بارک وسلم کو وسیلہ واسطہ جان کر
ہند کرنا بھی جائز و مستحسن و مشتبہ ہے۔ جو تفصیل چاہے رسالہ مبارکہ **اَنْوَارِ الْاِفْتِیَاہِ** حَلِ نِدَاءِ
یَا رَسُولَ اللہ تصنیف حضورِ پروردگارِ حق سیدنا امین حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ کرے۔ بالاجمال
یہاں چند کلمے گذارش۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ** ۝ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

اور فرماتا ہے اُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ ۚ سَيَدِينَا
عَزِيزٌ رَّحِيمٌ سیدنا عیسیٰ علیہا الصلوٰۃ والسلام کی مدح فرمائی جاتی ہے کہ وہ اللہ کی طرف وسیلہ لے جاتے ہیں اُسے
جو اللہ سے زیادہ قُرب رکھنے والا ہے۔ احادیث اس سلسلہ میں بکثرت و بے شمار ہیں۔ ڈھائی سو احادیث صحیح
سے حضور پر نور امام اہلسنت مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استدلال فرمایا۔ هُنَّ
شَاءَ فَلْيَرْاجِعْ إِلَى الرَّسَالَةِ الْمُبَارَكَةِ الْإِلَهِ مِنْ وَالْعَلَىٰ لِنَاعَتِي الْمُصْطَفَىٰ بَدَافِعِ الْبَلَاءِ۔ یہاں
کتاب مبارک الہ من والعلی سے صرف چار حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

اول — حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا فرمائی کہ بعد نماز کہے
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ
بِكَ إِلَىٰ رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتَقْضِيَ لِي اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔ الہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری
طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ
میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روا ہو۔ الہی انہیں
میرا شفیع کر ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (رواہ النسائی والترمذی وابن ماجہ وابن خزمہ والطبرانی
والحاکم والبیہقی عن سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

مشہر صاحب دیکھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز
یوں عرض کرو، ہمارا نام پاک لیکر ندا کرو، ہم سے استمداد و التجا و استعانت کرو۔ واللہ الحجۃ السامیۃ۔
دوم — کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اِذَا ضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا وَارَادَ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ
لَيْسَ بِهَا أَنْيْسٌ فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللَّهِ
أَعْيُنُنِي يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعْيُنُونِي فَإِنَّ
لِلَّهِ عِبَادًا لَا يَرَاهُمْ۔

(رواہ الطبرانی عن عتبۃ بن غزوٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وہ اسکی مدد کریں گے۔
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

”نذریکے اینجا مستقل می شود نہ بر معنی شرعی ست چہ عرف آلت کہ آنچہ پیش برزگاں
می برزند نذر نیاز می گویند۔“

امام اجل سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ”حدیقہ ندیہ“ میں فرماتے ہیں —
وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ زِيَارَةُ الْقُبُورِ وَ
التَّزَيُّنُ بِضَرَايِحِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ
وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَحْلِيْقِ ذَلِكَ عَلَى حُصُولِ
شِفَاءٍ أَوْ قُدُومِ غَائِبٍ فَإِنَّهُ فُجَّازٌ عَنْ
الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِينَ بِقُبُورِهِمْ كَمَا
قَالَ الْفَقْهَاءُ فَيَمْنُ دَفْعَ الزَّكَاةِ لِلْفَقِيرِ
وَسَمَّاها قَرْضًا فَتَحَّ لَاَنَّ الْعِبْرَةَ بِالْمَعْنَى لَا بِاللَّفْظِ۔

کیوں مشہر صاحب! اب بھی سمجھے نذر اولیاء نذر فقہی نہیں بلکہ حقیقۃً متوسلین اولیاء پر تصدق ہے
اب قرآن عظیم سے پوچھئے تو آیات قرآنیہ کے شیر گونج رہے ہیں کہ ان اللہ یجزی المتصدقین
بیشک اللہ بہتر جزا دے گا تصدق کرنے والوں کو۔ مسلمانوں کی نیت یہی ہوتی ہے اور ان کا یہی عرف ہے کہ
ان صدقات سے وجہ الہی مقصود رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب ان اولیاء کرام کی خدمات میں پہنچاتے ہیں۔
اب قرآن وحدیث میں جتنے فضائل صدقات نافلہ کے وارد ہوئے وہ سب نذر اولیاء کو بھی شامل اور انہیں
آیات کثیرہ سے اس کا جواز بھی حاصل۔ کہئے مشہر صاحب! اب تو آپ کی شرائط کے مطابق قرآن عظیم ہی
سے نذر اولیاء کا اثبات ہو گیا۔ تفصیل کیلئے دیکھو السُّنِّيَّةُ الْأَبْنِيَّةُ فِتَاوَى اِفْرِيقَةِ
تصنیف حضور پرنور علیہ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب مسد — چہارم، پنجم، ششم:

محفل میلاد اس کا نام ہے کہ مسلمانوں کو بلا کر حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل
رضیہ و مراتب منیعہ انہیں سنائے جائیں اور حضور کی ولادت شریفہ کا ذکر کیا جائے۔ یہ تو حقیقت ہے اس مجلس
کریم کی۔ اب قرآن عظیم سے اس کے جواز کا ثبوت لیجئے۔ فرماتا ہے جَلَّتْ أَلَاؤُهُ۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (الآیۃ) ۱۰
بیشک ضرور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا کہ ان

میں ایک عظمت والا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔
اس آیت کریمہ نے صاف فرمادیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت قدسیہ
ایک ایسی نعمت جلیلہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر احسان جتاتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو آدم و عالم
محرسی و عرش اعظم لوح محفوظ و قلم سب حضور ہی کی ولادت پاک کا صدقہ اور طفیل ہے۔ حضور کی ولادت
نہ ہوتی تو کچھ پیدا ہی نہ ہوتا۔ فرمادیا گیا لَوْلَاكَ لَمْ يَخْلُقْتُ الدُّنْيَا۔ اے محبوب اگر میں تمہیں
پیدا نہ کرتا تو جہان ہی کو نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خلفائے من الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین بابرک وسلم۔
اور خدا کی نعمت کا ذکر اور چرچا کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب و مرغوب فرماتا ہے عظمت نعمائے ۱۱۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ تو مجھہ تعالیٰ قرآن پاک ہی
سے ثابت ہوا کہ حضور کی ولادت باسعادت کا ذکر اور چرچا کرنا عین مطلوب الہی ہے۔ ولہذا الحمد۔ اب اس
کے ساتھ مسلمانوں کے عرف میں بعض امور اور زائد ہوتے ہیں۔ مثلاً چند آدمیوں کا آوازیں ملا کر نعت اقدس
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پڑھنا تو یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ غزوہ احزاب میں صحابہ کرام
آوازیں ملا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں یہ شعر پڑھ رہے تھے ۱۲۔

مَنْ الدِّينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقَيْنَا أَبَدًا

ہم وہ ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں بک چکے
ہیں اس بات پر کہ ہماری عمر میں جب کبھی جہاد کا موقع ہو تو ہم اپنی جانیں نثار کریں۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی جاں نثاری ملاحظہ
فرما کر خوش ہو ہو کر جواب فرما رہے تھے۔

لَا عِشَ إِلَّا عِشْ إِلَّا خِرَّةً وَاعْفُ
اللَّهُمَّ لَا نُصَارُ وَلَا مَاجِرَةٌ۔ عیش تو صرف آخرت ہی کا ہے تو لے اللہ انصار و
مہاجرین کو بخش دے۔

یا عمدہ فرش بچھانا، روشنی اور گلہستوں اور مختلف قسم کی آرائشوں سے آراستہ کرنا تو یہ زینت

ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

قُلْ مَنْ حَقَرَنِي فَهِيَ اللَّهُ الَّتِي أَخْرَجَ لِي صَادِقًا - تم فرما دو کہ جس نے اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا فرمائی۔

نیز یہ امور فرحت و سرور ہیں اور انھیں میں داخل ہے۔ خوشیوں کا اور گلاب پاشی کا وغیرہ۔ اور اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَاكَ قُلْ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ - تم فرما دو اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہی پر چاہیے کہ خوشیاں منائیں یہ انکی دین دولت سے بہتر ہے اور معلوم ہو چکا کہ حضور کی ولادت مقدسہ بہت بڑی نعمت الہیہ رحمت جمیلہ اور اللہ کا فضل عظیم ہے تو اس پر یہ خوشیاں منانا حسب فرمان قرآن جائز و مستحب ہے یا شیرینی تقسیم کرنا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ بڑا احسان ہے۔ اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ - نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گذشتہ آیت زینت میں ہے وَالطَّيِّبَاتُ مِنَ الزَّيْنِ وَاللَّهُ نَزَّلَ فِي هَذِهِ آيَاتٍ لِّتُذَكَّرُوا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رسول جلیل جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بلانا تو یہ بھی جائز۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ - کیا صاف فرمایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے۔ یا ممبر بچھانا، قیام کرنا، نام اقدس سن کر آنکھوں سے لگانا تو ظاہر ہے کہ یہ امور امور تعظیم ہیں۔ میر و قیام میں تو ظاہر اور انگوٹھے چومنا بھی اسی قبیل سے ہے۔ جیسے حجرِ اسود کو بوسہ دینا۔ اور اگر قریب نہ جاسکے تو گھاسے حجرِ اسود کی طرف اشارہ کر کے اس گھاسے کو چوم لینا۔

یوں ہی مسلمان چاہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک جو منہ سے نکلا ہے اُسے چومے آنکھوں سے لگائے۔ مگر ایسا نہیں کر سکتا تو انگوٹھوں ہی کو منہ سے لگا کر آنکھوں

سے پارہ ۸ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ۱۱ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ یونس شریف ۱۲ پارہ ۱ رکوع ۱۰ سورہ ہود شریف۔ ۱۳ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف ۱۴ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ ہود شریف۔ ۱۵ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ۱۶ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ ہود شریف۔ ۱۷ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ۱۸ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ ہود شریف۔ ۱۹ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ اعراف شریف۔ ۲۰ پارہ ۱۱ رکوع ۱۰ سورہ ہود شریف۔

سے لگتا ہے تو یہ امور عظیم و توقیر ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَارُ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى

الْقُلُوبِ۔

۱۰

جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی
پرہیزگاری ہے۔

اور فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتُ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

عِنْدَ رَبِّهِ۔

۱۱

جو شخص اللہ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے
تو یہ اس کیلئے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے

وَتَعَزَّزُوا وَتَتَّقُوا۔

ہمارے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

تعظیم نبوی کا حکم عام ہے سوا ان باتوں کے جن کی ممانعت کی تصریح شریعت میں آچکی ہے۔
جیسے سجدہ تعظیمی، باقی تمام اقسام تعظیم اسی صیغہ عامہ سے عزَّزُوا وَتَتَّقُوا میں داخل اور ان سب کے
جواز و استحباب کی دلیل اسی سے حاصل۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مَنَیْبُرُ الْعَيْنِ وَاقَامَةُ الْقِيَامَةِ
وَرَشَاقَةُ الْكَلَامِ وغیرہ تصانیف قدسیہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والہ تعالیٰ اعلم
نیر نصرت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ممبر بچھانا خود حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَضَعُ حُسْنَانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

مِنْ رَأْفَةِ الْمَسِيحِ بِأَقْدَمِ قَائِمٍ آخِرٍ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَوْ يَنَافِخُ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُؤَيِّدُ حُسْنَانَ بِرُوحِ

الْقُدْسِ مَا نَفِخَ أَوْ خَافَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر بچھاتے وہ اس پر

قیام کر کے حضور کے فضائل بیان کرتے یا دشمنوں

کا رد کرتے اور حضور فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ روح

القدس سے حسان کی تائید فرماتا ہے۔ جب تک وہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دفع

اعدا کرتے رہتے ہیں۔ رواہ البخاری عن أم المؤمنين

۱۲ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف ۱۱ پارہ ۱۰ رکوع ۱۰ سورہ حج شریف

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بارک وسلم۔ واللّٰهُ تَعَالٰی اعْلَم۔

جواب مسئلہ ہفتم:

مزاراتِ طیبہ اولیائے کرام پر بنائے قبہ سلف سے ایک معمول ہے۔ مجمع بیمار الاوار حبلمہ
ثالث میں ہے۔

قَدْ اَبَاحَ السَّلَفُ الْبِنَاءَ عَلَى قُبُورِ الْفَضَلَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ لِيُزَوِّدَهُمُ النَّاسُ
وَلِيَسْتَرْجُوْنَ فِيْهِ۔
بیشک سلف نے بزرگوں یعنی علماء و اولیاء کی قبور
پر عمارت بنانے کو جائز رکھا ہے کہ لوگ انکی زیارت
کریں اور اس میں آرام لیں۔

یوں ہی اگر بدن میت کے گرد اگر دائیں نہیں اور اس سے اوپر اگر چلی ہو تو منع نہیں اگرچہ
تقویر بھی لپکا ہو۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔
جو مدعی جواز ہے اسے اتنا ہی کافی۔ ہاں جو ناجائز کہے بار ثبوت اس کے ذمہ ہے وہ ثبوت لائے کہاں
اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اور جو ثبوت نہ دے سکے تو دلی سے
نئی شریعت گڑھتا، خود شارع بنتا اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر انفراک کرتا ہے۔
جس بات کو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں حرام نہیں فرمایا ہے یہ اسے اپنی طرف
سے حرام کہتا ہے۔ حالانکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْتَوُوا عَنِ الْأَشْيَاءِ
إِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَشَوْكُمْ وَأَنْ تَسْتَلُوا عَنْهَا
حِينَ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ تَبَدَّلَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ
عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(پ، کوہ ۲ سورہ مائدہ شریفہ)
اے ایمان والو نہ پوچھو وہ باتیں کہ اگر ان کا حکم تم
پر کھول دیا جائے تو تمہیں برا لگے اور اگر اس زمانے
میں پوچھو گے جب تک قرآن اتر رہا ہے تو تم پر کھول
دیا جائیگا اللہ تمہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے
والا حلیم والا ہے۔

کیسا صاف ارشاد ہے کہ شریعت نے جس بات کا ذکر نہ فرمایا وہ معافی میں ہے۔ جب تک کلام
مجید اتر رہا تھا احتمال تھا کہ معافی پر شاگرد ہو کر کوئی پوچھتا اس کے سوال کی وجہ سے منع فرمادی جاتی۔ اب
کہ قرآن کریم اتر چکا، دین کامل ہو لیا اب کوئی نیا حکم آنے کو نہ رہا۔ جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ

منع فرمایا، ان کی معافی مقرر ہو چکی۔ جس میں اب تہمت ملتی نہ ہوگی۔ وہ بانی کہ اللہ کی معافی پر اعتراض کرتا ہے مردود ہے۔ واللہ الحمد۔ اور یہی ایک دلیل محفل میلاد و قیام و تقبیل ابہامین و نذر وندائے محبوبان کبریٰ علی سید ہم و علیہم الصلاۃ والسلام اور ان تمام مسائل میں جاری و کافی جنہیں ابراہیم محض اپنی زبان زوری سے بدعت و ناجائز کہتے ہیں اور پھر کمال عیاری غریب مسنیوں ہی سے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے اس کا جواز ثابت کرو۔ حالانکہ یہ اذندہا مطالبہ بھی ابھی آیت کریمہ میں ملے کہ قابل جواز کو کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اُسے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے منع نہیں فرمایا۔ لہذا بحکم آیت کریمہ ارشاد خدا اللہ عنہا میں داخل اور اسی سے اس کا جواز حاصل۔ تم جو اسے ناجائز کہتے ہو قرآن و حدیث سے ثبوت لاؤ کہہاں منع فرمایا ہے مگر ہم نے تبرعاً مشہر صاحب کی خاطر بحمدہ تعالیٰ قرآن عظیم سے اُن امور کا جواز روشن و مبرا کر دیا۔ واللہ الحمد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تنبیہ: مشہر صاحب نے مرآۃ الحقیقۃ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف قرار دے کر اس کی عبارت پیش کی ہے۔

”مَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَهُوَ كَافِرٌ لَإِنَّ عِلْمَ الْغَيْبِ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى“

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت بھی غلط ہے اور قطع نظر اس سے کہ یہاں علم غیب سے علم غیب بالذات مراد ہے کہ وہی خدا کی صفت ہے عطائی علم غیب ہرگز صفت خداوندی نہیں ہو سکتا، جو شخص خدا کے لئے عطائی علم غیب مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور اوپر معلوم ہو چکا کہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بطائے الہی حاصل ہے، جو شخص کسی مخلوق کیلئے ذاتی علم غیب مانے کافر ہے۔ اور قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت ہرگز ہمارے لئے مضمر اور متکریں کو مفید نہیں کہ اس میں جس علم غیب کو خدا کی صفت بتایا اسی کو حضور کے لئے ثابت کرنے کو کفر کہا اور ابھی معلوم ہوا کہ ذاتی علم غیب ہی صفت الہیہ ہے عطائی کوئی صفت بھی اس کے لئے ممکن نہیں، کہنا تو یہ ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقۃ ہرگز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں حضور کی طرف اس کی نسبت محض افتراء ہے۔ سب سے پہلے ایک پہلے سر کے کے حیا دار ”سینف النقی“

والے شفی نے اس سے استدلال کیا۔ اور اس نے تو عجیب ہی کمال کیا، وہ تدریس سوچی کہ اس کے پیشوا ایسے
ملعون کو بھی باوجود دعائے انجیر منہ نہ سو بھی یعنی دل سے کتائیں گڈھ لو، جی سے ان کے صفحات
تراش لو، طبیعت سے ان کے مطالعے اختراع کر لو، خود ہی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلمیٰ اہم
وسلم کی شان میں تو زمین و تھقیں پر مشتمل اُن کی عبارات و احوال لو اور اہلسنت کے پیشوایانِ عظام قدس
اسرار رحم کی طرف ان کا انحراف کر کے سُنیوں سے کہو کہ دیکھو تمہارے عقائد تو یہ ہیں اور تمہارے اَقایانِ کرام
اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یوں گستاخیاں کرتے ہیں تم بھی گستاخیاں
کیوں نہیں کرتے۔ اس کا مفصل و مشرح بیان کتاب مستطاب ابحاتِ اخیرہ اور رسالہ مبارکہ روح المعانی
علی کفر الکفار میں ملاحظہ ہو۔

کیا مشہر صاحب یا ان کا کوئی بڑا ثابت کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مرآۃ الحقیقہ حضور کی تصنیف ہے اور
کسی عالم معتبر نے اس سے استناد کیا اور اُسے حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف بتایا۔ **فَإِنْ لَمْ
تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْخَائِثِينَ۔**

اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کیوں کر فرما سکتے ہیں۔ حالانکہ خود بدولت حضور پُر نور
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفسِ کریم کے لئے فرماتے ہیں۔

وعزّة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون
علی عینی فی اللوح المحفوظ۔
یعنی عزت الہی کی قسم ہنیک سب سعید و شقی میرے سامنے
پیش کئے جاتے ہیں میری آنکھ لوچ محفوظ میں ہے۔

رَوَاةُ الْإِمَامِ الْأَوْحَدِ سَيِّدِ نَوْرِ الدِّينِ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ الشَّطُّونِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

نیر تصدیقہ مقدسہ خمریہ میں فرماتے ہیں

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَخُرْدَلَةٍ عَلَى حَكْمِ اتِّصَالِ

میں ہمیشہ علی الاتصال تمام بلادِ الہیہ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے ایک رائی کا دانہ۔

نیز سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام حضرت عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

”زَمِنُ دَرِ نَظَرِ اِیْنِ طَائِفَہِ یُوْنِ سَفَرِہِ اِلَیْتِ“

حضرت خواجہ بہار الحق والدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کلام پاک نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وہابی گوئیم چوں روی نانہ ست" — مشہر جی اب ذرا اپنے شیطانی کفر کے فتوے کی خبر لو۔ دیکھو تم نے کس کس محبوبانِ خدا کو کافر کہہ دیا۔ مگر ان کا کیا بھلا۔ وہ کفر اکتا تمہارے ہی گلے کا بار ہوا۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "فَقَدْ بَا عِبَاهُ أَحَدُهُمَا" کفر کو بھی تم سے کتنی محبت ہے، ہر پیر کر تمہارے ہی گلے لگتا ہے۔ ذالک جزاء اعداء اللہ کذا لک العذاب و لعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ۵

مرزہ دار تناقض دعویٰ تو یہ ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب مانے وہ کافر ہے اور پھر خود ہی کہا۔

"دینی مسلم تو وقتہ نو وقتہ بذریعہ وحی بالضرور مکمل تعلیم دیئے ہیں جملہ امور و غیبات کی بھی آپ کو اطلاع اسی قبیل سے ہے۔"

یعنی خود بھی مجلہ غیوب کا مسلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مان لیا۔ ہم بھی تو بذریعہ وحی ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علوم غیب مانتے ہیں۔ کہنا یہ ہے کہ اب خود مشہر صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جمیع غیوب کی اطلاع مان کر اپنے ہی قول سے کافر ہوئے یا نہیں۔ خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے بڑوں سے پوچھ کر دیں۔

بے مرزہ جہالت

مشہر صاحب کہتے ہیں — "نہ تو اللہ صاحب ہی نے اپنے قرآن مجید ہی میں کہیں فرمایا کہ میں نے محمد رسول اللہ کو علم غیب دیا ہے" — آنکھیں ہوں تو دیکھو جواب سوالِ اول کی آیاتِ کریمہ دیکھ کر خدا توفیق دے تو حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطلع علی الغیوب ہونے پر ایمان لاؤ۔ کیسا صاف و واضح فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ اپنے چنے ہوئے رسول کو غیب پر مطلع فرماتا ہے، اپنے پسندیدہ رسول کو اپنے غیب پر مسلط فرماتا ہے۔ حتیٰ کہ صاف فرمایا یہ نبی غیب کی بات بتانے پر بخیل نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ وصحبہ اجمعین وبارک وکرم۔

پھر کہتے ہیں۔

”خود بدولت نے بھی بست و سد سالہ عرصہ طویلہ میں ایک دفعہ بھی تو اقرار نہیں فرمایا کہ اللہ صاحب نے مجھے علم غیب بھی عطا فرمایا ہے۔“

گر نہ بیند بر دزد شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

حدیث معراج منامی میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَرَأَيْتُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ
فَوَجَدْتُ بَرْدًا نَاصِلًا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَتَجَلَّى
لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ۔
اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔
میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

رَوَاہُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

نیز حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إِنَّ اللَّهَ قَدَرَفَعَنِي الدُّنْيَا فَمَا أَنَا أَنْظُرُ
إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَأَنِّي فِيهَا إِلَى يَوْمِ
الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنظُرُ إِلَى كَفِّي هَذَا جَلِيَانًا
عَنِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَاءَ لِي كَمَا جَلَاءَ لِلنَّبِيِّينَ
مِنْ قَبْلِي۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو اٹھالیا تو میں
اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے
سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس جھمیلی کو دیکھ
رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے روشن کر دینے کے سبب کہ اس نے
میرے لئے یہ علم منکشف فرمایا جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے
لئے منکشف فرمایا۔ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي كَبِيرِهِ
وَنَعِيمُ بْنُ حَمَّادٍ فِي كِتَابِ الْفِتَنِ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ عَنْ سَيِّدِنَا ابْنِ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَمْرِو الْفَارُوقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا۔

سہ جمہلان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پھر کہتے ہیں۔

”اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ نے نہ اہل بیتؓ نے نہ اصحابؓ نہ تابعینؓ نے نہ تبع تابعینؓ“

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

قَدْ اسْتَمَرَّ وَانْتَشَرَ امْرُؤُا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اصْحَابِهِ بِالْاِطْلَاقِ

بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبیوں کا علم ہے۔

عَلَى الْغُيُوبِ۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے۔

اصْحَابُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَازِمُونَ

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یقین کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہؐ نے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ہے۔

بِاطْلَاقٍ عَلَى الْغُيُوبِ۔

وللہ الحمد۔ اور اقوال کثیرہ الفیوض الملکیہ میں ملاحظہ ہوں۔ خدا انصاف دے تو اتنے ہی

ارشاد ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ اور مرض تعصب کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ واللہ الموفق۔

تمام صحابہ کرام کو مشہر نے کافر کہہ دیا

ابھی مواہب و زرقانی سے سن چکے کہ تمام صحابہ کرام اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور کو علم غیب ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اب مشہر بکمال دریدہ دہنی یہ ملعون عبارت لکھتا ہے۔

رسول اللہ کو صفاتی جزئی مجازی محدودی عالم الغیب جاننے والا تو البتہ کافر ہی ہے۔

مسلمانو! لہذا انصاف! یہ ناپاک ملعون تکفیر کہاں تک پہنچتی ہے۔ صحابہ کرام حتیٰ کہ خود حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لئے علم مافی السموات والارض الی یوم القیمۃ کا اثبات فرمایا۔ خود

رب العزۃ جل جلالہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے غیب پر مسلط فرما دیا۔ تو اب اس ناپاک عبارت نے صحابہ

و مصطفیٰ و کبریا جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کو کافر کہہ دیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى

الْكَافِرِیْنَ وَالْعِیَادُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

ہم مسلمان کہتے ہیں رضی اللہ عنہم و عنہم اجمعین۔ اور تحفہ کرنا ناجائز و ممنوع اور جرمِ مالِ نصیبی ہے۔

لے ہم مسلمان کہتے ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مشہر نے جو آیات نفی سے استدلال کیا ہے اس کا جواب ہو چکا کہ ان میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے اور ان آیات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ واللہ الحمد

دریدہ دہنی اور بد زبانی

مشہر عجیب مسخرہ ہے۔ خود ہی تو سنیوں کی شکایت کرتا ہے کہ۔

”وہ نجدیت، دہریت، غیر مقلدیت، دہایت، نچریت، القاب و خطاب سے انبیاء سے ازرا اشتہار بازی کرتے ہیں۔“

نیز اس پر بھی دھمکاتا ہے کہ۔

”اب اگر اسے کسی نے یہ فقط کہے تو وہ یا مجسٹریٹ انصاف یا کلکٹر الحمد، پولیساہ اور واکورنٹ شاہ کہہ کہہ کر گورنمنٹ سے فریاد کر کے اسے سزا دلوائے گا۔“

خیر اس سے تو ہمیں غرض نہیں وہ گورنمنٹ سے جو چاہے کروائے مگر خود اسکی بد زبانی ملاحظہ ہو۔
غریبائے اہلسنت و علمائے اسلام کو اس نے فقہ، گمراہ، گمراہ، ضال، مضل، شہر آشوب، قتال، ہیلہ باز،
فقہ پر داز، ہرزہ دراز، زٹلی، قافیہ گو، مشرک، جھوٹی حدیث سنانے والا، ابلیس، تناس و غیب،
کھیل لفظوں میں گالیاں دیا ہیں۔ مگر ہمارے رب عزوجل نے ہیں حکم فرمادیا ہے۔ **وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ**۔

بارگاہ رسالت میں مشہر کی گستاخی

مشہر لکھتا ہے۔ ”خصوص صفت خالق اور پھر مخلوق میں بھی جملہ گرسہ صلاح کار کجا

ومن خراب کجا، **عَالِدُ التَّرَابِ وَرَبُّ الْأَرْبَابِ**، چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔“

مشہر نے علم غیب کو تو صلاح کار ٹھہرایا اور معاذ اللہ حضور محبوب کبریا سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیہم وبارک وسلم کو ”من خراب“ کے ناپاک لفظ سے تعبیر کیا۔ پھر حضور کی شان میں مٹی تراب اور خاک
کا لفظ استعمال کیا۔ ————— تمام امت کا اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ
توہین کرنے والا قطعاً و یقیناً کافر و مرتد ہے، اس کی جو دوا اس کے نکاح سے نکل گئی اور اس کے ساتھ

مسلمانوں کا سا کوئی برتاؤ کرنا حرام اس پر تمام احکام مرتدین جاری ہو گئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مولیٰ عزوجل توبہ و تجدید اسلام کی توفیق عطا فرمائے

مشہر کی عیاری
مسلمانو! مسلمانو! اے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قربانو!
اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں و ہابیوں کے طواغیت اربعہ گنگوہی انبہٹی
نالوتوی تھانوی نے اللہ و رسول جل و علا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں سخت سخت گستاخیاں
گندی گندی توہینیں کیں۔ حضور کو شیطان سے کم علم بتایا، اپنے پیرا بلیس علم کو حضور کے علم اقدس پر
بڑھایا۔ صاف لکھا

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے
بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے،
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی
ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے“

دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی و انبہٹی صفحہ ۵۱ سطر ۲۱ مطبع قاسمی دیوبند۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو جانہوں و عوام کا
خیال ٹھہرایا، حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد نبیانی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں کچھ بھی خلل ڈالنے
والا بتایا۔ صاف لکھا۔

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء
سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ
تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“

دیکھو تحذیر الناس نالوتوی صفحہ ۳ سطر ۳ مطبع خیر خواہ مہر کار پریس سہارنپور
صاف لکھا۔

”اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور
باقی رہتا ہے“
دیکھو تحذیر الناس مذکور صفحہ ۴ سطر ۱۵

اے ہم مسلمان کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور کوئی اس کا بڑا چھوٹا گستاخی نہ کرے نہ تو قوی نہ ہیبتی تھا تو قوی میں سے کسی کو مسلمان اور اس کے ان اقوال کو
اسلام ثابت کرادے تو سات کے چوگنے اٹھائیس ہزار روپیہ انعام والجر لے لے اللہ الملك المنعم
ہے کسی دہائی نگوہی تھا تو قوی کا کوردی امروہی وغیرہم کے پاس اس کا جواب۔ یا آج ہی سے
وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ۝ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْمِعُونَ ۝
کا ظہور بے حجاب۔ کذلک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا یعلمون ۝ والیاز
یا اللہ رب العالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وقاسم رزقہ و عروس مملکتہ سیدتا و مولینا
محمد و آلہ و صحبہ و حزبہ و بارک و سلم، واللہ تعالیٰ اعلم۔

سب بارگاہ نبوی و بندہ سرکار قادری و گدائے کوئے رضوی ابو الفتح مجید الرحمن احمد شریعت علیہ السلام
برکاتی رضوی لکھنوی غفرلہ والابوبید و احمد و انوار و احبابہ ربہ المولیٰ المسنن القوی۔

مسئلہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و متقیان دین و ملت اس مسئلے میں کہ ہمارے یہاں اگلے زمانے سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ جب مسلمان میت کو دفن کرتے ہیں تو تھوڑی سی پاک مٹی پر سورہ تبارک شریف اور مٹی کے ڈھیلوں پر قل ھو اللہ شریف پڑھ کر دم کر کے قبر میں رکھ دیتے ہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تعذیب عذاب فرماوے اور اس پڑھنے کا ثواب میت کی روح کو بخش دیتے ہیں۔ ہمارے یہاں ایک مولوی ہے جو لوگوں میں بڑا پاک مسلمان سمجھا جاتا ہے، وہابیوں، دیوبندیوں کا ہم عقیدہ و معتقد ہے۔ وہ اپنے بیانون میں اس فعل کو بدعت سیئہ اور حرام و ناجائز بتاتا ہے۔ اس کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔ اور مسلمان میت کو ایصالِ ثواب کیلئے سوم یا چہلم میں اس کا وعظ کرنا اس کا وعظ سننا اس کی تعظیم و تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔ المستفتی: محمد قاسم ہاشمی، زکریا مسجد امرٹ بمبئی۔

الجواب واللہ الملعون للصدق والصواب۔

مٹی پر سورہ تبارک شریف پڑھ کر دم کرنا، یونہی مٹی کے ڈھیلوں پر سورہ اخلاص شریف پڑھ کر دم کرنا پھر اسکو بریت تعذیب عذاب کسی مسلمان میت کی قبر میں رکھ دینا اور اسکو سورہ ملک شریف و سورہ اخلاص شریف پڑھنے کا ثواب اسکی روح کو پہنچا دینا یقیناً جائز ہے شرع مطہر سے اس کے ناجائز ہونے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ قائل صواب متنبک باصل ہے کہ حکم شریف مطہرہ دما و فرج کے سوا ہر شے میں اباحت ہی اصل ہے۔ کما ھو مبہون علیہ فی کتب الأصول۔ تو اس کے دعویٰ پر صرف اتنی ہی بات دلیل کافی و برہان وافی کہ شرع مطہرہ اس سے مانع نہ اسکی تانی تو اس کا جواز روشن واضح و صافی اور ناظر منصف کے لئے قطعہ ہی ایک حرف مانع و دشانی، اگرچہ ہر کار متصف کیلئے ذکر کے ذکر بھی ناکافی۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدِلَ لَكُمْ تَسْأَلُوا عَنْهَا إِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلَ الْقُرْآنُ تُبْدِلَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔ یعنی اسے ایمان والوں ان چیزوں کو مت پوچھو اگر بیان فرمادی جائیں تو تم کو بری لگیں اور جس زمانہ میں کہ قرآن نازل کیا جا رہا ہے اس زمانے میں اگر تم ان چیزوں کا سوال کرو گے تو تمہارے لئے بیان فرمادی جائیں گی۔ اللہ نے ان چیزوں کو معاف فرمادیا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا درگزر فرمانے والا ہے۔

زمانہ نزول قرآن میں بعض حضرات کی عادت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے

بہت سی چیزیں بہتری باتوں کے متعلق سوال کیا کرتے تھے کہ یا رسول اللہ فلاں بات جائز ہے یا ناجائز، فلاں چیز حلال ہے یا حرام۔ پھر اس وقت قرآن عظیم تو نازل ہو ہی کر تا تھا۔ بعض چیزوں کی حلت بعض چیزوں کی حرمت بیان فرمادی جاتی، جو بعض نفوس پر شاق گزرتی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس سے منع فرمادیا۔ کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوئی الہی ان کی مخالفت فرمادی تو ان کا کرنا گناہ ہو جائے گا جو بعض نفوس پر شاق ہو گا۔ پھر صاف فرمادیا کہ ایسی باتوں کو پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے، وہ سب تو معاف فرمادی گئی ہیں۔ آیت کریمہ نے روشن طور پر فرمادیا کہ جب کہ قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا، شریعت اسلامیہ پوری نازل و مکمل ہو چکی۔ احکام الہیہ جس قدر نازل ہونے لگے تھے نازل ہو چکے، اب جن جن باتوں کے حلال یا حرام ہونے پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو وہ سب اللہ کی معافی میں داخل ہیں۔ معترض سے پوچھو تبارک شریف کی مٹی، قل کے ڈھیلے قرین رکھنے کو شریعت مطہرہ نے کہاں منع فرمایا ہے۔ اور جب وہ شرع مطہرہ سے اس کی ناجوازی پر کوئی برہان نہ لاسکے تو ثابت ہو گیا کہ وہ بھی اللہ کی معافی میں داخل ہے۔ اب جو اس معافی پر اعتراض کرے وہ درحقیقت قرآن پاک پر سائل بنے۔

یہاں تک تو اس فعل کے جائز و مباح ہونے کا اثبات فرمایا ہے۔ رہا اس کا مستحب و مستحسن ہونے کا ثبوت تو وہ اس حدیث شریف سے روشن جس میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ یعنی جس مباح کام کو دیندار مستحب شریعت مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ جب زمانہ پیشیں سے دیندار مسلمان اس فعل کو اچھا سمجھ کر کرتے چلے آئے ہیں، تو بحکم حدیث اللہ کے نزدیک بھی اس کا مستحب و مستحسن ہونا ثابت ہو گیا۔ اور جب ایمان والے بندے اپنے رب جل جلالہ کے کرم پر یہ امید کرتے ہیں، یہ گمان رکھتے ہیں کہ سورہ ملک و سورہ اخلاص کی برکت سے اللہ عز و جل اپنے مومن بندے پر تخفیف عذاب فرمائے گا تو اللہ عز و جل نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا اِنَّا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بَی۔ یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں، جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔

معترض جو بغیر کسی دلیل شرعی کے محض اپنے جی سے اس جائز و مباح و مستحب و مستحسن فعل کو ناجائز و حرام کراتا ہے درحقیقت اپنے آپ کو شارع بناتا ہے، اللہ عز و جل پر افترا جڑتا ہے، اپنے دل سے نئی شریعت گرھتا ہے۔ اللہ واحد و تبارک جل جلالہ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السِّتَاتُ لَکَذِبٌ هَذَا

حَلَالٌ وَهَذَا لَمْ يُقْتَرَأْ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ إِنَّ الَّذِينَ يُفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ مَتَلَعُ قَلِيلٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ یعنی اور ان چیزوں کو جنہیں تمہاری زبانیں بھوٹ کہہ دیتی ہیں مت کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس لئے کہ اللہ پر بھوٹ افترابا بدھو۔ بیشک جو لوگ اللہ پر بھوٹ افترابا بدھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ تھوڑا بڑا تینا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ہمارے ان بلا و امصار میں ایسے امور مباح و مستحسنہ کو بدعتِ بدیہ و حرام بتانے والا مدعی حقیقت نہ ہو گا مگر وہابی دیر بندی۔ اور وہاں یہ دیوبندیہ کے چند عقائد کفریہ ملعونہ بطور نمونہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیبوں کا علم ثابت ہونا عقلی و نقلی دلیلوں سے باطل ہے۔ البتہ بعض غیبوں کا علم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور ہے مگر اس میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ تمام جانوروں جو پایوں کو بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اشرف علی تھاو فی ص ۸)

۲۔ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس ملعون کے علم کا وسیع ہونا تو آیت و حدیث سے ثابت ہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے علم کا وسیع ہونا کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابلیس لعین کے علم کو وسیع ماننے والا تو مسلمان ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو وسیع ماننے والا ایسا مشرک ہے جس میں ایمان کا کچھ حصہ بھی نہیں۔ (براہین قاطعہ خلیل احمد انبیوی و رشید احمد گنگوہی ص ۵)

۳۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نبوت تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے آخری ہیں یہ تو نا فہم لوگوں کا خیال ہے جو سمجھ داروں کے نزدیک غلط ہے۔ (تخذیر الناس قاسم نانوتوی ص ۱)

۴۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک قائم النبیین کے صرف یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی کسی کے واسطے اور وسیلے کے اپنی ذات سے خود نبی ہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نبوت ملی ہے۔ (تخذیر الناس قاسم نانوتوی صفحہ ۴)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بھی کسی دوسرے کو نبوت بل جانشین تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہے گا۔ (تذییر اناس قاسم نانوتوی ص ۱۲۱)
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر اور نئے نبی پیدا ہو جائیں تو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ (تذییر اناس قاسم نانوتوی ص ۱۲۱)
جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا وہ نہ کافر ہے نہ کمر لہذا فاسق بلکہ مسلمان سنی صالح ہے۔ اللہ تعالیٰ سچا ہے یا جھوٹا یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسا حنفی شافعی کا اختلاف، کسی نے کہا نماز میں آمین آہستہ کہو، کسی نے کہا باوازی بلند، ایسا ہی کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جھوٹا ہے اور وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹ بول چکا۔

(قول مفتوی رشید احمد گنگوہی)

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء اسلام و مفتیان اعلام نے اور ہند و سندھ و دکن و کوکن و گجرات کا ٹھٹھا واڑ و پنجاب و بلوچستان و مدراس و بنگال و برہما کے علمائے اہل سنت و مفتیان دین و ملت مشائخ و طریقت نے عقائد کفریہ، دیوبندیہ مذکورہ کے قائلین تھا لوی و انبیسی و گنگوہی و نانوتوی پر بالاتفاق فتوے دیئے کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کفریہ مذکورہ کے سبب بحکم شریعت مطہرہ ویسے کافر مرتد ہیں کہ جو لوگ ان کے ان اقوال ملعونہ پر اطلاق یقینی پانے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانیں یا ان کو کافر نہ مانیں یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر مرتد کہنے میں توقف کریں وہ بھی شرعاً کافر مرتد اور بے توبہ مرے تو مستحق بار بار ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب کامل النصاب، فتاویٰ مرین بر جف ندوۃ المین و کتاب مستطاب حسام المؤمنین ص ۱۱۱ منہج الکفر والیس ۱۲۵۲ و رسالہ مبارکہ الصلوٰۃ الہندیہ علی مکر شیطین الدیوبندیہ ۴۵ھ و رسالہ نافخہ علمائے دین کا متفقہ فتویٰ۔۔۔۔۔۔ بناذ علیہ شخص معترض مذکور فی السؤال جبکہ ان مرتدین دیوبندیہ کا ہم عقیدہ و معتقد و ملحق ہے بحکم شرع داخل کفر و ارج ہے، اپنی دیوبندیہ و بابیت کے سبب مسلمان نہ عزہ نبردگن بلکہ شرعاً کافر مرتد بے ایمان ہے۔ اور عزہ نبردگن و عدو قرطین ہے و الحیا ذی اللہ الملک الدیمن۔ سنی مسلمانوں پر اس کا وعظ و سننا حرام اسکی تعظیم مکرم کرنا حرام، اموات مسلمین و مسلمات کی بار و ارج کو ایسے مرتد کے وعظ کا ثواب پہنچانا باطل، مسلمانان اہلسنت پر اس سے معاوضہ کلیتاً فرض ہے۔ یہاں تک کہ وہ بابیت و دیوبندیہ کو بوجہ صحیحہ شرعیہ کہے۔ قال تعالیٰ ولا تکرہوا الی الذین ظلموا انتم مکرمون النار۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم حل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فیض الرحمن عبید الرضا محمد شمس علی خاں قادری رکاتی رضوی الحنفی غفرلہ ربہ و لا یوبیہ

مسئلہ:

کیا فراتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مصلحہ کٹیوں کے عطا کرنا گنہگار کیا ہیں اور سنی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ بنیو بالکتاب تو جروا بحساب۔

المستفتی: حاجی عثمان عبداللہ کھتری تادری رضوی، مالک سوپ فیکٹری، جام جوہر چور کاٹھیا واڑ۔

الجواب

الحمد لله رب العالمین الذی یحب عبادہ المؤمنین ولا یرضی عن القوم الفاسقین؛ ولا یحب الکافرین؛ ارسل برسوله النبی الامین المکیں؛ وانزل علیہ الکتاب المبین؛ بواسطۃ الروح الامین؛ وعلمہ علما الاولین والآخرین؛ وجعلہ سید المرسلین؛ وبعثہ خاتم النبیین؛ وایجب تعظیمہ وتوقیرہ علی جمیع عبادہ المسلمین؛ وانزل لعنتہ وشد مقتہ علی من عابه او اهانہ او استخف به او کذبہ واعد لہم العذاب المہین؛ وافضل الصلۃ واجمل السلام علی نبیہ ورسولہ وحبیہ وخیرۃ خلقہ وقاصم رزقہ وعروس مملکتہ وسراج افقہ ونور عرشہ ومالك ملکہ بتملیکہ وخال اسرارہ بتسلیمہ سیدنا ونبینا ومولانا حبیبنا وما لکننا وملیکنا محمد بن الذی ارسل رحمۃ للعالمین؛ الذی هو بالمؤمنین رؤف رحیم وسید العالمین علی اعداء الدین؛ الذی اوجب علی امتہ العوالۃ مع المسلمین؛ والمجانبة عن المرتدین والمبتدعین؛ ثم الصلۃ والسلام علیہ وعلیٰ آلہ الا طہار واصحابہ الاخیار الذین اخبر عنہم ربہم تبارک وتعالیٰ انہم رحماء بینہم واشدا علی الکفار ثم الصلۃ والسلام علیہ وعلیٰ سائر اولیاء امتہ وعلماء ملتہ وابناء الغوث الاعظم وعلیٰ سائر اہل سنتہ الناجین المفلحین؛ امین

یارب العلمین؛

صلی علی کوئی مستقل مذہب نہیں، بلکہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو بد مذہبوں، بے دینوں پر رد و طرد ہے اپنی ناراضگی ظاہر کرے اور کہے کہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں جائیگا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہ مخواہ بد مذہبوں بے دینوں کا رد کر کے دنیا میں بڑے نہیں۔ اور کہے کہ جتنی دیر ہم ان کا رد کریں گے، انکو بڑا بھلا کہتے رہیں گے، ان کو گالیاں دیتے رہیں گے اتنی دیر ہم درد و شریف پڑھیں تو ثواب بھی ملے گا اور کوئی ہمیں بڑی نظر سے بھی نہیں دیکھے گا۔ یہ خیالات اشد بد مذہبی بلکہ الحاد و ارتداد کی جڑ ہیں۔ اگر اسی کا نام اسلام یا حق تعالیٰ کا نام لیں تو اللہ تعالیٰ نے کافروں، مرتدوں اور منافقوں پر شدت و غلظت کی تعلیم قرآن عظیم میں کی ہوئی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

یا ایہا الذی جاہد الکفار والمنفقین وَاَعِظْ عَلَیْہِمْ
اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من
الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ
اور فرماتا ہے غر شانہ۔

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم
لا یالونکم خبالا ودرؤا ما عنتم قد بدت البغضاء
من افواہہم وما تخفی صدورہم الاہر قد بینا
لکم الاٰیت ان کنتم تعقلون

یعنی اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر
سختی کرو۔

یعنی اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے
قریب ہیں اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

یعنی اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ
تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے، تمہارا تکلیف میں
پڑنا ان کی دلی آرزو ہے۔ بیشک ان کے مونہوں سے
عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینے چھپائے

ہوئے ہیں وہ اور بڑی ہے۔ ہم نے تمہیں صاف نشانیاں بتا دیں اگر تمہیں عقل ہو۔

ان بے دینوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر شخص اگر چہ اپنی قبر میں جائیگا لیکن باوجود قدرت و استطاعت اگر
کوئی شخص بد مذہبوں، بے دینوں کی بد مذہبیوں، بے دینیوں پر قصدِ اِذ و ابطال نہ کرے گا اور اُمت
مصطفویہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ کو ان کے کفریات و ضلالت میں مبتلا ہوتے دیکھ کر بھی ساکت غلاموش
رہے گا تو خود اسکی قبر بھی واحد قہار جل جلالہ کی لعنتوں سے بھر دی جائیگی۔ یہ ان بد مذہبوں کی قبر میں تو نہ جائیگا
لیکن خود اسکی قبر میں وہی عذابات و عقوبات ہوں گے جو ان بد مذہبوں کیلئے ہیں کہ اس نے اپنے سکوت اور
اپنی مدد سے ان بد مذہبوں بے دینوں کو اُشاعت کفر و ضلال میں مدد پہنچائی۔ حدیث شریف میں ہے: نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

یعنی جب فتنے ظاہر ہوں (یا یہ فرمایا کہ بد مذہبیاں
پھیلیں) اور میرے اصحاب کو برا کہا جائے تو عالم پر
فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (ان بد مذہبوں کا اور
صحابہ کی شان میں توہین کرنے والوں کا رد کرے) او
فرض قبول کرے نہ اس کا نفی۔

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتْنُ اَوْ قَالَ الْمُبَدَعُ وَسَبَّ اَصْحَابِی
فَلِیْظَہِرِ الْعَالِمُ عِلْمَہُ وَمَنْ لَمْ یُظَہِرْ عِلْمَہُ فَعَلِیْہِ
لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا
یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرَخًا وَّ لَا عَدَلًا۔

جو عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور تمام فرشتوں کی لعنت تمام لوگوں کی لعنت۔ اللہ نہ اس کا
فرض قبول کرے نہ اس کا نفی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں توہین کرنے والوں کا باوصف قدرت و استطاعت
رُذکر نے سے سکوت کرنے والا تمام انسانوں کا، تمام فرشتوں کا بلکہ خود اللہ واحد قہار جل جلالہ کا ملعون ہے تو

نور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین و تمسخر بلکہ خود حضرت رب العزہ جل جلالہ کی تمسخر کرنے والوں کا رد کرنے سے قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے بھی سکوت کرنے والا کفریات و ضلالت کے رد پر قادر ہوتے ہوئے بھی ان پر زور داری برتنے والا کیسا اشد ترین ملعون ہو گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا یقیناً عبادت الہی ہے اور تلاوت قرآن مجید کے بعد تمام اور اذوق الف سے افضل و اعلیٰ ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ جس موقع پر شریعت مطہرہ نے درود شریف کے ہوا کوئی اور کام واجب و ضروری قرار دیا ہو تو اس موقع پر بھی درود شریف ہی پڑھنے پر اکتفا کیا جائے۔ بہت سے قراء کے نزدیک ابتداء قرأت میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واجب ہے۔ کیا اس پر کوئی صلح کی کہ اگر جتنی دیر ہم ابلیس کو برا کہیں گے، اس کو مردود ملعون و رجیم کہہ کر اس سے پناہ مانگیں گے، اتنی دیر اگر ہم درود شریف پڑھیں گے تو بہتر ہے، بہت زیادہ ثواب ہو گا۔ شریعت مطہرہ نے ذبحہ حلال ہونے کیلئے یہ شرط قرار دی ہے کہ وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا جائے، کیا اس پر کوئی صلح کی کہ اگر درود شریف تو ہر وظیفہ اور ہر ورد سے افضل ہے لہذا ہم تو بوقت ذبح بھی درود شریف ہی پڑھتے رہیں گے۔ اگر کوئی صلح کی قصداً ایسا کرے گا تو شرعاً بحکم فقہ حنفی وہ ذبح مردار اور اس کا کھانے والا مردار خور ہو گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بلکہ

ہر مرتبہ از وجود سکے دارد گزرفق مراتب نہ کنی زند بقی

شریعت مطہرہ نے جس وقت جو کام واجب فرمایا ہے، اس وقت اسی کام کا عمل میں لانے سے برأت ذمہ ہو سکتی ہے۔ جس وقت بندہ ہوں، بے دینوں کے کفریات و ضلالت پھیل رہے ہوں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بھولے بے استی کفر و ضلال کے حال میں شکار کئے جا رہے ہوں، ایسے موقع پر جو شخص مسلمانوں کو گمراہوں متردوں کے دام میں آنے سے بچانے کی قدرت رکھتا ہو، بے دینوں کی بے دینی طشت از بام کر سکتا ہو، تو اس وقت وہ شخص بندہ ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ اس سے ذمہ سادھ لے اور تسبیح لیکر درود شریف پڑھتا رہے، یا جو شخص اس کی تو قدرت نہیں رکھتا مگر خود اپنے ایمان کو بچانے کیلئے بندہ ہوں، بے دینوں سے نفرت و بیزاری رکھنے کے حکم شرعی پر عمل کر سکتا ہے وہ ان سے علیحدہ و بیزار نہ ہو بلکہ تسبیح لے ہوئے ان کی مجلسوں میں جائے، ان کے ساتھ میل جول سلام کلام رکھے، ان سے ہم پیالہ و ہم لوار رہے اور درود شریف پڑھ پڑھ کر تسبیح کے دانے پے در پے گرا سکا جائے تو اس کا یہ نہایتی درود شریف ہرگز عبادت الہی نہیں بلکہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دوستی و محبت رکھنا اور اپنی ممانعت اور صلح کی ہر دیکھا وے کے درود شریف سے پردہ ڈالنا اور درحقیقت اللہ واحد قہار، علیم بذات الصدور

جل جلالہ کو دھوکہ دینا اور بھولے ہالے مسلمانوں کو فریب میں ڈالنا ہے۔ پھر کیا ظالم سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ واحد
 قہار جل جلالہ کو دھوکہ دے سکیں گے۔ لا واللہ! قال تبارک وتعالیٰ یُخَدِّعُونَ اللہَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا
 یُخَدِّعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا یَشْعُرُونَ منافقین چاہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اور اس کے پیارے محبوب
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں کو دھوکہ دیں اور درحقیقت وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکہ دے رہے
 ہیں اور وہ نہیں سمجھتے۔ اُن کا بُرا کُرا انھیں پر پلٹے گا۔ قال تبارک وتعالیٰ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرَ الشَّیْءُ إِلَّا
 بِأَهْلِهِ۔ وَالْعِیَازُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

اس ناپاک ترین فرقہ صلح کلیہ کے افراد ہر طبقے میں ہیں اور ہر ایک طبقے میں علیحدہ علیحدہ مختلف طریقوں
 سے اپنی صلح کلیت ملعونہ کا پرچا کرتے ہیں۔ عوام کے طبقے میں جو لوگ صلح کلی ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ
 ”اگر ان سنی مولویوں کے فتوؤں پر ہم عمل کریں گے تو ہم دنیا میں کہاں رہیں گے، مولوی تو
 کہتے ہیں کہ ہر بد مذہب ہر بے دین سے نفرت و عداوت رکھو۔ پھر ہم دنیا کا کاروبار اپنی
 تجارت اپنا بیوپار کیونکر چلائیں گے۔ کسی کی نوکری کسی کے یہاں ملازمت کسی کے گھر پر ضروری
 کیسے کر سکیں گے۔“

اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان رفیع میں جب کسی مرتد کی توہینیں، گستاخیاں
 یا کسی مسئلہ دینیہ ضروریہ کے متعلق کسی بے دین کی تکذیبیں ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تو یہ یوں کہہ کر جانوں
 کو بہکاتے ہیں کہ ”میاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں، مولوی مولوی جانیں، ہم تو جاہل آدمی ہیں، ہمارے نزدیک
 سبھی مولوی اچھے ہیں ہم اپنی زبان سے کسی مولوی کو کیونکر برا کہیں۔“ مگر ان انسان نما جانوروں کو
 بلکہ جانوروں سے بھی بدتر کمرہوں کو کیا اتنی بھی خبر نہیں کہ زمانہ موجودہ سے پیشتر جو ہمارے اگلے پرکھے باپ دادا
 سنی مسلمان تھے ان کا دین و مذہب وہی تھا جو حضور سیدنا الفوت الاعظم و حضور خواجہ غریب نواز و حضرت شیخ
 شہاب الدین سہروردی، حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا
 فرید الدین گنج شکر، حضرت شیخ المشائخ سلطان الاولیاء نظام الدین محبوب الہی، حضرت داتا گنج بخش
 لاہوری، حضرت شاہ عبدالحق ردوولی، حضرت قطب عالم ہندوی، حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمانی کچھوچھوی
 حضرت مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری، حضرت شاہ وجیہ الدین بھارتی، حضرت شاہ
 عالم احمد آبادی، حضرت شاہ پیر محمد سلونی، حضرت مخدوم علی احمد عار الدین صابر کلیری، حضرت نصیر الدین محمود
 چراغ دہلوی، حضرت مخدوم بندہ نواز گیسو دراز، حضرت میراں سید علی داتا، حضرت سید سالار مسعود غازی، حضرت
 بدیع الدین شاہ مدار، حضرت مخدوم علی فقیہ مہاشمی، حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قادری مارہروی، حضرت سیدنا

شاہ اچھے میاں مارہروی و دیگر اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ کیا ان خشتیار کو اتنا نہیں سوچتا کہ اس سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کے مقابلے میں جس پر لگے زمانے کے تمام اہل اسلام و اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوتے چلے آئے ہیں۔ جو شخص کوئی نیا عقیدہ، نیا مذہب، نیا فرقہ گزراہ کہ مسلمانوں کے سامنے پیش کرے وہ ہرگز سنی مسلمان نہیں۔ بلکہ گمراہ بد مذہب بے دین ہے۔ نہیں نہیں! خبر ضرور ہے اور اتنی بات کی خبر تو ہر گنوار مسلمان، ہر کسان مسلمان، ہر مزدور مسلمان کو بھی ہے جو اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا ہے کہ جملہ مسائل ضروریہ دینیہ وہی مسائل تو ہیں جن کو اسی سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے مذہب اہلسنت کے سامنے ولے برابر دین کے ضروری مسائل سامنے چلے آئے جو کسی ضروری دینی مسئلے کے خلاف اپنا عقیدہ گڑھے وہ اس قدیم دین اسلام اور مذہب اہلسنت کا مخالف ہے۔ اور جو اس سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کا مخالف ہو وہ گمراہ بے دین ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات ہے جو ان صلیکیوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ صلیکیہ چاہتے ہی یہ ہیں کہ ایسے فریب دیکر عوام اہل اسلام کے دلوں سے مسائل دینیہ ضروریہ کی عظمت و اہمیت نکال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۱۔ ہا تو ہمیں دگستانی کا مسئلہ تو مرتدین دیوبندیہ و محدثین بکڑ الوہیہ، زنادقہ خاکسار یا ادبے دینان لیگیہ وغیرہ کفار و شرار نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عظیم جلیل سرکاروں میں جو گندی توہمیںیں، مری ہوئی دشنام طرازیوں کی ہیں، وہ تو ان صلیکیوں کی سمجھ میں نہیں آتیں، ان گستاخیوں کو حکم شریعت کفر اور ان گستاخوں کو حسب فتوائے شریعہ کافر مرتد کہنا ان کے نزدیک مولویوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ویسی ہی، بلکہ ان سے بہت ہلکی باتیں خود ان صلیکیوں یا ان کے باپ دلو کیلئے کوئی کہہ دیتے ہیں کہ مثلاً "تمہارا منہ سوئر کا سا ہے، تمہارے باپ کے کان کی کیا تخصیص ہے ایسے کان تو گدھے کے بھی ہیں، تمہاری والدہ مشفقہ کے پیٹ کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا پیٹ تو بچو کا بھی ہے، تمہارے دادا صاحب چار سے بھی زائد ذلیل تھے، تمہاری دادی صاحبہ چار کی تھیں، تمہارے نانا صاحب چوہڑے (بھنگی) تھے، تمہاری مانی صاحبہ چوہڑی یعنی بھنگی تھیں" — تو فوراً ہی ایسے کلمات کا گالی اور دشنام ہونا خود ان صلیکیوں کی سمجھ میں آ جاتا ہے اور کہنے ولے سے انتقام لینے کیلئے فوراً ہی طیار ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ہرگز نہیں کہتے کہ "بھائی ہم تو جاہلی آدمی ہیں کسی مولوی سے جا کر پوچھ کر ایسے الفاظ ہمارے ماں باپ، دادا دادی، نانا مانی کے حق میں گالی ہیں یا نہیں اور ان باتوں سے ان کی تو ہمیں ہوئی ہے یا نہیں، یہ جھجھوٹے مولوی لوگ سمجھ سکتے ہیں، ہماری سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں" بلکہ ایسے الفاظ سننے ہی فوراً مار پیٹ، گالی گلوچ کیلئے آمادہ ہو جاتے ہیں — تو ثابت ہوا کہ مرتدوں، بے دینوں نے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عظمت والی بارگاہوں میں جو کچھ دشنامیں بچیں

ان کو بھی یہ صلح کیلئے ناریہ قطعاً سمجھتے ہیں۔ مگر اپنی اور اپنے ماں باپ دلواداری نامانائی کی توہین کو برا اور مجرم سمجھتے ہیں۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رفیع و جلیل سرکاروں میں گالیاں دینا میں بکثرت کو کچھ بُرا ہی نہیں سمجھتے، اس کو کفر ہی نہیں جانتے۔ لہذا ان متردوں، بے دینوں کے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالنے کیلئے ہی اس مسئلے کو مولویوں کا جھگڑا بنا دیتے ہیں۔ والیاذ اللہ تعالیٰ۔

ہاں دنیا میں رہنے کا معاملہ تو یہ بھی ان بے ایمان مصلحیوں کا طعن فریب ہے۔ حضرات علمائے اہلسنت کثرتِ رحمۃ اللہ تعالیٰ و نصرتِ ہم پر کب کہتے ہیں کہ تم دنیا میں مت رہو، مریجو، یا کاروبار ہو پاومت کرو، مزدوری نوکری چھو دو، بلکہ ان کے فتاویٰ مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تم دنیا میں اس طرح جو جس طرح خدا و رسول جل جلالہ و صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ کاروبار، بیوپار، مزدوری، نوکری سب شریعتِ مطہرہ کے موافق کرو۔ جو لوگ اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعتِ مطہرہ معاذ اللہ کافر بنے دین میں ان سے دینی عداوتِ مذہبی نفرت رکھو۔ کیا تم ایک چار کو دو پیسے دیکر اس سے اپنے پٹے نہ جوتے کی حرمت نہیں کرتے، کیا تم بھنگی کو دو آنہ مہینہ دے کر اس سے اپنا پاخانہ نہیں اٹھواتے؟ پھر کیا یہ معاملات نہیں؟ میں اور ضرور ہیں۔ پھر کیا ان معاملات کے سبب اس چار اس بھنگی کی عظمت تم اپنے دلوں میں جاتے ہو؟ کیا ان معاملات کی بنا پر تم انھیں پابندی بھائی بناتے ہو؟ کیا ان مسائل کے بعد آہستہ آہستہ مذہبی اس چار اس بھنگی کیساتھ یا راز و شانہ مناتے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو مسلم ہوا کہ کفار و مشرکین کیساتھ مذہبی کاروبار، بیوپار مزدوری نوکری کے مسائل جاری رکھنے کیلئے ہرگز لازم نہیں کہ ان کے کفر و شرک کے سبب مسلمانوں کو بحکم شریعت جو ان سے مذہبی نفرت و دوری، دینی بجا نیت و بیزاری ہے اس میں کمی ہو جائے یا معاذ اللہ بالکل ہی جاتی رہے۔ کیا تم روزانہ بوقت حاجت بیت الخلاء نہیں جلتے ہو؟ پھر کیا اس روزانہ کے آنے جانے سے بیت الخلاء کے ساتھ تم کو محبت و دلچسپی پیدا ہو گئی ہے؟ کیا بوقت حاجت روزانہ بیت الخلاء جلتے جاتے اب اسے اپنی تفریح گاہ سمجھنے لگے ہو؟ کیا اب وہاں دل بہلانے اور سیر کرنے کیلئے جانے لگے ہو؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں تو حضرات علمائے اہلسنت و امت برکاتِ ہم بھی یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ متردین و مبتدعین کے ساتھ جہاں تک تم سے ہو سکے مذہبی تعلقات بھلی نہ رکھو۔ لیکن اگر ایسا کرنے کیلئے تمہیں ضرورت و مجبوری ہے تو تم اس بارے میں گناہگار نہیں، البتہ ان مذہبی تعلقات کی بنا پر متردین و مبتدعین کے ساتھ موانست و مودت ہرگز جائز نہیں۔

شیخ محمد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب ۱۶۵ میں صفحہ ۱۶۹ پر اپنے خلیفہ و مرید سیادتِ پناہ جناب سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”لازم است کہ ہنگی ہمت و اذیتان و احکام شریعت باید صرف خود اہل شریعت را از علماء و صلحا تعظیم و توقیر باید داشت و در ترویج شریعت باید کوشید و اہل ہوا و بدعت را خوار باید داشت

مَنْ وَفَّرَ صَاحِبَ بَدَا عَوْ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْأَسْلَافِ وَبَاكَفَارِ كُذِّمَانِ خِلَافِ رُجُلٍ
 اندو دشمنان رسول وے اند علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام دشمن باید بود و در ذل و خواری
 ایشان سستی باید نمود و هیچ وجہ عزت نباید داد و ایسے دولتان را در مجلس خود راہ نباید داد و
 انس نباید نمود و راہ شدت و غلظت را ایشان پیش باید کرد و مہما ممکن در ہیچ امر سے ایشان
 رجوع نباید نمود و اگر فرضاً ضرورتے افتد در رنگ قضاے حاجت انسانی بکرہ واضطرار قضاے
 حاجت از ایشان باید نمود۔ راہے کہ بجانب قدس جد بزرگوار شہا علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام
 می رساند نیست۔ اگر بایں راہ رفتہ نشود و صل بایں جناب قدس دشوار است ہیجات
 ہیہات۔

یعنی یہ بات لازم ہے کہ ساری اہمیت شریعت مطہرہ کے احکام بحال لانے میں صرف کرنی چاہیے اور یا بند
 شریعت علمائے دین و صالحین کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے اور شریعت مطہرہ کے احکام کو رائج کرنے میں کوشش
 کرنی چاہیے اور مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں اور کفر گروہوں کو ذلیل رکھنا چاہیے کہ حدیث شریف میں صحیح حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانچے
 پر مددی اور کافروں کے ساتھ جو خدا تبارک و تعالیٰ کے دشمن اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 علی آلہ وسلم کے دشمن میں دشمن رہنا چاہیے اور کسی طور پر ان کو عزت نہ دینی چاہیے اور ان بد نصیبوں کو اپنی مجلسوں
 میں آنے نہیں دینا چاہیے اور ان سے انس پیدا نہیں کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ شدت و غلظت کرنا چاہیے
 اور جہاں تک ہو سکے کسی بات میں انکی طرف رجوع کرنا نہیں چاہیے۔ اور اگر بالفرض کوئی ضرورت پڑ جائے تو
 بیت الخلا جلنے کی طرح شرعی ناگواری اور مجبوری کے ساتھ ان سے اپنی حاجت پوری کرنی چاہیے۔ آپ کے
 نا نا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی بارگاہ قدس تک جو راستہ پہنچاتا ہے وہ یہی ہے۔ اگر اس راہ پر چلا
 نہ جائیگا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم کی بارگاہ قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ یہ بات بہت دور ہے،
 یہ امر بہت بعید ہے۔

لَوْ جَاءَ اللَّهُ الْكَرِيمُ الْحَمْدُ لَهُ كَالشَّمْسِ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ رَاضِعٌ وَرُشْنٌ هُوَ كَمَا كَرِهَ رَأْسُهُ أَقْلِيَانِ نِعْمَتِ حَضْرَاتِ عُلَمَاءِ
 اہلسنت رحمہم اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا نجات و فلاح آخرت کا ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ دنیوی
 کاروبار میں بھی ترقی و کامیابی کو متضمن ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ان صلحہ کلیوں کا یہ فریب دینا صرف
 اسی لئے ہے کہ سادہ لوح عوام مسلمین کو معاذ اللہ یہ باور کر دیا جائے کہ علمائے اہلسنت کے فتاویٰ اس قابل
 ہی نہیں کہ ان پر عمل کیا جاسکے اور یہ کہ بد مذہبوں مرتدوں کے تمکک بین اور سنی مسلمانوں کے علمائے دین دونوں

ایک ہی درجے، ایک ہی مرتبے میں ہیں۔ والیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور فرقہ وصلحکلیہ کے وہ افراد جو مسلمانوں کے لیڈر کہلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کو یوں بہکاتے ہیں کہ اس وقت دنیا کے سیاست میں اقوام عالم باہمی کشمکش موت و حیات میں مصروف ہیں۔ اور اگرچہ ہر قوم کے اندر باہمی بہت سی فرقہ بندیاں ہیں، لیکن اس وقت ہر ایک قوم اپنے تمام فرقوں اپنے تمام افراد کو مجتمع و منظم کر کے پورے اتفاق و اتحاد کے ساتھ میدان سیاست میں اپنے مقابل کے سامنے صف آرا و جنگ آزما، دوسری قوموں کے مقابلے میں ایک تو ہم یو ہیں تھوڑی تعداد میں ہیں اور اگر ان مولویوں کے فتووں پر عمل کر کے وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، قادیانیوں، چکڑالویوں، نیچسریوں، خٹکسریوں، حزاریوں، لیکویوں، رافضیوں، خارجیوں کو ہم اپنی جماعت سے الگ کر دیں گے تو ہم بہت ہی چھوٹی سی اقلیت میں بن جائیں گے۔ یہ حقوق اور وزارتیں اور حکومتیں ملنے کا وقت ہے۔ اگر مولویوں کے کہنے میں اگر اس وقت کو ہم نے آپس کے جھگڑوں میں صرف کر دیا تو ہم پر سیاسی موت آجائیگی۔ دوسری منظم طاقتیں ہم کو کپڑا کر ڈالیں گی۔ لہذا اس وقت تو تمام کلمہ گو فرقوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کر کے میدان سیاست میں دوسری قوموں سے بازی جیت لو۔ پھر بعد کو یہ مذہبی جھگڑے بھی آپس میں سٹے کر لینا۔

درحقیقت ان صلحکلی لیڈروں نے سیاست کو مذہب سے ایک علیحدہ چیز ٹھہرا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام مکرم میں پھانس رکھا ہے۔ ورنہ مسلمانوں کا ایمان و قرآن تو اسے یہ بتاتا ہے کہ اس کی سچی اسلامی سیاست بھی اس کے سچے دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ اور اسی کا جزو ہے۔ سچا مسلمان میدان سیاست میں پہنچ کر بھی پابندی احکام مذہب سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَارْتَمَعْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَارَضْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا
یعنی میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا
اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے
تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

ابن صلحکلی لیڈروں کا اس پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔
لَكُمْ مِنْ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ قُوَّةَ كَثِيرَةٍ بِإِذْنِ اللَّهِ
وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ
یعنی بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں
اللہ کے حکم سے بڑے بڑے جماعتوں پر غالب آئی
ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور فرماتا ہے جل جلالہ۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرَ الْمُؤْمِنِينَ
اور ہمارے لئے کم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرمانا۔

اور فرماتا ہے عز و عل۔

الم تر الى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم
ما هم منكم ولا منهم ويحلفون على الكذب
وهم يعلمون
(کھلے کافروں) میں سے اور یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔

پھر ایسے لوگوں کے رد اُمل و قباح کج بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جل جلالہ۔

اولئك حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون — اور فرماتے ہیں عزوجل لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم۔
یہ لوگ شیطان والے ہیں۔ سنتا ہے شیطان والے ہی ٹوٹا پالنے والے ہیں۔
اے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ اُن کے باپ دادا یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی بن دیا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں۔

پھر ان کے فضائل و مناقح بیان فرما کر انھیں کے حق میں فرماتا ہے جلّ شانہ :-

اور لَنْدُکُ حزبِ اللہ الا ان حزب اللہ ہم
المفلحون۔۔۔ اور فرماتا ہے تبارک شانہ
ومن یطع اللہ ورسولہ وخیش اللہ ویتقہ
فاللّٰہُ ہم الفائزون۔۔۔۔۔
اور فرماتا ہے عز جلالہ۔

فلا تهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الا علون تو اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور کفار و مشرکین
واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم و مرتدین کو صلح و اتحاد کی طرف مت بلاؤ اور تمہیں غالب
ہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں خسارہ ہرگز نہ دے گا۔

مسلمان کا ایمان قرآن و رحمن اور اس کے پیارے رسول ذی شان پر ہے جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم وہ ایمان رکھتا ہے کہ الہی مدد اور خداوندی نصرت کا وعدہ صادقہ انھیں لوگوں کے حق میں ہے جو بتوفیق اللہ تعالیٰ مسلمان کامل الایمان، متبع احکام شریعت ہوں۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے

دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں۔ ان کا اعتماد صرف ظاہری دنیوی اسباب ہی پر نہ ہو بلکہ وہ حضرت سُبَّحَ اللہ علیہ السلام کے ساتھ اتحاد اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ رکھتے ہوں۔ پھر اگر وہ تعداد میں اپنے دشمنوں سے کم ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرشتے بھیج کر بہت کر دے گا۔ اگر وہ ظاہر میں کمزور و ضعیف ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو قوت و طاقت بخشے گا ان کی کمزوری و اقلیت اور ان کے دشمنوں کی طاقت و اکثریت یا ذن اللہ العزیز للقدّر ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس بحث کی تفصیل جلیل میں حضور پر نور مرشد برحق حامی السنن حاجی الفتن حضرت عظیم البرکت تاج العلماء سراج العرفان مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قبلہ قادری بکراتی قاسمی دامت برکاتہم القدسیہ مسند نشین مجاہدہ قادری بکراتیہ احمدیہ سرکار کلاں مارہرہ مظہرہ ضلع ایڑہ کا رسالہ مبارکہ سستی بنام تازہ کنی "غلیہ فہ قلیہ الیہ" اور رسالہ مبارکہ "الجوابات السنیہ علی زہاوا السیوالات الملیکیہ" میں ملاحظہ ہو۔ اس کا انکار وہی کر سکے گا جسکو قرآن عظیم پر ایمان نہ ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

دوسری قوموں کے مختلف فرقے آپس میں کتنے ہی اختلافات رکھتے ہوں مگر کافر و بے ایمان ہونے میں سب ایک ہیں۔ اور بحکم الکفر مملۃ واحده ان سب کا باہمی اتفاق و اتحاد کچھ جائے تعجب نہیں۔ لیکن ان فرقہ بانی مرتدین کے ساتھ مسلمانوں کے اختلافات ہرگز آپس کے اختلافات نہیں۔ یہ فرقے تو اپنے اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام ہی سے خارج ہو چکے۔ البتہ مذہب اہلسنت کے چاروں گروہوں حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ، کے باہمی فرعی اختلافات بیشک مسلمانوں کے آپس کے اختلافات ہیں تو ان اختلافات فرعیہ کے سبب سنی مسلمانوں میں بھد اللہ تعالیٰ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں۔ سچا مسلمان کرسیوں، وزارتوں، حکومتوں کے لالچ میں اپنے پیارے دین و مذہب کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا، بلکہ وہ اپنی جان و آبرو سے زیادہ پیارے اپنے سچے دین و مذہب پر کرسیوں وزارتوں حکومتوں غرض دنیا کی ساری دولتوں تمام راحتوں کو قربان کر دے گا واللہ اعلم۔

پھر جبکہ ہندوستان میں کلمہ گویان اسلام کی مجموعی تعداد بھی دوسری قوم کے مقابلے میں اقلیت ہی ہے تو ان مرتد فرقوں کے ساتھ اتحاد و وداد کرنے کا بھی کیا نتیجہ ہوگا۔ وہ اقلیت تو پھر بھی اقلیت ہی رہے گی۔ دھیان اسلام مرتدین کو ملا لینے کے بعد بھی اقلیت اکثریت نہ ہوگی۔ تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق کا خسر الدنیا والآخرۃ ذالک هو الخسار المبین کے ہوا کیا حاصل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور یہ تو سیدھے سادے مسلمانوں کو محض سبز باغ ہی دکھاتا ہے کہ حکومت حاصل ہو جانے کے بعد یہ مذہبی اختلافات آپس میں طے کر لینا۔ حکومت اگر مل بھی گئی تو اس کی باگ ڈور اس کا حل و عقد اس کا بست و کشاد سب کچھ معاذ اللہ انھیں صلح کی و نہجی ویلیگی دے دیں لیڈروں کے ہاتھوں میں ہو گا۔ ابھی جبکہ گنجوں کو ناخن نہیں ملے ہیں یہ حال ہے کہ دین و مذہب پر فقہ اڑائے جا رہے ہیں، ایمانیات اعتقادات پر ٹھٹھے لگائے جا رہے ہیں۔ اگر معاذ اللہ حکومت خود اختیاری مل گئی تو یہ تمام مذہبی اختلافات طے تو ضرور کر دیئے جائیں گے، مگر اس طرح جیسے مرتد مشرقی کہہ چکا کہ سب اعتقادی کتابیں جلا کر فی النار المستقر کر دی جائیں گی، مذہبی کتابوں کا رکھنا حرم قرار دے دیا جائیگا۔ والہیاذ اللہ تعالیٰ بھولے بلے پیارے سنی مسلمانو! اپنے دشمنوں سے ہوشیار ہو۔ اس سے پہلے کہ ہوشیار ہونا کچھ نفع نہ دے۔ دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

بعض صلح کی لیڈر جنکو فن تمارخ میں بھی کمال کا دعویٰ ہے مسلمانوں پر یوں اندھیری ڈالتے ہیں کہ "جس وقت ترکی سلطان محمد فاتح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قاہر فوجیں خشکی پر جہاز چلا کر قسطنطنیہ میں فاتحانہ داخل ہو رہی تھیں، عین اسی وقت عیسائیوں کے پادری شہر کے بڑے گرجا ایا صوفیہ میں اس سلسلے پر گرما گرم مباحثے میں مصروف تھے کہ جس روز یسوع مسیح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو بقول نصاریٰ سوئی دی گئی اس دن انھوں نے فطیری روٹی کھائی تھی یا خمیری اور ان کا بول و براز پاک تھا یا نہیں۔ اسی طرح اس وقت دوسری قومیں مسلمانوں کو فنا کرنے میں مصروف ہیں اور مسلمان انھیں مذہبی مباحثوں میں مبتلا ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں۔ اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل طیبہ ظاہر و پاک تھے یا نہیں۔ چھوڑو ان مذہبی بحثوں کو اور میدان سیاست میں دشمنوں کے سامنے صف آرائی کرو۔ ورنہ تم بھی انھیں قسطنطنیہ عیسائیوں کی طرح فنا کر دیئے جاؤ گے۔"

اللہ اکبر! ان متکار لکچراروں کی متکاری دیکھو مسلمانو! تم کو کس طرح چھلتے ہیں۔ قسطنطنیہ کے عیسائیوں کی شکست کا صرف یہ سبب دکھایا کہ وہ مذہبی بحثوں میں مبتلا تھے۔ ترکوں کی نستخ کا مدار صرف اس پر ٹھہرایا کہ وہ اشتیاقات جنگ میں پورے طور پر مصروف تھے۔ ان بے دینوں کی زبانوں سے یہ نہیں نکلا کہ وہ عیسائی

اگرچہ مذہبی بحثوں میں مصروف نہ ہو کر فراتھے۔ اور وہ ترک انتظامات جنگ سے پورے طیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان والے تھے اس لئے اللہ واحد قہار جل جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غالب و مظفر و فتح مند فرمادیا۔ اور ان کے موہیوں سے یہ نکلنا بھی کیونکر۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتے تو کفر و اسلام کا تفرقہ بیان کرنا پڑتا۔ اور مسلمانوں پر اندھیری ڈالنے کا موقع نہ ملتا۔

مسلمانو! ان بے دین صلحی لیڈروں سے کہو کہ ارض فلسطین، اجنادین، یرموک، قفسرین، نطلائہ، حلب، بعلبک، مدائن، قادسیہ وغیرہ سیکڑوں مقامات پر اور بلاد ہند و سندھ، افریقہ، الجزائر اور صلیبی جنگ کے ہزار ہا میدانوں میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کچھار کے شیروں کی بہت ہی چھوٹی چھوٹی فوجوں سے کفار کے دس دس گئے، بیس بیس گئے، بلکہ بعض بعض مقامات پر سو سو اور ہزار ہزار گئے جتھوں کے جو مقابلے ہوئے اور ان سب میں ایمان والے ہی منصور و غالب اور کفار ہی مقہور و غائب ہوئے کیا وہ سب کفار بھی مذہبی باشندوں ہی میں مبتلا تھے۔ غرض قسطنطنیہ کے عیسائیوں کے بھی مغلوب و مقہور ہونے کا اصلی سبب یہ گزیر نہ تھا کہ وہ حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح کلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میرت کریمہ کے متعلق بلیک مسکے کی تحقیق میں کیوں مصروف تھے۔ بلکہ اس کا اصلی سبب بھی وہی وعدہ الہیہ تھا کہ "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَانْتَصِرُوا لَعَلَّكُمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ" یعنی اور اے ایمان والو! تم سست مت ہو اور تم غمگین مت ہو اور تمہیں سب پر غالب رہو گے اگر تم کامل ایمان والے ہو گے۔ وہ نصاریٰ کافر تھے۔ ترکوں نے محض اعلیٰ کلمۃ اللہ کیلئے توفیقہ تعالیٰ ان پر جہاد کیا۔ رب قدیر جل جلالہ نے اپنے ایمان والے بندوں کو کفار پر غالب دیا۔ وَلِلَّهِ الْمَجْدُ السَّامِی۔

مسلمانو! ان خیانتکار لیڈروں کی اس بخاری کا مقصد صرف یہ ہے کہ بد مذہبوں، بے دینوں کیلئے ان کی بد مذہبی بے دینی پھیلائے میں پوری آزادی ہو جائے، کوئی ٹکاوٹ ان جٹا کے راستے میں نہ رہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی میرت اقدس پر کوئی بے دین کیسا ہی ناپاک الزام لگائے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم مبارک یا شان اقدس کو کوئی مرتد کتنا ہی گھٹائے، مسلمانوں کے سچے دین اسلام اور پیارے مذہب اہلسنت پر کوئی لمحہ کیسے ہی گھونے اتہامات اٹھائے مگر سنی مسلمان دم سادھے زبان دبائے چپ بیٹھے زبان قلب سے "ہلک ہم دیم دم نہ کشیم" کا وظیفہ پڑھتے رہیں، ملحدوں، ملے دینوں، مرتدوں کے جواب میں نہ ایک حرف لکھیں نہ ایک لفظ کہیں۔ اور اگر وہ اتقاق حق و الباطل باطل کریں گے تو قسطنطنیہ کے نصاریٰ کی طرح مٹا دیئے جائیں گے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

الحمد للہ لوجہ اللہ تعالیٰ کہ ہر نیمروز کی طرح واضح و لاغ ہو گیا کہ ہمارے پیشوایان دین اہلسنت علمائے

ربانمین کے فتاویٰ مبارکہ پر عمل کرنا ہی بفضلہ تعالیٰ ہماری صلاح دنیا و فلاح عقبی کا سچا ذریعہ ہے اور ان صلواتی و خیر لیدروں کا مقصد سیاست کے پردے میں بے دینی و دہریت پھیلائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صلواتی لیدروں میں اعظم گڑھ کے مولوی شبلی اور الطاف حسین حالی بہت نمایاں ہستی رکھتے ہیں۔ ان کی صلواتیت اپنی حد سے گذر کر شدید خیریت و دہریت تک پہنچی ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنے مضامین نظم و نشر کے ذریعے سے خیریت کا زبردست پرچار کیا ہے۔ شبلی اعظم گڑھی کی خیریت و دہریت اسکی کتابوں "سیرۃ النبی، الفاروق اور سیرۃ النعمان" میں اپنے زندگی کرشموں کی بہار اور الحادی جوہنوں کا ابھار دکھا رہی ہے۔ اس کی اگر پوری تفصیل کی جائے تو ایک دفتر بسیط لکھنے میں آئے۔ یہاں مختصر گزارش۔

شبلی اعظم گڑھی نے ایک شہنوی "صبح امید" لکھی جو پتھرلوں کے دارالمصنفین نے مسعود علی ندوی کے اہتمام سے معارف پریس اعظم گڑھ میں کلیات شبلی "اردو کے صفحہ اول صفحہ ۳۳ تک شائع کی اسی کے چند اشعار ہم بطور نمونہ پیش کر کے سنی مسلمانوں کے ایمانی قلوب سے ایک نظر الصاف کے طالب و توفیق الہدایہ والا اجتناب عن الغویۃ من اللہ الکریم السواہب۔

تھے رسم و رواج پر ذرا سب
تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ دقت کیا ہے
کس سمت زمانہ چل رہا ہے؟
نیرنگیوں پر نہ کچھ نظر کی
یعنی کہ ہوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے؟ کیسی صورتیں ہیں؟
کیا وقت ہے؟ کیا ضرورتیں ہیں؟
چھوڑے جو گئے نئے فسانے
نغمہ وہ رہا نہ وہ ترانے
سیارے ہیں اب نئی چمک کے
وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے

تصنیف میں گالیوں کی بھرمار
تحریر، کہ لکھنوتوں کا انبار
برپا تھے وہ مسجدوں میں فتنے
دیکھے نہ کبھی سنے کسی نے
آپس میں نفاق کا یہ عالم
یہ اس سے خفا، وہ اس سے برم
الندرسے یہ و فور غفلت
سمجھے تھے رواج کو شریعت
باطل پر خدا تو حق سے بیزار
تقلید پر کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام تھے ہم
والستہ رسم عام تھے ہم

لا پڑتے تھے بات بات میں ہم
ڈوبے تھے قصبات میں ہم
دکھلائی کمال دینداری
مومن کو ہنادیا جو ناری
تکفیر ہمارا ہی چلن تھا
زبدیق، تو تکیہ سخن تھا
دشمن کو نہ کر سکے موافق
مومن کو بنا دیا منافق
گمراہ تو سیکڑوں بنائے
رستے پہ نہ ایک کو بھی لائے
خلق نبوی کی تھی یہ تصویر
آپس میں ہر اک گرم تکفیر

اب صورت ملک دیں نئی ہے
 افلاک نئے، زمیں نئی ہے
 سب بھول گئے ہیں باسحق کو
 گردوں نے اُٹ دیا ورق کو
 دیکھی یہ روش تو پھر خردمند
 ہوتے گئے طرزِ نیکے پابند
 مگر نے بھی نہ پائے تھے کہ سنبھلے
 مَلا جو زمانہ، وہ بھی بدلے
 لیکن نقشِ زمیں رہے ہم
 بیٹھے تھے جہاں وہیں رہے ہم
 گو غراب اہلِ اجسین ہیں
 ہم گرم فسانہ کُن حسین
 ہر چند وہ بزم ہے نہ احباب
 ہم دیکھ رہے ہیں پردہِ خواب
 اس گنج گہر پہ ہم ہیں نازاں
 جس کا کوئی جوہر ہی نہیں یاں
 قائم جو وہ انجمن نہیں ہے
 اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
 اب عیب ہیں سب ہنرِ ہمارے
 ہیں پوچھ سے کم گہرِ ہمارے
 ماتم تھا ہی کہ آئی ناگاہ
 اک سمت سے اک صدائے جاگاہ
 اس شان سے تھی وہ آہِ دلگیر
 پہلو میں اثر، بفل میں تاثیر
 دل ہاتھ سے لینے میں بلا تھی
 جادو تھی، فسوں تھی، جانے کیا تھی؟

جس سمت سے آئی تھی آواز
 وہ جلوہ نمائے سحر و اعجاز
 دیکھا تو وہاں بجاہ و تمکین
 آیا نظر اک پیہرِ دیریں
 صورت سے عیاں جلالِ شاہی
 چہرے پہ فروغِ صُبحِ گاہی
 وہ ریشِ دراز کی سپیدی
 پھٹکی ہوئی چاندنی سحر کی
 پیری سے کمر میں اک ذرا فم
 تو قیصر کی صورت مجسم
 وہ ملک پر جہاں رہنے والا
 وہ قوم کی ناؤ کھینے والا
 لب پر ہے خال کہ اب بھی جاگو
 اے خواب گراں کے سونے والو
 ہو گردِ رہ صفِ پس کیوں
 اس بزم میں ہو خواب تمہیں کیوں
 تادیر وہ قوم کا بندہ الٰہی
 وہ خضرِ طریق رہ سنا الٰہی
 افسانہ غم سنا کے ٹھہرا
 سوتلوں کو جگا جگا کے ٹھہرا
 باتوں میں اثر تھا کس بلا کا
 اک بار جو رخ پھرا ہوا کا
 خواہش کے بدل گئے ارادے
 ہمت نے قدم بڑھائے آگے
 تعلیم کے بابِ جا وہ جلسے
 گھر گھر میں تر قیوں کے چرچے

دانشِ ملکانِ محنتِ واں نے
 عیسیٰ نضانِ خوش بیاں نے
 ترتیب دیئے بکاوش و کد
 بتیں رسالہ لکھے مفرد
 وہ نکتہ و درحقیقت آگاہ
 یعنی مہدی علی ذی جاہ
 سید اشرف علی ممتاز
 مشتاق حسین نکستہ پرداز
 ان کے شلم گہرِ فقاں نے
 آئین گزارش بیان نے
 آسان کردی ہر ایک مشکل
 ناطے شدہ رہ گئی نہ منزل
 جو بحث تھی رشتین کی تھی
 ہر بات کی چھان بین کی تھی
 تحقیق کے طے کئے مراحل
 وا کر دیئے عقد ہائے مشکل
 القصہ یہ بات کی تھی تسلیم
 یعنی کہ علومِ نو کی تعلیم
 تدبیرِ شفا جو ہے تو یہ ہے
 اس دُکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
 سہتے ہیں جو یوں غم و تعب ہم
 تدبیر یہی ہے بس کہ اب ہم
 تقویم کہیں سے ہاتھ اٹھائیں
 تہذیب کے دائرے میں آئیں
 سیکھیں وہ مطالبِ نو آئیں
 یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقین

تہذیب کے وہ اصول نایاب وہ طرز معاشرت کے آداب وہ گنج گران دانش و فن وہ فلسفہ جدید بیکن، کپلر کی وہ نکتہ آفرینی نیوٹن کے مسائل لیتینی، اس فیض سے ہم بھی بہرہ ور ہوں ہم بھی اس کان کے گھر ہوں و تلم ہو باتفاق باہم اک مدرسۃ العلوم اعظم وہ کعبہ آرزو ہمارا ہر غم میں ہو چارہ جو ہمارا وہ درس گہ تجستہ انجم ہو پشت و پناہ قوم اسلام رائیں ہو میں متفق جو سب کی اب قوم سے یاوری طلب کی وہ کشتہ قوم وہ فدائی اٹھائے کاسہ گدائی کیا تلخ لے جواب اس کو کیا کیا نہ دیئے خطاب اس کو

برگشتہ کہا کسی نے دیں سے لغت کا ملاصلہ کہیں سے خود قوم کو ہو گئی تھی یہ کہ زندیق کہا، کسی نے مرتد جو اس نے سہ کرم کے بدلے لطف اس نے کس قسم کے بدلے یہ زحماتیں گو تھیں ساتھ اس کے پُر زور تھے پر جو ہاتھ اس کے آگے وہ بڑھا ہٹلے سب کو طے کر کے رہا رہ طلب کو ناکام رہے وہ جن کو تھی لاگ خاشاک سے دب سکی نہ یہ آگ باطل کو جو حق نے کر دیا پست اب نیست پائی صورت ہست ہوئی تھی کہ قوم کے پھر میں دن نلے نہ رہے اثر کے بن آخر ہزار جہاہ و احبال طالع ہوا آفتاب اقبال قائم ہوا یادگار ایام وہ مدرسۃ العلوم اسلام

خالق سے دعا ہے اب کہ جاوید روشن رہے یہ چراغ امتیاز اس چشمہ فیض سے ہے میرا بنگال سے متحد و پنجاب افسوس تو اُن پہ ہے کہ اب بھی ہیں گم شدہ رہ ترقی جلوے جو دکھارہا ہے ادبار اوبام غلط میں ہیں گرفتار گو قوم شکستہ حال ہو جائے برباد ہو جائے پائمال ہو جائے یہ سب ہو پر اُن کی ضد نہ جائے حق بات کبھی نہ دل میں آئے جاتے نہیں وہم باطل اُن کے پتھر سے بنائے ہیں دل اُن کے سید سے اگر ہے بغض اللہ وہ خادم قوم اگر ہے گمراہ کچھ آپ ہی انتظام کرتے اسلام کو نیک نام کرتے

سُنی مسلمان بھائیوں! اللہ ایمان سے کہو۔ اگر یہ نیچریت نہیں تو تین خدا ماننا حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا جانا بھی نصرانیت نہ ہوگا۔ بد مذہبوں، بے دینوں پر احکام شرعیہ سنانے کو بات بات پر لڑنا اور تعصبات میں ڈوبنا نہ بتایا۔ کلمہ پڑھنے والے بد مذہب پر حکم حدیث شریف ناری ہونے کا حکم دینے کو دینار کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلانے والا اگر کفریات بچے تو اسے حکم شریعت منافق، کافر، زندیق، گمراہ کہنے کو خلق نبوی کے خلاف اور گالیوں کا طومار، لغتوں کا انبار اور بد چلنی بے تہذیب بنایا۔ مسلمانانِ اہلسنت کی مسجدوں کو

بندہ ہوں، مرتدوں، بے دینوں، گمراہوں کی فتنہ انگیزوں، مفسدہ پردازوں سے محفوظ رکھنے پر فتنے اور فتناء کا حکم لگایا۔ مجاہد متہدین و قاطعہ مرتدین کے باخلاق ہونے کا اور سلفِ صالحین یعنی سارے تیرہ سو برس کے بزرگانِ دین کے طریقہ مرضیہ کی اتباع کے وفودِ غفلت ہونے کا اور تقلیدِ ائمہ مجتہدین کے باطل اور غیر عقلی کے حق ہونے کا اور اجماعِ امت کی پیروی کو رسم عام کی وابستگی کہل کر اجماعِ امت کے ماننے والوں کے نقطہ نظر نام دیندار ہونے کا اور اگلے بزرگانِ اسلام کی سیرت کی پیروی کو رسم و رواج پر فدا ہونا ٹھہرا کر تحقیق حق سے اُسکے مخالف ہونے کا گیت گایا۔ پھر گے چل کر توصاف کہہ دیا کہ اب وقت وہ نہ رہا، زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رخ پھر گیا، نئی نئی نیکیاں پیش آگئیں، نئی نئی صورتیں، نئی نئی ضرورتیں سامنے آگئیں، نئے نئے افسانے چھڑ دیئے گئے، نئی چمک کے ستارے نکل آئے، آسمانوں کے ٹھکانے بدل گئے۔ زمین بھی نئی ہے آسمان بھی نئے ہیں، زمانے نے ورق الٹ دیا ہے۔ لہذا اب اگلے نعموں پرانے ترانوں کا وقت نہ رہا۔ ماضی یعنی اگلی باتوں کو بھول جانے کا وقت آگیا۔ وہی لوگ عقلمند ہیں جو ایسے وقت میں پرانے مذہب کو چھوڑ کر نئی روشنی کے پرستار بن گئے، نئی بادشاہت کے محکوم بننے کے ساتھ ساتھ دین بھی نیا اختیار کر لیا۔ لیکن جن لوگوں نے زمانے کے بدلنے پر بھی اپنا دین نہیں بدلا، پرانے دین و مذہب پر ثابت و مستقیم رہے، محض وہ اگرچہ جدید ہو گئے، مگر وہ اُسی قدیم اُسلانے میں سرگرم ہیں۔ موتیوں کے جس خزانے کا اب کوئی وقت درواں نہیں پھر بھی وہ اپنے اُسی پرانے خزانے پر نازاں ہیں۔ نہ اسلامی سلطنت رہی، نہ اگلے زمانے کے سے دیندار مسلمان رہے، پھر بھی وہ اُسی سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام مذہبِ اہلسنت کے خواب و بیکھر رہے ہیں، اسلامی سکے کا اب چلن نہیں رہا پھر بھی وہ اُس پرانے سکے کو نہیں چھوڑتے۔ اگرچہ جس قدر کمالاتِ اسلامیہ تھے وہ سب اس زمانے میں حجب بن گئے، پھر بھی وہ انھیں کے دلدادہ ہیں پھر اسلام کے جس قدر بے ہاموتی تھے وہ اگرچہ اس زمانے میں پوتھ یعنی کالج کے بھوٹے موتیوں سے بھی بدتر ہو گئے پھر بھی وہ انھیں پر فدا ہیں۔ ایسے لوگ بے وقوف بے عقل ہیں۔ پھر آگے چل کر مرتد اکفر پیر نیچر کی منقبت میں قصیدہ خوانی کی ہے۔ حتیٰ کہ اُسے راہِ ہدایت کا خضر بھی بنا ڈالا۔ پھر لو اب محسن الملک و لو اب وقار الملک و اشرف علی کی تحریری و تقریری تبلیغِ نیچریت کی تعریف و توصیف کر کے صاف کہہ دیا کہ مسلمان اس وقت جس قدر مشکلات و مصائب میں مبتلا ہیں ان سب کا واحد علاج باتفاق و اجماع جملہ لیڈریانِ نیچریت صرف یہی ہے کہ جس طرح نیا سال آنے سے پرانی جنتری بیکار ہو جاتی ہے اور نئی جنتری سے کام لیا جاتا ہے اسی طرح پرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل کو چھوڑ کر ان سے ہاتھ اٹھا کر یورپین تہذیب سیکھیں، یورپ کی ہی طرزِ معاشرت اختیار کریں۔ یورپ میں تہذیب و معاشرت کے جو اصول ملتیں کئے جا رہے ہیں وہی نایاب

اور بہتر ہیں، انھیں پر غل پیرا ہوں۔ بلکہ کے جدید فلسفے، کپلر کی نکتہ آفرینیوں، نیوٹن کے یقینی مسائل پر ایمان لائیں۔ یہ وہی مضمون ہے جو اب محسن الملک و محسن العلماء صاحبان کہہ چکے ہیں کہ دین اسلام میں جس قدر مسائل و عقائد سائنس و نیچر کے خلاف ہیں ان سب کو اسلام میں سے نکال کر پھینک دیا جائے۔ پھر آگے چل کر یہ نیچر کے قائم کردہ کالج کی شاخوانی میں چند اشعار میں۔ یہاں تک کہ اس کو قوم اسلام کا پشت پناہ اور اپنی آرزوؤں کا کنبہ بھی کہہ ڈالا۔ پھر یہ سچہ علی گڑھی کے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ پر حضرات علمائے اہلسنت و اہل سنت و اہل اہل نے جو فتاویٰ شرعیہ دیئے تھے کہ یہ اقوال سراپا کفر و زندقہ و ارتداد و بے دینی و ضلال اور باعث لعنت و وبال و نکال ہیں، ان فتاویٰ کو جو رد ظلم و ستم کہا۔ صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ ان فتاویٰ شرعیہ کو باطل اور یہ نیچر کے عقائد کفریہ طعون کو حق بھی کہہ دیا۔ پھر کالج نیچریت کے قائم ہونے کو قوم کے دل بھرنے لگا۔ آخر میں اس مرکز نیچریت، منبع دہریت کے قیام و بقا کی دعا کر کے پھر یک دیا کہ اب بھی جو مسلمانان اہلسنت پر نیچر سے جتنما نہیں لیتے، ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد قدیم دین اسلام و مذہب اہل سنت کو نہیں چھوڑتے یورپ کی تہذیب، یورپ کی معاشرت نیچری دھرم اختیار نہیں کرتے، وہ ترقی کی راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی بد نصیبی ان کو اپنے جلوے دکھا رہی ہے، وہ غلط و جہوں میں گرفتار ہیں۔ ان کے دلوں میں کبھی حق بات نہیں آتی، ان کے باطل و تم جانے والے نہیں۔ وہ قوم کو شکستہ حال و برباد و بیکار ہوا دیکھ کر بھی اپنی ضد پر اڑے ہیں۔ پرنے دین و مذہب، مرنے تہذیب و معاشرت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یورپ کی نیچر یا نئی روشنی کے اجلے میں نہیں آتے۔ پھر کچھ بس نہ چلتا دیکھ کر کچھ بچھلے شعروں میں توڑی دیئے۔ نہایت ہی کسبانی اول سے فرماتے ہیں کہ اے مسلمانان اہلسنت کے دینی پیشواؤ، مذہبی رہنماؤ! اگر سید احمد خاں پیر نیچر اپنے عقائد کفریہ کے سبب بحکم شریعت گمراہ بے دین ہے اور آپ حضرات کی اس کے ساتھ عدوت اللہ قطع ہے ہی کے لئے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہے تو پھر آپ ہی حضرات کچھ انتظام کریں، اسلام کو نیک نام کریں۔

ہر سنی مسلمان کے نزدیک ایمان و قرآن کی روشنی میں یہ امر بدیہی ہے کہ آج مسلمانان عالم جن مہم و آلام میں مبتلا ہیں، ان کا واحد سبب شریعت مطہرہ کے احکام کے خلاف ورزی اور دین و مذہب کے مسائل میں دھن و دماہنت، بے حیثی، سہل انکاری و بے غیرت ہے۔ اور ان مہم و آلام کا واحد علاج اسی سبب کو دور کرنا ہے۔ اور حضرات علمائے اہلسنت، اساطین دین و ملت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم بفضلہ تعالیٰ و بکر ہم حبیبہ علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام تحریر و تقریر برابر اسی سبب کو دور کرنے میں مشغول و مصروف ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ نیچری لیڈروں نے ایمانی و قرآنی تدبیر شفا کے اختیار کرنے کو مرض بتا دیا۔ اور بے دینی

ولانذہبی قبول کرنے کو اپنے دکھ کی دوا ٹھہرایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہماری اس کتاب کے مباحث کو جس نے غور و انصاف کے ساتھ پڑھ لیا ہے، اس پر شبہ کی
اعظم گدھسی کے ان اشعار کا کفر یقینی وارتداد قطعاً ہونا مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ سے بھی بڑھ کر واضح و روشن ہے
یہاں ہم صرف ایک آیت کریمہ کی تلاوت پر اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وان هذ اصراطی مستقیماً فاتبعوه ولا تتبعوا
السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذالک
وصکوبہ لعلکم تتقون۔
اور (اے محبوب تم فرما دو کہ) یہ ہے میرا سیدھا
راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس
کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں
تمہیں پر ہیز گاری ملے۔ (ترجمہ رضویہ)

آیت مبارکہ کا روشن فرمان ہے اور ہر مسلمان کا اس پر اذعان و ایمان ہے کہ قیامت تک کے
پیدا ہونے والے تمام مکلفین جن و انس پر فرض ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور اقدس سیدنا
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو دین و مذہب دنیا والوں کے سامنے پیش کیا اسی پرانے دین، اسی
قدیم مذہب کو قبول کر کے اسی کی پیروی، اسی کا اتباع کریں۔ اور جو شخص اس سے روگردانی کر کے کسی اور دین
و مذہب کو اختیار کرے گا خواہ وہ یورپ والوں کا ہو یا امریکہ والوں کا، ایشیا کا ہو یا افریقہ کا وہ کافر، مرتد بے
ایمان ہے۔ مگر یہ سچوں کا یہ اعظم گدھسی ریفارمر کھلے نقطوں میں کہہ رہا ہے کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا صرف
یہی ایک علانِ ج ہے کہ یورپ کی تہذیب یورپ کی معاشرت اختیار کر لی جائے۔ یعنی خود دار ہیاں منڈائیں،
اپنی عورتوں کے سروں کے بال کتروائیں، خود بھی سینما تھیٹر دیکھیں ان کو بھی دکھائیں، جو ملی پارک اور وکٹوریہ
گارڈن وغیرہ باغوں بازاروں کی بے پردہ سیر اور دوستوں یا روں آشناؤں سے ملاقات اور تھلے کی انکو بخوشی
اجازتیں عطا فرمائیں، تقریبوں اور دعوتوں کے موقع پر خود بھی ناچیں ان کو بھی ناچائیں، ان کو فلم ایکٹر س
بنائیں، خود بھی یورپین لباس پہنیں ان کو بھی میڈمول اور مسول کا حیا سوز لباس جس سے سرگردن اور دست
و بازو اور سینہ و ران اور پنڈلیاں قطعاً برہنہ رہیں پہنائیں، شادی کے قابل مردوں اور عورتوں کے ایک
مدت تک نہایت آزادی و بے باکی کے ساتھ باہم ایک دوسرے سے جلوت و خلوت میں میل جول رکھنے
کی رسم کو یہاں کے مسلمانوں میں بھی جاری کر لیں۔ میز کرسی پر چھری کانٹے چھے سے کھانا کھائیں بغرض ہر
بیز تک یورپ کی تہذیب معاشرت کے گہرے رنگ میں رنگ جائیں۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یورپ کی گڑھی ہونی
سانس پر بھی ایمان لائیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو برس کے قدیم دین اسلام و مذہب اہلسنت کو پُرانی جہتری سمجھ
کر اس سے یکسر ہاتھ اٹھائیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کیا کسی سنی مسلمان کو اپنے دین و مذہب کی رو سے ان کلمات ملعونہ کے قائل کے قطعی یقینی کافرو مرتد ہونے میں کچھ شک و شبہ رہ سکتا ہے ؟ والیاذ باللہ تعالیٰ ۔

الطاف حسین حالی نے ایک مسدس لکھا جس کا نام ”مذہب اسلام“ رکھا۔ نیچری لیڈروں، صلحکلی و غفلوں نے اسکی اشاعت میں ایڑی چوٹی کے زور لگا دیئے۔ اس اپنی مسدس (مطبوعہ بالکشن پریس آگرہ) کے دیباچے کے صفحہ ۳ و ۴ پر اپنے نیچری شاعرین جانے کا سبب ان لفظوں میں لکھا ہے ۔

”بیس برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک مارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے اب تک وہیں ہیں۔ ۷

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی درال دیار کہ زادی ہنوز آل حبائی
نگاہ اٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا، جنمیں بیشمار راہیں
چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کئے لئے کہیں عرصہ تنگ نہ تھا۔ جی میں آیا کہ قدم
آگے بڑھائیں اور اس میدان کی سیر کریں۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری
چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ دو گز زمین میں محدود رہی ہو ان سے اس میدان میں
کام لینا آسان نہ تھا۔ اس کے سوا بیس برس کی بیکار اور نیکی گردش میں ہاتھ پاؤں چور
ہو گئے تھے۔ اور طاقت و رفتار جواب دے چکی تھی، لیکن پاؤں میں چکر تھا، اسلئے غیلا
بیٹھنا بھی دشوار تھا۔ چند ذرا سی تردد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا، دوسرا پیچھے
ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ یعنی ڈاکٹر سر سید احمد خاں جو اس میدان کا مرد ہے
ایک دشوار گزار راستے میں رہ رہ رہ رہے۔ بہت سے لوگ جو اس کے ساتھ چلے تھے تھک کر
پیچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ افتان و خیزاں چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں
پر پٹریاں جمی ہیں، پیروں میں پھلے پڑے ہیں، دم چڑھ رہا ہے، چہرے پر ہوائیاں اڑ
رہی ہیں۔ لیکن اولوالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہے اسی طرح تازہ دم ہے۔ نہ اسے رستے
کی تسکین ہے نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پرواہ ہے، نہ منزل کی دوری سے ہراس ہے
اسکی چوتھوں میں غضب کا جادو بھرا ہے۔ جسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند
کر کے اس کے ساتھ ہولیتا ہے۔ اسکی نگاہ ایک ادھر بھی پڑی اور اپنا کام لگئی۔ بیس
برس کے تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار راستے پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں

جاتے ہیں، نہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں، نہ طلب صادق ہے نہ قدم راستہ ہے، نہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں، نہ استقلال ہے، نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک زبردست بات ہے کہ کھینچنے لگے چلا جاتا ہے۔“

حالی نے اپنی اس عبارت میں یہاں سرسید کی چیتوں میں صرف غضب کا جادو ہی بھرا ہوا بتایا، لیکن شہابی نے تو کسے جلوه نمائے سحر و اعجاز ٹھہرایا، یعنی شہابی کے دھرم میں سید احمد جادوگر بھی تھا۔ اور معجزے بھی دکھاتا تھا مگر شہابی و حالی دونوں کے اقوال سے اتنا ضرور ثابت ہو گیا کہ ان دونوں کو گمراہ و بے دین بنانے والی ان دونوں کے دین و ایمان کو مٹانے والی ہی سید احمد خاں کوئی علیحدہ دھرم کی کافر نہ و ساحر نہ لگاہ تھی۔ سچ فرمایا ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ایا کمر و ایا ہمر لا یصلون کمر ولا یفتنون کمر، یعنی بندہ ہول سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو، تمہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، وہ تم کو فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ ہم اس وقت اسی مسئلہ میں حالی کے چند بند پیش کر کے مسلمانوں کے سامنے اسکی خیریت بے نقاب کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷ پر ہے۔

”نصاری کی مانند دھوکا نہ کھانا
مری حد سے تیر نہ میرا بڑھانا
سب انسان ہیں وال جس طرح نہ فگندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
مجھے حق نے دی ہے بس اتنی بزرگی
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
اسی طرح میں بھی ہوں ایک مکابندہ
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور بیٹی بھی“

ان چھ اشعار میں حالی نے صاف صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کے جیسے بندے ہم ہیں، ویسے ہی بندے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ جیسے ہم عاجز و مجبور ہیں ویسے ہی عاجز و مجبور رسول اللہ بھی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ہیں اور اس کے اپنی بھی ہیں۔ یہ کفریات ملعونہ تو وہی ہیں جو امام الوابیہ اسمعیل دہلوی نے اپنی ناپاک کتاب ”تفویت الایمان“ میں بکے ریختہ تھوڑے تھوڑے ایمان (مطبوعہ مرکنڈل پرنٹنگ دہلی) کے صفحہ ۵، پر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔“

اس عبارت میں اس نے صاف بتا دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو صرف اتنی ہی بزرگی حاصل ہے کہ حضور علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام احکام خداوندی سے واقف ہیں باقی لوگ غافل ہیں اور پھر غضب یہ کہ اس کفر کا انفرادی خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر کر دیا پھر حدیث شریف میں صرف اس قدر تھا۔ "اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ"۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اس میں حصر کا کوئی لفظ نہ تھا۔ لیکن امام الوہاب نے رسول کے معنی صرف اسی قدر گڑھے کہ "اللہ کے احکام سے واقف" جو ایک بے عمل عالم پر بھی صادق ہے۔ پھر "امتیاز یہی ہے" کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے فضائل و کمالات کا صرف اسی وصف میں حصر کر دیا اسی طرح یہی امام الوہاب اسی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔

"سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار"

پھر اسی صفحہ پر سواچھ سطر بعد لکھا ہے۔

"سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان"

ان عبارتوں میں امام الوہاب نے صاف بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے تمام بندے جیسے عاجز و نادان ہیں، ویسے ہی عاجز و نادان تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، بلکہ خود حضور سیدنا الانام علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہیں۔ حالانکہ امام الوہاب کی شاگردی میں ان سب کفریات کا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر افترا کر دیا۔ والیاء اللہ تعالیٰ۔

حضور مالک دو عالم نائب رب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو ان کو پیارے رب اکرم جل جلالہ نے اپنے کرم جو عظیم و خلیل و وسیع اختیارات عطا فرمائے ہیں ان کے جلوے دیکھنے ہوں تو حضور پر نور امام اہل سنت آقائے نعت دریا کے رقت مجدد اعظم فاضل بریلوی اعظم حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ غیب المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسیحی بت نامہ تاریخی "الامن والعلیٰ بتاعی المصطفیٰ بدافع البلاء" کا مطالعہ کیا جائے۔ یہاں مختصر صرف دو ہی آیات مبارکہ تلاوت کی جاتی ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ضرب الله مثلا عبدا مملوكا لا يقدر على شيء ومن رزقناه منازقا حسنا فهو ينفق منه سرا وجهه اهل يستون الحمد لله بل اكثهم لا يعلمون ۝ وضرب الله مثلا

اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی۔ ایک بندہ ہے دوسرے کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر،

رجلین احدهما انکمر لا یقدر علی شے وهو کل علی موله ای نما یوجہ لایات بخیر هل یستوی هو ومن یا أمر بالعدل وهو علی صراط مستقیم ○

کچھ بھلائی نہ لائے، کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔
(ترجمہ رضویہ)

ان آیات کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دو قسم کے بندے بیان فرمائے۔ ایک وہ جو خود دوسرے کی ملک ہوں، آپ کچھ مقدور نہیں رکھتے، گونگے جو کچھ کام نہیں کر سکتے نہ اپنی کسی سے کہہ سکیں نہ دوسرے کی سمجھ سکیں اپنے آقا پر بوجھ ہوں ان کا آقا ان کو جدھر بھیجے کچھ بھلائی نہ لائیں اور کسی کام نہ آئیں۔ اور یہ مثال کافروں کی ہے۔ دوسرے وہ جنہیں رب کریم جل جلالہ نے اچھی روزی دی تو وہ اسمیں سے پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر میں بھی انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ مثال مومنوں کی ہے۔ اور پھر صاف ارشاد فرمایا کہ وہ کفار ہرگز ان مومنوں کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ ہر نئی مسلمان اپنے دین و مذہب کی روشنی میں بالبداہت دیکھ رہا ہے کہ ان آیات مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کی جو یہ صفیں بیان فرمائیں کہ ان کو ان کے رب تبارک و تعالیٰ نے اچھا رزق عطا فرمایا ہے، وہ اس میں سے لوگوں کو چھپا کر بھی دیتے ہیں اور ظاہر میں بھی، وہ انصاف کا حکم کرتے ہیں اور سیدھے راستے پر ہیں۔ ان صفات میں ساری مخلوقات تمام جہان سے افضل و اقدس و اعلیٰ و اعظم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم۔ تو امام الوہاب یہ اصحیل دہوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی نے اولاً حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے فضائل و کمالات کو صرف عبدیت و رسالت ہی میں مختصر کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تمام خصائص مبارکہ مثل سیادت مطلقہ، محبوبیت کبریٰ، شفاعت عظمیٰ، ختم نبوت، معراج فوق سموات وغیرہ سب سے کفر کیا۔

ثانیاً اللہ تعالیٰ کے سارے بندوں کو عاجزی و بے چارگی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے برابر کہہ کر ان دونوں آیات الہیہ کی صریح تکذیب کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ثالثاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ السجانی اپنے مکتوبات شریف (جلد اول صفحہ ۲۲۲ مکتوب نمبر ۱۲۱) میں فرماتے ہیں۔

حضرت سید محمد بن جیلانی قدس سرہ در بعض از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم، هیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا کہ اگر خواہم آنجا ہم تصرف کنم

یعنی حضور پُر نور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ قضائے مبرم میں کسی شخص کو کچھ بدل دینے کی مجال نہیں مگر مجھ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا اختیار دیا ہے

کہ وہ قضا جو لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح لکھی ہوئی ہے (اور لوح محفوظ میں نہ تو کسی امر پر تعلیق ہے نہ کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے صرف علم الہی میں اسکی تعلیق ہے) اگر میں چاہوں تو اس قسم کی قضائے مبرم میں بھی تغیر و تبدیل کر دوں

پھر یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات شریف کی اسی جلد کے صفحہ ۲۲۶ مکتوب نمبر ۳۱۰ میں فرماتے ہیں۔

بر علم غیب کہ مخصوص با دست سبحانہ خاص رُسل را اطلاع می بخشد

یعنی جو علم غیب اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ عز و جل اُس پر خاص اپنے رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے

پھر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الرضوان الرحمانی اپنے مکتوبات شریف کی جلد سوم کے صفحہ ۲۰۱ مکتوب نمبر ۱۰ میں فرماتے ہیں۔

چوں بفضل اللہ سبحانہ از قید حصول ظلیت وارد ہر ذرہ از ذرات موجودات پر عرض و چہ جوہر و چہ آفاق و چہ انفس اور دروازہ غیب الغیب و اگر در

یعنی جب عارف بفضل اللہ تعالیٰ حصول ظلیت کی قید سے چھوٹتا ہے تو عرض ہوں یا جوہر آفاق ہوں یا نفس غرض تمام موجودات عالم کا ہر ذرہ اس کیلئے غیب الغیب کا دروازہ بن کر کھل جاتا ہے

امام ابو بکر اسماعیل دہلوی اور اس کے چیلے الطاف حسین حالی کا دھرم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندے عاجزی و بے چاری اور بخیری و نادانی میں معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے برابر ہیں۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعظم اولیائے امت محمدیہ علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتحیہ مثل حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے بے طائے الہی ایسی عظیم قدرت، وسیع اختیار مانتے ہیں کہ وہ باذن خداوندی لوح محفوظ میں بھی تصرف کر سکتے ہیں۔ انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں علی سید ہم و علیہم علی آلہ الصلوٰۃ والسلام عارفین کیلئے ایسا وسیع و محیط علم عظیم مانتے ہیں کہ تمام کائنات، جملہ موجودات جمیع مخلوقات کا ہر ذرہ نہ صرف یہ کہ ان پر منکشف ہی ہو جاتا ہے بلکہ غیب الغیب کے مشاہدے کیلئے ان کے حق

میں ایک کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ اور حضرات مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے وہ علم پر مبنی مانتے ہیں کہ جو علوم غیبیہ اللہ عز وجل کے ساتھ خاص ہیں ان پر بھی اللہ تبارک و تعالیٰ ان حضرات کو مطلع فرماتا ہے۔ مسیحی مسلمانوں! امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی کی ان نایاب عبادتوں سے جو عقیدہ کفریہ کھلم کھلا ظاہر ہے جس کا اُس کے چیلے الطاف حسین حالی نے کمال وقاحت خود حضور پر نور ممتاز گل مالک دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر افتر کر دیا۔ اگر اس کے قائل کو مسلمان ایماندار فرض کیا جائے تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ مشرک، نصرانی، صنم پرست کہنا پڑے گا۔ اور اگر حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ الغفران کے ان مبارک اتفاقات کو حق مانا جائے تو اس بے دین قائل کو کافر مرتد ماننا پڑے گا۔ ہاں ہاں بولوا اب تمہارا ایمان و انصاف ان دونوں شقوں میں سے کونسی شق کو قبول کرنے پر تمہیں مجبور کرتا ہے۔ اور تو نسیت اللہ عز وجل کے ہاتھ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ارشادات مبارکہ سے مرتد اشرف علی تھانوی اور اس کے چیلے وہابی دیوبندی بھی سبق لیں۔ تھانوی مرتد تو اپنی ملعون و مَلُیَہ "حفظ الایمان" میں یہ بتاتا کہ "جو بعض علم غیب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا اُس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو ہر کچے، ہر پاگل، ہر جالور، ہر چوپائے کو بھی حاصل ہے" والیاذ باللہ تعالیٰ۔ مرتد تھانوی کو تو خصوصیت نہیں سو بھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الرحمۃ نے آیت قرآنی "علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد" (الا من ارتضیٰ من رسول اور آیت رحمتی وما کان اللہ لیطلع حکم علی الغیب ولكن اللہ یجتبیٰ من یرسلہ من یشاء) کا مفاد و مقتضی یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ عز وجل کے ساتھ جو غیب مخصوص ہیں ان پر بھی وہ خاص اپنے رسولوں ہی کو مطلع فرمادیتا ہے۔ ہاں ہاں! اب مرتد اشرف علی تھانوی، حسین احمد اور حیا باشی، شبیر احمد دیوبندی، مرتضیٰ حسن درہنگی، ایڈیٹر النجم عبدالکفور کا کوری، فرزند دیوبند منظور سنبھلی، کفایت اللہ شاہ جہا پوری ثانی، عین الاسلام سارے کے سارے وہابیہ دیوبندیہ خواہ مسٹر جینا کے بچہ لگوے ہوں یا کسی مرتد کے دم چیلے ہوں، سب مل کر ایک مہرے سے بول چلیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات مبارکہ کے مطابق مصنف "حفظ الایمان" کافر، مرتد، بے ایمان ہے یا نہیں، مرتد رشید احمد گنگوہی و مرتد خلیل احمد انبیٹھی کے چیلے بھی حضرت مجدد الف ثانی کے ان ارشادات مقدمہ کو منظر انصاف ملاحظہ کر کے ملعون کتاب "براہین قاطعہ" کے اصل مصنف گنگوہی اور ظاہری مولف انبیٹھی کے کافر مرتد بے ایمان ہونے پر ایمان لائیں۔ گنگوہی و انبیٹھی مرتدوں کو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس کے وسیع

ہونے پر کوئی نص نہ سوچا، بلکہ دل کے اندھوں پیسے کی پھوٹوں کو برعکس ایسے نصوص اور وہ بھی قرآن و حدیث میں نظر آئے جن سے مترادف گنگوہ و انبیٹھ کے دھرم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے علم اقدس کا وسیع نہ ہونا ثابت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ارے بے دینو! حضور اقدس تو حضور اقدس ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، انبیاء و مرسلین تو انبیاء و مرسلین ہیں صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علی سید ہم و علیہم و علی آلہ اجمعین، صحابہ کرام و اہلبیت عظام۔ تو صحابہ کرام و اہلبیت عظام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے بندگان خاص و مقربان باختصاص حضرات عرفائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ علم وسیع بیان فرما رہے ہیں کہ جو ہر ہوں یا عرض، آفاق ہوں یا الفس، تمام موجودات، جملہ کائنات، جمیع مخلوقات کا ہر ہر ذرہ صرف اتنا ہی نہیں کہ ان پر منکشف ہو جاتا ہے، بلکہ ان کے حق میں غیب الغیب کے مشابہ کیلئے کھلا ہوا دروازہ بن جاتا ہے۔ دیو کے بندو! ابلیس کے پجاریو! کیا اب بھی گنگوہی و انبیٹھی کے پیشوا ابلیس ملعون کی وسعت علم پر ایمان لانے سے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیلئے تمام ماکان و مایکون کا علم محیط بعطائے الہی ماننے کو شرمگاہ بنانے سے توبہ نہ کر گئے؟ ہاں ہاں سچے دل کے ساتھ کفر دیوبندیت سے توبہ کر کے سنی مسلمان بن کر اپنی ہڈیوں بوٹیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی ابدی آگ سے بچاؤ۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

صفحہ ۱۹ پر کہتا ہے۔

سکھائی انھیں نوع انساں شہقت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
کسی کے گرفت گذر جائے سر پر
کر و مہربانی تم اہل زمیں پر
ڈرا یا تعصب سے ان کو یہ کہہ کر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر
نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ

ان نو اشعار میں حالی نے اسی ملعون صلح کلیت کا افترا حضور اقدس سید القاہرین علی اعدائہم

العلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر کیلے، جسکی تعلیم لیلیوں کے سیاسی پیغمبر جنینا نے اپنی سیاسی امت کو اپنے پیغام عید الفطر ۱۳۵۸ھ میں دی ہے، کہ اپنا پڑوسی مسلمان ہو یا کافر، ذاتی ہو یا حربی ہر ایک کے ساتھ محبت رکھنا، ہر ایک کو رات دن راحت پہنچانا یہی مسلمانوں کی علامت ہے۔ زمین پر جس قدر کفار و منافقین، مرتد و مشرکین، زنادقہ و ملحدین بستے ہیں ان سب کے ساتھ محبت رکھنے، ان سب پر مہربانی کرنے ہی سے عرش عظیم کا مالک جل جلالہ، مہربان ہوگا۔ اور یہ کہ دین حق کی محبت میں جو شخص سیاسی اندھا بہرا ہو جائے کہ دین حق کے خلاف نہ کوئی تحریر دیکھنا چاہے نہ کوئی تقریر سنانا چاہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جماعت سے باہر ہے، تعصب میں گرفتار ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ مسلمانوں کے اسلام و قرآن و دین و ایمان و رسول و رحمن جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر منافقین و مرتدین و مشرکین و ملحدین جس قدر چاہیں زبان درازیاں، دشنام طرازیں کریں۔ مگر مسلمان ایسی ناپاک تقریروں ملعون تحریروں پر قطعاً دم سادھے نہیں۔ نہ ان پر رد و طرد کریں نہ ان لوگوں سے علیحدہ و بیزار ہوں بلکہ ایسے ملعون گستاخوں کے ساتھ خوش خلقی، خندہ پیشانی، فراخ حوصلگی، سیر چشمی اور رواداری سے پیش آتے رہیں، یعنی مذہبی دیوث بن جائیں۔ یہ ہے حالی کی ریغامری، یہ ہے شبلی کی اسپیکری۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانوں کا پیارا رب عز و جل فرماتا ہے۔

يا ايها الذين امنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدوا فيكم غلظة واعلموا ان الله مع المتقين ○

اے ایمان والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں اور پہلے تمہارے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پر مہینہ گاروں کے ساتھ ہے (ترجمہ ضمیمہ)

اسی آیت مبارکہ میں ارباب فوج و سلطنت، اصحاب سطوت و شوکت، سلاطین اسلام پر پڑوسی کافروں سے جہاد کرنا فرض فرمایا۔ اور تمام مسلمانوں پر کفار و مشرکین کے ساتھ شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ضروری بتایا۔ یہ تو کفار و مشرکین کے متعلق حکم ہے ایمان والے مرد و عورت جو حدود شرعیہ کے مستحق ہوں، ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

ولا تأخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر و لیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین ○

اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر۔ اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو (ترجمہ ضمیمہ)

اور اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم
آیت اللہ یکفربہا ویسأمرأیہا فلا تقعدوا
معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم
اذا مثلہم ان اللہ جامع المنفقین والکفین
فی جہنم جمیعاً

اور بے شک اللہ تم پر کتاب میں اتار چکا کہ جب
تم اللہ کی آیتوں کو سنا کر ان کا انکار کیا جاتا ہے اور
ان کی منہسی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ
بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ
تم بھی انھیں جیسے ہو۔ بے شک اللہ منافقوں

اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ (ترجمہ رضویہ)

ان آیات مبارکہ کی روشنی میں حدیث شریف احسن الی جارک تکن مومنًا و احب للناس
ما تحب لنفسک تکن مسلمًا یعنی اپنے چڑوسی کے ساتھ احسان کر کہ یتیرے ایمان کی خوبی ہے اور لوگوں کیلئے وہی
چیز پسند کر جو اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے کہ یتیرے اسلام کی شان ہے (حدیث شریف لا یرحمہ اللہ
من لا یرحمہ الناس) (یعنی جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اُس پر اللہ رحم نہیں کرے گا) (حدیث شریف
الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء) (یعنی جو لوگ رحم کرنے
والے ہیں ان پر رحمتیں رحم کے گار میں والوں پر رحم کرو تو آسمانوں کا مالک تم پر رحم فرمائے گا) (رواہ ابوداؤد
والترمذی عن عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (حدیث شریف لیس منا من دعا الی عصبیہ
لیس منا من قاتل عصبیہ لیس منا من مات علی عصبیہ) (یعنی جو حق پر نہ ہو اسکی حمایت کرنے
والا ہم میں سے نہیں جو ناحق کی طرف داری میں جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں، جو ناحق کی حمایت پر مڑے
وہ ہم میں سے نہیں) (رواہ ابوداؤد عن جابر بن معطل و رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے صحیح مطالب
و معانی واضح و روشن ہیں۔ کہ اس پڑوسی سے مراد مسلمان یا ذمی پڑوسی ہے۔ ورنہ اہل حرب پڑوسیوں سے
توجہ ادا کرنا مسلمانین اسلام پر فرض فرمایا۔ اور لوگوں کیلئے اسی چیز کے پسند کرنے سے جو اپنی ذات کیلئے
پسند کرے ان میں اسلام کی تبلیغ اور سنیت کی اشاعت اور ہر قسم کی بد مذہبی یا بدینی اور بے دینی سے
قطعاً دور و نفور رہنے کی موعظت اور ادا ہر شرعی بحال نے اور فرائض شرعیہ سے بچنے اور باز رہنے کی
نصیحت مراد ہے کہ ہر مسلمان کو دنیا کی ہر محبوب ترین چیز سے زیادہ انھیں آخری نعمتوں کی محبت ہے اور
جن لوگوں کو بفضلہ تعالیٰ و بکرم جہنم علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم یرحمہم و جلیل نعمتیں حاصل ہو چکیں ان کیلئے
و نبوی نعمتوں میں سے بھی وہی پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرے۔ اور زمین والوں پر سب
سے بڑا رحم و کرم یہی ہے کہ ان کو مسلمان کر کے ابدی عیش و راحت اور دوامی تحقیقی صحیح و مفید واقعی نعمت
آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنایا جائے۔ اور اگر انھوں نے شیطانی اور اپنی بدعتی سے

خود اپنی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روؤں کی کج روی کا ضرور دوسرے بے قصور غریب برداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے اُن پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیرہ و بحر ذلیل و مقہور ہو کر رہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ منافقین شرمندین اور کفار حربیین اسلام کی بیخ کنی اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ دشمنی برابر کرتے رہیں۔ اور مسلمان اسکی کچھ نہ پرواہ کرتے ہوئے ان پر رحم کریں، ترس کھائیں۔ یہ تو ہر عقلمند جانتا ہے کہ۔

نکوئی با بزاں کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مرواں

یعنی بد معاشوں کے ساتھ نیکی کرنا درحقیقت نیکیوں پر ظلم کرنا ہے۔ کفار و مرتدین کو کفار و مرتدین ہیں، قرآن عظیم تو فرما چکا کہ جو مسلمان مرد و عورت حدود شرعیہ کے مستحق ہوں اُن کو شرعی مزا دینے کے مستحق اُن پر ترس کھانا، رحم کرنا حرام ہے، تو رحم و کرم کی ان مبارک حدیثوں میں ایسا ہی رحم و کرم کرنا مراد ہے جس میں شریعت مطہرہ کے کسی حکم کے خلاف ورزی اور کسی حق شرعی کی پامالی نہ ہوتی ہو۔ اسی طرح حدیث شریفہ میں جس تعصب کی مذمت بیان فرمائی گئی ہے اس سے بھی صرف باطل کی بے جا طرف داری ہی مراد ہے۔ اور دین حق و مذہب حق کی حمایت حقہ کا بقدر قدرت و بشرط استطاعت فرض اہم ہونا تو ضرورت دینیہ سے روشن اور قرآن و حدیث میں مبرہن ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ”تو اے تیرا نیست ممکن“ یعنی جب تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی محبت حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے کہ — ”دینی معاملے میں چشم پوشی کرنا اور جو باتیں شرعاً ناجائز و ناپسند ہیں اُن کو دیکھتے سنتے ہوئے بھی تعصب نہ کرنا اور اپنے دین کے معاملے کو اہمیت نہ دینا اور دین و شریعت کی جو حق و واجب ہے اُس سے درگزر کرنا یہی مذہبنت ہے۔“ اور خود قرآن پاک فرما چکا کہ جب دیکھو کہ ہماری آیتوں سے کفر کیا جاتا ہے اور ان کی نفی بنائی جاتی ہے تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ اگر تم ان کی صحبت سے علیحدہ و بے زار نہ ہوئے اور ہماری آیتوں کی توہین و تحقیر سن کر وہاں سے اٹھ کر چلے آنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوئے بھی وہیں بیٹھے رہے تو تم بھی انھیں کی طرح کافر ہو۔

حدیث شریفہ میں ارشاد ہوا **مَنْ أَحَبَّكَ الشَّيْءُ يُحِبِّي وَيُصْرِ** یعنی کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا، بہرا بنا دیتی ہے۔ یعنی حق کی محبت باطل باتوں کو دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے۔ اور باطل کی محبت حق باتوں کے دیکھنے سننے سے اندھا بہرا کر دیتی ہے — تو مطلب یہ ہوا کہ باطل کی محبت اپنے

دلوں سے نکال دو کہ وہ تمہیں حق باتوں کے دیکھنے سُننے سے محروم کر دے گی۔ اور حق کی ایسی محبت اپنے قلوب میں جماؤ کہ باطل باتوں کو نہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں نہ تمہارے کان سُن سکیں۔ رواہ ابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ لیکن حالی نے دین حق کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنے والے کو کہ دین حق کے خلاف کسی بات کو نہ سُننے نہ دیکھے بکمال دریدہ دہنی حق کی محبت سے قطعاً بے بہرہ اور محروم ٹھہرا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی طرح جو تعصب شرفاً برائے اسکی تعریف حدیث شریف میں بیان فرمادی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من نصر قومہ علی غیر الحق فہو کالبعیر الذی ردی فہو ینزع بذنبہ۔ اونس کی طرح ہے جو کنویں میں گر گیا ہو اور اُس کی دُم پکڑ کر اسے کھینچا جا رہا ہو۔ رواہ ابوداؤد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دوسری حدیث میں ہے، واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ قلت یا رسول اللہ ما العصبیۃ۔ میں نے عرض کی یا رسول عصبیت کیا ہے؟ قال ان تعین قومک علی الظلم۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، عصبیت (اور تعصب) کی تعریف یہ ہے کہ تو اپنی قوم کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی اعانت کرے رواہ ابوداؤد عن واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری حدیث میں ہے عبادہ بن کثیر شامی ایک بنی بنی سے روایت کرتے ہیں جو فلسطین کی رہنے والی ہیں، جن کا نام فیلہ ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا۔

سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سوال کیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ بات تعصب میں داخل ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت رکھے فرمایا نہیں لیکن یہ بات عصبیت میں داخل ہے کہ انسان ظلم ناحق پر اپنی قوم کی مدد کرے۔ رواہ الامام احمد وابن ماجہ۔

اسی طرح حدیث شریف احب للناس ما تحب لنفسک کی یہ مراد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک حدیث شریف میں بیان فرمائی کہ والذی نفسی ببیداء لایؤمن عبد حتیٰ یحب لآخیہ ما یحب لنفسہ۔ یعنی اسکی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ مومن کامل نہ ہوگا یہاں تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے نفس کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ البخاری و

مسلم عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
 من حی مؤمنان منافی بعث اللہ ملکا یعنی جو شخص کسی منافق کی بدگویی سے کسی مسلمان کو
 بیحدی لمحہ یوم القیمة من نار جہنم و بجا آگاہ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا جو اس
 من رمی مسلما بشئی یرید بہ شینہ حبسہ کے گوشت کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے پکائے
 اللہ علی جسر جہنم حتی ینخرج عما قال۔ گا اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی گفتگو سے ملے کہ
 گا جس سے اس کی عیب گوئی پاتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی
 اس گفتگو کے گناہ سے پاک ہو جائے۔ رواہ ابو داؤد عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
 اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لا تصاحب الا مؤمنا ولا یا کل طعاما کافق یعنی مومن کے سوا کسی اور کی صحبت میں مت بیٹھ
 اور متقی کے سوا تیری دعوت کا کھانا کوئی اور نہ کھائے۔ رواہ الترمذی و ابو داؤد والدارقطنی
 ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 آلہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ یا باذر ای عری الا یمان اوثق ما ہے ابو ذر
 ایمان کے کڑوں میں سے کونسا کڑا سب سے زیادہ مضبوط ہے۔ قال اللہ و رسولہ اعلموا انھوں
 نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا کہ قال المسوالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی
 اللہ۔ فرمایا کہ اللہ کے بارے میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کیلئے محبت کرنا اور اللہ کیلئے دشمنی
 رکھنا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اور حدیث شریف میں ہے المرء علی دین خلیلہ، فلینظر احدکم من ینال یعنی آدمی اپنے
 دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک دیکھ بھال کر لے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھتا ہے
 رواہ الامام احمد والترمذی و ابو داؤد والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ہریرۃ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حدیث شریف میں ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اتدرون ای الاعمال احب
 الی اللہ تعالیٰ قال قائل الصلوۃ والزکوۃ وقال قائل الجہاد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 علی آلہ وسلم ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ یعنی رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر جلوہ فرما ہوئے، فرمایا کیا تمہیں خبر ہے کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے

زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نماز و زکوٰۃ، کسی کہنے والے نے عرض کی جہاد۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ کیلئے محبت رکھنا اور اللہ کیلئے عداوت رکھنا ہے۔ رواۃ الامام احمد و روی ابو داؤد الفصل الاخير۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم حضرت ابو ذرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں۔

الا ادلك على ملاك هذا الامر الذي تصيب به خير الدنيا والاخرة عليك بعبادتي اهل الذکر و اذا خلوت فيك لسانك استطعت بذکر الله و احببت في الله و ابغضت في الله يا با نذرین هل شعرت ان الرجل اذا خرج من بيته زائر اخاه شيعه سبعون الف مملوك كلهم يصلون عليه و يقولون ربنا انه وصل فيك فصله فان استطعت ان تعمل جسدا في ذلك فافعل۔

یعنی کیا میں تجھ کو وہ بات بتا دوں جس پر اس دین کا دار و مدار ہے۔ جسکے ذریعے سے تو دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرے گا۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو لازم پھرنے اور جب تنہائی میں ہو تو تجھ سے جس قدر ہو سکے اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں حرکت دے اور اللہ کے واسطے محبت رکھ۔ اور اللہ کے واسطے عداوت رکھ۔ اسے ابو ذرین کیا تجھے خبر ہے کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کیلئے لکھتا ہے تو

ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں وہ سب اس پر درود بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمدرد رب! بیشک اس مسلمان نے تیری محبت میں رشتہ جوڑا تو تو بھی اپنے کرم و فضل کو اس سے متعلق فرما دے۔ تو اسے ابانہ بن اگر تو اپنے بدن کو اس کام میں لاسکے تو کر۔ رواۃ البیہقی فی شعب الایمان۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

قال الله تعالى وجبت محبتی للمتحابین فی والمعتبا السین فی والمتزاورین فی والمتباذنین فی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ذمہ کرم پر واجب ہو چکا کہ میں ان لوگوں سے محبت رکھوں جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے والے ہیں اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے والے ہیں۔ اور ان لوگوں سے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے پر مال خرچ کرنے والے ہیں۔ رواۃ الامام مالک عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک اور روایت میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو میری عزت و بزرگی کیلئے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت رکھنے والے ہیں ان کے (بیٹھنے کے) لئے (قیامت کے دن) نور کے ممبر ہوں گے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کی تعریف و توصیف فرمائیں گے۔ رواہ الترمذی عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایکٹ اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان من عباد اللہ لأننا ساءماہم بانبیاء ولا یعنی بے شک اللہ کے بندوں میں سے ضرور کچھ ایسے شہداء یغبطہم الانبیاء والشہداء ہیوم القیمۃ ہمکانہم من اللہ۔ لوگ ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اللہ کی طرف سے جو مرتبت و منزلت انکو ملے گی اُس کے سبب ان کی ثناء و ستائش حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی فرمائیں گے۔ قالوا یا رسول اللہ تخبرناہم۔ ہوا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر دیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ قال ہم قوم متحابوا بروح اللہ علی غیر ارحامہم ولا اموالہم یتعاطونہا فواللہ ان وجوہہم لنور وانہم لعلی نور لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزین الناس وقرء ہذا الایات الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون۔ حضور رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے نہ اپنے آپس کے ہشتوں کو بنا پر نہ ان مالوں کے سبب سے جن کا آپس میں لین دین کرتے ہوں بلکہ صرف کتاب اللہ اور محبت الہی کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے کیساتھ محبت رکھی ہو تو خدا کی قسم بے شک ضرور ان کے چہرے نور ہوں گے اور بے شک ضرور وہ لوگ نور پر ہوں گے۔ وہ لوگ نہ ڈریں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے اور نہ انکو کچھ رنج و غم ہوگا جب لوگ رنج و غم میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یخزنون۔ یعنی مومن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم رواہ ابو داؤد عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایکٹ اور حدیث شریف میں ہے، حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ للمسلم علی المسلم ست بالمعروف یسلم یعنی مسلمان کیلئے مسلمان پر چھ حق ہیں معروف کے ساتھ (یعنی ان کو شریعت مطہرہ کی پہچانی ہوئی حدوں

عطس و یعودہ اذا مرض و یتبع جنازۃ کے اندر رہتے ہوئے ادا کیا جائے) اسکو سلام اذامات و یحب لہ ما یحب لنفسہ — کرے جب اس سے ملاقات کرے اور اسکو جواب دے (یعنی اس کے بلاوے کو قبول کرے) جب وہ اس کو بلائے اور اس کو یَرْحَمُكَ اللہ کہے جب چھینکے اور اسکی عیادت کرے، جب وہ بیمار ہو اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے جب وہ مرجائے اور اس کیلئے وہ بات پسند کرے جو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے۔ رواہ الترمذی والدارمی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ایک اور حدیث شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا کہ افضل ترین ایمان کیلئے ہے۔

قال ان تحب للہ و تبغض للہ و تعمل لسانک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا فی ذکر اللہ — کہ تو اللہ کے واسطے محبت رکھے اور اللہ کے واسطے

عداوت رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھے — قال وماذا یا رسول اللہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے بعد پھر میں کیا کروں؟ قال وان تحب للناس ما تحب لنفسک وتکرہ لہم ما تکرہ لنفسک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اور یہ کہ لوگوں کیلئے تو وہ پسند کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے پسند کرتا ہے اور ان کیلئے وہ پسند نہ کرے جو تو خود اپنی ذات کیلئے ناپسند کرتا ہے۔ رواہ الامام احمد

ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی تمام عملوں میں سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کے واسطے دوستی رکھنا اور اللہ عزوجل کے واسطے دشمنی رکھنا ہے۔ رواہ ابو داؤد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ — ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں — من احب للہ وابغض للہ یعنی جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھی واعطی للہ ومنع للہ فقد استكمل الایمان اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عداوت رکھی اور اللہ کے واسطے دیا اور دینے سے انکار بھی اللہ کے واسطے کیا تو بیشک اس نے ایمان کو کامل کر لیا۔ رواہ ابو داؤد عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ —

ایک اور حدیث شریف میں ہے، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اعطی للہ ومنع للہ واحب للہ وابغض للہ یعنی جس نے دیا اللہ کے واسطے اور دینے سے انکار کیا اللہ کے واسطے اور دوستی کی اللہ کے واسطے او

حدیث ۱۲، اور حدیث ۱۳ سے "کالتشمس فی نصف النهار" روشن و آشکار کہ جو لوگ اللہ در رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر صحیح ایمان رکھنے والوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کو جاتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے ان کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں، اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لئے ان پر مال خرچ کرتے ہیں، وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، انھیں کو قیامت کے دن نہ کچھ خوف ہو گا نہ کوئی غم، انہیں کے چہرے نور علی نور ہوں گے، قیامت کے دن اللہ عز و جل کی بارگاہ میں ان کی عزت و منزلت دیکھ کر انبیاء و شہداء، علی سید ہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام و انصار بھی ان کی مدح و ستائش فرمائیں گے، قیامت کے دن ان کو نور کے ممبروں پر بٹھایا جائے گا۔ انہیں میں کا کوئی شخص جب اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کیلئے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ملاقات کو اپنے گھر سے چلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر درود بھیجتے ہوئے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

لیکن شاعر و مفسر نے قرآن عظیم کی آیات بینات اور احادیث مبارکہ کے ارشاد است واضحاً سب کو یکسر پیٹھ دے کر تمام کافروں، مشرکوں، مرتدوں، منافقوں، بد مذہبوں، گمراہوں اور بے دینوں کے ساتھ بھی محبت و الفت و شفقت رکھنے کو ان کے کفریات و ضلالت بخندہ پیشانی سنے، دین، قرآن، رسول و رحمن جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ان کے گزروں، گھوڑوں، حملے دیکھتے ہوئے بھی اپنی پیشانی پر بنی تیور پر میل نہ آنے دینے کو، بلکہ ان کے عقائد کفر و ضلال پر اطلاع رکھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ دوستانہ، یارانہ منانے کو، ان کے ساتھ مہربانی، شفقت و الفت و محبت کے پیغام بڑھانے کو اسلامیوں کی علامت ٹھہرا دیا۔ اور جو مسلمان ایسا نہ کریں قرآن عظیم و حدیث کریم کی پیروی و فرمانبرداری میں ان حرکات لمذانہ و افعال ضلکھانہ سے پرہیز رکھیں، ان سب کو خدا کے رحم و کرم سے محروم اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت سے باہر اور مستعقب اور محبت حق سے بے نصیب بنا دیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ۱۴ میں اسی صحبت میں بیٹھنے سے قطعاً منع فرما دیا۔ جو مومن نہ ہو ایسے شخص کو کھانا کھلانے سے مطلقاً منع فرما دیا، جو بد مذہبی و بد عقیدگی سے مجتنب و محتذر نہ ہو۔

حدیث ۱۵ میں بد دین اور بے دین سے دوستی کرنے کو حرام فرما دیا۔

حدیث نمبر آٹھ، دس، گیارہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ، انیس اور بیس میں خود رسول جل جلالہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنے اور خدا و رسول جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی و نفرت رکھنے کو ایمان کے کڑوں میں سب
سے زیادہ مضبوط کڑا اور اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال سے زیادہ محبوب علی اور اسی کو دین اسلام کی بنیاد و
اساس اور اسی کو افضل ترین ایمان، اسی کو افضل اعمال، اسی کو کمال ایمان بلکہ اسی کو عین دین فرمایا گیا۔
مگر اس شاعرِ نچریت مسٹر حالی نے اس عمل کو جہالت و تعصب ٹھہرایا۔ اور اس حُب فی اللہ و بعض فی اللہ
کو رحمت الہی سے محروم اور اسلامی جماعت سے خارج ہو جانے کا سبب اور محبتِ حق سے بے نصیب
کر دینے والا بتا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پھر اسی مُستدس کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے۔

زمانے کا دن رات ہے یہ اشتہار کہ ہے آشتی میں میری یاں گذارا
نہیں پیروی میری جس کو گوارا مجھے اُن سے کہنا پڑے گا کسٹارا
سدا ایک ہی رُخ نہیں ناؤ چلتی حیلو تم ادھر کو ہوا محبوب دھر کی

اس بند میں شاعرِ نچریت حالی صاحب نے اسی مضمون کو پیش کیا ہے جسے محکمِ نچریت شبلی
صاحب اپنی مثنوی ”صبحِ امید“ میں پیش کر چکے ہیں کہ اب زمانے کی رفتار بدل گئی، ہوا کا رخ پھر گیا
لہذا پرانے دین و مذہب، پرانے عقائد و مسائل اور پرانی تہذیب و معاشرت کو چھوڑ دو، اس وقت جس
طرف کی ہوا چل رہی ہے، اسی طرف کو چلو۔ یعنی یورپی تہذیب سیکھو، یورپی معاشرت اختیار کرو، لیکن
کے جدید فلسفے، کپکپ کی نکتہ آفرینیوں، میوٹن کے مسائل پر جو یقینی ہیں، ایمان لاؤ۔ ان اشعار کا منہ فی
اسلام ہونا ہمارے بیاناتِ سابقہ سے واضح و روشن ہے۔ یہاں اختصاراً صرف ایک ہی ارشادِ الہی پیش
کیا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل اطعوا اللہ والرسول فان تولوا فانا لا نعلمکم (۱) تم فرماؤ کہ حکمِ مالو تم اللہ اور رسول کا پھر
اللہ لا یحب الکفرین (۲) اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے (۳) ترجمہ

آیتِ کریمہ نے صاف بتا دیا کہ اللہ و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا ہی
ایمان و اسلام ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا ہی کفر و
ارتداد ہے۔ اور اس میں زمانے کی یا زمانے کی ہوا کی مخالفت و موافقت کی کوئی قید ہرگز نہیں۔ یہ نہیں
فرمایا گیا کہ جس وقت زمانہ تمہارا دوست اور تمہارا بے موافق ہو اس وقت تو خدا و رسول جل جلالہ، وصلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حکم مالو۔ اور جب زمانہ تمہارا دشمن اور تمہارے خلاف ہو اس وقت خدا و

رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیر لو۔ بلکہ بلا کسی قید کے صاف و واضح طور پر علی الاطلاق فرما دیا کہ زمانہ تمہارا دوست ہو یا دشمن، زمانے کی ہو تمہاری موافق چل رہی ہو یا تمہارے خلاف، ہر حال میں خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حکم کو ماننا یہی ایمان و اسلام ہے اور اسی پر بقدر قدرت و بشرط استطاعت عمل کرنا فرض ہے۔ جو شخص باوجود قدرت و باوصف استطاعت زمانے کی دشمنی کا حیلہ، ہوا کے ناموافق ہونے کا بہانہ پیش کر کے خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرے وہ کافر ہے، خدا اس کا دشمن ہے۔ والی اللہ تعالیٰ بارک و تعالیٰ۔ — پھر اسی سندس کے صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کہ کتاب ہدی کا	کہ ہے ساری مخلوق کفر خدا کا
وہی دوست و خالق دوسرا کا	خلیق سے ہے جس کو رشتہ و ملا کا
یہی ہے عبادت یہی دین ایمان	کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسا
عمل جن کا تھا اس کلام مست میں پر	وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفویض ہے انکو کہیں وہیں پر	دارا دمیت کا ہے اب انہیں پر
شریعت کے ہم نے جو پیمان توڑے	وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے توڑے

پھر اس کے حاشیہ میں لکھا ہے "اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مہذب قوم مراد ہے۔" مسٹر جانسن نے ان اشعار میں عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام رکھا کہ دنیا میں ایک انسان دوسرے انسان کے کام آئے۔ اور صاف کہہ دیا کہ جو شخص یوں و مسلم کافر مرتد منافق و ملحد کے ساتھ غرض دنیا کی ہر ایک مخلوق کے ساتھ محبت رکھتا ہے، پس وہی خالق دوسرا عز و علا کا دوست ہے۔ پھر صاف بتا دیا کہ یورپ کی مہذب قوموں کا اسی پر عمل ہے۔ اسی لئے یورپ کے لوگ دنیا میں سرسبز ہیں اور ہر ادنیٰ و اعلیٰ پر فائز ہیں اور اب وہی لوگ آدمی و انسان ہیں۔ ان کے سوا تمام لوگ جانور ہیں۔ پھر صاف بتا دیا کہ مسلمانوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو توڑ دیا لہذا جتنے اہل اسلام ہیں وہ نہ تو خدا کی عبادت کرتے ہیں نہ دین رکھتے ہیں نہ ایمان۔ یعنی بے دین اور بے ایمان ہیں۔ اور یورپ کے لوگوں نے شریعت کے ان پیمانوں کو جوڑ لیا، ان پر عمل پیرا ہو گئے اس لئے وہی یورپ والے ہی اس وقت عبادت گزار اور دیندار و ایمان دار ہیں۔ یہ وہی کفر ملعون ہے جسکو مرتد اعظم غایت اللہ مشرقی نے اپنے تذکرہ ملعونہ میں بیسیوں جگہ لکھا ہے۔ چنانچہ اپنے تذکرہ ملعونہ کے عربی اقتباس کے صفحہ ۴۶ پر بتا ہے۔

فواللہ ما جاهد قوم قط فی هذا الدنیا مثل یعنی خدا کی قسم اس دنیا میں کبھی کسی قوم نے ایسا

ما جاهد الغرب فی زماننا هذا ولم یعرفوا
 اللہ مثل ما عرفوا ولم یقدر وہ مثل ما
 قدر وہ فکیف لا یؤد اللہ اجورهم ویوفیهم
 حق عبادتهم فی الدنیا ویتم نعمته
 علیهم ان کانوا شاكرین وکیف لا
 یتخلف فی الارض الذین امنوا باللہ
 بالحق وعلما الصلحت انه شکور حلیم
 فالملئکة اکثرهم یسجدون لهذا القوم
 ان کوزین میں اپنا خلیفہ نہ بنائے جو اللہ پر حق کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے۔ بے
 شک وہ قدر کرنے والا، درگزر فرمانے والا ہے۔ تو اکثر فرشتے ان یورپ والوں کو سجدہ کرتے ہیں۔
 پھر صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے "فالحق انه ما فیکم من الاسلام من شیء وانهم هم المسلمون" یعنی
 تو حق بات یہ ہے کہ اے مسلمانوں تم میں تو کچھ بھی اسلام نہیں اور بیشک وہ یورپ والے ہی سچے اسلام
 والے ہیں۔ الغرض تمام مسلمانوں کو یکسر کافر بنانے اور اپنے خداوندوں اہل یورپ کو ایماندار
 ٹھہرانے میں مسٹر حالی و مرتد مشرقی دونوں ایک ہی قسم کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔
 فرق اتنا ہے کہ مرتد مشرقی کو کوئی حدیث نہیں ملی تو اس نے حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی
 رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر "عبادت بجز خدمت خلق نیست" بہ تسبیح و سجود و دلق نیست" پیش کر کے
 توحید خدا و رسالت رُسل و حقانیت اسلام وغیرہ جملہ عقائد ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو یکسر پیٹھ دے کر کہہ دیا کہ
 عبادت اور اسلام صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن و کافر ہر مخلوق کی خدمت کی جائے۔ اور چونکہ یورپ
 والے خدمت خلق کر رہے ہیں اور مسلمان اس سے محروم ہیں لہذا مسلمان تو سب کے سب قطعاً کافر بنے
 دین ہیں اور یورپ والے ہی ایماندار اور دیندار ہیں۔ مگر مسٹر حالی نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے
 ایک حدیث بھی پیش کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔
 الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من
 یعنی ساری مخلوق کی پرورش اللہ عزوجل کے ذمہ کریم
 پر ہے تو ساری مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے
 احسن الی عیالہ۔
 زائد محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن
 انس وعبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اور اس حدیث شریف کو سن کر توحید خداوندی و نبوت انبیاء

رسالت مرسلین و حقانیت اسلام و قرآن وغیرہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ ایمانیہ کو قطعاً بے کار و باطل ٹھہرا کر کہہ دیا کہ عبادت اور دین و ایمان صرف اسی کا نام ہے کہ بلا امتیاز مؤمن و کافر ہر مخلوق پر احسان کیا جائے۔ ہر مخلوق کے ساتھ محبت رکھی جائے۔ اور چونکہ یورپ والے ایسا ہی کر رہے ہیں اور مسلمان ایسا نہیں کرتے اس لئے مسلمان تو سب بے دین و بے ایمان ہیں اور یورپ والے دیندار و اہل ایمان۔ والعیاذ باللہ الملک الدیان۔

ہم ابھی آیات قرانیہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والتحیہ سے کالشمس فی نصف النہار روشن و آشکار کر چکے کہ مخلوقات الہی پر سب سے بڑا احسان اور ان کی سب سے بڑی اور اصلی و حقیقی خدمت یہی ہے کہ ان کو اسلام و ایمان کی دولت سے مالا مال کر کے ابدی عیش و راحت اور دوامی حقیقی و مفید نعمت، آزادی کامل سے دارین میں کامیاب اور بہرہ مند بنادیا جائے۔ اور جو لوگ اغوائے شیطانی اور اپنی بد عقلی سے خود اپنی سچی حقیقی ابدی منفعت کو ٹھکرا دیں تو ایسے کج روؤں کی کج روی کے ضرر کو دوسرے بے قصور فرمانبرداروں پر پہنچنے سے روک دینے کیلئے اور ان پر یہ حکم نافذ کیا جائے کہ سلطنت اسلامی کو جزیہ دے کر مغلوب و مقہور ہو کر رہیں اور خود سہر معاندوں، سرکش دشمنوں پر اسلامی سلطنتیں محض اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد و قتال کریں۔

ان مسائل کی تصریحات سے آیات الہیہ کے سمندر چھلک رہے ہیں اور احادیث مبارکہ کے آفتاب دنگ رہے ہیں۔ یہ اس تقدیر پر کلام تھا کہ الخلق میں استغراق مراد لیا جائے۔ اور اگر عہد مراد ہو جب تو محمدین کا وسوسہ شیطانیہ اور زائد واضح و روشن طور پر فی النار ہے۔ ہم ابھی احادیث مبارکہ سے بیان کر آئے کہ اس مضمون کی احادیث شریفہ میں الناس اور الخلق سے مراد صرف مؤمنین و مسلمین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس رحمۃ اللعلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من قضی لاحد من امتی حاجۃ یرید ان یرسہ بھا فقد سرنی ومن سرنی فقد سر اللہ ومن سر اللہ ادخلہ اللہ الجنۃ
یعنی جو شخص میرے کسی امتی کی کوئی حاجت اس ارادے سے پوری کر دے کہ اس کو اس حاجت پوری کر دینے سے خوش کرے تو بیشک اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا تو بے شک اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اللہ عزوجل اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث شریف نے اُس حدیث کریم کی تفسیر فرمادی کہ الخلق عیال اللہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سب امتی اللہ عز وجل کی آغوش رحمت کے پرورش یافتہ ہیں۔ تو جو شخص آغوش رحمت خداوندی کے ان پرورش یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان کرے گا وہ اللہ تبارک تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔
وللہ الحمد۔

دلائل شرعیہ کی روشنی میں خدمت خلق کی مفصل توضیح رسالہ "مشرقی کا غلط مذہب" نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو۔ بہر حال حاکمی و شہابی کا محض خدمت خلق و احسان الی الحق کے حیلہ مکذوب و بہانہ کاذب کی بنیاد پر تمام مسلمانوں کو قطعاً کافر و بے دین بنانا اور یورپ کے تمام کافروں مشرکوں زندہ لقیوں دہریلوں کو ایماندار و دیندار بتانا قطعی کفر و ارتداد ہے اور یقینی زندقہ و الحاد۔ والعیاذ باللہ رب العباد۔
اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعة یحسبہ
الظلمان ما عحتی اذا حیاءہ لم یجدہ شیئاً
ووجد اللہ عندہ فوقہ حسابہ واللہ سریع
الحساب ○

یعنی اور جو کافر ہوئے (مجوس ہوں یا ہنود نصاریٰ ہوں یا یہود یا اور مشرکین و کفار عنود) ان کے کام (خدمت خلق و احسان الی الخلق و رحمت و شفقت علی الخلق وغیرہ سب) ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اس نے اس کا حساب پورا بھردیا اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے (ترجمہ رضویہ)

پھر اسی مسدس کے صفحہ ۱۰۰ پر سائنس یورپ کی تحقیقات چیریہ کی منقبت خوانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

”کیا کوہساروں کو مسمار اس نے
زمینوں کو منوایا ووار اس نے
لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا
صدائوں کو سانچے میں ڈھلوانی والا
یہی برق کو نامہ بر ہے بتاتا

یہ وہی کفری مضمون ہے جو مرتد عنایت اللہ مشرکی نے اپنے ”تذکرہ ملعونہ میں جا بجا لکھا ہے۔ چنانچہ اس کے اقتناحیہ عربیہ کے صفحہ ۶۴ پر لکھتا ہے۔

والمغربون کلہم قد عملوا صلا تہم وخطفوا
یعنی یورپ کے لوگ سارے کے سارے اپنی نماز

الارض من فوقها ومن تحتها واتخذوا بيوتا
من سهلها وصخرها وبنوا مساكن ومراكب
في برها وبحرها يسبحوا الله ويحمدوه
هم الذين هدى الى الصراط المستقيم
صراط الذين انعم الله عليهم غير
المعضوب عليهم ولا الضالين

ترجمہ: اور وہی وہ لوگ ہیں جن کو صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے کی ہدایت فرمائی گئی ان لوگوں کے راستے
جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ان یورپ والوں پر نہ تو غضب ہے نہ وہ گمراہ ہیں۔ والی اللہ تبارک و تعالیٰ۔
حالانکہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ دنیوی ترقیاں اگر اشاعت اسلام و تبلیغ سنت و اعلائے کلمۃ اللہ
کیلئے ہوں تو بے شک ثواب ہیں اور اگر ان کا مقصد کوئی دینی اسلامی مقصد نہ ہو تو یہ باتیں اسلامی کمالات
تو درکار انسانی کمالات بھی ہرگز نہیں۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے۔

لا یغرنک قلب الذین کفروا فی البلاد
متاع قليل ثم مأ و لهم جہنم و یسئل لہماد
یعنی اسے سنے والوں کا شہرہاں میں اُٹھے گئے
پھر نا تجھے دھوکا نہ دے تھوڑا برتنا پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملى لهم
خیر لا نفسهم انما نملى لهم یزادوا
انما و لهم عذاب مہین
یعنی اور ہرگز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں
ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کیلئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے
انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان
کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (ترجمہ رضویہ)

مگر سطر حالی و مرتد مشرقی دونوں نے عقائد اسلامیہ پر ایمان لانے اور احکام اسلامیہ پر عمل
کرنے کو بیکار ٹھہرا کر صاف صاف بکدیا کہ کمال اسلام و حقیقت اسلام صرف اسی قدر ہے کہ سائنس
کی تحقیقات جدیدہ کے ذریعے سے پہاڑوں کو ڈھا دیا جائے، سمندروں کو بازار بنادیا جائے، بھاپے
بشکستگی کا کام لیا جائے، بے جان پتلیوں کو شیشیوں کے ذریعے سے آدمیوں کی طرح چلتا پھرتا بنا دیا
جائے، پتھروں کو ایندھن کی طرح جلا یا جائے، خشکی میں جہاز (یعنی ریل کو) چلا یا جائے، آوازوں کو سانچوں
میں بند کر لیا جائے یعنی فونو گراف بنایا جائے، بجلی کے ذریعے پیغام بھیجا جائے یعنی ٹیلیفون و ٹیلیگراف
وریڈیو وغیرہ ایجاد کئے جائیں، ہوائی جہازوں میں بیٹھکر فضا میں اڑا جائے بس ایمان اسی کا نام ہے۔

اور یہی حقیقت اسلام ہے۔ اور چونکہ مسلمان ان باتوں میں یورپ والوں سے سمجھے ہیں اسلئے مسلمان تو سب کے سب گمراہ ہیں، غضب الہی میں گرفتار ہیں۔ مگر یورپ کے سائنسدان لوگ مارے کے مارے صراطِ مستقیم پر ہیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

اس کفر ملعون میں جالی و مشرقی دونوں متحد و مشترک ہیں۔ ملکہ جالی نے یورپی سائنس کی کاسہ لیسلی کرتے ہوئے زمین کو آفتاب کے گرد متحرک بھی مان لیا، گھومتے والا بھی مان لیا۔ حالانکہ زمین قطعاً ساکن ہے۔ سورج اور چاند اور دوسرے سب سیارے اس کے گرد و حکم الہی گھوم رہے ہیں۔ اس مسئلے کا روشن و مہربان بیان اور فلسفہ و سائنس کے اوبام و نہایات کا ابطال ان حضور پر نور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا شاہ عبدالصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قندھاری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مستحی بنام تاریخی "الکلمۃ الملاحمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوجہاء فلسفۃ المشئمۃ" (۱۳۲۸ھ) و کتاب کامل النصاب مستحی بنام تاریخی "فوز مبین در رد حرکت زمین" (۱۳۲۸ھ) و رسالہ مبارکہ مستحی بنام تاریخی "نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان" (۱۳۲۹ھ) میں ملاحظہ ہو۔ یہاں ہم رسالہ مبارکہ "فوز مبین در رد حرکت زمین" کا مختصر اقتباس پیش کریں۔

اولاً: آفتاب کی مرکزیت اور زمین کی اس کے گرد حرکت دونوں باطل و مظهر اور قرآن عظیم کے ارشادات سے مردود ہیں۔ نہ آفتاب مرکز ہے نہ کوکب اس کے گرد متحرک۔ بلکہ زمین کا مرکز ثقل مرکز عالم ہے اور سب ستارے اور خود آفتاب اس کے گرد دائر۔

(۱) اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

والشمس والقمر بحسبان ○

(۲) اور فرماتا ہے۔

والشمس تجری لمستقر لہا ذالک

تقدیر العزیز العلیم ○

(۳) اور فرماتا ہے

کل فی فلك یسبحون ○

(۴) اور فرماتا ہے

وسخر لکم الشمس والقمر دابین ○

یعنی سورج اور چاند کی چال حساب سے ہے۔

یعنی سورج چلتا ہے اپنے ٹھہرائے کے لئے یہ مادہ چلتا ہے زبردست علم ولے کا۔

یعنی چاند سورج ایک ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں۔

یعنی اللہ نے تمہارے لئے چاند سورج مسخر کئے کہ دونوں باقاعدہ چل رہے ہیں۔

(۵) اور سورہ رعد میں فرماتا ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي
لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۝

یعنی اللہ نے مسخر فرمائے چاند سورج ہر ایک ٹھہرائے
وقت تک چل رہا ہے

بعض اسی طرح سورہ لقمن و سورہ ملئکہ و سورہ زمر میں فرمایا۔ اس پر جو جابلانہ اختراع پیش کئے
اس کے جواب کو یہ آیہ کریمہ تمہیں تعلیم فرمادی ہے۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

یعنی کیا وہ نہ جانتے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار۔

آفتاب کو مرکز ساکن اور زمین کو اس کے گرد دائرہ کرنا تو صراحتہ آیات قرآن کا صاف انکار ہے ہی

بیات یونان کا مزمع کہ آفتاب مرکز زمین کے گرد دائرہ کرے مگر نہ خود بلکہ حرکت فلک سے آفتاب کی

حرکت عرضیہ ہے۔ جیسے جائس سطحیہ کی۔ یہ بھی ظاہر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آفتاب متحرک

ہے، آسمان میں پھرتا ہے۔ جس طرح دریا میں مچھلی۔ قال اللہ تعالیٰ وکل فی فَلَکَ یَسْجُونَ ۝

افقہ الصحابہ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود صاحب مہر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

آلہ وسلم سیدنا خذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حضور حضرت کعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

قول مذکور ہوا کہ آسمان گھومتا ہے۔ دونوں حضرات نے بالاتفاق فرمایا۔

کذب کعب ان اللہ یسک السموات و

یعنی کعب نے غلط کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک اللہ

الارض ان تزدل۔

آسمانوں اور زمینوں کو روکے ہوئے ہے کہ نہ گرئیں نہیں۔

زاد ابن مسعود و کفٰ بها زوالا ان تدور و لا عنه سعید بن منصور و عبد بن حمید

وابن جریر و ابن المنذر و عن حذیفہ عبد بن حمید۔

اس آیت میں اگرچہ تاویلی ہو سکے۔ صحابہ کرام خصوصاً ایسے اجلہ علم بمعانی القرآن ہیں اور ان کا

اتباع واجب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ثانیاً :

جاذبیت پر ایک سہل سوال اور حقیقت شمس سے ہوتا ہے جس کا ہر سال مشاہدہ ہے۔

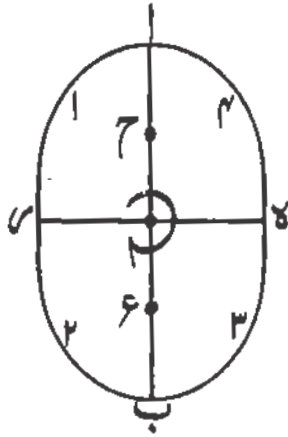
نقطہ اوج پر کہ اس کا وقت تقریباً سوم جولائی ہے۔ آفتاب زمین سے غایت بعد پر ہوتا ہے۔ اور

نقطہ حضیف پر کہ تقریباً سوم جنوری ہے۔ غایت قُرب پر۔ یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے کہ

تفتیش جدید میں بعد اوسط نو کروڑ اکتیس لاکھ میل بتایا گیا ہے۔ اور ابن مرکزین دو درجے پتیا لیس ثانیے

یعنی ۵۲۱۲.۲۰ ہے۔ تو بعد اُبعد نو کروڑ چوالیس لاکھ اٹھاون ہزار چھپیس (۵۸۰۲۶۱۹) میل ہوا

اور بُعد اقرب نو کرو تیرہ لاکھ اکتالیس ہزار نو سو چوتھریں میل (۹۱۳۴۱۹،۴) اور تفاوت اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل۔ اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکر اسفل میں آفتاب ہے جیسا کہ ہمیات جدیدہ کا زعم ہے۔ جیسا کہ اس شکل سے واضح ہے۔



ا س ب ۴ بیضی مدار زمین ہے ا س ب ۴، ۴ ا چاروں نطاقت ہیں۔ ا ب قطر اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ۴ سے پورا بُعد ہے۔ ۴ س قطر اقصا اس کے دونوں نقطوں پر ۴ سے بُعد اقرب ۴، ۶ دونوں فوکر یعنی محترق ہیں جن کے اسفل ۶ پر شمس مستقر ہے۔ ا نقطہ اوج شمس سے غایت بُعد پر ہے۔ اور ب حقیض غایت قرب پر زمین ۱ پر مرکز شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی ا س نطاقت اول میں دونوں سے قریب ہوتی ہے یہاں تک کہ س پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے۔ س ب نطاقت دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قُرب ہی بڑھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ب حقیض پر مرکز سے دوبارہ غایت بُعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قُرب پر آتی ہے۔ اس نصف حقیضی ا س ب میں شمس سے قُرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متناقص رہتی ہے۔ تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے۔ پھر انہیں قندوں پر سُست ہو جاتی ہے۔ ب ۴ نطاقت سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ۴ پر دوبارہ مرکز سے کمال قُرب پر آ جاتی ہے۔ ۴ ا نطاقت چہارم میں مرکز و شمس دونوں سے دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ا پر دونوں سے کمال بُعد پاتی ہے اس نصف اوجی ب ۴ میں شمس سے بُعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے۔ سُستی کی انتہا نقطہ ا پر ہوتی ہے۔ پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں اگر شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے اور مدار شمس کو بیضی مان لیا جائے تو ہمارے نزدیک بھی یہ سب باتیں یوں ہیں۔ اب اللہ عزوجل کی قدرت پر تو ان سائنس پرستوں کا ایمان نہیں ہے۔ لہذا کہتے ہیں کہ آفتاب زمین کو کھینچتا ہے۔ زمین آفتاب سے بھاگتی ہے۔ اس جاذبیت شمس و

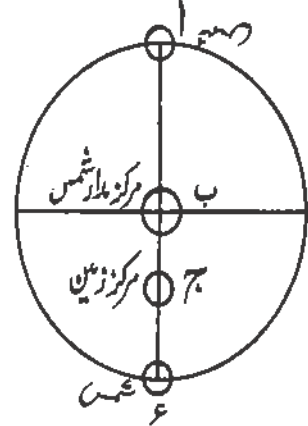
نافریت ارض کی کھینچا تانی کے سبب آفتاب کے گرد زمین اپنے محور پر گھومتی ہوئی مدار بیضی پر دورہ کرتی ہے۔

اولاً — نافریت ارض کو جاذبیت شمس سے کیا نسبت کہ آفتاب حسب بیان اصول علم الہیاء ہیات جدیدہ بارہ لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو تیس زمینوں کے برابر ہے۔ اور حضور پر نور علیہ السلام قبلہ امام اہلسنت عظیم البرکت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برہانے مقررات تازہ اصل کروڑ پر حساب فرمایا تو اس سے بھی زائد آیا یعنی آفتاب تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دو سو چھپن زمینوں کے برابر وہ جرم یعنی زمین (کہ اس (آفتاب) کے بارہ تیرہ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس (آفتاب) کی کیا مقاومت کر سکتا ہے۔ تو گرد دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن (زمین کو) کھینچ کر اس (آفتاب) میں بل جانا چاہیے تھا۔ کیا بارہ لاکھ آدمی بل کر ایک (آدمی) کو کھینچیں (اور ان بارہ لاکھ آدمیوں میں سے ہر ایک شخص کی قوت و طاقت اسی ایک آدمی کی طاقت و قوت کے برابر ہو اور وہ بارہ لاکھ آدمی اپنی مجموعی قوتوں سے کامل اتفاق کے ساتھ اس کو کھینچیں) تو وہ کھینچ نہ سکے گا، بلکہ ان کے گرد گھومے گا؛

ثانیاً — جب نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لائی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی۔ حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے تو حقیض پر لاکھ جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہو جانا لازم تھا۔ نہ کہ نہایت قرب پر اسکی قوت سُست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے۔ شاید جولائی سے جنوری تک آفتاب کو رات زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے۔ اور جنوری سے جولائی تک پھر بھوکا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ۔ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے بارہ لاکھ امثال سے بڑا ہے اُسے کھینچ کر اکتیس لاکھ میل سے زیادہ قریب کر لے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر بارہ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف انقسام پائے۔ اس پر یہ مہمل غدر پیش ہوتا ہے کہ نقطہ حقیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

۱۔ وہ مقررات تازہ کتاب مبارک "فوز زمین در حرکت زمین" (۱۳۳۸ھ) میں اور وہ اصل کروڑ رسالہ مبارک "سمی بنا تا ریخی الہنی الشیر فی الماء المستدیر" (۱۳۳۴ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اقول : یہ ہائے کا جہد محض بے سرو پا ہے۔ اول یہ کہ جاذبیت نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہیں گی۔ یہاں اگر نافریت بدرجہ فایت ہے کہ بحال سب زیادہ تر ہے تو جاذبیت بھی بیکمال ہے کہ قرب شمس سب جگہ سے زائد ہے۔ نافریت جاذبیت سے پھینے تو جبکہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی۔ دوسرے یہ کہ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روز اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی۔ نافریت کی غالبیت و مغلوبیت کیلئے خاص انھیں نقطوں کا تعین کیوں ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر سال انھیں پر غلبہ و مغلوبیت کی کیا وجہ ہے۔ بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے۔ اگر مرکز متحرک ہوتا زمین سے آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا۔ مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ ا



پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فاصلہ ج ہوگا۔ یعنی بقدر اب نصف قطر مدار شمس + ب ج مابین مرکزین اور جب نقطہ ج پر ہوگا اس کا فاصلہ ج ج ہوگا یعنی بقدر ب ج نصف قطر مدار شمس ب ج مابین مرکزین دونوں فاصلوں میں بقدر دو چند مابین مرکزین فرق ہوگا یہ اصل کردی پر ہے۔ لیکن وہ بعد اوسط اصل بیضی پر لیا گیا ہے اس میں بعد اوسط منتصف مابین مرکزین پر ہے۔ تو بعد اوسط + نصف

مابین مرکزین = بعد البعد، نصف مذکور = بعد اقرب لاجرم بقدر مابین مرکزین فرق ہوگا اور یہی نقطے اُس قرب و بعد کیلئے خود ہی متعین رہیں گے۔ کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بھٹکا۔ ذالک تقدیر العزیز العلیم یہ سادھا ہوا ہے زبردست جاننے والے کا۔ جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم و حزبه و بارک و سلم

ثالثاً۔ جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔ ہیئت جدیدہ میں قمر اپنا چک ہے کہ اگر چہ زمین قمر کو قریب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے۔ مگر جرم شمس لاکھوں درجے جرم زمین سے بڑا ہونے کی باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے ۲ گنی ہے۔ یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل۔ اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے مستمر ہے۔ تو کیا وجہ کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا؟ یا کم از کم ہر روز یا ہر مہینے اس کا فاصلہ زمین سے زیادہ اور آفتاب سے کم ہوتا جاتا۔ مگر مشاہدہ ہے کہ ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے۔ اور یہاں یہ غدر کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے عجب صدائے بے معنی ہے۔ زمین کو کھینچنے سے قمر پر اس کی کشش کیوں کم ہو گئی۔ ایک اور ۱۱ اسی حالت موجودہ ہی پر تو مانی

گئی ہے۔ جس میں شمس زمین کو بھی جذب کر رہا ہے۔ پھر اس قرار یافتہ مسلم کا کیا علاج ہوا۔
 رابعاً۔ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب تر ہو جاتا ہے اور مقابلے کے وقت دور تر
 حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ $\frac{1}{16}$ ہے صرف $\frac{1}{16}$ ہی مل کر تی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان
 ہوتا ہے زمین اپنی طرف ۵ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف ۱۱ حصے تو بقدر فضل جذب شمس $\frac{1}{16}$ جانب
 شمس کھینچا۔ اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب سولہ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و
 قمر کے درمیان ہوتی ہے تو دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں۔ غرض وہاں تفاضل کا عمل تھا یہاں
 مجموع کا اس کے سرچند کے قریب ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بر نسبت وقت اجتماع قریب
 تر آجائے۔ حالانکہ عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ سائنس کے پرستاروں کی طرف سے اس
 کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا
 ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اور اس وقت شمس زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب
 سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا ہے۔

اقول : کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیڑیں کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ آفتاب
 سے قریب کرنے کا وہ سلسلہ مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو ہو گئی اور جب
 اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی۔ اور اس کا اثر جذب اثر جذب شمس سے بدرجہا زائد
 ہے (ملاحظہ ہو کتاب "فوز مبین" میں جاذبیت کا رد پنجم) پھر بھی چاہئے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا
 ہے۔ شاید مقابلے کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ اب چاہے میں
 کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں۔ اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر
 رہنا۔ اور آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک نہانا کیونکہ وہ بڑا بوڑھا ہے، اس کا لحاظ واجب ہے
 اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کار بند۔ جب کھینچتے کھینچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچتا یعنی
 اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پشیمان ہوتی ہے۔ اور بڑھکر وہ ہاتھ دنگاتی ہے کہ شمس کی
 گود سے اسے چھین کر اُدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے۔ یہاں آکر پھر بھول جاتی ہے او
 وہی اکھر پھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے۔ ایسی پاگل زمین ہیات جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔

غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے۔ اور وہ فنا ہو کر علت خلاف
 پیدا ہوتا تو فوراً خلاف ہو جاتا ہے۔ لیکن ہیات جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور فنا
 کی علتیں برابر روزانہ ترقی پر ہیں۔ مگر معلول اسی مژدہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا

ہے۔ یعنی ادھر تو علت معدوم اور معلول قائم۔ ادھر علتیں موجود و مترقی اور مہمول معدوم و توفیق الہی
الی الحق من الملک الی القیوم

خاصاً۔ طرفہ یہ کہ اس بیچارے صغیر الجثہ چاند کو صرف شمس ہی نہیں اس کے ساتھ زہر و خطار
بھی جانب شمس کھینچتے ہیں۔ اور ادھر سے ارض اپنی طرف کھینچتی ہے۔ خصوصاً ان تینوں کا ایک درجے
بھی کم فاصلے میں ہزاروں بار قرآن ہو چکا ہے۔ نہ ان تینوں کی مجموعی کشش جذب زمین پر غالب آتی ہے
نہ اس (مقتضایسی لہروں کی) ستم کشاکش میں قمر کو کوئی زخم پہنچتا ہے نہ وہ ہسپتال جاتا ہے نہ رسول سر جن کا
معائنہ ہوتا ہے۔ آفتاب چھ کروڑ چاند سے بھی لاکھوں حصے بڑا ہے کہ چھ کروڑ چوالیس لاکھ اناسی ہزار چھ سو
سٹھ قمر کے برابر ہے۔ قمر بے چارے کی کیا ہستی یہ تو اس کھینچ تان میں پرمز سے پرمزے ہو جانا تھا۔
ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر حرف آنا درکنار، اس کی منضبط چال میں اصلاً فرق نہیں آتا۔ تو سائنس کے اہل
و خرافات اور جاذبیت کے تخیلات و مزخرفات سب باطل ہیں۔

سادساً۔ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے۔ اور جذب جمیع جہات شمس سے یکساں۔ اور جتنا
جذب اتنی ہی نفرت۔ تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو۔ اور جتنی نافریت اتنا ہی بُعد۔ تو لازم کسب
طرف شمس سے یکساں ہو۔ آفتاب عین مرکز مدایر ہے۔ لیکن وہ مرکز سے اکتیس لاکھ میل فاصلے پر فوکر اسفل
میں ہے تو نافریت باطل ہے کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو اہر طاق و ثابت کے خلاف ہے۔

فائدہ : اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی ہے کہ جب ہر طرف بُعد برابر تو ضرور مدایر دائرہ نما
ہوگا نہ بیضی۔ لیکن نہ وہ بیضیت سے انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ
ہر سال سے باطل ہے۔ لاجرم نافریت و حرکت زمین کو رخصت کرنا لازم۔

سابعاً۔ یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطاق اول میں کم ہوتا گیا دوم میں
زیادہ سوم میں پھر کم۔ چہارم میں پھر زیادہ۔ اور شمس سے نصف حقیضی میں کم ہوتا گیا۔ نصف ادومی میں زیادہ۔
کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے۔ وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے شورے لیکر جس نطاق میں جیسا
تم کہو ویسا مختلف کام کرے۔ اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہیے کہ نطاق اول و سوم میں نافریت ضعیف
ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاق دوم و چہارم میں تو ہی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل
بڑھتا جاتا ہے۔

اقول : یہ محض ہوس ہے۔ اول : یہ کہ اس کے اس اختلاف ضعف و قوت کا کیا سبب ہے۔
دوسرے یہ کہ انھیں نطاقوں پر اس کا تعین کیوں منظم مرتب ہے۔ تیسرے یہ کہ نطاق دوم میں مرکز سے

بعد بڑھتا ہے اور شمس سے قُرب۔ کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی ہے اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے۔ جو تمہارے طور پر دلیل قوت نافریت ہے۔ چوتھے یہ کہ نطاق سوم میں مرکز سے قُرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد۔ کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی۔ اور شمس کیلئے تیز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سُست پڑتی جاتی ہے۔ جو دلیل ضعیف نافریت ہے۔ مگر یہ کہیے کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت اجتن ہے۔ اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے۔ لیکن وہ اپنی حاجت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے۔ اور جب سربراہ لگتی ہے اس وقت جاگتی ہے۔ مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سربراہ لگی دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے۔ یوں آپ کا نظام انتظام پایگا۔

نقطہ یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی پڑی غافل خزانے لے رہی ہے۔ اور اُسکی دشمن جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے۔ زمین کو چُپکے چُپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لا رہی ہے۔ سیدھا یوں نہیں پہنچتی کہ نافریت جاگ اُٹھگی۔ لہذا بجتی کتراتی میر بخاری بجاتی لا رہی ہے۔ یہاں تک کہ نقطہ کے یعنی ایک کنارہ قطر اقصیٰ پر لے آئی۔ جہاں مرکز سے غایت قُرب ہے۔ اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی، کہ اسی طرف سے زد آئی تھی۔ زمین کو قُرب مرکز سے بیکر بھاگی اور دور کرنا شروع کیا۔ مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے۔ اسے خبر نہیں کہ ایک دشمن سے دور کرتی ہوں دوسرے سے تو قُرب کر رہی ہوں۔ اسے تو یہ مار چھوڑ کر سیدھا جنگل کو بھاگتا تھا کہ دونوں سے بچتی۔ جاذبیت کسی وقت غافل نہیں۔ وہ اب بھی پنا کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ زمین کو کھینچ کر نقطہ ب پر لائی۔ جہاں شمس سے غایت قُرب ہے۔ اب ادھر کی آنکھ کھلی۔ اور آفتاب سے دور لیکر بھاگی۔ مگر ساتھ ہی دوسری طرف کی آنکھ سے سو گئی۔ اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور کرتی تو مرکز سے قُرب لا رہی ہوں۔ یہاں تک کہ نقطہ کا پر دوبارہ مرکز سے غایت قُرب میں آئی۔ البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں۔ اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی۔ یہاں تک کہ پھر نقطہ آپر پہنچی۔ کھینچ تان کی محنت بہت اٹھائی تھی۔ سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا۔ یہاں کہ چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی۔ اور پھر وہی دورہ شروع ہو گیا۔ یہ فساد عجیب یا بوسنا خیال تم تسلیم کرو۔ کوئی ماقبل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔ ان دلائل کی تکمیل اور ان کے علاوہ کثیر اور بجا دلائل کی تفصیل اور مہیات جدیدہ کے غوائل کا رد جلیل اسی کتاب مبارک "فوز مبین" میں ملاحظہ ہو۔

یہ مختصر نمونہ ہے سائنس کی حقیقت کا۔ جس پر ایمان لا کر پیر نیچر و مولوی شبلی و مولوی حالی صاحبان وغیرہم تکلمینِ سحریت نے آسمانوں کے وجود کا انکار کیا، آیات الہیہ کی تکذیب کی، مسائل ضروریہ دینیہ

کی تحریف کی۔ یہ نیوٹن کے وہی یقینی مسائل ہیں جن پر مسلمانوں کو ایمان لانے کا حکم کیا جا رہا ہے۔ یہ کپکپ کی وہی نکتہ آفرینیاں ہیں جن کو ماننے کا اور نیادین قبول کرنے کا لیکچر دیا جا رہا ہے، یہی سائنس کی وہ ترقیاں ہیں جن کو دیکھ کر مولوی حالی صاحب کے منہ میں پانی بھرا چلا آ رہا ہے، یہی سائنس کی وہ ایجادات نو ہیں جن کی بنا پر مرتد اعظم غایت اللہ مشرکی تمام مسلمانوں کو کافر مشرک اور یورپ کے انگریزوں جرمینوں وغیرہم سائنس دان کافروں کو ایماندار اور خدا کا پیارا بتا رہا ہے۔

بالجملہ جو شخص سائنس کے وسوسات کا ذبہ و وسوسات عاطلہ پر آنکھ بند کر کے ایمان لے آئے اور ان پر بھروسہ کر کے از شادات الہیہ کو جھٹلائے وہ بحکم شریعت مطہرہ یقیناً بے ایمان و بے دین ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ مسٹر حالی کے اس مُسدّس میں بیسیوں کفریات کے انبار ہیں۔ اور ہزاروں ضلالت کے طومار۔ و فیما ذکرنا کفایۃ لا ولی الا للہ والاباب والانظار والعیاذ باللہ الواحد القہار۔

صلحہ کلی فرقے کے وہ لوگ جو مسلمانوں کے مولوی بن گئے ہیں جو حقیقتاً جاہل ہیں۔ یا پڑھ لکھ کر بحکم اضلہ اللہ علی علم جاہل بن گئے ہیں۔ وہ اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو یوں بہلاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو کافروں پر بھی مہربان تھے، حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے تو کبھی کافر کو بھی کافر نہیں کہا۔ اور بھائی بات بھی یہی ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے شاید وہ کسی وقت مسلمان ہو جائے۔ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنے کسی دشمن کو بھی بُرا نہیں کہا پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ قرآن نے تو فرما دیا ہے کہ کافروں سے کہدو لکم دین کمولی دین ○ یعنی تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ اور یہ کہ ”لا اکراہ فی الدین ○ یعنی دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔ پھر ہم کسی کا رُذ کر کے کسی کو کافر مذہب کہہ کر دین کے بارے میں خواہ مخواہ اس سے کیوں جھگڑا کریں۔ کسی کے ساتھ خواہ وہ کیسا ہی ہو غلظت و شدت کرنا خلق عظیم کے خلاف اور بد خلقی ہے۔“

ان صلحہ کلی واعظوں میں جو سب سے ہلکے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ”قرآن نے تو فرمایا ہے ”ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن“ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے پر مجادلہ کرو جو بہترین ہو۔ کسی فرقے کے عقائد کفریہ کا کھلم کھلا رد و ابطال کرنے سے لوگ شغل ہو جاتے ہیں۔ ان کو نرمی و آشتی کے ساتھ سمجھا بھجا کر سچائی کی طرف پالیسی کے ساتھ لانا چاہئے۔ اب ان شیاطین خرس سے کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ گالیاں بکنا، اشتعال انگیزی کرنا کسی مہذب اور شریف انسان کا کام نہیں۔ پھر ایک سُنی عالم دین

نیابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مُسند پر بیٹھ کر کیوں گالیاں بکے گا؟ کس طرح مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کرے گا ان ہذا الالبہتان عظیمہ ۵ یہ تو کھلا ہوا بہتانِ عظیم ہی ہے۔ حق گو حضرات علمائے اہلسنت کا صرف اتنا کام ہوتا ہے کہ وہ مرتدوں، ملحدوں کے ناپاک اقوال کفریہ کی شناخت و خباثت خوب اچھی طرح اصولِ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں دکھا دیتے اور ان قائلین پر حکمِ شرعی صاف صاف سُنا دیتے ہیں۔ اور طبیب کا فرض منصبی ہی یہ ہے کہ وہ مریض کو اس کا اصل مرض صاف صاف بتا دے تاکہ وہ اپنے مرض کے علاج کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جائے۔ بد قسمتی اس بیمار کی جو اپنے شفیق و مہربان معالج کی تشخیص و تجویز کا شکریہ ادا کرنے کے بدلے اُلٹا اس پر مشعل جگائے واللہ الحجة البالغة۔

عوامِ اہلسنت اگر بد مذہبوں لاندہبوں بد دینوں بے دینوں کی صحبتوں میں بیٹھیں گے، اُنکے جلسوں میں شریک ہوں گے، اُن کی تقریریں سنیں گے تو اگر معاذ اللہ اُن کے ضلالات کو قبول کر لیں گے تو خود بھی بد مذہب یا مرتد ہو جائیں گے اور اگر قبول نہ کریں لیکن ان کفریات و ضلالات پر رد و طرد کرنے سے خاموش رہیں گے تو اگرچہ ان جلسوں میں اُن پر رد کرنا ان کی قدرت و استطاعت سے باہر ہو لیکن ان جلسوں صحبتوں میں جانے سے پرہیز کرنا تو ان کی قدرت و استطاعت میں تھا۔ لہذا بحکمِ حدیثِ ملعون بنیں گے۔ بحکمِ قرآنِ عظیم انکم اذا مثلہم ۵ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ایک ہی رستی میں بندھیں گے۔ اور اگر ان کے جلسوں میں ان کے عقائد کفر و ضلال پر رد و طرد کریں گے تو ان کو اشتعال ہوگا، لڑائی جھگڑے کے واقعے مار پیٹ، گالی گلوچ، گرفتاری، سنزایابی، جُرمانے کے حادثے رونما ہوں گے۔ تو دین و ایمان کی حفاظت امن و امان کی سلامت، آخرت کی نجات، فتنہ و فساد کا انسداد اسی میں منحصر کہ بحکمِ حدیثِ کریم و قرآنِ عظیم مسلمانانِ اہلسنت تمام بد مذہبوں بد دینوں لاندہبوں بے دینوں سے قطعاً علیحدہ اور بیزار و نفور رہیں۔ اُن کی صحبت و محبت سے بالکل پرہیز رکھیں۔ واللہ هو الموفق۔ ان حق پوش باطل کوش و اعطوں سے کون کہے کہ آیتِ کریمہ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالاتیٰ ہی احسن ۵ میں ہرگز پالیسی کا حکم نہیں دیا گیا۔ آجکل پالیسی کا مفہوم قلب و زبان کا باہم اختلاف اور مکرو و فریب ہے۔ اور وہ حکمت سے ہرگز مراد نہیں۔ آیتِ کریمہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ ”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔“ پکی تدبیر سے وہ دلیلِ محکم مراد ہے جو حق کو واضح اور شبہات کو زائل کر دے اور اچھی نصیحت سے ترغیبات و ترہیبات مراد ہیں۔ بہتر طریقے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی آیات و دلائل سے بلائیں۔ مضبوط

دلیل جس کو واضح اور بے دینوں کے شبہات کو زائل کر دیں۔ بد مذہبی وہ دینی سے توبہ کر لینے پر رحمت الہیہ اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سنانا اور کفر و ضلالت سے توبہ نہ کرنے پر قہر الہی اور عذاب دوزخ سے ڈرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نشانیوں اور دلائل کو پیش کر کے بلانا۔ اس کو پالیسی یا کفار و مرتدین کے ساتھ لینت و مدارجنت سے کیا علاقہ؟ اس آیت کریمہ کا خلاصہ ارشاد تو یہ ہوا کہ روشن و مضبوط دلائل و براہین کے ساتھ کلمہ کھلا احقاق حق و الباطل باطل کرو اور اگر بالفرض کسی تفسیر کی بنا پر اس آیت کریمہ سے کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ لینت و نرمی نکلتی بھی ہو تو اس تفسیر پر یہ آیت کریمہ آیات مبہم و غلطت سے منسوخ ہوگی کما صرح بہ ائمۃ التفسیر۔

ان گونجے شیطانوں کو کون سمجھائے کہ مسلمانوں کو کافروں سے لکھ دینا کھرولی دین ۵ کہنے کا حکم آیات قمال و شدت سے منسوخ ہو چکا اور انھیں آیات مبارکہ نے تار یا کہ لا اکراہ فی الدین کا ارشاد جس مدت کیلئے تھا وہ مدت بھی منقضی ہو گئی۔ اور منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے رب جل جلالہ کے عطا فرمائے ہوئے علم محیط ماکان و مایکون سے جانتے تھے کہ فلاں کافر سے یہ نرمی کی جائیگی تو وہ مسلمان ہو جائے گا، فلاں کافر کے ساتھ یہ لینت برتی جائیگی تو وہ اسلام لے آئے گا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے علم اقدس کے مطابق حکم الہی انھیں کافروں کے ساتھ لینت و رفق و ملاطفت برتتے جو اس طرح مشرف بر اسلام ہو جانے والے ہوتے۔ عامہ علمائے اہلسنت کو تو یہ علم غیب نہیں۔ ان کیلئے یہی حکم شرعی ہے کہ جن کو دیکھیں کہ شبہات میں معاذ اللہ مبتلا ہیں ان کے شبہات رفق و نرمی کے ساتھ زائل کرنے کی سعی کریں۔ جن لوگوں کو غلط فہمی، یا نافی یا ناواقفی کے سبب مذہب اہلسنت سے بہکتا ہوا دیکھیں ان کو مہربانی و دشتی کے ساتھ سمجھائیں، ان کی غلط فہمی، نافی و ناواقفی دور کرنے کی کوشش کریں اور جن بد مذہبوں، بے دینوں کو معاذ اللہ دھڑ دھڑ پائیں ان کے کفر و ضلال پر حسب وسعت و بقدر قدرت پوری طرح شدت و غلطت کے ساتھ رد و طرد فرمائیں۔ ان کے بد مذہب بے دین گمراہ کافر ہونے، ان کے ساتھ میل جول، نشست و برخاست، کھانے پینے، بیاہ شادی، ان کے پیچھے نماز پڑھنے، ان کے جنازے پر نماز پڑھنے کے حرام و گناہ و ناجائز ہونے کے احکام شرعیہ صاف صاف کھلے الفاظ میں لوگوں کو سنائیں۔ تاکہ توفیق الہی جن کی مساعدت فرمائے وہ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے، ان کے جلسوں میں جانے سے باز آئیں۔ اور یوں اپنے پیارے دین اسلام، اپنے سچے مذہب اہلسنت کو بد مذہبی و بے دینی کے پھندوں میں پھنسنے سے بچائیں۔ عام طور پر یہ کہنا بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

و سلم پر افترا ہے کہ حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی اپنے کسی دشمن کو بُرا نہیں کہا۔ احادیث شریفہ کی تلاوت کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بارہا اپنے دشمنوں کے ہلاک و خراب و برباد ہونے کی پاک مبارک دعائیں اپنے چاہنے والے اپنے نازاٹھائے والے رب بے نیاز جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کی ہیں اور دیکھنے والوں نے ان کے مستجاب ہونے کی قہر تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الرحمانی اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

آں سرور دین دنیا علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام بعض دعاؤی
نحوہ اہل شرک را بایں عبارت نفری فرمودہ اند اللہم
شدت شملہم و فرقی جمعہم و خرب
بنیانہم و خذہم اخذ عزیز مقتدر۔
یعنی حضور سرور دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے
اپنی بعض دعاؤں میں مشرکوں پر ان الفاظ سے نفرس
فرمائی ہے کہ اے اللہ ان کے جتنے کو توڑ دے، انکی جماعت
کو منتشر کر دے، ان کی بنیاد کو ویران کر دے اور ان کو
عزت قدرت والے کی پکڑ میں گرفتار فرمائے۔

اور اگر بالفرض ایسا ہی ہوا ہو تو ہمیں قرآن عظیم بتاتا ہے کہ اللہ واحد قہار جل جلالہ اپنے محبوب
جیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو بُرا کہنے سے ہرگز خاموش نہ رہا۔ کہیں اپنے محبوب صلی
اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو ابتر کہا ان شأناک ہوا لا باشر ○ کہیں
اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی تکذیب کرنے والوں کو ہر وقت ہانپنے والے کتے کے ساتھ
تشبیہ دی فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث ○ کہیں اپنے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو جھٹلانے والوں کی تمثیل کتابیں لارنے والے گدھے کے ساتھ بیان
فرمائی۔ کمثل الحمار یحمل اسفارا ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو
معاذ اللہ تبارک سائر الیوم ○ کہنے والے کی مذمت و فصیح بیان فرمانے کیلئے پوری صورت
مبارکہ بتتیدا ابی لہب نازل فرمائی۔ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو معاذ
اللہ مجنون کہنے والے کے دس قبارح و فضاخ بیان فرمائیے۔ منجملہ ان کے اس کو ولد الزنا بھی فرمایا
اسکو سوکر بھی بتادیا بعد ذالک ذنیہ ○ اور سندسہ علیٰ لخرطوم ○ کہیں اپنے محبوب
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے مخالفوں کو چار، چھٹی، آٹھ، گدھے، کتے، سوکے غرض دنیا بھر کے ہر
ایک ذلیل اور ذلیل سے بھی رذیل تربتایا۔ ان الذین یجادون اللہ و رسولہ اولئک فی

الاذلین ○ کہیں اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان نہ لانے والوں کو
کنکڑہ پتھر، پیشاب، لید اور گوبر سے بلکہ دنیا بھر کی ہر ایک چیز سے بھی بدتر فرمایا۔ اولیٰک ہنر
مشر الہیہ ○

تو مصلحتی واعظوں کے کہنے کے مطابق سنت نبویہ تو یہ ٹھہری کہ اپنے کسی دشمن کو بھی کبھی برا نہ کہیں
لیکن قرآن عظیم نے سنت الہیہ بتائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمن کی مذمت
اُس کی برائی بیان کرنے سے ہرگز خاموش نہ رہا جائے۔ تو اب واعظوں، مولویوں پر لازم ہوا کہ جو کسی نبوی
مخافت یا ذاتی خاصیت کی بنا پر خود ان کے دشمن ہوں ان کو کبھی ہرگز برا نہ کہیں۔ لیکن جن جثہ کو حضور آفرمائے
اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا دشمن پائیں ان کی برائیاں بیان کرنے سے حتیٰ الوسع ہرگز
دریغ نہ کریں۔ ولتد الخبت القاہرہ۔

ان مصلحتی واعظوں کو کون سوچائے کہ یہ کہنا تو معاذ اللہ کفر تک پہنچتا ہے کہ حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ
والسلام نے کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم
وہی فرماتے ہیں جو ان کے رب جل جلالہ کی جانب سے اُن کو وحی کی جاتی ہے۔ اور خود قرآن عظیم فرماتا ہے
قل یا ایہا الکفر ون ○ لا اعبد ما تعبدون ○ یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ اے کافر تمہارے معبودوں
ولا انتو عبادون ما اعبد ○ کی پوجا میں نہیں کرتا اور نہ تم میرے معبود کی پوجا کرتے ہو۔

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ کافروں کو یہ کہہ کر
پکارو کہ "اے کافر" یعنی کافروں کو "کافر" کہہ کر مخاطب کر کے اُن کو یہ بات سنا دو۔ بعض ایسے لوگوں
نے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے کلمہ پڑھتے تھے صرف اتنا کہا تھا۔

یحد ثنا محمد ر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ○
ان ناۃ فلان بواذ کذا و ما یدریہ بالغیب
اس پر اللہ عز و جل فرماتا ہے۔

ولئن سالتمہ ليقولن انما کنا نغوص و
نلعب قل ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتہ
تستہزون ○ لا تغدروا قد کفرت بعد
ایمانکم ○

یعنی اور اے محبوب اگر تم اُن سے پوچھو گے تو وہ ضرور
کہیں گے کہ ہم تو یہ نہیں منہسی کھیل کر رہے تھے اے محبوب
تم فرما دو کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے
تم ٹھٹھا کرتے تھے۔ یہاں مت بناؤ بیٹک تم اپنے
ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دے رہا ہے کہ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہیں ان پر یہ فتویٰ دیدو کہ تم مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو چکے تو صلہ تکلی و اغظوں کے اس ناپاک مجلے کا یہ مطلب ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کافروں کو کافر کہو۔ جو مسلمان کہلانے والے تمہارے علم غیب سے مطلقاً منکر ہوں ان پر کافر ہو جانے کا فتویٰ دو۔ مگر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے معاذ اللہ حکم الہی پر عمل نہ کیا اور کسی کافر کو بھی کافر نہ کہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حق کے ان دشمنوں باطل کے ان دوستوں کو کون دکھائے کہ یہ کہنا کہ کافر کو کافر مت کہو شاید وہ کبھی مسلمان ہو جائے۔ شرعاً ایسا بدیہی البطلان ہے۔ جس کا بطلان ہر مسلمان پر واضح و عیاں ہے۔ کافر کو بحکم شرع اسی وقت تک کافر کہا جائیگا جب تک وہ کافر ہے۔ اور جب تو نسیق اللہ تعالیٰ وہ مسلمان ہو جائیگا اس وقت اسکو مسلمان ہی کہا جائیگا۔ مسلمان کو اسی وقت تک مسلمان کہیں گے جب تک وہ مسلمان ہے۔ اور جس وقت کوئی مسلمان معاذ اللہ کافر ہو جائیگا اس وقت اس کو کافر مرتد کہیں گے۔ ان صلہ تکلی و اغظوں کے اس نجس قول کا مطلب تو یہ ہے کہ مسلمان کو مسلمان مت کہو شاید وہ کبھی معاذ اللہ کافر ہو جائے۔ شربت انگور کو شربت انگور مت کہو شاید کبھی مسکر ہو کر شراب بن جائے۔ شراب کو شراب مت کہو شاید کسی وقت سرکہ ہو جائے۔ سوڑ کو سوڑ مت کہو شاید کسی وقت کان نمک میں جا کر نمک بن جائے۔ حتیٰ کہ بیوی کو بیوی مت کہو شاید کسی وقت طلاق دے بیٹھو اور وہ تمہارے لئے بالکل اجنبیہ ہو جائے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احقاق حق و البطلان باطل کا بھگڑا کرنا نہیں، بلکہ حکم الہی کی تعمیل ہے۔ فرماتا ہے رب کریم جل جلالہ فاصلاح بما تو ممر و اغرض عن المشرکین۔ یعنی جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے گھٹم گھٹا دو لوگ سدا واد مشرکین سے منفق پھیر لو۔

صلہ تکلی و اغظوں کے اس ناپاک مجلے کا یہ مطلب ٹھہرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معاذ اللہ جھگڑا کرنے کا حکم دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ حضور اقدس صاحب الخلق الجمیل و خلق العظیم علیہ و آلہ افضل الصلوة والتسلیم فرماتے ہیں۔

ادب بنی ربی فاحسن تا دبیہی و علمنی ربی یعنی مجھ کو میرے رب نے آداب سکھائے تو ابھی طرح آداب سکھائے اور میرے رب نے مجھ کو علوم تعلیم فرمائے تو ابھی طرح مجھ کو علوم تعلیم فرمائے۔

حضرت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں
 کان خلقہ القرآن — یعنی حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن عظیم تھا۔
 اور قرآن عظیم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار و منافقین کے ساتھ اس خلق کا
 حکم دیا کہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ | یعنی اے غیب کی خبر دینے والے نبی کافروں اور منافقوں
 وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ○ پر جہاد کیجئے اور ان پر سختی فرمائیے۔

کیا صلح کی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 وسلم کو خلق عظیم کے خلاف تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صحابہ کرام علیہم وعلیہم السلام کے
 فضائل میں ارشاد فرماتا ہے۔

امْتَدَادُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحْمَاءُ بَيْنَهُم ○ | یعنی وہ کافروں پر بہت سخت اور پس میں بہت مہربان ہیں۔
 کیا صلح کی واعظ اس آیت کو سنکر معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بدخلق بتا کر کہے گا؟ اللہ عزوجل
 اپنے محبین و محبوبین کی مدح و ثنا فرماتا ہے۔

اذْلَهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اعْزَازًا عَلَى الْكَافِرِينَ ○ | یعنی وہ ایمان والوں پر نرم کافروں پر سخت ہیں۔
 کیا صلح کی واعظ اس آیت کو سن کر کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے محبین و محبوبین معاذ اللہ بدخلق ہوتے ہیں؟
 اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ | یعنی اے ایمان والو! جو کفار تم سے نزدیک ہیں ان پر جہاد
 مِنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ○ کرو اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

جہاد و قتال کے احکام تو اصحاب فوج و ارباب سطوت سلاطین اسلام ہی کے ساتھ مخصوص ہیں کہ اس
 کی استطاعت صرف انہیں کو ہے۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت
 و شدت کرنا تو ہر مسلمان پر بقدر قدرت و حسب استطاعت فرض ہے۔ اس کا مفصل بیان رسالہ مبارکہ ضمنی نام
 "تاریخی راز میرت کمیٹی" (۱۳۵۸ھ) میں ملاحظہ ہو۔ کیا صلح کی واعظ اس آیت کو بھی سن کر کہے گا کہ اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے ایمان والوں کو بد خلقی کا حکم دیا ہے؟ واللہ اعلم بالصواب

خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ محبت و دوستی کا برتاؤ کرنے
 والے ان سنی نماصلح کی واعظوں کو کون بتائے کہ کفار و منافقین و مرتدین و مبتدعین کے ساتھ (علی حسب
 مراتبہم فی الکفر والضلال) شدت و غلظت کا برتاؤ کرنا ہی خلق محمدی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحبہ و علی آلہ

وسلم — یہی خلق عظیم ہے اسی کی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو قرآن عظیم میں تعلیم ہے۔ جس طرح ایمان والوں کا آپس میں بہرہ بان نہ ہونا خلق عظیم کے خلاف ہے، اسی طرح مسلمانوں کا اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر بقدر قدرت و حسب استطاعت و موصوت غلطت و شدت کے برتاؤ نہ کرنا بھی خلق عظیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل جلیل رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "اربعین شدت" (۱۳۵۸ھ) مصنفہ اسد السنۃ حاضی سفیت حاجی لاندہ سمیت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ وصال الحبيب ابو النضر محبت الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی محد دی لکھنؤی دامت فیوضہم خطیب جامع مسجد مفتی اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) میں ملاحظہ ہو۔

خود حضرت عجد و الف ثانی امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۶۳ میں صفحہ ۶۵ پر اپنے خلیفہ و متوسل سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ حبیب خود را علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ
ی فرمایا اَیُّهَا الذی جاهد الکفار
والمفقرین واخلط علیہم پس پیغمبر خود را کہ
موصوف خلق عظیم ست بجهاد کفار و غلظت بالایشان
امر فرمود معلوم شد کہ غلظت بالایشان داخل خلق عظیم
ست پس عزت اسلام و در خوارگی کفر و اہل کفر ست کہے
کہ اہل کفر را عزت داشت اہل اسلام را خوار ساخت۔
عزت را شتن جہادت ازاں نیست کہ البتہ ایشان را
تعظیم کنند و بالانشاندہ در مجالس خود جاے دادن با
ایشان مصاحبت نمودن و نیز بانی کردن ایشان داخل
اعزاز ست۔ در رنگ مکان ایشان را دور باید داشت و
اگر غرض از اغراض دنیوی بالایشان مراد باشد و بے
ایشان نیست نشو و شیوہ بے اعتباری را امری داشته بقدر
ضرورت بالایشان باید پرداخت

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں و منافقوں پر جہاد کیجئے اور ان پر شدت فرمائیے تو اس نے اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے تو اسلام کی عزت کفہر کی رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو عزت دی اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے کے معنی صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم ضرور ہی کریں اور ان کو اونچی جگہ پر بٹھائیں، بلکہ اپنی مجلسوں میں ان کو جگہ دینا ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ان کی مہمانی کرنا بھی عزت دینے ہی میں داخل ہے۔ اللہ ورسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کو گتوں کی طرح دور رکھنا چاہیے اور اگر دنیوی غرضوں

میں سے کوئی غرض اُن سے متعلق ہو اور غیر اُن کے حاصل نہ ہو تو ان پر اعتبار و اعتماد قطعاً نہ کرتے ہوئے بقدر ضرورت اُن سے برتاؤ کریں۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام اپنے مکتوب نمبر ۵۴ مکتوبات جلد اول میں صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں۔

اجتناب از صحبت مبتدع لازم است و ضرر صحبت مبتدع

فوق ضرر صحبت کافرست

یعنی مسلمان کہلانے والے بد مذہب کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے اور جو بد مذہب مسلمان کہلاتا ہو اس کی صحبت کا ضرر کھٹکے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھ کر ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الہی اپنے انھیں خلیفہ سید شیخ فرید علیہ الرحمہ کے نام مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۳ میں صفحہ ۱۹۳ پر فرماتے ہیں۔

ہر قدر کہ اہل کفر و عزت باشند ذلت اسلام ہاں نہ در

ست ایں سرشتہ را نیک باید نگاہ داشت و اکثر مردم

ایں سرشتہ کو گم کر دہاند و از شوئی اُن دین را بر باد دہد

قال اللہ سبحنہ و تعالیٰ یا ایہا النبی جاہل الکفار

و المنفقین و اغلظ علیہم جہاد با کفار و غفلت

بر ایشان از ضروریات دین است

اور منافقوں پر جہاد اور ان پر سختی کیجئے (اصحاب فوج و سطوت ملاطین اسلام کو کفار کے مقابل جہاد کرنا اور مسلمانوں

اُن پر سختی کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۹ میں جو اپنے متوکل و مرید مرتضیٰ خان کو تحریر فرمایا، صفحہ ۳۳۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی ہر ایک شخص کے دل میں کسی نہ کسی بات کی آرزو ہے

اور میری دلی آرزو یہ ہے کہ اللہ و رسول جلالہ و صلی اللہ

تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں پر سختی و شدت کیجئے

اور ان بد نصیبوں کو ذلت پہنچائی جائے اور اُن کو اور اُن کے

جھوٹے مبعوروں کو روکا جائے آپ یقین جانیں کہ اللہ

تبارک و تعالیٰ کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ کوئی

اور عمل نہیں ہے۔

ہر کسے داور دل تنائے امرے ست اذا امور و تنائے ایں

فقر شدت نمودن ست بد شنان خدا جل و علا و دشمنان پیغمبر

اور علیہ و علیٰ آلہ الصلوات و التسلیات و امانت رسانیدن ست

بایں بے دولتاں و خوار دانستن ایشان را و الہیہ اطلال ایشان

را و یقین میداشتند کہ هیچ عملے نزد حق جل و علا از ایں عمل

مرتضیٰ تر نیست

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات جلد اول اسی مکتوب نمبر ۱۳۱ میں صفحہ ۱۶۶ پر فرماتے ہیں۔

حق سبحانہ در کلام مجید خود اہل کفر و دشمنان پیغمبر خود فرمودہ است پس احتیاط و مواظبت باین دشمنان خدا و رسول و اہل اعظم جنایات است اقل ضرر در مصاحبت و مواظبت باین دشمنان آنست کہ قدرت اجرائے احکام شرعی و دفع رسوم کفریہ نہ ہو مگر دو حیات مواظبت مانع ناک ی آید و ایں ضرر بسیار عظیم است دوستی و الفت بادشمنان خدا و بادشمنان پیغمبر او منجر بدشمنی خدا سے عز و جل و بدشمنی پیغمبر او علیہ السلام و السلام می شود، شخصے گمان می کند کہ او از اہل اسلام است و تصدیق و ایمان باللہ و رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم دارد و انہی و اندک ایں قسم اعمال شنیعہ اسلام او را پاک و صاف می برد۔

یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کفر کرنے والوں کو اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا دشمن فرمایا ہے تو اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ میل جول اور گھال میل سب سے بدتر گناہوں میں سے ہے۔ ان کی صحبتوں میں بیٹھنے ان کے ساتھ گھال میل رکھنے کا حکم سے کم ضرر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے حکموں کی جاری اور کفر کی رسموں کو زائل کرنے کی قدرت کمزور نہ ہوتی ہے اور میل جول کی شر اس سے مانع ہوتی ہے اور یہیت بڑا ضرر ہے۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ الفت و دوستی خود اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی عداوت دشمنی

تک پہنچ جاتی ہے۔ ایک شخص گمان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم پر سچائی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ لیکن اسے خبر نہیں کہ اس کے اس قسم کے بڑے کام (یعنی اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ میل جول) اس کے اسلام کو بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۲۶۶ میں صفحہ ۱۳۲ پر جو خواجہ عبداللہ و خواجہ عبید اللہ علیہما الرحمہ کے نام لکھا۔ فرماتے ہیں۔

بجز تفتوہ بکلمہ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق صحیح ما علم مجیسہ من الدین ضرورۃ باید و تہری از کفر و کافری نیز در کدورت ماسلام صورت بند و دود نہ خراط القناد

یعنی زبان سے غالی کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضروری ہے اور کفر و کفار سے بیزاری بھی لازم ہے، تو اسلام حاصل ہوگا بغیر اس کے آدمی ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الہی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۲۲۵ پر فرماتے ہیں۔
ایمان عبارت از تصدیق قلبی است بانچازدین بطریق صحیح
یعنی ایمان ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے

تو اتر ہمارے سیدہ است و اقرار اسان نیز کن ایمان گفتہ اند کہ احتمال سقوط دارد۔ علامت این تصدیق تبریست از کفر و بیزاری از کافری و آنچه در کافریست از خصائص و لوازم آن پیمانیست نہ نار و مثل آن۔ و اگر عیاذ باللہ سجنہ باد عولے این تصدیق تبرا از کفر نہ نماید مصدق و مبتنیست کہ با رغبت و مقسمست و فی الحقیقہ حکم او حکم منافقست لا الی ہو لا و لا الی ہو لا و پس در تحقیق ایمان از تبری کفر چارہ نہور۔

جو ضرورت اور تو اتر کے ساتھ ہم تک پہنچیں ہیں اور زبان کے ان کی سچائی کے اقرار کو بھی علماء نے ایمان کا کھن بنایا ہے جو بوقت اکراہ شرعی ساقط ہو جاتا ہے۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفارہ سے اور کفری باتوں سے تبری و بیزاری کرے اور جو کچھ کافروں کے دین و مذہب کی چیزیں ہیں ان سب سے بیزار ہو جیسے زنا باندھنا اور اس کے سوا اور شعائر کفر۔ اور اگر عیاذ باللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس

بات کا سچائی کے ساتھ کھلا ہوا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے داغوں سے داغدار ہے۔ اور وہ حقیقت اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ یہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے۔ تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کیلئے کفر کی باتوں سے تبری و بے زاری لازم ہے

یہی حضرت محمد دافع ثانی قدس سرہ النورانی اپنے اسی مکتوب میں صفحہ ۳۲۵ پر فرماتے ہیں۔ محبت خدا لئے جو محل و محبت رسول او علیہ و علی الصلیا و التحیات بے دشمنی دشمنان او صورت نہ بدروع ثولا بے تبرا نیست ممکن، این با صادقست۔ یعنی کسی کے دشمنوں سے بیزاری کے بغیر اس سے محبت ممکن ہی نہیں۔ واللہ الحجة الظاہرہ۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو گیا کہ حق کو حضرت علمائے اہلسنت و اہمت پر قائم کا احقاق حق و ابطال باطل فرمانا در حقیقت حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم ہی کے علق و عظیم کا جلوہ اور اسی کا پرتو ہے۔ اور ان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا مطلب خدا و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے کفر و ارتداد پر پردے ڈالنا یا مؤمنین و منافقین، مسلمین و مرتدین، اہلسنت و بدعتین سب کو راضی رکھ کر ان سب سے نڈر لانے و صول کرنا اور اپنے شکم کی دوزخ کو بھرنے ہے۔ و عیاذ باللہ تسائے۔

انھیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم سے پسند ملانے خصوصاً اپنے سیانے پھر لوگوں نے کانٹھ لئے ہیں۔ ان پھندنیوں کا پہنا نسا کہیں چھوٹا ہے؟ جبے کا جال، دستار کا پیچ بد بلا ہے۔ یہ جامے بھڑکا کر، چغے پھڑکا کر، مقدس ریش و سر ہاکر، کشادہ پیشانیوں پر سجدے کے گھٹے دکھا کر، کچھ آیتیں حدیثیں سن کر، ان کے ساتھ مثنوی

شریف کے اشعار کا کہ ہمدردی، انسانی محبت و ودا، الفت و اتحاد کی ہانک کوکتے ہیں۔ یہ تینوں صورت حرام۔ لفظ خواہی خواہی دل کش ٹولا و نیز میں اور عوام کے بہکانے پہلانے کو بظاہر قرآن و حدیث کے دفاتر ان کی بدرجہ سے لبریز — ۱: انما المؤمنون اخوة سُناتے ہیں اور — ۲: کو نوا عباد اللہ اخوانا پڑھاتے ہیں کہ تمام مومنین یکجہ قرآن کریم آپس میں بھائی ہیں اور اللہ کے سب بندوں کو حدیث شریف نے باہم بھائی بھائی بن جانے کا حکم دیا ہے — ۳: کبھی یوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اے ایمان والو سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو۔

۴: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تنازعوا فتشلموا وتذهب ریح حکم۔ یعنی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۵: کبھی یوں وعظ فرماتے ہیں کہ بد مذہبوں سے جدائی میں عداوت و مخالفت ہو سکتی ہے گی اس صورت میں ہدایت کی امید کیسی! اور جب ایک جگہ ہم کو بد مذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع حاصل ہو گا تو رفتہ رفتہ یہ باتیں دفع کر کے انھیں راہِ راست پر لائیں گے۔

بہم دشمن بھی اک باہوں تو الفت ہو ہی جاتی ہے۔ یہ ہے بل بیٹھا وہ شے محبت ہو ہی جاتی ہے۔

۶: کبھی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی الیثنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ اور فرمایا ہے اذا سمعتم ایت اللہ یکفر بہا ویستہزئ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلتمہم۔ ان آیتوں میں کافروں کے پاس بیٹھنے کو خاص اس وقت منع فرمایا ہے جس وقت وہ اپنے جیسے میں اظہار کفر کر رہے ہیں۔ اس شخص سے شامت ہو اگر جب ان کی مجلس اس بُرائی سے خالی ہو اُس وقت ان کے پاس بیٹھنا منع نہیں ہے۔

۷: حدیث میں ہے۔ اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی عزت والا آئے تو اس کی عزت کرو اور — ۸: انزلوا الناس منازلہم لوگوں کیساتھ ان کے مرتبوں کی مطابق برتاؤ کرو۔

۹: شرح شریعۃ الاسلام میں ایک حدیث منقول ہے مداراۃ الناس صدقۃ یعنی لوگوں کیساتھ مدارات کرنا بھی صدقہ ہے۔ ۱۰: دیکھو عبد اللہ بن ابی سنان کو۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس بلا کر مشورے میں شریک کیا یہ کیا اپنی مجلس کا منافق کو رکن، اس کو ایسا معزز بنانا نہیں کہ عام صحابہ بھی ان مشوروں میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لہذا جس مجلس میں بد مذہب لوگ بھی رکن ہوں اُس میں اہلسنت کا شریک ہونا حضور کا اتباع ہے۔ اس پر اعتراض کرنا کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی نہیں اور کیا ہے — ۱۱: یہی سردار منافقین عبد اللہ بن ابی ایک غزوے میں مع اپنی جماعت کے چلا اور حضور نے

منع نہیں فرمایا کہ ہم مشرکین سے لڑنے کیلئے مشرکین سے بد مذہب نہیں چاہتے۔ ۱۲: بہت سے حدیث کی روایت کرنے والے بد مذہب اور فاسد العقیدہ تھے۔ اور جن محدثین نے بد مذہبوں سے حدیثیں روایت کیں انھوں نے اُن کو صدوق ثقہ کہہ کر انکی منقبت خوانی کی، ان کے اوصافِ جلیلہ کا اظہار کیا۔ تو کیا وہ محدثین بھی بد مذہب ہو گئے۔ ۱۳: یہ سُنی مولوی جس قدر اپنے مخالفین پر زُور کرنے میں سختی کرتے ہیں اسی قدر ان مخالفوں کا تشدد بڑھ گیا ہے۔ نہ یہ اُن پر اس قدر سختی کرتے نہ وہ اس قدر سخت ہوتے باقی اس زُور سے نہ وہابیوں کا زور گھٹا نہ نیچری قادیانی وغیرہ نیست و نابود ہو سکے۔ ۱۴: ہر ایک گروہ کے سردار کی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اُمت کو کرنے کا حکم دیا۔ ۱۵: وہ حدیثیں جن سے بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کی مطلقاً ممانعت سمجھی جاتی ہے اُن سے مقصود فقط ان کی تادیب و ترمیم ہے۔ ۱۶: اس زمانے میں بد مذہب سے قطع تعلق کر لینا، وقتِ ملاقات ترش روئی سے پیش آنا تادیب نہیں گمراہی میں ڈالنا ہے بلکہ اوروں کے گمراہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ۱۷: کسی عام مصلحت اور عمومی فوائد کیلئے سب کلمہ گویا ان اسلام بل کر کوشش کریں تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ دائرہِ سنت سے خارج ہو گئے ہرگز نہیں اور جو دعویٰ کرے نہایت بھی کر دے۔ ۱۸: اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلح حدیبیہ کو بھی پیش نظر رکھتے۔ ۱۹: اور مدینہ منورہ میں اگر غزوات و مصافحہ غزاة میں منافقوں کی شرکت کو بھی نظر کے آگے رکھ لے، جو کچھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و کبار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلوم تھا کہ فلاں منافق ہے۔ ۲۰: یہ سُنی علماء تو خوابِ غفلت میں پڑے سوتے ہیں، رسالہ بازی کیا کرتے ہیں۔ ۲۱: عرصہ گزرا کہ ایک عیسائی نے اشتہار دیا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ سب مسلمان متفق ہو کر بتائیں کہ مسلمانوں کے تہذیب و مذہب میں مجھے کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس میں سب مسلمانوں کے نزدیک حقانی مسلمان سمجھا جاوے، مجھے وہ اسلام پسند نہیں کہ اسلام کے جس مذہب کو میں اختیار کروں فقط اسی ایک مذہب والے مجھے حقانی مسلمان سمجھیں اور بہتر فرقوں کے مسلمان حقانی بالائے طاق مسلمان بھی نہ سمجھیں بلکہ کافر کہیں اور کم از کم اپنے مذہب والوں سے بُرا تو ضرور ہی سمجھیں کیوں کہ اگر مجھے ایک ہی مذہب والوں کے خیال پر اعتبار کر لینا کافی ہو تو وہ مجھے اس کفر پر بھی حاصل ہے یعنی میرے ہم مذہب اب بھی مجھے حق پر سمجھتے ہیں اگر مجھے اس کا ٹھیک جواب نہ ملا تو مسلمانوں یا دیگر کھوکھو میرے کفر کا وبال قیامت میں تمام جہان کے مسلمانوں پر ہو گا۔ میں مسلمان ہونے کو طیار ہوں جواب کا انتظار ہے۔ یہ آپس میں لڑنے والے علماء بتائیں کہ وہ سُنی ہو یا افضی یا خارجی یا وہابی کون سا مذہب اختیار کرے۔ ۲۲: یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کس نے تباہ کیا اور کون کون سے اسباب مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوئے۔ نہایت افسوس و حسرت سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمانوں نے تباہ کیا اور یہی باہمی

نا اتفاقی اُن کی تباہی کا باعث ہوئی۔ ۲۳: وہ دن قریب آنے والا ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ کُل اسلامی دُنیا میں تمام فرقوں کا اتحاد اور سب مذہبوں کا اتفاق پھیل جائیگا اور آپس میں اِن لڑنے والے مولویوں کا پتہ بھی نہ رہے گا۔ ۲۴: اسلام کی ضروری چیزوں میں سے اتحاد ایک وہ چیز ہے جس کے بغیر دنیوی دینی برکت کا کچھ بھی حصہ نہیں مل سکتا۔ ۲۵: آج ہندو، آریہ، پارسی غرض ہر ایک قوم دُنیا میں ترقی کی راہ پر دوڑی چلی جا رہی ہے مگر مسلمان سب سے پیچھے ہیں۔

اقول: وبحول اللہ وقوتہ احوالہ وعلیہ شہ علی حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
الہ وسلم اعتمدوا عول۔

یہ سب وہی منخرفات و خزیلیات ہیں جو طائفہ ندویہ آج سے تقریباً پچاس برس پہلے سنا چکا۔ اور جبھی حضرات علمائے اہلسنت نابین سرکار رسالت علیہ علی آلہ وعلیہم الصلاۃ والتحیۃ کا مقدس گروہ اپنے رسائل مبارکہ و کتب متبرکہ میں اِن کی دھجیاں اڑا چکا۔ امتداد زمانہ کے باعث آج ان تصنیفات مقدسہ کی عام اشاعت نہ رہنے کے سبب اِن صلیکلیوں کو پھر انھیں تلبیسات کا ذبہ کے پیش کرنے کا موقع مل گیا۔ ہم انھیں کتب ردندہ سے اِن ابطال صلیکلیہ کا رد و ابطال اپنے برادران اہلسنت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ آیت کریمہ انما المؤمنون اخوة کا ترجمہ یہ ہے کہ مسلمان مسلمان بھائی ہیں (ترجمہ رضویہ) صلیکلیوں نے اپنے مدعے باطل پر یہ آیت کریمہ تو پیش کر دی مگر سنی مسلمانوں کو یہ نہ بتایا کہ محاورات قرآنیہ میں مؤمنین سے کیا مراد ہے؟ بات یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے تک اسلام کی کامل ترقی دُنیا کی وسیع آبادی میں اپنی برکتیں پھیلا لیں۔ اس وقت تک تنزیل قرآن پر قتال ہوتا، معاملہ اسلام و کفر پر انفصال ہوتا۔ مؤمنین اہل حق اور کفار اہل باطل تھے۔ جب "مؤمنین" کہتے اہل حق ہی اُس کے مصداق ہوتے۔ اسی محاورے پر قرآن اُترا، حدیثیں آئیں۔ تو جس قدر آیات مبارکہ و احادیث کریمہ میں مؤمنین و مسلمین کو آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ بھائی بھائی رہنے کا حکم دیا گیا ہے اُن سب کا یہی مفاد ہے کہ تمام اہل حق آپس میں متحد و متفق رہیں، کوئی باطل راہ اختیار نہ کریں۔ اُس وقت تک کان اس ناگوار صدا سے آشنا ہی نہ تھے کہ مدعیان ایمان بھی مہندی وصال اور اہل حق و اہل باطل کی طرف منقسم ہیں۔ مگر امیر المؤمنین خاتم الخلفاء علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبی کی نسبت ارشاد ہو چکا تھا کہ تم جس طرح تنزیل قرآن پر قتال کرو گے یوہیں تاویل قرآن پر مدعیان ایمان باقرآن کو قتل پامال کرو گے اُن متفرق فرقوں کے نام بھی سُنادیے، پتے بھی بتادیے۔ چنانچہ حسب وعدہ صادقہ وہ دن سامنے آیا۔ آخر خلافت خاتم الخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ظہورِ بد مذہبیاں نے مُنہ دکھایا۔ خارجی نکلے، رافضی نکلے،

رافضیوں سے متفقہ فرماتے آجھلے۔ یہ سب کلمہ خواں تھے، مذہبی ایمان تھے، ہمارے کلمے کا دم بھرتے ہمارے قبلے کو سجدہ کرتے۔ مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے بہتوں کو کافر بھی نہ جانتے۔ مگر اہل بدین و خاہر مانتے مگر بایں ہمہ نہ ہمدردی سمجھی، نہ اتفاق و اتحاد کی ترنگ سوچھی، نہ اندام المؤمنون اخوة کا ان کو مصداق جانا، نہ کونوا عباد اللہ اخوانا کا یہ محل مانا۔ بلکہ انھوں نے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے قتل و قتال و عذاب و نکال پر اجماع فرمایا۔ دست و زبان، سنان و لسان و بیان و بیان سے ان کا نفرت نہ ٹھایا۔ اور کیوں نہ ہوتا کہ پہلے ہی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہی احکام فرمادئے تھے، سب راستے بتا دیئے تھے۔ ان کے بعد جو جو انش فتنہ بد مذہبیاں زیادہ بھڑکتی گئی، ان کے رد میں ائمہ دین و اولیائے معتدین و علماء مجتہدین کی کوشش چمکتی گئی۔ مجالس و عطا و محافل درس ان کے رد و تفضیح و طعن و تفتیح سے گونجتی رہیں۔ ہزاروں کتابیں ان کے توہین عقائد و تبیین مکارئ میں تالیف ہوئیں۔ جب سیف دست سنت میں ہوئی جعدین درجہ کی طرح بد مذہب کلمہ گو ذبح ہوتے رہے جب زمانے نے دوسری طرف کر دیا، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اہل حق حمایت مذہب حق میں اہل باطل کے ہاتھوں قید ہوئے، تازیانے سے، مگر کبھی بھائی چارہ نہ بھایا۔ اتحاد و اتفاق کا گیت نہ گایا۔ سلفا خلفا ہر قرن و طبقہ میں صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تبعین سے لیکر حضرت مولانا بحر العلوم ملک العلماء عبد العلی الکصوی و شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور ان کے بعد مولانا رشید الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی دہلوی، مولانا افضل رسول صاحب بدایونی، مولانا مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی، خضر علی صاحب علمدار کا یہی داب رہا، ہمیشہ علمائے اہل سنت نے بد مذہبی و بد مذہبیاں کے رد و تفضیح کو اہم مقاصد سمجھا۔ اور واقعی اگر یہ مقدس گروہ ایسا نہ کرتا تو آج آزادی پسندوں کی طرح ہر شخص بجائے خود فرعون بے سامان ہو جاتا۔ ان کی انھیں مقبول کوششوں کی وجہ سے تو ان کی روایتوں کی روشنائی خون شہیدان پر غالب آئی، ان کی انھیں مقدس سعیوں نے تو ہمیں صراط مستقیم دکھائی۔ ۱۳۱۶ھ میں طائفہ ندویہ نے اپنا منہ نکالا اور ان آیات مبارکہ و احادیث کریمہ کو تحریف معنوی کر کے بد مذہبوں لاندھیوں، بد دینوں بے دینوں کے ساتھ دوستی و ملاقات و اتحاد و موالا پر ڈھالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ تبارک و تعالیٰ۔

ہمارے سنی مسلمان بھائی اتنا ہی سمجھ لیں۔ اور ان صلیکلیوں کے فریب و مکر کو پرکھیں کہ ان کا یہ مدعا ہے باطل اگر معاذ اللہ صحیح ہو تو وہ سیکڑوں آیات مبارکہ اور ہزاروں ہزار قہر احادیث و نصوہیں شریکہ ائمہ قدیم و حدیث کہ بد مذہبوں سے اتحاد حرام، اختلاط گناہ، جو ان سے دوستی رکھے خود بد مذہب و گمراہ۔

انہیں سلام نہ کرو، کلام نہ کرو، اُن کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، پاس نہ بیٹھو، ارتباط نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں تو اُن کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن سے دور بھاگو کہ کہیں تم خود گمراہ نہ ہو وغیرہ۔ ارشاداتِ کثیرہ جلیلہ سب کے سب عیاداً باللہ تعالیٰ غلط و باطل ٹھہریں۔ ولا یقول بہ مسلم ولا من یقول بہ مسلم والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۔ حدیث شریف کو نوا عباد اللہ اخوانا کا مطلب بھی اسی تقریر سے واضح ہو گیا۔ کہ تمام اہلسنت اتحاد و اتفاق کے ساتھ آپس میں بھائی بھائی رہیں۔ بلا وجہ باہم نزاع و نا اتفاقی سے بچیں۔ ہر قسم کی بد مذہبی و گمراہی سے جو سبب نزاع ہے کامل پرہیز رکھیں۔

۳۔ آیت کریمہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر۔ آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (ترجمہ رضویہ) بالکل حق ہے۔ مطلب یہی ہے کہ سب راہِ حق پر ثابت قدم رہو۔ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، قادیانی، صلحکلی ہو کر پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ فرقے چاہے سو ہوں سب ایک ہی بنے رہیں۔ جو صلحکلیوں کا ایمان ہے۔

۴۔ یونہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان و اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتشوا ویتذہب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرين ○ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بُزدلی کر دے اور تمہاری بندھی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ترجمہ رضویہ) بالکل درست و صحیح ہے۔ مسلمانانِ اہلسنت کا اس پر بھی ایمان ہے۔ اور ان آیاتِ قرآنیہ پر بھی ایمان ہے کہ ول یجدوا فیکم غلظۃ اور لا تاخذکم بہمارأفۃ فی دین اللہ اور لا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظالمین ○ اور لا ترکوا الی الذین ظلموا فتنسکم النار ○ جن میں صاف ارشاد ہے کہ کفار تم میں سختی پائیں اور تمہیں خدا کے دین میں اُن پر محبت نہ آئے۔ ظالموں کے پاس نہ بیٹھو، ظالموں کی طرف ذرا بھی جھکے اور جہنم پہنچے۔ ہمارے سنی مسلمان بھائی خوب یاد رکھیں کہ یہ لا تنازعوا فتشوا وغیرہ آیات و احادیث سب بد مذہبی سے منع فرما رہی ہیں کہ اسبابِ منازعت نہ پیدا کرو۔ یا باہم اہلسنت میں (کہ زمانہ رسالت میں مومنین انہیں میں منحصر تھے) بلا وجہ نزاع اور نا اتفاقی سے ممانعت فرما رہی ہیں۔ ان کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رافضی، خارجی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، خاکساری، بابائی، بہائی، قادیانی، چکڑالوی سب نکلتے آئیں۔ تمہارے پیشواؤں کو مغالطات سنائیں، طرح طرح سے تمہارا دین ٹمائیں مگر سنیو! خبردار تم ان سے شیر و شکر ہی رہو۔

اچھا جانے دو یوں ہی سہی کہ یہ احکام عام ہیں۔ تو اہلسنت کیا اُن سے خارج ہیں؟ اُن سے نزاع، اُن

کمر دیا تھا کہ بدنہ ہوں کو مسند و عطر پر بٹھایا جائے، اُن سے لیکچر کہلوا یا جائے، اُن کی مدح و ستائش دینی کا گیت گایا جائے، اُن کی تعظیم عظیم سے رب عظیم کا عرش ہلایا جائے، وہ صریح کفریات و ضلالات علانیہ بکیں انھیں شربت کے سے گھونٹ بنا کر نوش جان فرمایا جائے، شیر مادر ٹھہرایا جائے۔ اور جو غربائے اہلسنت بحکم شریعت اُن کلمات کفر و ضلالت پر اعتراض کریں تو انھیں ترقی قوم و آزادی وطن کا مخالف و دشمن بنایا جائے۔ ملک میں اُن حامیان دین و ملت کے خلاف اخباروں کے کالموں، پیڈالوں کے پلیٹ فارموں پر پروپیگنڈوں کا طوفان بے تمیزی اٹھایا جائے۔ یہ کونسی دیانت ہے، یہ کس قسم کی صُحکلیت ہے؟ اللہ اللہ! ذرا تو کلمہ اسلام کا پاس کرو! کچھ تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سے ڈرو۔ واللہ هو الموفق بالخیر۔

۶۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری "مراۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" میں فرماتے ہیں۔

یعنی حدیث شریف میں جو یہ ارشاد ہوا کہ قدیوں وغیرہم بدنہ ہوں کے ساتھ نہ بیٹھو اس سے مراد یہ ہے کہ اُن سے محبت و مودت نہ رکھو اس لئے کہ ایک جگہ اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا دوستی کی نشانی اور محبت کی دلیل ہے تو حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ اس طرح اُن کے پاس نہ بیٹھو جس سے تم کو ان سے موانعت ہو جائے یا ان کی تعظیم کرنا پڑے اس لئے کہ جب تم اُن کے پاس اس طرح بیٹھو اٹھو گے تو وہ تم کو اپنے مذہب کی دعوت دیں گے اور اُن کے شیطان نے جو حرفات اُن کو سکھادیئے ہیں وہ تم میں ڈالنے والے دلائل پڑھادیئے ہیں وہ تمہارے سامنے پیش کریں گے اور جنکو علوم و معارف میں کامل دستگاہ نہیں ہوتی ہے وہ اُن کے مذہب کی طرف میلان کر جاتے ہیں۔ اور یہ اثر ہوتا ہے کہ اُنکی بُرائی تمہارے دلوں میں سرایت کر جائے گی۔ اس لئے کہ غیروں کے پاس اٹھنا بیٹھنا آخری مرتبے کی ہلاکت اور انتہائی درجے کی بربادی تک پہنچا دیتا ہے۔ اور حدیث شریف میں بدنہ ہوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے مطلقاً منع فرمانا آیت کریمہ کی اُس قید

لا تجالسوا اهل القدرای لا توادوهم ولا تحابوهم فان المجالسة ونحوها من المعاشات من علامة المحبة وامارات المؤدة فالمعنى لا تجالسوهم مجالسة تائیس وتعظیم لهم لا نهم اما ان يدعوكم الى بدعتهم بما زينه لهم شيطانهم من الحجج الموهمة والادلة المزخرفة التي تجلب من لم يتمكن في العلوم والمعارف اليهم ببادئ الرأي واما ان يعود اليكم من نقصهم وسوء عملهم ما يوثق في قلوبكم واعمالكم اذ مجالسة الاغيار تجر الى غاية البوار ونهاية الخسار ولا ينافي اطلاق الحديث تقييد الاية في المنافقين حيث قال الله تعالى فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيرة فلم ينه عن مجالستهم مطلقا لان الحديث يحل على من لم يامن على نفسه منهم فيمنع

عن مجالسہم مطلقاً والایۃ تحمل علی من
امن فلا حرج علیہ فی مجالسہم لغیر
التانیس والتعظیم مالہم کی نوا فی کفر و
بدعہ وکذا اذا خاضوا وقصد الرد علیہم و
تسفیۃ ادلتہم ومع ذلک فالبعدا عنہم
اولیٰ والاجتناب عنہم احرى۔

کے منافی نہیں جو ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی حرمت کیلئے
ارشاد فرمائی کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور باتوں
میں مشغول ہو جائیں تو ان کے ساتھ نشست و برخاست کو علی
الاطلاق منع نہ فرمایا۔ اس لئے حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ
جو علوم و معارف میں کامل و مستگاہ نہ ہوگی وہ بد مذہبوں
کی مجالست سے ان کا خیال ہوا جائیگا اور اسکو مطلقاً ان کے
پاس بیٹھنا ممنوع و ناجائز ہے اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص علوم و معارف میں کامل و مستگاہ رکھتا ہو وہ اگر بد مذہبوں
کے پاس بیٹھ جائے تو قیامت نہیں۔ مگر اسی شرط سے کہ ان کی تعظیم نہ ہو ان کے موائست نہ کی جائے اور وہ کوئی کلمہ کفر و
بد مذہبی کا بھی نہ کہتے ہوں یا ان کا رد کرنے اور ان کے دلائل کی خرابیاں بیان کرنے کی غرض سے ان کی مجلس میں شریک
ہو۔ اور اگر خاص علماء کا طین عوام سے الگ مبتدعین و کفار کو اپنی مجلسوں میں آنے سے نہ روکیں اور بد مذہبوں مرتدوں
کی تعظیم و تائیس سے بھی وہ مجالست خالی ہو تو ایسی مجالست خاص ان کے حق میں مگر مطلقاً ممنوع نہ ہوگی مگر پھر بھی ہر
اور ضرور تیرہ ہی ہے کہ ان سے دور اور اجتناب نفوذ میں۔

ہمارے سنی بھائی غور فرمائیں کہ علماء نے علوم و معارف میں کامل و مستگاہ رکھنے والے جن لوگوں کیلئے
بد مذہبوں کی مجالست کو لایحیٰ حج کہا ان کے واسطے بھی لغیر التانیس والتعظیم کی قید لگادی کہ بد مذہبوں
سے موائست نہ کی جائے، ان کی تعظیم نہ کرنی پڑے۔ پھر کیا یہ صلح کلی و اخطین کا نگرہاں، احوار، ہلیک، خاکسار،
نیا چرہ کفار، رفاضی بد اطوار اور خوارج نابالگار و غیر ہم مرتدین اشرار، مبتدعین، انہجار کے جن جلسوں، کانفرنسیوں
میں شرکت کو جائز قرار ہے۔ ان میں مرتدوں بد مذہبوں کی قویٰ و فعلی تعظیم و تائیس نہیں کی جاتی ہے؛
کیا اگر کوئی شخص ان کانفرنسیوں میں ان کے مبتدعین و مرتدین ضد و ناظمین و اراکین کی تعظیم و تائیس
سے قولاً و فعلاً ہر طرح اجتناب کرے اس کو انسیولا ترد، غیر مذہب، وحشی کہہ کر شور نہیں مچایا جاتا ہے؛
علماء نے مالہم کی نوا فی کفر و بدعہ کی قید لگائی۔ یعنی اس مجالست میں وہ مبتدعین کسی قسم
کی بد مذہبی یا بے دینی کا کلمہ بکنے سے قطعاً احتراز رکھیں۔ پھر کیا ان لیکچروں، اسپچوں میں کفریات و ضلالت
نہیں بکے جاتے؟ کیا سنی کہلانے والے صلح کلی حضرات ان پر سکوت محض و خاموشی مطلق کی نہیں ٹھہراتے
مع ہذا تفسیر منظر ہی میں ہے۔

یعنی جب وہ اپنے کلمات کفریہ کے سوا اور باتوں میں مشغول
ہوں تو اسوقت بھی بضرورت ان کے پاس بیٹھنے میں ضابطہ

حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیروہ ای غیر الاستکمال
فحیثین لا یاس فی مجالسہم لضروریۃ دعوت

اسکی عزت کرو۔ اور مومنین صالحین میں سے ہر شخص جس رتبے جس منزلت کا ہو اسی کے موافق اس کے ساتھ
برتاؤ کرو۔ مگر دقت تو یہی ہے کہ بچائے مومنین صالحین کے جھلکی تو ان صلیکیوں کو کوئی سوچتی ہی نہیں۔
جہاں تک فائدہ پہنچ سکے وہ ان کے وہابی رافضی دھڑوں کو اور ان کے مذہب کو پہنچے و بس۔

۹۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ علیہم اپنی تصانیف مقبولہ در ذرندہ و خذولہ میں
مدارات کے معنی اور مدارات و مہانت کا فرق طائفہ ندویہ کو بار بار سمجھا چکے ہیں مگر صلیکیوں و عظیمین عوام مسلمان
کو مغالطہ و گمراہی میں گرفتار کرنے کیلئے یہی مسئلہ پیش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلسنت کو حسن خلق و مدارات سے
ہرگز انکار نہیں۔ مگر یہ حضرات صلیکیہ اپنے اقلیہ صریحہ و ضلالت قبیحہ کو مدارات کے پردے میں جائز بتانے
اور عامہ مسلمان کو بہکانے کیلئے احادیث و اقوال و افعال سلف بیان کر دیتے ہیں جن میں حسن خلق و مدارات
کا ارشاد ہے۔ حضرت شاہ عبدالغفر رضی اللہ عنہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۲۳۷
و ۲۳۸ پر فرماتے ہیں۔

یعنی بہت سے لوگوں کو حسن خلق و مدارات اور دین و مہانت
کے درمیان خرق واضح نہیں ہوا ہے۔ مدارات اور حسن
خلق تو ہر مسلمان و کافر کے ساتھ شریعت مطہرہ میں پسندیدہ
ہے اور مہانت و چالو سی عیب اور دودہ ہے۔ لوگ ایک
کا دوسرے سے امتیاز نہیں کرتے ہیں اور حسن خلق کے
ضمن میں مہانت کر گزرتے ہیں اور دونوں کے درمیان
فرق کا خلاصہ یہ ہے کہ مدارات و حسن خلق کے معنی تو یہ ہیں
کہ اپنے حق میں سہل انکاری بریں اور نفسانیت کی بنا
پر کام نہ کریں اور اپنی تعظیم کو ضروری نہ سمجھیں اور اپنے حق
میں کسی سے جو قصور ہو جائے اسے معاف کر دیں۔ اور
مہانت کے معنی یہ ہیں کہ دینی معاملے میں چشم پوشی کریں
اور جو باتیں شرعاً ناجائز و پسندیدہ ہیں ان کو دیکھتے سنتے ہوئے
بھی تعصب نہ کریں اور اپنے دین کو ہلکا ٹھہرائیں اور دین
و شریعت کا جو حق واجب ہے اس سے درگزر کریں مثلاً اگر
کوئی شخص خود اس کو سخت دوست کہے یا اس کی تعظیم نہ

اکثر مردم اور میان مدارات و حسن خلق در میان مہانت
فرق واضح نشدہ مدارات و حسن خلق با ہر مسلمان و کافر در
شرع محمود است و مہانت و خوشامد معیوب و مردود۔ یکے
را از دیگرے امتیاز نمی کنند و در مقام حسن خلق از تکاب
مد مہانت مینمایند و تنقیح فرق در میان ایں ہر دو آنست
کہ مدارات و حسن خلق عبارت از مسامحت و حق خود مست
ب نفسانیت کار نکردن و خود را واجب تعظیم ندیدن و از تعظیم
کہ در حق خود رود در گذشتن و مہانت عبارت از مسامحت
در امر دین است و با وجود دیدن و شنیدن امور نامستورہ
و اقوال نامرضیہ تعصب نکردن و دین خود را سبک داشتن و
از حق واجب شرع و دین در گذشتن۔ مثلاً اگر شخصے کسی
را سخت گفت یا ترک تعظیم نمود و در غضب نیامدن و باو سے در
پے انتقام نشدن بلکہ سلوک نیک کردن از قبیل حسن خلق
و مدارات است و اگر شخصے حرکتے مخالف شرع کرد یا ترک تعظیم
دین نمود باو سے موافقت نمودن و اظہار باخوشی کردن و سخن

اور ان کے دل ان بابِ ممانعت و خوشامدست۔ | کرے تو غصے میں نہ آنا اور اس سے انتقام لینے کے پیچھے نہ پڑنا بلکہ اچھا سلوک کرنا یہ تو حسنِ خلق و مدارات کی اقسام میں سے ہے۔ اور اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرے یا دین کی بے تعظیماً کرے تو اس کے ساتھ ممانعت کرنا اور ناراضی ظاہر نہ کرنا اور اس کی بات کا رد نہ کرنا یہ ممانعت کی قسام میں سے ہے۔

اس عبادت سے واضح ہو گیا کہ مدارات تو مسلمانوں بلکہ ناسقول بلکہ کافروں کے ساتھ بھی بہتر ہے گویا ہر عبادت حرام و ناجائز ہے۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے مدارات و ممانعت کے درمیان جو فرق بیان فرمایا اسی سے واضح درویشانِ کراچیل بد مذہبوں بد دینوں لاندہ مہول بے دینوں کی کمیٹیوں کافر نسوں میں جو سنی کہنے والے اصل کلی حضرات شریک ہوتے اور عوام اہل اسلام کو اسی شرکت کی دعوت دیتے ہیں اس شرکت میں یقیناً شدید و بعید ممانعتیں ہوتی ہیں۔ مگر یہ واعظین کلمہ کلیت ان کی پردہ پوشی لفظ مدارات و حسنِ خلق سے کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ الحجة بالغة

۱۔ جب عبداللہ بن ابی منافق اپنے آپ کو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دوست بنا کر کرتا تھا۔ پھر اگر بقصد تالیف اسکو شریک مشورہ کر لیا گیا تو صلحی حضرات اس پر کیا خوشی کر سکتے ہیں۔ اور وہ بھی ایسے وقت میں کہ جب تک ممانعت نہ تھی۔ معاذ اللہ الخ و ضلالت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا اتباع اور اس کے ابطال کو کوتاہ نظری اور نفس کی پیروی بتانا ایسی کلمی ہوئی پھر بہت و ضلالت ہے۔ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس منافق سے یہ بھی فرما دیا تھا کہ تو بھی حق پر ہے، راہِ راست پر ہے۔ تیری امانت اسلام کی امانت، قوم کے ساتھ غداری، ملک کی بدخواہی ہے۔ کیا معاذ اللہ اس مجلس مشاورت میں بھی اس نے خلاف شریعت مظہر کوئی کلمہ بکا تھا جس پر خاموشی اختیار کی گئی تھی؟ کیا اس سے اقوال تائیس کہے گئے تھے؟ کیا اس سے افعال تعظیم برتے گئے تھے؟ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم و نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

پھر منافقین کو دربارِ درویش حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا رکن اور ایسا خصوص بتانا کہ صحابہ بھی اس سے محروم ہوں۔ اور دربارِ رسالت میں ان کو معزز ٹھہرانا کسی جاہل بلکہ اجمل مسلمان کا بھی کام نہیں۔ افسوس جب ایسے نیالالت والے صلحی حضرات واعظین قوم کی کشتی کے ناخدا بنیں پھر بیچ منہ دار میں غرق نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب ایسی اونڈھی مت والے قوم کے ہادی ٹھہریں پھر خلقت کیوں گمراہ نہ ہو؟ خیر اس قدر اور بھی سن لیجئے کہ ان کمیٹیوں، کافرنسوں میں سے کسی کمیٹی کسی کافر نس کے اراکین اگر ظاہر ہی میں یہ اقرار کر لیں کہ ہم سے غلطیاں ہوئی تھیں، ہم اب توبہ کرتے ہیں اور روافض و خوارج و وہابیہ، نیا چرم،

مسلم لکھیہ، خاکساریہ، گاندھویہ، اتراریہ، چکڑالویہ، قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین جو اس کمیٹی کا نفرنس میں شرکت و رکنیت رکھتے ہیں سب کے سب کہیں کہ ہم اب تائب ہو کر سنی مسلمان ہوتے ہیں تو پھر جب تک اس اقرار کا منافی کوئی قول و فعل اُن سے ظاہر نہ ہوگا ہم بھی خاص اس کمیٹی، اس کانفرنس کی شرکت و رکنیت و امداد و اعانت پر اعتراض نہ کریں گے۔ و باللہ التوفیق۔

۱۱۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ایک وقت میں شراب نوشی جہاں تک نشہ نہ لائے جائز تھی یا قبلہ بیت المقدس تھا، بعد کو شراب مطلقاً حرام کر دی گئی۔ کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم آگیا۔ اب اگر یہ صلحکلی و اعظین شراب نوشی کے جواز کا فتویٰ دیں یا کعبہ سے پھر کر پھر بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور دلیل میں معمول سابق پیش کریں تو کیا وہ الزام سے بری ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بس یہی حال صلحکلی و اعظین کی اس دلیل کا ہے کہ ایک وقت میں منافقین کو بھی اجازت تھی کہ لشکر ظفر بیک کے ساتھ ساتھ چلیں اور جہاد میں شریک ہیں۔ گو جہاد کا ثواب نہ پائیں۔ بلکہ منافقین کے جنازے کی نماز بھی خود حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پڑھاتے تھے۔ لیکن یہ حالت ایک خاص زمانے تک محدود رہ کر منسوخ ہو گئی، جہاد میں ساتھ چلنے کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ اُن کے جنازے کی نماز بھی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ پڑھی۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں جو ہے فقل لن تخرجوا معی ابدالاً ولن تقا تلوا معی عدواً

دشمن پر جہاد نہ کرنا

اور آیہ کریمہ ملاحظہ ہو۔

وما کان اللہ لیزال المؤمنین علی ما ائتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب ○
یعنی تو اسے محبوب تم فرما دو کہ اسے منافقوا اللہ مسلمانوں کو اس بات پر ہرگز نہ چھوڑے گا بلکہ گندوں کو ستھروں سے ضرور الگ کرے گا۔
اور آیہ کریمہ ملاحظہ ہو۔

ولا تصل علی احد منہم مات ابدالاً ولا تقم علی قبرہ۔

یعنی ان منافقوں میں سے جو کوئی مر جائے اس پر نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔

انہم کفروا باللہ ورسولہ۔

بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا۔

تو اس منسوخ شدہ امر کو نہ بنا کر پیش کرنا اور قرآن عظیم و حدیث کریم کے نصوص صحیحہ سے اعراض

فرمانا صلوات علی حضرت واعظین ہی کو مبارک رہے۔ حضرت اہل سنت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصرت ہم دینیوی
لاج اور نفسانی طمع پر ایک جدید شریعت ہرگز قائم نہیں کر سکتے۔

۱۲۔ — بد مذہب جسکی بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اس سے روایت کرنے میں بہت کچھ احتیاط و تفصیل
ہے۔ حضرت مالک العلامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم الثبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفي البدعة الجلیبة القبول عند الاكثر غير محقق الحنفية وهو
المختار عند من تلاهم خلافا للامدنی من الشافعية ومن تبعه
والامام مالك ومعظم الحنفية وهو المختار عند هذا العبد

یعنی جس راوی کی بد مذہبی ظاہر ہو لیکن حد کفر تک پہنچی ہوئی نہ ہو اس کی حدیث کا قبول کیا جاتا
محققین خفیہ کے ہوا اکثر محدثین کے نزدیک جائز ہے۔ اور ان محدثین کے پوچھنے میں ہیں ان کے نزدیک
یہی مختار ہے۔ لیکن شافعیہ میں سے علامہ آمدی اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما اور اکثر خفیہ اُس
کی حدیث کو قبول کرنے کے خلاف پر ہیں۔ ان کے نزدیک جس بد مذہب کی بد مذہبی حد کفر تک
نہ پہنچی ہو اس کی حدیث کو قبول کرنا بھی جائز نہیں۔ — اور اس بندے (بحر العلوم) کے
زودیک یہی مکتبہ ہے۔

اس مسئلے کے دونوں پہلوؤں کے دلائل اور مسلم قبول کے فتنہ ہونے کی تفصیل فوارح الرحمن شرح
مسلم الثبوت للعلامہ بحر العلوم میں ملاحظہ ہو۔ — جب بعض محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا کہ
بد مذہب اگر صدوق ہو اور اپنی بد مذہبی کی طرف لوگوں کو دعوت نہ دیتا ہو وغیرہ خالفت من الشر وطو
اس سے حدیث لینا منع نہیں۔ اور اپنے اس خیال کے مطابق اگرچہ فی الواقع یہ خیالی محقق نہیں۔ اور
مانعین اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان بعض محدثین نے تعامل شروع کر دیا تو اگر انھوں نے اس راوی
کے صدوق ثقت ہونے کا اظہار کر دیا تو اس میں بد مذہب کی منقبت خوانی اور اس کے اوصاف طیلہ
کا اظہار کیا ہو گیا۔ اگر وہ اسے صدوق وثقت نہ سمجھتے تو اس سے حدیث ہی کیوں لیتے۔ —

روایت حدیث میں راویوں کی سچائی اور قابل استناد ہونے کے بیان کا قیاس رفض و نیا چرہ و دلیونہ
وغیر ہم مرتدین و مستبدین کا منقبت خوانی و درج برائی اور ان کے مذہب باطلہ و مردودہ کی تصحیح و
تحمیل کرنا یہ نہیں صلوات علی علماء کی خوش فہمی کا نمونہ ہے۔

کے رُوس سختی نہ کی جاتی تو ہندوستان کے کلمہ گو یوں کی اکثریت دجال قادیانی کی جھوٹی نبوت کا کلہ پڑھتی نظر نہ آتی۔
 صلح کیوں کے نزدیک اگر یہ باتیں پرانی ہو چکی ہیں تو ذرا حضور پر نور آقا کے نعمت دریا کے رحمت
 اہم اہلسنت مجاہد اعظم فاضل بریلوی علیہ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری
 برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوانح مقدسہ کو بنظر انصاف دیکھیں۔ کہ ایک طرف شش اشالیوں اور ہفت
 خواہم والوں کا شدید فتنہ اٹھنا ہے۔ دوسری سمت تفصیلیوں، چیر توحیدیوں کا فساد عظیم پھیلنا ہے۔
 ایک جانب دیوبندیت و وہابیت کے طوفان اٹھتے ہیں۔ دوسری جانب ندویت و نچریت کے سیلاب
 آتے ہیں۔ ایک سمت سے قادیانیت چپکڑا لویت کی کفری گھٹائیں چلاتی ہیں۔ دوسری طرف
 ارتداد کی آندھیاں زور شور سے آتی ہیں۔ فتنوں کی اندھیریاں گھیر لیتی ہیں۔ بدمذہبوں بیدنیوں
 کی تاریکیاں محیط ہو جاتی ہیں۔ پھر۔۔۔ جلال الہی کے مظہر۔۔۔ جمال مصطفوی کے آئینے۔۔۔
 سرکارِ غوثیت کے نائب۔۔۔ اہم اعظم کے وارث۔۔۔ حضور علیہ صفت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 کیا کیا؟۔۔۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھروسہ کر کے۔ یارسول اللہ
 کہہ کر لسانی و بیانی جہاد کے اس ہوشیار با معرکے میں وہ شیر خرد کا شیر دلیر کو دپڑا۔ اور۔۔۔ اپنے نیزہ
 کا فر شکار کی قابو مار سے اسلام و سنیت کے دشمنوں کے دلوں میں غار کر دیئے۔ اُن کے قلب و جگر کے زخم
 وار سے پار کر دیئے۔ کہ۔۔۔ اُن کے حمایتیوں کو چارہ جوئی وار نہ رہے۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ غدو کے سینے میں غالب ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعدائے اسلام و دشمنان سنیت نے ناپاک اخباروں، نجس رسالوں، گندی دور قیوں، گھنونی
 چوڑیوں میں ملوں پروپیگنڈے بھی کئے، مذہب نام بازیوں، فحاشیوں کے خبیث منظر ہرے بھی کئے، متعلقے بھی کئے
 دھمکیاں بھی سنائیں، گیدڑ بھبکیاں بھی دکھائیں، مگر۔۔۔ دین اسلام کے اس مجاہد اعظم
 مرحوم ہو کر، کسی لالچ میں آکر معاذ اللہ اُن جہش سے دوستانہ، یارانہ، برادرانہ نہ منایا، اُن کی طرف
 محبت و مودت کا ہاتھ نہ بڑھایا۔ بلکہ اسلام و سنیت کے خورشید درخشاں و بدر تاباں کے عالم افروز چہروں
 سے ظلمت و کفر و ضلالت کے بادل ہٹا دیئے۔ دُنیا نے اسلام کو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی سچی عزت و عظمت، سچی اُلفت و محبت کے جلوے دکھائیئے ہر گمراہ بدمذہب ہر مرتد

بیدین کی ضلالت و خباثات کے پرچے اُڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے بھوٹے دندے مٹا دیئے۔ مسلمانانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ و البغض فی اللہ کی شرابِ طہور کے پھسکتے ساغرِ پیلا دیئے۔ لاکھوں مسلمانوں کو صلحِ کلیت کے جہنم سے بچا کر اسلام و سنت کی صراطِ مستقیم پر اُن کے قدم جمادیئے۔ اللہ انصاف! اگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بد مذہبوں کے دینوں کے رد میں قرآنِ عظیم و حدیث شریف کی بتائی ہوئی شدت پر عمل نہ فرماتے تو آج کیا ہندوستان میں اُس سارے تیرہ سو برس سے زائد قدیم سچے دینِ اسلام و مذہبِ اہل سنت کے پتے نشان نظر آتے؟ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

غرض وہابیہ نیاجہ قادیانیہ وغیرہم مبتدعین و مرتدین کا زور اس رد و طرد و شدت و غلظت کے سبب ضرور گھٹا۔ مگر بد مذہبوں کے وجود سے دُنیا کو پاک کر دینا یہ اہل سنت کی کوشش کا نتیجہ نہیں اور نہ وہ ایسا خیال کر سکتے ہیں۔ اور اگر اس گئے گزرے زمانے میں بھی سنی کہلانے والے جملہ واعظین تمام علماء جمیع مشائخ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پر بھروسہ کر کے اپنے اپنے مقامات پر اس صلحِ کلیت سے پیڑا ہو کر شریعتِ مطہرہ کی بتائی ہوئی اصل اصیل الحب فی اللہ و البغض فی اللہ پر اپنی طاقت و استطاعت بھر جائے ہو جائیں تو خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے فضل و کرم سے ابھی کیا پلٹ سکتی ہے بد مذہبی بے دینی کی طاقت گھٹ سکتی ہے۔ لیکن یہ تو حکمِ تشریفی ہے، جسکی اشاعت ہم پر بقدرِ قدرت و بشرطِ استطاعت فرض ہے۔ اور ہو گا وہی جو اُس کا حکم تکوینی ہے۔ و کان امر اللہ فتناداً مقدرًا ○

۴۱۔ اس دریدہ دہنی کے جواب میں مثنوی شریف کے چند اشعار لکھنا مناسب معلوم ہوتے ہیں۔

جملہ عالم زیں سببِ گمراہ شد	کم کسے زبدالِ حق آگاہ شد
اشقیار ا دیدہ بینا بنود	نیک و بد در دیدنِ شال یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند	اولیاء را ہنجو خود پنداشتند

یعنی تمام جہاں میں گمراہی اسی وجہ سے پھیلی کہ اللہ والوں سے لوگ بہت کم واقف ہوئے۔ بد بختوں کو دیکھنے والی آنکھ حاصل نہ تھی اچھا اور بُرا اُن کی نظر میں ایک سا دکھائی دیتا تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا انھوں نے دعویٰ کیا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنا سا سمجھا۔

اے صلحِ کلی مٹاؤ! کیا تمہارے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسا ہی برتاؤ کرتے تھے جیسا تم کرتے ہو۔ اور اسی کا اُمتِ مرحومہ کو حکم دیا ہے اور اسی پر سلف کا دار و مدار رہا ہے؟ افسوس کہ دنیوی آؤ بھگت اور دینی تعظیم میں تم کو فرق نہیں سوجھتا اور پھر بدانت کا قیاس مدارات پر اور اپنا حضور سرور کائنات علیہ و علیٰ

از اہل سوات و افسلیات پر کرتے ہو۔ تم کو یہ نہیں سمجھائی دیتا کہ مذاہرات جائز ہے اور مہانت، حسین صلیکلیوں کو غلو ہے گناہ و ناجائز ہے۔

۱۵۔۔۔ جن آیات مبارکہ و احادیث کریمہ میں بد مذہبوں کے ساتھ میل جول کو منع فرمایا گیا ہے ان سے فقط بد مذہبوں کی تادیب و ترمیم ہی مقصود نہیں بلکہ ان کی ترمیم و تادیب کے ساتھ ساتھ انکی نحوست، محبت و شہر بیاست سے سُنی مسلمانوں کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اور اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس برتاؤ سے دوسرے مسلمانوں پر بھی ان گمراہوں کا حال کھل جائے۔ تاکہ اور مسلمانوں کے قلوب بھی ان سے متنفر ہو جائیں۔ دیکھو صحیح مسلم شریف کی حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔ ایاکم و ایاہم لا یصلونکم و لا یفتنونکم۔ کیسی تصریح ہے کہ اسلئے بد مذہبوں سے دور رہو، اس لئے ان سے بچو کہ اگر ان سے گھال میل کرو گے تو وہ تم کو گمراہ کر لیں گے رفتے میں ڈال دیں گے۔ خود ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت دیکھئے۔

مجالسة الاغیار تجرالی غایة البوار و نہایة الخسار۔ | یعنی غیروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا آخری درجے کی ہلاکت و انتہائی مرتعہ کی بربادی تک پہنچنے کا نام ہے۔

بڑا فائدہ مہاجرت کا یہ ہے کہ طبیعت مسابقت پر مجبور ہے، ایک دوسرے کا آنکب ہے، ایک کا عکس دوسرے پر پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ سے تمام عقلا بُری صحبت سے بچتے رہے۔ کیا یہ صلیکلی حضرات و عظیمی بھنگا خانے، چندو خانے، فارشات کے چکلے وغیرہ و غیرہ مقامات میں جانا، بیٹھنا، رہنا سہنا، صحبتیں گرم کرنا، چکلیاں جانا، پسند کر سکتے ہیں؟ پھر کیا مشرکین کے بُت خانوں، اہل ہندو کے صنم کدوں، پارسیوں کے آتشکدوں، عیسائیوں کے گرجوں، نصرانیوں کے مشنوں میں جا کر ان سے رخصت ملا کر نا ان کو پسند آ سکتا ہے۔ اور جب نہیں اور ہرگز نہیں تو فسق فی العمل سے اتنا کیوں بچتے ہیں کیا اس لئے کہ ان لوگوں کو ان صلیکلی حضرات ملایان و عظیمی کے اس بچنے سے تادیب حاصل ہو؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اسی لئے کہ کہیں ان کا بڑا اثر نہ پڑ جائے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

مسابقة الطبع مما نشاهد من اخلاق الناس و اعمالهم فهو داء دفين قلماته له الحقائق فضلا عن الغافلين : فلا يخالس الانسان فاستقامة مع كونه منكرا عليه في باطنه الا لو قاس نفسه الى ما قبل بحالسة ادرك فيها تفرقة في النفرة عن الفاسد واذ يصير الفساد بكثرۃ المشاهدة هنيئا فيسقط وقعه فاذا صار مستصغرا الطول المشاهدة او

یعنی طبیعتوں کا باہم ایک دوسری سے تغیر طور پر اثر قبول کر لینا ان باتوں میں سے ہے جس کا لوگوں کے اخلاق و اعمال سے ہم نشین کر رہے ہیں۔ ایک بھی جوئی و من شدہ بیلری ہے جس پر عقائد لوگ بہت کم متذبذب ہوتے ہیں۔ پھر غافل تو غافل ہی ہیں۔ تو کوئی آدمی کسی خبیث کے ساتھ ایک مدت تک اس کو اپنے دل میں بڑا بچھے ہوئے بھی نشست و برخاست نہیں کر لیا کہ وہ اگر اپنے قلب کا اس فاسق کے ساتھ نشست و برخاست کرنے سے قبل کی حالت سے مقابل

شك ان تغفل له القوة الوازعة۔
 کہے گا تو ضرور اس کے فسق کی طرف سے نفرت میں غرق پائیگا اور جب فسق بکثرت نظر آنے کے سبب طبیعت پر آساں ہو جائیگا تو اس کی گرائی باقی رہے گی تو جب بہت زیادہ نظر آنے کے سبب وہ فسق ہلکا ہو جائے گا تو قریب تک گرائی ہوں سے روکنے والی قوت اس فسق کیلئے کشا و دوا مایہ ہو جائے۔

۱۶۔۔۔۔۔ یہ کچھ اسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں، مختلف طبائع کا موجود ہونا ہر وقت میں ضرور ہے۔ حضور اقدس سرکار پر سالت علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والحقہ کے زمانہ اقدس میں بعض وہ بھی تھے کہ چہرہ اقدس دیکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمرہ ہند میں داخل ہو گئے، بعض کو زرا دیر میں یہ دولت نصیب ہوئی۔ بعض طبائع میں محبت زیادہ تھی بعض میں کم۔ جن کی طبائع بالی کی طرف راغب تھیں وہ مولفۃ العتب تھے۔ پھر جب اسلام کی چمکی روشنی نے ان کے تاریک دلوں پر اپنا اثر نمایاں کر دیا، ان کا دل میں عبادت و استکبار نے ایسا گھر کر لیا کہ نہ نکلتا تھا اور نہ نکلا۔ حضور حجت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزار نری کی مگر جتنی ادھر سے نرمی اُس سے فوٹی اُدھر سے گئی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسی کیسی تکلیفیں سہیں مگر وہ سنگدل ہوم نہ ہوئے۔ اسی طرح ہر وقت میں اور بالخصوص اس وقت میں مختلفہ الطبائع اشخاص ہیں۔ بعض دلوں میں ابتداء بندہ ہی کا شبہ ہوتا ہے تو وہ کیوں؟ یا تو بندہ ہوں کی محالست مخالفت و محبت کی وجہ سے۔ جسکی طرف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رجحان ہے، یا بندہ ہوں کی نہ ہی کتابوں کے دیکھنے کی وجہ سے۔ اور بے شک یہ وہی شخص ہے جسکی نسبت صاحب فتح الباریؒ تحریر فرماتے ہیں۔

عظمتہ بالمستی مہم الامت ذالک بالرفق لا یعنی ایسے شخص کو خوش اسلوبی کے ساتھ سمجھائیں جہاں تک ہی عجز ذلہ ان یفعلہ بالعنف۔

لیکن وہ بندہ جو علمائے اہل سنت کی تحقیقات کو نظر حاکم سے دیکھے، اپنی بندہ ہی کی درویشی کی دعوت سے اُس پر ہزار طرح سے حق واضح کر دیا جائے مگر وہ عوام کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئے ایسے مرتبے کے بندہ ہب سے نرمی کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ بلکہ ایسے بندہ ہوں کے ساتھ اگر نرمی کی جائے گی تو ان کو باسانی اپنی بندہ ہی کی تبلیغ کا موقع ملے گا۔ وہ خفیہ خفیہ اپنے کام میں کامیاب ہوتے رہیں گے۔ خدا لہم اللہ تعالیٰ۔ ایسے بندہ ہوں کو اگرچہ سختی فائدہ دے مگر عوام اہلسنت کے دین و مذہب کی بھونہ تھلے ولعون جیسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت کرے گی۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی قسم کے بندہ ہوں کے متعلق تفسیر عن نری سورہ قلم صفحہ ۱۴ پر فرماتے ہیں

در حدیث شریف است اذا القیت الفاجر فالقہ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو ٹش ہو چہ خشن و در حال التزیل مذکور است کہ سہل بن رکنی کے ساتھ ملو اور تفسیر خالی التزیل میں مذکور ہے کہ امام

عبداللہ تشریف فرمودہ اند من صحیح ایمانہ و اخلص توحیدہ
 فانہ لا یأس الی المبتدع ولا یجالسہ ولا یؤاکلہ ولا
 یشاربہ و ینظر لہ من نفسہ العداۃ و من دامن
 بہ مبتدع سلبہ اللہ تعالیٰ حلاۃ الایمان و من
 تحب الی مبتدع فزع نور الایمان من قلبہ
 کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی خلاوت سلب کر لے گا اور جو شخص کسی بد مذہب کا دوست ہے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے قلب
 سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں۔

الدرجة الرابعة السب والتعيف بالقول الغليظ
 الحشن وذلك يبدل اليه عند العجز عن المنع
 بالانطف و ظهور مبادئ الاضرار والاستهزاء
 بالوعظ والنصح وذلك مثل قول ابراهيم عليه
 السلام انكم ولما تعبدون من دون الله د
 لنا نفعني بالسب الفحش بما فيه نسبة الى الزنا
 ومقدماته بل ان يخاطبه بما فيه مما لا يعد من جملة
 الفحش كقوله يا فاسق يا احمق۔

اور فحش نہیں ہیں جیسے فاسق (بدکار) احمق (گھٹا)

اب کیا یہ صلیک حضرت واعظین کہہ سکیں گے کہ شاہ صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما دونوں مولانا
 اللہ کرہامی میں ڈالنے کی ترغیب دینے والے تھے۔

۱۔ عام مصلحت اور عمومی فوائد کے لئے جملہ بد مذہبوں بے دینوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کا
 حکم شرعی زندہ کی کتب مبارکہ و رسائل مشرکہ میں دلائل شرعیہ سے واضح کیا جا چکا اور خود اس فتوے میں بھی بقدر ضرورت
 بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں گراہوں بے دینوں مرتدوں کے ساتھ محالست و مخالفت میں عوام
 مسلمین کے دین و مذہب کیلئے فتنہ و فساد وقت ہے اور وہ عام مصالح قومید اور عمومی فوائد ملک کیلئے معلوم نہیں کب
 حاصل ہوں۔ اور حاصل بھی ہوں تو کس قدر اور حاصل بھی ہوں یا نہ ہوں۔ پھر مسلمان کا یہ کام نہیں کہ اخروی فوائد
 ابدیہ و مصالح سرمدیہ کے بدلے میں چند روزہ زندگی فانی کے نام نہاد فوائد و مصالح خریدے لیسے لوگوں کے حق میں

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

اولئك الذين اشتروا الحياة الدنيا بالآخرة
فلا يخفف عنهم العذاب ولا هم ينصرون
یعنی یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی
میں لے کر لیا ہے اس پر سے عذاب ہلکا ہوا نہ لگے گا کیونکہ (ترجمہ ضمیمہ)
حضرت مولانا سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :-

مبادا دل آفرین روایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہ دیں بباد

یعنی اس کیلئے کہ دل کبھی خوش نہ ہو جو دنیا کے واسطے دین کو برباد کر دے۔ اور یہ بھی ہم نے ارغائے عماران
کے طور پر کہا ہے۔ ورنہ قرآن عظیم پر ایمان رکھنے والا بالیقین جانتا ہے کہ مرتدوں بے دینوں کے ساتھ محبت و دوستی
کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ یعنی بلائے محبوبہ کی نعم نے انہیں زندہ کیا جو ایسوں کے دوست ہوئے
المر ترالی الذين تولوا قوما غضب الله عليهم ما هم
منكم ولا منهم ويخلفون على الكذب وهم يعلمون
جن پر اللہ کا غضب ہے وہ تم میں سے نہ ہیں نہ ان میں سے وہ اللہ سے
جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار
اعد الله لهم عذابا شديدا انهم ساء ما كانوا
يعلمون ۝ اتخاوا ايمانهم حجة فصمدوا عن سبيل
کر دکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں انہوں نے
اپنی قسموں کو حوالہ بنالیا تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کیلئے خدائی
کا عذاب ہے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ
کام نہیں گئے وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا جس دن
اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں
کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے
ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا منستے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان
پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے
گروہ میں منتقل ہو بیشک شیطان ہی کا گروہ دار ہے (ترجمہ ضمیمہ)

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزوجل نے صاف صاف ارشاد فرمادیا کہ جن لوگوں پر اللہ کا غضب ہے کفار ہوں یا
مشرکین زندہ ہوں یا مرتدین ان کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے منافق ہیں۔ وہ اپنے ایماندار بھائیوں پر جو
قسمیں کھاتے ہیں وہ جھوٹی ہیں۔ اُن کا یہ فعل بہت برا ہے۔ وہ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو ہمدرد اسلام و
خیر خواہ مسلمانوں کے ساتھ دوستی اختیار کرنے والے تھے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کی محبت و دوستی کی
طرف جلتے ہیں۔ تو یہ حقیقت اُن کو اللہ عزوجل کی راہ سے روکتے ہیں۔ جس دنیوی مال و دولت اور اولاد کی
محبت میں وہ خدا اور رسول جل جلالہ وعلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں اُن کی یہ

یہ دولت یہ اولاد ان کو خدا تبارک و تعالیٰ کے سامنے کچھ کام نہ آئیگی۔ وہ دوزخی ہیں۔ اُن کیلئے رسولی کا سخت غلبہ ہے۔ وہ اگر اپنے اس فعل کو حلال جانیں تو منافق ہیں۔ اور اپنی ناپوچھنے کے مستحق۔ اور اپنے اولاد کے ایمان میں جھوٹے۔ اُن پر شیطان غالب ہے۔ اُن کو شیطان نے خدا کی یاد بھلا دی کہ اب ان کو خدا و رسول جلی جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر استناد نہ رہا بلکہ ان کا بھروسہ خدا و رسول جلی جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دشمنوں پر رہ گیا۔ وہ شیطان والے ہیں۔ شیطان والے کبھی کامیاب نہ ہونگے بلکہ ہمیشہ ہار ہی میں رہیں گے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجد قومًا يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباءهم أو أبناءهم أو إخوانهم أو عشيرتهم أولئك كتب في قلوبهم الآلیمان وایدهم بروج منه ویدخلهم جنت تجری من تحتها الأنهار خلدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنه أولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ هم المفلحون ○

یعنی (اے محبوب) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کرومستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ و اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اللہ اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائیگا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے۔ منشا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (ترجمہ ضویر)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان والوں کی صفت بھی بتلا دی۔ اور رحمن والوں کی تعریف بھی بیان فرمادی۔ ناکامی نامہ راہ کی راہ بھی بتلا دی اور کامیابی و یامرادی کی راہ بھی دکھادی۔ اب جس کا جی چاہے شیطان والوں میں شامل ہو جو پہلے رحمن والوں کے گروہ میں داخل ہو جو چاہے صلح کیوں کی بتائی ہوئی راہ ناکامی پر چلے۔ جس کا جی چاہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تعلیم فرمائی ہوئی راہ کامیابی پر استقامت اختیار کرے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۸۔۔۔۔۔ صلح حدیبیہ تو کھلے ہوئے کفار و مشرکین کے ساتھ ہوئی تھی ہوا ہے آپ کو مسلمان بھی نہ کہتے تھے کلمہ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ اس سے استدلال کرنے والے یہ صلح کی حضرات و عظیمین اپنی محبت اپنے اتحاد کو صرف مسلمان کہلانے والے بد مذہبوں مرتدوں ہی کے ساتھ کیوں خاص رکھتے ہیں۔ ان اس استدلال کی رو سے ان پر لازم کہ عیسائیوں کے پادریوں، جہڑوں کے پنڈتوں، آریوں کے پرچاروں کے ساتھ بھی صلح و محبت و اتحاد کریں جس طرح کفری بودا کی انھی کے زمانے میں خلافت کمیشی والے کرچکے ہیں اور اب بھی نام نہاد مجلس احرار اور وہابیہ کی جمعیتہ العلماء اسی پر عمل ہے۔ پھر ذرا یہ حضرات و عظیمین صلح کیست یہ تو فرمائیں کہ کیا صدا اللہ صلح حدیبیہ کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کافروں مشرکوں کو اپنے یہاں بلا کر ان کو اپنی مجلس میں لیکر دینے کی اجازت

دیا کرتے تھے اور جو کچھ کفریات و ضلالت وہ کہتے تھے اُن کا رد نہیں فرماتے تھے اور کیا اُن کے کفر و شرک کا رد کرنے سے باز آگئے تھے۔ کیا اُن کی تعظیم و توقیر مسلمانوں کے دینی پیشواؤں کی سی کرتے تھے کیا اُن میں سے کسی کو "مہاتما" (روح اعظم) یا امام الاحرار یا قائد ملت کے خطابات دیا کرتے تھے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

پھر ہم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ الزبانی کا ارشاد پیش کر چکے کہ جو بد مذہب مسلمان کہلاتا تھا اُس کی صحبت کا ضرر کھلے ہوئے کافر کی صحبت کے ضرر سے بڑھکا ہے۔

۱۹۔ منافقین جو اپنے کفر کو پوشیدہ رکھتے تھے اور تمام اعتقاداتِ اسلامیہ کا اقرار کرتے تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے کسی عقیدہ حق سے انکار نہیں کرتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ظاہر پر عمل کرنے کا حکم تھا۔ اُس وقت منافقین سے بظاہر اعتقاداتِ اسلامیہ کے انکار اور اُن کے کفریات کا ثبوت نہیں ہوتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ بظاہر مسلمانوں کا سامعہ کرتے تھے جبکہ اُن کو حکم تھا اور آجکل کے یہ روافض و دیندہ و بیخبر و قادیانیہ و چکراویہ وغیرہم اپنے عقائد کفریہ کا اپنے زبان و جسم سے برابر اظہار کر رہے ہیں تو آجکل کے ان کلمہ گو مرتدین کو اُن منافقین پر قیاس کرنا ان صلحہ کی حضرات و اعظین کی شدید فریب دہی ہے۔ دوسرے یہ کہ منافقین کے ساتھ یہ مسامتہ نرمی منسوخ ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرفا شریف میں فرماتے ہیں۔

حکى محمد بن مسلمة في المبسوط عن زيد ابن اسلم يعني محمد بن مسلمة نے مبسوط میں زید بن اسلم سے جو حدیث طیبہ کے فقہاء ان قوله تعالى يا ايها النبي جاهدا الكفار والمنافقين و اغلظ عليهم نسخت ما كان قبلها

تاہین سے ہیں روایت کی ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے اس فرمان کے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور اُن پر سختی کرو ان مسامتوں مسامتوں کو منسوخ فرما دینا ہے جو اس حکم سے پیشتر تھیں۔

تو ان صلحہ کی و اغلظوا کا امر منسوخ سے استدلال کر کے بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ محبت و دوستی اختیار کرنے کو جائز بتانا ایسا ہی ہے کہ کوئی بے دین انھیں سے سیکھ کر قمار بازی و شراب خواری کو جو پہلے جائز تھیں پھر اُن کو جواز منسوخ فرما دیا گیا اختیار کر لے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۰۔ حضرات علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ عنہم کا بد مذہبوں بے دینوں کے رد میں تصنیفیں فرمانا اور حقیقت مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ تغیر منکر کے تین طریقے مرکب اور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو تعلیم فرمائے۔ پہلا درجہ یہ کہ اگر قدرت و استطاعت ہو تو ہاتھ سے خلافِ شریعت مظہرہ امر کو مٹائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے مٹانے کی قدرت نہ ہو تو زبان سے اسکو مٹانے کی کوشش کرے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر زبان سے بھی اسکو مٹانے کی کوشش کرنے کی قدرت نہ رہے تو اُن مخالفینِ شریعت سے حتی الامکان قطعاً علیحدہ ہو کر دل سے

اس سوال سے قائل ہو کر ایسے مذہب کی تعلیم دینا چاہتے ہیں جیسا وہ عیسائی چاہتے ہیں کہ جسکو سب اچھا سمجھیں اسلئے ضرور ہوا کہ اصول میں سب مذہب ایک قرار دے دیے جائیں اور جو اصول ایسے ہیں کہ ایک فرقہ انکو ماننا ہے اور دوسرا نہیں ماننا وہ اصول ہی فضول اور غیر قطعی الثبوت ماننے جائیں خواہ اہلسنت کے ہوں یا کسی بد مذہب فرقے کے وہ اختلافات فرعی جزئی پہلے معمولی ناقابل توجہ قرار دئے جائیں۔ صرف وہ اصل جس سے کسی کو انکار نہ ہو اصول میں باقی رہے۔ باقی سب نفی اور خیالی دھوکے سے ٹھہر لوئے جائیں۔ لہذا اٹھہر گئی کہ کلمہ پڑھ لینا اپنے آپکو مسلمان کہلوانا اور غلطی مردم شماری میں اپنے آپکو مسلمان لکھوانا پس یہی تین ایسے اصول ایمان ہیں جن پر سب فرقوں کا اتفاق ہے۔ باقی عقائد کسی مذہب کے ہوں سب بے اصل اور ایسے بے اصل کہ ان میں رد و کد کی بھی اصلاً ضرورت نہیں۔ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے۔ جس کا جو دل چاہے سمجھے جو دل چاہے کرے۔ اگر اس پر کوئی سستی بھائی اعتراض کرے کہ یہ مذہب تو ایسا بظاہر جسے ہر مذہب والا بڑا جانے گا اور اس عیسائی کا مقصد پھر بھی حاصل نہ ہوا تو صلح کیوں کی طرف سے اس کا جواب واضح ہے کہ ابی حضرت! آپ کچھ بھی نہ سمجھے یہی تو چاہا جاتا ہے کہ سب اس ڈھنگ کے ہو جاؤ جس سے اپنے اپنے مذہب پر قائم رہنے کا نام بھی رہے اور پھر کسی مذہب کو بڑا بھی نہ جانو۔ یہی فریجیمش کی کوٹھی تو بنائی جا رہی ہے۔ اس عیسائی کا یہ سوالی سب سے پہلے سید عبداللہ الہ آبادی کے نام سے اخبار "نور انشائیں" پر پچاس اگست ۱۸۷۶ء میں شائع کیا گیا۔ جس کا پیر نیچر سر سید احمد خاں بانی علیگڑھ کالج نے "تہذیب الاخلاق" جلد دوم صفحہ ۳۹۲ پر یہ جواب دیا۔

"پسند اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں بہتر فرقتے ہیں اور نانیان میں سے ایک ہی ہے یہ تو ایک موضوع روایت ہے جسکو اس زمانے کے لوگوں نے جبکہ مسلمانوں میں باہم مسائل فروعی میں اختلاف پڑا اپنی رائے کیلئے بنالی ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا روایت و روایت تحقیق کے نزدیک ثابت ہے۔ سچا مسئلہ اسلام کا صرف یہ ہے من قال لا الہ الا اللہ قد دخل الجنة۔ محمد رسول اللہ اس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے پس اسلام اسی قدر ہے اور اسی کی تعلیم اور اسکی پر تعین نجات کیلئے کافی ہے عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاہیجہ فی الجنة شهادة ان لا الہ الا اللہ واداء احمد۔"

پیر نیچر نے اس عبارت ملعونہ میں صاف صاف بکریا کہ بہتر فرقوں میں سے ایک ہی ناجی اور بہتر فرقوں کے ناری ہونے کی حدیث معاذ اللہ جھوٹی اور گڑھی ہوئی ہے۔ حالانکہ اہل سنت کے سوا جتنے فرقے ہیں بیشک سب گمراہ فاسق بد مذہب ناری ہیں۔ تمام اہل حق صحابہ عظام و ائمہ کرام و علمائے اعلام رضی عنہم اللہ الملک للعلماء سے آج تک اسی عقیدے پر گزرے ہیں اور ہمارے آقا اللہ عزوجل کے چنے ہوئے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے متعدد مشہور حدیثوں میں صاف فرما دیا کہ۔

تفتقر امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهما فی النار
یعنی میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی وہ سب دوزخی ہیں سوا
ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ حضرت انس اور امام احمد و طبرانی حضرت امیر معاویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی
اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

کلهما فی النار الا واحدة وہی الجماعة۔ یعنی وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

پھر پیر نیچر نے صاف صاف بکدیا کہ اسلام کا صرف ایک ہی مسئلہ سچا ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ کہے لے وہ جنتی ہے۔ یعنی صرف اس ایک مسئلہ کے سوا باقی تمام مسائل ضروریہ دینیہ جو دین اسلام
میں ہیں سب جھوٹے ہیں اور صرف اسی کلمہ طیبہ کو پڑھ لینے کا نام اسلام ہے اور جو شخص تمام ضروریات دین
اسلام کا منکر ہو بس زبان سے صرف کلمہ پڑھتا ہو وہ جنتی اور ناجی ہے۔

مسلمانو! پیر نیچر کی بے ایمانی دیکھو۔ حدیث شریف میں تو یہ ارشاد ہوا۔

ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی
یعنی کوئی زندہ ایسا نہیں ہے کہ لا الہ الا اللہ کہے پھر اسی پر مرے مگر
ذلك الا دخل الجنة۔ یہ کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس کے الفاظ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بھی تصریح نہیں بلکہ یہ بھی اس
میں صراحت مذکور نہیں کہ لا الہ الا اللہ زبان سے پڑھ لینے کے ساتھ ساتھ دل سے اسکی تصدیق کرنا اُس پر
یقین رکھنا بھی ضروری ہے۔ تو پیر نیچر کو اصول نیچریت کی بنا پر لازم تھا کہ صاف صاف کہہ دیتا کہ فقط زبان سے
لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اور جنتی ہو جاتا ہے نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ
وسلم پر اُسے ایمان لانے کی ضرورت نہ لا الہ الا اللہ پر دل سے اعتقاد رکھنے کی حاجت۔ لیکن پیر نیچر اگر اپنے
نیچری دھرم کا اس طرح کھلم کھلا پرچار کرتا تو اُسے دُر تھا کہ عوام اہل اسلام یکجہت اس سے فرط ہو جائینگے
انھیں کے خوف سے کلیجہ بالسنوں اچھل رہا تھا۔ لہذا اُس نے اس ملعون نیچری دھرم پر پردہ ڈالنے کیلئے اتنا
بڑھا دیا کہ ”محمد رسول اللہ اُس کے ساتھ لازم و ملزوم ہے“۔ اب کون اس پیر نیچر سے پوچھے کہ کیوں لازم
و ملزوم ہے۔ اس لازمیت و ملزومیت پر کیا دلیل ہے۔ اسی طرح اُس نے مسلمانوں کے دُر سے لفظ یقین کا
بھی اضافہ کر دیا۔ اب کون اس مرتد کفر سے کہے کہ حدیث میں تو قال ہے تو نے اس کا ترجمہ ”یقین رکھے“ کیسے
گڑھ لیا۔ تیرے دھرم پر تو صرف زبان سے لا الہ الا اللہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ہونا حدیث کے الفاظ
کا تقضی ہے اگرچہ دل سے اس کلمہ توحید کو معاذ اللہ ٹھٹھا ہی سمجھے۔ پھر تو نے رسالت محمد رسول اللہ
کو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کیلئے لازم و ملزوم بنا کر اور زبانی کلمہ گوئی کے بدلے اُس پر یقین رکھنے کو مدعا

نجات و اسلام ٹھہرا کر دائرۂ اسلام کو کیوں تنگ کر لیا۔ پیر پنچر تو اپنے مقرر کو پہنچا اُسکی طرف سے اُس کا کوئی چیلنج بھی قیامت تک اُس کا جواب نہیں دے سکتا۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حدیث شریف کا مطلب امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بیان فرمایا کہ۔
معناه من قال الكلمة واذی حقها و فريضتها یعنی کلمہ تو عید پڑھنے سے مراد ہے کہ کلمے کا حق ادا کرے

اور کلمہ پڑھنے سے انسان پر جو فرائض عاید ہو جائیں انکو بحال لے

اور تمام محدثین کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک حدیث شریف کی یہی مراد حق و صحیح ہے تو لا الہ

الا اللہ پڑھنے کا مطلب تمام مسائل ضروریہ دینیہ پر ایمان لانا ہوا۔ اور کلمہ تو حید لا الہ الا اللہ کے ساتھ فقط

کلمہ رسالت محمد رسول اللہ ہی پر ایمان لانا لازم نہیں بلکہ دین اسلام کے ہر ایک مسئلہ ضروریہ پر ایمان ماننا ضروری

و لازم ہے۔ اسی لئے اگر یہ حدیث کریمہ میں کہیں قال لا الہ الا اللہ ہے کہیں کے تھان ہیں رسول اللہ ہی کو کہیں مستیقنا

بیہا قلبہ کی قید مذکور ہے کہ اُس کے دل کو اس پر یقین بھی ہو۔ کہیں اس شہادت میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے عبداللہ و رسول اللہ و ابن امہ اللہ و کلمۃ اللہ و روح اللہ ہونے اور جنت و نار کے حق ہونے کو بھی شامل

فرمایا گیا۔ کہیں محبت اللہ و بغض اللہ کو بھی لازم ایمان میں داخل فرمایا گیا ہے۔ کہیں شہادت تو حید و رسالت اقامت

صلوٰۃ و ایات کے زکاۃ و حج و صوم و رمضان پر اسلام کی بنا فرمائی گئی ہے۔ کہیں مسلمانوں کی سی نماز پڑھنے، مسلمانوں

کے قبلے کی طرف نماز میں منہ کرنے، مسلمانوں کا ذبیحہ کھانے والے کو مسلمان فرمایا گیا۔ مگر جب حدیث کریم کے

معنی سمجھ میں آ گئے کہ تمام مسائل ضروریہ دینیہ کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے۔ اور زبان سے اس کا اقرار

کرنا جبکہ اس کا موقع پائے شرط ہے تو ایمان والوں کے نزدیک ان احادیث مبارکہ میں باہم کسی قسم کا بھی تعارض

و تخالف نہیں سب میں اسی ایمان کا بیان ہے۔ کسی میں اجمال ہے کسی میں تفصیل ہے۔ کسی میں علامات ایمان کا بیان

ہے۔ کسی میں لازم ایمان کا بیان ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے دین کی کسی ضروری بات پر ایمان

نہ رکھنے والا اللہ عزوجل کی مہودیت و وحدانیت پر ہرگز ایمان ہی نہیں رکھتا۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پُر نور آقائے نعمت دریلئے رحمت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم الشان

مجدد اعظم مولانا شاہ عکرمہ مصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ

مسمیٰ بنام تاریخی باب العقائد والکلام میں پھر فقیر قادری و گدائے کوئے رضوی غفرلہ القوی کی کتاب مسمیٰ بنام

تاریخی راز سیرت کمپنی (۱۳۵۵ھ) میں ملاحظہ ہو۔

اس مسئلے کے متعلق یہاں بھی ایک جملہ عقائد لکھنا مناسب فاقول والتوفیق من اللہ العزیز

الولہب بالبدایہ ظاہر ہے کہ جس کے بھیجے ہوئے دین میں کوئی جھوٹی بات ہو وہ ہرگز سچا نہیں کہ وہ لوگوں کو

جھوٹی بات باور کرنا چاہتا ہے۔ اور دین اسلام میں جس قدر مسائل ضروریہ ہیں ان سب کا مسائل دین اسلام ہوتا
 قطعی یقینی طور پر ثابت ہے کہ ان سب مسائل کو رب العزت جل جلالہ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کے پاس بھیجا۔ تو جو شخص کسی مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلاتا ہے
 وہ مقدس دین اسلام ہی کو جھٹلاتا ہے اور دین اسلام کو جھٹلاتا ہے والا خود حضرت رب العزت جل جلالہ کو معاذ
 اللہ جھٹلاتا ہے۔ اور اللہ عز وجل کو جھٹلاتا ہے والا یقیناً اُس کے معبود حق ہونے کو غلط و باطل مانتا ہے۔
 توصاف واضح طور پر روشن ہوا کہ کسی ایک مسئلہ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانے والا اللہ عز وجل کو بہرے
 سے معبود حق ہی نہیں مانتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح پیغمبر نے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے یہ حدیث شریف پیش کی کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت کی کیمیا اس بات کی شہادت
 دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مگر اسی مشکوٰۃ شریف کے اسی باب میں بلکہ اسی فصل میں اس حدیث کی شرح ایک
 اور حدیث موجود تھی۔ اُس کو پیغمبر مجرم کر گیا کہ

عن دھب بن منبہ قیل لہ الیس لا الہ الا
 اللہ ہفتا فتح الجنة قال بلی ولكن لیس مفتاح
 الاولہ اسنان فان جئت بمفتاح لہ اسنان
 فتشکک والالہ فیتم لک رواۃ البخاری

یعنی دھب بن منبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جواباً یابین سے اور
 حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کے شاگرد ہیں مروی ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کیا لا الہ
 الا اللہ جنت کی کئی نہیں فرمایا کچھ نہیں لیکن کوئی کئی ایسی
 نہیں جس کے دندان نہ ہوں۔ اگر تو ایسی کئی لائے گا جس کے دندان نہ ہوں تو میں نے وہ دندان نہ دیکھے
 اس حدیث شریف نے بتا دیا کہ لا الہ الا اللہ جنت کی کئی ضرور ہے مگر جس طرح کئی کیلئے دندان ضروری
 ہیں اسی طرح لا الہ الا اللہ کی شہادت کیلئے تمام مسائل ضروریہ دینیہ کی تصدیق ضرور لازم ہے۔ بہر حال احادیث کثیرہ
 کے مطلقاً منکر پیغمبر نے محض منکاری و فریب کاری کی بنا پر دو حدیثوں کے ظاہری احوال کو اپنے مدعے کے باطل کیلئے
 دکھا کر اس سے استدلال کر کے جن حدیثوں میں اس اجمال کی روشنی تفصیل فرمائی گئی ہے اُن سے دم چڑا کر جان
 بچا کر صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے ہی کا نام اسلام ٹھہرا دیا اور تمام عقائد ضروریہ دینیہ کو کیسراڑا دیا۔

پھر پیغمبر کے سیکھ کر ندوہ خذولہ کے لائق و فائق واعظ ابراہیم گودی خیر مقلد نے اپنے ناپاک رسالہ
 ”اتفاق“ میں یہی سوال سرسرم کر و ضلال پیش کیا اور اس پر اتنا اور اضافہ کیا کہ۔

”سب من اللہ ایک اسلام صحابہ و سلف صالحین کا اسلام تھا کہ ان میں نہ اختلافات تھے اور نہ وہاں یہ سوال پیدا
 ہو سکتا تھا نہ اس کے جواب میں وقت تھی۔“

گر یہ ندوے کا فریب مرتکب ہو کر قبیح ہے۔ پھر یوں ندویوں صلح کیوں کی اور نہ ہی سمجھ کے مطابق یہ سوال سرایا اجمال و ہال بھی ضرور پیدا ہو سکتا تھا۔ کیا حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے عہد مبارک میں خوارج نہ تھے، کیا ان کے عہد مبارک میں شیعہ مخلصین یعنی اکابر اہلسنت نہ تھے، کیا روافض تفضیلیہ نہ تھے، کیا ان کے عہد میں روافض تبرائیہ نہ تھے، کیا ان کے عہد میں روافض نالیہ نہ تھے؟۔۔۔ ضرور تھے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو ایک نظر نہ دیکھا۔ ان سب کا گویا ان اسلام سے برادرانہ یا راندہ دوستانہ ہرگز نہ منایا شیعہ مخلصین (یعنی معتدلیان اہلسنت و جماعت) کی مدح فرمائی ان کو اہل حق نامی فرمایا۔ باقی سب فرقوں کو گمراہ بتایا۔ کسی کو آگ میں جلا یا، کسی کو تلوار سے جہنم پہنچایا، کسی کو تفریق کا مستحق ٹھہرایا۔ یہ حال تو زمانہ خلافت راشدہ کا بالاجمال بیان کیا گیا۔ اور بعد اس کے بقیہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین و سلف صالحین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانے میں قدریہ و مرجئیہ و معتزلہ و غیرہم بھی پیدا ہو چکے تھے۔ یہ سرایا اجمال سوال تو باعث اضلال جہال ہے زیادہ تر پیدا ہو سکتا تھا کہ بہت اختلافات شائع ہو چکے تھے۔ ہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی برکت اور ان کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سبب جواب گسان تھا۔ اور اب بھی اگر ان کی پیروی کی جائے تو ان کے اتباع میں رہی جواب باصواب کافی و دانی و شافی ہے۔ ہاں جسکو خدا نے تعالیٰ گمراہ کرے اس کا کون ہادی ہے۔۔۔ پھر ندویوں سے سیکھ کر اب صلح کی و اظہار یہی پہل سوال سرایا اضلال و امیہ اہل اسلام کو سنا سنا کر اس کا دہی کفری جواب بتاتے ہیں جو آج لیگی لیڈر ان اُمت لیگی کو سناتے ہیں۔ چنانچہ بمبئی کے لیگی ہفتہ دار اخبار ”نوائے“ کے شمارہ نمبر ۵ جلد ۲ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۹ء کے صفحہ ۴ پر اس کے ایڈیٹر محمد امین آزاد جو لیگ کے ایک پرورش اور آزاد لیڈر ہیں۔ بحال آزادی و بے قیدی فرماتے ہیں۔

ہندوستان کے موجودہ ماحول کا انتہائی ہے کہ ہم صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہیں۔ ایک خدا ایک قرآن ایک نبی کے ماننے والوں کی تعداد بڑھائیں۔ فروعاً سے چشم پوشی کرتے ہوئے ہماری جدوجہد اور سرگرمیوں کو صرف ان باتوں کے معاملے میں ڈال دیں جو ہم بحیثیت شیعہ مسلمان ہوتے ہیں۔ ہمیں بلکہ بحیثیت مسلمان قوم تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مسلم لیگ اور اس کے فائز پر بحث کرتے ہوئے عوام ان اس کو لیگ کی شمولیت کے لئے تیار کریں۔

اس عبارت میں لیگ کے آزاد لیڈر نے لیگیوں کے دلوں کے اندر کی کھول کر دکھادی اور صاف صاف کہہ دیا کہ وہ اپنی رافضی و غیرہ جتنے فرقے مسلمان کہلاتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہیں اور یہ کہ اس وقت مولویوں کو بھی چاہئے کہ بس لیگ کا پرہیزگینہ کریں اور جن مسائل میں وہ اپنی نجدی دیوبندی رافضی قادیانی چکڑالوی نیمبرتی خاکساری ملاحاری جٹا دھاری آغا خانی بابی اور بہائی لیگی اور صلح کی وغیرہ کسی مسلمان کہلانے والے فرقے کو اختلاف ہے ان کو بیان کریں

اس وقت ان مسائل کو تسلیم کرنے کی ان پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہندوستان میں ہم اس وقت جس ماحول سے گزر رہے ہیں اس کی وجہ سے ہم اس قسم کے کسی مسئلے پر ایمان لانے کیلئے ہرگز تیار بھی نہیں۔ سنی مسلمانوں کا ان مسلمان کہلانے والے فرقوں سے جتنے مسائل میں اختلاف ہے وہ سب نہایت ہلکے معمولی فریقات ہیں۔ اس وقت ان تمام مسائل کی طرف سے انگلیں بند کر کے مسلمانوں کو کسراٹھ کا انکار کر دینا چاہیے۔ ہر سنی مسلمان جنگلہ انصاف و ایمان دیکھ رہا ہے کہ گائیکوں اگر کھلم کھلا مسلمانوں کو معاذ اللہ مٹانا چاہتی ہے تو نام نہاد مسلم لیگ اپنی ان تصریحات کی بنا پر ہندوئی اسلام و خیر خواہی مسلمانوں کے پردے میں اسلام ایمان و مذہب کو فنا کرنا۔ مسلمانوں کو صرف نام کا مسلمان اور حقیقتہً ملحد و بے دین بنانا چاہتی ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر افسوس کہ اس عیسائی کے اس سوال سراپا ایمان کا جو حقیقی جواب تھا کہ جب اس عیسائی پر دین اسلام کی حقانیت آشکارا ہو چکی ہے تو پھر اسکو لازم ہے کہ وہ عقائد میں سنی اور اعمال میں مذاہب تہذیب اربعہ اہلسنت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی میں سے کسی ایک مذہب کا متقلد ہو جائے۔ اس کو نجات حاصل ہو جائے گی۔ اور روافض و شیعوہ وغیرہ مقلدین وغیرہم بد مذہبوں بے دینوں کو برا کہنے کی پرواہ نہ کرے کہ مذہب اہلسنت کی حقیقت اور اس کے مخالف کا بطلان قرآن عظیم سے ثابت۔ اور پھر یہ مطلب تھا کہ اس کے ذہن نشین کر لیا جاتا ہے یہ سنی جو اب منظر صواب کا شرف جاب نہ تو پیر نیچر نے دیا نہ مدوے کے آرومی صاحب نے نہ کسی صعلکی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ اسی طرح اس کا ایک الزامی جواب بھی تھا کہ اے عیسائی! جب تو دین حق اور مذہب حق بھی قبول کرنا چاہتا ہے اور پھر یہ بھی چاہتا ہے کہ اہل باطل بھی تجھے برا کہیں اور باوجود اس کے کہ دین اسلام کی حقیقت تجھ پر منکشف ہو چکی ہے پھر بھی بعض اختلاف باطل کی وجہ سے اگر چہ وہ بے دلیل بعض ہے قبول اسلام میں تجھ کو تاہل ہوتا ہے۔ تو ملت عیسائیت پر بھی جب کہ اس کا بطلان بھی تجھ پر واضح ہو چکا ہے کیوں کر قائم رہنا چاہتا ہے اس میں بھی تو مذاہب مختلفہ ہیں۔ تو اپنی اس گڑھی ہوئی اصل باطل کی رو سے تو عیسائی بھی نہیں رہ سکتا۔ ہاں اگر تو لا مذہب نیچری دہری ہو جائے تو تجھ کو اختیار ہے اور اہل عقل کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں نہ بحث کی ضرورت مگر پھر بھی جس قدر اہل مذاہب ہیں تیرے لا مذہب ہو جانے پر بھی سب کے سب تجھ کو برا ہی سمجھیں گے۔ تو لا مذہب دین ہو جانے کی صورت میں بھی تجھ کو تیری اس تراشیدہ شخصیت سے نجات نہیں پھر نہ کہ ضرر۔ یہ الزامی جواب ملک اہل ارباب بھی نہ تو پیر نیچر نے دیا نہ مدوے کے لائق فائق واعظ آرومی صاحب نے نہ صعلکی واعظ نے نہ کسی لیگی لیڈر نے۔ کیونکہ ان جوابوں سے ان کی مراد سراپا افساد حاصل نہ ہوتی تھی۔ مسلمان ہونے کیلئے تمام ضروریات دین پر ایمان لانے کی شرط زائل نہ ہوتی تھی۔ لہذا ان سے نظر بچا کر نگاہ برا کر وہ کفری جواب گڑھا کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھنے

اپنے آپ کو مسلمان کہنے ہی کا نام اسلام ہے۔ والہیاء باللہ تعالیٰ۔

پھر لو، زید و یوسف، صلوات اللہ علیہم اجمعین تو تبلیغ اسلام کا جھوٹا بہانہ پیش کرتے ہو۔ حضرت امام ربانی رحمہ اللہ الف ثانی قدس سرہ النورانی کا نصب العین تو حقیقی و واقعی طور پر تبلیغ اسلام ہی تھا۔ پھر بھی سارے کلر گو بد مذہبوں سے اتحاد ہرگز نہ منایا، اُن کو حق پر نہیں بتایا، ان پر رد و طرد سے سکوت نہ فرمایا، بلکہ اپنے مکتوبات جلد اول کے مکتوب نمبر ۶۹ صفحہ ۸۶ پر صاف صاف یہ کیفیت افروز بد مذہب ہی سوز اور شاد مسنایا۔

طریق النجاة متابعہ اہل السنۃ والجماعۃ کی شہرہ
اللہ سبحانه فی الاقوال والافعال وفق الاصول وفق
الفروع فانہم الفرقة الناجیۃ وما سواہم من
الفرق فہم فی معرض الزوال ومشرف الہلاک
علمہ الیوم احدا ولم یعلم امامی الغد فیعلمہ
کل احد ولا ینفخ النہر نہنا قبل ان ینبھا الموت
اس پر یقین کرنا کچھ مفید نہ ہوگا۔ اے اللہ تو ہم کو ہر شیار و خیر دار و بدست یار کرے، آمین۔

۲۲ ——— صلی علیہ وسلم! تمک بند، شاعری، نامزدگاری، لہو لہو ٹوٹسی اور شے ہے، اسلام الہدایہ اسلام
سے متعلق کوئی سچی بات قائم کرنا دوسری چیز ہے ”ہر کسے راہ پر کارے سائنند“۔ ”کل فن رجال“ جب اس باغ
کی آپ کو ہوا ہی نہ لگی آپ لوگ جانتے ہی نہیں کہ اُس کی دلکش بہار کا کیا عالم ہے۔ پھر اس مفت کی کاپیں کاغذ سے
کیا حاصل! صلی علیہ وسلم! جب بات چھڑی ہے تو اصل داستان بھی سن لو۔

یعنی ان اسلام کی نا اتفاقی مسلمان کہلانے والوں کی اسلام کو ضرر رسانی تو کوئی غیر متوقع خیال ٹھہرائی نہیں سکتا
حضرت خیر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خبر تھی۔ بھلا کیوں کر معاذ اللہ جھوٹ ہو سکتی تھی۔ جو فرمایا وہی ہوا اور
ہوتا ہے اور ہوگا۔ جس کا واقعہ نہ ہونا محال الٰہی شریعت میں سے ہے۔ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
کا ارشاد واجب الانقیاد ہے۔

اذا ظهرت البدع (اوقال الفتن) وصب أصحابی
فلیظہر العالم علمہ ومن لم یظہر علمہ فعلمہ
لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل
الله منه صریحا ولا عدلا۔
یعنی جب بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور حقے پھیلیں اور میرے صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہا جائے تو عالم پر فرض ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے
اور جو عالم اپنا علم ظاہر کرے اس پر اللہ کی اور تمام مخلوق اور سب کی سبکدوشی
اللہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نہیں۔

اور فرمان واجب الازعان ہے کہ۔

السالك عن الحق شيطان اخرس یعنی حق گوئی سے بلاوجہ شرعی ناموشی دہنے والا لوگ شیطانی ہے۔

اس بنا پر ائمہ دین اولی الامر نے بزور سیف و سنان اور دوسرے علمائے اسلام نے بذریعہ لسانی بیان احقاقِ حق و الباطل باطلی میں ہمیشہ بلیغ کوشش فرمائی۔ ان حضرات میں بہت سے ایسے تھے کہ فتحیابی و غلبہ ان کو نصیب ہوا۔ اور بہت ان میں شہادت فی سبیل اللہ سے کامیاب ہوئے۔ یہ ہمارا محض دعویٰ ہی نہیں جسکی دلیل ہمارے پاس نہ ہو۔ دیکھئے کہ حضرت افضل العارفین والواصلین امیر المؤمنین سیدنا ابو جعفر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک فرد جو اپنے آپکو مسلمان کہتا تھا۔ کلمے کا قائل تھا، صرف انکارِ بقلائے فرضیت زکاۃ کی بن پر۔ اور دوسرا فرقہ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور اسکی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر بھی ایمان رکھنے کا مدعی تھا، صرف انکارِ ختم نبوت کی بنا پر مرتد و کافر ٹھہرا کر قتل کیا گیا۔ اسی طرح حضرت خاتم الخلفاء امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ زائدہ خلافت میں خوارج پیدا ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی بیگونی و ارشادِ مبارک کے مطابق ان کو گمراہ و بد مذہب جان کر قتل فرمایا۔ ان کے نمازی اور کلمہ گو ہونے پر ان کو شتر بے مہار بنا کر نہ چھوڑ دیا، بلکہ نبوت بایں جا رہا سید کہ حضورِ نجر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خبر کے مطابق انھیں اشرار و نابکار کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ تو یہ امر ہرگز قوتِ اسلامیہ کے زوال کا سبب اور مسلمانوں کی تباہی کا باعث نہ ہوا۔ البتہ جس بڑی گھڑی سے محکوم مسلمان اہلِ اسلام نے گمراہ فرقوں کے مکارمہ و مفاسد دفع کرنے میں وہی دستی اور ان کی مجالست و مخالفت ان پر اعتدال سے اعتدال کے میں کوتاہی اور امر بالمعروف نہی عن المنکر میں سہل انکاری اختیار کی، اہل اسلام کو تباہی و بربادی لے گھیر لیا مگر پھر بھی یہ بات غنیمت تھی کہ علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالیٰ صمیم تمام گمراہ و بد مذہب فرقوں کی گمراہی کا اعلان اور ان کے مفاسد و مکارمہ کے دفع کرنے میں حتی الامکان کوشش کے پلے جلتے تھے۔ اب پیچروں، مذلوں، لیگلوں، صلیکلیوں کے سر میں یہ خیال سمایا کہ احقاقِ حق و الباطل باطل اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہی مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۲۲۔ صلیکلی واعظو! خوب یقین کر لو کہ اسلامی دنیا پر نہجِ حیرت، ہدایت، ایکیت و صلوات کی یہ خواست ہرگز اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی۔ البتہ نہجِ اسلام والے ضرور اس کو اپنے حق میں بابرکت سمجھ کر نہجِ دنیا میں پھیلائیں گے۔ نہایت خوشی کے ساتھ اس کا خیر مقدم اسکی مہمانی کریں گے۔ صلیکلیو! ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ہم ساری دنیا سے کل باطل بد مذہبوں کا نام و نشان مٹا سکتے ہیں یا ساری دنیا کو اپنا خیال سنی مقلد سلف بنالیں گے۔ یا خاص پیچروں، مذلوں، صلیکلیوں کی کائنات کو دنیا سے ناپید کر دینا ہمارے بس کی

بات ہے۔ یہ خیال تو کسی وقت میں کسی نے بھی نہیں کیا۔ آیاتِ بینہ و معجزاتِ جلیہ دیکھنے پر بھی کل کفارِ مسلمان نہ ہوئے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوشش کا یہ نتیجہ مرتب نہیں ہوا کہ روافض و خوارج کا وجود دنیا کے پردے پر نہ رہا ہوتا۔ کس قدر تہدید نہ کی گئی، کونسی ذلت نہ دی گئی، کس کس طرح نہ سمجھایا، ڈرایا، دھمکایا، تعزیر دی، جلایا، قتل فرمایا۔ مگر روافض و خوارج آج تک موجود ہیں۔

بات یہی ہے کہ ہمارا کام احکامِ شرعیہ کی تعمیل ہے۔ اس کے احکام تکوینیہ کی مخفی حکمتوں میں چون و چرا کرنے کے ہم مجاز نہیں۔ یہ حضرات صرف اس پر محکم تھے کہ امر حق کا اظہار اور باطل کا رد و انکار کئے جائیں۔ قدرت و استطاعت ہوتے ہوئے چھوڑ بیٹھنے، چپ ہو جانے کی اجازت نہیں۔ اور مرنے کو تو کون نہیں مرا اور کون نہ مرے گا۔ یہ دن تو سب کیلئے مقرر ہے۔ جی و قیوم جل جلالہ ہم کو بھی اپنے حبیب جی و قیوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم کی سچی غلامی پر خاتمہ عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا حشر فرمائے۔ آمین۔ مگر مذہبِ اہلسنت کے مددگار اور اسکی تائید فرمانے والے جب تک اسکا وعدہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہر وقت میں احیائے دین متین بعون اللہ الملک الحق المسبب کرتے ہی رہیں گے۔

لے خود لکھو میں خارجیت کی تبلیغ کا ٹھیکیدار، ناصبیت کا منادی، وہابیت کا مبلغ دیوبندیت کا پرچارک ناپاک اخبار "انجم" کا ایڈیٹر مرتد عبدالشکور کا کوری موجود ہے۔ جو روافض کے پرے میں حضراتِ اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تبرے اور گالیاں سناتا ہے۔ سنیت کی آڑ میں وہابیت و دیوبندیت پھیلاتا ہے۔ "مدح صحابہ" کے خوشامطالعے میں تو ہمیں اہلبیت کا زہر ملتا ہے۔ "محبت صحابہ" کے خوش ذائقہ شربت میں دشمنی اہلبیت کا سہم قابلِ بلا کر اپنے دامِ افتادہ جاہلوں بے وقوفوں کو پلاتا ہے۔ مدح رسول کریم علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام یعنی مجلسِ میلاد اقدس کو تو حرام و بدعتِ سنئہ و ضلالت بتاتا ہے۔ تداعی و تعین و اہتمام و التزام و زینت و غیرہ امور جائزہ و مبارک و حرام ٹھہراتا ہے اور اسی ناپاک حیلے سے محفلِ میلاد شریف کو بھی حرام کراتا ہے۔ لیکن اپنے پیٹ کی خاطر اور وہابیت و خارجیت پھیلانے کیلئے نام نہاد "جلوس مدح صحابہ" کے ضروری و واجب ہونے پر زور لگواتا ہے۔ حالانکہ تداعی و تعین، اہتمام و التزام و زینت یقیناً اس میں بھی موجود ہیں۔ تو خود اپنے ہی فتویٰ کی بنا پر لکھنؤ کے لوگوں سے برابر ہر سال حکم کھلائے سب حرام کام کروا تا ہے، عوام کو اشتغال دلا کر جذبات کو بھڑکا کر پولیس سے لڑوا تا ہے۔ اور خود بھس میں چنگاری ڈال کر الگ کھڑا تماشہ دیکھتا نظر آتا ہے۔ اُسی کے اشتغال دلانے پر مجمع تو پولیس پر اینٹیں برساتا ہے اور پھر پولیس کی گولیاں کھاتا ہے اور خود مرتد کا کوری کبھی چکن بڑی میں کبھی پائے نالے ہی میں اپنے آپ کو چھپاتا ہے کبھی کلکتے یا شملے یا کوری کو بھاگ جاتا ہے اور اس طرح اپنی جان بچاتا ہے۔ مسلمانو! ایسے دشمنانِ اسلام و مسلمین سے بچو۔ مرتد کا کوری کی تبلیغ خارجیت کے ناپاک کفری ملعون نتیجے انجمن تبلیغ صداقت ممبئی کے شائع کردہ رسالہ "دیوبند و دہلیہ کی خارجیت" (۱۳۶۰ھ) میں اور اسکی غیر تقلیدیت کے کرشمے حضرت مولانا مولوی حکیم سید محمد مہدی صاحب ساکن کالپی شریف دامت برکاتہم کے رسالہ مبارک "مستحق بنام تاریخی" (جلد دوم رجم برائید میرٹھ انجم" (۱۳۶۰ھ) میں ملاحظہ ہوں۔ ۱۲

۲۴۔ اتحاد سے اگر مقصود ہے کہ اگر حقیقتہً دل سے سب حق و باطل فرقوں کے ساتھ محبت فرض ہے اور بغض حرام و موجب خلل اسلام ہے جیسا کہ نیچر لوں اور عام ندویوں اور صلحگیوں کا مذہب ہے تو یہ محض عناد و شقاق ہے۔ اور ومن يشاق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نولہ ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا کا مصداق ہے۔ اور اگر وہ مقصود ہے جو لیگیوں صلحگیوں کے بعض طرفدار تاویلًا مراد لیتے ہیں یعنی رافضیوں، نیچر لوں، غیر مقلدوں دیوبندیوں وغیرہم گمراہوں مرتدوں کے ساتھ بظاہر تو اظہار محبت کرنا زبان سے اُن کو گمراہ بے دین نہ کہنا اُن پر رد و انکار نہ کرنا اُن سے ملے جلے رہنا، شیر و شکر رہنا، مگر دل میں ان کو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دشمن اور گمراہ جان کر بغض رکھنا تو ایسا اتحاد و اتفاق ہرگز دینی برکتیں تو درکنار دنیوی برکتوں کا بھی مفید و منتج نہیں ہو سکتا کہ اہل سنت کے نزدیک ایسا اتحاد و اتفاق داخل شقاق و نفاق ہے۔

۲۵۔ صلحگی و اعطوا یہی تو نیچر لوں کی تقلید میں آپ حضرات کا منہائے ہمت و مبلغ علم ہے دنیا کی ٹیم ٹام ظاہری دھوم دھام پر مٹے پھرتے ہو۔ اسی کو مسلمانوں کی ترقی، اسلام کی برکت، اسلام کی بہبود جانتے ہو۔ اسی میں کافروں کی پیشی و پیشی دیکھ کر ہائے تنزل وائے تنزل کے مرثیے گاتے ہو۔ اسی میں اُن سے بڑھنا چڑھنا اور نہ بن پڑے تو برابر ہی پڑنا چاہتے ہو۔ قالو یوسى اجعل لنا الہا کما الہم الہة۔ مگر حاشا یہ اسلام کی خوبی نہ مسلمانوں کی ترقی۔ مسلمان ان باتوں میں ہمیشہ کفار سے کم رہے ہیں اور کم رہیں گے۔ مسلمانوں کا خدا عزوجل صاف فرما چکا ولا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجنا منهم زهرة الحیوة الدنیا لفتتہم فیہ و رزق ربک خیر و ابقى ○ یعنی ہرگز آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس چیز کو جو ہم نے کافروں کے گرد ہوں کو برتنے کیلئے دی دنیا میں جینے تک کی رونق انھیں فتنے میں ڈالنے کو۔ اور تیرے رب کا رزق بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ کفار اور دنیا دونوں عدو اللہ ہیں۔ کفار اور دنیا دونوں ملعون ہیں۔ عدو عدو کو اور ملعون ملعون ہی کو لائق ہے۔ الخبیث للخبیثین والخبیثون للخبیثات۔ اس تھوڑے سے تمتع دنیوی پر جو کافروں کو ملا آپ حضرات کا یہ حال ہے کہ اگر مناسبت عداوت و لعنت اپنا پورا اعلیٰ کرتی تو سب میں پہلے اسلام کو سلام کرنے والے ایسے ہی دنیوی زرق برق پسند کرنے والے حضرات ہوتے۔ رب جل و علا خود فرماتا ہے۔

ولو لا ان یكون الناس امة واحدة لاجعلنا لمن یکفر بالرحمن لیبوتہم سقفا من فضة و معارج علیہا یظہرون ○ و لیبوتہم ابوابا و سررا علیہا یتکعون ○ و زخرفا وان کل ذالک یعنی اور اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ سب ایک دین باطل پر ہو جائینگے تو ہم بنادیتے انھیں جو خدا کے منکر ہیں اُن کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں اور اُن کے گھروں کو دروازے اور تخت جن پر تکیہ لگائیں اور انھیں

لعمامتا ع الحیوة الدنیا والآخرۃ عند ربک
 بہت کچھ آرائش مینے سادہ سب کچھ کیا ہے یہی دنیا کے حقے
 للمعتقین ○
 جی کا ہر تنہا اور کچھ لاکھ تیرے رب کے یہاں انھیں کو ہے
 جو پر ہیز گاری کریں۔

ایمان سے کہنا اگر رب العزۃ عز جلالہ ایسا ہی کرتا کہ دنیا میں ہر کافر کے مکان سونے چاندی کے ہوتے
 چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں سونے کے دروازے سونے کے تخت ہزار گوندہ آرائش و تجل سے ہر ہفت
 تو اس وقت حضرات نجر یہ و ندویرہ و لکیہ اور آپ حضرات و اہلین صلحہ اگر بالفرض مسلمان رہتے بھی تو کیا
 کچھ اے ذلت والے پستی آہ تنزل واد بدبختی کہہ کر چلا تے اور کس کس قدر اسلام و مسلمین کی تذلیل و تحقیر
 کے مددس و قصائد اور ترانے اور شکوے گاتے۔ اللہ اسلام کی قوت مسلمین کی شوکت جس امر میں
 تھی یعنی دین پر ثبات، حق پر استقامت گمراہوں پر سختی، بد مذہبوں سے نفرت، معروف کی ہماکد، منکر
 پر شدت وہ سب تو یوں گنوا بیٹھے کہ سب مسلمان بھائی ہیں۔ سب سے میل جول الفت محبت اتفاق و اتحاد
 کرنا فرض ہے۔ کسی کے عقائد کفر و ضلال پر رد کرنا اسلام کی بدخواہی قوم کے ساتھ غلامی و وطن کی ہربادی
 ہے، مناظرہ حرام و خود کشی ہے۔ مسائل نزاعیہ کا جواب سکوت و خاموشی ہے اور جس امر کو ترقی اسلام و رفعت
 مسلمین سے نام کو علاقہ نہیں بلکہ اس میں بڑا حقد کفار ہی کا ہے۔ اسے یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھئے اور
 اُس میں برابری پر مریئے۔ حضرات! اسی کو تو دنیا کو شمشاد و دین فراموشی بلکہ دنیا آخری و دین فردوسی کہتے ہیں۔
 من آنچه شرط بلاغ ست با تو میگویم تو خواہ از منخم پند گیر و خواہ مسال

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور تاجدار رسالت علیہ علی
 آلہ افضل الصلاۃ والتحیۃ کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں اس کے نشان بدن اقدس پر بن گئے ہیں صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، امیر المؤمنین کو بے اختیار رونما آیا عرض کیا یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کا خزان
 مجوس و نصاریٰ اس ناز و نعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف و محنت میں فرمایا اے عمر کیا تو
 راضی نہیں کہ ان کیلئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ خود امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ باوصف ان فتوحات عظیمہ کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں کے پادریوں
 نے حضور کو دیکھنے کیلئے بلایا تھا، دشمنوں کے سامنے اس حالت میں جلوہ فرما ہوئے کہ اونٹ پر غلام
 سوار اور اپنے ہاتھ میں مہار، بدن مبارک میں چڑے کا کرتا جس میں سترہ بیوند۔ اللہ اللہ اگر آج کل
 کے یہ تزلزل اور پستی کے مریخے گانے والے لوگ ان حضرات صحابہ کرام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیکھتے تو کیا کیسا ہنستے احمق سمجھتے۔ اور دل میں تو آب بھی کہتے ہونگے کہ وہ ریستانی

جنا کش ناز و نعمت کے مزے کیا جائیں۔ یہ لطف عجیب و نظم و ترتیب و آراستگی و تہذیب تو کچھ دانا یا این یورپ ہی کو نصیب۔ ع حاضر کیا جائیں غریب لگے زمانے والے۔

سچ فرمایا علمائے باطن نے کہ اگر تم صحابہ کو دیکھتے تو انہیں مجنون کہتے اور وہ تمہیں دیکھتے تو کافر سمجھتے۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاخرۃ۔

ایسے ہی دین فروش و دنیا خرم لائقوں کے متعلق حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرضوان رحمہ اللہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب نمبر ۴۴ میں صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں۔

یعنی جو علماء دنیوی عزت اور سرداری کی محبت اور مال اور بلندی کی خواہش میں مبتلا ہیں اور اس کمینہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں (وہ علماء دین نہیں بلکہ) علمائے دنیا ہیں۔ وہی بُرے لٹانے اور تمام انسانوں میں سب سے بدتر اور دین کے چور ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو دین کا پیشوا اور تمام مخلوقات میں سب سے بہتر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا۔ مسخے ہو ہیشک وہی جوئے ہیں اُن پر شیطان غالب آگیا تو انھیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ مستلہ ہے ہیشک شیطان ہی کا گروہ اور میں ہے۔ میرے ایک دوست نے شیطان ملعون کو دیکھا کہ بیکار بیٹھا ہے اور گمراہ کرنے اور بہکانے کی طرف سے بے فکر ہو گیا ہے میرے اسی دوست نے اس کا راز پوچھا۔ ملعون بولا کہ اس وقت کے بُرے لٹانوں نے اس کام میں سب سے بہتر بنی ہے کی ہے اور مجھ کو اس کام سے انھوں نے فارغ کر دیا ہے اور حق بھی یہ ہے کہ اس زمانے میں شریعت کی باتوں کے اندر

علمائے کباریں بلا تمکنا اند و محبت این دنیا گرفتار از علمائے دنیا اند۔ ایشاند علمائے سود شرار مردم و نفوس دین و حال آن کہ ایشان خود را مقتدا کے دین میدانند و بہتر از خلائی انکارند و میحبون انہم علی شئی الا انہم الکذبون ○ استحوذ علیہم الشیطان فانفسہم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان هم الخسرون ○ عزیز سے شیطان لعین را دید کہ غایب نشسته است و از تفصیل و اغوا خاطر منع ساخته آن عزیز ہر آن را پر رسید لعین گفت کہ علمائے سور این وقت درین کار با من مدد عظیم کردند و مرا ازین ہم فارغ ساختند الحق درین زبان ہر شستی و بد آئینی کرد و امور شرعیہ واقع شدہ و ہر فتویٰ کہ در رد و برجائت دین ظاہر گشتہ است ہمہ از شوی علمائے سودست و فساد نیت ایشان۔

جو کچھ کمزوریاں خرابیاں واقع ہوئی ہیں اور سنیت اسلام کی اشاعت میں جو کچھ فتور پڑ گئے ہیں سب انھیں بُرے لٹانوں دین فروش و دنیا خرم مولیوں ہی کی نخوت اور انھیں کی خرابی نیت کے سبب ہے۔

قالت الصلحکۃ

بچوں کو درحقیقت تبلیغ و وعظ و نصیحت انبیاء کرام کا منصب تھا اور ان کی وراثت میں علماء ملت محمدیہ

کو حاصل ہوا ہے اس واسطے ہم کو دیکھنا چاہیے کہ انبیاء کرام کا کیا طریقہ تھا۔

اقول: کیا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ دشمنانِ خدا کی محبت کو عین ایمان بتاتے تھے کیا ان سے دوستی و دوستانہ اتفاق و اتحاد مناسبت تھے، کیا ان کے کفریات و شرکيات کے رد و ابطال سے سکوت فرماتے تھے وغیر ذلک، نہیں ہرگز نہیں۔ جن حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذہبا الیٰ فرعون انہ طغیٰ ○ فقولا له قولا لينا لعلہ يتذكر ادینحشی ○ کی تعمیل فرمائی (کہ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اُس نے سہراٹھایا تو اُس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔ ترجمہ رضویہ) انہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی فرعون سے انی لا ظنک بفرعون مہشورا ○ بھی فرمایا (یعنی میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔ ترجمہ رضویہ)

ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نسبت جس طرح لوگنت فضا غلیظ القلب لا نفصوا من حولک ○ ارشاد ہوا کہ ”اے محبوب اگر تم تند خو سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشاں ہو جاتے۔“ (ترجمہ رضویہ) اسی طرح ہمارے مالک و تاسیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ حکم بھی بلا یا آیتھا انبی جاہدا الکفار والمنفقین واخلط علیہم یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے جہاد فرماؤ کافروں اور منافقین پر اور اُن پر سختی کرو“ (ترجمہ رضویہ) جن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطریق حسن جدال فرمایا انہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُتِ فکلم ولما تعبدون من دون اللہ بھی ارشاد فرمایا یعنی اُتِ تم پر اور اُن کی باتوں پر شکوہ کرو کہ بولتے ہو (ترجمہ رضویہ) اور اگر زیادہ توضیح منطوق ہو تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکتوبات شریف جلد اول صفحہ ۳۳۶ مکتوب نمبر ۲۳۶ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یعنی رحمن جل جلالہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ بزرگی پائی اور شجرہ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و بیزار تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک تمہارے لئے ابھی یہ روکتی تھی ابراہیم و اسماعیل کے ساتھ والوں میں جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تمہارے اور اُن سے جنھیں اللہ کے رسول ہو جاتے ہو ہم تمہارے منکر ہوتے اور ہم میں اور تم میں دشمنی و عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کیلئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ اور اس

حضرت ابراہیم خلیل الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ یہ بزرگی کی انت و شجرہ انبیاء گشت بواسطہ تیری از دشمنان او تالی بود قال اللہ تعالیٰ قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا القوم ہذا انبیاءنا وادعنا منکم وھما تعبدون من دون اللہ کفہنا بکم ویدنا بیننا و بینکم العداوة والبغضاء اید احق توھذا باللہ وحدہ وایچھ ملے در نظر این فقیر از برائے حصول رضا حق جل و علا براہیں تیری نیست۔

فقیر (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں اللہ عز و جل کی رضا حاصل کرنے کیلئے خدا اور رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت و بیزاری و عداوت و دشمنی رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔
قالت الصلح کلیة : ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ سب کلمہ گویان اسلام ایک جگہ جمع ہو کر اسلامی شوکت ظاہر کریں جس سے غیر قوموں پر اثر پڑے۔

اقول :- آپ تو اسلامی شوکت لئے پھرتے ہیں۔ یہاں تخمیناً چھ کروڑ غریب و غلام پلشت کے مذہبی حقوق غصب ہوئے جلتے ہیں۔ جب بد مذہبی الٹی چیز ثابت ہو گئی اُوپر سے بد مذہبوں بد دینوں لالہ مذہبوں بے دینوں کے ساتھ رات دن کا اختلاط میل جول محبت الفت ہونے پر مذہب کی چٹنی نہ ہو گی تو اور کیا متھو ہے۔ سب مذہبوں کی کچھڑی نہ پکے گی تو اور کیا ہو گا۔ ذرا سی موہوم دنیوی شوکت پر سب بد مذہبوں بد دینوں کمر اہوں کو برحق اور راہ راست پر کہہ دینا ان کے رد و طرد سے ہاتھ اٹھالینا انکو اپنا دینی بھائی بنالینا وغیرہ وغیرہ یہ سب شعلکلیوں ہی کا کام ہے۔ خدا ہدایت دے آمین۔

قالت الصلح کلیة :- ہم اپنی باہمی منازعتوں کی وجہ سے گورنمنٹ کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ہیں۔

اقول :- جس طرح مظلم لیگ و خاکسار و کانگریس و احرار اور میرت کمیٹی وغیرہ بد مذہبوں کی کمیٹیوں پارٹیاں کہہ رہی ہیں اس طرح مذہبی منازعات اٹھا کر خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی نکال ہوں میں مہنہ مض و مضروب و سرور و مسطور ہو جاؤ گے، قیامت کی سختیاں جھیلنی پڑیں گی۔ اگر فخر و حال دنیا میں چند روزہ عیش بھی کیا تو کیا۔ بد مذہبوں کے ساتھ خیر ہو گا۔ **المرء مع من احب** کا جلوہ ظہور فرمائے گا۔ نعت اُس دنیا پر جو دین بچ کر ملے۔ **لا بارک الله فی الدنیا بلا دین**

مبادا دل آں فرمایہ شاد کواں ہر دنیا دہ دیں بباد
قالت الصلح کلیة :- جب تک مسلمان کہلانے والوں میں یہیابی جھگڑے اور خصومتیں ہیں کبھی گورنمنٹ ہماری طرف توجہ نہیں کر سکتی وہ توجہ جو ہمارے درد کی دوا ہو نہیں سکتی۔

اقول : اگر ہم خود بعون اللہ تعالیٰ و بعون رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی دنیوی حالت سنبھالنا چاہیں اور شریعت غزل کے احکام پر قائم ہو جائیں اور ہر امر میں اپنے آقا و مولے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا اتباع پیش نظر رکھیں تو کسی بات کی حاجت نہ رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ —

داؤک فیک ولا تشعر ، وداؤک منك ولا تبصر

یعنی تیرا علاج خود تیرے ہی اندر ہے لیکن تو سمجھتا نہیں اور تیری بیماری خود تیری ہی وجہ سے ہے لیکن تو دیکھتا نہیں۔ — اگر اپنی قدر ہم آپ سمجھیں تو پھر کسی کی خوشامد کی ہم کو حاجت نہیں۔

قالت الصلحکلیہ : خوب سمجھ لو کہ ہم سب ایک ناؤ میں سوار ہیں۔ جب یہ ڈوبے گی نہ غیر مقلد کے چکے گا نہ مقلد، نہ وہابی نہ بدعتی، نہ شیعہ نہ سنی، نہ نچری نہ قادیانی، ایک بھی نہ بچے گا۔

اقول : اے صلحکلی ملاؤ! آپ حضرات کس کو سمجھاتے ہیں اور کیا سمجھاتے ہیں۔ ہم اہلسنت کے تو ہمارا اہل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی سب کچھ سمجھا چکا۔ آپ صاحبو کے سمجھانے کا محتاج نہیں رکھا ہے۔ ہم کو بخوبی سمجھا دیا گیا اور ہم یقینی طور پر سمجھ گئے۔ خدا نہ کرے کہ ہم کبھی بھول کر بھی اس ٹوٹی پھوٹی ناؤ میں سوار ہونے کیلئے قدم دھریں جس پر اجل رسیدہ تک کلیاں راضیہ و نچرہ و دہلیہ و قادیانہ و غیر ہم مرتدین سوار ہیں۔ ہم نہایت وثوق کے ساتھ کہتے ہیں اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ ہم وہی ہیں جن کا سفینہ بفضل اللہ تعالیٰ و بحکم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سفینہ نجات ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اخصابی کا لہجہ فباہمراقتدیتو لہتدیتو یعنی میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کر لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ (رواہ ابن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسری حدیث شریف میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ منفلہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو فرماتے سنا۔

الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح
من ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك
یعنی جو رولہ ہو بے شک تم میں میرے اپنی بیت کی مثال نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو اس سے علیحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔ (ردہ الامام احمد)

ہر سنی مسلمان بھائی پر ٹھیک دو پہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر مذہب اہلسنت کا یہ عقیدہ ضروریہ واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستارگان آسمان ہدایت ہیں اور اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفینہ نجات ہیں۔ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا دامن کرم چھوڑے وہ دوزخی و انافی ہے۔ اور جو شخص اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلامی سے منہ موڑے وہ جہنمی، ناہی، ناری اور خارجی ہے۔ یہ دونوں فرقے اپنے اپنے عقائد ضلال کے سبب حکیم شریعت مظلوم گمراہ بد مذہب، بد دین، مستحق نار ہیں۔ ہدایت و نجات حضرات صحابہ کرام و حضرات اہلبیت طہارت رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کے اتباع و ولوں کی غلامی پر منحصر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد پیش کیا جا چکا۔

یہی حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ الصمدانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر

۲۶۶ صفحہ ۳۶ پر فرماتے ہیں۔

بِنَقْصِ قَطْعِي حُبِّ اَهْلِ قُرْبَاتِ آلِ سِرْوَيْدِ عَلِيٍّ وَطَيْهِمِ الصَّلَاةِ
وَالسَّلَامَاتِ ثَابِتٌ شَدِيدٌ اسْتِوَاتِ اَجْرَتِ دَعْوَتِ رَا حُبِّ اِلَیْہَا
سَاخَتْہَا کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِہٖ اَجْرًا اِلَّا
السُّوْدَۃُ فِی الْقُرْبَانِ

محبت قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اے محبوب) تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت) پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا امت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام پر کمال کرم ہے کہ اگرچہ اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت کی اجرت کا سکھواں بلکہ مہا سکھواں حصہ بھی تمام جہان کی ساری مخلوقات مل کر بھی ادا نہیں کر سکتی۔ لیکن اُس نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں پر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلیت طاہرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت و مودت کو فرض فرمایا اور اسی مودت اہل بیت کا فرض الہی ادا کرنے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بندگان بارگاہ کیطرف سے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ رسالت و ارشاد و ہدایت کی اجرت ٹھہرایا۔ جل وعلا و صلی و بارک و سلم علی حبیبہ هذا المصطفیٰ وآلہ و اہل بیتہ ذوی الصدق و الصفا و صحبہ و حزبہ اولی الاصفاء و الوفاء۔

حضور پر نور امام اہل سنت علی حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضورؐ۔ نجم ہیں اور نمائندے عزت رسول اللہ کی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

بہر حال ہم ہی ہیں وہ جنگی کشتی کے ناخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام و اہلیت عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ہم ہی ہیں وہ جو ساحل مراد کے نیک نشان پر جا رہے ہیں، ہم ہی ہیں وہ جن کے لئے اللہ قادر مطلق جل جلالہ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں فلاح و نجات اور دیگر بے شمار نعمتیں امانت رکھی ہیں۔ اور یہ بھی یقینیات سے ہے کہ روافض و نیا چرہ و بابیہ و قادیانیہ وغیرہم ایسی کشتی ہلاکت میں سوار ہیں جس کے ملاح آنکھوں پر پٹی باندھ کر گرداب بلا و ورطہ فنا میں کشتی کو لئے جا رہے ہیں۔ اور اس کا بیچ منجھار میں تباہ و برباد ہونا مسلم ہے۔ فانتظروا انما منتظرون۔
قالت الصلحکلیۃ: تصلب فی الدین کا سبق پڑھانے والے اجتناب علی المرتدین کا فرض یاد دلانا

والے، بجانب عن المبتدعین کا حکم شرعی مسئلہ نے والے تو آج گنتی ہی کے چند علماء ہیں، باقی آج سیکڑوں علماء وہ ہیں جو ندوہ یا مسلم لیگ یا سیرت کمیٹی یا تحریک خاکسار یا مجلس احرار وغیرہ کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ اور ان سب کمیٹیوں کا مقصد یہی ہے کہ سب کلمہ گویان اسلام آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور باہم متفق و متحد ہو جائیں اگر بندہ ہوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق ناجائز ہوتا تو علماء کیوں ان کمیٹیوں میں شریک ہوتے کیا ان سیکڑوں علماء کو یہ گنتی کے چند مولوی سبق دیں گے۔ جب جماعت علماء مصلحتیت کو اپنے عمل سے جائز ٹھہرا دی ہے تو ان گنتی کے چند مولویوں کا جماعت سے اختلاف ناجائز ہے۔

اقول: اول تو سیکڑوں عالموں کی گنتی ہونے کا حال دلوں میں خوب جانتے ہو۔ بڑے بڑے پگڑ بندھا کر گھیر دے پٹنہ کر درجنوں کوڑیوں سیکڑوں عالم گٹھ گٹھ گئے۔ اور فرض بھی کیجئے کہ سیکڑوں ہی مولوی لوگ ان پارٹیوں میں شریک ہیں تو اب ذرا اتنا ارشاد ہو جائے کہ یہ علمائے اہلسنت ہیں یا غییر اہلسنت۔ اگر غیر اہلسنت ہیں تو بندہ ہوں کے جھگڑے سے کیا سہ لائی جاسکتی ہے۔ یوں تو کر بڑا دائرہ ان کے جلسوں میں علماء و مجتہدین و افاضیہ کے ہجوم اور اپنی دیوار تلے کافر نہیں بننا چہرہ میں بڑے بڑے ریلوے منڈا سفیر پیشوایانِ خیر کی دھوم دھام دیکھئے۔ اور امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خلاف پرکے ہزار خاریجیوں نے لام باندھا تھا۔ وہ سب قراء و علماء ہی تھے۔ کیا جماعت سے مراد اگر ہوں کا جھلپ ہے؟ او اگر علمائے اہلسنت ہیں تو وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی و مجلس احرار اور تحریک خاکسار کی باطل و ملعون اہلسنی کفری کارروائیوں مذمب حق کے حق میں ان کی میٹھی پھرتیوں، تلخ کج ادائیگوں پر مطلع ہیں یا نہیں۔ اگر مطلع نہیں تو حالتِ جہل و بے خبری سے سہلانا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ وہ جب تک نادان و بے خبر ہیں یہی کہہ کر کچ جائیں گے کہ ماشاءنا الا بما علمنا وما کنا للغیب حاسدین ○ اور اگر وہ مطلع ہیں تو وہ ندوہ و مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریک خاکسار اور مجلس احرار کے ان کفریات و ضلالت کو حق و صحیح مانتے ہیں یا واقعی کفر و ضلالت اور منافی اسلام و مخالف مذہب اہل سنت جانتے ہیں۔ اگر دوسری صورت ہے تو وہ صریح تمہائے مخالف اور ندویوں لیکچروں بد سیرتوں احرار یوں خاکساریوں کی گمراہی و بے دینی کے معترف ہوئے۔ اگرچہ کسی مروت و محبت یا دنیوی منفعت یا دینی ملامت کے باعث مزید شریک نہ ہوں گے کہ عالم کیلئے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ آخر ان کے بڑے بڑے سربراہ اور وہ حضرات میں وہ بھی تو ہیں جو علانیہ خلاف ما انزل اللہ حکم کرنے کی نوکری پاتے یا بیگاری طور پر آنریری ہکر گریں گے۔ کیا ان کے ارتکاب سے یہ حرکات قطعیہ حلال ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ ندوہ، مسلم لیگ، سیرت کمیٹی، تحریک خاکسار و مجلس احرار کے ان حرکات و کلمات کفر و ضلال کو معاذ اللہ حق و صحیح مانتے ہیں تو جو کفر کو حق مانے وہ خود کافر

ہے۔ جو ضلالت کو حق جانے وہ خود گمراہ ہے۔ کلام سنی علماء میں تھا۔ یہ جتنا بد مذہب بد دین ٹھہرا۔ واللہ
الحجة القاهرة۔

قالت الصلحکلیۃ: ان تصلب فی الدین برتنے والوں سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے ان سے
لے ہوئے تھے علیحدہ ہو گئے ہیں اور بہترے علیحدہ ہوتے جا رہے ہیں۔

اقول: بحمدہ تعالیٰ متصلین علمائے اہلسنت حق پر ہیں اور حق اپنے متبعین سے جدا نہیں ہوتا پھر
ان کو اوروں کی جذباتی کی کیا پروا۔

صلحکلی صاحبو! آپ حضرات نے حدیث شریف سنی ہوگی کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی
آلہ وسلم فرماتے ہیں۔

رحمہ اللہ عمر ترکہ الحق مالہ من صدیق۔ اللہ عز و جرم کرے کہ اُسے حق نے اس حال پر کر چھوڑا کہ اُس کا
کوئی یار نہیں۔

طلب الحق غریبہ یہ ہمدان دین و ملت حامیان اسلام و سنت متصلین علمائے اہلسنت تو فرماتے
ہیں کہ ۱۔ ”مادر دو جہاں غیر خدا یا نند ارم“

مٹا لے چھوڑ دیں بھوکو کہ ہے مجھ پر کرم بچہ خدا کا رحمت للعالمین کا غوث اعظم کا
جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہم نے توفیق اللہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اتباع حق کیا اور مسلمان بھائیوں
کو اہل باطل سے اجتناب کا سبق دیا۔ اگر اس جرم کی بنا پر کوئی صاحب ہم غریبے اہلسنت خادمان اسلام
سنت سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اس کا افسوس تو ضرور ہوگا کہ وہ حق سے کیوں جدا ہوئے۔ لیکن اس کا افسوس
ہرگز نہ ہوگا کہ ہم غریبے اہل سنت سے وہ کیوں خفا ہوئے۔ کیا حمایت سنت سے علمائے اہلسنت علیحدہ
ہو جائیں گے۔ یہ تو آپ جیسے صلحکلیوں کا خیال ہے۔ بلکہ علمائے اہلسنت جب تک علمائے اہل سنت
ہیں حمایت سنت میں ہمدان اسلام و سنت کا انھیں بالید یا بالکسان یا بالجنان ساتھ دینا ضروری اور
علیحدہ ہونا محال ہے۔ اور جو لوگ سنی نہیں ان کی جذباتی سے کیا ڈرائیے۔ انھیں کی نسبت تو عرض کیا جا رہا
ہے کہ انھیں دور مٹائیے، ان سے الگ ہو جائیے۔ کیا حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ
سلم نے نہ فرمایا۔

ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

صلحکلی صاحبو! آپ حضرات بھی اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا امتی حق بتاتے

ہیں۔ بولے جلد بولے کہ آپ لوگ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس حکم و حکم کی ترک قبیل و ترک بجا آوری میں کیا عذر رکھتے ہیں۔ الہی توفیق یا رور فیک باد۔ بحرمۃ محمد سید الاسیاد والہ وصحبہ الہدایۃ الایجاد علیہ وعلیہم صلوات اللہ الجواد امین

قال کبیر الصلح کلیۃ : ہم نے یہ حرام باتیں بسبب ضرورت اختیار کی ہیں۔ اس اتفاق سے ہماری مراد پادریوں کے منادیوں، آریوں کے پرچار کوں کا دفع کرنا ہے۔ غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنان دین کے حملوں کو روک سکیں۔ اس قسم کے نزاعات سے مخالفین دین کو مضحکہ کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہل اسلام کی ہمت تک ہوتی ہے۔ کیا کسی عالم یا علمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدا کے پاک اور رسول برحق کے کلام کو کفار کے پیر میں رکھنا دین ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ منہ۔

اقول : یہ سب کھوٹی دھوکہ بازی ہے اور خراب و تباہ فریب سازی۔ نصاریٰ و آریہ کے منادیوں کو دفع کرنا نہ رد بد مذہبیاں کے ترک پر موقوف و محصور۔ نہ بحکمہ تعالیٰ اہلسنت کو رد کفار میں ان گمراہوں کی مدد یعنی ضرور۔ بلکہ ہنوز بعنایت الہی علماء اہلسنت میں کثرت وافی ہے، جو کفر و بد مذہبیوں کے رد کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اس امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انہیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا۔ یہاں تک کہ حکم الہی آئے گا اور وہ اسی غلبہ و شوکت پر ہوں گے۔ جیسا کہ پچھلے نبی سچے مانے ہوئے نے خبر دی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وانباء ورحمۃ بارک وسلم۔ تو رد کفار و بد مذہبیاں دونوں ضرور ہیں دونوں فرض دین اور ان میں ایک دوسرے کی ضد نہیں کیا ہم جمع ہو سکیں۔ اہلسنت پر زمانہ دراز میں جگہ گزرے، کہ ان میں منجانب اللہ تعالیٰ کافروں اور بد مذہبوں کے دونوں گروہوں کے رد پر موقوف رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے سچے وعدے سے انہیں یونہی توفیق دیتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے۔ اور سارا دین اللہ ہی کیلئے ہو جائے۔ تو کیونکر کسی کو محال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کیلئے دوسرا فرض چھوڑے۔ جو آپس میں ضد نہیں۔ آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کیلئے نماز چھوڑے۔ یا بعد قیام زکوٰۃ دینے سے منہ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ اہم اور زیادہ مؤکد ہے وہ ان بد مذہبوں ہی کے مکملوں کا رد ہے۔ جو اسلام کے پردے میں آئیں حدیثیں سناتے ہیں۔ اور معنی بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھل کر۔ عوام کو بہکاتے ہیں۔ مسلمانوں پر ان کا ضرر۔ کافروں سے کہیں بڑھ کر۔ کہ مسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے۔ اتنا بچا جاتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے۔ تو اسکی بات پر کان نہ دھرے گا۔ اور اس کے کہنے کی پرواہ نہ

کرے گا۔ اور پندھب کا فساد تو کھلی کی طرح اڑ کر لگتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ہے۔ اس وقت اُسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بن کر آئے۔ اور دکھاوے بناوٹ کے رنگ چمکے۔ اور داڑھی پھسکارے۔ ڈھیلا جبہ سنوارے۔ غلامے کا گھیر بڑا کرے۔ کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے۔ آیتیں روایتیں ذکر کرے۔ پھر نکلے دلوں میں دوسرے ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ تو یہ وہ مرض ہے جس کے علاج میں عاجز آئیں۔ اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس ہر مہم سے بڑھکر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑا جائے۔ بنیائے الہی اس کا مکر اُسی کے گلے پر اٹھا جائے۔ اسکی بڑی باتوں کی تعمیر کریں۔ اُس کی کھلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔

یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیاء نے کتاب ”ذم الغیبة“ میں اور حکیم ترمذی و حاکم نے کتاب ”المکنی“ شیرازی نے ”العقاب“ میں، ابن عدی و طبرانی نے ”معجم“ میں اور بیہقی و خطیب نے بہرین حکیم سے انہوں نے اپنے باپ انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اتبرعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذ کوا یعنی کیا فاجر کو بڑا کہنے سے ہر چیز کرتے ہو لوگ اُسے کب الفاجر مانیں یہ عذرہ الناس۔ بچائیں گے فاجر کے عیب بیان کر دو کہ لوگ اُس سے ڈریں۔

اور وہ جو صلہ کلیوں کا بڑا بوڑھا عذرہ نکالے کہ نزاع کا انجام چنین وچنان۔ اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے۔ کہ حمایتِ مذہب میں گالی گلوچ، مار پیٹ، بڑا جھگڑا داخل پاتا ہے۔ جس کے سبب مقدمہ نصاریٰ اور اُن کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے۔ کہ آج ہمارے شہروں پر انھیں کا قبضہ ہے۔ اس کا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش کھائی جائے۔ اور غصے میں خفت عقل سے وہ جو کر بیٹھے ہیں اُسکی برائی بتائی جائے۔ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا۔ ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ اور خدا کی پناہ کہ روشن شریعت کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اُس چیز کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو۔ کہ مار، گالی، بیڑیاں، جیل خانہ، جُرم خانہ اُن کا دین نہ لے جائیگا۔ بخلاف اس محبت و اتفاق و اتحاد کے جسکی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ انھیں بد دین بنائیگا۔ تو اب غور کر لے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا۔ اور خود بھی پر نالے کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا۔ اور اگر ہم مان لیں کہ دونوں باتوں کی برائی یکساں ہے۔ تو یہ تیرے لئے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکم نفسِ شیطانی ہے۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا۔ کہ دوسرے حرام

کا تو خود بھی مرتکب ہوا۔ اور اس بھائی کو بھی اس طرف بلایا۔ تو پہلے فقط اُسی کا پاؤں پھسلا۔ اور اب تو وہ دوہ دونوں گمراہی میں مبتلا۔ جانے دے۔ ہم تیرے لئے ان سب سے درگزر دے۔ تجھے اتنا بس تھا کہ نزاع فساد خیر چھوڑنے کی طرف بلاتا۔ قوم کو اس محبت و اتحاد کی دعوت دینے پر تجھے کس نے اُٹھارا۔ کیا تو نے اس سے شرعِ مسبین کی مخالفت نہ کی۔ کیا تو نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی۔ اور تجھے ہر صلیکلوں کے بڑے بڑے لوڑھے! ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر بھی تو نہ رکاب۔ بلکہ اتر کر اُڑ چلا۔ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تمکا۔ کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے۔ تیرے لیکچروں، اسپیکر کی تقریروں میں ہے۔ فسیت کی تو ہمیں منانا۔ بد مذہبی کو آسان بنانا۔ حق کی مذمت۔ باطل کی مدحت۔ ائمہ اسلام کی سخت اہانت۔ کہنے گمراہوں کے نفی۔ بلکہ یقیناً کفر والوں کے کلمے۔ کیا یہ دین ہے؟ کیا یہ شرع ہے؟ کیا یہ اسلام ہے؟ ولا حول ولا قوة الا باللہ العزیز العلام۔

اب اپنے غمخوروں کو موجه جو تیرے کیر گناہوں سے بھی زیادہ بے لطف تھے۔ کہہ رہے تھے کہ تیرے دل کی گھٹن جانے والی ہے۔ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان دوالی ہے۔ اُو سب خوبیاں خدا کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

صلیکلوں کے اسی نکر ملعون کے رد میں رسالہ مبارکہ مسیحی بنام تاریخی "سوالات حقائق نما برائے ندوۃ العلماء" (۱۳۷۱ھ) کے آخر میں حضور پر نور آقائے نعت دریائے دمت امام اہلسنت محمد باقر عظیم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت قبلہ مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مبارک مضمون ہدایت مشحون ہے۔ جس کو اپنے مسیحی بھائیوں کی ہدایت و رہنمائی کیلئے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ وهو هذا۔

"مسئلہ حب و بغض پر بعض ضروری کلام"

"اے شجرِ بشر کی بے شمار شاخو! آخر تم ایک اصل ایک زمین ایک پانی ایک ہول سے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے ایک ماں کی اولاد۔ آپس میں حقیقی بھائی۔ حج "کہ دراصل خلقت زیک جو ہرید" تم سب میں وہی و داد و اتحاد درکار تھا جو سگے بھائیوں میں ہوتا۔ پھر تم میں خلاف و شقاق نے کدھر سے رلو پائی۔ بھائین تو بحث سے خارج ہیں۔ جنگی الفت یا نفرت کسی کیلئے سبب درکار نہیں۔ میں تم عقلا سے پوچھتا ہوں کہ جب تم میں ایسا عظیم رشتہ کچھتی قائم ہے تو تمہارا باہم بلاوجہ خلاف یعنی چہ۔ ہاں وجوہ ضروری ہیں۔ اور زرد زمین و مال و ملک و جاہ و عرض و دم وغیرہ بہت کثیر و موفور ہیں۔ مگر ان سب میں نازک تر تخالف مذہبی کہ چیز جتنی زیادہ عزیز اُسی قدر اُس کے باعث نزاع قوی۔ ہر پابند مذہب کو اگرچہ کیسا ہی باطل ہو

اگلی تینوں صورتیں تو ہونے سے رہیں۔ اور زندہ (و میرٹ کیسٹ و مسلم لیگ و مجلس اجلاس و جمعیت خاکسار) کے خود اقرارات (اور خود ان صلح کی مولویوں کے اعلانات و بیانات) میں کہ وہ مقصود نہیں۔ ان شکل اخیر منظور ہو تو کوشش ٹھیک ہے۔ حال وقت سے قرعہ و نزدیک ہے۔ مولوی شبلی صاحب مذہب مسلمیت کا حکم روشن و واضح طور پر بیان فرما چکے کہ

سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی چلو تم ادھر کو ہوا ہو چھوڑ کر
سمجھو تو ذرا کہ وقت کیسے کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیوں پر بھی کچھ نظر کی دیکھو تو ہوا ہے اب کدھر کی

آزادی و اتحاد کی ہوا چل رہی ہے، قومی ہمدردی ہزاروں درد کے پہلو بدل رہی ہے۔ اُمرار سے چل کر غربا تک آئی، جُملہ سے اُنیل کر علماء پر چڑھائی۔ دین پر قیام آگ پر صبر ہے۔ قائم علی الدین کا تقاضا علی الجمر ہے۔ یُضِیْخُ مَوْتُنَا وَ یُحْیِیْ کَافِرًا مُلْجِدًا بِاطْنَا وَ مَوْتُنِ ظَہَرْنَا خَلَطَ لَطِ اتِّفَاقِ وَ اتِّحَادِ کیلئے اس وقت سے بہتر کون سا وقت پاؤ گے۔ گھل مل جاؤ سب ایک ہو جاؤ، ہوا دار سڑکوں پر (غور توں کو پہلو میں بے پردہ بٹھائے) گھیاں اڑاؤ، گوشہ عافیت میں گھٹ کر رہ جاؤ گے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو جان ہارو! یہ کیونکر بڑے، مختلف گروہ مذہب نہ چھوڑیں۔ پھر مذہبی حیثیت سے ایک ہو جائیں۔ یہ ناشدنی مذہبی حیثیت عقائد کی مخالفت جب تک باقی متناظر باقی۔ متناظر باقی تو وہی ناچاقی۔ یہ ظاہری وفاق، باطنی شقاق، گھلا تفاق اور نام اتفاق کچھ دن چلا بھی۔ تو اس گھال میل کے نتائج دیکھئے۔ وہ شرمناک واقعے، ہولناک حادثے جنہیں شانے کے بہانے یہ اتفاق کے دلوئے، اتحاد کے دوسو سے آخر کیوں ہیں؟ مخالف مذہب سے جب مذہب باقی تو الگ رہنے پر ایک ہوتے ہیں۔ مختلف ہونے پر دس رکھے ہیں۔ آخر تحریراتِ زندہ میں خود اقرار ہے کہ طبائع سے اس کا زوال نہ ہوگا۔ تو آگ بارود میں جُدائی ہی بہتر کہ دور رہنے پر اشتعال نہ ہوگا۔ دیکھئے دو مختلف مذہبوں کے رسمی میلے جب ایک زمانے میں آتے ہیں اپنا پرایا، حکم رعایا سب پر وہ دن فکر میں جاتے ہیں شریف بیچارے گردش کے مارے اپنی عزت کی خیر مناتے ہیں۔ زید نے آگ سُلگائی، بارود بنائی، ہر ایک کا بگ بگ جُدا کھڑائی۔ عاقل تو سمجھ کہ سبب کیا ہے۔ عاقل حیران کہ یہ جب کیلئے۔ اے آگ! اے بارود! تم دونوں کا خُدا ایک ہی ایک کہ جس سے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دائرہ رسالت میں آئی ہے۔ ہاں ایک مکان ایک کہ زید کے گھر زید کے ہاتھ پر خالق جل و علا سے نعمت وجود پائی ہے۔ پھر تم دونوں میں سوا اختلاف طبع ہو۔ مگر جب اتنا اتحاد ہے ایک ہی رہو۔ اب عقائد و انصاف طلب کہ وہ جُدائی جسکی تاکید حدیث میں عہ یعنی دین پر رہنے والا سمجھی میں انکارا تھا مننے والے کی مشعل ہے۔

آئی جیسے دین میں نافع تھی کہ معصیت خلاف سے متاثر نہ ہو۔ یونہی دنیا میں نافع کہ اشتعال بے محل سے تصرف نہ ہو۔ بخلاف اس دعوائے اتفاق کے کہ دین و دنیا دونوں کا زیاں۔ وہاں مذہب پر اندیشہ یہاں مومن و ایمان کا دشمن جاں۔ اور واقعی مخالفت شرع سے شرعی پیدا۔ شرع سے بڑھ کر کون مصلحت کا دانہ۔ اس اتفاق و اتحاد میں بھلائی ہوتی تو شرع میں کیوں تاکید جدائی ہوتی۔ ہاں یہ اتفاق دین میں مصلحت دنیا میں امن و مافیت کا بخل۔ اور وہ بعض شرعی بروج شرعی دین کا داعی، امن کا داعی، صلاح و فلاح دارین میں سامعی۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ شرع مطہر پر استقامت بخشے، مافیت دے، سلامت بخشے، خط بدع و ہوا سے بچائے، فتن و عن کی ہوا سے بچائے، حق پر دنیا سے اٹھائے، دولت و یدار عطا فرمائے، نصیب اختیار فرمادی کرے، شفاعت مصطفیٰ روزی کرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و ابنہ و حزیہ و بارک و کرم الامین امین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔ انت ہی

قالت الصلح حکلیہ: ہمارا یہ مطلب نہیں کہ موقع پر اتفاق حق ترک کیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ مقصد صرف اس قدر ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو مخاطب نہ بنایا جائے۔ اُن کے اقوال و کلمات نقل کر کے اُن کا رد نہ کیا جائے۔ بس فقط اپنے عقائد و مسائل بیان کر دیے جائیں۔ اہلسنت کے عقائد و مسائل کا بیان کر دینا ہر مخالف کا رد ہے۔ اس طریقے پر عمل کرنے سے کسی فرقے کی دل آزاری بھی نہ ہوگی، کسی فرقے کو مخاطب کر کے اس کے اقوال نقل کرتے ہوئے ان کا رد کرنا یہ نہایت بڑا طریقہ ہے، مصلحت کے خلاف ہے۔ ایسا کرنے سے اس فرقے کو شہرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کو ضد بڑھ جاتی ہے۔ اور وہ شدت کے ساتھ اپنے عقیدوں کا اعلان کرنے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور اُن کے رد و طرد کا اعلان نہ ہوتا تو دس بیس اُن کے ہم خیال ہو جاتے۔ مگر ایسا کرنے سے ہزاروں لاکھوں اُن کے ہم عقیدہ بنتے چلے جاتے ہیں۔

اقول: بد مذہبوں گمراہوں کے اقوال کفر و ضلال کا ابطال و از باق اور مذہب حق کا اثبات اتفاق صلح کی مصلحت کے خلاف ہو مگر سنت اللہ و سنت الرسول و سنت صحابہ و سنت ائمہ و سنت علماء کے مطابق ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ قرآن و حدیث و اقوال ائمہ و علمائے قدیم و حدیث میں آج تک بد مذہبوں گمراہوں کا رد و طرد ہی معمول رہا۔ قرآن عظیم سے تحفہ اثنا عشریہ و غیر تک گمراہوں کو مخاطب ہی بنا کر اُن کا رد ہوا ہے۔ اور جادو لہو کا صیغہ خود اس کا حکم دے رہا ہے۔ نہ وہ جو صلح کی کہتے ہیں کہ مخاطب نہ بنایا جائے، رد کا اعلان نہ ہو۔ اگر بد مذہبوں بد دینوں کو مخاطب بنا کر اُن کے اقوال کفر و ضلال کے رد و ابطال کا اعلان نہ ہوتا تو وہ چھپی انگ کی طرح چپکے ہی چپکے پھونکتے رہتے۔ صلح کیو! تم کیا جانو کہ بد مذہبوں میں دعوت باطلہ و تکلیف

جہلہ کا کس قدر پُرجوش داعیہ ہوتا ہے، جسے کسی اشتغال کی حاجت نہیں۔ صلح کیو! اچھی کہی کہ ان کو مخاطب نہ بنایا جاتا اور ان کے رُذ کا اعلان نہ ہوتا۔ یعنی وہ اپنا کام کرتے رہتے اور اہلسنت چُپکے دیکھا کرتے۔ موزی کو کوئی نہ مارے تو دلی تک مارتا چلا جائے۔

نیش عقرب نہ اڑے کین ست مقصلاً طبیعتش این است

صلح کی مولویا تمہارے نزدیک دُنیا میں سُنّیوں کا گمراہ ہو جانا کچھ بات نہیں۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نزدیک بہت سخت ہے۔ تحسبونه ہینا و هو عند اللہ عظیم علما پر کوشش واجب اور رد و سد لازم۔ آگے تقدیر جو چاہے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی فلا تكونن من الجہلین ۵ صلح کی مولویو! صد ہا مسائل وہ نکلیں گے کہ ان میں مخالف کے قول کو بغیر نقل کے ہوئے کوئی طریقہ احقاقِ حق میسر ہی نہیں۔ اور جہاں ہو بھی تو بے تصریح صریح نہ فہم عوام اُسے جواب ٹھہرائے نہ گمراہ اپنی ن ترانیوں سے باز آئے۔ اس کا حاصل یہی ہو گا کہ وہ کہتا ہے میرے مقابلے سے سب عاجز ہوئے، میرے جواب میں سب ساکت ہے۔ ادھر عوام جہل بھی یہی سمجھیں جو قانع تھے مذہب جانیں، جو مذہب تھے بد مذہب بن جائیں۔ مثلاً روافض حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں اپنے خبیث باطن سے جو مہطاعین خاصہ بکتے ہیں صلح کی مولوی صاحبان نہ ان کے اقوال کو نقل کریں نہ ان کے رد کو شہرت دیں۔ بلکہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب بطور خود کسی رسالے میں لکھیں۔ اُسے نہ کوئی جواب سمجھے گا نہ عوام کو تسکین دے گا۔ نہ ان غوغائیوں کی دہن بندی کرے گا۔ وہ برابر کہتے رہیں گے کہ سُنّیوں کو جواب نہ ملا۔ بلکہ تو کچھ پیش نہ کرتے، پھر یہ طریقہ عوام کے نزدیک بھی بلاشبہ سکوتِ محض کی بد میں رہے گا۔ اور اس کا جو اثر بد پڑے گا اگرچہ صلح کی غالیہ کے نزدیک بد نہ ہو کہ ان کے خیال میں کلمہ گویوں کے سب فرقے حق و ہدایت پر ہیں۔ مگر مذہب اہلسنت کا خون کر دے گا۔ اگر طریقہ سچیتہ کافی ہو تا تو ایسی کتب روافض کے مقابل صحیح بخاری شریف بلکہ قرآن عظیم ہی کے ترجمے کا طبع کر دینا کفایت کرتا۔ کہ جا بجا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب جلیلہ سے الامال ہے ولہ الحمد۔

احادیث صریحہ کثیرہ خاص اسی طریقہ انیقہ رد کے حکم میں آئیں اور خود بخیرت وافرہ اسے عمل میں لائیں جسے صلح کی مولوی مضر و شنیع و موجب شیوع ضلال قطع بتا رہے ہیں اور آپ لوگوں کو متنبہ کروں اس سے بہتر کہ کسی حافظ کلام اللہ شریف کی تلاوت کر کے سُنّیے دیکھیے از اول تا آخر کس قدر رُذ گمراہاں فرمایا۔ اور جا بجا محلِ رد میں اللہ عز و جل اور اس کے انبیائے کرام علی سید ہم و علیہم و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں مخاطب بنایا۔ پھر عجب ہے کہ مولویان صلح کلیت خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بھی زیادہ مصلحت جاننے کے مدعی ہوں۔

غرض یہ وہ طریقہ جدیدہ و مختصرہ صلح کی ہے کہ خدا و انبیاء و صحابہ و ائمہ اولیاء و علماء جل جلالہ و صلی اللہ علیہم

وعلیہم وسلم سے لیکر حضرت مجدد الف ثانی و شاہ عبدالعزیز صاحبِ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سب کے خلاف پھر سے عاقبت اندیشی و مصلحت بینی و طریقہ صحیحہ ٹھہرانا کیا مقتضائے دین و انصاف۔

قالت الصلح کلیة : زمانہ سابق میں حکومت اسلام کا رعب تھا۔ مسلمانوں کے قلوب میں خوفِ خدا تھا۔ اس وقت کی سختی تاویب تربیب کا فائدہ دیتی تھی، علما و اہل اللہ کی ترجمانی نگاہ دیکھ کر دل پل جاتے تھے۔ اب وہ زمانہ نہیں۔

اقول : حضرت امام احمد بن حنبل ہی کا زمانہ دیکھو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ خود ہند میںوں کی حکومت تھی، ہند ہی کا ڈنکا اس زور شور سے بجتا تھا کہ ہند کی پناہ۔ اگرچہ قرونِ مشہور دہلیا بالآخر میں سے تھا۔ مگر مذہبِ اعتراف کا رنگ جم رہا تھا۔ ایسے وقت میں انھوں نے تقیہ نہ کیا (جیسا کہ اب شریعتِ صلح کی میں فرض ہے) جان دیدی مگر قرآن پاک کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کیا۔ ہم کہاں تک بیان کریں۔ اگر حقِ طلسم منظور ہو تو حضرت سید الشہداء رشا ہزاؤں گلوں قبا، یکس دوست جفا، دافع کرب و بلا، خامس آلِ عباس امام حسین شہید کر بلا علیٰ جدہ و علیہ الصلاۃ والسلام و الثنا کا واقعہ صلح کی مولویوں کی کج فہمی کو بخوبی دور کر سکتا ہے۔

حضرت سیدی دارث الاکابر الاسیاد بالاستحقاق والافراد تاج العلماء سراج العرفاء حای السنن، حاجی الفتوح مولانا مولوی حافظ مفتی سید شاہ اولاد رسول محمد صبا قبلہ قادری برکاتی قاسمی مارہروی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین سرکارِ کلاں مارہرہ مطہرہ ضلع ایبہ کا قول مبارکہ مسنون بنام تاریخی ”غلبہ فہم قلیہ اللہ“ ملاحظہ ہو۔ اللہ عز و جل ہدایت بخشنے۔ آمین۔

قالت الصلح کلیة : اس وقت شیعوں کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب اتفاق و اتحاد لپکا رہے ہیں۔ ان کے مقررین و واعظین ہر جگہ ہر فرقے کے مسلمانوں کے ساتھ محبت و اخلاقیات مودت و موالات کے لپکرتے رہتے ہیں۔ لیکن تھلک کا سبق دینے والے یہ چند شیعی مولوی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت صرف اپنے آپس ہی میں میل جول و اتفاق و اتحاد رکھیں اور اہلسنت کے سوا ہر ایک فرقے سے بالکل علیحدہ و نیازور ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہمارے یہ بہت ہی تنگ دل اور وہ لوگ بہت سیخ و خیال و سیخ الاخلاق ہیں۔

اقول : دہلیہ دیوبندیہ، دہلیہ نجدیہ، دہلیہ غیر مقلدین، مرزائیہ، نیچریہ، چکالویہ، رافضیہ، احراریہ، لیک، خاکساریہ، آغاخانہ، جٹا دھاریہ، بابیہ، بہائیہ، صلحیہ وغیرہم ہند میںوں، لاندہ میںوں، ہندیوں، بے دینوں کے جس قدر فرقے ہیں یہ سب عوامِ اہلسنت ہی کو بہکا کر بہلا کر پھسلا کر اپنے فرقے میں داخل کر رہے ہیں۔ ان سب فرقوں کے افراد کی اگر تحقیقات کی جائے تو ان میں فی صدی ایک وہ لوگ ملیں گے جو مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم گھلے ہوئے کفار و کفروں میں سے نکل کر ان فرقوں میں داخل ہوئے ہیں۔ ورنہ فی صدی ننانوے وہی لوگ

ملیں گے جو پہلے سنی مسلمان تھے۔ اور اپنی بے علمی، ناواقفی، نا فہمی و کم فہمی کی شامت یا کسی دنیوی دباؤ یا لالچ کے سبب ان خبیثہ کی صحبت و محبت کی خواہش میں مبتلا ہو کر مذہبِ اہلسنت چھوڑ کر سناذ اللہ ان کفری مذہبوں میں سے کسی فرقے میں داخل ہو گئے۔ اور اب بھی ان ناپاک فرقوں کے متکلمین و متکلمیں اکثر و بیشتر عوامِ اہلسنت ہی کو ہکا کر اپنے کفری مذہب میں داخل کرانے کی نپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تو یہ سب فرقے و ذنابِ پاک شکاری ہیں جو مسلمانانِ اہلسنت کے دین و ایمان کا شکار کر رہے ہیں۔ شکاری کب ایسا بڑا ڈکے گا کہ جن بھولی بالی چڑیوں کو وہ شکار کرنا چاہتا ہے وہ اُس سے متنفّر ہو کر بھاگ جائیں۔ بلکہ چڑی مار تو ان کو پھانسی کیلئے اُن کے آگے دہی و اڑھائی ہے جو ان چڑیوں کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے۔ جال کو چھپا دیتا ہے کہ چڑیاں بھڑک نہ جائیں۔ ایک ٹٹی سے اپنے آپ کو چھپا لیتا ہے۔ اس ٹٹی پر سیم، کر پیٹ، کدو کی ہری ہری بلیں چڑھی ہوتی ہیں۔ سبز سبز گھاس جی ہوتی ہے کیونکہ پرندوں کو جنگلوں میں لہلہاتا ہوا سبزہ بہت ہی پسند ہوتا ہے۔ پھر اُس ٹٹی کی آڑ میں چھپ کر انھیں چڑیوں کی بولی بولتا ہے۔ کہ وہ چڑیاں اپنی مرغوب و پسندیدہ غذا اور خوشنما فرحت بخش سبزہ دیکھ کر اپنے ہم قوم کی بولی سن کر دھوکا کھائیں۔ اور شکاری کے جال میں آکر پھنس جائیں۔ آخر یہ سب انتظامات کیوں ہیں؟ اس لئے تو کہ جن چڑیوں کا پھانسا اس چڑی مار کو منظور ہے وہ بھڑک کر اڑ نہ جائیں۔

اسی طرح یہ ناپاک فرقے اگر سنیوں سے بائیکاٹ کر لیں، عوامِ اہلسنت سے میل جول قطعاً چھوڑ دیں تو پھر ان سنیوں کو کیونکر اپنے اپنے فرقے میں داخل کرا سکیں گے۔ کسی سنی مسلمان کو کس طرح بد مذہب بنا سکیں گے۔ البتہ دین و مذہب کا درد رکھنے والے متصّلینِ علمائے اہلسنت جو ان بیلانِ گدازِ اسلام و طوطیانِ چمنِ سنیت کے محافظ و نگہبان بنائے گئے ہیں۔ اُن کا فرضِ منصبی یہی ہے کہ وہ مرغزارِ مذہبِ اہلسنت کی ان بھولی بالی چڑیوں کو ہوشیار کرتے رہیں کہ ان سب فرقوں سے دور بھاگو۔ یہ تم کو شکار کرنا چاہتے ہیں۔ ان فرقوں کا تمہیں خدا و رسولِ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف تو صیفِ سنا اور حقیقتِ شکاری کا چڑیوں کے آگے مرغوب و اند ڈالنا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ سنی مسلمانوں کو خدا و رسولِ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حمد و نعت بہت ہی پسند ہے۔ اس لئے اُن کو حمد و نعت ہی کے گیت سنا کر پھانسا جاسکتا ہے۔ ان کا اپنے آپ کو مسلمان، مسلمانوں کا لیڈر، مسلمانوں کا مولوی، مسلمانوں کا پیر کہنا وہی شکار کی ٹٹی ہے۔ اگر نامِ اسلام کی ٹٹی اپنے اوپر سے ہٹا دیں تو کونسا سنی مسلمان ان کے جال میں پھنسے۔ ان کا اتفاق و اتحاد کے رنگ رچانا، محبت و مودّت کے ڈھونگ جمانا وہی اپنی بد مذہبی و بد دینی کے جال کو اس پر دے میں چھپانا ہے۔ یہ ان فرقوں کی وسیع النیالی و وسیع الاخلاقی نہیں بلکہ فنِ صیادی کی بدترین مثال ہے۔ اور ہر مذہبی و بد عقیدگی سے اپنی پناہ میں لینے والا اللہ

کی باقی ہے۔ جل وعلا والصلاة والسلام علی حبیبہ المجتبیٰ والد وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ
ذوی المجد والعلا۔

اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ چور کبھی چلاتا یا شور مچاتا ہوا نہیں آتا۔ وہ تو چور کانپنے
کیلئے نہایت احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں آتا ہے۔ کہ لوگ سوتے ہی رہیں اور وہ اپنا کام کر جائے۔ شو
مچانا تو پہریداروں اور پاسباؤں کا فرض ہے۔ کہ وہ سونے والوں کو بیدار، غافلوں کو ہوشیار کرتے رہیں تاکہ
چوروں کی چوری سے لوگوں کی دولت محفوظ رہے۔ یہ سب بدمذہب بے دین فرقے تو مسلمانانِ اہلسنت کی متاع
ایمان اور دولت دین و مذہب کو چرار ہے ہیں۔ اسی لئے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ اہلسنت اتفاق و اتحاد محبت
ووداد کی گہری نیند میں غافل پڑے سوتے رہیں۔ دین کے لیڈروں، مذہب کے چوروں سے ہوشیار نہ
ہونے پائیں۔ یہ ان کی ایسی فانی دولت کو چرار کہ ان کو اپنا سادہ مذہب بنادیں۔ لیکن حضرات مصلحین علیائے
الہسنت دامت برکاتہم وہ پاسبانانِ مذہب و ملت اور نگہبانانِ اسلام و سنت ہیں جو بتوفیق اللہ تعالیٰ
و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پاسپانی دین و مذہب کے اُس فرضِ اہم کو جو ان پر سرکارِ ابد قرار
شاہنشاہِ دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے۔ اس نازک
زمانہ پر فتن میں بھی بقدر قدرت و حسب استطاعت ادا کر رہے ہیں۔ اور تحریک و تقریراً و از بد اعلان فرما
رہے ہیں۔ اتحاد و اتفاق کی نیند میں سونے والے بھولے بائے سنی مسلمانوں کو جگا رہے ہیں کہ ان سب بدمذہب
فرقوں، ان کے مولویوں، ان کے لیڈروں سے ہوشیار ہو۔ یہ تمہارے دین و مذہب کے کھولے مکین بن کر
تمہارے اسلام، تمہاری سنت چرانے کی فکر میں ہیں۔ دیکھو سیاسی ترقی نے لالچ کی نیند اور اتفاق و اتحاد
کے خواب میں غافل نہ ہو جانا۔ کہ معاذ اللہ دولت دین و مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھو۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن ہے سونا زہر ہے آنکھ پیار کے تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیر کنت ہی نہالی ہے
آنکھ سے کاجل ہٹا چرائیں یا وہ چور بلا کے ہیں تیری گھڑی تاک ہے تو نے نیند رکالی ہے

حضورِ نور امامِ اہلسنت پاسبانِ دین و ملت مجددِ اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان اشعارِ مبارکہ میں اسلام و سنت کی جے بہادری کو سونا اور دین و مذہب کی پونجی کو گھڑی اور بدمذہبوں
بے دینوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد، ووداد و دوستی کو نیند اور سو جانا اور ان سے بحکم شریعت مٹھہ دور و نفوذ
رہنے کو جاگ اٹھا اور بیدار ہو جانا اور چشمِ بصیرت کو آنکھ اور ایمان کو کاجل فرمایا ہے کہ ایمان ہی چشمِ بصیرت کا
وہ کاجل ہے جس کے بغیر دل کی آنکھ قطعاً اندھی ہے۔ چور اگر لوگوں کو جگاتا ہوا آئے تو چوری ہی نہ کر سکے۔ یہ

بد مذہب بے دین فرقے اگر اتفاق و اتحاد، محبت و وادار کی گہری اور میٹھی نیند سے مسلمانانِ اہلسنت کو جگا دیں تو یہ بھی کسی سنی مسلمان کے دین و مذہب پر کسی طرح کا کوئی حملہ ہی نہ کر سکیں۔ اس لئے ایمانِ دین کے ان چوروں کو اسلام و سنت کی چوری میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ باہمی محبت و وادار کے پنکھے جھل جھل کر دوستی و انقیاد کی ٹھنڈی ہوا دے کر سنی مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں سلا لیں۔ اور یہ اطمینان کے ساتھ ان کی متابع دین و مذہب کو چرائیں۔ چور ہمیشہ پہرہ داروں اور پاسباںوں کے دشمن ہوا کرتے ہیں۔ یوں ہی ایمان و دین کے یہ چور سب سے زیادہ انھیں پاسبانانِ اسلام و سنت حضرات علمائے اہل سنت ہی کے دشمن ہیں۔ اخباروں، اشتہاروں میں، ناولوں، افسانوں میں، کتابوں، رسالوں میں، تقریروں، لیکچروں میں برابر پروپیگنڈے کرتے رہتے ہیں کہ یہ مولوی اتفاق و اتحاد کے دشمن ہیں۔ محبت و دوستی کے مخالف ہیں۔ وطن کے بدخواہ قوم کے غدار ہیں۔ سیاسی و اقتصادی ترقی، مولویوں کو نہیں بھاتیں۔ ان سب بدگوئیوں، بہتان پر دازیوں کا مطلب صرف یہی ہے کہ یا تو یہ نگاہبانانِ اسلام و سنت، پاسبانانِ مذہب و ملت کو ڈرا دھمکا کر خاموش کر دیں تاکہ کوئی سوتلوں کو جگا والا ہی نہ رہے۔ اور دینِ ایمان کے چوروں کی بنی پڑے۔ یا مسلمانانِ اہلسنت اپنے دینِ ایمان کے ان بیہیدانوں کی طرف سے بدظن اور اپنے اسلام اپنی سنت کے ان پاسباںوں کے دشمن بن جائیں۔ ان کے جگانے کو خیال میں بھی لائیں اور اتفاق و اتحاد کی میٹھی نیند میں پڑے خراٹے لیتے رہیں۔ اور لصوص دین و سارقینِ ایمان برابر اپنا کام کرتے رہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

اور پاسبان جو لوگوں کو چوروں سے ہوشیار کرتا پھرتا ہے اس پر دل آزاری، اشتعال انگیزی، دامن شکنی و منافرت انگیزی کے الزامات قطعاً نہیں لگائے جاسکتے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ پہرہ دار لوگ ان چوروں کی دل آزاری کرتے ہیں، لوگوں کے جذبات کو چوروں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ اگر یہ چپ رہا کریں تو امن و امان کے ساتھ چوریاں ہو جایا کریں۔ لیکن یہ چلا چلا کر لوگوں کو ہوشیار کر دیتے ہیں۔ تو چوروں سے مقابلے بھی ہو جاتے ہیں، مار پیٹ لڑائی جھگڑے کے واقعات بھی پیش آ جاتے ہیں، گھر والوں اور چوروں کے درمیان منافرتیں بھی پھیل جانے اور بڑھ جانے کے حادثات رونما ہوتے ہیں۔ ان سب فسادات کی ذمہ داری انھیں پہرہ داروں پاسباںوں کے سروں پر ہے۔ کیا جو ایسا کہے دنیا سے شفا خانہ حیوانات میں بھیجے جانے کے قابل نہ ٹھہرائے گی؟

ہمارے اس بیان سے واضح و روشن کہ بد مذہبوں، بے دینوں کے رد میں حضراتِ متصّلین علمائے اہلسنت کے قادی کا مقصد ان کی تحریروں، تقریروں کا نشانہ ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ امن و امان میں خلل پڑے یا طبقات و افراد میں باہم عناد و منافرت پھیلے یا بڑھے یا کسی کی دل آزاری کی جائے، یا کسی کے خلاف لوگوں

کے جذبات کو مشتعل کیا جائے۔ بلکہ اُن کا واحد مقصد اور خود ہمارے اس فتوے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر کار و عالم شاہنشاہ کو نین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے نگاہبانی اسلام و سنیت اور پاسبانی مذہب ملت کا جو فرض خادمان دین و مذہب پاسبانان اسلام و سنیت پر مقرر فرمایا گیا ہے اسکو اپنی قدرت کے مطابق اپنی استطاعت کے موافق بتونسق اللہ تعالیٰ و بفضل جنیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بحال آتے رہیں۔ وحبنا اللہ انہم الکل نعم المولیٰ و نعم النصیر بحمد اللہ العظیم الحمد والصلوة المفضیۃ والسلام النیر علی حبیبہ الشاہد البشر النذیر، السراج المنیر، الداعی باذن ربہ الی اللہ القدیر، وعلیٰ آلہ و صحبہ ائمہ و جزیرہ بالتبجیل والتوقیر۔

اس نجیٹ صلیٰ فریقے کے کچھ افراد وہ ہیں جو مسلمانوں کے پیر بن گئے ہیں اور وہ اپنی مسندِ مشیت پر بیٹھ کر فرقہ کر پینے ہوئے زور و قریب کے موٹے موٹے دافوں کی تسبیح کھا کھاٹ کھاتے ہوئے اس طرح بھولے ہوئے سنی مسلمان کو پھیلالتے ہیں کہ مریاں یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہ فلاں کا فر فلاں بد مذہب فلاں گمراہ ہے ہم تو پیر فقیر لوگ ہیں، ہم کو اللہ اللہ کرنے سے فرصت کہاں کہ ان جھگڑوں میں پڑیں۔ پیر فقیر ہمیشہ ایسے جھگڑوں سے علیحدہ ہمارہتے ہیں۔ اور ان میں کے بعض جو مکارانہ تواضع اور فریب کارانہ انکسائے لباس سے آراستہ ہوتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اجی! ہم تو فقیر ہیں ہم تو اپنے آپ ہی کو سب سے بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر ہم کیوں کسی کو بُرا کہیں۔ اور ان میں کے بعض مکار و عیار اپنے مریدوں کو یوں تلقین کرتے ہیں کہ یہ آما لشی دو گیتی تفصیل میں دو حرفت بادوستاں تملطف بادشمنان ممدارا

دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ بددلت رکھو تم کو دو جہاں کا آرام مل جائیگا۔ بس جی اللہ کرو اور اس شعر پر عمل کرو اور مولویوں کے جھگڑوں سے دور رہو۔ کوئی بھونٹی نہ ملے اپنے چیلوں کو یوں بہکا تا ہے کہ میاں ہمارا مذہب تو یہ ہے

حافظا گروصل خواہی صلح کن یا فاضل علم ہمسلمان اللہ اللہ بابین من رام رام
میاں جب تنے بڑے ولی اللہ حافظا خیر ازی علیہ الرحمہ ہوں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کرو تو ان مولویوں کے جھگڑوں میں پڑ کر کیوں کسی سے دشمنی مولو۔ کوئی پردہ درویشی میں چھپا ہوا زندگی اپنے دام افتادوں کو یوں سناتا ہے کہ اجی سُن لو! ہمارا مذہب تو عشق ہے۔ اور مذہب عشق کا مسئلہ یہ ہے کہ

مباش دے آزار ہر چہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گنبد ہ نیست
تو ہم کیونکر کسی کو کافر ہے دین کہ سکر اس کا دل دکھائیں۔ ہمارے مذہب عشق میں تو کسی کا دل دکھانے

کے سوا کوئی بات گناہ ہی نہیں۔ اور جو زندہ و خداداد ہی تک کھل کر سزا اللہ پہنچ گئے ہیں۔ وہ تو معاذ اللہ یہاں تک جکتے ہیں کہ سب ہی تو ہے۔ اُسکے سوا ہے کون، کافر بھی ہی مسلمان بھی وہی، دہانی بھی وہی تخی بھی ہی، کفر بھی وہی اسلام بھی وہی، ظلمت بھی وہی نور بھی وہی، جہنم بھی ہی جنت بھی ہی، مخلوق بھی ہی خالق بھی ہی۔ تو پھر ہم کس کو کافر کہیں، کس کو مسلمان سمجھیں۔ اب ان آدم و ابلیسوں سے کون کہے کہ بے دینو! تو حید ایمان ہے، وحدت حق ہے اتحاد کفر ہے۔ وحدت تو اکابر اولیائے کرام و امام مہر غنائے اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حصہ ہے۔ اور انھیں حضرات صوفیہ نقض اللہ تعالیٰ فی الدارین بیکر کا تم القدسیہ کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ مسئلہ ہر سرحال ہے۔ قال میں نہیں آسکتا۔ اس کا جس قدر خلاصہ الفاظ میں آسکتا ہے جو اگرچہ اس کے مفہوم کو کاٹتا ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن مسئلہ وحدت کی ایک گونہ تقریب الی انھم کرتا ہے صرف یہ ہے کہ وجود واحد موجود واحد باقی جو کچھ ہے سب اس کی تجالی و سرایا و مظاہر و ظلال ہیں کہ اپنی حید ذات میں اصلاً وجود ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کل شئی ہا لک الا وجہہ۔

وحدة الوجود کا روشن اور واضح بیان مشہور پرنور امام الشیخ محمد اعظم غفرلہ بریلوی سیدنا علیہ السلام حضرت قیصر فیضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ "مسیحی بنام تاریخی التلطف" میں جواب مسائل لتصوف " (۱۲، ۱۳) و رسالہ مبارکہ "مسیحی بنام تاریخی" کشف حقائق و اسرار دقائق " (۸، ۱۳) میں ملاحظہ ہو۔ وحدت تو وحدت ہی ہے بے ایسا تو تم تو توحید سے بھی محروم ہو۔ توحید کے معنی میں معبود اور واجب الوجود نے میں اللہ عزوجل کو وحدۃ لا شریک لہ ماننا اور تمہارا یہ ناپاک مسلک تو اتحاد ہے جو خالص کفر و الحاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری تجرؤاؤں مائ دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور غلوہ دونوں ایک، فیروز بنی اور پاجانہ دونوں ایک، تمہارا بھائی اور پاجانہ پھر نے کی جگہ دونوں ایک، تمہاری بیٹیوں کے سب اعضا اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک، بھلال و حرام دونوں ایک، زنا اور نکاح دونوں ایک، اپنی بیوی کے حقوق زوجیت ادا کرنا اور کسی مرد سے منہ کالا کرنا دونوں ایک، دلا حول و لا قوۃ الا باللہ العالیٰ العظیم۔

تو یہ مسئلہ تمہارے دھرم میں صرف اسی لئے ہے کہ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی سے بے قیدی اور اپنی نفسانی میلانوں کیلئے آزادی اور اللہ رسول علیہ السلام و علیہ السلام علیہ السلام کی دشمنوں کی تکفیر شرعی سے بچنے کا حاصل کر لو، یا ہر موقع ہر محل میں اپنے اس ناپاک مسلک پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو؟ اگر پہلی صورت ہے تو تمہاری اہلیس پرستی و بہریت پرستی غلامی ہے۔ اور اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو کھلم کھلا عمل پیر ہونے سے کیوں لگاؤ؟ کسی میدان کسی تاریخ کسی وقت کا اشتہار دیکر محرج عام میں اپنی اس اہلیسی جبر توحید کے تماشے دکھاؤ، طلوع کے بدلے پاجانہ کھاؤ، شربت کے بدلے پیتاب

نوش فرماؤ۔ اپنی ماں بہن، بیٹی، جو رو کے ماتھوں پر چلی قلم سے، "الوقف فی سبیل الشیطان" کا سائن بورڈ لکھوا کر سر میدان چھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹے موٹے حروف میں "وقف فی سبیل ابلیس" کا بلا لکھوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کیلئے خود بھی وقف جمعہاؤ۔ اُو اپنی ماں بہن بیٹی جو رو کو اپنی چمڑ تو حید کی تبلیغ کیلئے وقف کرو۔ آخر بابیوں کی قرۃ العین نے بھی تو موقع اُٹھا کر مردوں عورتوں کو بابت کی تبلیغ کی تھی۔ اور اُمتِ لیکھے کے سیاسی پیغمبر مسٹر جلیانے بھی اپنے لیسگی اُمتیوں کو حکم دیا ہے کہ عوام کے بے حد دلچسپی لینے کیلئے اپنی عورتوں کو میدان میں لائیں۔ تمہارے دھرم میں سب وہی تو ہے۔ پھر اپنی چمڑ تو حید کی اس تبلیغ عام سے گریز کی کیوں ٹھہراؤ۔ اور تمہارے دھرم میں ابلیس و شیطان بھی تو وہی ہے تو اس کے نام پر بھی ہر گز مت گھبراؤ۔ اور تمہارے اس ناپاک مسلک پر میدان اور میدان کے سارے تماشا بھی تو سب وہی ہیں۔ تو مجمع عام میں بر سر میدان اپنی چمڑ تو حید کے یہ انوکھے نرالے تماشے دکھانے سے بھی ہر گز مت شہراؤ۔ اپنی ناپاک چمڑ تو حید کی اور سب دلربا دایاں تو شاید کمال بے حیائی دکھانے کیلئے کوئی مفت خوار نوگر فٹار ہزار افتخار طیار بھی ہو جائے لیکن اپنے کھانے کا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں کے ایک ہونے کا ثبوت کیونکر دے سکے گا۔ کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ اَکْبَرُ لَوْ کَانَوا یعلمون۔

پیارے سنی مسلمانو! بنظر انصاف ملاحظہ فرماؤ۔ یہ ہے ان مکار صوفی نما شیطانوں کی چمڑ تو حید جس کے پیروے میں یہ اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے کفر و ارتداد کو چھپاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس ابلیسی چمڑ تو حید کا جواب مفصل رد قاهر فقیر کے رسالہ مبارکہ "مسئمتی بنام ماریخی" بدلیونی سکوت عجز گریز مہوت" (۳۹ ھ ۱۲) میں ملاحظہ ہو۔

پیارے سنی مسلمانو! ان انسان صورت شیطانوں کی اس ابلیسی چمڑ تو حید کو پیر نیچر کی "تکذیب القرآن" صفحہ ۲۹ والی عبارت ملعونہ سے جو ردِ نیا چہرہ میں گزری چکی ملا کر دیکھو۔ الحاد و بے دینی و زندہ و دہریت کا کھلا ہوا نتیجہ دینے کے لحاظ سے دونوں عبارتوں میں کچھ بھی فرق ہے؛ جب معاذ اللہ سب ہی وہ ہے تو پھر کیسا کفر کیسا اسلام، کہاں کی دہریت کہاں کا ایمان۔ والعیاذ باللہ العزیز المستعان بہ الثقیۃ و علیہ التکلیان۔

یہ شعر کہ "مباش در پے آزار و ہرجہ خواہی کُن" کہ در شریعت ماخیزا زین گنہے نیست" ہرگز حافظ شیرازی علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی اللہ کا کلام نہیں۔ یقیناً کسی زندیق کا افتراء الحاق ہے۔ ایسی کھلی ہوئی دہریت جو اس سے آشکار ہے ولی اللہ تو ولی اللہ کوئی مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا کہ "دل آزاری کے سوا کوئی فعل گناہ ہی نہیں" اور اگر بالفرض حضرت حافظ علیہ الرحمۃ ہی کا یہ شعر ہو تو اس کے ظاہری معنی اس سے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ آزار سے مراد ناراض کرنا ہو گا۔ اور کفر و شرک سے لیکر مکروہ تحریمی تک درجہ بدرجہ ہر فعل ایسا ہے جو اللہ

ورسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کا سبب ہے۔ تو اب اس معنی پر یہ شعر مجملہ منہیات شرعیہ کو حاوی ہو گیا۔ کہ اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کے مقابلے میں غیر کی ناراضی ناقابلِ اعتنا اور کالعدم ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہو گیا کہ اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کو ناراض کرنے کے سوا کسی اور چیز کا نام ہماری شریعتِ مطہرہ میں گناہ ہے ہی نہیں۔ اب یہ شعر اس معنی میں یقیناً حق ہے۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی توہین و تکذیب کرنے والوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی انکو مسلمان کہنا، اُن کو کافر کہنے سے زبان روکنا، اُن پر شرعی فتوے کفر دینے کو اُن کی ناحق دل آزاری بتانا یقیناً اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی ناراضی کا قطعی سبب اور خود کفر و ارتداد ہے جو تمام گناہوں میں سب سے بدترین گناہ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اسی طرح یہ شعر بھی کہ ۷

آسائش دو گیتی تفصیل میں دُخرف ست باد و ستال تَلَطَّف باد و شمنانِ مَدارا

صرف مسلمان دوستوں اور ایمان دار دشمنوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ہرگز کفار و مشرکین و مرتدین کو عام نہیں۔ مطلب صرف اس قدر ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں میں جو لوگ تمہارے ساتھ دوستی کریں اُن کے ساتھ مہربانی رکھو۔ اور جو مسلمان بھائی کسی دنیوی منازعت یا ذاتی مخالفت کے سبب تمہارے دشمن ہو گئے ہوں اُن کی مدارات کرو۔ تو تم کو اُس حُب فی اللہ کے طفیل دونوں جہاں کا آرام عطا فرمایا جائیگا۔ اور اگر اس شعر کو کفار و مشرکین و مرتدین کیلئے بھی عام رکھا جائے تو خالص کفر و بے دینی ہو جائیگا۔ پھر قرآن پاک حدیث شریف کے روشن و واضح نصوص جلیلہ کے مقابلے میں کسی جاہل مجہول شعر گو کا بے باکانہ جاہلانہ افتراء الحاقی شعر مسلمان کے لئے کیا قابلِ قبول ہو سکتا ہے۔

اول تو حضرت حافظ علیہ الرحمہ کے اس شعر کے معنی ہرگز وہ نہیں جو پیر و مرشد صوفی کہلانے والے صلیحی نے گڑھے۔ بلکہ یقیناً صرف مسلمانوں ہی کے حق میں مخصوص ہے کما بینا اور اگر بالفرض وہ عام معنی ہی اس شعر کی مراد ہوں تو یقیناً یہ شعر کسی جاہل بے باک کا الحاقِ ناپاک ہے۔ اسی طرح یہ ناپاک شعر بھی

حافظ اگر وصل خواہی صلیح کن با خالص علم با مسلمان اللہ اللہ بابرہمن رام رام

ہرگز ہرگز ہرگز حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں۔ اُن کے سارے دیوان میں اس نجس شعر کا ہرگز پتہ نہیں۔ حافظ شیرازی تو ولی اللہ و عارف باللہ ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی ہرگز ایسا کفر نہیں بک سکتا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور بُت پرستوں کے ساتھ بُت کی پوجا کرو تو معاذ اللہ و صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نصیب ہو گا۔ البتہ ایک مرتبہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ

ایسے ہیں جو پیری فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شریعت کے معنی تو ہیں راستہ راستہ کی اسے ضرورت ہوتی ہے جو منزل مقصود کی طرف چل رہا ہے۔ مگر حواہی منزل مقصود تک پہنچ گیا اسکو اب راستے کی ضرورت کیا رہی۔ ہم تو پہنچ چکے اب ہم کو شریعت کی حاجت نہیں۔ سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ صدقوا والله لقد وصلوا ولكن الى آيين الى سقر یعنی انھوں نے سچ کہا خدا کی قسم بے شک وہ پہنچ گئے لیکن کہاں تک پہنچے؟ جہنم تک۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تو اگر وصل کے وہی معنی اس شعر میں بھی مراد لئے جائیں تو کسی جاہل بے قید کے اس جاہلانہ شعر کے معنی بھی صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ اسے حافظ اگر جہنم کا وصل تو چاہتا ہے تو ہر ایک خاص و عام کے ساتھ صلح کر لے۔ مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور ہندوؤں کے ساتھ رام رام کیا کر دے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اپنے آپ کو سب سے بدتر سمجھنے کے الفاظ جو بعض عرفا کے کلام میں وارد ہوئے ہیں اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ بحیثیت اعتقاد اپنے آپ کو کافروں مشرکوں مرتدوں سے بدتر سمجھتے ہیں کہ یہ تو اپنے آپ کو کافروں مرتدوں سے بدتر سمجھنا نہ ہوا، بلکہ اپنے ایمان و اسلام کو کفار و مشرکین مرتدین کے کفر و شرک و ارتداد سے بدتر ٹھہرانا ہوا۔ وما هو الا زندقۃ والحاد فلا یملک ان یتفوقا بہ مومن صحیح الاعتقاد : خدا طلب بالعرفاء الامجاد : والعیاذ باللہ الملک الجواد :

بلکہ حسرت دیدار خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم میں مشتاتان جمال خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس انداز بیان سے اپنی تڑپ اور بے چینی اور حیراری کو ظاہر کیا ہے کہ کفار و مشرکین کو دنیا ہی میں اُن کے آئہ باطل کا وصال نصیب ہے جس کو انھوں نے اپنا مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اُن کو اس بارے میں سکون و اطمینان حاصل ہے۔ اور دیدار خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے تمنائی انتظار قیامت میں تڑپ رہے ہیں بے چین اور مضطرب ہیں۔ تو قطع نظر اس سے کہ کفار و مشرکین کو اُن کے اس بونیوی سکون و اطمینان کے بدلے ہمیشہ کا عذاب نادر ہوگا۔ اور دیدار خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی تمنائی تڑپ تڑپ کر جان دینے والا ابدی راحتوں اور نعیم مقیم کا سزاوار ہوگا۔ صرف اسی بونیوی ظاہری سکون و اضطراب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تڑپ تڑپ کر زندگی گزارنے والے سے اُس کا حال بہتر نظر آئے گا جو چین اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ قول گویا اس حدیث شریف کا ترجمان ہوا کہ فرمایا گیا ال دنیا سجن المؤمن و جنة الکافر یعنی دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ دیکھنے میں بظاہر اس شخص کا حال جو آزادی سے باغ میں رہتا ہو قیدی کے حال سے بہتری نظر آئے گا۔ کہ یہ تڑپ تڑپ کر اپنی قید کے دن گزار

رہا ہے۔ اگرچہ درحقیقت یہ اس کے حق میں رحمت و نعمت اور وہ اُس کیلئے مہلت و نعمت ہے۔
اِن جاہل صوفی نما گمراہ گروں سے کون کہے کہ ہے

توجہ دانی زبانِ مرغان را : کہ ندیدی گہے سلیمان را

تو اب جو شخص دیدارِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی حسرت و آرزو
میں تڑپ تڑپ کر دنیوی زندگی کے دن گزار رہا ہو اور ہر وقت اسی انتظار میں ہو کہ کب میں بتوفیق اللہ
تعالیٰ ایمان کے ساتھ دنیا کے اس جیل خانے سے باہر نکلوں اور میرا زمانہ فراق ختم ہو جو زبانِ حال سے
برابر یوں عرض کر رہا ہو جس طرح حضور پُر نور امام اہل سنت و مجددِ اعظم فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت علیہم السلام
مولانا مولوی حافظ قاری حاجی مفتی شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ
عنه وارضاه عنارضی عنابہ کمال سوز و گداز مالک کو نین محبوب ربُّ المشرقیین والمغربین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
و علیٰ آلہ وسلم فی الملوین کی سرکارِ کرم میں عرض کرتے ہیں :

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے : کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا
وہ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی شان میں تنقیص و تکذیب کرنیوالوں
کے کلماتِ کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو کافر مرتد کہنے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا، ہرگز ان کے کفر و ارتداد
پر اپنی صوفیت کا پردہ نہیں ڈالے گا کہ ایسا کرنے والا تو معاذ اللہ کافر مرتد ملعون اور دیدارِ الہی سے ہمیشہ کیلئے
محروم ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ و انہم عن ربہم یومئذ لہم حجبون یعنی اور بیشک کفار
اپنے رب کے دیدار سے اُس دن محروم ہوں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بندہ ہوں، بے دینوں مرتدوں کے اقوال کفریہ کا رد کرنا خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہ وسلم کی شانِ عالی میں توہین و تکذیب کرنے والوں کی نذمتیں اور اُن کی برائیاں بیان کرنا، اُن کے اقوال
خبیثہ کے مطابق اُن پر بد مذہب گمراہ کافر مرتد بے دین ہونے کے احکام شرعیہ صادر کرنا ہرگز مولویوں کا جھگڑا
نہیں۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پاک کلام قدیم اُس کا پیارا قرآن عظیم ان امور سے لبریز ہے۔ تو ان صلی اللہ
پیرِ نما قراقرق کے اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے کلام مجید میں معاذ اللہ جھگڑے بھرے ہوئے
ہیں۔ ان مرشدِ نماد اکوؤں کو اللہ تعالیٰ نے سے اتنی فرصت ہی نہیں ملتی کہ قرآنی جھگڑوں کی طرف توجہ
بھی کر سکیں۔ والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔

سب پیروں کے پیر اور جملہ میروں کے میر پیر پیراں میر میراں حضور پُر نور قطب الاقطاب غوث الاعظم
سیدنا الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر الحسینی الحسینی الجیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنارضی عنابہ

سے بڑھ کر کون سا اللہ اللہ کرنے والا پیر فقیر ہو گا۔ جن کا قدم باجماع تمام اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گردنوں پر ہے۔ خود سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب مستطاب غنیۃ الطالبین شریف تصنیف فرمائی۔ اور مسلمان کہلانے والوں میں جس قدر گمراہ بد مذہب متدفع فرماتے اس وقت تک پیراں چلے تھے ان سب کے عقائد کفر و ضلال نقل فرما کر ان پر صاف صاف احکام شرعیہ صادر فرما دیئے۔ پھر کیا ان کے اللہ اللہ کرنے میں کچھ کمی آگئی یا ان کے مراتب ولایت میں معاذ اللہ کچھ فرق پڑ گیا۔ حاشا! بلکہ پہلے کہ خود ان کے بابا جان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دین پاک نے ان سے آکر فرمایا کہ تم نے مجھ کو زندہ کر دیا، تم محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے ہو۔ حضرت امام محبت الاسلام محمد محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اپنی کتاب تصوف "احیاء العلوم" شریف میں بد مذہبوں، بد دینوں پر غلظت و شدت کے احکام شرعیہ بیان فرمائے۔ کیا اس سے ان کی صوفیت میں کچھ نقصان آگیا، حاشا! بلکہ انھیں علمائے ربانی و اولیائے حقانی نے حجۃ الاسلام و حکیم الامتہ الحمدیریہ مان لیا اور اگر ان صلوٰۃ کی متشیخین کو اتنی لیاقت نہیں کہ ان عربی کتابوں کو دیکھیں سمجھیں۔ تو چند اشعار ثنوی شریف کے ہم اس فتوے میں نقل کرتے ہیں۔

رَوَّ اَشْدَادٌ عَلَى الْكُفَّارِ يَاشْ خَاكِ بَرْدِ لَدَارِ اَغْيَارِ يَاشْ

اسی میں فرماتے ہیں۔

دور شو از اختلاط یاو بد یار بد بد تر بود از مار بد

یار بد تنہا ہیں بر جان زند یار بد بر جان و بر ایمان زند

انہی میں فرماتے ہیں۔

صحبۃ صراح ترا صالح کند صحبت طارح ترا طارح کند

یعنی اسے راہ حق پر چلنے والے تو ہمیشہ کافروں پر سخت زد اور غیروں کی دوستی پر خاک ڈال۔ بد مذہب دوست کے میل جول سے دور رہ کہ بد مذہب دوست تو زہریلے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہوتا ہے۔ بُرا سانپ صرف جان پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن بد مذہب دوست تو جان و ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنادے گی بد کی صحبت تجھے بد بنادے گی۔ کیا یہ تصوف کی تعلیمات نہیں۔ کیا مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان اشعار میں اللہ اللہ کرنے سے روک رہے ہیں۔ کیا ان کی ولایت میں اس سے کچھ کمی آگئی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ان صوفی صورتوں، بلیس میرتوں کا اس ضروری دینی مسئلے پر بھی ایمان نہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے اقوال کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص ان کو مسلمان کہے یا ان پر شرعی حکم کفر مسلک کو جھگڑائے وہ خوب بے ایمان ہے مسلمان ہی نہیں۔ اور ایسا شخص اگر عمر بھر اللہ کرتا رہے تو اس کے سارے اعمال رائیگاں اور اکارت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْبُوهَ
الظَّمَانُ مَاءٌ حَتَّىٰ إِذَا لَجُّوا فِيهِ شَبَعًا
وَرَجَعُوا إِلَى اللَّهِ عِندَهُ فَبَدَلَهُمْ صُرُوعًا
وَأَنَّهُمْ كَانُوا فِيهِ رَاسِخِينَ

یعنی بڑھ کر گھسوا۔ بے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے
دھوپ میں چمکتا ریتا کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک کہ جب
اس کے پاس پہنچا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے پاس پایا تو
اُس نے اس کا حساب بھول کر دیا اور اللہ جلد حاکم بنے والا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان المسبحانی اپنے مکتوبات شریف جلد اول کے مکتوب
نمبر ۳۴ صفحہ ۵۹ میں فرماتے ہیں۔
استدلال و کشف ہر چند مخالف شریعت مست مردودست کلی
حقیقۃ ردۃ الشریعۃ فہو زندقۃ۔
یعنی استدلال اور کشف جو کچھ بھی شریعت مطہرہ کے خلاف ہو
مردود ہے جس حقیقت کو بھی شریعت متذکرہ فرماتے تو وہ زندقۃ
اور بے دینی ہے۔

پھر اسی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۲ میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔
یعنی اصل کام تو یہی ہے کہ اہلسنت جماعت کے عقیدوں پر ہم
ثابت و مستقیم ہو جائیں اس بدولت کے ساتھ اگرچہ حال کی دولتیں
عطا فرمائیں تو ہم احسان مانیں گے ورنہ صرف اسی بدولت ثنیت کہ ہم
کافی جانتے ہیں۔ جب یہ بدولت ہے تو سب کچھ ہے۔

کارائست کہ برحق اہلسنت جماعت متحقق کریم۔ بایں دولت
کہ اگر احوال و مواجید عطا فرمائیں بدولت ہی ولیم والا ہیں دولت
را کافی میدانیم چوں ایں ہست ہم ہست۔
پھر ہونے تین سطر بعد فرماتے ہیں۔
احوال و مواجید کہ متحقق حقیقت معتدات ایں فرقہ ناجیہ میتر
شود جزا استدراج نہ دایم و جزا نہ ای بیج نمی انکاریم بایں
دولت اتبار فرقہ ناجیہ ہرچہ بدولت ہی ولیم و شکر بجا
ی آریم و لگڑ نہیں را بدولت بیج ازا حوال و مواجید بدولت باک
ناریم و راضی ایم۔
یہی دولت اتبار فرقہ اہلسنت عطا فرمائیں اور طریقت کا مال تصوف کا وجد وغیرہ کچھ بھی نہ دیں تو ہم کچھ پر راہ نہیں رکھتے
ہیں اور اسی پر ہم راضی ہیں۔

لہذا غرض دل کی طرف سے اس کے نافرمان بندوں کو جو ذلیل دی جاتی ہے اُسے استدراج کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

پھر اسی مکتوب شریف میں صفحہ ۱۳۲ پر فرماتے ہیں۔

مصدق صحت کشف والہام مطابقت سے باعلوم علمائے اہلسنت اگر سر
موتے مخالفت سے ازدارہ صواب بیرون است هذا هو العلم الصحيح
والحق الصریح فماذا بعد الحق الا الضلل۔

یعنی اولیائے کرام و صوفیائے عظام نفعا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم القدسیہ فی
الدین والدنیہ والاخرہ کے کشف الہام کے درست و صحیح ہونے کا
ثبوت یہ ہے کہ علمائے اہلسنت دامت برکاتہم کے علوم و عقائد کے مطابق
ہو اگر ایک بال بزرگ ان سے مخالف ہے تو دارہ صحت سے باہر ہے۔ یہی علم صحیح اور حق صریح ہے تو حق کے سوا جو کچھ ہے گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔

پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۵ صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں

آنچه بر ما و شما لازم است تصحیح عقائد است بمقتضائے کتاب سنت
بر نہجیکہ علمائے اہل حق شکر اللہ تعالیٰ سعیہم از کتاب و سنت
آن عقائد را نفیدہ اند و از انجا اخذ کردہ۔ چہ فہمیدین ما و شما از غیر
اعتبار ساقط است اگر موافق افہام ای بزرگواران نباشد۔ زیر کہ ہر متبع
و ضال احکام باطلہ خود را از کتاب سنت می فہمد و از انجا اخذ می نماید۔
و الحال انہ لا یعنی من الحق شیئا۔

یعنی وہ جو ہم پر اور تم پر لازم ہے عقیدوں کو قرآن عظیم و حدیث کرم کے
مطابق اسی طور پر صحیح کرنا ہے جس طور پر حضرات علمائے اہل سنت نے
اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے قرآن و حدیث کے ان
عقائد کو سمجھا اور ان سے استنباط کیا ہے۔ کیونکہ ہمارا تمہارا سمجھنا اگر ان
بزرگواروں کی سمجھ کے مطابق نہ ہو تو درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسلئے
کہ مسلمان کہلانے والا ہر ایک بد مذہب گمراہ اپنے باطل عقیدوں کو
قرآن حدیث ہی سے سمجھنے کا ادعا کرتا ہے اور اپنے گمان میں انھیں سے استنباط کرتا ہے حالانکہ وہ حق کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دیتا۔

پھر فرماتے ہیں۔

ثانیا علم باحکام شرعیہ است از حلال و حرام و فرض و واجب ثالثا
عمل بمقتضائے ای علم است۔ رابعا طریق تصفیہ تزکیہ کہ مخصوص
بصوفیہ کرام است قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ تا صحیح عقائد نہ نمایند علم
باحکام شرعیہ فائدہ نمی دہد۔ و تا ایں ہر دو متحقق نشوند عمل نافع نیاید۔
و تا ایں ہر سہ میسر نہ گردند حصول تصفیہ تزکیہ محال است۔

یعنی پھر دوسری بات یہ ضروری ہے کہ شریعت مطہرہ کے جو احکام حلال و حرام
فرض و واجب وغیرہ ہیں ان کا علم حاصل کیا جائے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس علم
کے مطابق عمل بھی کریں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ تصفیہ قلب تزکیہ روح کا طریقہ جو حضرت فاضل
کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے خاص ہے اختیار کر کے اپنے قلب اور اپنی روح کو
پاک و صاف کریں۔ جب تک اپنے عقیدے درست نہ کریں گا احکام شریعت کا علم کچھ نفع نہ دیگا
اور جب تک یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں گی عمل کچھ مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک یہ تینوں باتیں میسر نہ ہوں گی قلب و روح کا تصفیہ تزکیہ ناممکن ہے۔

پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۹۲ پر فرماتے ہیں۔

نخستین ضروریات برابر باب تکلیف تصحیح عقائد است بروقف
آرائے علمائے اہلسنت جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کہ نجات
آخری و البتہ اتباع آرائے صواب نمائے ای بزرگواران است
و فردنا بریم ان شاء اللہ۔ و ایشانند کہ بطریق آن سرور و اصحاب آن سرور

یعنی عاقل بالغ پر جو سب پہلا فرض ہے وہ یہ ہے کہ حضرات علمائے
اہلسنت جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی تحقیقات کے موافق اپنے عقیدوں
کو درست کرے کہ نجات آخری انھیں کے عقائد صحیح کے اتباع سے البتہ
اور نجات پانیوالے وہی حضرات اور انھیں بزرگواروں کا اتباع کرنیوالے

از صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیما علیہم و علیٰ آلہم و علیٰ جمیعہم و از مخلو میک
از کتاب سنت مستفاد نہدہاں معتبر اند کہ ایس بزرگواراں از کتاب سنت
اخذ کردہ اند و فہمیدہ زیراکہ ہر بدعت و ضال عقائد فاسدہ خود را بزرگ
فاسد خود از کتاب سنت اخذی کنند پس ہر معنی از معانی مفہومہ
ازینہا معتبر نہ باشد

ہیں۔ اور وہی لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع کے طریقے پر ہیں۔ اور قرآن حدیث
سے جس قدر علوم حاصل ہوتے ہیں ان میں سے صرف ہی علوم معتبر
ہیں جو ان بزرگوں نے قرآن حدیث سے حاصل کئے اور سمجھے ہیں
کیونکہ مسلمان کہلائیوالا ہر ایک بد مذہب ہر ایک گمراہ بھی اپنے
گمان فاسد میں اپنے عقائد فاسدہ کو قرآن و حدیث سے حاصل کرتا ہے۔ تو قرآن حدیث سے سمجھ میں آنیوالے تمام معانی میں سے
ہر ایک معنی کا اعتبار نہ ہوگا۔ پھر اسی صفحے پر فرماتے ہیں۔

از حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ منقول است کہ می فرمودند
کہ اگر تمام احوال و مواجید را بامدہند و حقیقت را با بقائد اہلسنت
جماعت متحلی سازند جز خرابی ہیچ نمی دایم و اگر تمام خرابیاں را بر جامع کنند و
حقیقت را با بقائد اہلسنت جماعت بنوازند ہیچ باکے نہ داریم۔

یعنی حضرت عبداللہ خواجہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا کرتے
تھے کہ اگر مواجید و حالات کثوف الہامات و خوارق عادات سب کچھ ہم کو
دیں اور ہماری حقیقت کو اہلسنت جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو
ہمیں خرابی کے ہوا کچھ نظر نہ آئیگا اور اگر تمام خرابیوں پر یاد دلیوں کو ہم پر رکھ دیں
اور ہماری حقیقت کو سنیوں کے عقیدوں کو آرازیں تو ہمیں کچھ پرواہ نہوگی۔

پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۰۶ میں صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں۔

آں جاد و حال را تا میزان شرع نسخہ بدیم جیل نمی خرد و کثوف
الہامات را تا برہنہ کتاب سنت نہ زندہ ہم جوے نمی پسندیم مقصود
سلوک طہری صوفیہ حصول از دیالیقین مست بہ عقائد شرعیہ
کہ حقیقت ایمان مست و نیز حصول یسر مست در ادائے احکام فقہیہ
نہ امرے دیگر و راسے آں۔

یعنی مقام طریقت میں وجد و حال کو جب تک شریعت کی ترازو میں تول
نہیں لیتے ایک پیسے کے بچسویں حصے میں بھی نہیں خریدتے۔ اور کثوف
والہام کو جینک قرآن و حدیث کی کسوٹی پر کس نہیں لیتے آدھے جو کے بدلے
میں بھی پسند نہیں کرتے صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے پر سلوک
کا مقصود صرف یہی ہے کہ عقائد شرعیہ پر اور زیادہ یقین حاصل ہو جائے جو

ایمان کی حقیقت ہے۔ اور احکام فقہیہ کے ادا کرنے میں آسانی بھی حاصل ہو جائے اس کے سوا کوئی اور بات مقصود نہیں۔

بعینہ یہی مضمون اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۱ میں صفحہ ۲۲۵ پر فرمایا۔

پھر اسی جلد کے مکتوب ۲۱۳ میں صفحہ ۲۱۸ پر ارشاد فرمایا۔

خلاصہ مواظوب بدہ نصائح اختلاط و انساط با اہل تدین و ارباب
تشریع ست تدین و تشریع منوط بسلوک طریقہ حقہ اہلسنت جماعت
ست کہ فرقہ ناجیہ اند و میان سائر فرقہ اسلامیہ نجات بے متابعت
ایس بزرگواراں محال ست فلاں بے اتباع آراے اینہا متنع۔ دلائل

یعنی سارے وعظوں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا عطر یہی ہے کہ دیندار
پابند شریعت لوگوں سے میل جول محبت رکھی جائے دینداری اور پابندی
شریعت تو اہلسنت جماعت کے طریقہ حقہ پر چلنے ہی کے ساتھ وابستہ
ہے کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات پائیوالا یہی فرقہ ہے۔

عقل و نقل و کشف برین منہی شہادت کہ اضلال مختلف ندارد و اگر معلوم شود
کہ شخصے برابر ضرر و اضرار مستقیم بر بزرگواران جدا افتاده است
صحبت اور ایم قائل باید دانست و محالست اور از بر نقلی باید
انکاشت. طالبان دین یک از هر زوت که باشند نفس و بدن را از اجتناب
از صحبت اینها نیز از ضروریات است و این همه فتنه و فساد که در
دین پیدا شده است از شوئی این جماعت است کہ بواسطه بطلم
دنوی آخرت خود را بر باد داده اند۔ اولئك الذین اشتروا
الاضلالة بالهدى فما ربحت تجارتهم و ما کتوا
معتدين ۵ البیس یعنی را شخصے دید کہ آسوده و فارغ البال
گشت است و دست را از اغوا و اضلال کوتاہ کرده۔ بہر حال
را چرسید۔ یعنی گفت مسلمات سو با من وقت کار مرا کنیت
کنده اند و متکفل اغوا و اضلال گشت۔

بغیر ان بزرگواروں کی تبارک کے نجات محال ہے۔ اور بغیر ان کے عقائد
کی پیروی کے نجات نامکن ہے۔ عقل و نقل و کشف ایسی دلیل اس
معنی پر شاہ ہیں جن کے غلط ہونے کا احتمال نہیں ہے اور اگر معلوم
ہو جائے کہ کوئی شخص را بر بزرگواروں کے سیکھے راستے سے
الگ کر گیا ہے تو اسکی صحبت کو ہم قائل بھیجا جائیے۔ اور اس کی پس
اٹھنے بیٹھنے کو سانپ کا نہر جانا چاہیے۔ بے بلک ٹانے جس نے
کے بھی ہوں دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری
ہے۔ اور یہ جو کچھ فتنہ و فساد دین میں پیدا ہوا ہے انھیں بد مذہب
کاذبوں کی جماعت کی نحوست کے سبب سمجھوں نے دنیا کی تھوڑی
سی حقیر اونچی کے واسطے اپنی آخرت کو بر باد کر دیا ہے۔ یہ وہ
لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے ہرے گمراہی خریدی۔ تو ان کا سودا کچھ
نفع نہ لایا اور وہ سودے کی راہ نہ جانتے تھے۔ البیس ملعون کو
ایک شخص نے دیکھا کہ آرام سے بے فکر بیٹھا ہے اور ہم کانے اور گمراہ کرنے سے ہاتھ رک لیا ہے۔ اس کا بھید پوچھا۔ ملعون بولا اس
نامے کے بد مذہب کاذبوں نے مجھ کو بے فکر کر دیا ہے۔ اور انھوں نے گمراہ کرنے کا سارا لٹو جھولپٹے کا اوپر اٹھا لیا ہے۔
پھر اسی جلد کے مکتوب نمبر ۲۸۹ میں صفحہ ۳۹۸ پر فرماتے ہیں۔

یعنی سند لانے اور اتباع کرنے کے کوئی تو صرف علمائے اہلسنت
ہی کے اقوال ہیں تو ان کے اقوال سے صرف کچھ کلام مراعات ہو گا قبول
کیا جائیگا اور جو ان کے خلاف ہو گا نہ مقبول ہو گا۔ علاوہ اسکے ہم
تو یہ کہتے ہیں کہ مستقیم حالات والے صوفیہ شریعت طہر کی حد سے
قطعا تجاوز ہی نہیں کرتے نہ احوال و اعمال میں نہ اقوال و عمل و
معارف میں اور یہ تم جانتے ہو کہ شریعت کے ساتھ جو کچھ مخالفت باقی
رہ جاتی ہے اس کا سبب یہی ہے کہ حالات میں نزاع پیدا ہو جاتی ہے
غلط پڑ جاتا ہے۔ اور اگر حال سچا ہو تا تو شریعت حق کے خلاف
نہ ہوتا۔ اور علاوہ کلام یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت ذہنی کی دلیل
اور بے دینی کی علامت ہے۔ انتہائی بات جو اس بارے میں کہی جاسکتی

انما الصالح للجهة والتقيد اقوال العلماء من اهل
السنة فما وافق اقوالهم من كلام الصوفية يقبل
وما خالفهم لا يقبل على اننا نقول ان الصوفية المستقيمة
الاحوال لم يتجاوزوا الشريعة اصلا ولا في الاحوال ولا
في الاعمال ولا في الاقوال ولا في العلوم والمعارف
وتعلمون ان بقية الخلاف مع الشريعة ناشئة
عن سقم في الحال وخلل فيه ولو صدق الحال بما
خالف الشريعة الحققة وبالجملة خلاف الشريعة
دليل الزندقة وعلامة الالحاد غایة ما فی الباب
ان الصوفی لو تکلم بکلام مخالف للشریعة ناش

عن الکشف فی خلیۃ المال وسکر الوقت فهو معذور
وکشفه خیر صحیح وغیر صالح للتقلید ینبغي
ان یحمل کلامه ویصرف عن ظاہرہ فان
کلام السکارتی یحتمل ویصرف عن ظاہرہ

ہے وہ یہ ہے کہ صوفی اگر کوئی ایسا کلام بولے جو اظہار شریعت
کے خلاف ہو اور علیہ مال و سکر وقت کے کشف سے صادر ہوا
ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا کشف اپنے ظاہری معنی پر صحیح
نہیں اور جو اس کے ظاہر معنی ہیں وہ قابل اتباع بھی نہیں، بلکہ
لازم ہے کہ اس کے کلام کے کوئی ایسے معنی لئے جائیں جو مخالف شریعت نہ ہوں اور ظاہری معنی کو اس کی مراد قرار نہ دیا جائے، کیونکہ
شکر والوں کے کلام سے اس کے ایسے غفی معنی لئے جلتے ہیں جو موافق شریعت ہوں۔ اور اس کے خلاف شریعت ظاہری معنی
کو اس کی مراد نہیں سمجھایا جاتا ہے۔

پھر اپنے کتب بات شریف کی جلد دوم کے مکتوب نمبر ۶۶ میں صفحہ ۱۲۵ پر فرماتے ہیں۔

یعنی جو عقیدہ شیعوں کے عقائد کے خلاف ہے اس کی گندگی نہ قابل
ہے کہ ہمیشہ کی موت اور دہائی عقاب تک پہنچا دے۔ عمل میں مستحق
اور کاہلی پر تو مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقاد میں مذہبیت
یا ایسی کے بخشنے جلتے کی امید نہیں ہے۔

ثبوت اعتقاد کہ مخالف معتقدات اہل سنت مت ریم قائل ست۔
کہ بھوت ابدی و عقاب سرمدی رساند۔ مذہبیت و مساہلت
در عمل امید مغفرت دارد اما مذہبیت اعتقادی گنہائش مغفرت
ندارد۔

پھر اسی جلد دوم کے اسی مکتوب میں صفحہ ۱۳۳ پر فرماتے ہیں۔

یعنی حضور خیر اسلام علیہ علی آل الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
یشک بنی اسرائیل کے اکثر فرقے ہو گئے تھے کہ ایک فرقے کے
سوا وہ سب جہنمی ہیں اور عنقریب میری امت تہتر فرقوں پر بکڑے
ملکے ہو جائیگی کہ ایک فرقے کے سوا وہ سب ناری ہیں۔ صحابہ
کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والے کون
لوگ ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آلہ وسلم نے فرمایا وہ ایسے لوگ
ہیں جو اسی دین مذہب پر ہیں جس میں نبی مذہب پر ہیں اور میرے
صحابہ ہیں۔ علی بن ابی الکیرم و علی آلہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام اور وہ نجات
پانے والا ایک فرقہ ہی اہل سنت جماعت کا گروہ ہے۔ جنہوں نے حضور
علیہ علی آل الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کا اور صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کی پیروی کا استقامت کیا ہے اسے اللہ تعالیٰ اہل سنت جماعت
ہی کے عقیدوں پر ثابت رکھے اور انہیں کے گروہ میں ہم کو دنیا سے

پیغمبر مرودہ علیہ علی آل الصلوٰۃ والسلام بدستی کہ بنی اسرائیل ہتھا
و یک فرقہ شریف و مذہب کہ ہر ایشاں روز اندر گرے ازیشان و دوست
کہ انتہ من رہنقاد و سر فرقہ متفرق شوند کہ ہر ایشاں در آتش باشند
مگر یک فرقہ پرستند کہ آل فرقہ ناجیہ چو کسانند فرمود علیہ علی آلہ
الصلوٰۃ والسلام آئندہ کہ باشند بر مثلہ چہ من بر نام و اصحاب من
بر اند علیہ علی آل الصلوٰۃ والسلام۔ و آل یک فرقہ ناجیہ اہل سنت
و جماعت اند کہ کثیر ہم متابعت آئی سرور علیہ علی آل الصلوٰۃ
والسلام و متابعت اصحاب بن مرور علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام
اند اللہم ثبتنا علی معتقدات اہل السنۃ و
الجماعۃ و امتنا فی زمیر ہم و احشرنا معہم۔ بنا
لا تنزع قلوبنا بعد اذ ہدینا و ہب لنا من لدنک
رحمۃ انک انت الوہاب

اٹھا اور انھیں کے ساتھ ہمارا احترام فرما۔ اسے ہمارے رب ہمارے دل میں نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر کے شریک تو ہی ہے بڑا دینے والا۔

پھر اپنے مکتوبات شریف کی جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۳۹ میں صفحہ ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

کفار قریش چونکہ کمال بے سادقتی و درجہ کجگوشتی اہل اسلام مبالغہ نمودند حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام جیسے از شعرائے اسلامیہ اس فرمودہ کہ جو کفار گونسا نمایند۔ آل شاعر و در حضور آل سرور علیہ علی آل من الصلوٰۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا بالائے ممبری برآمد و اشعار جو کفار بر طای خواہند آن سرور علیہ و آلہ الصلوٰۃ و السلام می فرمودند کہ روح القدس بادست ما و امیکہ جو کفار کی کُند۔

یعنی کفار قریش نے جب کمال بدبختی کے سبب مسلمانوں کی بدگوئی اور مذمت میں زیادتی کی تو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے بعض اسلامی شاعروں کو حکم فرمایا کہ بد نصیب کافروں کی مذمت بیان کریں۔ وہ شاعر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سرکار میں ممبر برکھڑے ہو کر تے تھے اور کافروں کی مذمت کے اشعار بر سر مجلس پڑھا کرتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ روح القدس (حضور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس کے ساتھ ہے جب تک وہ کافروں کے عیب اور ان کی برائیاں کرتا رہتا ہے۔

حضرت محمد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان الرضائی کی اس پھیلی عبارت شریفہ میں ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ ہے کہ

۱۔ قال لنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یوم قریضۃ لحسان بن ثابت انھم المشرکین فان جبریل معک وکان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یقول لحسان اجب عنی اللہم ایدہ بروح القدس۔

یعنی جب بنی قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ مشرکوں کی ہجو و مذمت کر کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیرے ساتھ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ میری طرف سے کافروں کو جواب دے اے اللہ حسان کی تائید روح القدس سے فرما۔

۲۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم قال اھجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشی النبل۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ رسول جلالہ، مارنے سے بھی زیادہ ان پر سخت ہے۔

(رواہ مسلم عن سیدتنا عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۲۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما ناحت عن اللہ ورسولہ وقال سمعت رسول

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے سنا کہ روح القدس جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تیری تائید فرماتے رہتے ہیں جب تک تو اللہ رسول جلالہ،

اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بقول جہاں حسنائے
فشتفی واشتفی۔

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو فرستے سنا کہ حسان نے کافروں و مشرکوں کے عیب اُن کی برائیوں کا بیان کیا تو مسلمانوں کو اُس نے ہنسا دی اور اپنے آپ بھی ہنسا حاصل کی۔ (رواہ مسلم عن ام المؤمنین انصہر بقرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۴۔ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یضع لِحْشَانِ مِنْبَرٍ فِی الْمَسْجِدِ یَقُومُ عَلَیْهِ قَائِمًا یُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَعَلِیْ آلِهِ وَسَلَّمَ أَوْ یُنَافِخُ وَ یَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَعَلِیْ آلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ یُؤَیِّدْ حِصَانُ بَرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَافِخُ أَوْ نَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَعَلِیْ آلِهِ وَسَلَّمَ

سے بیک حسان میری طرف سے منافحت کرتے رہتے ہیں۔ (رواہ البیہقی عن سیدتنا ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے عرض کی۔
ان اللہ تعالیٰ قد انزل فی الشعر ما انزل۔ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شعر کے بارے میں تو جو نازل فرمایا ہے وہ نازل فرمایا ہے؛ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے والشعر ما یتبعہم الغاۓن ۝ الہم تر انہم فی کل ولدیہیمون ۝ وانہم یقولون مالا یفعلون ۝ یعنی اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہرنائے میں سرگزاں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ (ترجمہ رضویہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شعراء حضرت کعب بن مالک حضرت حسان بن ثابت و حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار و مشرکین کو اپنی نظموں میں جنگِ حرب سے خوفناک کیا کرتے تھے۔ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار و مشرکین کے لسی و خاندانی عیوب اپنے قصیدوں میں بیان کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اشعار میں کفار و مشرکین کو کفر و شرک پر شرم و غیرت اور ننگ عار دلایا کرتے تھے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس عرض کا مطلب یہ تھا کہ کیا اس قسم کے اشعار کہنا بھی ہمارے لئے ناجائز فرمایا گیا؟ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان المؤمنین یجاہدون بسیفہ ولسانہ والذی نفسی بیدہ لکائناترمونہ بہ فیضح الذبل۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ بیک ایمان والا اپنی تموار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ اسکی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری

جان بیک تم اپنے اشعار کے ذریعے سے کافروں و مشرکوں کے دلوں پر تیر برساتے ہو۔ جس طرح تیروں سے انکو زخمی کرتے ہو۔ (ردلہ فی شرح السنۃ عن کتب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یعنی شعر گوئی صرف ان لوگوں کیلئے منع ہے جو گمراہی کے نالوں میں سرگرداں پھرتے ہیں اور جو کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ایمان والے پابند شریعت شعرا تو اس ممانعت سے مستثنیٰ ہیں۔ انھیں آیاتوں کے بعد علی الاطلاق ارشاد ہوتا ہے۔

الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و ذکرنا اللہ
کثیرا و انتصروا من بعد ما ظلموا و سيعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔
یعنی مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور کثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور اب جانتا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کر دھڑ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ترجمہ رضویہ)

اس آیت کریمہ نے ارشاد فرمادیا کہ اشعار میں کفار و مشرکین کی مذمت و تحو کرنا اسلئے کہ مسلمانانِ کونین کر اللہ کے عقائد کفریہ سے متنفذ و ہزار ہو کر اپنے اسلام اپنی سنیت کو ان کے دامِ مکرو فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔ یہ بھی جہادِ باللسان ہے۔ ہم نے یہ پانچوں احادیث مبارکہ بھی اسد السنۃ حضرت غلام اللہ و صاف الجیب حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ ابوالظفر حب الرضا محمد محبوب علیاں صاحب قادی بھکاتی رضوی پوری لکھنؤ خطیب جامع مسجد مفتی اعظم ریاست پٹیا لہ (ادھم اللہ بالفیض و الفضل الجلال و النصیر جم دنا علی جمع اہل الکفر و الضلال) کے فتوے مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی "اربعین شذات" (۵۸ ۱۲) سے نقل کی ہیں۔

اب یوں اللہ تعالیٰ و یوں حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ انصہرانی کی ان عبادات کریمہ کے فوائد عظیمہ ملاحظہ ہوں۔

اولاً۔۔۔ پانچویں چھٹی ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ ہر مسلمان ماقبل یا ربغ پر صوفی ہو یا کوئی اور سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقیدوں کو علمائے اہلسنت و جماعت و امت برکاتہم کی تحقیقات کے مطابق درست کرے۔ بغیر اس کے علم و عمل و سلوک سب باطل و مردود ہے۔

ثانیاً۔۔۔ پانچویں ساتویں عبارتوں میں فرمادیا کہ اگر ائمہ دین و ملت و علمائے اہلسنت و رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تحقیقات کے خلاف جو شخص اپنی عقل سے قرآن و حدیث سے سمجھنا چاہے گا وہ بد مذہب و گمراہ ہو جائے گا بلکہ کتابِ سنت کے مطالب کو حضراتِ علمائے اہل سنت ہی کے معتقدات و تحقیقات کے مطابق اخذ کرنا فرض ہے۔

ثالثاً۔۔۔ تیسری ساتویں گیارہویں چودھویں عبارتوں میں فرمادیا کہ مسلمان کہلانے والے تمام فرقوں میں نجات کا ستنی صرف اہل سنت و جماعت کا مقتداس گروہ ہے۔

والعنا۔۔۔ چودہویں عبارت میں فرمایا کہ اہلسنت و جماعت کے ہوا مسلمان کہلانے والے جو بہتر فرقے ہیں ان سب کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں ناری و جہنمی فرمایا ہے
خامسا۔۔۔ تیرہویں عبارت میں فرمایا کہ مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف جو عقیدہ ہو اس کی نجات ہمیشہ کی موت اور ابدی عذاب تک پہنچا دیا کرتی ہے۔

سادسا۔۔۔ گیارہویں عبارت میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص مذہب اہلسنت و جماعت سے رائی کے دانے کے برابر بھی جدا نظر آئے اس کی صحبت کو ستم قاتل اور اس کے پاس آنکھیں بیٹھنے کو زہر فاسخ سمجھو۔
ساتواں۔۔۔ اسی عبارت میں فرمایا کہ ہر ایک بد مذہب فرقے کے ٹلانے دین کے چور ہیں دین میں جس قدر نفعی فسادات ہو رہے ہیں سب کا سبب انہیں کی خودسیت ہے، ان کی صحبتوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

ثامنا۔۔۔ اسی عبارت میں فرمایا کہ بد مذہب فرقوں کے ٹلانے ابلیس ملعون کے نائب ہیں جنہوں نے شیطان نعین کے کارِ تضلیل و اغوا کا سارا بار خود اپنے اوپر لیکر ابلیس کو آرام و بے فکری کے ساتھ بٹھا دیا ہے۔

تاسعا۔۔۔ پندرہویں عبارت میں فرمایا کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں کے مذہبی و فہمی و حبیب و عیوب و نقائص نظم و نشر میں تصنیف کرنا اور مسلمانوں کے مجمع میں مہر پر کھڑے ہو کر پھندا اور مسلمانوں کا اپنے مجموعوں بلکہ اپنی مسجدوں میں بیٹھ کر ان کو سننا اس لئے کہ عوام اہل اسلام ان کو سن کر کھار و منتشر کین اعدائے دین کے تھا بد کفریہ و افعال امر ضعیف سے متنفر رہے زار ہوں اور اپنے دین مذہب کو ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رکھیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت مجلیہ ہے۔

عاشرا۔۔۔ دوسری تیسری آٹھویں نویں دسویں عبارتوں میں فرمایا کہ کشف و کرامات و مواجید و حالات صہر و ہی معتبر ہیں جو عقائد مذہب اہلسنت و احکام و مسائل شریعت کے مطابق اور موافق ہوں۔ اور جو امور بظاہر کشف و کرامات و مواجید و حالات نظر آتے ہوں لیکن مذہب اہلسنت کے طواف یا شریعت مطہرہ کے مخالف ہوں وہ کشف و کرامات نہیں بلکہ خرابی و بربادی و استدراراج ہیں۔

جادی عشر۔۔۔ پہلی چوتھی بارہویں عبارتوں میں صاف فرمایا کہ جو کشف و الہام شریعت مطہرہ کی خلاف ہو وہ مردود ہے، مگر ای و بے دینی ہے۔

ثانی عشر۔۔۔ بارہویں عبارت میں فرمایا کہ سچا صوفی احوال و افعال و اقوال و علوم و معارف میں کبھی شریعت مطہرہ کا منافی ہو ہی نہیں سکتا۔

ثالث عشر۔۔۔ اسی عبارت میں فرمایا کہ اگر کسی سچے صوفی سے مشاہدہ تعالیٰ الہی میں استغراق کے وقت

سکر نہ خودی کے سبب ایسے کلمات صادر ہو جائیں جو بظاہر شریعت مطہرہ و مذہب اہلسنت کے خلاف نظر آئیں تو ان کے ظاہری معنی مراد لینا حرام و ناجائز ہیں۔ بلکہ جب اس کی سچی صوفیت ثابت ہے تو اس کے اس قسم کے کلمات کے ایسے معنی مراد لینا فرض ہیں جو اگرچہ بادی النظر میں ان کلمات سے مفہوم نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ بعد غور و فکر ان کلمات سے سمجھ میں آتے ہوں۔ لیکن شریعت مطہرہ و مذہب اہلسنت کے مخالف نہ ہوں۔

رابع عشر — نویں دسویں عبارتوں میں فرمایا کہ سلوک طریق صوفیہ کا صرف یہی مقصود ہے کہ حقیقتِ شریعہ پر اور زامہ لائق اور احکام فقہیہ کے بحال آنے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اسکے حوالہ اور ہرگز مقصود نہیں۔
خامس عشر — چھٹی عبارت میں فرمایا کہ صوفی جب تک عقائد میں سچاپکا سنی مسلمان نہ ہوگا علم دین اسکو مفید نہ ہوگا۔ اور جب تک احکام شریعت کا علم اسے حاصل نہ ہوگا عمل اسے نفع نہ دے گا۔ اور جب تک احکام شریعہ پر عمل نہ کرے گا ریاضتوں مجاہدوں سے اسے تصفیۂ قلب و تزکیۂ روح ہرگز حاصل نہ ہوگا۔

لہذا محمد کہ ان عبارات شریعہ کا شمس فی نصف النہار واضح و آشکار ہو گیا کہ پیر کہلانے والا مسلمانوں کے سامنے صوفیت کے لباس میں آنے والا اگر مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف اور شریعت مطہرہ کا مخالف تو وہ ہرگز نہ تو صوفی ہے نہ پیر۔ وہ ولی اللہ نہیں بلکہ ولی الشیطان ہے۔ وہ مرشدِ مشلین نہیں نہادی مومنین بلکہ وہ دزد ایمان ہے اور خزانہ دین، نائبِ ابلیس یعنی ہے۔ اور مسلمانوں کے دین و ایمان کا عدو مبین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اس مسئلے کی تفصیل جلیل حضور پر نور آقائے نعمت دریا کے رحمت امام اہلسنت اعظم حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم فاضل بریلوی مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ عبدالصطفی محمد احمد رضا خاں صاحب قلم تادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے مبارک سنی بنام تاریخی "معتال عرفا باعز از شرع و علماء" (۶۶ ھ ۱۳) میں ملاحظہ ہو
سادس عشر — گیارہویں عبارت میں اپنی تمام شریعت کے مجملہ و حظوں کا خلاصہ اور اپنی ساری مبارک زندگی

کی تمام نصیحتوں کا عطر یہ ارشاد فرمایا کہ پابند شریعت و دیندار لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے، الفت و محبت رکھی جائے پابندی شریعت اور دینداری صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی پیروی ہی پر منحصر و موقوف ہے۔ عقلی و نقلی و کشفی و لائیل قطعاً یہ بات ثابت ہے کہ بغیر اتباع مذہب اہلسنت کے نجات محال اور کامیابی ناممکن ہے۔ جس شخص کے متعلق بھی معلوم ہو جائے کہ وہ ایک لائی کے دلنے کے برابر بھی عقائد اہلسنت و جماعت سے مخالفت کرتا ہے اسکی صحبت کو قتل کر دینے والا نہ سمجھیں اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو سامنے کارہر جائیں۔ سنی مسلمانوں کے مذہبی علماء کے سوا ہر ایک فرقے کے کلمائے دین کے چور ہیں۔ مجملہ دینی فتنے تمام مذہبی فسادات انھیں بد مذہب ملاحوں کی خواست کے سبب برپا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے دنیا کی حقیر و ناجیز دولت کے لالچ میں بد مذہبی دلائل بھی یا مسلح کلیت اختیار کر لی ہے۔ وہ لوگ ابلیس ملعون کے نائب ہیں۔ جنھوں نے بہکانے اور گمراہ کرنے کے خطر ابلیس

کارناموں کا بار اپنے اوپر لیکر اپنے پیشوا شیطان لعین کو فارغ البال اور بے فکر کر دیا ہے۔ تمام ہندو مذہب ملاؤں کے خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں دور رہنا ان کی صحبت سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔

یہ تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے مجملہ وصایا کا خلاصہ تھا۔ اب حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر شریف کے جمیع تحریری و تقریری مواظفہ و نصائح کے خطر کی ایماں پر درخوشیوں سے بھی اپنے مشام جان و ایمان کو مضطر کیجئے۔

رسالہ مبارکہ "وصایا شریف" کے صفحہ ۳ و ۴ وہ پر ہے۔

"پیارے بھائیو! ادری مابقائی ذیکر مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہریں تین ہی وقت ہوتے ہیں۔ بچپن، جوانی، بڑھاپا۔ بچپن گزرا جاتی آئی، جوانی لگی بڑھاپا آیا اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کسی ہزار مجلسیں حلقہ فرمائے۔ اور آپ سب لوگ ہوں۔ میں ہوں۔ اور میں آپ لوگوں کو سنا رہا ہوں مگر بظاہر اس کی امید نہیں۔ اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اللہ و رسول کی (جل جلالہ و جلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) اور دوسری خود میری۔ تم مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھولی بھیڑ میں ہو۔ بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوانہ بنو گئے۔ رافضی ہو گئے، منجری ہو گئے، قادری ہو گئے، جکڑا ہو گئے، غرض کتنی بے خبری ہو گئے۔ جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ سب بھیڑیے ہیں۔ تمہارے ایمان کی آپ

میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم رب العزّة جلّ جلالہ کے نور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم روشن ہوئے۔ حق سے یقین رکھنے والے روشن ہوئے، توحید سے یقین رکھنے والے روشن ہوئے، ان سے ائمہ اربعہ (دو درویش تھے۔ مسلم ان سے ہم دشمن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں کہ یہ نور ہم سے لے۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جلّ جلالہ و جلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں کی پستی و عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جلّ جلالہ و جلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان میں نادانی تو زمین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کہیں۔ ہو تو اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت (علی صاحبہا و آلہ الصلوٰۃ والتّحیہ) میں ذرا بھی کشتاف دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ منظم کیونہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر بھینک دو۔ میں اپنے چوہہ بکس کی غرض سے ہی بتا رہا ہوں اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کیلئے

کسی بندے کو کھڑا کر دیگا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو۔ اور تمہیں کیا بتائے۔ اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو۔ محبت اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور انا قیامت کے دن اس کیلئے نور و نجات ہے۔ اور جس نے نہ مانا اس کیلئے ظلمت و ہلاک۔ یہ تو خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ اور دوسری میری وصیت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی۔ میرے کام آپ لوگوں نے خود کئے۔ مجھے نہ کرنے دیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے تیر دے۔ مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے۔ میں نے تمام اہلسنت سے اپنے حقوق کو جو اللہ تعالیٰ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فرو گذاشت ہوئی ہے وہ سب معاف کر دیں۔ اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں ان سے میری معافی کرالیں۔“

یہ مبارک وصیت مقدسہ پچیس محرم الحرام ۱۳۴۲ھ کو اپنی دنیوی حیات شریفہ میں اپنے مرشد برحق خاتم الکابر حضوہ پیر نور سیدنا شاہ آل رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے پچھلے عرس سراپا قدس میں ارشاد فرمائی تھی۔ قلی شریف کے وقت کا شانہ مبارک سے مستورات کو دوسرے مکان میں بھجوا کر لوگوں کو اپنے حضور میں طلب فرمایا۔ یہ وعظ و نصیحت کی آخری صحبت تھی اور رشد و ارشاد کا پچھلا دور۔ جس کے پورے ایک مہینے کے بعد جمعہ مبارک ۲۵ صفر مظفر ۱۳۴۲ھ کو درج کراؤ تیس منٹ پر امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دار فانی سے دارِ باقی کی طرف سفر فرمایا۔ ان مبارک وصایا نے مجمع پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ حاضرین کی روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی محبت میں لوگوں کا اس روز ہلک ہلک کر رونا عمر بھر یاد رہے گا۔ پھر مکتوب وصایا جو وصال شریف سے صرف دو گھنٹہ سترہ منٹ پیشتر قلمبند کرائے اور آخر میں حمد و درود شریف و دستخط خود اپنے دست اقدس سے تحریر فرمائے۔ ان کے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

”حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے والسلام۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۲ھ روز جمعہ مبارک ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ وقتی وصایا قلمبند ہوئے۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ تعلیم خود بحالتِ صحت جو اس واللہ شہید ولہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ وبارک و سلم علی شفیع المذنبین والہ الطیبین و صحبہ المکرمین وابنہ و حزیہ الی ابد الابدین والحمد للہ رب العلمین ۵

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات مبارکہ میں یہ حمد پچھلی حمد اور یہ درود آخری درود اور یہ تحریر بھی آخری تحریر ہے کہ پھر کچھ نہ تحریر فرمایا۔ یہ ہے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری مبارک زندگی کے جملہ نصائح کے خلاصے۔ اور حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام حیات مبارکہ جمیع وصایا کے ملخص کا باہمی حسن تطابق۔ مشاہدہ اولین ہی میں محسوس ہوتا ہے کہ گویا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مبارکہ جس مضمون کا اجمال جلیل ہے۔ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ وصیت مقدسہ اسی کی مختصر تفصیل جلیل ہے۔ اللہ عزوجل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی و حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی انھیں مقدس وصیتوں پر ثبات و تقیم رہنے کی ہم کو، ہمارے بھائیوں، ہماری بہنوں کو توفیق بخشے اور اس راستے میں کسی کی بھی شہرت علمی و شخصیت ظاہری نسبت نسبی و وجاہت عمومی وغیرہ کے پاس اور لحاظ کو ہمارے لئے سد راہ نہ ہونے دے اور وہی ہمارا معین و کفیل ہے اور ناصر و وکیل فلاح الحمد للہ علی حبیبہ والہ وصحبہ وابنہ و حزبہ و مجدد دینہ و محیی ملتہ و اولیاء امتہ و علماء شریعتہ و علینا و علی سائر اہل سنتہ و جماعتہ اتعرا الصلوٰۃ وادوم التسلیات بالتعظیم والتبجیل آمین۔

الحمد للہ رب العالمین! کہ ٹھیک دوپہر کے آفتاب عالم تاب سے بھی زائر روشن طور پر ثبات ہو گیا کہ حق کو حضرات علمائے اہلسنت کثر ہم اللہ تعالیٰ و نصر ہم کا مسلک بالکل حق و درست و صحیح اور صلیح کلی پیر نما ٹھگوں کا ہر ایک مخالفہ فیض و تسبیح ہے۔ اور جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ اس شعر کے مصداق ہیں کہ

اے بسا ابلین آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

صلح کلیوں کے اور دوسرے مکروں اور عذروں کا مفصل رد و قاہر حضور پُر نور امام اہلسنت مجدد اعظم علیہ السلام قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتاب مسنی بنام ”تہذیب ایمان بآیات قرآن“ (۲۶/۱۳) میں ملاحظہ ہو۔ بھولے بالے سیدھے سادے مسنی مسلمانوں پر فرض عین ہے کہ ان سب قسموں کے صلح کلیوں سے دور و نفور رہیں تاکہ بفضلہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اُن کے دین و ایمان ان کے حملوں سے بچیں۔ ان ارید الاصلاح ما استطعت و ما تو فینقی الا باللہ علیہ توکل و الیہ انیب ۵

در حقیقت صلح کلیت ہر بد مذہبی کی جڑ، ہر سیدنی کی بنیاد اور ہر فتنے کا دروازہ ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ، اپنے بھائی بہن، اپنے بیوی بچوں کے دشمنوں اور اُن کو گالیاں دینے والوں سے نفرت و بیزاری رکھے، اُن سے بغض و عداوت برتے، اُن کی گالیوں کے بدلے گالیاں بکے یہ سب توجائز ہے۔ مگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی رضا کیلئے جو شخص اُن کے دشمنوں کی شان میں گستاخیاں کرنے والوں سے حکم

شریعت علیحدگی و مجاہدت بنیادی و نفرت ایسوں کے ساتھ شرعی بغض و عداوت رکھے، اُن کی ملعون گستاخیوں کا رد کرے وہ منت نہ کرے، جھگڑالو ہے، بدگو ہے، بے تہذیب ہے، اُن سینوں کا نرڈ غیر مذہب اور شرعی ناپاؤنہ ہے۔ دلائل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کون سے سچے ایمان دار کو ایسی ناپاک ملعون شخصیت کے کفر و الحاد پہونے میں کوئی شبہ رہ سکتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ایمان و قرآن تو یہ بتاتا ہے کہ جو شخص تمہارا دشمن ہو، تمہارے ماں باپ کا عدو ہو، تمہارے کنبے قبیلے کے خون کا پیاسا ہو، تمہاری جان کا خواہاں ہو، تم کو برا کہتا ہو، تمہیں گالیاں دیتا ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کا دشمن و مخالف نہ ہو اور یا نہ اندر سنی مسلمان ہو تو اگرچہ اُس کی ناپائیدار دشمنیوں کا بروجہ شرعی انتقام لینا جائز ہے پھر بھی اگر صبر کرو اور اسکو بخش دو اس کی عداوت کے بدلے میں تم اُس کے ساتھ محبت کرو اُس کی گالیوں کے بدلے میں تم اُسے دعائیں دو تو یہ عند اللہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمہارا کیسا ہی معظّم و محترم ہو تمہیں کتنا ہی محبوب و محترم ہو اگرچہ وہ تمہارا مولوی تمہارا مفتی تمہارا پیر تمہارا اخطا تمہارا استاد کہلاتا ہو اگرچہ وہ تمہارا لیڈر تمہارا اسپیکر تمہارا لیکچرار تمہارا ریاضی مرنبکر پلیٹ فارم پر آتا ہو اگرچہ وہ تمہاری کسی ہی پوری دوسو زوی و اولاد و اعانت کے گیت گاتا ہو۔ اگرچہ وہ تم پر کیسے ہی اکرام و احسان و انعام کی بارش برساتا ہو، اگرچہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے درحقیقت بھی وہ تمہارا رشتہ دار یا بھائی یا بیٹا یا باپ ہی ہو لیکن اللہ و رسول جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں توہینیں اور گستاخیاں کرتا ہو، قرآن عظیم کی تکذیب و احکام اسلامیہ پر تشنخ کرتا ہو اُس کے ساتھ بغض بروجہ شرعی رکھنا، اُس سے متفرق و بیزار رہنا، اُس کے کفر و امداد کا پردہ چاک نہ کرنا، اُس کے کافر مزید ہونے کو علی الاعلان مسلمانوں پر پیش کر دینا، اُس کے احسان انعام کو درحقیقت کفر و فریب کا جال سمجھنا، اُس کی محبت کے بدلے میں اُس کے ساتھ شرعی عداوت رکھنا بقدر وقت و حسب استطاعت تم پر فرض ہے۔ یہی امداد اللہ تعالیٰ علی صاحبہا و آلہ الصلاۃ و التیمیۃ کا ارشاد ہے۔ یہی صدر آیات قرآنیہ کا صریح واضح مفاد ہے۔

آہ! کہ ان ظالم صلوکیوں نے اس ضروری دینی قرآنی حکم شرعی کو بالکل چٹ دیا۔ ان بے ایمانوں نے گڑبڑ کیا کہ اپنے دشمنوں سے تو دشمنی و عداوت نفرت و مجاہدت اُن پر رد ان کی اہانت سب کچھ جائز و صحیح۔ نہ تہذیب کے خلاف نہ اتفاق و اتحاد کا مخالف۔ لیکن خدا و رسول جل جلالہ و علی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ صلہ و اتحاد رکھنا اُن سے محبت و اُکفّت برتناسب کچھ فرض ہے اور غضب بالائے غضب یہ کہ ان بے دین صلوکیوں کے سنگین دہلیزیں اسی ناپاک کفر کو جا بجا ناوارفت اور جاہل عوام مسلمین کے سامنے حکم اسلامی اور فرض قرآنی بتاتے پھرتے ہیں۔

بیش للظالمین بدلا ○ الا لعنة الله على الظالمین ○ وسیعلم الذین ظلموا انی مقلب ینقلبون ○ ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون ○ انما یؤخرهم لیوم تشخص فیہ الابصار ○ والعیاذ باللہ الواحد

اور ایک بزمِ قادری رضوی کانپور کے مسائلِ ذیل میں استفسار کرنے پر حضورؑ
نے یہ تحریر عنایت کی، جسے آراگیت کے نے بشکلِ نمونہ شائع کیا اور دیگر
علمائے کرام سے تصدیقات بھی حاصل کیں۔

ترتیب

۴۶۶ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیارے مذہبی بھائیو! عزیز دینی برادر! ہر سنی مسلمان کیلئے بہت بڑی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت بکریا ہے کہ اس کے پیارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و توہین کی جائے۔ لیکن ماقبل مسلمان کا ہرگز یہ کام نہیں کہ وہ کسی مصیبت سے گھبرا کر خلافِ شریعت امور کا ارتکاب کرنے لگے۔ خوب سمجھ لو کہ کالے بٹے لگانا، سیاہ جھنڈے اٹھانا، مکانات اور دکانوں پر کالی جھنڈیاں نصب کرنا فسادِ امن اور بے حرشتی کا شعار ہے۔ اس سے پرہیز کرنا مسلمان کو واجب ہے۔ ہر مسلمان کو ناغریب مسلمانوں کی روزی کو نقصان پہنچانا ہے۔ بکس دے بس اور بے دست دیا، بے زور و زور نہتے مسلمانوں کو حکومت و قوت کے مقابل گولیاں کھانے کا مشورہ دینا، ان کو کسی باغیانہ تحریک کیلئے اشتعال دلا کر حکومت سے ٹکرا جانے پر اکسانا مسلمانوں کی بدخواہی و تباہ کنی ہے جو شرعاً حرام ہے۔ سنی مسلمان بھائیوں کو عموماً اور رضوی برادران کو خصوصاً متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کے فتنہ و شر و فساد سے قطعاً علیحدہ رہیں، امن و امان کو مکمل طور پر قائم رکھیں۔ حکومت و قوت کے خلاف ہر قسم کی مفیدانہ تحریکوں سے قطعاً پرہیز کریں۔ اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر کے جن احکامِ شرعیہ پر عمل کرنا اپنے اختیار اپنی استطاعت میں ہے ان کے مکمل طور پر بند ہو جائیں۔ بالخصوص خلافِ شریعت افعال سے اجتناب اور حکمِ شرعی کے مطابق روزِ صی کی حفاظت اور نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں۔ اور وہ مسلمان کہلانے والے کلمہ پڑھنے پڑھانے والے واپس دیوبندیہ جو اپنی تحریروں میں خدائے قدوس جل جلالہ کو جھوٹا ——— اس کے محبوب علیہ صلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا علم غیب ہر جانور ہر پائل ہر چارپائے کے لئے ثابت ——— حضور علیہ صلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان کے علم سے کم ——— حضور علیہ صلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کو فدا جل جلالہ کے آگے چارے بھی زیادہ ذلیل ——— سب انبیاء و اولیاء کو اس کے دروہ و ناجیز ذروں سے بھی کمتر ——— نماز کے اندر حضور علیہ صلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک لانے کو اپنی بی بی کے ساتھ جماع اور رندی کے ساتھ زمانے کے تصور سے

اور پل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بد رجہا بد تر اور شرک — بھان مٹیوں کے تماشوں اور جادو گروں کے جادو کو کمال و قوت میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھا ہوا — حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو چالیس سال کی عمر تک جملہ محاسن شرعیہ سے بے خبر ایمان سے قطعاً ناواقف تہذیب سے میسر خالی — اور اس قسم کی گندی گھونٹی تو ہمیں شائع کر کے غیر مسلم کہلانے والے کفار و مشرکین کو بھی بارگاہ مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام میں دریدہ دہنی و بد زبانی کرنے کی ہمتیں جراتیں دلا رہے ہیں۔ ان داڑھی والے کانٹوں مسلم نما متردوں سے اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر لیں۔ اور خدا و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بارگاہ کریم میں حضور سیدنا غوث اعظم سلطان بغداد و حضور سلطان الہند خواجہ حمیر و حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم کے واسطے اور وسیلے پیش کر کے خلوص قلب و صدق دل کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے تمام مسلمانان اہلسنت کیلئے مکمل امن و امان رکھیں۔ ہر قسم و شر و فساد سے ہمیشہ بچائیں۔ اور حکومت وقت جس کا اعلان ہے کہ وہ سیکولر اسٹیٹ یعنی ایک لازمی حکومت ہے اور وہ اپنے رعایا کے تمام مذہبوں کو یکساں نظر احترام سے دیکھتی ہے اس کو بھی توفیق دیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے۔ اور بارگاہ رسالت پر جو مسلم یا غیر مسلم کہلانے والے دشمنوں کی طرف سے گستاخانہ حملے ہو چکے اور ہوتے رہے ہیں ان کا اپنے اعلان کے مطابق یکسر سد باب کر دے۔ والسلام علی اہل السنۃ والسلام۔

فقیر الباقی عبید الرحمن شمس الدین خاں (سرپرست بزم قادری رضوی کانپور)

فقیر حشمتی سید نیاز احمد غفرلہ (ناظم اعلیٰ بزم قادری رضوی کانپور)

نیاز احمد قادری رضوی (صدر بزم قادری رضوی کانپور)

محمد سجاد حسین قادری رضوی (نائب ناظم و خازن بزم قادری رضوی کانپور)

محمد ابراہیم قادری رضوی (نائب صدر بزم قادری رضوی کانپور)

المشتاہر: اراکین بزم قادری رضوی کانپور حفظہم الرب الغفور عن الفتن والشرد (برقی پریس کانپور)

تصدیقات

از: حضور سرکار تاج العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم خدا جل و علا و صلوٰۃ و سلام بر حبیب خدا و آل و اصحاب باصفاء و سلام بر اہل اسلام کے بعد ان سو

ذی الحجۃ الحرام ۱۲۷۱ھ دو شنبہ مبارکہ کو مجھے مطبوعہ اشتہار و موم بزم قادری رضوی کانپور کاسٹیجائیوں کو حضور
اعلان موصول ہوا۔ میرا اور میری خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے اکابر کرام و مرشدان عالی مقام علیہم السلام
سید المرسلین علیہم السلام و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ دین و مذہب و مسلک سلفاً و خلفاً عرب و عجم میں ان کے
مبارک آستانوں سے قولا و عملاً تحریر و تقریر کا شائع و مشہور و معلوم ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم دوسرے
مرتدین و مبتدعین لگے اور پچھلے سب حکم شریعت مطہرہ قطعاً اور یقیناً اجماعاً کفار مرتدین و ضالین و مبتدعین کے
نسب عقائد ہم ہیں۔ جو شخص بھی ان کے عقائد کفر و بدعت پر مطلع ہو کر ان کو کفار و مرتدین و مبتدعین نہ جانے
وہ بھی انہیں جنت کی رسی میں شرفاً بندھا ہوا ہے۔ ان سب سے مسلمانوں کو سب دسعت ظاہری و جہانی طور پر بھی
احقر از اور اجتناب شرکاً فرض و لازم اور قلبی نفرت کلی اور بے زاری قطعاً تو فرض و لازم آج ہے ہی اور لیڈری
چالوں سے بھی جو غریب اور کمزور بے زر و بے پر مسلمانوں کیلئے مضر و مہلک ہیں۔ احقر از و اجتناب کی تاکید بھی
اس خانقاہ عالیہ سے مطابق حکم شریعت مطہرہ برابر ہوتی آئی ہے۔ اور اسی پر فقیر بھی یعونہ تعالیٰ عامل اور اسی کا اپنے
اجتناب اہلسنت اور ہر دران قادریت و برکاتیت میں تاوست پہنچ ہے۔

فقیر الاولاد رسول محمد میاں قادری برکاتی محمدی تاجی غفرلہ
از خانقاہ عالیہ برکاتیہ قادریہ مبارک مطہرہ ۱۳۲۳ھ دو شنبہ مبارکہ

از: حضور سیدنا محمد علیہ الرحمة والرضوان

۹۲۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

والاجتناب بالانتساب بحر العلوم مناظر عظیم ہند زیدت فضا ملک علیہم السلام ورحمۃ وبرکاتہ
کہ فرمائے قدیم عالمی نو محمد عبدالستار قبیل نے مطبوعہ اشتہار بزم قادری رضوی کانپور کاسٹیجائیوں کو حضور رضوی اعلان غایت فرمایا
اس غایت فراوان کیلئے اس گنہگار کا یہ ایمان قبول فرمائیے۔ بیشک ہر سنی مسلمان کیلئے ساری باتوں میں
بڑی یہ آفت کہ معاذ اللہ رب العالمین حضور اقدس سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم
کی بارگاہ عرش اشتباہ میں گستاخی و توہین کی جائے یقیناً شکار نصاریٰ و نیا چرہ وغیرہم کفار و مرتدین و مبتدعین کا اختیار
کرنا مسلمانوں کیلئے حکم شریعت مطہرہ و علم و گنہ ہے۔ لاریب کہ برائے وہابیہ دیوبندیہ (جو اشتہار میں مذکور ہوئے)
اپنے اپنے عفت و کفر یہ قطعہ کی بن پر یقیناً کافر و مرتد ہیں ایسے کہ ان کے کفر و ارتداد پر اطلاع شرعی کے
بعد جو ان کے کفر و ارتداد میں شک بھی کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ یقیناً مسلمانوں کو ایسی تدبیر کی طرف رغبت دلا نا جو

ان کو تب ہی ویربادی کے حار میں ڈھکیل دیں شرعاً حرام ہے۔ ضرور مسلمانوں کو شریعتِ مطہرہ کی پابندی کی تاکید و تبلیغ کرنا حق و صواب ہے۔ بلا ازنیاب مسلمانوں کو حضراتِ محبوبانِ خدا برگزیدگانِ حق علیہم السلام کے وسیلے سے خدا و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہوں میں اپنی فریادیں پیش کرنے کی ترغیب تاکیدیجاء اور درست ہے۔ اور ان مقاصد میں یقیناً اشتہار نہ کرنا صحیح و درست ہے۔ اور ان مقاصد کو سرتاپا غلط کہنا تلخ ترین ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و حبیبنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین و بارک و سلم، فقیر ابو الحسنین آلی مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی لوری قاسمی

خادم آستانہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ و خطیب مسجد کھڑک بمبئی ۹

یازدہم ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء شنبہ

تقصیدیق: حضورِ محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

یہ بھی ایک آثارِ قیامت سے ہے کہ مسلمانوں کی جان و مال و عزت اور سب سے بڑھ کر ان کے دین کی حفاظت کیلئے نیک و پاک مشورہ اور ان کو سیاست کی تباہ کاریوں سے بچا کر راہِ دین پر لگانے کے مقدس پیغام کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کئے جائیں۔ اور نہ جانے وہ کس قسم کے بھولے بالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت میں جو پروپیگنڈے کا شکار ہو کر فتنہ و شرفساد میں پڑ جائیں۔ کیا اتنی سی بات سمجھنا دشوار ہے کہ دہائی دیوبندی کچھ مکانات کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا اور کوئی عالمِ دین باطل شکن مسلمانوں کا بدخواہ نہیں ہو سکتا بہر حال اشتہارِ راج بھی اسی طرح حق ہے جس طرح ابتدائے اسلام کے وقت حق تھا۔ مالِ مسلم جانِ مسلم عزتِ مسلم اور دینِ مسلم سب کو قرآنِ کریم و حدیث شریف میں قیمتی فرمایا گیا ہے اور شعارِ کفار و مشرکین سے بچنے کا حکم اسی وقت سے چلا آرہا ہے۔

اس اشتہار کو پڑھ کر اور سمجھ کر جو کہے یہ اشتہار سرتاپا غلط ہے اگر یہ جسارت بر بنائے فریب خوردگی و نادانی ہے تو نہایت قبیح جہالت ہے اور اگر بر بنائے بد دینی و بے دینی ہے تو کھلی ہوئی ضلالت بلکہ بلاتاویل انکار احکامِ شریعت اور کفری بطلان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ، اذما غندی والعلم عند اللہ واللہ ورسولہ وسلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم فقط ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی کچھ چھ شریف ضلع فیض آباد

۲۰ ذی الحجہ الحرام ۱۳۷۱ھ

مہر شریف

حضرت ملک العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان :-

الجواب صحیح والمحبیب یحیی فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی حشمتی اشرفی غفرلہ

سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

حال پرنسپل جامعہ لطیفیہ بحر العلوم

کثیر بار ضلع پورنہ بہار

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمۃ والرضوان :-

الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ در سولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجذبی لکھنوی

غفرلہ خطیب جامع مسجد مذکورہ بمبئی ۷۵

از: حضرت علامہ مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قبلہ

الجواب صحیح واللہ ورسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری برکاتی رضوی غفرلہ ربہ القوی۔

از: حضرت مولانا حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا

۹۲/۹۳ انہ لقول فصل وما هو بالہزل۔ حاجی ابوبکر حاجی احمد ریشم والا قادری برکاتی رضوی غفرلہ

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ صداقت رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۷۳

تصدیق: اجل العلماء حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

۹۲/۹۳ مولانا اعلیٰ الافضل، مکرنا الاجل الاجل حضرت مولانا المولوی المفتی الحاج الشاہ محمد اجمل دام فیضہ الامم اکمل

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ "بزم قادری رضوی کانپور کائنات بھائیوں کو ضروری اعلان" شائع ہونے پر دوبارہ یونینڈ

نے اس کے خلاف غلط اور زہریلے پروپیگنڈے کر کے بھولے بالے سیدھے سادے مسلمانانِ اہلسنت کے

درمیان فتنہ و شر و فساد برپا کر دیا۔ لہذا اشتہار مذکور خدمتِ عالی میں پیش کر کے جناب والا سے استفتاء ہے

کہ یہ اشتہار شرعاً حق و صحیح و درست ہے یا نہیں۔ اور جو شخص کہے کہ یہ اشتہار ستر یا غلط ہے اس

پر کیا حکم شرعی ہے۔ جواب براہِ کرم جہاں تک ہو سکے جلد عنایت ہو۔ مینو اتور ورا۔

المستفتیان: اراکین بزم قادری رضوی کانپور۔

بزم قادری رضوی کا اشتہار رضوان "سنی مسلمان بھائیوں کو ضروری اعلان" میں نے اول سے آخر تک پڑھا

اس اشتہار کا نہ فقط مقصود بلکہ کل نظر غلط شرعاً حق و صحیح و درست ہے اور اہل اسلام کیلئے نفاذ ملکی اور اپنی استطاعت و قوت وقتی کو نہ نظر رکھتے ہوئے بہترین مشورہ اور عمدہ ترین شاہراہ ہے۔ اور اشتغال انگیز تحریکوں اور معاہدات انہریشوں کی بنا پر گئے والے زہریلے خطرات اور پریشان کن واقعات سے بچنے کیلئے انہریش ترین پیر اور فلسفہ اور مقصد کے آیت کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا کے اس کاہر حکم پر مشورہ انمول موتی اور جوہر پیارہ ہے کہ اس میں مفقوت صاحب نے ہر طرح وقت و استطاعت کی پورے طور پر نبائی کر کے بہترین تشخیص کی ہے اور قوم مسلم کے لئے بالکل مناسب اور انتہائی مفید وقتی نسخہ تجویز کیا ہے کہ جو ہر طرح کے غلط اور نقصان سے حفاظت کرنے والا اور مسیح شاہراہ پر لیجانے والا ہے۔ اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا انتہائی غیظ و غضب کی بنا پر اس کی قدر نہیں کی ہے تو اس غم و غصہ کے اثر جانے کے بعد جب وہ ٹھنڈے دل سے سوچے گا تو وقت اور نفاذ اس کے حق اور درست کہنے پر اس کو مجبور کر دے گی۔ اور جن لوگوں نے محض فتنہ پردازوں اور اشتغال انگیزوں کی باتوں پر مشغول ہو کر اپنے آپ کو گرفت کر لیا تھا اور وہ جیل سے معافی مانگ کر واپس ہوئے انہوں نے قوم کے ہیروں پر کیسا بدنام سیاہ دھبہ لگا دیا جیسا کہ اخبارات سے ظاہر ہوا۔ لہذا یہ لوگ کاش اس اشتہار پر عمل کرتے تو انہیں یہ روز بد کیوں دیکھنا پڑتا۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے سستی بھائیوں کو عقل و فہم عطا فرمائے اور انہیں مفسدین کی فتنہ پردازوں اور شرانگیزوں سے محفوظ رکھے۔ یہ ساری گفت کہ تو ہمارے برا دران اہلسنت سے تھی۔ اب رہے دایمہ دیوبندیہ تو سرکار رسالت میں تو ہیں اور گستاخیاں کرنا ان کا تو عین مذہب ہے۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں صمد ہا تو ہیں امیر عبادات کی مطبوعہ موجود ہیں۔ جن میں سے اس اشتہار میں صرف درجہ جرات کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ تو ان دیوبندیوں کو سرکار رسالت کی توہین نہ سمجھی ناگوار گذری نہ اب ناگوار ہے۔ ابھی تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گزرا کہ بابولائٹیل کی توہین رسالت پر ہر مقام پر صرف اہلسنت ہی نے پُر امن جلسے کئے اور رزومیشن پاس کر کے حکومت کو بھیجے کسی جگہ سے دیوبندیوں کی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی۔ اور اس امر پر تریکا کی توہین پر بھی یہ ہرگز نہ ابھرتے۔ لیکن اخبارات نئی دنیا دہلی نے جمعیت العلماء پر جب بہت لعن و طعن کیا تو اس پر محض یہ مقصد نظر رکھ کر اس توہین پر انتہائی غیظ و غضب دکھایا اور پر عوش مظاہر کیا کہ اس وقت ہم تو بین رسالت پر مظاہرہ کر کے اور غم و غصہ کی پر خوش تقریریں کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرادیں گے کہ دیوبندی جمعیت تو توہین کرنے والوں سے بہت سخت بیزار ہے اور توہین پر بانی ہمالی ہر طرح کی قربانی پیش کر رہی ہے لہذا امت مسلمین کے مشرب سے خود ہماری توہین رسالت کا جذبہ دھل جائیگا۔ اور ہم عشاقان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں شمار ہونے لگیں گے۔ پھر اس سے ہم تمام بھولے بے سمانوں کو اپنے دامن زور پر بھالیں

لیا کریں گے۔

اس اشتہار نے چونکہ ان کے مقصد پر پانی پھیر دیا اور ان کے توہین آمیز مضامین کی طرف اشارہ کر کے ان کے عیب کو اور اچھال دیا، اسی بست پر دیوبندیوں نے اس اشتہار کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور بھولے بلے مسلمانوں میں فتنہ و فساد برپا کیا۔ روزہ اگر دیوبندیوں کی اس بات میں کہ وہ تو مسلمان رسالت کرنے والوں کے دشمن ہیں اور واقعی تو ہمیں رسالت انھیں مانگوں ہے اور وہ اس پر جان دہلی قریناں پھینکے کو تیار ہیں تو اکابر کی کتابوں تقویٰ الامیان - حفظ الایمان - براہین قاطعہ - تحذیر الناس - وغیرہ رسائل کی طہات بند کریں اور اپنے اکابر کی توہین آمیز عبارات سے بیزار ہو کر اسلام کو ملے۔ ان پر حکم شرعی صادر کریں تو دنیا اس فیصلے پر مجبور ہو جائے گی کہ دیوبندی اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ اور جب تک دیوبندی یہ کام نہیں کریں گے تو ان کا امرت پستریکات کے خلاف مظاہرہ کرنا اور غم و غصہ کا اظہار کرنا محض نمائش بلکہ دہل و فریب ہے۔ بلکہ ان کے اس زائد جوش و اد مظاہروں کا یہ غلط نتیجہ برآمد ہوا کہ خاص سرکردہ بیت سہا پور میں اس توہین سے زائد شرمناک اور گندہ واقعہ ظہور میں آیا جو انصار بنیوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دیوبندیوں نے اس توہین پر کیا کارنامہ کیا اور ان کی چوٹی کی ذمہ دار ہستیوں نے جو حکومت میں داخل ہیں کیا اپنی کری کو چھوڑ کر اپنے ظاہری غم و غصہ کا بھی کچھ مظاہرہ کیا؟ ہرگز نہیں ذرا بھر نہیں۔ بلکہ ان کے شیخ نے آخر یہی مضمون لکھا جو اس اشتہار کا مضمون و مفہوم ہے کہ مسلمان مشتعل نہ ہوں اور پرامن رہیں اور صبر و سکون سے کام لیں۔ تو اب دیوبندیوں کو چاہیے تھا کہ اپنے شیخ کی خلاف بھی پروپیگنڈہ کرتے اور فتنہ و فساد کرتے۔ مگر اب آنکھیں کھلیں اور اسی نتیجہ پر پہنچے جو اس بزم اوری کے اشتہار کا نظریہ تھا۔ اب غصہ کر کھا کر عقل آئی۔ ہمارے سنی بھائی اس سے سبق حاصل کریں اور اپنے اشتہار کی قدر کریں۔

اب باقی رہا اس شخص کا قول جو اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سنی مسلمان تو انسان پاک مجتہد نہ کہے گا کہ اس کے عقیدے میں سرکار رسالت کی شان اقدس میں گستاخی و توہین جیسی مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت کبریٰ ہے اور خلاف شریعت امور کا ارتکاب کرنا اور نصاریٰ وغیرہ گمراہوں کا شعلہ اختیار کرنا اور مسلمانوں کو شر و فساد اور تباہ کنی کے غلط مشورے دینا شرعاً حرام ہیں اور حرمت سے اقبال کرنا اور یکشت داڑھی رکنا اور نمازوں کی پابندی کرنا شہار دین ہے۔ اور دیوبندیوں کی اپنی کتابلوں میں صد بار گستاخیاں اور گندی گھنونی توہینیں کرنا صریح اور امر واقعی ہے۔ اور وقت مصیبت و حاجت کے بارگاہ

اللہ ہی جو سب انبیاء و کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے عظام و ماکرنا سنت ہے۔ تو کوئی سنی ان امور کو غلط کہہ کر اپنی دولت ایمان کو کیوں برباد کرے گا۔ پھر بھی اگر کسی نے اپنی کم فہمی یا نادانیت سے اُن کو غلط کہا تو یہ تکذیب شرع سے لہذا اس پر توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان ضروری ہے۔ ہاں اسکو سرتاپا غلط کہنے والا کوئی بیدین و دیوبندی وغیرہ گمراہ ہو گا۔ جس کا اصل مذہب اور عقیدہ ہی یہ ہے کہ تو جہنم سرکار رسالت کو جبری مصیبت عظمیٰ اور سخت ترین آفت بکری سمجھنا غلط ہے۔ اور محرمات سے اجتناب کرنا غلط ہے اور نصاریٰ اور گمراہوں کے شمار سے پرہیز کرنا غلط ہے۔ اور مسلمانوں کو شر و فساد اور تباہ کنی سے بچانا غلط ہے اور یک مشت داڑھی کار کھانا غلط ہے اور نمازوں کی پابندی کرنا غلط ہے۔ اور دیوبندیوں کا کتابوں میں سرکار رسالت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو نہ فقط برا جاننا بلکہ ان کا تنبیہ عوام کے لئے نقل کرنا بھی غلط ہے۔ اور بوقت مصیبت حاجت جو سب حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا بھی غلط ہے۔ بالحد اُن میں سے نہ کسی ایک بات کا بلکہ تمام امور کو سرتاپا غلط کہنے کی جرأت کوئی دیوبندی جیسا گمراہ و بیدین ہی کر سکتا ہے۔ کہ جب وہ توحید و رسالت ہی کے اہم عقائد کو غلط کہتے ہیں اور قرآن و حدیث ہی کے احکام کو غلط ٹھہرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا اس اشتہار و بزم قادری کو سرتاپا غلط کہہ دینا کیا بعید ہے۔ لہذا جس دیوبندی نے اس اشتہار کو سرتاپا غلط کہا ہے اس نے اپنے کفریات میں اس سے مزید اضافہ کر لیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہ المقسم بذیل سید کل النبی و مرسل

العلیہ محمد اجمل غفرلہ اللہ عنہ و جل

مفتی مدرسہ اجمل العلوم فی بلدہ سنبھل، روضی الحبۃ المسلمام ۱۳۷۱ھ کو